

کتابخانه خانقاہ

کتابخانہ راجہ

ان مہرہ کریمہ شایع شد الی سبیلہ

الرحمہ المطالب علی بن ابی طالب

سوانح عمری

حضرت علی ابن ابی طالب

سندہ لمحققین علامہ فطسین چٹل عدیم سیم مقتدا ای اہل جناب
مولانا مولوی عبید اللہ صاحب سبیل امرت سمری نے تالیف کیا

اور

جان محمد اللہ بخش تاجران کتب بنگلہ ایو شہ لاہور

مولوی محمد عبدالرشید عبدالعزیز منیچ مطبع کو اہتمام

بہاول پور لاہور میں چھپوایا

۱۳۱۷ ۲ ۱۸۹۹

کتابخانہ خانقاہ

بلا اجازت و بیگانگی

مجلد ہفتم مناقب امیر المومنین علی بن ابی طالب

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۸۵	دیباچہ فقیر مستنبد	۲۳۸	محبوب المومنین	۱	ناصر رسول اللہ
۸۶	باب اول جناب امیر کی ہمارا مبارکت	۲۳۹	صدیق اکبر	۲	صالح المومنین
۸۷	اسد	۲۴۰	قاروق الاعظم	۳	سولی المومنین
۸۸	حیدرہ	۲۴۱	خاتم الوصیین	۴	منہج الوعد
۸۹	علی	۲۴۲	خیر الوصیین	۵	قاتل الناکثین و القاطمین المارقین
۹۰	جناب امیر کی کنیت	۲۴۳	الوصی	۶	المرقن
۹۱	ابوالحسن	۲۴۴	امام البرہ	۷	الشاہد
۹۲	ابوحسین	۲۴۵	قاتل العجور	۸	الشہید
۹۳	ابومحمد	۲۴۶	صاحب الراۃ	۹	الراکع
۹۴	ابوالریحانین	۲۴۷	مقیم الحجہ	۱۰	الساجد
۹۵	ابوتراب	۲۴۸	حجۃ اللہ	۱۱	الصفی
۹۶	ابوسلیمان	۲۴۹	راۃ الہدی	۱۲	الامین
۹۷	القاب	۲۵۰	ولی اللہ	۱۳	باب خطہ
۹۸	امیر المومنین	۲۵۱	صفۃ اللہ	۱۴	مشیل بارون
۹۹	امام المتقین	۲۵۲	شیخ المهاجرین والانصار	۱۵	نفس الرسول
۱۰۰	علی المتقین	۲۵۳	تعمیم النار والجنة	۱۶	سیت اللہ
۱۰۱	سید الصادقین	۲۵۴	وارث رسول اللہ	۱۷	ذوالاذن الواعی
۱۰۲	سید اسلمین	۲۵۵	خلیفہ رسول اللہ	۱۸	قاضی بن رسول اللہ
۱۰۳	سید المومنین	۲۵۶	منار الایمان	۱۹	وزیر رسول اللہ
۱۰۴	سید العرب	۲۵۷	امام الاولیاء	۲۰	خیر البشر
۱۰۵	سید فی المنا والآخرۃ	۲۵۸	المہادی	۲۱	ذوالقرنین
۱۰۶	قاتل الکفر الجہین	۲۵۹	صاحب اللوار	۲۲	خاصہ انحل

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۵۰	الطاهر	۶۷	وقنوم انهم	۸۵	واجعل لسان صدق
۵۱	الصالح	۶۸	انما انت منذر	۸۶	والعصر
۵۲	المؤمن	۶۹	ويطعمون الطعام	۸۷	والنجم اذا هوى
۵۳	الانزع والبطين	۷۰	من يطعم الله واليتيم	۸۸	وهو الذي خلق من الماء بشرا
۵۴	العابد	۷۱	والذي جاء بالصدق	۸۹	سلام على ال ياسين
۵۵	الزائد	۷۲	يا ايها الذين امنوا اتقوا	۹۰	اخوان على سرر متقابلين
۵۶	كاسر اسنام الكعبة	۷۳	والذين امنوا بالله	۹۱	وهو الذي ابدىك نبصرة
۵۷	الساق	۷۴	من المؤمنين رجال	۹۲	واقبوا الصلوة واتوا الزكاة
۵۸	الحبيب	۷۵	هذان خصمان	۹۳	والسابقون الاولون
۵۹	القارى	۷۶	ام حسب الذي	۹۴	فاما نذهب بك
۶۰	بغية الهدى	۷۷	افمن كان على بينة من ربه	۹۵	وجاءت عدت
۶۱	المهدي	۷۸	فاز الله هو ومولا	۹۶	يوم لا ينجز الله النبي
۶۲	طود النسي	۷۹	وتعياها اذن واعيه	۹۷	وكفى الله المؤمنين القتال
۶۳	اليليا	۸۰	افمن كان مؤمنا	۹۸	في بيوت اخذ الله
۶۴	قيا ب عين الفتنة	۸۱	اجعلتم سقاية الحاج	۹۹	يا ايها الذين امنوا لا تقوا
۶۵	امير نخل	۸۲	الذين يتفقون اموالهم	۱۰۰	ام يحسدون الناس
۶۶	فد البرقة	۸۳	سأل سائل	۱۰۱	واحتجبوا بجل الله
۶۷	شيل عيني	۸۴	يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك	۱۰۲	كمشكوف فيها مصباح
۶۸	القرم	۸۵	اليوم اكملت لكم دينكم	۱۰۳	ومن تقوت حسنة
۶۹	باب دوم جلال شري شان	۸۶	ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات	۱۰۴	افمن وعدناه
۷۰	قرآن مجيد کی آیتیں	۸۷	اولئك هم خير البرية	۱۰۵	افمن نخرج الله صدقة
۷۱	مقدمہ	۸۸	ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات	۱۰۶	انما وليكم الله ورسوله
۷۲	انما يريد الله	۸۹	ليجعل له ما يحب	۱۰۷	يا ايها الذين امنوا انما ناجي
۷۳	قل تالوا نذر ابتلانا	۹۰	واسوف يعطيك ربك فترحون	۱۰۸	ان الله وسلك ذليل
۷۴	قل لا اسئلكم	۹۱	مرج البحرين يلتقيان	۱۰۹	والسابقون الاولون

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۱۰۰	فی مقدمہ صدق الی	۱۳۱	کفی اسے شہید سینہ بینکم	۱۳۱	جناب امیر کا سب صحابہ سے اعلم ہونا
۱۰۱	من خلقنا امۃ الی	۱۳۲	حتی ناتیہم البینۃ	۱۳۲	جناب امیر کا علم بالقرآن
۱۰۲	طوبی لہم و حسن ما ب الی	۱۳۳	ان الله اصطفیٰ ادم و نوحا الی	۱۳۳	جناب امیر کا علم بالتورات والانجیل
۱۰۳	اطیعوا الله و اطیعوا الرسول الی	۱۳۴	الا بکرم الله تطہر القلوب	۱۳۴	جناب امیر کا علم بالتفسیر
۱۰۴	واولوا الارحام بعضهم وقی الی	۱۳۵	از الذین یؤذون الله الی	۱۳۵	جناب امیر کا علم بالقرارة
۱۰۵	و یبزی الذین امنوا الی	۱۳۶	یا ایہا النبی حسبک الله الی	۱۳۶	جناب امیر کا علم بالحديث
۱۰۶	من جہد بالحسنۃ الی	۱۳۷	فاستوی علی سوقہ الی	۱۳۷	جناب امیر کا علم فقہ
۱۰۷	وما کان الله لیعذبہم الی	۱۳۸	والشفعہ والوتر	۱۳۸	جناب امیر کا علم بالفرائض
۱۰۸	وعلی الاعراف و جبال الی	۱۳۹	ثم لنتعلن یومئذ عن النعیم	۱۳۹	جناب امیر کا علم باصول الدین سے علم کلام
۱۰۹	ولما ضرب ابن مریم مثلاً الی	۱۴۰	ام یجبل للذین امنوا الی	۱۴۰	جناب امیر کا علم بقصوف
۱۱۰	ولتقرنہم فی الحن القول الی	۱۴۱	تیسرا یا جناب امیر کے فضائل میں	۱۴۱	جناب امیر کا علم نحو
۱۱۱	ان الذین سبقت لہم الی	۱۴۲	مقدّمہ فضیلت کی بحث میں	۱۴۲	جناب امیر کا علم فصاحت
۱۱۲	فاما من اتقی کتابہ یمینہ الی	۱۴۳	جناب امیر کا ذکر و دخل عبادت ہونا	۱۴۳	جناب امیر کا علم الشعر
۱۱۳	فاسالوا اہل الذکر ان ینصروا	۱۴۴	جناب امیر کی شان میں جو احادیث	۱۴۴	جناب امیر کی حاضر جوابی
۱۱۴	قلوب	۱۴۵	وارد ہیں انکی نسبت محدثین کی راے	۱۴۵	جناب امیر کا علم کتابت
۱۱۵	اهدنا الصراط المستقیم الی	۱۴۶	جناب امیر کی مانند کسینے کتاب فضائل	۱۴۶	جناب امیر کا علم تعمیر الروایا
۱۱۶	واذان من الله ورسولہ الی	۱۴۷	نہیں کیا	۱۴۷	جناب امیر کا علم الجہد والجاہدہ
۱۱۷	ومن شاقوا الرسول الی	۱۴۸	جناب امیر سے فضائل کے پہلوں کی سبقت	۱۴۸	جناب امیر کا علم حساب
۱۱۸	و یوت کل ذی فضل فضلہ	۱۴۹	لیکھے ہیں یہ پہلے ان تک پہنچ سکتے ہیں	۱۴۹	جناب امیر کا علم ہیئت
۱۱۹	ثما ورننا الکتاب الی	۱۵۰	جناب امیر کے فضائل کا خلاصہ ہونا	۱۵۰	جناب امیر کے فضائل علی کا بیان
۱۲۰	ام حسب الذین انزلنا الی	۱۵۱	جناب امیر کا روحانی طریقہ	۱۵۱	جناب امیر کا رد
۱۲۱	وقوا صواب الصبر	۱۵۲	جناب امیر کا جامع مایع فضل ہونا	۱۵۲	جناب امیر کا زہد فی اللباس
۱۲۲	محسن من خلق الله والذین معہ	۱۵۳	جناب امیر کے فضائل نفسانی کا بیان	۱۵۳	جناب امیر کا فرسٹر
۱۲۳	وانہ اعلم للساعۃ	۱۵۴	جناب امیر کے فضائل علمی کا بیان	۱۵۴	جناب امیر کا طعام

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۱۸۸	جناب امیر کا صبر	۲۱۴	جناب امیر کی سخاوت	۲۸۷	جناب امیر کی قوت
۱۹۱	جناب امیر کی تواضع	۲۱۶	جناب امیر کی مہمان نوازی	۲۸۹	جناب امیر کی قوت
۱۹۲	جناب امیر کا حسن خلق	۲۱۷	جناب امیر کی اصابت رائے	۲۹۲	جناب امیر کے فضائل کا بیان
۱۹۳	جناب امیر کا عفو عن الکافات	۲۱۸	جناب امیر کا حسن سلوک	۲۹۳	جناب امیر کی حاجت
۱۹۵	جناب امیر کی شفقت علی الخلق	۲۱۹	جناب امیر کا کرم	۲۹۴	جناب امیر کی نسب عالی
۱۹۶	جناب امیر کا تفقد حال رعایا	۲۲۰	جناب امیر کی نصرت دین یعنی جہاد	۲۹۵	جناب امیر کے فضائل
۱۹۸	جناب امیر کی رعایت قیدیوں کی	۲۲۱	جناب امیر کا جہاد بال نفس	۲۹۶	جناب امیر کا سب سے اول جنت میں جانا
۱۹۹	جناب امیر کی رعایت حقوق الناس	۲۲۲	جناب امیر کا جہاد بالعدو	۲۹۷	جناب امیر کی عبادت کا سلفانوں پر اثر
۲۰۱	جناب امیر کا عدل	۲۲۳	جناب امیر کا جہاد بالسیف	۲۹۸	جناب امیر کی خلافت ہونا
۲۰۳	جناب امیر کی حیا	۲۲۴	جناب امیر کا فردین اور پر فرج پیمان	۲۹۹	جناب امیر کے فضائل
۲۰۵	جناب امیر کی غیرت قومی	۲۲۵	جناب امیر کا آداب الحرب	۳۰۰	جناب امیر کا ذکر
۲۰۶	جناب امیر کی فراست	۲۲۶	جناب امیر کی شجاعت	۳۰۱	جناب امیر کی قرابت کا فضل
۲۰۷	جناب امیر کا حافظہ	۲۲۷	واقعه شب ہجرت	۳۰۲	جناب امیر کا شرف
۲۰۸	جناب امیر کی سرعت فہم	۲۲۸	غزوہ بدر الکبر	۳۰۳	مناقب جناب سیدہ علیہا السلام
۲۰۹	جناب امیر کی صداقت	۲۲۹	غزوہ الکبیر	۳۰۴	البتول
۲۱۰	جناب امیر کی مامیت	۲۳۰	غزوہ احد	۳۰۵	سیدۃ النساء
۲۱۱	جناب امیر کی خلافت	۲۳۱	غزوہ خندق	۳۰۶	اضل النساء
۲۱۲	جناب امیر کی طہارت	۲۳۲	غزوہ خیبر	۳۰۷	خیر النساء
۲۱۳	جناب امیر کی عصمت	۲۳۳	واقعه جمل	۳۰۸	الصدیقہ
۲۱۴	جناب امیر کی عبادت	۲۳۴	جنگ صفین	۳۰۹	جناب امیر کے نزدیک احباب اہل بیت ہونا جناب سیدہ کا
۲۱۵	جناب امیر کی نماز	۲۳۵	جنگ نہروان	۳۱۰	
۲۱۶	جناب امیر کی کثرت صوم	۲۳۶	ان لوگوں کی تعداد جن کا	۳۱۱	
۲۱۷	جناب امیر کے صدقات	۲۳۷		۳۱۲	

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۱۳	جناب فاطمہ کا بھتیجہ ہونا	۳۲۶	جناب سیدہ کی وفات کا بیان	۳۲۵	جناب حسن کا زہد
۳۱۴	آنحضرت کا فرما کہ حسن و فاطمہ کو انبیا دی مجھے انبیا دی	۳۲۷	آنحضرت کی اولاد کا جناب امیر کی صلب سے ہونا	۳۲۶	جناب امام حسن کی کاجود
۳۱۵	جناب سیدہ کا حنفی و فاس سے طاہر ہونا	۳۲۸	آنحضرت کی نسل کا جناب سیدہ کو سوا	۳۲۷	جناب امام حسن کا علم
۳۱۶	حضرت جب فرستادے تشریف لائے تو پہلے	۳۲۹	مقطع ہو جانا	۳۲۸	جناب امام حسن کی عبادت
۳۱۷	جناب سیدہ کی ملاقات فرماتے	۳۳۰	جناب سیدہ کی اولاد کی ایک آنحضرت کا ولی ہونا	۳۲۹	جناب امام حسن کی خلافت
۳۱۸	سب سے پہلے جناب سیدہ کا داخل جنت ہونا	۳۳۱	قیامت کے دن حضرت کی نسل کو سوا	۳۳۰	مناقب جناب امام حسین
۳۱۹	جناب سیدہ کے مرد و کی وقت اہل	۳۳۲	کل نسب کا منقطع ہونا	۳۳۱	آنحضرت کا جناب امام حسین کی شہادت سے خبر دینا
۳۲۰	موقف کا سر جھکانا	۳۳۳	جناب سیدہ کی اولاد کا طہر ہونا	۳۳۲	جناب امام حسین کی شہادت کا بیان
۳۲۱	جناب سیدہ کو جنت میں مریم سے سزا قدر زیادہ ملے	۳۳۴	جناب سیدہ کی اولاد کا قطع حشر ہونا	۳۳۳	جناب امام حسین کی شہادت پر جہات کا نوہ
۳۲۲	جناب سیدہ کا حضرت کو ساتھ ایک	۳۳۵	جناب سیدہ کی اولاد پر دفع کا حرام ہونا	۳۳۴	جناب امام حسین کی شہادت پر جہات کا نوہ
۳۲۳	مکان میں ہونا جنت میں	۳۳۶	جناب سیدہ کی اولاد کا قیامت کو	۳۳۵	جناب امام حسین کی شہادت پر جہات کا نوہ
۳۲۴	جناب سیدہ کے نکاح کا بیان	۳۳۷	جناب سیدہ کی اولاد کا قیامت کو	۳۳۶	جناب امام حسین کی شہادت پر جہات کا نوہ
۳۲۵	جناب سیدہ کا نکاح حکم پر ہو گا	۳۳۸	جناب سیدہ کی اولاد کا قیامت کو	۳۳۷	جناب امام حسین کی شہادت پر جہات کا نوہ
۳۲۶	ہوا ہے	۳۳۹	جناب سیدہ کی اولاد کا قیامت کو	۳۳۸	جناب امام حسین کی شہادت پر جہات کا نوہ
۳۲۷	جناب سیدہ کا مہر	۳۴۰	مناقب جناب حسن	۳۳۹	اہل بیت کے فضائل
۳۲۸	جناب سیدہ کا نکاح ملائکہ کی گوی	۳۴۱	جناب حسن کا علیہ مبارک	۳۴۰	آل کی تحقیق
۳۲۹	سے ہوتا	۳۴۲	جناب امام حسن کا سبب گن سوز ہونا	۳۴۱	پانچ باتوں میں حضرت کی آل کا حشر سے بابر ہونا
۳۳۰	جناب سیدہ کی اولاد کا بیان	۳۴۳	حضرت کے ساتھ شہید ہونا	۳۴۲	فضائل آل
۳۳۱	جناب سیدہ کے اول حضرت	۳۴۴	جناب حسن کا محمد با آنحضرت ہونا	۳۴۳	اہل بیت کی تحقیق
۳۳۲	لی	۳۴۵	جناب حسن کے کرامات	۳۴۴	

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۴۱۳	اہل بیت کا مخزن حکمت ہونا	۴۲۰	اہلبیت کو دشمن پر جنت کا حکم ہونا		مین۔
۴۱۴	اہل بیت کا منافیہ رحمت اور موضع	۴۲۱	اہل بیت کو دشمن کا دوزخی ہونا	۴۱۵	جناب امیر کی ولادت با سعادت
	رسالت ہونا۔		اہل بیت کو دشمنوں پر حضرت کا	۴۱۶	جناب امیر کا آنحضرت کی آغوش میں
	اہل بیت کا ایمان است ہونا		بد دعا کرنا		ترتیب پانا
۴۱۴	اہل بیت کا مثل باب جملہ ہونا		حدیث ان تارک لیکم الثقلین	۴۱۸	جناب امیر کی سبقت اسلام
۴۱۵	اہل بیت کا مثل سفینہ نوح ہونا	۴۲۹	احادیث متفرق اہل بیت کے	۵۰۰	جناب امیر کی عمر اسلام لانے کے
۴۱۶	اہل بیت کو ساندہ دوسرے کا قیاس		فضائل میں		وقت
	علین ہو سکتا	۴۳۲	عسرت کی تحقیق	۵۰۳	جناب امیر کا ہرگز تہون کی پرستش
	اہل بیت کے سوا بحالت جنت مسجد		احادیث فضائل عسرت		نہ کرنا۔
	نبوی میں کسی کا داخل ہو سکتا	۴۳۵	ذوی القربی کی تحقیق		جناب امیر کا سب سے پہلے
۴۱۷	حضرت کا سب سے اول اپنے آپ کا	۴۳۶	مفسر ہونا امامت کا دوازدہ امام		حضرت کو ساندہ تار پھنا
	کی شفاعت کرنا	۴۳۸	مناقب جناب امامین العابدین	۵۰۸	جناب امیر کا دوش باقدس نبوی پر
	اہل بیت کا سب سے اول جنت میں	۴۳۹	مناقب جناب امام محمد باقر		سوار ہونا
	داخل ہونا	۴۵۲	مناقب جناب امام جعفر صادق		جناب امیر کا تہون کو ٹوڑنا۔
۴۱۸	اہل بیت کا جنت میں جگہ	۴۵۶	مناقب جناب امام موسی کاظم	۵۰۹	جناب امیر کا شب بھرت میں بستر
	ایک صبر میں ہونا۔	۴۶۰	مناقب جناب امام موسی الرضا		نبوی پر سونا۔
	اہل بیت کا قطعاً دوزخی نہ ہونا	۴۶۴	مناقب جناب امام جواد	۵۱۱	جناب امیر کی خصوصیت جناب سید
۴۱۹	اہل بیت کا غیر معذب ہونا	۴۶۷	مناقب جناب امام علی الحسینی		کنکاح سے
	اہل بیت کا شفیع است ہونا	۴۶۹	مناقب امام حسن النجاشی		جناب امیر کا اگر حضرت کے گھون کے
	اہل بیت کی محبت کا سات قلم پر	۴۷۱	مناقب جناب امام ہادی		در بیان ہونا۔
	کام آنا	۴۷۷	احادیث روایت متعلق جہاد	۵۱۴	جناب امیر کے سوار صحابہ کو دروازہ
۴۲۰	مسلمانوں پر اہل بیت کی اطاعت	۴۷۷	جناب امیر کا جناب سید علی کا		مسجد سے بند کئے جانے
	کافر میں ہونا		سے ہونا	۵۲۲	جناب امیر کے سوا کوئی شخص بحالت
	اہل بیت کو محبت کا جلی ہونا	۴۸۵	چوتھا باب جناب امیر کی		جنت میں نہیں رہ سکتا تھا

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۵۲۵	حضرت کا صحابہ کو فرمانا کہ خدا نے	۵۷۹	آنحضرت اور جناب امیر کا قبضہ ۷۳۴	۵۷۹	حضرت کا صحابہ کو فرمانا کہ خدا نے
۵۲۸	علی کو داخل کیا ہے	۵۸۰	انہیں کی مشیت سے ہونا	۵۸۰	آنحضرت کا جناب امیر کو اپنی اخوت کے
۵۳۸	سر افران فرمانا	۵۸۱	آنحضرت کا جناب امیر کو دعا میں شریک کرنا۔	۵۸۱	سر افران فرمانا
۵۴۲	انت مہی بنزد ہارون من موسیٰ علیہ السلام	۵۸۲	آنحضرت کی شفقت جناب امیر کو حال	۵۸۲	انت مہی بنزد ہارون من موسیٰ علیہ السلام
۵۴۷	جناب امیر کا تکریم جناب رسولؐ ہونا	۵۸۳	آنحضرت کو غصہ کے وقت جناب امیر کے	۵۸۳	جناب امیر کا تکریم جناب رسولؐ ہونا
۵۴۸	جناب امیر کا نظیر جناب سید محمد ہونا	۵۸۴	سوا کسی کا حضرت سے بات نہ کر سکا	۵۸۴	جناب امیر کا نظیر جناب سید محمد ہونا
۵۴۹	جناب امیر کا فضائل میں انبیاء کی مانند ہونا	۵۸۵	حدیث علی مہی بنزد الراش من حبیب	۵۸۵	جناب امیر کا فضائل میں انبیاء کی مانند ہونا
۵۵۰	جناب امیر کا غیبت میں مثل حضرت	۵۸۶	جناب امیر کا حضرت سید محمدؐ کی دعا سے ہونا۔	۵۸۶	جناب امیر کا غیبت میں مثل حضرت
۵۵۱	کے حصہ بنا	۵۸۷	جناب امیر کی اولاد کے سوا کسی کو	۵۸۷	کے حصہ بنا
۵۵۲	جناب امیر کا ہندو میں حضرت کے	۵۸۸	حضرت کے نام اور کنیت کو مجھ کرنا چاہیے	۵۸۸	جناب امیر کا ہندو میں حضرت کے
۵۵۳	مانند کی مثل ہونا۔	۵۸۹	آنحضرت کا جناب امیر کے سزا میں لینا	۵۸۹	مانند کی مثل ہونا۔
۵۵۴	آنحضرت اور جناب امیر کا شجرہ و درجہ	۵۹۰	جناب امیر کی حدیث و احادیث کا خط و کتابت ہونا۔	۵۹۰	آنحضرت اور جناب امیر کا شجرہ و درجہ
۵۵۵	آنحضرت اور جناب امیر کا ایک نور ہونا	۵۹۱	جناب امیر کا اپنے گھر کی چیت سے حیرت	۵۹۱	آنحضرت اور جناب امیر کا ایک نور ہونا
۵۵۶	آنحضرت اور جناب امیر کا ایک خاک	۵۹۲	کے پروں کی آواز سننا	۵۹۲	آنحضرت اور جناب امیر کا ایک خاک
۵۵۷	پاک سے ہونا	۵۹۳	فرشتوں کا جناب امیر کو سلام کرنا	۵۹۳	پاک سے ہونا
۵۵۸	جناب امیر کے نور سے فرشتوں	۵۹۴	جناب امیر کے لئے فرشتہ کا لاسیف	۵۹۴	جناب امیر کے نور سے فرشتوں
۵۵۹	کا پیدا ہونا	۵۹۵	الافوا الفقار پکارنا	۵۹۵	کا پیدا ہونا
۵۶۰	آنحضرت کا جناب امیر کو قرأت میں	۵۹۶	جناب امیر کا ایمان میں کمال ہونا	۵۹۶	آنحضرت کا جناب امیر کو قرأت میں
۵۶۱	شریک کرنا۔	۵۹۷	جناب امیر کے ایمان کی مانند کمال	۵۹۷	شریک کرنا۔
۵۶۲	جناب امیر کا حضرت کی طرف سے پیش	۵۹۸	جبریل کے دیکھو ہونا۔	۵۹۸	جناب امیر کا حضرت کی طرف سے پیش
۵۶۳	فرمانی کرنا	۵۹۹	جناب امیر کے ایمان کا زمین پر آنا	۵۹۹	فرمانی کرنا
۵۶۴	حضرت کا صحابہ کو فرمانا کہ خدا نے	۶۰۰	جناب امیر کا قبضہ ۷۳۴	۶۰۰	حضرت کا صحابہ کو فرمانا کہ خدا نے
۵۶۵	علی کو داخل کیا ہے	۶۰۱	انہیں کی مشیت سے ہونا	۶۰۱	علی کو داخل کیا ہے
۵۶۶	سر افران فرمانا	۶۰۲	آنحضرت کا جناب امیر کو دعا میں شریک کرنا۔	۶۰۲	سر افران فرمانا
۵۶۷	انت مہی بنزد ہارون من موسیٰ علیہ السلام	۶۰۳	آنحضرت کی شفقت جناب امیر کو حال	۶۰۳	انت مہی بنزد ہارون من موسیٰ علیہ السلام
۵۶۸	جناب امیر کا تکریم جناب رسولؐ ہونا	۶۰۴	آنحضرت کو غصہ کے وقت جناب امیر کے	۶۰۴	جناب امیر کا تکریم جناب رسولؐ ہونا
۵۶۹	جناب امیر کا نظیر جناب سید محمد ہونا	۶۰۵	سوا کسی کا حضرت سے بات نہ کر سکا	۶۰۵	جناب امیر کا نظیر جناب سید محمد ہونا
۵۷۰	جناب امیر کا فضائل میں انبیاء کی مانند ہونا	۶۰۶	حدیث علی مہی بنزد الراش من حبیب	۶۰۶	جناب امیر کا فضائل میں انبیاء کی مانند ہونا
۵۷۱	جناب امیر کا غیبت میں مثل حضرت	۶۰۷	جناب امیر کا حضرت سید محمدؐ کی دعا سے ہونا۔	۶۰۷	جناب امیر کا غیبت میں مثل حضرت
۵۷۲	کے حصہ بنا	۶۰۸	جناب امیر کی اولاد کے سوا کسی کو	۶۰۸	کے حصہ بنا
۵۷۳	جناب امیر کا ہندو میں حضرت کے	۶۰۹	حضرت کے نام اور کنیت کو مجھ کرنا چاہیے	۶۰۹	جناب امیر کا ہندو میں حضرت کے
۵۷۴	مانند کی مثل ہونا۔	۶۱۰	آنحضرت کا جناب امیر کے سزا میں لینا	۶۱۰	مانند کی مثل ہونا۔
۵۷۵	آنحضرت اور جناب امیر کا شجرہ و درجہ	۶۱۱	جناب امیر کی حدیث و احادیث کا خط و کتابت ہونا۔	۶۱۱	آنحضرت اور جناب امیر کا شجرہ و درجہ
۵۷۶	آنحضرت اور جناب امیر کا ایک نور ہونا	۶۱۲	جناب امیر کا اپنے گھر کی چیت سے حیرت	۶۱۲	آنحضرت اور جناب امیر کا ایک نور ہونا
۵۷۷	آنحضرت اور جناب امیر کا ایک خاک	۶۱۳	کے پروں کی آواز سننا	۶۱۳	آنحضرت اور جناب امیر کا ایک خاک
۵۷۸	پاک سے ہونا	۶۱۴	فرشتوں کا جناب امیر کو سلام کرنا	۶۱۴	پاک سے ہونا
۵۷۹	جناب امیر کے نور سے فرشتوں	۶۱۵	جناب امیر کے لئے فرشتہ کا لاسیف	۶۱۵	جناب امیر کے نور سے فرشتوں
۵۸۰	کا پیدا ہونا	۶۱۶	الافوا الفقار پکارنا	۶۱۶	کا پیدا ہونا
۵۸۱	آنحضرت کا جناب امیر کو قرأت میں	۶۱۷	جناب امیر کا ایمان میں کمال ہونا	۶۱۷	آنحضرت کا جناب امیر کو قرأت میں
۵۸۲	شریک کرنا۔	۶۱۸	جناب امیر کے ایمان کی مانند کمال	۶۱۸	شریک کرنا۔
۵۸۳	جناب امیر کا حضرت کی طرف سے پیش	۶۱۹	جبریل کے دیکھو ہونا۔	۶۱۹	جناب امیر کا حضرت کی طرف سے پیش
۵۸۴	فرمانی کرنا	۶۲۰	جناب امیر کے ایمان کا زمین پر آنا	۶۲۰	فرمانی کرنا

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۶۱۵	جناب امیر کا حضرت کے فرزند کو یاد کرنا	۶۱۵	حضرت کو چوڑا کرنا	۶۱۵	کی بونہیں پاسکتا
۶۱۶	جناب امیر کا حضرت کو معدن کو پورا کرنا	۶۱۶	جناب امیر کا دشمن کو نہ دیکھنا	۶۱۶	جناب امیر کی محبت کی فضیلت
۶۱۷	جناب امیر کا سنا کر حضرت کی تائید کے لئے حضور ہونا	۶۱۷	جناب امیر کی شان گشائی	۶۱۷	جناب امیر کے شیعوں کے فضائل
۶۱۸	جناب امیر کا حضرت کی طرف سے کتاب ملنا نہ ہونا	۶۱۸	جناب امیر سے حسد کیا	۶۱۸	جناب امیر کی محبت کا علامت ہونا
۶۱۹	جناب امیر کا مسجد قبا کی بنا کرنا	۶۱۹	جناب امیر کی اطاعت کی اس نے حضرت کو حسد کیا	۶۱۹	جناب امیر کا علی المؤمنین ہونا
۶۲۰	حضرت کا جناب امیر کو لوگوں کی تہمت کے لئے حضور کرنا	۶۲۰	جناب امیر کی اطاعت کی اس نے حضرت کی اطاعت کی	۶۲۰	جناب امیر سے قولاً رکھنے کا قراب
۶۲۱	جناب امیر کی نسبت پیش گوئی محمد عتیق میں۔	۶۲۱	جناب امیر کی مدد کی اس نے حضرت کی مدد کرنا ہے	۶۲۱	جناب امیر کی ناک کے بغیر کوئی صراط سے گزند نہیں سکتا
۶۲۲	جناب امیر کا حق بہت محمدیہ پر	۶۲۲	جناب امیر سے جنگ کی اس نے حضرت سے جنگ کی	۶۲۲	جناب امیر کا سولہ سو سن ہونا
۶۲۳	خدا کا جناب امیر سے مدد ہونی ہونا	۶۲۳	جناب امیر کا بغض و ملامت فغان ہونا	۶۲۳	حضرت کا جناب امیر کو غدر و خرم کے روز عمامہ باندھنا۔
۶۲۴	جناب امیر کا محبوب خدا ہونا	۶۲۴	جناب امیر کو ایذا دی اس نے حضرت کو ایذا دی	۶۲۴	جناب امیر کا خیال ہمیشہ ہونا
۶۲۵	جناب امیر کا محبوب رسول اللہ ہونا	۶۲۵	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۲۵	جناب امیر کا اور حضرت کا گفتگو اور خون ایک ہونا
۶۲۶	شب چراغ میں جناب امیر کی آواز سے خدا کا حضور ثابت کرنا	۶۲۶	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۲۶	جناب امیر کا سنانہ اور حضرت ہونا
۶۲۷	جناب امیر کی ذات پر خدا کا سہا کرنا	۶۲۷	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۲۷	جناب امیر کا حضرت کو ساتھ اقرب ہونا
۶۲۸	جناب امیر کی موت کا علامت ہونا	۶۲۸	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۲۸	حضرت کا جناب امیر کو فغان کے وقت اپنی ردا میں لینا۔
۶۲۹	جناب امیر کے چہرہ پر نظر کرنا علامت ہونا	۶۲۹	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۲۹	جناب امیر کا حضرت کو غلامیہ
۶۳۰	جناب امیر کو چوڑا کرنا	۶۳۰	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۳۰	حضرت کا جناب امیر پر قیامت
۶۳۱	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۳۱	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۳۱	خداوند تعالیٰ کی
۶۳۲	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۳۲	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۳۲	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی
۶۳۳	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۳۳	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۳۳	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی
۶۳۴	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۳۴	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۳۴	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی
۶۳۵	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۳۵	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی	۶۳۵	جناب امیر کی سبب کی اس نے حضرت پر سبب کی

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۷۴۳	الحق مع علیؑ	۸۱۴	جناب امیر کا حضرت کے ساتھ جنت	۸۲۰	جناب امیر علیہ السلام کو جوائی
۷۴۷	جناب امیر علیہ السلام کا قرآن کی تائید پر لوگوں سے لڑنا	۸۱۵	جناب امیر کا حضرت کے ساتھ جنت میں ایک گھر میں ہونا	۸۲۱	جناب امیر علیہ السلام کا جنت میں ہونا
۷۴۸	جناب امیر کا ناکشیں اور قاسطیہ اور مار فتن سے لڑنا	۸۱۶	جناب امیر کا اہل جنت پر صبر کے ساتھ ساتھ باغوں کا ملنا	۸۲۲	جناب امیر کو جنت میں غلامانہ کا وعدہ
۷۵۱	امیر خاویہ کی خطا	۸۱۷	جناب امیر کا سب سے پہلے جنت کے دروازے کو کھٹکنا	۸۲۳	جناب امیر کو جو چیز کو جنت میں ملے گی
۷۵۲	جناب امیر کا حوارج سے جنگ کرنا	۸۱۸	جناب امیر کا سب سے اول خدا کے سامنے دعویٰ کر لینے اٹھنا	۸۲۴	جناب امیر کی شہادت کی تاریخ
۷۵۵	جناب امیر کی شہادت کی پیش خبر بیان	۸۱۹	جناب امیر کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا	۸۲۵	جناب امیر علیہ السلام کا مرنے کا وقت
۷۵۸	جناب امیر کے قاتل کا شقی آخرت ہونا۔	۸۲۰	جناب امیر کا سب سے اول حوض پر وارد ہونا	۸۲۶	جناب امیر علیہ السلام کی مدت خلافت
۷۵۹	جناب امیر کا اپنی شہادت سے خبر دینا	۸۲۱	جناب امیر کا صاحب حوض ہونا	۸۲۷	جناب امیر علیہ السلام کے غلام
۸۰۳	جناب امیر کی شہادت کا بیان	۸۲۲	جناب امیر کا حوض کوثر سے منقول کو ہٹانا۔	۸۲۸	جناب امیر کے حاجب
۸۰۶	جناب امیر کی اپنے قاتل سے بھمدی	۸۲۳	جناب امیر کا گھر جنت میں حضرت کے گھر کے مقابل ہونا	۸۲۹	جناب امیر کے کاتب
۸۰۸	جناب امیر کی وصیت	۸۲۴	جناب امیر کا گھر جنت کے اور طرف	۸۳۰	جناب امیر کی شہادت کا نقشہ
۸۱۰	جناب امیر کے انتقال کا بیان	۸۲۵	جناب امیر کے گھر کے بیان	۸۳۱	جناب امیر کا مرنے کا وقت
۸۱۱	وہ قدرتی آثار جو جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۲۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۳۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۱۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۲۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۳۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۱۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۲۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۳۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۱۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۲۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۳۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۱۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۳۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۳۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۱۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۳۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۳۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۱۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۳۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۳۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۱۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۳۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۳۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۲۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۳۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۴۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۲۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۳۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۴۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۲۲	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۳۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۴۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۲۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۳۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۴۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۲۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۳۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۴۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۲۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۳۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۴۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۲۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۴۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۴۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۲۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۴۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۴۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۲۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۴۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۴۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۲۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۴۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۴۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۳۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۴۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۵۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۳۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۴۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۵۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۳۲	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۴۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۵۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۳۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۴۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۵۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۳۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۴۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۵۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۳۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۴۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۵۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۳۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۵۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۵۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۳۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۵۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۵۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۳۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۵۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۵۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۳۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۵۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۵۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۴۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۵۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۶۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۴۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۵۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۶۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۴۲	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۵۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۶۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۴۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۵۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۶۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۴۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۵۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۶۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۴۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۵۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۶۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۴۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۶۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۶۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۴۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۶۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۶۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۴۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۶۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۶۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۴۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۶۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۶۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۵۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۶۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۷۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۵۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۶۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۷۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۵۲	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۶۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۷۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۵۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۶۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۷۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۵۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۶۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۷۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۵۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۶۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۷۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۵۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۷۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۷۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۵۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۷۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۷۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۵۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۷۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۷۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۵۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۷۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۷۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۶۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۷۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۸۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۶۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۷۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۸۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۶۲	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۷۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۸۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۶۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۷۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۸۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۶۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۷۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۸۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۶۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۷۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۸۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۶۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۸۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۸۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۶۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۸۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۸۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۶۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۸۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۸۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۶۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۸۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۸۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۷۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۸۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۹۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۷۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۸۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۹۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۷۲	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۸۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۹۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۷۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۸۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۹۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۷۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۸۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۹۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۷۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۸۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۹۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۷۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۹۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۹۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۷۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۹۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۹۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۷۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۹۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۹۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۷۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۹۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۸۹۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۸۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۹۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۰۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۸۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۹۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۰۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۸۲	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۹۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۰۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۸۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۹۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۰۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۸۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۹۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۰۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۸۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۸۹۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۰۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۸۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۰۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۰۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۸۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۰۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۰۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۸۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۰۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۰۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۸۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۰۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۰۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۹۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۰۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۱۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۹۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۰۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۱۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۹۲	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۰۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۱۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۹۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۰۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۱۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۹۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۰۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۱۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۹۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۰۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۱۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۹۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۱۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۱۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۹۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۱۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۱۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۹۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۱۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۱۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۸۹۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۱۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۱۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۰۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۱۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۲۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۰۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۱۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۲۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۰۲	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۱۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۲۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۰۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۱۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۲۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۰۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۱۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۲۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۰۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۱۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۲۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۰۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۲۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۲۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۰۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۲۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۲۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۰۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۲۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۲۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۰۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۲۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۲۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۱۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۲۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۳۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۱۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۲۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۳۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۱۲	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۲۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۳۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۱۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۲۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۳۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۱۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۲۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۳۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۱۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۲۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۳۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۱۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۳۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۳۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۱۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۳۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۳۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۱۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۳۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۳۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۱۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۳۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۳۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۲۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۳۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۴۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۲۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۳۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۴۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۲۲	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۳۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۴۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۲۳	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۳۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۴۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۲۴	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۳۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۴۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۲۵	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۳۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۴۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۲۶	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۴۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۴۶	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۲۷	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۴۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۴۷	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۲۸	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۴۲	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۴۸	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۲۹	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۴۳	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۴۹	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۳۰	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۴۴	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۵۰	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۳۱	جناب امیر کی وفات پر جنت میں	۹۴۵	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے	۹۵۱	جناب امیر کی شہادت کے منور ہونے
۹۳۲	جناب امیر				

صفحه	مضامین	صفحه	مضامین	صفحه	مضامین
۸۳۲	جناب امیر علیہ السلام کا حال	۸۵۳	حبیب و حضرت گنہ گار بن	۸۵۳	جناب امیر علیہ السلام کا چار
	کو قتل کرنا		لگا یا انکا ندکنا		خصوصیتیں
=	جناب امیر علیہ السلام کی	=	جناب امیر کا گری اور سر دی	=	جناب امیر کی باپچہ خصوصیتیں
	بی بیان		مخوف ہونا	۸۵۴	انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب
۸۳۳	جناب امیر کی اولاد	۸۵۱	جناب امیر علیہ السلام کی دین		امیر کا مترجم کرنا
۸۳۴	جناب امیر علیہ السلام کی		خصوصیتیں	=	جناب امیر علیہ السلام کی
	کرامات	۸۵۳	جناب امیر علیہ السلام کی تین		اشارہ متعین
۸۳۹	جناب امیر علیہ السلام کے باطن کو		خصوصیتیں	=	خاتمہ

تَاوِخَرِ كَمَا مَسَّطَ الْمَطَا عَدَا عَلَیْكَ طَالِبُ السَّلَامِ

لَا كَسَا لَمْ يَخْلُصْ نَابِهَا لِبَرِّ سِنَانِ كَلِّ كَلِّ

انکہ با بیان علم یافتہ خوش برتری
رودکی و عنصری عسجدی و انوی
گوی حقیقت رپوداز سیران و اہی
کر بر صدق و صفا ہر شدن شتری
سم نہ عایب مصون ہم ز نقائص ہی
از خیر کارا اثر کرد چہ صورت گری
خانہ عینا کشید در نظر جوہری
وہ چہ بآمد ز طبع نقیبت صفدری
سلاسل

حضرت سہل کہ بلو ناصر او کردگار
بر سر نطع سخن ریزہ خور خوان او
بند نقابی کشد کشف غمض نمود
بیج شکیافتی کرد بدان سان رقم
ساخستہ او حکمت خانہ حکم اساس
نہایت مخصوص بہ نقوش بر جوہر
از بی تاریخی او قطره جو سبب دوز
بہر وہ خد سو و قلب نہاں شکست

کتاب الاول فی الاشکاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین وآله الطیبین الطاهرین وازواجه من امہات المؤمنین وأصحابہم صحابہم الیقین سیدنا علی خاتم الوصیین مولی المؤمنین قائد الغر المحجلین سید الفضلین یعسوب المسلمین امام البررة قاتل الفجور مظهر الجائب والغرائب مایر المؤمنین علی بن ابی طالب حلیہ علی اهل بیتہ السلام الیوم القیامہ بعد الرجاء الی رحمة ربہ للتعالی صرنا اعباء عبید اللہ بن مظهر جلال المتخلص بہ بعل امرتہری محتبان اہل بیت کی خدمت میں عرض پر داند ہے کہ جس زمانہ میں تین ریاست اسپور کے کتب خانہ کی خدمت جبرائری پر مامور تھا مجھ سے ایک میرے ہم خیال مہربان نے ارشاد کیا کہ متقدمین نے جناب امیر علیہ السلام کے مناقب کو نہایت شرح و بسط کر ساتھ لکھا ہے جس سے عربی زبان کے جانتے والے ہی بڑے فوائد حاصل کر سکتے ہیں نہ یہ کتابیں عام طور پر دستیاب ہو سکتی ہیں اور نہ عوام ان کو مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس واسطے کہ ان کتابوں میں ہر ایک حدیث کا سلسلہ سند جو اس حدیث کی صحت اور سقم کا معیار ہے۔ ہفتہ طول و طویل ہو کر نا آشنا سے فن کی طبیعت پر کڑ پڑ چکا اکثر اچھتی ہے اسلئے اسناد کو حذف کر کے صرف متون احادیث کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے تو زمانہ حال کے عوام لکھاس سے بہت کمپانی لکھے ہوئے عقائد کو نہ سمجھا سکتے ہیں۔

مجھے اس وقت کتب خانہ کے آسے میں کیچید گئیں سے دم بھر کی مدت نہیں ملتی تھی تاہم میں نے اپنے ہم مشرب مہربان کے اشارے سے سرائیکی لکھائی میں لکھ کر چند اردو شری باتیں لیکر لکھ کر مجھ کو یاد دہانہ لکھا دینے اپنی ٹولی پر لکھی لکھاس بجز حلیہ کا خود ہر مین حشر دیا اگرچہ کار سرکار کے سوا اور بہت سی ممانع پیش آئیں اور اس کا ذخیرہ میں خدمت کر رہا ہوں نے اپنی طبیعت کی خوبی کو ظاہر کیا مگر میں لکھتا رہا اپنے کام میں مصروف

ربا۔ بجائے اسکے کہ کوئی محب اہل بیت شریک ہو کر میرا ہاتھ بٹاتا اور داخل حسنت ہوتا از دست اپنی مخالفت کو
میرے دلوں کو دکھاتا تھا۔ مگر مجھے اپنے کام سے کام نہ کسی کی مخالفت کی پروا تھی اور نہ اپنی کم استعدادی کا مطلق
خیال تھا جسوقت کہ اپنے فرض منصبی کو انجام دے چکا اس گورکھ دھند کو اپنے سامنے لیٹھتا انہیں دنوں
میں مجھے عظیم آباد پٹنہ کا سفری پیش آیا اور خدا بخش خان صاحب وکیل کے کتب خانہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا پھر
مکشو اگرہ دہلی وغیرہ کے کتب خانوں کی سیر کرتا ہوا۔ غرض کہ جس دروازہ سے جو کچھ کہہ سیکھ کا ٹکڑا ملا اس سے انہی
تشکول گدائی کو بر لیا نہ ہمیں مشکامیں کے پچیدہ ہست لالہ میں اور نہ فلسفیانہ نازک خیال میں۔ نہ کسی مذہب
پر کوئی اعتراض کیا ہے اور نہ کسی اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اگر نے الجھل کچھ ہے تو خدا سے بڑی نیاز کی مقدس کتاب
کی چند آیتیں با پیہر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار یا ائمہ حدیث
رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال یا سچے تاریخی واقعات یا نظائر عجائب علیہ السلام کے حالات ہیں۔ احادیث کی سندوں کو
بنظر اختصار ملزوم کیا گیا ہے تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جاوے اور ٹپہ نہ دالے کی طبیعت ہی ہیلی ہے ہر ایک حدیث
کے ابتدا میں صحابہ یا تابعین میں سے احادیث کو راوی اول کے نام پر اور اختتام حدیث میں اسکے تخریج کرنے والے
حدیث کے نام پر اختصار کیا گیا ہے اور اردو زبان میں اسکا عام فہم ترجمہ کر دیا ہے۔ جہاں تک ہر کتاب کا ہے حدیث
کے نقل کرنے میں صحت و خیال کو مد نظر رکھا ہے لیکن اکثر کتابیں فلسفی تہن جنکے حروف بہت جگہ سے مشکوک
اور محکوک تھے اسوجہ سے اگر نقل کرنے میں غلطی واقع ہو گئی ہو تو میں خدا سے اسکی معافی کا خوشگوار ہوں اور
ناظرین کو تصحیح کی استدعا کرتا ہوں۔

مولف کی غرض اس تالیف کو مصنفین کی قطار میں شمار ہونے کی نہیں۔ صرف اہل بیت علیہم السلام کی
جناب میں اپنے عقیدت کا اظہار ہے کسی سے صلہ کی توقع ہے نہ انعام کی آرزو ہے۔ رب العزت کی اجنباب کو
عفو و تقصیرات کا صلہ چاہتا ہوں اور اہل بیت کی درگاہ سے اپنی گناہوں کی شفاعت کا انعام مانگتا ہوں۔
ہاں اگر احباب سیری القرضوں سے قطع نظر کریں دعا و خیر سے یاد فرما دیں تو ان کی قدر دانی ہے
لھینوں اذا احسن اقرا + فاز اخطات ابوق صلاح + خواہ مجھے کوئی شیعہ کہے یا سنی میرا مذہب قبیح
ہے یا اس اور ہم ہر جہاں راست ہیں لیکن بعلی ہزار کا راست ہیں اپنے سولی کی محبت میں مست ہوں خیر و
سنی کی رد و قدح کا موازنہ نہیں کر سکتا۔

میں نے سوانح عمری کے پیرایہ میں جناب امیر کے فضائل و مناقب کو جمع کیا ہے اور لوگوں کو اس غلط فہمی
کے روحانی اور جسمانی اور اخلاقی اور صفات کا مرقع کہیں چکر دکھایا ہے۔
اگر حسن عقیدت سے قطع نظر کر کے تہذیبی دیر کے لئے نظر انصاف سے ہی دیکھا جائے تو ناظرین کو دے

قائم کرنیکا بخوبی موقع مل سکتا ہے کہ جس جلیل الشان اسلامی ہر وہ کامیابی ہے وہ صرف مذہبی پیشوا ہی نہیں بلکہ سلطنت کو تاریخی آسمان کا آفتاب ہے دنیا میں جتنے شاہیر گزرتے ہیں اور جنگی سوانح عمریان آب و زمر سے لکھی گئی ہیں ان میں سے جنابا تیرا لیے فرد الافراد ہیں کہ ہر طبقہ کے شاہیر میں سرآمد نظر آتے ہیں۔
مجمہ سلاطین میں آپ حلال التہی کا تاج سر پر کبھی ہوئے ایک عظیم الشان سلطان ہیں کہ جنگی دربار میں قیصر و کسی کے سفیر دست بستہ نہایت ادب سے سر تیجے کیے ہوئے خاموش استاد ہیں۔
معمر کارزار میں آپ ایسے یک تار شہسوار ہیں کہ آستین چڑھا کر غرور و حربہ پیو عرب کے رستم تراو و ملک بچا کر ان کے سینہ پر چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

منبر پر آپ ایک شیوا زبان سپیکر ہیں کہ فصحاء عراق و بلخائے عرب آپ کے خطبہ کی فصاحت سے جوش میں آکر کچھ پوچھنے کے لیے اٹھتے ہیں اور ہر بیحدت بنکر کٹرے کے کٹرے رہ جاتے ہیں۔
علم و فضل کے درس گاہ میں آپ ایک طلیق اللسان پروفیسر ہیں کہ انبیاء نبی اسرائیل کی شریعت کو رموز کو یونانی فلسفہ کے ساتھ نبی اسمعیل کی زبان میں بیان فرما رہے ہیں۔
غرض کہ مسند فقر پر آپ ایک منکسر المزاج فقیر ہیں اور چار بالشت امارت پر آپ ایک ذی شوکت امیر ہیں اگر عدالت میں آپ نوشیروان ہیں تو شجاعت میں سستم و ستان ہیں اگر سخاوت میں آپ حاتم نوال ہیں تو شہادت میں کچھو مثال ہیں۔

ایسے صفات معنوادہ کا بشر ابو البشر کی اولاد میں پیدا نہیں ہوا اور ایسے اوصاف متقابلہ کا آدمی جناب آدم کی ذریت میں ہو یا انہیں ہوا۔

انہیں صفات متضادہ اور اوصاف متقابلہ کو دیکھ کر نصیر بنے آپ کو خدا جانا اور صوفیہ نے خدا جانے کیا جانا مگر سچ تو یہ ہے کہ ذات حیدر کو کوئی کیا جانے یا نبی جانے یا خدا جانے۔

میری بساط ہی کیا تھی کہ میں ایسے اہم مطالب کا بیڑا اٹھاتا مگر شوق نے دل کو ایسا گدگدا یا کہ بیتاب کیا ہر چند کہ میں ماس میں قبر نے کے لائق نہیں تھا مگر امید نے سہارا دیا اور اس سہارے ہاتھ پاؤں مارنے لگا میں اپنے اماں صاحب کو نہایت شرمسار ہوں کہ میں اس تالیف میں انکی کتابوں سے اخذ مطالب میں قاصر رہا ہوں اور حضرات اہل سنت و جماعت کی کتب حدیث پر ہی اس کتاب کی تدوین کا عذر رکھا ہے۔

اس لیے اہل سنت و جماعت کے ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کے اسرار مبارک کی ایک فہرست مع ان کے سند وفات کو دیا جو میں مرجع کر دی ہے۔

وفیات ائمہ حدیث حجتہ العلیہم

اسمار محدثین	وفیات	اسمار محدثین	وفیات
ابن خثما ب الزہری امام مالک کے استاد انہوں نے سب سے اول اس فن کو مدون کیا ہے	۲۲۳ھ	ابن سعد رحمہ صاحب الطبقات	۲۲۳ھ
ابن اسحاق صاحب السیو آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور بخاری کو روایت کیا ہر زہری گنا کرتے تھے من اراد المغازی فعلیہ یا بن اسحاق	۲۴۰ھ	ابن ابی شیبہ استاد امام بخاری حشاک ب صنف تفسیر	۲۴۰ھ
الکلبی صاحب التفسیر علم لہب استاد سفیان زہری	۲۴۰ھ	اسحاق بن راہویہ صاحب سند و تفسیر	۲۴۰ھ
امام مالک صاحب کتاب موطا رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۱ھ	امام احمد بن حنبل صاحب سند و مناقب	۲۴۱ھ
عبد اللہ بن مبارک شاگرد امام مالک	۲۴۱ھ	ابن ابی عمر العدنی رحمہ صاحب سند	۲۴۱ھ
وکیع بن الجراح اپنے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے	۲۴۱ھ	ابن منیع رحمہ صاحب سند	۲۴۱ھ
عبد اللہ بن الوہب اپنی ہی کتاب موطا لکھی ہے مگر مشہور نہیں ہوئی	۲۴۱ھ	الدارمی صاحب سند	۲۴۱ھ
سفیان بن عیینہ اپنے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے	۲۴۱ھ	امام محمد بن بخاری صاحب جامع الصحیح و التاریخ و الادب	۲۴۱ھ
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۱ھ	الزبیری بک صاحب اخبار المدینہ و الموفیات	۲۴۱ھ
ابو داؤد الطیالسی صاحب کتاب مسند	۲۴۱ھ	امام مسلم صاحب جامع الصحیح	۲۴۱ھ
الواقفی صاحب المغازی	۲۴۱ھ	ابو داؤد صاحب السنن و النسخ و المنسوخ	۲۴۱ھ
عبد الرزاق رحمہ استاد امام احمد بن حنبل صاحب تفسیر	۲۴۱ھ	ابو عیسیٰ الترمذی صاحب الجامع و الشمائل	۲۴۱ھ
الفریابی رحمہ صاحب التفسیر	۲۴۱ھ	ابن ماجہ صاحب السنن	۲۴۱ھ
الحمدی رحمہ صاحب المسند	۲۴۱ھ	ابن ابی الدنیا رحمہ صاحب کتاب مصنف	۲۴۱ھ
آدم بن ابی ایاس رحمہ صاحب التفسیر	۲۴۱ھ	الحارث بن ابی یاسر رحمہ صاحب المسند	۲۴۱ھ
ابو عبیدہ رحمہ صاحب غریب الحدیث و شواہد	۲۴۱ھ	القاضی سمیع صاحب کتاب فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۱ھ
سعید بن منصور رحمہ صاحب التفسیر	۲۴۱ھ	ابن ابی عاصم رحمہ صاحب سند	۲۴۱ھ
	۲۴۱ھ	الحکیم الترمذی رحمہ صاحب نوادر الاصول	۲۴۱ھ
	۲۴۱ھ	عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل حشاک زوائد فی المسند	۲۴۱ھ

اسماء محدثین	وفات	اسماء محدثین	وفات
ابن زرارہ شاگرد امام بخاری صاحب سند	۳۹۵	ابوبکر الاسماعیلی صاحب الصحیح و المعجم	۳۸۱
النسائی صاحب السنن و الخصائص	۳۸۳	ابن شامہ صاحب السنن و الترغیب	۳۸۵
ابویعلی صاحب السنن و المعجم	۳۸۲	الدارقطنی صاحب السنن و غیرہ	۳۸۵
بن جریر الطبری صاحب التفسیر و التاریخ	۳۸۰	الخطابی صاحب غریب الحدیث	۳۸۰
ابو بشر الدولابی صاحب الکنی	۳۸۰	ابن مندہ صاحب معرفۃ الصحابہ	۳۹۵
ابن خرمیہ صاحب الصحیح	۳۸۰	الحاکم صاحب المستدرک و التاریخ	۳۸۵
ابو القاسم البغوی صاحب معجم الصحابہ	۳۸۰	ابن مردودہ المشہور بظہار الکذب تین صاحب التفسیر	۳۸۵
ابن المنذر صاحب التفسیر و الاوسط	۳۸۰	و المناقب و لم یخرج عن البخاری	۳۸۵
الطحاوی صاحب مشکوٰۃ الآثار	۳۸۰	ترمذی صاحب معجم الصحابہ	۳۸۵
اعقیلی صاحب الصحاح	۳۸۰	نایکائی صاحب ریاض السنن	۳۸۵
ابن قتیبہ الدینوری صاحب کتاب احادیث	۳۸۰	ابو نعیم شمس الدین ابو نعیم بن عیسیٰ شمس الدین	۳۸۵
ابوبکر الانباری	۳۸۰	الشیخ ابو سعید شمس الدین	۳۸۵
ابن ابی حاتم صاحب التفسیر	۳۸۰	البیہقی صاحب السنن و شعب الایمان و غیرہ	۳۸۵
الحاکمی صاحب الامالی	۳۸۰	الخطیب بن خذادی صاحب التاریخ و الجامع	۳۸۵
ابن قانع صاحب المعجم	۳۸۰	ابن عبد البر صاحب المستدرک و التاریخ	۳۸۵
ابوبکر الشافعی صاحب بغیة نيات	۳۸۰	الواحدی تلمیذ الشافعی صاحب تفاسیر المشہورہ	۳۸۵
ابن حبان صاحب الصحیح و الفوائد و بعضها	۳۸۰	البغوی صاحب معالم التنزیل و شرح السنن	۳۸۵
بن السکن صاحب معرفۃ الصحابہ	۳۸۰	الذہبی صاحب ائردوس الاخبار	۳۸۵
الطبرانی صاحب معجم کبیر	۳۸۰	السنانی صاحب التاریخ	۳۸۵
الاجزی صاحب الشریفہ و الاربعین	۳۸۰	ابن عساکر صاحب التاریخ	۳۸۵
ابن اثیر صاحب خزانة السنی صاحب عمل الیوم	۳۸۰	ابن الاثیر بخاری صاحب کمال التاریخ و ہدای	۳۸۵
واللیل و الطب النبوی	۳۸۰	الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	۳۸۵
ابن عدی صاحب الکامل	۳۸۵	الخوازمی و ہب ابن اخت ابی جعفر محمد بن جریر	۳۸۵
ابن شیمہ صاحب التفسیر و بعضہ و الوصایا	۳۸۵	الطبری صاحب المناقب	۳۸۵

[illegible]

نام کتاب	نام مؤلف	نام کتاب	نام مؤلف
کفایہ الطالب فی تہذیب اللسان علی ابن ابی طالب	للعلماء محمد بن یوسف الکلبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ	احیاء المیت لفصل ابن ریت	للعلماء حلال الدین السیوطی
نزال الأبرار	للعلماء بخشی	المناقب	لحافظ الدین محمد بن احمد نجفی
معارج الوصول الی معرفة فضل آل الرسول	للعلماء محمد بن یوسف الزندی الممدنی	رسالة فضائل ابن ریت	للعلماء احمد بن ماجہ الشافعی
صراط السوی فی مناقب آل النبی	للعلماء محمود بن محمد علی الشیخی	عمدة الطالب فی انشاء آل علی	لجمال الدین احمد المعروف بابن عقیق
معارج اعلیٰ فی مناقب آل النبی	محمد صدر عام	ریاض الفضائل	لشیخ محمد الوعظ المروی
تشیع الدلائل علی ترجیح فضائل المختصات علی سائر البر	للابی الفتح محمد بن علی بن ابرہیم	کتاب الصنف بمناقب بیت آل النبوة	للعلماء رشید الدین خان الدہلوی
فتح المطالب فی مناقب علی بن	للمحقق شمس الدین محمد بن احمد الذہبی	افتح المبین فی فضائل ابن ریت	للعلماء رشید الدین خان الدہلوی
مرور المؤمنین فی مناقب اہل بیت سید المرسلین	للملوی علی السمرکنوی	ذخیرة المال فی شرح عقد جواهر اللال	للمحقق احمد بن عبدالقادر العجلی الشافعی
درسمطین فی فضل المصطفیٰ والمرقنی و اسطین	لجمال الدین محمد بن الزندی	سعادۃ الکونین	لمراقف علی اسم مؤلف
عرف الوردی فی اخبار المہدی	للسیوطی	تنصیہ الحقود سنیہ تمہید الدولہ الحسینیہ	لرضی الدین محمد بن علی بن حیدر
مناقب حیدریہ	للمشیخ احمد بن علی بن اسیم الانصاری الشیخی	القول الجلی فی فضائل علی	للسیوطی
عقد اللال فی فضائل آل	للمشیخ عبدالرحیم روس	دعاء الہدایۃ الی اوارحق الموالاة	للعلماء بن عبدالحکام

ما ظہر کو کتاب کے مطالعہ سے واضح ظاہر ہو جائیگا کہ احقر نے کس قدر جان کا ہی سے اس کے ابواب کو ترتیب دیا ہے پہلے باب میں جناب امیر کے اسما اور القاب رج کر کے کفایہ المہمیر کے اسما والی لائے اسکا نام رکھا ہے دوسرے باب میں آپ کے شان کے متعلق قرآن کی آیتیں جمع کی ہیں اور اسکا نام النص الجلی عاتل من کتاب اللہ فی علی قرار دیا ہے۔

تیسرے باب میں جناب کے فضل الناس ہونیکا ثبوت ہوا اسکا نام ملہم غیبی نے الکواکب المضیہ فی فضائل

العلوہ پکارا ہے *

چوتھے باب میں۔ آپ کی خصوصیات کا ذکر ہے سر و شمسانی نے العروة الوثقیٰ فی خصائص المقضیٰ کا
خطاب کو عطا کیا ہے اور بحیثیت جمہور اس تالیف کو ادھر المطالب علی مناد باسدا اللہ الغالب میرٹھ میں
علی بن ابی طالب کے لقب سے نامزد کیا ہے *

کوئی صاحب خیال نہ کرے کہ اس کتاب یہ توفیق کتاب مناقب ہی ہو تاہم یہاں پر نہیں بلکہ کتب صحاح میں جامع
بخاری اور مسلم اور ترمذی اور تندرک حاکم اور تہذیب طبرستان جناب امام رضا علیہ السلام اور تہذیب العمال اور سنن ابی
شیبہ اور حلیۃ الاولیاء اور جامع عبد الزاق اور سند بزار اور معجم ثنائیہ طبرانی وغیرہ سے *

اور کتب جلال میں۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب اور اسد الغابہ فی معرفة الصحابة اور اصحابہ فی تہذیب
الصحابة اور الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ وغیرہ *

اور تفاسیر میں تفسیر عالم التہذیب اور الدر المنثور فی التفسیر بالماثور اور تفسیر کشاف اور بیضاوی وغیرہ
اور تواریخ میں تاریخ طبری۔ اور کامل التواریخ۔ اور مروج الذهب جو سی مرات الجنان بھی اور تاریخ ابن عساکر وغیرہ
اور سیرت میں سیرت ابن اسحاق۔ اور واقعی اور مدارج النبوة سے *

بہت کچھ مدولی گئی ہے جس کتاب سے کوئی مطلب اخذ کیا ہے اس کتاب کا نام اس کی عبارت کو ذیل میں درج کر دیا ہے
اب میں اپنے لیٹر اور ناظرین کتاب کے لیے دعا خیر مانگتا ہوں اور اصل کتاب کی طرف رجوع کرتا ہوں *

واللہ تعالیٰ یعصمنا عن الخطاء والخطی و یثبت اقدامنا فی مواضع الزلل انہ المرجو فی الاولی والاخر
وعلیہ التوکل والاعتماد فی الدنیا والآخری

باب اول

جناب امیر علیہ السلام کی اسما مبارکین

مؤتومہ

بکفایت المہمہ میرکت اسما ربی الائمہ

قال ابن الاعراب كانت فاطمة بنت اسد ام علي حاملة جلي وابوطالب غائب فوضعت في

اسد لتحيى به ذكرا بها فلما قدم ابوطالب سماه عليا (اليواقيت لابي عمرا لهما هدى)

ابن اعرابي کا قول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد حمل سے تھیں اور انکے وضع حمل کے وقت ابو طالب کہیں گئے ہوئے تھے اور جناب امیرؑ تولد ہوئے جناب فاطمہ بنت اسد نے اپنی والدہ کے نام پر انکا نام اسد رکھا تاکہ انکے والد کا نام انکے ذریعہ سونندہ رہے جب ابوطالب تشریف لائے تو انکا نام علی رکھا۔

قال عطاء انما سمته امه حيدة بدليل قوله يوم خير من انا الذي سمته امي حيدة رزقته خيرا

عطا کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ نے آپکا نام حیدر رکھا تھا۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ خیر کے

سزا اپنے اپنے رجز میں فرمایا ہے۔ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر یعنی شیر رکھا ہے

وقال علي بن برهان الدين الحلبي الشافعي في سيرة الحلبيّة ويقال ان ذلك كان كشفا من علي فان مرجأ كان

راى في تلك الليلة في المنام اسدا افترسه فذكوه على ليخيه

حافظ علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی سیرۃ الحلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ کا اپنی رجز میں اپنے آپ کو حیدر کہنا ایک کشفی امر تھا کہ اسی رات مجھے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شیر نے پھاڑ ڈالا ہے پس جناب امیرؑ نے اسکو خون دلانی کے لیے اسکا ذکر کیا کہ میں وہ شیر ہوں جس نے خواب میں دیکھا ہے۔

وقال بعضهم لان اباطالب كان غائبا حين ولد فسمته امه حيدة وقيل في حكاية انما سمته حيدة لان

علي كان رضيعا وهو في البيت وحده وكانت أمه خارجة في بعض الحلجات كان منزلهم جنب جبل مكة

فانزل حية وسمت لقتل علي فمد يده واخذ الحية وامسكها فماتت في يده فدخلت امه وراة الحية مقتولة

في يده فقالت حيالك اسميا حيدة لذلك سمى حيدة رزقته نجم الدين ففتح الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين السكندر

في مناقب الاحباب بعض کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ تولد ہوئے اسوقت ابوطالب گھر میں نہیں تھے آپکی والدہ نے آپکا

نام حیدر کا ایک حکایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جناب امیر ابی دودہ پتے بچے ہی تھے اور گھر میں تنہا تھے انکی والدہ ماجدہ گھر سے باہر کسی کام کو گئی ہوئی تھیں اور انکا گھر کہ میں ایک پہاڑ کے پہلو میں تھا ایک سانپ بہاڑ پر پورا اتر کر جناب امیر کو قتل کرنا چاہا جناب امیر نے ہاتھ بڑھا کر اسکو مضبوط پکڑ لیا وہ جناب کے ہاتھ ہی میں رہ گیا اتنے میں انکی والدہ ماجدہ باہر سے تشریف لائیں اور سانپ کو انکے ہاتھ میں مرا ہوا دیکھ کر کہنے لگیں اسے میرے شیر خدا تجھ کو مار دیا اسلئے آپکا نام حیدر مشہور ہو گیا +

جناب امیر کے علی نام ہونیکے وجہ تسمیہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہوا سمیعتہ بہ امہ عند ولادته (تذکرہ خواص الامہ) یعنی انکی والدہ ماجدہ نے انکی ولادت کو

علی

وقت ہی انکا نام نامی علی رکھا تھا +

وقیل فلما علا علی علی کتف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکسر الاصنام سمی علیا من العلو والرفعة والثرف (تذکرہ خواص الامہ) یعنی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش اقدس پر کعبہ کے بت توڑ نیکے لئے چڑھے ہنوقت سے شرف اور علو اور رفعت کی وجہ سے آپکا نام علی پکارا گیا +

عن ابن عباس قال کانت امہ اذا دخلت علی حبیل لتجد له وھی حامل بہ علا علی بطفھا فیمنعھا من السجود فسمی علیا (تذکرہ خواص الامہ) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب امیر کی والدہ اپنے ایام حمل میں جب وقت کہ حبیل کے بوجھنے کیلئے جاتیں اور سجدہ کا ارادہ کرتیں تو جناب امیر انکے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور سجدہ کرنے سے انکو روکے رکھتے اس وجہ سے آپکا نام علی رکھا گیا +

بعض کے نزدیک ابو طالب جناب امیر کا نام علی رکھا تھا چنانچہ علامہ ابن یوسف کہتے ہیں اسی بات کے قائل ہیں اور اپنی کتاب کفایۃ الطالب میں انکی تائید میں جناب ابو طالب کا ایک شعر پیش کرتے ہیں سے سید علی کی ید و ملہ + عز العلو فخر العرادومہ + یعنی میں نے انکا نام علی اسلئے رکھا ہے تاکہ سر بلندی کی عزت انکے لئے ہمیشہ ہے اور عزت کا فخر انکو ہمیشہ اپنے ساتھ لیے رہے +

عن ابی سلیمان داعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول لیلۃ اسری الی السماء قال لی تجلیل جلالہ یا محمد من خلقت فی امتک قلت خیر ما قال اهل بن ابی طالب قلت نعم یا رب قال یا محمد طلعت الی اهل الارض اطلعت فلخارتک منها فثقت لک اسماء من اسمائ فانا الحسن فانت محمد ثم اطلعت الثانیۃ فلخارتک منها علیا وثقت لہ اسماء من اسمائ فانا الاحل وهو علی یا محمد فانی خلقتک علیا من سحر نور منوری وعرضت ولایتکما علی اهل السموات والارض من قبلہا کان عندک من المؤمنین ومن بعدہا کان من الکفرین (راخوجہ الخوارزمی) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلہ بان ابی سلیمان نے

حضرت روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی چٹوڑا کے شنبہ عراج میں پروردگار جل جلالہ سے
محبت سے انشاء کیا یا محمد تم اپنی ہمت میں اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ آؤ ہو میں نے عرض کیا اُنکے بہتر اور بہتر کو۔ فرمایا کیا علی بن
ابیطالب کو میں نے عرض کیا ہاں اُسی کو پروردگار نے فرمایا یا محمد میں نے زمین والوں کو احبی طرح سے دیکھا کہ تمکو برگزینہ
کیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام تمہاری لیے مشتق کیا پس میں محمود ہوں اور آپ محمد ہیں پھر میں نے دوبارہ
زمین کے لوگوں کو دیکھا اور علی بن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اسکے لیے بھی ایک نام اپنے ناموں سے مشتق کیا
پس میں اعلیٰ ہوں اور وہ علیؑ ہے یا محمد میں نے تمکو اور علیؑ کو اپنے اصلی نور سے مخلوق کیا ہے اور تم دونوں کی رشتہ
کیا آسمان اور زمین والوں کے سامنے پیش کیا پس جنہ اسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا۔ اور جس نے اس
سے انکار کیا کفار کے گروہ میں سے بن گیا۔

روضۃ الشہداء میں ملاحسین و اعظم کا شفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جناب امیر تیر تولد ہوئے ابو طالب مہدی کے پاس ویکھنے کو تشریف لائے جناب امیر نے ہاتھ بڑھا کر انکے چہرہ کو خراشیدہ کیا۔ انہوں نے اپنی بی بی صاحبہ سے پوچھا تم نے انکا کیا نام رکھا ہے انہوں نے جواب دیا میں نے انکا نام اپنے والد کے نام پر اسد رکھا ہے ابو طالب نے کہا ان کا نام ہمارا محمد اعلیٰ جامع قبائل عرب قصی کے نام پر زید رکھنا چاہیے اسی اثنا میں سرور دین پچھلے صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا ہے عرض کیا گیا کہ والدہ نے اسد اور والد نے زید رکھا ہے آپ نے ارشاد کیا کہ علی نام رکھنا چاہیے۔ جناب امیر کی والدہ ماجدہ نے عرض کیا بخدا میں نے ایک فرہاتفت سے یہی نام سنا تھا دوسری روایت میں ہے کہ جناب امیر کے نام رکھنے کی نسبت جناب ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد میں باہم تکرار ہونے لگے آخر کار دونوں فیصلہ کے لیے کعبہ میں گئے جناب فاطمہ بنت اسد نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ شعر کہا ہے بین لنا جملک المری + ما ذاتی من اسم ذی لصبی + یعنی اے پروردگار اس لڑکے کے نام کی نسبت جو کچھ تیری رضا ہو مجھے اس سے آگاہ کر۔ اتنے میں غریبے ندا آئی ہے فاسمہ من شاخ العلی علی اشتق من العلی + یعنی ہسکا نام علی ہے۔ علی مشتق ہے العلی سے جو خدا ہے پاک کے اسماء الحسنی میں سے ہے +

قيل لما قرئت ولادة علي خضرا بوه ابوطالب الكعبه وتعلقوا بها وقالوا ادعوك يا ذا النسي في المديح والفلق
 المنبج المعصى + بيان لنا عن حكمك المرضي + ماذا ترى من اسم هذا الصبي + ففتحه به هاتفه خالطينا
 بالولد السوي + الطيب المذهب المرضي + ان اسمه في شامخ العلى + على اشتق من العلى + ذكره نجم الدين
 فخر الاسلام ابوبكر بن محمد بن الحسين السيلاني المرندي في مناقب الصحابة (روايت يركب جناب امير
 تولد هو ابوطالب كعبه كاربده كركر يشتر بوا - مين تجي بكارتا هون له صاحب نديمي رات اور مالک صبح

روشنی کے ہمے اپنی رضا کا حکم کر جو نام کہ تو اس لڑکے کا مناسبت کے ناگاہ ہر تفت فرمایا کہ تو نے ہم کو اس پاک اور مہذب و ستودہ
شکل نسبت پوچھا ہے۔ یہ کانام آسمان کی بلند یوں میں علی ہے اور وہ مشتق ہے اعلیٰ سے جو خدا کی پاک کی ہمارا جہنمی میں ہے

(کنیت)

ابو الحسن

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لو كان البحر مدا و الا شجارا قلاما ولا انثر
كتا بالبحر حسابا ما احصوا فضلك يا ابا الحسن (اخرجه المذيلي) ابن عباس رضی اللہ عنہما
ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اگر تمام دریا سیاہی اور درخت قلم اور انسان کتاب اور جن محاسب بن جائیں
تا ہم اسے ابو الحسن تیرے فضائل کو شمار نہ کر سکیں گے۔

ابو حسین

عن علي قال كان الحسن يدعوني في حياة النبي صلى الله عليه وآله ابا حسين و الحسين
يدعوني ابا حسن ولا يريان ابا الا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما مات دعوني اباها
راخرجه الخوارزمي في المناقب جناب امیر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں جن جن کو
ابو حسین اور حسین ابو حسن کہا کرتے تھے۔ اور مجھ کو اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے بلکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا باپ
مانتے تھے جب حضرت رحلت فرما گئے تو مجھے ان دونوں نے ابو حسن اور ابو حسین کہنا چوڑ دیا۔

ابو محمد

خوارزمی کہتا ہے کہ جناب امیر اس کنیت کو بھی پکارا جاتے تھے کیونکہ ابن حنفیہ کا نام محمد تھا جن کو پیدائش
کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بیان فرمائی تھی۔

ابو الریحانین

عن جابر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلي قبل موت ثلاث سلام عليك يا ابا الحسن
او صيك برحمتي في الدنيا فمن قليل ينهد ريد هب ركنك او الله خليفته عليك فلما قبض رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال علي هذا الركنين الذي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما ماتت فاطمة قال هذا الركن
الاخر (اخرجه احمد وابو بكر بن مردويه) جابر روایت ہے کہ نبی نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سترتین
رف پہلے حضرت امیر سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اے ابو الریحانین تجھ پر سلام ہو میں تجھے اپنے دونوں بچوں کے پودوں
کے لیے دنیا میں میت کرتا ہوں عنقریب تیرے دونوں رکن جاتے رہیں گے اور یہ دو گار میرا خلیفہ اور نگہبان تجھ پر ہو گا جب
میرے عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا جناب امیر فرماتے لگے یہ ان دونوں رکنوں میں سے پہلا رکن تھا جسکی نسبت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا جب فاطمہ رحلت فرما گئیں جناب امیر نے فرمایا یہ دوسرا رکن تھا۔

ابو تراب

(۱) عن سهل بن سعد قال استعمل علي المدينة رجل من آل مروان قال فلما سئل
سعد فامره ان يشتم عليا قال فابي سهل فقال اما اذا ابديت فقل لعن الله ابا تراب

فقال سهل ما كان لعل اسم لحياليه وان كان ليفرح اذا ادعى به فقال له اخبرنا عن قصته لم سمى ابا تراب فقال
 جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت فاطمة فلم يجد عليها فقال ابن ابن عمك فقالت كان بيني وبينه شيء فقد
 فخرج ولم يقل عندك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسان النظر اين هو فقال رسول الله هوفي المسجد
 راقد فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع قد سقط رداءه عن شقه فاصابه تراب فجعل رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يمسحه عن يمينه ويقول قمر يا ابا تراب راخرجه البخاري والمسلم : سهل بن سعد كثر من
 ابي فهد آل مروان کا ایک آدمی مدینہ میں عامل ہو کر آیا اور سهل بن سعد کو بلا کر کہنے لگا تو جناب علی علیہ السلام کو
 گالیوں دے سهل نے انکار کیا عامل نے کہا اگر تو اس سے انکار کرتا ہے تو صرف اتنا ہی کہہ دے کہ نفوذ باہر جناب ابو
 تراب پر ہو سهل نے کہا جناب امیر کے نزدیک اس نام سے کوئی نام زیادہ تر پیارا تھا جب آپ اس نام سے پکار
 جاتے تو نہایت خوش ہوتے عامل نے کہا ہمیں یہ بتا کہ جناب امیر کا نام ابو تراب کیوں رکھا گیا۔ سهل نے کہا ایک روز
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ کے گھر میں تشریف لیگے۔ علی علیہ السلام کو دہان موجود بنا کر جناب سیدہ
 سے پوچھا تیرا چچا زاد بھائی کہاں ہے جناب سیدہ نے عرض کیا : ہم دونوں میں باہم کچھ شکار بھی ہو گئی تھی وہ غصہ
 ہو کر چلے گئے ہیں اور آج گھر میں قینول نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ جا کر دیکھو کہ وہ
 ہوقت کہاں پر تشریف کتہ ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مسجد میں سو رہے ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 مسجد میں تشریف لیگے اور انکو سوتا ہوا پایا۔ اور دیکھا کہ کندھے پر دو اترتی ہوئی ہے اور پہلو
 مٹی سے آلودہ ہو رہا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انکے بدن پر مٹی پونچھنے لگے اور فرماتے لگو اٹھ اے ابو تراب
 اٹھ اے ابو تراب ۔

۲۲ عن ابن عباس قال لما اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم المهاجرين والانصار وهو انه صلى الله عليه وسلم
 اخي بين ابى بكر وعمر رضي الله عنهما وبين عثمان وعبد الرحمن بن عوف اخي بين طلحة والزبير واخي بين ابي ذر
 الغفاري والمقداد رضوان الله عليهم اجمعين فلم يواخ بين علي بن ابي طالب وبين احد منهم خرج علي غضبا
 حتى اتى جد ولا من الارض وتوسد خداعيه ونام فيها فسقى عليه الريح التراب فطلبه النبي صلى الله عليه وسلم
 فلم فوجده على تلك الصفة فوكن برجله وقال له قم فاصلحت الا ان تكون ابا تراب اغضبت حين اخيت
 بين المهاجرين والانصار ولما واخ بينك وبين احد منهم - اما تظن ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى
 الا انه لا نبي بعدي - الا من احبك فقد احبب بالامن الايمان ومن ابغضك اماته الله ميتة جاهلية
 راخرجه ابو بكر الخوارزمي ابن عباس کہتے ہیں جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار
 کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اسکی یہ صورت قرار دی کہ جناب ابو بکر کو حضرت عثمان کو عبد الرحمن

ابن عوف کا اور طلحہ کو زئیر کا اور ابو ذر غفاری کو مقداد کا بہائی بنایا۔ اور علی بن ابی طالب باقی رہ گئے ان کے کسیکا رشتہ اخوت نہ ملا یا جناب امیر نہایت غصہ میں جا کر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کا تکیہ بنا کر زمین پر سو گئے ہوائی مٹی مارا کر انکے بدن مبارک کو گروا گروا کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو ڈھونڈنے لگے اور انکو اس حالت میں پایا اور اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا۔ تو نے ابوتراب بنو مین اپنے لیے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے جب مہاجرین اور انصاریہ کے درمیان بہائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسیکا بہائی نہ بنایا تو تو خدا ہو گیا کیا تو رضی نہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہو جیسکہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ جو کوئی کہ تجھ سے محبت کریگا وہ امن اور ایمان میں چپا رہیگا اور جو شخص کہ تجھ سے بغض کریگا خدا اسکو کافروں کی موت سوارے گا۔

(۳) عن عمار بن یاسر قال کنت انا وعلی فی غزاة العشيرة فلما نزلها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وقام بها رأینا ناسا من بنی مدجہ یعملون فی عین لہم فی نخل قال علی یا ابا یقظان هل لك ان تأتي هؤلاء فننظر کیف یعملون فجئناهم فنظرنا الی عملهم ساعة ثم غشینا النور فانطلقت انا وعلی فی صور من النخل فی وقع من التراب فمنا فوالله ما انتبهنا الا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یحیرنا برجلہ وقد تترینا من تلك الرقعة فیومئذ قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا تراب لما رای علی من التراب قال الا احذتکما باشقے الناس فقلنا بلی یا رسول الله قال انجیر ثمود الذی عقر الناقة و الذی یضربک فی هذه یعنی قرنہ حتی یل منه هذه یعنی لجنہ راخرجه احد فی المناقب النساء فی الخصائص) والحاکم بسند صحیح عمار بن یاسر روایت کرتے ہیں کہ میں اور جناب امیر غزوہ ذی اعشیرہ میں باہم رفیق تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر فروکش ہوئے ہم نے نبی مدج کے چند آدمیوں کو نخلستان میں ایک چشمہ پر کام کرتے ہوئے دیکھا۔ جناب امیر نے مجھ سے کہا یا ابا یقظان۔ اگر تیرا منشا ہو تو ہم چل کر دیکھیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ہم دونوں انکے قریب گئے اور ایک گھنٹہ تک انکے کام کو دیکھتے رہے۔ پھر ہم پریند نے غلبہ کیا اور ہم نخلستان میں جا کر زمین پر گئے۔ واللہ کہیںے یہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بیدار نہ کیا۔ حضرت نے یہ کو پاؤں سے ٹھکرا کر جگایا۔ ہم بالکل گرد میں اٹے ہوئے تھے پس اسی روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو گروا گروا دیکھ کر ابتراب کا خطاب دیا اور ارشاد کیا کہ میں مکہ و مکتہ نبختوں کی خبر دونے تجھے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو۔ فرمایا ایک تو خود کی قوم کا احیاء نام رکھنے والا جس نے ناقہ صالح کے پاؤں کا ٹھٹھالے تھے اور ایک وہ شخص جو یا علی تیرے اس مقام پر بیٹھے سر پر ضرب لگا کر لگا اور اس کے غم سے یہ بیٹھے تیری پیش مبارک کرے گا۔

عن ابن عباس قال ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنابر فخطب الناس فحمد الله واثنی علیہ فوعظ وخطب وحذر ثم یبکوا وقال ابن عباس

الوسیطین

ابن ابی طالب نے نبی علی قائم علی قدسیہ فقال ہا انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنأ منه وضمہ الی صدرہ
 قبل بن عیسیٰ ثم یحکم حجتہ منوعہ علی خدہ فقال یا علی صوتہ یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب
 هذا شیخہ المهاجرین والانصار هذا اخي وابن عمی سختی وحمی دمی۔ هذا ابو السبطین الحسن والحسین
 سید شباب اہل الجنة هذا مفرج الکربی عنی هذا اسد اللہ فی الارضہ وسیفہ المسلمین علی عدائہ فعلى مبنضیہ
 لعنة الله ولعنة اللاعنین والله منه بری وانا منه بری فمن احب ان یرأ من الله ومنی فلیتبرأ منه فلیبلغ
 الشاهد منکم الغائب راخرجه ابو سعد عبد الملك بن ابی عثمان محمد الواعظ انحر کوشی فی شرف
 النبوة ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر
 چڑھ کر خطاب ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد وعظ بیان فرمایا اور لوگوں کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الہی
 سے ڈرایا اور پیر رونے لگے اور فرمایا علی بن ابی طالب کہ ان میں جناب امیر علی سے اچھل کر اپنے دونوں پوتوں
 کترے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں بیان حاضر ہوں۔ حضرت نے انکو اپنے نزدیک بلایا جب وہ نزدیک
 گئے تو اپنے انکو اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور پیشانی پر پوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ خسار مبارک پر
 اشک جاری ہو گئے پھر باو از بلند ارشاد کیا اے گروہ اہل اسلام یہ علی بن ابی طالب شیخ المهاجرین والانصار
 ہے یہ میرا بھائی اور میرا بن عم اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے۔ یہ ابو السبطین یعنی امام حسن و
 حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے۔ یہ خدا کی تین
 پرغلا کا شیر ہے اور اسکے دشمنوں کے لئے اسکی برہنہ شمشیر ہے اسکے دشمنوں پر خدا اور خدا کے فرشتے لعنت کرتے
 ہیں اللہ ان سے بیزار ہے میں ان سے بیزار ہوں۔ پس اگر کوئی خدا کی اور میری بیزاری کو چاہتا ہو وہ ہر
 سے بیزاری اختیار کرے۔ تم حاضرین میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ غائبوں کو اس سے آگاہ کرے۔

القاب

امیر المؤمنین

را۱ عن ابن عباس قال کان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی صحن الدار
 قائماً واذا رأسه فجحد حية الکلبی فدخل علی فقال السلام علیک کیف
 اصبح رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال بخیر قال دحیة انی لاحبک وان لک مدحۃ ازفها الیک
 انت امیر المؤمنین وقائد الغر المحجلین انت سید ولد آدم ما خلا النبیین والمہملین لواء الحمد بیدک
 یوم القیة تزف انت وحزبک مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحزبه الی الجنان زفا وقد افلح من تولاک
 وخسر من تخلاک محبوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبواک ومبغضوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبغضواک لمن ینالهم خفاقة

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذن منی بآصفیۃ اللہ فآخذ رأس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعه فی حجرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما هذا المهمۃ فأخبرہ الحدیث قال لریکن دحیۃ الکلبی کان جابر بن سمار باسم سمار اللہ بہ وهو الذی لقی محبتک فی صدور المؤمنین ورہبتک فی صدور الکافرین راخرجہ ابو بکر ابن مردویہ) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ کلبی کے آغوش میں سوکھے ہوئے ایک بونہر کے تختہ کے صحن میں استراحت فرما رہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور سلام علیک کر کے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھا۔ دحیہ نے جواب دیا خیریت ہے اور کہا کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں آپ کے چند سناقب محبوب معلوم ہیں بنکوں میں آپ کے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تمام مومنوں کے امیر اور تمام سفید ہاتھ اور پاؤں اور مونہ والوں کے پیشوا ہیں آپ خدا انبیاء اور مرسلین کے تمام نبی آدم کے سردار ہیں قیامت کو روزِ لوا را محمد آئیں گے ہاتھ میں ہوگا اور آپ کا گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور ان کا گروہ کے ساتھ حنظل میں سیر کرتا ہوگا تحقیق سترگاہ ہوا وہ شخص جس نے آپ سے تولد کر کے اور نقصان اٹھایا اس نے جو آپ سے غیبت ہو کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب آپ کے محبوب ہیں اور ان کے دشمن آپ کے دشمن ہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو ہر گز بہرہ یاب نہ ہوں گے اے برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف لا جب جناب امیر اس کے قریب گئے تو اس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنے آغوش سے لیکر ان کے آغوش میں رکھ دیا اتنے میں سرکار نے خواب کو بیدار ہو کر پوچھا یہ کیا شور تھا جناب امیرؓ دحیہ کا تمام ماجرا عرض کیا حضور نے فرمایا یہ دحیہ نہیں تھے بلکہ جبریل تشریف لائے تھے تاکہ جن القاب کے پروردگار نے تمہیں ممتاز کیا ہے ان کو تمہیں آگاہ کریں۔ خدا تعالیٰ نے تمہاری محبت کو مومنین کے سینہ میں القا کیا ہے اور تمہارے خوف کو کافروں کے دل میں ڈال دیا ہے *

(۲) عن النبی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس اسکب لی وضوء و ماء فتوضی و صلی ثم انصرف فقال یا انس اول من یدخل علی الیوم فهو امیر المؤمنین و سید المسلمین و خاتم الوصیین و امام الخراج المجلدین فجاء علی ضرب الباب فقال من هذا یا انس قلت علی قال فتخلوہ فدخل راخرجہ ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز مجھ کو فرمایا کہ اس انس باطنی لا کر ہمیں وضو کرا میں پانی لایا اور حضرت نے وضو کیا اور نماز پڑھی نماز کے فارغ ہو کر مجھے ارشاد کیا اے انس بن جو شخص آج صبح پہلے میرے پاس آئیگا وہ مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور وصیوں کا خاتم اور سفید ہاتھ اور مونہ والوں کا پیشوا ہوگا۔ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضرت نے پوچھا اے انس یہ کون ہے میں نے عرض کیا علی بن ابی طالبؓ فرمایا دروازہ کھول دے میں نے دروازہ کھول دیا جناب امیرؓ حضرت کے پاس تشریف لے آئے *

(۳) عن بريدة قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نسل على بن ابي امير المؤمنين راخرج ابن مردويه
بريدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہوا تھا کہ ہم علی علیہ السلام کو یا امیر المؤمنین
کہہ کر سلام کیا کریں ۔

رم عن سالم مولى علي قال كنت مع علي في ارض له وهو يخرفها حتى جاء ابو بكر وعمر رضي الله عنهما فقالا السلام
عليك يا امير المؤمنين ورحمتهما الله وبركاته فقيل كنتم تقولون في حق النبي صلى الله عليه وسلم ذلك فقال
عمر هو امرنا راخرج ابن مردويه جناب امیر علیہ السلام کا غلام سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے کہ میں جناب امیر کے
ساتھ انکی زمین میں تھا اور وہ اسکی کاشت کاری کر رہے تھے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما انکے ملنے کو آئے اور سلام
علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر سنت اسلام اوکی کسی نے اُٹھ کر پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی زندگی میں ہی اس طرح سے کہا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ حضرت ہی نے یہ حکم دیا تھا ۔

(۵) عن حذيفة بن اليمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو علم الناس متي اتي علي امير المؤمنين
ما انكروا فضله سمي امير المؤمنين وادم بين الروح والجسد فقال الله تبارك وتعالى انا ربكم ومحمد نبيكم و
علي اميركم راخرج الدليلي في فردوس الاخبار حذيفة بن اليمان سے روایت ہے کہ جناب سالتماہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ جب علی کا نام امیر المؤمنین ہو گا تو ہرگز اس کے فضائل سے انکار نہ کرتے علیؑ
کا نام ہر وقت ہو امیر المؤمنین ہو گا کہ اسی آدم روح اور جسد کو درمیان تھی ہر وقت پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا کہ
میں تمہارا خدا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا نبی اور علی تمہارا امیر ہے ۔

(۶) عن ابن عباس قال دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده امير المؤمنين عائشة رضي الله عنها فجلس
بين رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين عائشة فقالت ما كان لك ان تجلس بين فتحي فضربت رسول الله صني
الله صلى الله عليه وسلم على ظهرها وقال ملائكة في اخي فانه امير المؤمنين وسيد المسلمين وقائد الغر المحجلين
القيامة يقعد على الصراط فيدخل ولياؤه في الجنة ويدخل اعداءه في النار راخرج ابن مردويه ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے
باس شریف رکھتے تھے میں جناب امیر شریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المؤمنین کے درمیان میں شید گئے
بی بی عائشہ جنہا کو بولیں کیا میری ران پر بیٹھنے کے سوا آپ کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی ۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
بی بی عائشہ صدیقہ کی پشت پر ہاتھ رکھا کہ جو دھیرے بہائی کے بارے میں تو مجھے ایذا نہ دی ۔ یہ سنون کا پہلا مسئلہ
کاسوا اور سفید تھ اور موندہ لون کا پیشوا ہے قیامت کے روز یہ صراط پر پیہیگا اور اپنے دوستوں کو جنت میں اور
دشمنوں کو دوزخ میں داخل کرے گا ۔

(۱۷) عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام حبیبہ بنت ابسفیان فقال یا ام حبیبہ اعتزلینی فاننا علی حلجۃ ثم دنا بوضوء فاحسن الوضوء۔ ثم قال ان اول من یدخل هذا الباب مدبرا المؤمنین ویتد العرب خیر الوصیین واولی الناس بالناس قال انس فجعلت اقول اللهم اجعلہ رجلا من الانصار فاذا هو علی ابن ابی طالب (اخرجه ابویکرا بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے گھر میں ہونق افروز تھے۔ ام حبیبہ سے ارشاد کیا اے ام حبیبہ تم مجھے تہوڑی دیر کے لئے غسرو ہو جاؤ۔ کیونکہ ہمیں ایک ننھی سی اور میرٹھ ہے پر آپ نے خوب طرح سے وضو کیا اور فرمایا جو شخص کہ سب سے اول اس دروازہ سے گھسیگا وہ مومنوں کا امیر اور عرب کا سرور اور تمام اوصیاء سے بہتر اور سب لوگوں سے برتر ہوگا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نچل میں دعا کرنے لگا یا اکی وہ شخص جس کے لیے حضرت نے یہ کچھ فرمایا ہو وہ انصار میں ہو۔ مگمان۔ جناب امیر علیہ السلام دروازہ سے گس آئے *

(۱۸) عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال الان یدخل سید المسلمین و امیر المؤمنین و خیر الوصیین اذ اطلع علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم اللهم والی والی قال فجعل ین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسبح العرق مر جعتہ و وجہہ یسبحہ و وجہہ علی و یمسح العرق من وجہہ علی و یمسحہ و وجہہ فقال للہ علی یا رسول اللہ انزل فی شئ قال اما ترضی ان تکون منہ بمنزلہ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعک انت آخر و ذیری و خیر من اخلف بعک تقضی دینی و تنجز وعدی و تبین لہم ما اختلفوا من بعک و تعلم ما و یل القرآن ما لہ دلیلی و تجاہدہم علی التاویل کما جاہدتم علی التذیل۔ (اخرجه الدیلمی ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابی ہریرہؓ مسلمانوں کا سرور اور مومنوں کا امیر اور اوصیاء کا بہترین آئیگا۔ مگمان جناب امیر شریف لاؤ حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار تیرے قربان۔ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ مبارک اور حسین مسکین کا عرق اپنے چہرہ پر اور ان کے چہرے کا عرق اپنے چہرہ اقدس پہننے لگے جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا میرے حق میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ آپ نے ارشاد کیا کیا تو رضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے اسی ہے جیسے کہ موسیٰ سے ہارون کی لیکن میں نے بعد نہیں ہونیوالا۔ تو امیر بے ہوش ہوئے اور وزیر سے جبکہ کہ میں اپنے بعد میں چوڑ جاؤں ان سے تو فضل ہے میری مرض کا ادا کرنے والا اور میری وعدہ کو پورا کرنے والا۔ جن امور میں کہ لوگ میرے بعد اختلاف کریں گے تو اس کو رفع کر نیوالا ہے۔ تو ان سے قرآن کے معنی بیان کریگا اور لوگوں کے ساتھ قرآن کی تاویل نہ جہاد کریگا جیسے کہ میں قرآن کی منزل پر چلاؤں گی *

(۱۹) عن دافع مولی عائشہ قال کنت غلاما انحدہا فکنت اذ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند

اکون قریبا احاطیہا شیئا قال فبینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندها ذات یوم انجاء جاء فدق الباب قال فخرجت الیہ فاذا جاریہ معها اناء مغطی قال فرجعت الی عائشہ فاخبرتہا فقالت ادخلہا فدخلت فوضعت باین یدی عائشہ فوضعتہ بین یدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یأکل وخرجت الجاریہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیت امیر المؤمنین وسید المسلمین وامام المتقین عندی یا کل معی فجاء فدق الباب فخرجت الیہ فاذا هو علی قال فرجعت فقلت هذا علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم ادخلہ فلما دخل قالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا واهلا لقد تمنیتک مرتین حتی لو ابطأت علی لسات اللہ عکثر رجل انما یتقی بک احبس فکل راخو جہ بن مردویہ جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما کا غلام رافع رعایت کرتا ہے کہ میں ام المؤمنین کے پاس جا کر تاتا اور انکی خدمت کیا کرتا تھا جبوقت جناب ام المؤمنین صلی اللہ علیہ وسلم لنگے گھر میں رونق افروز ہوتے تو میں قریب تر رہتا اور جس چیز کی ضرورت ہوتی تو میں حاضر کیا کرتا۔ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین کے گھر میں تشریف لے گئے تھے کہ ناگاہ ایک آنیوالی نے دروازہ کھٹکٹایا۔ میں جنبے گھر کو باہر نکلا ایک لڑکی کو دیکھا کہ دھکا ہوا خٹان لیے ہوئے ہے میں نے لوٹ کر ام المؤمنین سے بیان کیا۔ انہوں نے اسکو گھر میں بلالیا۔ اس لڑکی نے خٹان لٹکے سامنے رکھ دیا۔ میں نے اٹھا کر روضہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دربر رکھ دیا آپس میں سے متامل فرمانے لگے اور وہ لڑکی چلی گئی آپ نے فرمایا کاش اس وقت امیر المؤمنین سید عالم ام المومنین ہی بیان ہوتے تو ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت کرتے اتنے میں ایک شخص نے پھر دروازہ کھٹکٹایا۔ میں جنبے گھر کو نکلا اور جناب امیر کو دروازہ پر کھڑے ہو دیکھا لوٹ کر میں نے عرض کیا کہ جناب امیر دروازہ پر تشریف رکھتے ہیں جھوٹے انکو گھر میں بلالیا۔ جب جناب امیر حاضر خدمت ہوئے سرکار نے مرحبا اور اہلا کے الفاظ سے ممتاز فرمایا اور ارشاد کیا ہم نے دو دفعہ تمہارے آنیکی آرزو کی تھی اگر تم دیر کرتے تو میں تمہاری لیے پھر خد سے دعا کر نیوالا تھا۔ آؤ بیٹو اور ہم سب ساتھ کھانا نوش کرو۔

(۱۰) عن معاویۃ بن شعبۃ اللیثی قال مرض ابوذر الغفاری مرضا شديدا احتضن علی الموت فوالی علی بن ابی طالب فقیل له لو اوصیت الی امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کان احمد لوصیتک من علی فقال ابوذر اوصیت واللہ الی امیر المؤمنین حقا حقرا خوجہ بن مردویہ معاویہ بن شعبۃ اللیثی بیان کرتا ہے کہ جب ابوذر غفاری مرض اور عنہ سخت بیمار ہو کر انتقال کے قریب ہو گئے تو جناب امیر سے اپنی وصیت بیان کی۔ لوگوں نے کہا اگر تم اپنی وصیت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب سے بیان کرتے تو تمہاری لیے یہ بہتر ہوتا۔ ابوذر کہنے لگے میں اپنی وصیت کو سچے امیر المؤمنین سے بیان کیا ہے۔

امام المتقین

۱) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل اوحی الی فی علی ہانہ امام المتقین (مخرجہ الدلیلی فی فروع و س الاخبار) جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پروردگار نے مجھ کو علی کی نسبت وحی بھیجی ہے کہ وہ تمام متقیوں کا امام ہے ۔

۲) عن انس بن مالک والنواس بن سمرعان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین (مخرجہ الدلیلی) ابو بکر بن مردویہ) انس بن مالک اور نواس بن سمرعان رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر مومنین فرمایا شاباش اے مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام ۔

۳) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انک سید المسلمین ویستوی المؤمنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (مخرجہ الدلیلی) جناب امیر مومنین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تم مسلمانوں کے سردار اور مومنوں کے پادشاہ اور سفید ہاتھ اور موندہ والوں کے پیشوا ہو ۔

۴) عن عبد اللہ بن اسعد بن زرارۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری فی ثمانینت الی مرقب غر جبل فاوحی الی فی علی ثلاث انہ سید المسلمین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (مخرجہ الحاکم وابو نعیم وابن مردویہ وابن قاتم) عبد اللہ بن سعد بن زرارۃ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں جب ہم اپنے پروردگار کے پاس پہنچے تو پروردگار نے مجھ کو علی کے تین القاب القافر ہائے کہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور موندہ والوں کا پیشوا ہے ۔

ولی المتقین

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک سید المسلمین وولی المتقین وقائد الغر المحجلین (مخرجہ الامام علی ابن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثناء) مستندہ جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا تو مسلمانوں کا سوا اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور موندہ والوں کا پیشوا ہے ۔

الصاوقین

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سید الصاوقین (مخرجہ خوارزمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی سچے کا سرور ہے ۔

۱) عن النواس بن سمرعان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا بسید المسلمین حین جلدہ علی بن ابی طالب (مخرجہ الدلیلی) فاس بن سمرعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت

سید المومنین
عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ تعالیٰ اوحی الی فی علی ثلاثة اشياء ليلة اسرى بی انه سید
المومنین وامام المتقين وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الدیلمی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق شب معراج میں بروردگار نے مجھ کو علی کے تین لقب انعام فرمائے
کہ وہ مومنوں کا سرور اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور موند و انوکھا پیشوا ہے ۔

سید العرب
 را، عن الحسن بن علی علیہ السلام قال قال رسول الله ﷺ اذ عوا
 الى سيد العرب يعني علياً فقالت عائشة لست سيد العرب قال انا سيد ولد اعم
 وعلى سيد العرب فلما جاءه ارسى الى الانصار فاتوا قال هذا سيد العرب فاجتمعوا بحبه واكرموا بكرامته
 فان جبرائيل اخبرني بالذي قلت لكم عن الله عز وجل ر قال ابو نعيم في حلية الا برار رواه ايضاً ابو البشر
 عن سعيد بن جبيرة واخرجه محمد بن الطير في الرياض النضرة والطبراق في الكبير عن ابي ليلى عن الحسن قال قال
 رسول الله ﷺ يا انس انطلق فادع سيد العرب الى اخذ الحديث جناب امام حسن عليه السلام فمعه
 من ابيك ر قد سرود عالم الله عليه وسلم في فرماي عربك سرورار كوميروا پس بلا لاؤ۔ ام المؤمنين عائشة رضی اللہ عنہا
 کہنے لگیں کیا آپ عربکے سرور نہیں آپ نے فرمایا میں آدم کی تمام اولاد کا سرور ہوں علی عربکے سرور ہیں حبیب علی
 تشریف لائے حضرت نے انصار کو بلا بھیجا جب تمام انصار حاضر ہو گئے آپ نے ارشاد فرمایا یہ ہیں جناب علی تمام
 عربکے سرور ہیں میری دوستی کی وجہ سے انکو دوست رکھو اور میری عزت کی وجہ سے ان کی عزت کرو یہ تحقیق میری
 علیہ السلام خدا کا پیغام ہے جو میں بتاتے ہیں کیا ۔

(۲) عن ام المؤمنين عائشة قالت كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ دخل على فقال هذا سيد الغر فقلت بآبي وامحى انت سيد العرب فقال انا سيد العالمين وهو سيد العرب راخو جبال بيهقي و الحاكم ام المؤمنين عائشة صدقة رضي الله عنها سے روایت ہے کہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی ہوئی تھی کہ جناب اُمّیر شریف لائے حضرت نے فرمایا یہ عرب کا سردار ہے جس نے عرض کیا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ آپ پر قربان ہوں آپ عرب کے سردار ہیں فرمایا میں تمام عالم کا سردار ہوں یہ عرب کا سردار ہے۔

(۳) عن مسلمة بن قنبل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعائشة يا عائشة ان اسرك ان تنظري سيد العرب فانظري الى علي قال قلت سيد العرب قال انا امام المتعلمين وسيد العالمين وهذا سيد العرب (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ) مسلم بن قنبل سے روایت ہے کہ میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے عائشہ اگر تو عرب کے سردار کو دیکھنا چاہتی ہو تو علی کو دیکھ لے۔ ام المؤمنین نے عرض کیا کیا آپ عرب کے سردار ہیں فرمایا میں تمام علم حاصل کرنے والا ہوں کا امام امت تمام جہان کا سردار ہوں اور یہ عرب کا سردار ہے۔

(۴) اخرج الدارقطني عن ابن عباس عن الحاكم عنه وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا سيد ولد آدم وعلي سيد العرب. دارقطني وابن عباس اور حاکم ابن عباس اور جابر عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے۔

عن ابن عباس قال نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى علي فقال انت سيد في الدنيا والاخرة راخو جبال ابو عمرو

سید فی دنیا و الآخرہ

الحاکم والخطیب رحمہما فی الدلیلی من احکامك فقد احبني وعجبك حبيل الله ومن ابغضك فقد ابغضني وبغضك بغض الله الويل لمن ابغضك من بعدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب اُمّیر کی طرف نظر کر کے فرمایا تو دنیا اور آخرت کا سردار ہے ابو عمرو اور حاکم اور خطیب بغدادی نے اس حدیث کو اسی قدر لفظوں سے روایت کیا ہے لیکن شیروہ و یسین فرودس الاخبار میں یہ لفظ اس حدیث کے ساتھ اور روایت کی ہیں کہ یا علی جس نے تجھے محبت کی اس نے مجھے محبت کی اور تیرا دوست خدا ہو گا تو تیرے دشمن کا دشمن خدا کا دشمن ہے اس پر انوس ہے جو میرے بعد تجھے بغض رکھے۔

عن عبد الله بن حكيم الجعفي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تبارك وتعالى ما وحى في علي ثلاثة اشياء ليلتاسري في

قائد الغر المحجلين

بأنه سيد المؤمنين وامام المتقين وقائد الغر المحجلين (اخرجه الطبرانی) عبد الله بن حكيم الجعفی سمری ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شبہ حجاج میں جناب انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین خطاب القافرائے کہ وہ مومنوں
کے سردار اور متقیوں کے امام اور جنگے موتمہ اور ہاتھ اور پاؤں سفید اور نورانی ہیں انکے پیشوا ہیں یعنی انکو ہدایت
کی طرف لیجا نیوالے ہیں *

يعسوب المؤمنين

۱) عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال قال علي بن ابي طالب
المال يعسوب المؤمنين (اخرجه بن عطاء نقلت عن صواعق محرقه جناب
امير فرماتے ہیں کہ بالتحقیق جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال منافقوں
کا بادشاہ ہے *

۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي هذا اول من امن بي وهذا يعسوب
المؤمنين (اخرجه الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت ہے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر
کی نسبت ارشاد کرتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو سب کے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ مومنوں کا سردار ہے *

صديق الاكبر

عن معاذة العدنیه قالت سمعت عليا رضي الله عنه يقول انا صديق
الأكبر (الربيع بن النضر في ثبوتنا ثل العشرة شعبان طبرانی) معاذہ عدویہ سے

روایت ہے کہ منیر بصرہ کے منیر چننا یا امیر کو فرماتے ہوئے مناسبت کہ میں صدیق اکبر ہوں *

۳) عن ابي ذر الغفاری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلي انت اول من امن بي و
صديق وانت صديق الاكبر (اخرجه الحاكم نقلت من الربيع بن النضر) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ
روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کو فرما رہے تھے تو وہ شخص ہے جو سب کے پہلے مجھ
پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے *

۴) عن سلمان الفارسی و ابي ذر الغفاری قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيد علي فقال ان
هذا اول من امن بي وهذا فاروق هذا الامه وهذا يعسوب المؤمنين وهذا من يصافحني يوم القيمة
وهذا صديق الاكبر (اخرجه الطبرانی والديلمی) الطبرانی فی المستدرک سلمان (سلمان فارسی
اور ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تحبیر
یہ وہ ہے جو سب کے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت میں حق اور باطل کے درمیان فرق کر نیوالا ہے اور
یہ مومنوں کا یعسوب یعنی امیر ہے اور یہ وہ ہے جو قیامت کو روز سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرے گا اور یہ صدیق اکبر
۴) عن عباد بن عبد الله قال قال علي انا عبد الله واخو رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا صديق الاكبر

لا يقولها ذلك غيري الا كاذب صليت قبل الناس سبع سنين راخرجه احمد في المناقب النساء في الخصائص
والحاكم في المستدرک وحافظ ابو زيد عثمان بن ابي شيبة في سنته وابن عاصم في السنة وحافظ ابو نعيم
في الحلية العقيلي) عباد بن عبد الله کہتے ہیں کہ جناب ابی بکر فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جو بھٹ بولنے والا میں نے سنا ہے کہ
پہلے نازل ہو چکا ہے۔

(۵) عن معاذة العدو وية قالت سمعت عليا يقول على المنبر منبر البصرة انا صدیق اکبر امنت قبل
ازيوع من ابوبکر واملت قبل ازليع ابوبکر رفقاً بن قتيبة في المعارف) معاوية العدو کہتے ہیں میں نے
بصرہ کے منبر پر جناب ابی بکر کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں قبل اسکے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے
میں ایمان لایا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سلام لانے سے پہلے سلام لایا ہوں۔

(۶) عن ابن عباس بنی وابی یثیلے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثة حبيبا لنجار
مؤمن الياسين الذي قال يا قوم اتبعوا المرسلين وخرقيل مؤمن آل فرعون الذي قال اتقتلون رجلا
ازي يقول ربى الله وعلى بن ابي طالب هو افضلهم راخرجه البخاري عن ابن عباس واحمد عن ابی بکر
ابن عباس اور ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صدیق تین ہیں۔
اول حبيب البخار الياسين رنجیہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں) پر ایمان لانیوالا جس نے یہ کہا تھا اے
میری قوم کے لوگوں میں کی متابعت کرو۔ اور فرعون کے گرد سے ایمان لانیوالا خرقیل جس نے یہ کہا تھا۔
لوگوں میں سے جو کہ قتل کئے ہو جو کتاب میری پالنے والا خدا ہے۔ اور علی بن ابی طالب کہ ان سے افضل ہے۔

(۷) عن ابن عباس بنی وابی یثیلے فی قوله سمعت من يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم قال علي
ما رسول الله هل نقد علي ان تزورك في الجنة قال يا علي ان لكل نبي ذيقا اول من اسلم من امة فاذ
هذه الآية اولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصدقيين والشهداء والصلحيين
حسن اولئك رفيقا فدعا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عليا فقال ان الله تعالى قد ازل بيان ما
سئلت فحصلك رفيقي لانك اول من اسلم وانت صدیق اکبر (تفسير ابن الحجام) ابن عباس رضی
اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کی ہے۔ پس وہ
لوگ ان کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت اتاری ہے) روایت کرتے ہیں کہ جناب ابی بکر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا یا رسول اللہ آیا ہم حضور کو جنت میں بھی دیکھ سکیں گے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہر
نبی کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے جو ہر سب سے پہلے اسلام لانا رہا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ ان

لوگوں کو ساتھ میں جنہر خدا کی اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ انکے اچھے رفیق ہونگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا یا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے اور تجھ پر میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے مجھ پر سلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر (۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس فی القیمۃ غیرنا اربعۃ فقام رجل من الانصار فقال فدا ابی و اخی منہم یا رسول اللہ قال انا علی الباق و اخی صالح علی ناقة اللہ الی عقیقہ و عقیقہ علی ناقة الغنم و اخی علی علی ناقة من نوق الجنة پیدا لواء الحمد ینادی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فیقول لا دمتون ما هذا الا ملکا مقربا لونیامر سلا و حامل الثر فیحییہ صر ملک من بطنان العرش یا معشر الادمیین لیس هذا ملکا مقربا ولا نبیا مرسل ولا حامل عرش هذا الصدیق اکبر علی ابن ابی طالب (اخرجا ابو جعفر الحقیلی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت میں ہم چار شخصوں کے سوا باقی چھوٹے شخص سوار نہ ہوگا۔ انصار میں سے ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماننا ہے آپ پر فدا ہوں وہ چار شخص کون ہیں جنہوں نے فرمایا ایک تو میں ہیں کہ براق پر سوار ہوگا اور میل پہنائی صالح بن ابی اس ناکہ اللہ پر سوار ہوگا جسکے پاؤں کاٹے گئے تھے سوار میرا چچا حمزہ تاؤ غصیا پر سوار ہوگا اور میرا بہائی علی بن ابی طالب کی اوشنیوں میں سے ایک اوشنی پر سوار ہوگا اور اس کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا رکھتا ہوگا تمام آدمی کہیں گے یہ کوی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا حامل عرش ہے عرش کے اندر سے ایک فرشتہ جواب دیگا کہ اے لوگو نہ یہ مقرب فرشتہ ہے اور نہ نبی مرسل اور نہ حامل عرش ہے صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہے۔

فاروق الاعظم

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

لعلی انت صدیق اکبر و الفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق

والباطل (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ المحب الطبری) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جناب امیر کو فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور باطل میں فرق کرو گے +

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی هذا اول من امن بی و هذا

اول من یصافحنی یوم القیمۃ و هذا صدیق اکبر و هذا فاروق الاعظم یفرق بین الحق و الباطل و

هذا یسکن المؤمنین و المال یصوب الی المناقبین (اخرجه الدیلمی) والطبرانی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے

کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کی نسبت فرماتے تھے یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان

لایا ہے سارے وہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملے گا اور یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور مؤمنوں کا

بیسوپ ریشے امیر ہے) امدال منافقون کا امیر ہوتا ہے۔

(۳) عن ابی لیلیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبکون من بعدی فتنة فاذا کان ذلک فالتمسوا علیا فانہ انما اوتقین الحق والباطل اخرجہ الخوارزمی والدیلی (وابن عبد البرنی الاستیعیاب ابولیلی سے روایت ہے کہ جناب سالتم ابی لیلیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب میری امت میں فتنہ برپا ہوگا جیسا کہ یہاں بتا رہا ہوں تم ملازمت علیؑ کی اختیار کرو تحقیق وہ حق و باطل میں فرق کر نیوالا ہے۔

خاتم الوصیین

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس اسکے وضو فتوحی وصلی ثم انصرف فقال یا انس ول من یدخل علی الیوم

امیر المؤمنین و سید المسلمین و خاتم الوصیین و امام الغر المجلین فجاء علی حتی ضرب للباب فقال من هذا یا انس فقلت علی قال افتح له فدخل (اخرجہ ابوبکر ابن مرددیه) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے کہہ دو کہ جس نے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انس یا انس لا کرہین وضو کر اپنی حضرت کے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر آپ لوٹ بیٹھے اور ارشاد کیا آج جو شخص میرے پاس آئیگا وہ امیر المؤمنین اور خاتم الوصیین اور سید المسلمین اور سفید ہاتھ پاؤں اور موہنہ والوں کا امام ہے۔ اتنے میں جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اے انس دروازہ پر کون ہو میں نے عرض کیا کہ جناب امیر میں حضرت نے فرمایا دروازہ کھول دو میں نے دروازہ کھولا یا جناب امیر اندر تشریف لے آئے۔

خیر الوصیین

عن انس قال بیما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الان یدخل سید المسلمین و امیر المؤمنین و خیر الوصیین

اذ ظلم علی ابن ابی طالب (اخرجہ الدیلی و ابوبکر ابن مرددیه) انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؐ فرمایا ابی اسوقت سید المسلمین اور امیر المؤمنین اور خیر الوصیین آئیگا اتنے میں جناب امیر تشریف لائے۔

الوصی

(۱) عن ابی سعید الخدری عن سلمان الفارسی قال قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصی فمن وصیک فقال هل تعلم من وصی موسی قلت نعم یوشع بن نون قال لبع قلت

لانہ کان احب الیہم قال فان وصیی موضع سری خیر من اترك بعدک و یخزع عذقی و یقضى دینی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابوبکر ابن مرددیه) والطاہر بن فکیر فی مسند سلمان الفارسی) ابوسعید خدری سلمانی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک نبی کے لیے وصی ہوتا رہا ہے حضور کا وصی کون ہو فرمایا تو جانتا ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرت

نے فرمایا کیوں میں کو گندارش کیا ایسے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہت میں سے زیادہ عالم تھے آپ نے فرمایا پس میرا
وصی اور میرا زوارہ اور جن لوگوں کو کہ میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں ان سے سب سے بہتر اور میری وعدہ کو پورا کر نیوالا اور میرے
قرضوں کا ادا کر نیوالا علی بن ابیطالب ہے *

(۲) عن الن بن مالک قال حدثني سلمان انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اخي و زيري و
وصيي خير من اخلف بعدك علي بن ابي طالب (اخرجه بن سعد و غيره) الن بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ
سے سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا
بہائی اور میرا زوارہ اور میرا وصی اور میرے پیچھے رہنے والوں میں سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہیں
(۳) عن سلمان قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم هل تدري من كان وصي وصي وصي قلت
يوشع بن نون فقال وصي في اهل وخير من اخلف بعدك علي بن ابي طالب (اخرجه بن سعد و غيره) سلمان
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ موشی کا وصی کون
تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرت نے فرمایا میرا وصی میرے اہل میں اور جب کہ میں اپنے بعد میں چھوڑتا ہوں
ان سے سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہیں *

(۴) عن بريدة قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل نبي وصي و وارث و ان عليا وصي و وارث
راخرجه البغوي في معجمه والديلي في فردوس الاخبار بريدة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا رہا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے *

(۵) عن الن بن مالک قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سلمان من وصي فقال سلمان من وصي فقال سلمان من وصي فقال سلمان
الله فقال يا سلمان من كان وصي وصي قال قلت يوشع بن نون قال فان وصي و وارثي و يقضي
دينه و ينجي موعدي علي بن ابي طالب (اخرجه احمد في مناقبه) الن بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سلمان
رضی اللہ عنہ سے کہا تم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ حضور کا وصی کون ہے سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض
کیا یا رسول اللہ جناب کا وصی کون ہے حضرت نے فرمایا اے سلمان موسیٰ علیہ السلام کا وصی کون تھا سلمان نے
عرض کیا یوشع بن نون جناب نے ارشاد کیا میرا وصی اور وارث اور میرے قرض کا ادا کرنے والا اور میرے
وعدہ و نکا پورا کرنے والا علی بن ابیطالب ہے *

(۶) عن علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم انت اخي و وارثي و وصيي قلت و ما ارض منك
يا نبي الله قال ما ارضت الا نبيا من قبلي قلت و ما ارضت الا نبيا من قبلك قال كتابهم و سنت
نبيهم راخرجه ابن النضر في) جناب پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وہی ہے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے حضور سے کیا ورثہ ملیگا فرمایا جو ورثہ کہ نبی سے پہلی انبیاء نے پایا ہے میں نے عرض کیا حضور سے پہلے انبیاء نے کیا ورثہ چھوڑا ہے فرمایا کتاب اور پہلی نبی کی سنت +
(۷) عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انت اخي ووارثي ووصيي قال علي ما اوش منك قال ما يرث النبیون بعضهم بعضا قال الله ورسوله اعلم فقال کتاب الله و سنتہ یدبر الخرجہ ابن الحضرمی (معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جناب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وہی ہے جناب امیر نے گزاریش کیا حضور کا کیا ورثہ مجھے ملیگا فرمایا اگلے نبیوں نے ایک دوسرے سے کیا ورثہ پایا ہے جناب امیر نے عرض کیا کہ خدا اور ہمارا رسول ہی جانتا ہوگا پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ اور نبی کی سنت +

(۸) عن حبة العرق عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا علي وصيك بالعرب خيرا (الخرجہ ابن السراج) حبة العرق جناب امیر علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے علی! میں تجھ کو عرب کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں +

(۹) عن حبیش بن ذریں قال دایت علیاً یخشی بکبش فقلت له ما هذا قال اوصانی رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اضعی عند اخو جہ احمد) حبیش بن ذریں کہتے ہیں میں نے جناب امیر علی علیہ السلام کو ایک میٹھ سے کی قربانی کہتے ہوئے دیکھا میں نے گزاریش کیا یہ کیا ہو فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں انکی طرف سے قربانی کیا کروں +

(۱۰) عن امرئ القین ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى اختار من كل امة نبیا واختار لكل نبی وصیا وانا نبی هذه الامة وعلی وصی فی حقی واهل بیتی وامتی من بعدی (الخرجہ ابو بکر الخوارزمی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ہر ایک امت سے خدا تعالیٰ نے ایک نبی منتخب کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لئے اسکی امت کو ایک وصی انتخاب فرمایا ہے میں اس امت کا نبی ہوں اور میری بعد میری امت اور میری امت کے اہل بیت میں میرا وصی علی ہے +

(۱۱) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مرضت فانتہ فاطمة فعودہ فلما رأت ما برسول الله صلى الله عليه وسلم من الجهد والضعف استعبرت فبکت حتى سال الدعوى على خديجة فقالت لهما رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة ان لکرامۃ الله ایاک زوجک من قبل محمد واکثرہما و اعظمہما حلما ان الله تعالى اطلع الی اهل الارض فاختار منی منہم فبعثنی نبیا مرسلنا ثم اطلع اطلاعة فاختار منہم بک فادعی الی ان زوجا یدک و اختیہ وصیا (الخرجہ الدارقطنی) و

اخرج الطبرانی، والخلیب عز ابن عباس الخاکعنه وابی هريرة ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سمر وایت ہجرت: جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بیا رہے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کر لیے تشریف لائیں حضور پر ضعف اور تکلیف کو دیکھ کر رونے لگیں تھیں کہ دونوں خسار مبارک پر آشک جاری ہو گئے یہ دیکھ کر سرکار نے ارشاد کیا اے فاطمہ اس کی خاص مہربانی تھی تیرے حق میں کہ مینے تیرا نکاح ایسے کے ساتھ کیا ہے کہ وہ اسلام لانے میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ علم کرنے والا اور علم میں سب سے بڑا ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمین کے ہرے والین کو خوب دیکھ کر انہیں سب مجھ سے انتخاب کیا اور مجھے نبی مرسل بنایا یہی دوبارہ اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب کیا اور مجھے جو بی بی کے میرا سب سے ساقی تیرا نکاح کروں اور سب کو اپنا وصی بناؤں۔

(۱۲) عن ابن عباس قال انیت اباسعید الخدری فقلت لہل شہدت بذا فقال نعم فقلت الاستیثانی بئنی مما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی الخیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مرض و فقر و دخلت علیہ فاطمة تعودہ و انما جالس عن یمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتها العبرة حتی بدت دموعہا علی خدہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ینکک یا فاطمة قالت اختی المضعف یا رسول اللہ فقال یا فاطمة ان اللہ اطلع الی ہل الاضی اطلعت فاختار منہم اباک ثم اطلع ثانیة فاختار منہم جلدک فادحی الی فانکحتہ و اتخذتہ وصیاً و ما علمت انک بکرامت اللہ ایاک و زوجک اعلمہم علماً و اکثرہم حلماً و اقلہم حسماً فاضحکت و استبشرت فادار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدہا مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ تعالیٰ بحمدہ و ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمة لعلی ثانیة اضراس یعنی مناقب ایمان باللہ و رسولہ و حکمتہ و زوجتہ و سبطاہ الحسن و الحسین و امرہ بالمعروف و نہی عن المنکر یا فاطمة انا اهل البیت اعطینا ست خصلاً لم یعطہا احد من الاولین و لا یدرکھا احد من الاخرین نبینا خیر الانبیاء و ہوا بوک و وصینا خیر الاوصیاء و ہوا بک و شہیدنا خیر الشہداء و ہوا حمزۃ عم ابیک و مناسبطاہ ہذا الامۃ و ہما ابنک و منامہک ہذا الامۃ الذی یصلی علی خلفہ ثم ضرب علی منکب الحسنین فقال من ہذا مہک امۃ راخوجہ الدارقطنی) ابی ہارون العبدی کہتے ہیں مینے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھا آیا تم جنگ بدر میں حاضر تھے کہنے لگے کہ ہاں۔ مینے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے جو کچھ کہتے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہنے لگے اسے میرے بیٹے میں تجھے سنا ہوا ہے کہ جب جناب سرور خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیا رہے تو کر ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کے لیے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں میں سرکار کو دیکھنے پر نہایت ہمتا ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف اور ناتوانی کا غلبہ دیکھ کر

رونے لگیں یہاں تک کہ رونے سے ان کا دم گھٹ گیا اور حسا رون پر آنسو نکل آئے سرکار نے فرمایا یا فاطمہ تم کیون بونی
 ہو۔ گذارش کیا کہ حضور کے بعد میں اپنی ہلاک ہونے سے ڈرتی ہوں۔ آپ نے ارشاد کیا بالتحقیق پروردگار عالم نے زمین
 کے باشندین کو اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا یہ دوبارہ دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب
 فرمایا پس مجھے الہام کیا اور میں نے تیرا نکاح اس سے کروایا اور سب کو اپنا وصی بنایا تم نہیں جانتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے خاص
 تمہارا حق میں کیا مہربانی کی ہے کہ تیرا شوہر سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ علم والا اور سلام لائیں سب سے
 زیادہ پیش قدمی ہے جناب سیدہ یونس کے تسم فرمائے لگیں اور خوش ہو گئیں جناب سرور نے چاہا کہ انکو اور زیادہ خیر سے
 حصہ دیا جائے جس کا کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حصہ دیا ہے یہ حضرت نے فرمایا یا فاطمہ علی کے
 اثاثہ وراثت میں اپنے آٹھ سنا قبہ ہیں۔ اسرار اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اور اس کی حکمت۔ اور اس کی مذہب طہرہ۔
 اور اس کی اولاد یعنی حسن و حسین کہ وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں۔ اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی یہی
 باتوں کا کرنا اور بری باتوں سے بچنا، یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چاہے باتیں سی عطا ہوئی ہیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے
 لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آئیوں اے یہی نہیں حاصل کر سکیں گے۔ ہمارا نبی تمام نبیوں سے
 بہتر ہے۔ اور وہ تیرا باپ جو اور ہمارا وصی سب وصیا سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے ہمارا شہید سب شہیدوں
 سے برتر ہے۔ یعنی حمزہ و تیرے باپ کا چچا ہے اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور اس امت کا
 مدد ہی ہیں ہم سے ہے کہ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حبیرو
 علیہ السلام کے دوش مبارک پر حاتمہ مار کر فرمایا مددی امت ان سو پیدا ہونگے *

(۱۳) عن الاسود بن یزید قال ذکرنا عند ام المومنین عائشة ان علیاً کان وصیاً و فی وجہ ایتانہ انہ یقول
 قالوا انہ وصی فلم تکذبہم بل ذکرنا انہا قد سمعت خلیف من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحییٰ وفاتہ
 (الجمہور بین الصحیحین للحمید) اسود بن یزید سے روایت ہے کہ لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 عنہا کے پاس جا کر ذکر کیا کہ علی وصی تھے دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے نہ کہا کہ وہ وصی ہیں پس ام المومنین
 انکی تکذیب کی بلکہ ذکر کیا کہ میں نے خود اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات کی وقت سنا تھا *

(۱۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ جعل الی فی علی عہداً تخلت یا
 ربیب بنی فقیل اسمع فقلت سمعت فقال ان علیاً راہب الہک و امام اولیائی و نور من اطاعہ و ہوا کلہ
 القی الی اللہ المتقین من احبہ لجنہ و من ابغضہ ابغضتی فبشرہ بذلک فجاء علی فبشروہ فقال یا رسول
 اللہ انا عبد اللہ و فی قبضتہ فارز علی بنی فبذنی و انی تعلمی الذی بشرتہ بیفا اللہ اولیائی قال قات اللہ
 و حل قلبہ و اجعلہ رسیۃ الایمان فقال اللہ تعالیٰ قد فعلت یہذا لک ثمانہ رفق الی انہ یختص من البلاء

نبی لم یخبر به احد من اصحابی فقلت یا رب انی وصی فقال تعالیٰ از هذا شیء قد سبق انی مبتلا به وبتلا به (راخو جہاد و فہم فی الحلیۃ) ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے علیؑ کے باب میں مجھ سے ایک عہد کیا پس میں نے کہا اے میرے پروردگار مجھ سے اس عہد کو بیان فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا علیؑ علم ہے ہدایت کا اور میرے دوستوں کا امام ہے اور نور ہے اسکے لیے جو میری طاعت کرتے ہیں اور وہ ایسا کلمہ ہے کہ پرہیزگاروں نے اسکو لازم کر لیا ہے جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے دشمنی کی مجھ سے دشمنی کی پس تو اسکو بشارت دی بعد اسکے علیؑ آئے میں نے انکو بشارت دی وہ کہنے لگے کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اسکے اختیار میں ہوں اگر مجھ کو عذاب دے تو میرے گناہ کے سبب سے اور اگر وہ اس بات کو پورا کرے جسکی کہ خواہش ہے مجھے بشارت دی ہو تو اللہ میرے واسطوں پر زیادہ مہربان ہو جناب رسول اللہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ بارگاہ اس کے دیکھو دشمن کر اور سہکوا میان کی بہار بنا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا تحقیق میں نے اسے ایسا ہی کر دیا ہے پھر میرے طرف حکم کیا اللہ تعالیٰ علیؑ کو ایسی بات سے آزمائش کریگا کہ میرے اصحاب میں سے کسی صحابی کو نہیں کیا۔ پس میں عرض کیا اے پروردگار یہ میرا بہائی اور وحی ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات ہو چکی ہے اور وہ ضرور اس میں مبتلا ہوگا اور اس کے ساتھ لوگوں کی آزمائش کیا جائیگی *

امام البرہ

عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علیؑ امام البرۃ وقائل الفجر منصوره مخدول من خذلہ راخو جہاد الحاکم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ بالتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی نسبت ارشاد کیا ہے کہ علیؑ انکو کارون کا امام اور بدکارون کا قاتل ہے فخر ہو جس نے اسکی مدد کی۔ اور چوڑا گیا جس نے اسکو چوڑا *

قاتل الفجر

نقل ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ ریفعہ بسند الی ابن عباس قال بینما عبد اللہ ابن عباس جالسا قریبا من بئر الزمر یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال الرجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سالتک با اللہ من انت فقال یا ہا الناس من عرفی فقد عرفنی فمن لم یعرفنی فانا ابو ذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقاتل بہاتین واکلا صتا یقول لعل بن ابی طالب قاتل البرۃ قاتل الفجر منصوره مخدول من خذلہ راخو جہاد الحاکم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ بالتحقیق جناب امیر کی نسبت ارشاد کیا ہے کہ علیؑ انکو کارون کا امام اور بدکارون کا قاتل ہے فخر ہو جس نے اسکی مدد کی۔ اور چوڑا گیا جس نے اسکو چوڑا *

مین ابو ذر غفاری ہون میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان دو نو کا فون ہو سنا ہو ورنہ یہ دونوں بہرہ موہ بن کہ آپ جناب امیر کی نسبت ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب نکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے فتح مند مجاہدہ شخص جس نے کہ اسکی مدد کی اور چوڑا لگیا وہ شخص جس نے کہ اسے چوڑا دیا۔

صاحب الزماہ

عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا بی برزہ وانا اسمع یا ابا برزہ ان الله عز وجل عهد الى علي بن ابی طالب انه راية الهدى ومنار الايمان وامام الاولياء ونور جميع من اطاعني يا ابا برزہ علی بن ابی طالب امین غدا فی القيامة وصاحب ایتی ومفاتیہ خزان رحمة ربی وهو الکلیۃ التي الزمتها المتقین لا اخرجہ بن مرد ویہ انس بن مالک فی عنہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان برزہ سے فرما رہے تھے اور میں بن برہا تھا کہ اے ابا برزہ! خدا تعالیٰ نے علی بن ابی طالب کی نسبت مجھ پر وعدہ کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشانہ اور اولیا کا امام ہے اور جس قدر کہ میری اطاعت کریں گے لوگ ہیں ان سب کا نور ہے۔ اے ابا برزہ! علی کل وقت کے رہے میرا امین اور علم بردار ہے۔ علی میرے پروردگار کے خزانوں کی کنجی ہے۔ اور وہ ایک پائ کلمہ ہے جسکو متقیوں نے اپنے لئے لازم کر لیا ہے۔

مقیم الحج

عن عبد الله بن مسعود قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لما خاب الله تعالى احم وانقر فيه من روحه عطس احم فقال الحمد لله اوحى الله اليه حمد في عبدك بعرفي لولا عبدان ابدان انا خلقتهما في دار الدنيا ما خلقتك قال الهی یكونان منی قال نعم یا احم ارفع رأسك وانظر فرفع رأسه فاذا مكتوب على العرش لا اله الا الله محمد نبی رجة وعلى مقیم الحج تمام راخرجہ الخطیب المناقب عبد البر بن مسعود عنی عنہ سمر: ایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حبیب پروردگار نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پہنچی تو آدم نے پھینک لی اور اللہ نے پروردگار نے فرمایا میرے بند نے میرا شکر کیا ہے۔ بھو اپنی عزت اور بزرگی کی قسم ہے اگر میں اپنے دو بندوں کو دنیا میں پیدا کر دوں گا اور وہ نہ کرتا مینے تجھے پروردگار پیدا کیا ہوتا حضرت آدم نے عرض کیا یا اسی وہ دونوں مجھے پیدا ہونگے ارشاد ہوا کہ ہاں۔ اے آدم! اپنے سر کو اٹھا کر دیکھ حضرت آدم نے دیکھا کہ عرش پر بیٹھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رحمت کا نبی ہے علی حجت کا قائم کر نیا لاس۔

اسد

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا یصلی علی من غیر طیب الناس فحمد الله واثنی علیہ فوعظ وخوف وحذر ثم یقال ان علی بن ابی طالب فوب علی قائم علی قد میہ فقال ما انا یا رسول الله فقال ادن منی فدن عنہ فضمه الی صدره وقبل بقل ھنیہ

دیکھتی سالت دمی علی خدا وقال باعلی صوتہ یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخنا المہاجر
 والہ انصار هذا اخي وابن عمی وختنی وکھمی دمی هذا ابو السبطین الحسن والحسین سیدنا شایا اهل
 الجنة هذا مفرج الکربی هذا اسد الله فی ارضه وسیف المسلمین علی اعدائہ فعلی مبغضہ لعنة الله و
 لعنة اللعینین والله منہ برئ واذا منہ برئ فمن احب ان یدر امن الله ومتی فلیتر امنہ فلیبلغ الشا
 منکر الغائب (اخرجه ابو سعد فی مشرقات النبوة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز جناب رسول مقبول
 صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا حمد و ثنایا کے بعد و خطبہ بیان فرمایا اور خوف دلایا اور ڈرایا پیراشکبار ہوئے
 اور کہا کہ علی بن ابی طالب کھان میں جناب امیر حبیب کر کے اپنے دونوں پاؤں پر کترے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول
 اللہ میں بیان حاضر ہوں حضرت نے فرمایا میری تریک آجاؤ جناب امیر سرکار کے پاس گئے حضرت نے انکو سید سے
 لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگو یہاں تک کہ حسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے یہ بلند آواز سے فرمایا اے
 مسلمانو یہ علی بن ابیطالب مہاجرین اور انصار کا شیخ یہ میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا ہے اور میرا داماد اور میرا
 گوشت اور میرا خون یہ یہ سبطیر حسن و حسین جو جو انسان اہل جنت کو سردار ہیں انکا باپ ہے یہ مجھ سے تکلیف کو
 دور کرے والا ہے یہ خدا کی زمین پر پشکا شہر ہے یہ خدا کے دشمنوں کو لیے خدا کی پرہیزگاری ہے اسکے دشمنوں پر خدا اور
 اسکے فرشتوں کی پشکار ہو۔ اسکے دشمن سے خدا انیزا رہت۔ میں بھی اس کے بنیرا ہوں۔ پس جو شخص کہ خدا اور
 اسکے رسول کی بنیرا رہی کو چاہتا ہو وہ اس کے بنیرا ہو۔ چاہیے کہ تم حاضرین غائبین کو یہ اطلاع دیدو۔

حجۃ اللہ

(۱) عن النبی بن مالک رحمہ اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی حجتہ علی
 عبادہ (اربعین للحافظ ابی بکر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتاوی) انس
 ابن مالک بنی امیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اور علی خدا کے بند و پیر خدا کی حجت
 ہیں۔

(۲) عن انس قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبل علی بن ابی طالب قال یا انس هذا
 حجۃ اللہ علی خلقہ (اخرجه الدیلمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حاضر تھا کہ علی بن ابیطالب شریف لائے حضرت کو فرمایا اے انس یہ خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہے۔
 (۳) عن انس بن مالک رحمہ اللہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرای علیا مقبلا فقال یا انس قلت
 لعلک قال هذا المقبل حجۃ علی امتی یوم القیامۃ (اخرجه النفاش) انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں
 جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ جناب امیر کو آتے ہوئے دیکھا بھڑا شاد کیا اسے
 انس سینے عرض کیا میں حاضر ہوں فرمایا یہ آئینا لایا ہے کہ روز میری امت پر میری حجت ہے۔

رأیتہ

عن النضر بن سنان قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لابي بزرغ وانا اسمع اراهم عز وجل شهد لي في علي انه راية الهدى ومنار الايمان (اخرجه بن عمر وبيهق) الش بن مالك رضي الله عنه سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابی بزرغ سے فرماتے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابی بزرغ پروردگار نے مجھے رسول علی کے حق میں عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے۔

ولی اللہ

عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لما اسرى بي راية علي باب الجنة مكتوباً بالذهب لا اله الا الله محمد حبيب الله وعلي ولي الله وفاطمة امته الله و

الحسن وحمزة الله علي باغضبهم لعنة الله اخرجها الدبلي (جناب امیر المسلمین حضرت علیؑ کے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شبِ حراج میں پہنچے جنتِ کدور و تہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ غمخوار چاہیے علیؑ کا دورست ہو فاطمہؑ پروردگار کی خادمہ ہے اور حسنینؑ نہاد کے برگزیدہ ہیں انکے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو۔

(۲) عن ابي ذر قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وهو بالبقيع الفدق قال والذبي نفسي بيوت ان فيكم رجلا يقاتل الناس على تاريل القرآن كما قاتلت للمشركين على تنزيله وهم يشهدون لا اله الا الله فيكبر قتلهم على الناس حتى يطعنوا على ولي الله ويسخطوا عماله كما سخط موسى المرسلين وقتل الخلام واهل الجاهلية وكان خرق السفينة وقتل الخلام واقامة الجدار به دضى راجحة الخوارزمي) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الفدق میں تشریف فرما تھے اور میں خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی جسکی قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں سے ایک ایسا شخص ہے کہ جو قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑے گا جسطرح ہمیں قرآن کی منزل پر پشور کون ہو جہاد کیا ہو وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہونگے اسلئے ان کو جہاد کرنا لوگوں پر شاق گذرے گا یہاں تک کہ لوگ اس خدا کے ولی پر طعن زن ہونگے اور اسکے کام سے ناراض ہو جائیں گے جیسکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کشتی کے امیرین اور لڑکے کے قتل کرنے میں اور دیوار کے بنانے میں (حضرت خضر علیہ السلام پر) ناراض ہوئے تھے حالانکہ کشتی کا ٹوٹنا اور لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضا کے لیے تھا۔

صنفو القم

عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله في حجرة الدار ثماناً واذا في حجرة الكلب قد دخل على فقال السلام عليك كيف اصبح رسول

الله صلى الله عليه وآله فقال بخير قال له حية اني لاحبك وان لك مدحة ازفها اليك انت امير المؤمنين وقائد الغر المحجلين انت سيد ولد اسم ما خلا النبيل والمرسلين لو امانك الحمد بيديك يوم القيمة تزوت انت وحبوبك مع محمد صلى الله عليه وآله ونحن بدار الجنان زفا وقد افلح من توكل وخشون تخلاصا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم و مبعوثوا محمد و مبعوثوا لکین ینالہم شفاعتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادن
منی یا صنفی اللہ فاخذہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعه فی حجرہ فاستیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال ما هذه الصنعة فاخبرہ بالحديث قال لم یکن دحیة کان جبریل سماک باسم سماک لک لک و بی
هو اللک العی محبتک فی صل و لا و مین و دھبتک فی صل و لا کافرین راخرجه ابو بکر بن و و بی
ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقت خانہ کے صحن میں ستر است فرما
رہے تھے اس وقت سر اقدس وحیہ کلبی سے غوث میں تھا کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے سلام کے بعد حضرت کا مزاج
پوچھا دحیہ نے جواب دیا کہ خیریت ہے۔ اور کہا کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور میرے پاس تھا ہی تعریف بہ کہ میں
تجھے بیان کرتا ہوں آپ اسیر المؤمنین اور قائد الغر المحجلین اور انبیاء اور مسلمان کے سوا تمام اولاد آدم کے سردار
میں قیامت کے روز لو اور الحمد للہ ہمارے ہاتھ میں ہوگا اور تمہارا اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ کے ساتھ
جنت کی طرف اترتا ہوا جائیگا بے شک یہ ستر گار ہوا جس نے کہ تمہاری محبت اختیار کی اور نقصان اٹھایا اُس نے
جس نے کہ تمکو چوڑ دیا اچھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تمہارے دوست ہیں اور ان کے دشمن تمہارے دشمن ہیں
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ فتوحات انہیں بہ گزیر نصیب ہوگی۔ اسے بہ گزیر خدا میرے پاس تشریف
لایے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سر اقدس اپنی آغوش سے اٹھا کر انکی آغوش میں رکھ دیا اُس نے میں سرکار
بیدار ہو گئے فرمایا یہ کیا شور ہے جناب امیر نے تمام سرگزشت بیان کی۔ فرمایا یہ وحیہ کلبی نہیں تھے یہ جبریل تھے تمہارا
نام تم سے بیان کر نیکی آئے تھے جو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارا رکھا ہر وہ خدا جس نے کہ تمہاری محبت کو مومنوں کو سینہ
میں اور تمہاری عیب کو کافروں کے دلوں میں ڈالا ہے۔

عن ابن عباس قال ان رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم المنبر فحمد الله واثنى عليه وقال

شیخ المهاجرین والاضار

بعد ما قال ان علی فوثب علی قائما علی قدمیه فقال ها انا یا رسول الله فقال ادن منی فد فی منہ
وضعه المصلی وقال باعلی صوتیا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخ المهاجرین والاضار
(شرف اللقب لابی سعد) ابن عباس سو سعایت ہو کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد
کیا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد جو کہنا تھا کہ بکفر فرمایا علی کہان میں جناب پناہ حیرت کو کے اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے
اور عرض کیا یا رسول اللہ میں بیان حاضر ہوں حضرت نے فرمایا قریب آجاؤ حبیب جناب امیر حضرت کے پاس گئے حضرت نے
انکو اپنی چپائی سے لگا کر آواز بلند فرمایا اے مسلمانوں یہ علی بن ابی طالب مهاجرین اور اضار کا شیخ ہے۔

قسیم النار والجنة

عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت قسیم النار والجنة وانت تفرج باب الجنة وتدخلها احبائك بغير حساب راخرجہ الدیلمی و

ابن اللغازی وفضل بن غیاض فی الشفا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ای علی تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو اور تم جنت کا دروازہ کھٹکاؤ گے اور اس میں اپنے دوستوں کو بغیر حساب کے داخل کرو گے ۔

(۷) عن ابی الطفیل عامر بن واثلہ الکنافی عن ابی علیا قال للستہ جعل عمر رضی اللہ عنہ الامر شورکے بینہم کلاما طویلا من جملة انشد کم اللہ هل فیکم احد قال لا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت قسیم النار والجنة یوم القیامت غیرے قالوا اللہم لا راخرجہ الدیلمی نقلت من صواعق محرقہ من جواهر العقودین ابو طفیل عامر بن واثلہ الکنافی نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے ان چھ صحابیوں سے جو جنکو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد شورت کر لیے مقرر کیا تھا۔ ایک طویل گفتگو کی منجملہ اسکے یہی کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں آیا تم میرے سوا کوئی ایسا شخص جانتے ہو کہ جسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ یا علی تم دوزخ اور جنت کو تقسیم کر نیوالے ہو سب متفق ہو کر کہا خدا گواہ ہے آپکے سوا کوئی نہیں ۔

وارث رسول اللہ

(۱) عن ابی اسحاق قال سالت قثم بن عباس کيف ورث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونکم قال لانه کان اولنا لہ یوقا واشدا

بہلزو قارا خوجہ الحاکم ابن اسحاق سرورایت ہو کہ میں نے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگوں کے سوا علی کیونکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وارث قرار دیے گئے قثم نے جواب دیا اسیلئے کہ وہ ہم سے پہلے جناب رسول خدا سے ملے اور ہم سے زیادہ حضرت کی ملاقات میں رہے ۔

(۲) عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جلال علی بن ابی طالب علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم خندق اللہم انک اخذت منی عبیدۃ بن الحارث یوم بدر وخمرۃ بن عبد اللہ یوم احد وهذا علی فلا تزنی فردا وانت خیر الوارثین راخرجہ الخوارزمی جناب علی ابن الحسین جناب حسین سرور وہ اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام سرورایت کرتے ہیں کہ خندق کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار سے التجا کی کہ اے میری پروردگار تو نے بدر کے روز عبیدہ بن الحارث کو مجھ سے لے لیا اور احد کے روز حمزہ ابن عبد المطلب کو لے لیا اب یہ علی باقی رہ گیا ہے پس تو مجھے اب اکیلاست چوڑ۔ نوب وارثوں سے بہتر ہے ۔

(۳) عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی حیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل یقول افان مات

اد قتل انقلابی علی اعتباریکہ واللہ لا ینقلب علی اعقابنا بعد انھدانا اللہ ولئن ماتا وقتل لا قتل علی ما قاتل
 علیہ چیخاموت واللہ انی لا خیر وولیعہ واولیہا من احق ببعثی راخوہ احمد والنفا ابن
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر المومنین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں فرمایا کہ تم میرے
 فراتیبے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی اڑیوں کو بل بوتہ جادو کے خدا کی قسم
 ہم ہرگز اپنی اڑیوں کے بل نہیں اڑینگے جبکہ خدا تعالیٰ نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 رحلت فرما جائیں یا قتل ہو جائیں ہم اڑینگے جیسے کہ لڑتے رہے ہیں یہاں تک کہ ہم ہی ہمارے جانشین خدا کی قسم ہے میں اپنا
 بھائی اور چچا کا بیٹا اور وارث ہوں مجھ پر کون زیادہ حقدار ہے ؟

۱۴) عن بريدة الاسلمی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي وصي ووارث وان عبدًا وصي واثق
 راخوہ البھو فی محمد والدیلی فی فردوس الاصلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر ایک نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے ؟

۱۵) عن ربيعة بن جندب عن رجل من اهل بيته قال قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يا امير المؤمنين كيف ورثت ابن عمك دون عمك قال جئت
 الله صلى الله عليه وسلم بن عبد المطلب فصنع لهم من طعام فاكلوا حتى شبعوا وبقى الطعام فانه لم يبق
 ثم دعا بخرقة فشرى بها حتى راوا وبقى لثواب كانه لم يمس فقال يا بنی عبد المطلب انی بختت الیکم خاصۃ
 فالی الناس عامة وقد رأیت من هذه الایة ما قد رأیت من ان یکن اخي وصاحبی ووارثی
 ووزیری فلم یقیم الیہ احد ففقت الیہ وکنت اصغر القوم سنا فقال اجلس ثم قال ثلث عرات کل ذلک یاتون
 الیہ فهو یقول اجلس حتی کان فی الثالثة فضر بید علی بیدی ثم قال انت اخي وصاحبی ووزیری
 فذلک ورثت ابن عمی دون عمی راخوہ احمد فی المسند والنسائی فی الخصائص وابن جریر فی تھذیب
 الآثار والضیاء فی المختار (۱) ربيعة بن جندب کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب امیر سے پوچھا اے امیر المومنین آپ نے
 اپنے چچا کو جو کر اپنے ابن عم کا ورثہ کیوں پایا ہے جناب امیر نے فرمایا ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 نے بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور ان کے لیے کھانا ایک پیالے میں بکایا وہ کھانیکو آئے اور کھانے لگے یہاں تک کہ
 سیر ہو گئے اور کھانا جو نکاتوں بجا رہا ہر حضرت کے شربت کا شکر مانگا یا لوگ شربت پینے لگے یہاں تک کہ سیر
 ہو گئے اور شربت بچ رہا۔ گویا کہ کسی نے جو آگ نہ ہو۔ ہر حضرت نے فرمایا اے بنی عبد المطلب میں تمہاری لئے خاں
 کر مبعوث ہوا ہوں اور عالم طور سے اور لوگوں کی طرف تم نے اس سجزہ کو دیکھا ہے۔ پس تم میں کوئی ہے کہ
 میری بیعت کرے اور میرا بھائی اور دوست اور وارث اور وزیر بنے ان میں سے کوئی نہ اٹھا۔ میں کڑا ہو گیا کہ
 اس وقت سب کے چہرے ماتماتہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹے جابر تین دفعہ حضرت نے وہی کلمات ارشاد کیے

میں ہی ہر دفعہ اٹھتا رہا اور حضرت فرماتے رہی بیٹیہ جانیسی با حضرت فرمیرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تو میرا بھائی اور وزیر اور دوست اس لئے مینے اپنے چچا کے سوا اپنے ابن عم کا ورثہ پاپا ہے *

خلیفہ رسول اللہ

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی من نور واحد قبل ان یخلق اللہ ادم باربعۃ الاف عام فلما خلق اللہ

الخلق رکب فی لک النور فی صلبہ فلم یزل فی شئ واحد حتی فترقا فی صلب عبد المطلب ففی الذوق و فی علی الخلفۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید خدری عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدم کی پشت میں ملا دیا وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں رہتا چلا آیا یہاں تک کہ عبد المطلب کی صلب میں جلا ہوا گیا پس محمد میں نبوت ہو۔ اور علی میں خلافت ہو *

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی الخلفۃ علی المدینۃ خلقتک لتکون خلیفۃ قلت کیف الخلفۃ عنک یا رسول اللہ قال الارقی ان تکون منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط) جناب امیر علیہ السلام فرمادیے کہ جب غزوہ تبوک میں حضرت مجھے اپنے پیچھے چھوڑ کر تشریف لیجانے لگو تو فرمایا ہم تجھے اس لئے اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں تاکہ تو ہمارا خلیفہ بنے مینے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے پیچھے کس طرح سے رہ سکتا ہوں فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ بنے تو مجھ سے ہارون کی جگہ موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہے *

(۳) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی الخلفۃ فاقتلوا کاننا من کان (اخرجہ الدیلمی) ابو ذر غفاری عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص علی کے ساتھ خلافت پر اڑے اس کو قتل کر دو جو کوئی کہ ہو *

منار الایمان

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بی برزہ یا ابا برزہ از اللہ عز وجل عہد لی علی انہ رأیت الہک منار الایمان

(اخرجہ ابن مردویہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو برزہ سے فرمایا ہے تھے اسے ابو برزہ یہ تحقیق اللہ عز وجل نے علی کے بارہ میں مجھ سے عہد کر لیا ہے کہ وہ ہدایت کا چہنڈ ہے اور ایمان کی نشانی ہے *

امام الاولیا

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بی برزہ از اللہ عز وجل عہد الی فی علی اندایت الہک او منار الایمان وامام الاولیا مداحو جہان مرثیہ

انس روایت کرتے ہیں کہ جناب سالت آب صلی اللہ علیہ وسلم ابورزہ سو فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو حکایت ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیاء کا امام ہے *

۱) عن ابن عباس قال لما نزل قولنا انت منذر لكل قوم هاد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی ہاد راخرجه ابو نعیم فہما نزل فی القرآن فی علی (ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت کریمہ رک تو فرمایا اللہ ہے اور ہر ایک قوم کے لیے ایک ہادی ہی ہمارے ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے *

الہادی

۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی الہادی ویا علی یقتدک المہتدون راخرجه الدیلمی (عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے اور یا علی تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے *

۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتوودی دینی وتوادینی فی حفرتی وتغنی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ راخرجه الدیلمی (ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم میرے جثہ کو غسل دو گے اور میرے فرض کو ادا کرو گے اور مجھ کو میری قبر میں دفن کرو گے اور جو کچھ میرے ذمہ ہوگا پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میری صاحب علم ہو *

صاحب اللواء

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبلال بن الحارث وابی الجراح قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اسری بی الی السماء رایت علی ساق العرش مکتوباً لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ وضررتہ بعلی راخرجه الدیلمی (ابن عباس اور بلال بن الحارث اور ابی الجراح رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شبِ معراج میں میں نے عرش کی ساق پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور مجھ نے اسکی تائید اور نصرت علی کی کی *

ناصر رسول اللہ

۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ وصالح المؤمنین قال ہو علی بن ابی طالب راخرجه ابن عساکر وابن مردودہ والسیوطی فی الدر المنثور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر وہ گار تعالیٰ کے اس قول میں کہ رہو سلاہ و جیل و صالح المؤمنین صالح المؤمنین سے علی بن ابی طالب ہیں *

صالح المؤمنین

۲) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وصالح المؤمنین ہو علی را الدر المنثور للسیوطی (اخرجه ابو نعیم وابن ابی حاتم والمثقی فی کثر العال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قول سنا کہ وصالح المؤمنین وہ علی ہیں

اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خدای پاک کی کلام میں صالح المؤمنین علیہم السلام میں
تفسیر امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ العین میں لکھتے ہیں قالوا المراد بصالح المؤمنین علی والمراد من المؤمنین هو
الناصر لان المفهوم المشترك للمؤمنین اللہ وبنی جبریل وبنی صالح المؤمنین لیس الا هذا یعنی
مفسرین کہتے ہیں کہ صالح المؤمنین سے مراد جناب علی بن ابی طالب ہیں اور مولیٰ کے معنی ناصر کے ہیں کیونکہ اللہ
اور جبریل اور صالح المؤمنین کے درمیان لفظ مولیٰ کا مفہوم مشترک ناصر کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا ۔

مولی المؤمنین

قال صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم من گنت مولاہ فلی مولاہ امی نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غدیر خم کہ روز جبکہ میں ہوا ہوں اُسکا

علی مولا ہے ۔

صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر احمدیث کی بحث میں لکھتے ہیں رواہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثون
صحابیاً واذن کثیر من طرقہ صحیحہ او حسن یعنی احمدیث کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں
نے روایت کیا ہے ان میں انفرادی تین صحیحہ اور حسن میں اسکی مفصل بحث اگلے باب میں لکھی جائیگی ۔

منجز الوعد

عن ابن عباس وابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی
طالب یمنی وعدتی ویقضی دینی رخصۃ الدلیلی ابن عباس یا ابن عمر سے

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب میری وعدہ کو پورا کرنے والا اور میری وعظ
کو ادا کرنے والا ہے ۔

عن جابر قال قال رسول

قال لنا کثیر من القاسطین و المارقین

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

قوله تعالی فاما نذہبک فانما منهم منتقمون نزلت فی علی انه یتقم من الناکثین والقاسطین و
المارقین جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سالت اب صلی اللہ علیہ وسلم خدائے پاک کی اس آیت کو
شان نزول میں فرماتے تھے جبکہ ترجمہ یہ ہے کہ اگر ہم تجھے لیجا یئس تو بھی ہم ان سے انتقام لینے والے
ہیں ایہ آیت علی کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ میری بعد عہد توڑیوں والوں اور ظالموں اور دین سے
نکلنے والوں کے ساتھ لڑیگا ۔

المرضی

عن علی قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ممشی فی طرقا للملک
اذ مرنا بنخل من غلظت غلظۃ باخری هذا النبی المصطفی وهذا علی المرتضی

ثم جونا فاصلحت ثانیۃ بثالثۃ هذا موسی اخو ہارون باخری الخوازمی وابن یوسف الکبکی فی

کفایۃ الطالب جناب امیر سرور ایت ہو کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے بعض اہل بیت میں جابر تھا ناگاہ ہم ایک نخلستان میں ہو کر گئے۔ ایک نخل دو سرے بکا کر کہنے لگا یہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰ بن ہریم آگے نکل گئے پھر ایک دوسرا نخل قیس کے کہنے لگا یہ موسیٰ بن اورانکا بھائی ہارون ہیں۔

الشاہد عن عاد بن عبد اللہ الاسدی قال سمعت علیاً یقول ہو علی المناہما من قریش رجال الا وقد زلت فیما یدایمان فقال رجل فما نزل فیک فغضب ثم قال اما انک لو امرت انی علی رؤس القوم ما حدثتک و یجمل علی تقرأ سورۃ ہو ثم قرأ فخرج کان علی بنہ تمزین و یتلو شاهد منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بنہ من ربہ وانا شاہد منہ راخوجہ بن مرہ و یہ و ققیہ ابن المغازلی و ابن ابی حاتم و ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور و عاد بن عبد الاسدی کہتے ہیں میں نے جابر امیر کو متبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کے شان میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر عرض ہو کر فرماتے گئے اگر تو مجھے سامنے بیٹھا تو میں ہر گز تجھے نہ بتاتا۔ افسوس ہر تونے سورہ ہود میں نہیں پڑھا نہیں کان علی بنہ من ربہ و یتلوہ شاہد منہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بنہ من ربہ میں و یتلوہ شاہد منہ میں ہوں۔

الشہید عن امر المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذم علیا و قبلہ و هو یقول بابی الوحید المشہد راخوجہ ابو یعلیٰ فی سندک و ابن حجر فی الصواعق) امر المؤمنین ابی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سرور ایت ہو کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علی کو قبل میں لیے ہوئے ہیں اور انکو چوم رہی ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو یہ وحید ہو اور شہید ہو۔

الراکع عن مجاہد عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ و ارکعوا مع الراکعین زلت فی علی خلیفۃ الارباب اول من رکع مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم راخوجہ الطبرانی فی الخصائص و ابو نعیم و فقیہ بن المغازلی فی المناقب رتذ کوہ خواص الامۃ) مجاہد بن عباس رضی اللہ عنہ سرور ایت کرتے ہیں کہ و ارکعوا مع الراکعین میں نے جناب امیر مراد میں کیونکہ وہی سب سے پہلا شخص تھا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع میں شریک ہوئے ہیں۔

الشاہد عن موسیٰ بن جعفر عن ابائہ علیہ علیہم السلام فی قولہ تعالیٰ تراحم رکعاً سجداً تر فی علی راخوجہ فقیہ ابو الحسن بن المغازلی جناب امام موسیٰ کاظم اپنے آباؤ کی سلام علیہم سلام سرور ایت فرماتے ہیں کہ آیت تراحم رکعاً سجداً تر جناب امیر علیہ السلام ولایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ فرماتے تھے

الصفی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت صفی و اسدنی راخوجہ النسا جناب امیر علیہ السلام ولایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ فرماتے تھے

یا علی تم میرے برگزیدہ اور امین ہو۔

الامین

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا بی برزۃ وانا اسمع یا ابا برزۃ علی
امینی غدا یوم القیامت را خوجہ ابوبکر بن رویدہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب
رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابوبکر برزہ کل قیامت کو روز
علی میرا مانت دار ہوگا۔

باط

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علی باب خطۃ من دخلہ کان مؤمنا
ومن خرجہ کان کافرا را خوجہ الدارقطنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو
کہ تحقیق جناب خیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی تو یہ گادروازہ ہو جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ مؤمن ہے
اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

مشیل ہارون

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى
را خوجہ المسلم وغیرہ جناب رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابیہ میر سوارشا
فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کسے موسیٰ سے۔

نفس الرسول

(۱) عن سعد بن ابی قاص قال لما تزلت هذه الآية فقل تعالوا ندع ابنائنا
وابنائکم الذدع رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا

قال اللهم هؤلاء اهل بيتي را خوجہ احمد والمسلم والترمذی والنسائی وغیرہم سعد بن ابی وقاص رضی
اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب یہ آیت کریمہ کہ پس کہدو آؤ بلا دین ہم اپنے بیٹے اور تمہاری بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری
عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پر جو ٹون پر خدا کی لعنت ڈالیں۔ نازل ہوئی تو حضرت نے جناب علی
اور سیدہ اور حسین علیہم السلام کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار میں سیرا بن بیت۔

(۲) عن جابر بن عبد الله قال انفتنا محمد وعلي وابنائنا الحسن والحسين ولنا فاطمة را خوجہ
الحاکم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انفتنا ساجد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور ابائنا
حسین علیہما السلام اور نائنا سے جناب شہید را دہین۔

(۳) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوة ذات السلاسل وكنت اظن لي ارحل احب الي رسول الله صلى

الله صراح میں ہر دو تہ تکا و قولوا لہ ای صلحنا اوزار نادھی کلمۃ امر بجا بنوا سرائیل لقولوا لہا لحت
اوزادہم یعنی خدای پاک کی کلام میں ہر کہ تم خطہ کو بیٹے مبارک کو کہہ کر دے۔ ایک خاص کلمہ تھا جس کے کہنے کا بڑا اثر
کو حکم ہوتا تھا اگر وہ اس کلمہ کو کہتے تو انکا بوجہ کم ہو جاتا۔

اللہ علیہ السلام منی فقلت یا رسول اللہ ای الناس احب الیک قال عائشہ فقلت انی لست اسالك عن النساء قال ابوہما قلت ای الناس احب الیک بعداوبکر قال حفصہ قلت لست اسالك عن النساء قال ابوہما قلت یا رسول اللہ فایز علی فالتفت الی اصحابہ فقال انظروا الی ہذا ایسا لنی عن النفس (اخرجه ابن النجار) عمرو ابن اعاص ناقل ہے کہ جب میں غزوہ ذات السلاسل کی فتح سے واپس آیا میرا گمان تھا کہ حضرت کو مجھ سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہوگا میں اسی زعم سے حضرت سے پوچھنے لگا یا رسول اللہ سب سے کون زیادہ آپ کو محبوب ہے حضرت نے فرمایا عائشہ۔ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت نہیں عرض کرتا آپ نے فرمایا اسکا باپ میری عرض کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضور کو کون زیادہ محبوب ہے فرمایا حفصہ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت تو پوچھتا ہی نہیں آپ نے فرمایا اسکا باپ عمر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی کہا گئے۔ حضرت اپنے صحابہ کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے اس شخص کو دیکھو کہ میری جان کی نسبت مجھ سے پوچھتا ہے *

(۴) اخرجہ الدارقطنی از علی یوم الشوری احتج علی اہلہا فقال انشدکم یا اللہ هل منکم احد قرأ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحرم۔ ومن جعل لہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسه انباءہ ابنا وغیری فقالوا اللہم لا وارث لہ فی حرمہ اللہ علیہ وسلم وایت کہتے ہیں کہ شوری کے روز جناب میر علیہ السلام نے بغرض تمام محبت اہل شوری سے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ یہ سوائے میں کوئی ایسا شخص موجود ہو جو رشتہ میں حضرت کا قریبی ہو اور کسی شخص کی جان کو آپ نے اپنی جان قرار دیا ہو۔ اور کسی کے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنا یا ہو۔ سب سے کہا بخدا آج کچھ سوا کوئی نہیں *

سیف اللہ

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا علی بن ابی طالب

ہذا سیف اللہ المسلول علی اعدائہ (اخرجه ابوسعید فی شرف النبوة)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ علی بن ابی طالب حبیب الہی برہنہ شیر ہے خدا کے دشمنوں پر *

(۲) عن جابر ذالکنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض حيطان المدینہ وید علی فیہ فمرنا بنخل فصاح

النخل ہذا محمد سید الانبیاء و ہذا علی سید الاولیاء ابوالائمۃ المطہرین ثم مرنا بنخل فصاح النخل

ہذا محمد و ہذا علی سیف اللہ فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال لہ سمع الصیحا فی فسمی بذلك

صیحا فی مکان ہذا سببیتہ ہذا النوع بذلك (اخرجه السمعہ وروی فی خلاصۃ الوفا باخبار دار المعطف)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں مدینہ کی ایک دیوار کے نیچے

گزر رہا تھا اور حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا ناگاہ ایک نخل کے پاس سے ہو کر گزرے وہ نخل چلا کر کہنے لگا

یہ محمد بن یحییٰ بن یونس کے سرور اصراف علی بن یونس کے سرور پاک اما سونکج باب پر ہم وہاں سو آگے ٹہرے ایک اور مغل چلا کر گئے
لگا یہ محمد بن خدا کے رسول دریا علی بن خدا کی شمشیر حضرت جناب امیر کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے انکا نام صبحانی
رکھو اسلئے اس قسم کی کجی و رن کا نام صبحانی رکھا گیا ۔

ذوالاذن الوعی

۱۱ عن مکحول عن علی بن فضال عن اذنی و تعیھا اذن و اعیہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعلھا اذنک یا علی

راخو جہ الدلیلی (مکحول اس آیت کی تفسیر میں جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (یا در کیمیا
اسکو یاد رکھنے والا کان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا یا علی میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ یاد رکھنے والا
کان تیرے کان بنا دے ۔

۲۱ عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ عزوجل امرنی ان اعلمک لتعی
فانزلت وتعیھا اذن و اعیہ (راخو جہ الدلیلی) بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا یا علی مجھ پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے تعلیم کروں تاکہ تو یاد رکھی پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل
فرمائی کہ یاد رکھنے والا کان ۔

قاضی بن رسول اللہ

۱۱ عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الیمن قاضیا وانا حدیثا السن فقلت یا رسول اللہ تعجبتنی

الی قوم یکون بینہم احداث ولا علم لی بالقضاء قال ان اللہ عزوجل لیہک لسانک ونبئت قلبک
قال فما شککت فی قضائک بیان اثنین راخو جہ احمد النساء والحاکم جناب امیر فرماتے ہیں مجھ کو جناب رسول
انبیاء علیہ التحیۃ والتسلیم نے بھی کیطرت قاضی کر کے بھیجا میرا سن ابھی بہت چھوٹا تھا مجھے نہ علم نہ سن رسول اللہ صلی
مجھے ایسی قوم میں قاضی بنا کر بھیجتے ہیں جن میں اکثر جنگجو ہو کر نینگے اور مجھے قضا کا علم نہیں ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار تیری زبان کو ہدایت کر دے گا اور تیرے دل کو تاب رکھے گا جناب امیر فرماتے
ہیں اس کے بعد مجھے کبھی دو شخصوں کے جگہ فیصلہ کرنے میں شک پیدا نہیں ہوا ۔

۲۱ عن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضاء قضائک علی

فاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فمنا الحکمتا اهل البیت (راخو جہ احمد) حمید بن یزید

ابن یزید المدنی سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میں جناب امیر کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا

کیا حضرت نے تمہیں برا کر کہا خدا کا شکر ہے جس نے کہ ہم اہل بیت میں حکمت عطا فرمائی ہے ۔

۳۱ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تبین کما

ما اختلفوا من بعد (اخرجه احمد) انس بن مالك رضی اللہ عنہ سہ روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
یا علی تم میری امت کو میرے بعد بیان کرنیوالے ہو جس میں کہ انکو اختلاف پیش آئے گا ۔

(۴) عن ابی ذر الغفاری عن رسول اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابی علی ومبین لامق
ما ارسلت بہ من بعدي (اخرجه الدیلمی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سہ روایت ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے بعد میری امت کو یہ بیان کرنیوالا جس کے لیے کہ میں بھیجا گیا ہوں

وزیر رسول اللہ

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اخی و وزیري وخیر من اخلف بعدي علی بن ابی طالب (اخرجه

الخوارزمی فی المناقب) سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
جو تحقیق میرا بہائی اور میرا وزیر اور جنگجو کہ میں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں ان میں سے کسی کو بہتر علی بن ابی طالب ہے ۔

(۲) قال ابو اسحاق احمد بن محمد بن الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ برفعہ بسندہ الی ابن عباس قال بینما
عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ جالس عند شفیقہ فرمے قول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبل

رجل متعمداً فمات فمات فیما لا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال الرجل قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن عباس سالتک باللہ من انت فکشف العمامۃ عن وجہہ فقال یا ہذا

الناس من عندی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا ابو ذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بہاتین والافضلتا ورأیتہ بہاتین والافضلتا یقول عن علی انہ قائد البرۃ وقاتل الفجرۃ منصور

نصرہ مخذول من خذلہ اما اوصییت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما من الايام الظہر فسال سائل
فی المسجد فلم یعطہ احد شیئاً فرفع السائل یدہ الی السماء وقال اللہم اشہد انی سالت فی مسجد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعطنی احد شیئاً وکان علی فی الصلوۃ راکعاً فادعنی الیہ فخصر الینۃ وکان یفتنما
فیہا فاقبل السائل فاخل الخاتم من خصرہ وذلك امرای لتیصل الیہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما فرغ النبی

صلی اللہ علیہ وسلم من صلوۃ تہنید الی السماء وقال اللہم ان اخی موسی سالتک فقال رب اشرح لی صدری
ولیر لی امری واحلل عقدہ من لسانہ یفقهوا قولی واجعل لی وزیراً من اہل ہارون اخی شلاً بشارتک

واشکرک فی امری فانزلت علیہ قرآننا طقاسنشد عندک باخیک ونجعل لکما سلطاناً فلا یصیبون
الیکما بایاتنا۔ اللہم وانا محمد نبیک وصفیک اللہم فاشہر صدقہ ولیر لی امری واجعل لی وزیراً

من اہل علیا اشد بہ ظہرہ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں اور اس حدیث کو اسناد کو ابن عباس
رضی اللہ عنہ تک پہنچانے میں کہ ایک قبیلہ ابن عباس کا چاہے نہ ہم کے کھارے پر بیٹھے ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی حدیث میں بیان کر رہے تھے کہ اہل ثنائین ایک آدمی آپوش آنکلا ابن عباسؓ نے حدیث کو بیان میں توقف کیا۔ وہ شخص حضرت کی حدیث بیان کرنے لگا ابن عباسؓ نے شخص کو کہہ دیا کہ تم خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتاؤ کون ہو جس نے اپنا چہرہ کو لدیا اور کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہو پچا ہوا اور جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اندونوں کا لون کر ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونوں میرے ہو جائیں اور ان دونوں کا لون سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں مجھ ہو جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتے تھے وہ نکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل جو تمہندہا وہ شخص کہ جس نے اس کی بددی اور چوڑا کیا وہ جس نے اس کو چوڑا ایک روز میں جناب رسالت آج صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا کیسے اسے کچھ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے خدا گواہ رہو میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسینو کو پھینک دیا جناب میرے کوع میں تھے سائل کو اپنے لئے ہٹنے ہاتھ کی چنگلی کا اشارہ کیا اس میں نقش دار انگوٹھی پڑی تھی سائل نے انگوٹھی انکی مانگی سے اتار لی یہ حکم باحضور دیکھ رہے تھے جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے آتے دو نو ہاتھ آسمان کی جانب اٹھا کر کہا الہی میری بہائی موسیٰ نے تجھ سے کہتے عاکی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر میری زبان کی گرہ کو لٹا دال تاکہ میری بات کو لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں میں سے میری بہائی ہارون کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک بنا پس اسے میرے پروردگار نے اپنا بوتا ہوا قرآن پاس پڑا دل کیا کہ ہم تیرے بہائی کی وجہ سے تیرے بازو کو قوی کرینگے اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے اور وہ لوگ ہماری نشانیوں کی وجہ سے تمکو تکلیف نہ دے سکیں گے۔ الہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں پس میری سیدہ کو کھول اور میرے کام کو آسان کر اور میرے گھر والوں میں سے میری بہائی کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت قوی کر۔

خیر البشر

(۱) عن عقبہ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ وقد قطع حاجبہ علی عینہ فالتنا عن علی فرفع حاجبہ فقال ذاک من خیر البشر (بخاری)
 احمد بن حنبل (بخاری) عقبہ بن سعد العوفی سے روایت ہو کہ ہم جابر بن عبد اللہ کے پاس گئے اور انکے بارہ کے بال انکی آنکھوں کے نیچے ڈھکے ہوئے تھے ہم نے جناب امیر کی نسبت دریافت کیا وہ اپنی آنکھوں کو بارہ کے بال اٹھا کر کہنے لگو وہ تو خیر البشر ہے۔

(۲) عن حدیث فضل بن عبد اللہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابی فقد کفر (بخاری)
 ابن حزم (بخاری) حدیث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی علیہ السلام خیر البشر میں جس نے کفار کیا وہ کافر ہوا۔

ذوالقرنین

۱۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان ملک فی الجنة کثر اوائک ذوقہا راخرجه احمد فی المناقب ابن ابی شیبہ والحکیم الترمذی والحاکم فی المستدرک وابو نعیم فی المعرفة وسبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ جناب امیر سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لیے بہشت میں ایک خزانہ ہے اور تو اسکا ذوالقرنین ہو یعنی دو طرف کا مالک ہو قال المحدث فی تذکرہ ذوقہا ای طرح فیہا یعنی الجنة ہر ذوالقرنین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرنین سے مراد جنت کو دونوں طرف مراد ہیں :

قال ابو عبیدہ ذوقہا صاع الاثر ابی عبیدہ کہتا ہے ذوقہا میں ضمیر ثروت غائب است کی طرف راجع ہے یعنی یا علی تم اس است کو ذوالقرنین ہو :

۲۔ عن الطالب بن عبد اللہ بن خطاب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم بحبی ذوقہا اخوانی محمد بن ابی طالب فانه لا یحبہ الا مؤمن ولا یبغضہ الا منافق من احب فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی (اخرجه احمد فی المناقب) طالب بن عبد اللہ بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں تمہیں اس است کو ذوالقرنین کی محبت کی وصیت کرتا ہوں۔ جو تحقیق اس سے محبت نہیں کرے گا مگر وہ اس اور بغض نہیں کرے گا مگر منافق جس نے کہ اس سے محبت کی محبت کی جس نے اس سے بغض کیا محبت و بغض کیا :

۳۔ عن ابی الطفیل ان ابن الکوی سأل علی بن ابی طالب عن ذی القرنین انبیاء کان ام ملکاً قال لم یکن نبیاً ولا ملکاً ولکن کان عبداً صالحاً احب اللہ فاحبہ ونصر اللہ فغنی بہ عن اللہ والقوم فغنی عن علی قرۃ خات لہم احیاء اللہ لہم ادم ثم بغض اللہ القوم فغنی وہ علی قرۃ الا خات فاحیاء اللہ لہم ادم فلذلک سمی ذی القرنین وقال از فیکم من غلہ راخرجه ابن حاتم فی سننہ وابن المنذر ابن سعد ورواہ ابن ابی الحداد وابن عبد اللہ حکم فقلت من کذا الحال) ابو الطفیل کہتے ہیں کہ خوارج کے پیش نماز ابن الکوی نے جناب امیر سے پوچھا کہ ذوالقرنین نبی تھا یا بادشاہ آپ نے فرمایا نبی تھا وہ بادشاہ ایک نیک بندہ تھا خدا نے اس سے محبت کی اور اسکو صاحب محبت بنا دیا اور خدا نے اسے نصیحت کی اور اسکو نصیحت والا کر دیا۔ پھر اسکو خدا نے اسکی قوم کی طرف بھیجا ان لوگوں نے اسکی کنپٹی پر چوٹ لگائی جس سے اسکا انتقال ہو گیا پھر خدا تعالیٰ نے اسکو انکے جہاد کے لیے زندہ کر کے اس قوم کی طرف بھیجا انہوں نے اسکی دوسری کنپٹی پر بار بار مارا مگر خدا اسکو پھر انکے جہاد کیلئے زندہ کیا۔ اسلئے یہ کانام ذوالقرنین ہوا۔ اسکا عجب باب امیر علیہ السلام نے فرمایا جو تحقیق تم میں اسکی مثال موجود ہے :

۴۔ عن سالم بن ابی الجعد قال سئل علی بن ذی القرنین انہی ہو فقال سمعت نبیکو صلی اللہ علیہ وسلم

بقول ابو عبدنا رحمہ اللہ فقہہ وازفہ کہ لشیر (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) سالم بن ابی الجعد سورت بیت پر کھڑا
امیر یوچیا گیا کہ ذی القرنین آیا نبی تھا آپ نے فرمایا میں نے تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سنا کہ وہ ایک بندہ تھا خدا نے
اسے نصیحت کی وہ نصیحت پذیر ہو گیا۔ بیشک تم لوگوں میں اس کی نظیر موجود ہے۔

۱۵) عن مجاہد قال قيل لابن عباس ما تقول في شان علي بن ابي طالب فقال والله هو واحد الثقلين سبق
بالشهادتين وصلى القبلتين وبابيع البيعتين وهو ابو السبطين الحسن والحسين وهو مولاي ومولى الثقلين
ومثله في الامه مثل ذى القرنين وردت عليه الشمس من تين (اخرجہ احطاب الخوارزمي) مجاہد رحمہ اللہ علیہ
ابن عباس رضی اللہ عنہ سورت بیت کرتے ہیں کہ ان کے کسینو یوچیا کہ تم علی کی شان میں کیا کہتے ہو جوابدہ یا دالہ وہ دو
ثقلین یعنی دو بزرگ چیزیں ہیں ان کے ایک ہیں یعنی قرآن اور اہل بیت) اور وہ سب سے اول شہادتین یعنی شہد
ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ کے ادا کر نیوالے ہیں۔ انہوں نے دو قبلوں یعنی بیت المقدس اور کعبہ
کی طرف نماز پڑھی ہے۔ اور دونو بیعتیں کی ہیں یعنی بیعت اول بیعت عقبہ جو ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں ہوئی اور بیعت
رضوان جو درخت کے نیچے حدیبیہ میں ہوئی) اور وہ باب ہیں سبطین کے جو حسن و حسین ہیں اور وہ میرے اور علم حزب
والس کے مولا ہیں اور اس امت میں وہ مثل ذی القرنین کے ہیں اور ان کے لئے آفتاب کو دو دفعہ حجت ہوئی ہے۔
تنبیہ قال مجاہد لدین الفیرو فابادی فی القاموس ذی القرنین اسکندر رومی لانہ دعائہم اللہ
عز وجل فضرہ علی قرنہما فاحیا اللہ کما نذرہما فضرہوا علی قرنہما الاخر فان فاحیا اللہ کما اولانہ
بلغ قطرہ الارض والاضریقین لہ۔ والمندر بن مالمہ المضر فیرین کانتا فی قرنہما رأسہ علی بن ابي طالب
لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ازلک فی النجۃ بیتا وروی کنتا وانک لذی قرنہما۔ ای لذی طرفی الجنة و
ملکھا الاعظم ملک ملک الجنة کما سلك ذی القرنین جميع الارض او ذی قرنہما الامۃ فاضمت وان لم
یتقدم ذکرھا او ذی جلیہا الحسن والحسين او ذی شجائین فی قرنہما رأسہ احذہما من عمر بن عبدود
والثانیہ من ابن ملجم لجنہما اللہ ذی القرنین اسکندر رومی کو کہتے ہیں سوجہ سو کہ جب کھنڈ نے لوگوں کو اللہ
تعالیٰ کی طرف دعوت کی تو انہوں نے اس کے سر کے ایک طرف تلوار ماری کہ وہ شہید ہو گئے پس اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کیا
بعد اسکے پھر وہ لوگوں کو دعوت کرنے لگے تو ان لوگوں نے ان کے سر کے دوسرے طرف تلوار ماری کہ وہ شہید ہو گئے بعد اسکے
دوبارہ اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کیا۔ یا ذی القرنین سوجہ سو کہتے ہیں کہ وہ زمین کے دونوں طرف پہنچتے تھے یا اس سبب ہی
ان کے سر پر دو کاکلین تھیں۔ اور سند بن مالمہ السمار کو بھی ذی القرنین کہتے ہیں جو شامان عراق میں سے تھا اس
سبب کہ اس کے سر کے دونوں طرف کاکلین تھیں۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو بھی ذی القرنین کہتے ہیں اس سبب
کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باب میں فرمایا ہے کہ یا علی تیرے لیے بہشت میں ایک گھر ہے یا خزانہ ہے

اور تو اس کا ذوالقرنین ہر پٹے بہشت اول کے ملک عظیم کے دونوں طرف کا مالک ہے اور تو کل بہشت کی سیر کر گیا جس طرح
کے ذوالقرنین نے کل زمین کی سیر کی تھی یا یہ کہ آپ اس ارش کے ذوالقرنین میں زمین بہشت کی اس حدیث میں بہت کی طرف
راجع ہے اگر چاہا سکا ذکر پہلے نہیں آیا۔ یا اس سبب کہ آپ اس ارش کے دونوں طرف کے والدین یعنی امام حسن اور امام
حسین علیہما السلام کے یا اس سبب کہ آپ کے سر اقدس کے دونوں طرف دو خیمے تھے میں پہلا عمرو بن عبدوس اور دوسرا
ابن مجمل ہوں سے ۔

خاصف النعل

۱۱ عن زید قال لما كان يوم الحديبية خرج الينا اناس من المشركين
من رقبائهم فقالوا قد خرج اليكم من انبائنا ورقابنا وانما خرجوا
من خلد متنا فارددهم الينا فقال رسول الله صلى الله عليه وآله يا معشر قريش لتنبهن عن مخالفة امر
الله اوليعلن عليكم من يضرب قابكم الذين قد امتحن الله قلوبهم للتقوى قال بعض اصحاب رسول
الله صلى الله عليه وآله من اولئك يا رسول الله قال منهم خاصف النعل وكان اعطى عليا بن عبد الله بن خنصه
راخرجه الترمذي ابو داود) زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز ہمارے پاس مشرکین کچھ نہ رہیں
آئے اور کہنے لگو ہمارے نوٹدی اور غلام تمہاری پاس چلو آئے ہیں اور وہ ہماری خدمت کرنے سے بہانے ہیں وہ
ہم کو واپس دیو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قریش کے لوگو تم خدا کے حکم کی مخالفت کرنے سے باز آ جاؤ
ورنہ تم پر ایسے لوگ بھیجے جائیں گے جو تمہاری گردن مار دیں اور خدا نے تقویٰ کے ساتھ ان کے دل کا امتحان کر لیا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا ایک ان میں سے
جو تاسینے والا ہے حضرت نے اپنا جوتا بنا پا میر کو سینے کے لیے دیا ہوا تھا ۔

۱۲ عن حلی قال ان سہیل بن عمرو قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال يا معشر قريش انتم تعلمون اني قد اخرجتكم من ابي
الينا فغضب رسول الله صلى الله عليه وآله غضباً شديداً فقال لتنبهن يا معشر قريش وليعلن
عليكم رجلا منكم امتحن الله قلبه للايمان يضرب قابكم اولي الذين قيل يا رسول الله ابو بكر قال لا
قيل عمر قال لا ولكن خاصف النعل فقال علي ما افي سمع رسول الله صلى الله عليه وآله يقول لا تكذبوا هذا
فمن كان على منتهى فليتبوء مقتله في النار اخرجنا احد) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ سہیل
ابن عمرو نے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا محمد ہمارے قوم کے لوگ آپ کے ساتھ مل گئے ہیں آپ
انکو ہمیں واپس دین حضرت یہاں تک غصہ ہو کر غضب کے آثار چہرہ اقدس پر نمایاں ہونے لگے پھر آپ نے فرمایا اسے
قریش کے لوگو تم متنبہ ہو جاؤ ورنہ خدا تعالیٰ تم پر ایسا آویس بھیگا کہ جسکو دلو خدا نے ایمان کے ساتھ رکھ لیا
ہے وہ دین پر تمہاری گردن مارے گا حضرت سے پوچھا گیا کہ وہ شخص ابو بکر ہیں آپ نے فرمایا نہیں یہ پوچھا گیا کیا تمہارے

آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جو تاسینے والا ہے۔ اس حدیث کو روایت کر کے جناب امیر نے فرمایا۔ کیا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا؟ کہ مجھ پر چوٹ مت بولوا اور جو نہتہ مجھ پر چوٹ بولتا ہے وہ آگ میں دھکیلا جائیگا (۳) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتنبھن بنو کعبۃ ولیدعن علیہم رجلاً کفہ یتقل فیہم امری فیکتل المقاتلہ ویسبی الذریۃ فما راٰ عنی لا یردکف عمری فجرت من خلفی قال فن تعنی قال خاصفاً للغل وعلی یمضف فعلاً (اخرجه احمد والنسائی) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نبی دھکیلا جائیگا نبی دلیغ تم نبی ہو جائیں یا ان پر مجھسا ایک آدمی بھیجا جائیگا وہ ان جنگ کر لیا اور انکی اولاد کو نوٹدی اور غلام بنا لیا ابو ذر کہتے ہیں کہ ناگاہ میں نے اپنے پیچھے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی مروی اپنے انار کے تیف کے قریب محسوس کی وہ حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ سے مراد کون ہے میں فرمایا جو تاسینے والے ہو اور جناب امیر جو تاسی ہے تھے ۔

(۴) عن ابی سعید الخدری قال کنا جلوساً منتظراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الینا قد انقطع شمس نعلہ فرمى بها الی علی فقال ازمنکم رجلاً من یقاتل علی تاویل القرآن کما فانت علی تنزیلہ فقال ابوبکر اننا ہو رسول فقال لا فقال عمر اننا ہو یا رسول اللہ فقال لا ولکن خاصفاً للغل (اخرجه النسائی) ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر برآمد ہونے کے منتظر بیٹھیں ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا جناب امیر کی طرف اشارہ کر دینا کیا اور فرمایا تم میں ایک ایسا آدمی ہو کہ قرآن کی تاویل بھیجا دے کر لگا جس طرح کہ میں نے اسکی تشریح پر جواب دیا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جو تاسینے والا ہے ۔

الطاهر

عن ابی سعید الخدری فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیراً قال نزلت ہذا الایۃ فی خستہ فی النبی وعلی الحسن والحسین فاطمہ علیہم السلام (اخرجه احمد والطبرانی وابن جریر) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یا رب میرے گناہوں کو مجھ پر یہ ہے کہ رہنمائی چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو آتش لگے والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا صرف پانچ شخصوں کے شان میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی اور حسن اور حسین اور جناب سیدہ علیہم السلام کے حق میں ۔

(تنبیہ) نزل الانبار میں علامہ بخاری علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ وهذا الحدیث حسن علی ہای لکئی العلماء وقد صححہ بعضهم یعنی یہ حدیث اکثر علما کی رائے کے نزدیک حسن ہو اور بزرگ بعض نے اسکی تصحیح کی ہے۔

المصادق

عن عبد بن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان له دين عليه فليؤدبه فان الدين دينان فدين الله ودين الناس

اصادق
راخرجه الثعلبی فی تفسیرہ و ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء و السیوطی فی تفسیرہ اللہ
المنثور و سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامم و ابوبکر ابن مرد وید و ابن عساکر عن ابی جعفر عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہ سورہ ایت ہی کہ یہ آیت جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو اللہ سے و اور سچوں کے ساتھ
ہو جاؤ یعنی جنہا بغلی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام صادقین کو سرور امین ہے

المؤمن

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي انت اول

امور المسلمین اسلام و امانت اول المؤمنین ایمان کا اخراجہ ابن مودودی (جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ) روایت ہے کہ جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تو سب ایمانوں سے اسلام لائیکے روسی پہلا ہے اور تو سب مومنوں سے ایمان لانے کے روسی مقدم ہے *

الانزع البطين

عن أبي عبد الله الأنصاري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه

الانزع البطين

فاما علم ان الله كما قد غفلك ولولدت ولا هلك ولشيعةك فابشر
فانك الانزع البطين راخر جلاله في فردوس الاخبار الواليو بالنصارى كضئ امعنه روايت كوتهمين كجناب
رسول خدا صلوات الله عليه وسلم فرماتے تھے يا علمي بتحقيق خدا تعالیٰ نے تجھے بخشہ دیا ہے اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل اور
اور تیرے شیعوں کو۔ پس تو لوگوں کو اسکی خوشخبری بیان کر۔ بتحقیق تو انزع اور بطين ہے *

(تبدیلی) عن ابی سعید التیمی قال کنا نبيع الثياب علی عواتقنا ونحن غلمان فی السوق فاذا رأینا علیا قد اقبل قلنا ربزک اشکم قال علی ما تقولون قال نقول عظیم البطن قال اجل علاه علم واسقله طعام
والریاض النظرة فی فضائل القشرب الدین المطبری ابو حنیفہ تمیمی بیان کرتا ہے کہ ہم بازار میں کپڑے کا بیچہ اپنے کندھے پر اٹھا کر ہو کیمچ رہے تھے اور ابھی ہم ترکے تھے کہ ناگاہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا ہم آپس میں کہنے لگو کہ جناب امیر (بزرگ اشکم) میں جناب امیر نے کہا تم کیا کر رہے تھے عرض کیا ہم نے حضور کو عظیم البطن کہا ہوا آپ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے اور آپ اسکے علم ہے اور سچے اسکے طعام ہے ۔

الحاجد

عن حازمة بن سعد بن أبي وقاص عن أبيه قال كان لعلي بيت في المسجد كان يتعبد فيه

الحاجہ **کیا کرتے تھے** **ۛ**
 کماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخراجہ انخوار زمی) حادثہ بن سعد بن ابی وقاص سے
 والد ماجد سرود ایت کرتا ہے کہ جناب امیر کے لیو مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں حجرہ بنا ہوا تھا جس میں بے وقایہ
 کیا کرتے تھے ۛ

الزام

عن قبیصہ قال ما رأیت ازہد الناس من علی بن ابی طالب رجھ الاحباب فی مناقب الاھل

قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جتنا باہر علیہ السلام سے زیادہ کوئی شخص لوگوں میں زائد نہیں دیکھا

کاسر الاصنام

عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ

فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس وصعد علی منکبہ

فذا بیت لا یفرض بہ فرأی منی ضغفا وجلس لہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال صعد علی منکبہ فصعد علی

منکبہ قال یحییٰ اللؤلؤ شئت لعلت افق السماء حتی صعد علی البیت وعلیہ تمثال صفراء وخاس فجعلت الاولہ

عن یمنہ وشمالہ ومن یمن یدہ ومن خلفہ حتی اذا استمکت منہ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف

بہ فقد فت بہ فتکسر کما تکسر القوار یثم نزلت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتسبق حتی توارینا بالیوم

خشیتہ ان یلقا نا احد من الناس راخرجه احمد فی المناقب الحاکم فی المستدرک ج ۱ باہر علیہ السلام فرما تو میں

ایک دفعہ میں اور جتنا باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں گئے حضرت نے مجھ فرمایا بیٹھ جا اور آپ میرے کندھے پر آ

ہوئے میں اٹھنے لگا حضرت نے میرا ضعف دیکھ کر فرمایا تو میرے کندھے پر سوار ہو میں وحوش باقدس پر سوار ہوا تو گویا یہ

خیال ہو سکتا تھا کہ میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا تب

پراکھ مورت پتیل یا لوہے کی تھی میں اسے لگے پیچھے اپنے بائیں سولہ نے لگایا تاکہ میں اسے اٹھا کر لیا حضرت

نے مجھ فرمایا پسینہ سے سینہ سے پسینہ یا وہ ثبت شدہ کپڑے سے چور چور ہو گیا پھر میں اتر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم اور میں بہاگ کر گھر میں چپکے تاکہ ہلکو کوئی نہ دیکھے

الکافی

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ھو اھل من الدنیا وما فیھا۔ اما واحدہ فھو مکانی بین یدیکم عز وجل حتی یفرغ من الیوم

وما الثانیۃ فلو اھل الحدید اھم ومن ولدہ تحتہ وما الثالثۃ فواقف علی عثر حوضی لیسے من عرف من امتی

واما الرابعۃ فسا ترعوقی ومسلی الی رب عز وجل واما الخامسۃ فلست اخشے علیہ ان یتعجل ان ینا بعد احسن

کلا کافرا بعد ایمان راخرجه احمد ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

تھے علی میں رسی پانچ بائیں میں کہ ہمارے نزدیک دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں۔ اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھ پر تکیہ لگائے

میرے گناہوں تک وہ حساب ہو طلع ہو جائیگا۔ دوم یہ کہ لو اھل الحداس کے ہاتھ میں ہوگا آدم و آدم کی اولاد سب اس کے نیچے

ہوگی۔ سوم یہ کہ وہ میرے حوض کے پیچھے کھڑا ہوگا اور جسکو میری استغاثہ میں ہو چکا ہوگا اسے پلایا جائیگا۔ چہاں یہ کہ

وہ میرے شتر کا ڈھلنے والا اور جسکو میرے خدا کی طرف سپرد کر دیا ہے وہ نیچے کہ میں اسکی نسبت ہرگز خائف نہیں کہ وہ

اپنی عفت کو بعد زنا کر کے یا ایمان کے بعد کافریں کے

الحبيب

(۱) عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان استطعت

لخلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا وازقصری فی الجنة وقصرا ابراہیم فی الجنة
متقابلاں وقصر علی بن قیس وقصرا ابراہیم فی الدار حبيب بن خلیلین راخرجہ الحاکم والدیلی خذیفہ
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدائے مجہاں پنا خلیل بنایا ہے جیسو کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا میل اور حضرت ابراہیم کا قصر حنبت میں آئے سائے ہوگا اور علی کا قصر مبارک قصر بن کے
در بیان میں ہوگا پس مبارک ہو اسکے لیے جسکا حبيب و خلیلوں کے در بیان میں ہو۔

(۲) عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیۃ ضرب لی
قبۃ من مہاجن حمراء عن یمین العرش وضرب لابراہیم من یاقوتہ مضرا عن یسار العرش وضرب فیما بینہما علی
قبۃ من لؤلؤہ بیضاء فما ظنکم بحبيب بن الخلیلین راخرجہ الحاکم سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب
سیّد سلیمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کو وزیر کے لیے مرجان سرخ کا خیر لگا یا جائیگا عرش کے دائیں طرف
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے سبز یاقوت کا قبۃ عرش کے بائیں جانب لگا یا جائیگا اور ان دونوں کے در بیان
علی کے لیے سفید موتی کا قبۃ بنایا جائیگا پس اس حبيب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہو کہ وہ خلیلوں کے در بیان میں ہوگا
قال ابو عبد اللہ القاسمی ما رأیت اقرب من علی قرۃ القرآن فی عہد رسول اللہ

القاسمی

اللہ علیہ وسلم رحمۃ الاحباب منافیا لاصحاب قاری ابو عبد اللہ کہتے ہیں میں نے
جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا انہوں نے جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخندہ
میں جو۔ اقرآن پڑھ لیا تھا۔

بھیضۃ البلد

عن ابی الحسن المدائنی قال لما قتل علی بن ابی طالب عمرو بن عبد اللہ ورضی اللہ عنہما
عمرو وقاتل من ذی الذی جترأ علیہ فقالوا علی بن ابی طالب قاتل کانت منیۃ علی

یدکفو کریم ما سمعت بأفخر من ہذا فانشتت سے لوکان تامل عمرو غیر قاتلہ بلکنت ابکی علیہ اخرالابد بلکن
قاتلہ من لانظیرلہ من کان یدعی قد یا بیضۃ البلد رہ طالب السؤل ابو حسن مدائنی سے روایت ہو کہ جب
جناب علی بن ابی طالب نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا اور اسکی ہمیشہ عمرہ کو اسکے قتل کی خبر لگی وہ بوجھنے لگی کہ اسپر کس
اقدام کیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب نے کہنے لگی اسکی موت کفو کریم کے ہاتھ سے واقع ہوئی ہے منیرا ہے
زیادہ فخر والا زمانہ میں نہیں شاہ پریرثیہ کما سے اگر عمرو کا قاتل اسکے سوا کوئی اور ہوتا تو میں اب تک اسپر روتہ
رہتی بلکن نہکا قاتل ہے کہ جسکا مثل کوئی دوسرا نہیں وہ ہمیشہ سو بیضۃ البلد پکارا جاتا رہے۔
تنبیہ بیضۃ البلد کے خلیفہ میں ہیں ابواحدہ الذی یحتمل الیہ ولقبیل قولہ یعنی وہ فردا افراد کے لیے

پس لوگ اکٹھے ہوں اور اسکے کہنے کو ہر طرح سے مانیں۔

المہدی

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ولوعیاء تجدد

ہادیامہدی یا راجیہ یا رب عبد البرق الا ستیعاب حذیفہ رضی اللہ عنہ سرور ایت

ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم ملی کو اپنا خلیفہ بناؤ گے تو تم اسے ہادی اور ہدی یا راجی

طو والندی

عن ولعی بن خراش قال استأذن عبد اللہ بن عباس علم ماوتیہ وقد خلقت

عند بطون قریش وسعد بن العاص جالس عن یمنہ فظفر الیہ معاویۃ مقبلاً

قال یا سعیدہ لقیۃ علی بن عباس مسائل یعی بجوابیہا قال لسعد لم یس مثل بن عباس یعی بجوابیہا

فلما جلس قال معاویۃ ما تقول فی علی قال رحم اللہ ابا الحسن کان واللہ علم اللہ وکھن الوری وطرد

الندی ومحل الحی ومنہ الندی ومنہ العلم للزقی وفور اسفر فی ظلم الدجی - وداعی الی الحجۃ الغضی

ومستسکاً بالعرۃ الوثقی واکرم من فہد النجی بعد محمد المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کان دہ حب

القبلیۃ - وابوالسبطن - زوجہ خیر النساء فما یفوق احد لم تر عینا مثله ولم اسمع سمعا مثله فمن

سعیہ فعلیہ لغتہ بالعباد الی یوم التنا در فخان العقبی وینا بیع واخرج الطبرانی فی الکبیر فی مسئلہ

عبد اللہ بن عباس راجی بن خراش سرور ایت ہو کہ عبد اللہ بن عباس معاویہ کے گھر اور داخل ہو کر اذن مانگا

معاویہ کے پاس قریش کے قبائل کو لوگ بیٹھے ہوئے تھے سعید بن العاص بھی اس کے راستے طرف بیٹھا ہوا تھا اسکی طرف توجہ

ہو کر کہنے لگا میں ابن عباس کو ایسی باتیں پوچھوں گا کہ جس کے جواب میں وہ عاجز رہ جائیگا سعید کہنے لگا ابن عباس

تیرے جیسے شخص کے سوالات سے عاجز نہیں ہو سکتے جب ابن عباس معاویہ کی محفل میں پہنچا تو معاویہ نے اسے پوچھا

تم علی کے حق میں کیا کہتے ہو ابن عباس نے کہا خدا ابوالحسن پر رحم کرے واسطہ یہ ہدایت کے نشان تھے اور خلقت

کے نشیت و نپاہ تھے اور عقل کے پیار تھے اور دانائی کے محل تھے اور بخشش کے خزانہ تھے اور انتہائی علم کی

جگہ تھے خدا کی قربت کر لیتے ہو اور وہ ایک تھے تیرے جورات کی تاریکی میں چمکتا تھا اور وہ بزرگ حجت کی طرف

بلانہ والے تھے اور رسد حکم کے ساتھ خیل مارنے والے تھے اور بعد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شورہ

میں عدل سے زیادہ بزرگ تھے اور دونوں قبلوں کے صاحب تھے اور وہ سبطین کے باپ تھے انکی زوجہ خیر النساء

ہوئیں پس کوئی شخص انہر فوق نہیں لیجا سکتا میری دونوں آنکھوں نے انکی مثل نہیں دیکھا اور میرے دونوں

کانوں نے انکی مثل نہیں سنا پس جو شخص ان سے دشمنی رکھے اس پر نبیوں کو خدا کی پشکار ہو قیامت تک۔

دایۃ الحجۃ

عن عمر بن جمح از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمرا بن الخطاب ہل لکم

دایۃ الحجۃ تاكل الطعام وتشرب الشراب وتمشی فی الاسواق قال ہذا دایۃ

عن علي قال لما اخذت الراية يوم خيبر قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم امض بها فخير
معك والنصر امامك والعرب مبيتوث في صدقك ودا القوم واعلم يا علي انهم يريدون

قباہ عین الفتنہ

امیر النخل

فوالبرق

ذوالبرقہ علی بن ابی طالب بعد العیام من یوم خنجر من قام من اللہ فی البرق محمد بن

فیروز آبادی علیہ الرحمۃ قاسوس دین لکھتا ہے کہ ذوالبرقہ جناب علی بن ابی طالب کا خطاب ہے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جنین کے روز آپ کو یہ لقب دیا تھا ۔

وفی المغرب البرقة بالفتح و ہشت و لقب علی بن ابی طالب کہ در روز جنین عباس رضی اللہ عنہ ایشان را بدان آواز کرد ۔

مسئلہ عسی

عن علی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فیک مثلاً من عسی احب قوم فہلکوا فیہ و ابغض قوم فہلکوا فیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنافقون اما یرضون

لہ مثلاً من عسی فانزلت ہذا الایۃ و لما ضرب بن مریر مثلاً اذا قومک منہ یصلونک لا یرضونک الخ و ابو یعلی و الحاکم و النظیری جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی تو عیسیٰ کی مانند ہے کہ ایک قوم نے ان سے بیعت کی کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئے ۔ اور ایک قوم نے ان سے بغض کیا کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئے ۔ پر آپ نے ارشاد کیا ۔ کیا منافق رضی نہیں کہ وہ عیسیٰ کی مانند ہے پس یہ آیت نازل ہوئی ۔ اور حسب کماوت لانی مریم کے بیٹے کو تب ہی تیری قوم ملتی ہے اس سے چلنے دے ۔

المقرم

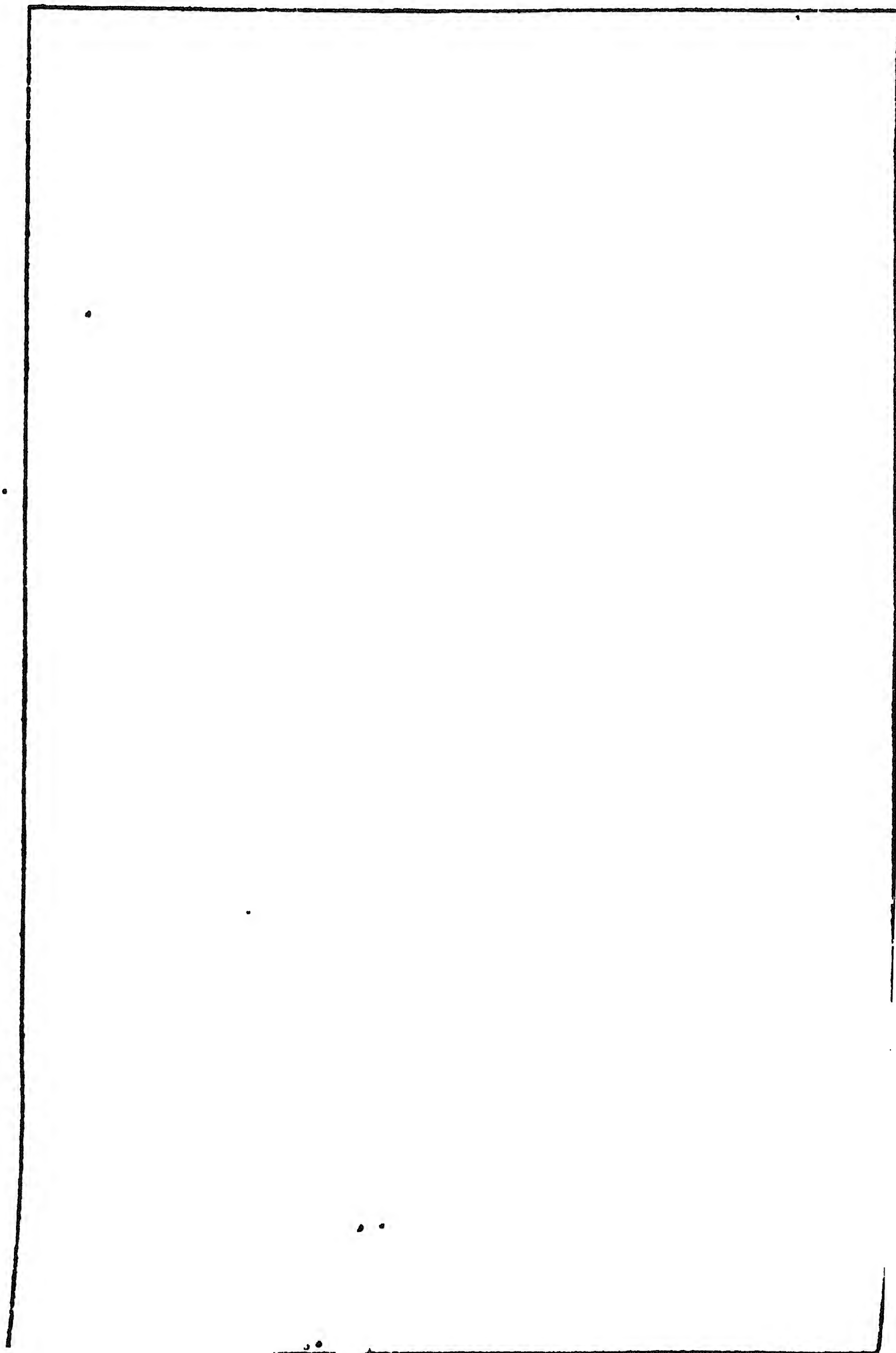
عن عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث قال اجتمع ربیعۃ بن الحارث و العباس بن عبد المطلب قال للمطلب بن ربیعہ و الفضل بن عباس اتقیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقولا یا رسول اللہ قد بلغنا ما تری من السن فاحببنا ان نتزوج وانت یا رسول اللہ ابر الناس و اصحابہ و ابیہم عند ابوینا ما یصدقان عنا فاستقنا علی الصداقۃ فلنودی الیک ما یودی لعمال و نصیبنا کما فیہا من مرفق فیینما ہما فی ذلک اذا جاء علی بن ابی طالب قال لنا لا تنعلا و اللہ لا یتعل منکم احد علی الصداقۃ فقال لہ ربیعۃ ہذا من حدک و قد نلت صہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یخدک علیہما القی علیہ امدہ ثم اضبطہم ثم قال انا ابوالحسن المقرم و اللہ لا ابرہ منہما فی ہذا حقیر الیکما ابنا کما یجواب یا بختما بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رجعا قال لہما الی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول اللہ انت ابر الناس و اوصل الناس و قد بلغنا النکاح فجننا لتؤمننا علی بعض ہذا الصداقۃ فنادی لیک ما یودی الناس و نصیبکما یصیبون فسکت صلی اللہ علیہ وسلم ثم انما الصداقۃ لا ینبغی لالی محمد انما ہما و ساخ الناس راخریجہ ابوداؤد و النسائی و الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسند ربیعۃ ابن الحارث عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میرا والد ربیعہ اور عباس بن عبد المطلب مجھ سے اور فضل بن عباس سے کہتے مگر تم دونو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جا کر عرض کرو کہ یا رسول اللہ ہم جہان ہو گئے ہیں ہم نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ لوگوں سے زیادہ سخی اور قرابت والوں کے لیو

صلہ رحم عمل میں لانیوالے ہیں ہماری والدہ ہماری طرف سے مہر ادا کرنے کی تمہارے نہیں کہتے حضور کو بحال نہ کوہ تفر
 فراوین تاکہ جس طرح سے دوسرے مال ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کیا کریں اور ہمیں ہی اس سے فائدہ حاصل ہو جائے یہی
 یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جناب امیر شریف آئیے اور ہم سے فرمانے لگے تم حضرت کے پاس مت جاؤ والد حضرت
 تم میں سے ایک کو بھی زکوہ پر بحال نہیں مقرر فرماؤ گے یہ سن کر کہا آپ یہ بات حسد کی وجہ سے کہتی ہیں آپ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی سے مشرف ہو گئے تو ہم نے حسد کیا جناب امیر نے یسکر اپنی ردا مبارک
 زمین پر بچاوی اور لیٹ گئے اور کہنے لگے میں ابو حسن شیرزہون بخدا میں اس مقام سے اس وقت تک نہیں
 ٹوٹتا جب تک کہ تمہارے دونوں لڑکے حضرت کے پاس نہ رہیں بات کا جواب لیکر واپس آئیں جب وہ
 واپس آئے تو بیان کرنے لگے کہ ہم نے حضرت کی خدمت میں جا کر عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ آپ سب لوگوں کے
 زیادہ بھی اور رشتہ داروں کو حق میں صلہ رحم عمل میں لانیوالے ہیں ہم جو ان ہو گئے ہیں اور نکاح کرنا چاہتے
 ہیں ہم حضور کی خدمت میں آئیے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور ہرگز صدقات پر بحال مقرر فرماویں تاکہ جس طرح
 سے لوگ ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کریں اور جو فائدہ ان کو ملتا ہے ہمارے بھی ملے حضرت تہوڑی دیر کے لیے خاصوش
 ہو گئے پھر فرمانے لگے آل محمد کو صدقات کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ لوگوں کے ہاتھ کی میل ہے +

قَدَّمَ الْبَابَ الْأَوَّلَ مِنْ رَحْرِ الْمَطَالِبِ فِي عَدِّ مَنَاقِبِ
 اسَدِ اللَّهِ الْغَالِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي
 طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْبَابُ الثَّانِي
 إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

01



باب دوم

جناب امیر کی شان کے متعلق قرآن مجید کی آیتیں

موسومہ

النُّزُوحُ الْجَلِيَّةُ فَمَا نَزَلَ مِنْ كِتَابٍ إِلَّا فِي عِلِّيِّ

مقدمہ

(۱) عن ابن عباس قال ما أنزل يا أيها الذين آمنوا إلا على أميرها وشريفها ولقد عاتب الله الله
محمد صلى الله عليه وسلم وما ذكر عليا إلا بخير راخوجه احمد والطبرانی وابن أبي حاتم وابن عبد
البر في الاستيعاب علامہ ابن حجر في الصواعق) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس آیت میں
اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یا ایہا الذین آمنوا کے خطاب کے مخاطب فرمایا ہے علی اس خطاب کے امیر اور شریف
ہیں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بعض مقام میں عتاب کیا ہے مگر علی کا ذکر
خیر کے ساتھ ہی کیا ہے *

(۲) عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال ما نزلت يا أيها الذين آمنوا إلا كان على لبها و
لبا بها راخوجه ابوبكر بن مردويه حذيفة رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں
یا ایہا الذین آمنوا نازل نہیں ہوا کہ مگر علی اسکے لب لباب ہو *

(۳) عن ابن عباس قال ما نزل في أحد من كتاب الله ما نزل في علي راخوجه بن عساكن
وابن مردويه) وابن حجر في الصواعق المحرقة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی کتاب میں
جس قدر آیتیں جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس قدر کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں
(۴) عن علي قال نزل القرآن أرباعاً - فربع فينا - فربع في علي - وربع في سائر أمته - وربع
فرائض وأحكام ولنا كرامات القلن راخوجه ابوبكر بن مردويه) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے

(۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت فی علی ثلاثاً ائمة (۱) راخرجه ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں تین سو ائمتین نازل ہوئی ہیں ۔

(۶) عن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ قال نزل فی علی سبعون ائمة (۲) راخرجه ابوبکر بن مردویہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے حق میں ستر ائمتین اتری ہیں ۔

{۱} انما یرید اللہ لیدنہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا رسیوہ اخر
ترجمہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اسی گہرا اور پاک کرتے مکو خوب
پاک کرنا۔

(۱) عن عائشة رضى قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم غداة وعليه مرط مطر من شعر اسود فجاء الحسن بن علي فادخله ثم جاء الحسين فادخله فادخله فادخلها ثم جاء علي فادخله ثم قال - انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا
لاخو جبرائيل والمسلم والتر مثله) وابن ابي شيبة وابن جرير وابن ابي حاتم والحاكم والسيوطي
في الدر المنثور) جناب ام المؤمنين عائشة صديقة رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں ایک روز جناب
رسالت آباصلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ایک سیاہ بالون کی کلیم منقش اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے
پس جناب امام حسین بن علی آئے حضرت نے انکو اس میں داخل کر لیا۔ پھر جناب امام حسین آئے انکو
بھی اپنے داخل کر لیا۔ پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں حضرت نے انکو بھی لے لیا پھر جناب علی
تشریف لائے اپنے انکو بھی اس میں لے لیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی عنین چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ
دور لیجائے تم سے نجاست کو اسے گہرا لود اور پاک کرنے کے لئے جو پاک کرنا۔

(٢) عن أم المؤمنين أم سلمة قالت إن هذه الآية إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا. فزلت في بيتي وأنا جالسة عند الباب في البيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلي وفاطمة وحسن وحسين فخللهم بكساء وقال اللهم هؤلاء أهل

بیتی و حامتی اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا نقلت وانا معهم یا رسول اللہ قال انک علی
 الخیر و اخرجہ المسلم و الترمذی و صحیحہ - والدولابی - والیہتی و ابن جریر و ابن المنذر
 و الحاکم و صحیحہ و ابن مردودہ و السیوطی فی الدر المنثور امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
 روایت ہے کہ یہ تحقیق یہ آیت کہ نہیں جانتا ہے اللہ مگر یہ کہ دو لیجائے تم سے نجاست کو لے گھر والو اور
 پاک کرتے مکو خوب پاک کرنا) میرے گھر میں نازل ہوئی ہے میں دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی
 اور گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام تھے حضرت
 نے انکو چادر اڑھا کر فرمایا۔ اسی میرے پروردگار میرے اہل بیت اور میرے مددگار ہیں ان سے
 نجاست کو دور کر اور ان کو پاک کر خوب پاک کرنا۔ پس سینے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انکو
 ساتھ ہوں فرمایا تم بہتری پر ہو۔

(۳) عن عمر بن ابی سلمہ قال نزلت هذه الآية على النبي صلى الله عليه وسلم انما يريد الله
 ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا في بيت امرئ سلة وانا في بيت امر
 سلة فدعا النبي صلى الله عليه وسلم فاطمة وعليا وحسنا وحسينا وحلهم بكساء ثم
 قال اللهم هؤلاء اهل بيتي فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا وقالت امرئ سلة انا
 معهم يا رسول الله قال انت على مكانك انت على الخیر و اخرجہ احمد) و الترمذی و ابن
 جریر و الطبرانی و ابن مردودہ و السیوطی فی الدر المنثور) عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نقل
 ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کہ نہیں جانتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے
 نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرتے مکو خوب پاک کرنا) امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر
 میں نازل ہوئی ہے اور میں بھی انہیں کے گھر میں تھا کہ حضرت نے جناب فاطمہ اور علی اور
 حسنین علیہم السلام کو بلوا کر ان پر چادر ڈال دی ہر دعا کی اسے میرے پروردگار میرے اہل بیت ہیں ان
 سے نجاست کو دور کر اور پاک کر انکو خوب پاک کرنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں
 کے ساتھ ہوں فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے اور تو بھی نیکی پر ہے۔

(۴) عن واثلة بن الاسقع قال اتيت فاطمة ما سالها عن علي فقالت توجه الى رسول
 الله صلى الله عليه وسلم فجلست انتظرة واذا برسول الله صلى الله عليه وسلم قد اقبل وجده
 علي والحسين والحسين فاخذ بيد كل واحد منهم حتى دخل الحجرة فاجلس الحسن علي
 فخذه اليسرى واجلس عليا وفاطمة بين يديه ثم القى عليهم الكساء ثم قرأ انما يريد الله ليجل

الحسن
 والحسين
 علي

عنکم الرجس اهل بیت یطہرکم تطہیرا راخرجه احمد وابوحاتم والحاکم وصحیحہ والبیہق
والدیلمی وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر والسیوطی فی الدر المنثور) واثم بن الاسود
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی تلاش میں جناب فاطمہ علیہا السلام کی خدمت
میں گیا۔ وہ فرمانے لگیں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لے گئے ہیں میں ان
کی انتظار میں دین بٹہ گیا۔ ناگہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر اور حسنین علیہم السلام کا ہا
پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حجرے میں داخل ہو گئے اور بیٹھ گئے حسن علیہ السلام کو دہننے
پر اور حسین علیہ السلام کو بائیں زانو پر اور جناب امیر اور حضرت سیدہ کو اپنے سلتے بٹھا لیا انپر چادر
ڈالکر اس آیت کو پڑھا کہ زمین جانتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو لے گہر والو اور پاک کرنا
تکو خوب پاک کرنا *

(۵) عن سعد قال لما نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذه الآية ادخل علیا و
ابنہما تحت ثوبہ ثم قال اللهم هؤلاء اہلی و اہل بیتی راخرجه ابن جریر۔ وابن عس
والحاکم۔ والسیوطی فی الدر المنثور) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت نے علی اور فاطمہ اور انکے دونوں بیٹوں کو اپنی چادر اڑھا کر فرمایا
میرے پورے گار یہی میرے اہل اور میرے گھر کے لوگ ہیں *

(۶) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال لما دخل علی بقا طمہ جاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین
الی بابھا یقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الصلوۃ وحکم اللہ۔ انما یرید اللہ لیذہب عن
الرجس اهل البيت و یطہرکم تطہیرا انا حرب بن جاد بکم وسلم لمن سالکم راخرجه ابن عس
والسیوطی فی الدر المنثور) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب امیر کا نکاح جناب سیدہ
ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روز تک برابر صبح کو جناب سیدہ کے دروازہ پر تشریف لاکر فرما
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسناز کا وقت ہر خدا تم پر رحم کرے زمین جانتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے
تم سے نجاست کو لے گہر والو اور پاک کرنا۔ میں جنگ کرنی والا ہوں اس سے جو تم سے جو
کرے اور صلح کرنی والا ہوں اس سے جو صلح کرے *

(۷) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمربا فاطمہ تستہ اشھل ذاکر
الی صلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا اهل البيت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اهل البيت
یطہرکم تطہیرا راخرجه احمد والترمذی وابن ابی شیبہ وحسنہ بن المنذر وصحیحہ والحاکم

ابن مردويه والشیخ طحاوی الدر المنثور) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق چڑھتے ہیں
تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر صبح کی نماز کی وقت گزرتے رہے
اور فرماتے رہے۔ احوال بیت نماز کا وقت ہی نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو
اے گھر والو اور پاک کرتے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۸) عن ابی الحسن قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعة اشهر فکان اذا اصبحت
علی باب فاطمة وهو یقول اهل البیت حکم اللہ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و
یطهرکم تطهیرا اخرجہ الطبرانی فی روایۃ ابن جریر وابن من ویت ثمانیۃ اشهر ہکذا
اخرجہ السیوطی فی الدر المنثور) ابو الحسن رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ میں نو مہینے تک جناب رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا جب صبح ہوتی تو حضرت جناب فاطمہ علیہا السلام کو دروازے
پر تشریف لایا کر فرماتے احوال بیت خدا تم پر رحم کرے نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست
کو اے گھر والو اور پاک کرتے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۹) عن ابن عباس قال شہدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعة اشهر یا قی کل یوم یا علی بن
ابی طالب عند وقت کل صلوۃ فیقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اهل البیت انما یرید
اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا اخرجہ ابن مردويه والسیوطی فی
الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھیتو
رہے کہ آپ ہر روز ہر ایک نماز کی وقت جناب میرے دروازے پر تشریف لاکر فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ احوال بیت نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرتے تم کو
خوب پاک کرنا۔

(۱۰) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس
اهل البیت ویطهرکم تطهیرا قال انها نزلت فی خستہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن فاطمہ
والحسن والحسین علیہم السلام اخرجہ احمد والطبرانی والطبری وعند ابن جریر ورواہ
ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا الایۃ نزلت فی خستہ
فی وفی علی والحسن والحسین وفاطمہ کذا فی الصواعق المحرقة وھذا الحدیث حسن علی
دای اکثر العلماء قال البید خشی فی تزل الابرار وایضا اخرجہ السیوطی فی تفسیر الدر المنثور
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت تطہیر پھر تن پاک یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

اور جناب علیؑ اور حضرت سیدہ اور حسنین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے *
ابن جریر نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس کا الفاظ یہ ہیں کہ
ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ شخصوں
کے حق میں نازل ہوئی تھیں میرے اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کے (یہ حدیث اکثر علماء کے نزدیک
حسن ہے)

(۱۱) عن الحسن بن علی قال نحن اهل بيتي الذي قال الله تعالى انما يريد الله ليدفع
عنكم الرجز اهل البيت ويظهركم قطعا (اخرجه بن سعد وابن ابي حاتم والطبرانی
وابن مردويه والسيوطي في الدر المنثور) جناب حسن بن علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ
اہل بیت ہم لوگ ہیں جس کے حق میں آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے۔

{۲} فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائكم ونسائنا ونسائكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل
فنجعل لعنة الله على الكاذبين ترجمہ ہے محمد کہ جب گڑنے والوں سے اور بلاوین ہم اپنے بیٹے
اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو بہر دعا
کرین اللہ کی پس لعنت ڈالیں جو بھوٹوں پر *۔

(۱۱) عن سعد بن ابی قاص قال لما نزلت هذه الآية فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائكم
وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين دعا رسول الله صلى الله عليه
وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم اهل بيتي راخرجه احمد والمسلمون التوبة
والنسائي في الخصائص) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کہ راہی
محمد کہ جب گڑنے والوں سے اور بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمہاری عورتیں اور تمہاری
عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو بہر دعا کرین اللہ کی پس لعنت ڈالیں جو بھوٹوں پر
نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار
یہ میرے اہل بیت ہیں *۔

(۲) عن جابر بن عبد الله قال انفسنا محمد صلى الله عليه وآله وعلي وابنائنا الحسن والحسين
ونسائنا فاطمة راخرجه الحاكم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علیؑ اور ابنائنا سے حسنؑ اور حسینؑ اور نسائنا سے جناب سیدہ مراد ہیں
(۳) عن ابن عباس قال ان رجلا من نجران قد موأ على رسول الله صلى الله عليه وآله فقالوا

ماشاء اللہ تذکر صلحنا قال من هو قالوا عیسیٰ تزعم انه عبد الله قال لجل قالوا فهل رأیت
 مثل عیسیٰ وانبتت به ثم خرجوا من عنده فجاءه جبریل فقال له قل لهم اذا اتوک ان
 مثل عیسیٰ عند الله کمثل ادم وفي رواية ان واحدا منهم قال له المسیح بن الله لا ابله
 وقال الاخر هو الله لانه احياء الموتی واخبر عن الخیوب وابره الا کما ولا برص وخلق من
 الطین طیرا وتزعم انه عبد الله فقال صلی الله علیه وعلیه هو عبد الله وکلمته القاها الی مریم
 فخصبوا فقالوا انما لا نرضی ان تقول هو الله وقالوا ان کنتم صادقاً فارنا عبد الله محیی
 الموت ویثقی الکما ولا برص یخلق من الطین طیراً فیتفرخ فیہ فیطیر فنکت عنهم فنزل الی
 بقول له تعالی لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح بن مریم وقوله تعالی فمن حاجک من
 بعد ملجأک من العلم فقل تعالی وادع ابنائکم وبنائکم وبناتکم وبناتکم وانفسکم وانفسکم
 ثم یتهل فحصل لغتہ الله علی الکاذبین۔ ثم قال لهم ان الله امر ان لم تنقادوا للاسلام لیاہلکم
 ثم انهم وعدوا الی الغد ولما اصبح رسول الله صلی الله علیه وعلیه اقبل ومعه علی والحسن والحسین
 وفاطمة وعند ذلك قال لهم اسقفت ان لا ریح جوہا لو سال الله ان یزید لہم الجبل لا زالہ
 فلا تباہلوا فتمکوا ولا یبقی علی وجہ الارض نضار ان فقال صلی الله علیه وعلیه لا بناہلک راہنہ
 ابوہاتم۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سورۃ یس کہ انصاری بخبر ان کعبہ آدمی جناب سالتہ اب صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں اگر کہنے لگے آپ ہم کو صاحب کعبہ حق میں کیا کہتے ہیں۔ آپ فرمایا وہ کون ہیں
 وہ بولے عیسیٰ کہ جن کی نسبت آپ یگانہ کہتے ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد کیا میرا
 گمان بجا ہے۔ وہ کہنے لگے آپ عیسیٰ میسا کوئی خدا کا بندہ دکھائیں یا آپ کو انکے جیسے کی خبر لگی ہے
 تو آپ ہم کو بتائیں۔ یہ کہہ کر وہ لوگ حضرت کے پاس سوچے گئے۔ پس جبریل علیہ السلام حضرت کے پاس
 تشریف لا کر کہنے لگے جبکہ وہ لوگ آئیں آپ ان کو کہیں کہ خدا کے نزدیک عیسیٰ عیینہ حضرت آدم کی
 طرح سے زمین را ایک دوا بیت میں طرح پر ہے کہ کہ بخیر ان کے لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرت
 کی جناب میں عرض کیا یہ خدا کا بیٹا ہے انکا کوئی باپ نہیں ہے اسکے ساتھ والے دو ستر لے گیا
 بلکہ وہ خود خدا ہے مردی زندہ کیا کرتے تھے۔ اور غیب کی باتیں بیان کرتے تھے اور اندر اور کھلی
 اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے۔ آپ انکو خدا کا بندہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا وہ
 خدا کا بندہ اور اسکا پاک کلمہ ہے جو ہم پر کھڑا تھا کیا گیا تھا۔ وہ لوگ غصا ہو کر کہنے لگے ہم نہیں
 رضی ہونگے جب تک کہ آپ یہ نہ کہیں کہ وہ خدا ہے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی خدا کا

بندہ ایسا دیکھا دین جو مردہ کو زندہ کرے اور باندھے اور کڑی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور پہاڑ میں بیونکے اور وہ اڑ جائیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ بارشاد فرماتا ہے کہ بتحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ جو کہ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہے۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے۔ پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے اسکے بعد کہ تجھ سے اسکا علم الگ ہے پس کہہ دو اؤ بلا دین ہم اپنے بیٹے اور تمہاری بیٹی اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پیر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جو قتل پر پیر اپنے نصارے کے گروہ سے ارشاد کیا اگر تم اسلام کے متقا و نہیں ہو گے تو خدا تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں۔ پہراں کو گولن نے دوسرے روز کا وعدہ کیا۔ جب صبح ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی اور حسنین اور جناب سیدہ علیہم السلام کو ساتھ لیکر تشریف لائے۔ ہتھوڑاں کو کہا واللہ میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ دعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو خدا تعالیٰ اسکو اسکی جگہ سے ٹلا دیگا۔ تم ان سے مباہلہ مت کرو ورنہ زمین پر کوی نصرانی باقی نہیں رہے گا۔ پس انکا استغاثہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر عرض کرنے لگا ہم مباہلہ نہیں کرتے *

(۴) اخراج الدارقطنی ان علیاً یوم الثوری اجتمع علی اہلہا فقال لہم انشدکم باللہ صل فیکم احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحمۃ منی ومن جملہ صلے اللہ علیہ صل نفسہ وانباہ انباہ غیریہ قالوا اللہم لا دارقطنی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شوری سے آپ نے تکرار کرتے وقت فرمایا کہ میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کوئی تم میں میرے سوا ایسا شخص موجود ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھ سے زیادہ قرابت رکھتا ہو اور کس کی جان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان اور کس کے بیٹوں کو آپ نے اپنے بیٹے قرار دیا ہے۔ سب نے کہا خدا کی قسم ہے کوئی نہیں۔ *

{۳} قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی (حم) ترجمہ اپنی قوم سے کہہ دو تو اسے محمد کہ میں تھے اس ہدایت کے بدلہ کچھ اجر نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت را احسن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی۔ قالوا یا رسول اللہ من ہذا الذین امرنا اللہ انکم انکم تہتم قال علی وفاطمة و ابناہما و اخوہ احمد و ابن ابی حاتم و الطبرانی و البیہقی عن مقاتل و الکلبی و

الحاکم والذیلی والطبری عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبیب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی قوم سے کہہ دو تو اے محمد کہ میں تم سے اس آیت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت، لوگوں نے عرض کیا کہ جن لوگوں کی محبت کر لیے خدا نے ہمیں حکم کیا ہے وہ کون ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور ان دونوں کے بیٹے۔
(۲) عن زاذان عن علی قال فینا اهل البيت فی حرم ایت لا یحفظ مودتنا الا کل مؤمن ثم قرأ۔ قل لا اسالکم علیہ اجر الا المودة فی القربی (بخروجہ ابوالشیخ) زاذان جناب امیر علیؑ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا۔ ہم اہل بیت کی شان کے متعلق سورہ حم میں ایک آیت ہے۔ ہمیں نگاہ رکھے گا ہماری دوستی کو مگر ہر ایک مؤمن۔ پھر آپؐ نے اس آیت کو پڑھا (حمد سے اپنی قوم سے اے محمد کہ میں تم سے اس آیت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت)

{م} وقفوہم انہم مسئلون (سورۃ والصفۃ) ترجمہ اور کثرا کرو ان کو تحقیق ان سے پوچھنا ہے۔

(۱) عن ابی سعید و ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ وقفوہم انہم مسئلون یوم القیمة عن ولایت علیؑ (بخروجہ الامام الواحک فی تفسیرہ۔ و ابوبکر بن مردویہ۔ واللہ فی فردوس الاخبار) ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کریمہ کے متعلق کہ اور کثرا کرو ان کو تحقیق اس سے پوچھنا ہے قیامت کو دن علیؑ کی ولایت سے۔

{۵} انما انت منذر و لكل قوم ہاد (سورہ رعد) ترجمہ اسکے سوا نہیں کہ تو اسے مجھوڑا نیوالا ہے اور ہر قوم کے لیے ایک براہ دکھانیوالا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما المنذر و علی ہاد و اشار بہ علیؑ و قال بک یھتک المہتدون (بخروجہ الثعلبی فی تفسیرہ و الحافظ ابو نعیم و کتاب ما نزل من القرآن فی علیؑ و ابوبکر بن مردویہ) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسالتؐ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں مجھوڑا نیوالا ہوں اور علیؑ ہادی ہیں اور آپؐ نے جناب علیؑ کی طرف دست مبارک سے اشارہ فرمایا اور کہا یا علیؑ یہاں آیت پانے والے تجھ سے بہت باورین گے۔

(۲) عن ابی ہریرۃ الاسلمی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما انت منذر و وضع

ید علی صدر نفسہ ثم وضعها علی صدر علی ویقول ولکل قوم هاد راخرجه ابن مردويه
والسیدوطی فی الدر المنثور) البرزقہ الاسمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سالت یا علی
اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے انہی والا ہوں اور اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا۔ پھر جناب علیؑ
کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوتا ہے ۔

(۳) عن جابر قال لما نزلت انما انت منذر ولکل قوم هاد وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم علی صدرہ فقال انا المنذر وادی بید المنکب علی فقال انت الهادی وبتک
یعتدی المعتدون راخرجه بن جریر وابن مردويه وابو نعیم فی المعرفة والدیلمی ابن عساکر
وابن الجار والسیوطی فی الدر المنثور) جابر رضی اللہ عنہ سے موی ہو کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ہر
سوائین کہ تو ڈرانے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ایک راہ بتانے والا ہے جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میں نے انہی والا ہوں اور علیؑ کے کندھے
کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تو راہ بتانے والا ہے اور تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے ۔
ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیمًا واسیرا (سورہ البقرہ ترجمہ)
اور کھلاتے ہیں کھانا اپنی محبت پر فقیرین کو اور یتیموں کو اور قیدیوں کو ۔

(۱) عن ابن عباس قال اجوع علی علی نفسہ لیقی خدا بمشعر لیلۃ حتی اصبح فلما قبض الشیخ
فطحن منہ فخلوا منها شیئاً لیا کلوم یقال لہ الخویقہ رقیق بلادھن فلما تم انضاجہ اتامسکین
فسال فاطمہ ایاہ ثم صنعوا الثلث الثانی فلما تم انضاجہ اتام یتیم فسال فاطمہ ایاہ
ثم صنعوا الثلث الباقی فلما تم انضاجہ اتامسکین فاطمہ ایاہ فانزلت ہذا
الایۃ هذا قول الحسن والقاسم وقال سعید بن جبیر محبوب من اهل القبلة راخرجه ابو اسحاق
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب ابی بنیر نے ایک دفعہ رات بھر کی محنت اپنی قوت کے لئے
کی جب صبح ہوئی تو ان کو اجرت میں جو دستیاب ہوئے۔ آپ نے انکو لیکر پیا اور ہر ایک کو ایک تنائی
کا پتلا سا حریرہ گہی کے بغیر بچھایا۔ جب کچھ چکا۔ ایک مسکین نے اگر سوال کیا جناب امیر نے وہ سارا
اسکو کھلا دیا۔ پھر دوسری تنائی کو بچھایا۔ جب وہ بھی تیار ہوا ایک یتیم نے اگر سوال کیا آپ نے
وہ سارا بھی اسکو کھلا دیا۔ پھر تیسری تنائی کو بچھایا اس کے بچہ ہونے پر شکر کون کے ایک قیدی نے
اگر سوال کیا آپ نے وہ سارا اسکو بھی کھلا دیا۔ پس یہاں آیت نازل ہوئی یہ قول حسن و قاسم کا ہے
سعید بن جبیر کہتے ہیں وہ قیدی اہل قبلہ میں سے تھا ۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان الحسن والحسين مرنا فنادى رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه
ابوبكر وعمر بن الخطاب فقالوا يا ابا الحسن لو نذرت على ولدك فنذر على فاطمة وفضل جارية لها
ان يسرا مابها ان يصوموا ثلثة ايام فشفيا وما معهم شيء فاستقرضوا على من شئوا
اليهودى النخبرى ثلثة اصبع من الشعير فطحنوا فاطمة صاعا واخذوا من خمسة اقراص على
عندهم ووضعوها بين ايديهم ليظروا فوقف عليهم مسائل فقال السلام عليكم اهل بيت
محمد مسكين من مساكين المسلمين اطعموني اطعمكم الله من موائد الجنة فاثروا وابتوا
لمزيد وقوا الا الماء واصحوا صيا ما فلما امسوا ووضعوا الطعام بين ايديهم فوقف
عليهم ثم اثم فاثروه ووقف عليهم اسبغوا في الثالثة ففعلوا مثل ذلك فلما اجتمعوا
اخذوا على بيد الحسن والحسين واقبلوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما ابصروهم وهم يرتعشون
كالقراخ من شدة الجوع قال ما اشدنى ما ارا بكم فقام فانطلق معهم فرأى فاطمة في
محرابها قد التصق ظهرها ببطنها وغارت عيناها فساء ذلك فذلل جبريل فقال
خذها يا محمد هنا طاسه في اهل بيتك فاقه الاية ويطعمون الطعام على حبه مسكينا
ويتيما واسيرا راخرجهما الرختى في الكشاف) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک دفعہ
حسین علیہ السلام پیار ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ
لیکر انکی عیادت کے لیے تشریف لائے صحابہ نے عرض کیا یا ابا الحسن اگر آپ ان اپنے نور چشموں کے لیے
نذر مانتے تو بہتر تھا۔ پس جناب امیر اور جناب سیدہ اہل بیت نے انکی نذر مانتی ہو تین تین روٹے
رکھنے کی نذر مانتی پس جب وہ دونوں صاحبزادہ صحت یاب ہو گئے سب نے ملکر روزے رکھ کر انکے پاس اس
وقت کچھ ہی نہیں تھا جو افطار کے لیے کام آتا جناب امیر نے شمعوں خیر بیوی سے جو کے تین پیمانے
قرض لیے۔ اس میں سوا ایک پیمانے کو جناب سیدہ علیہا السلام نے پیکر یا پھر روٹیاں انکی تعداد کو سواقر
پچائیس جناب افطار کے لیے لائے گئے تین ایک سال نے اگر خدا کی ہدایت ہو تو اہل بیت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم میں مسلمان مساکین میں سے ایک مسکین ہوں مجھے کچھ کملاؤ خدا انکو جنت کی نعمتوں سے سیر
کرے۔ سب نے اپنا کمانا اسے بخش دیا۔ اور پانی سے افطار کر کے سو رہے اور پہلے ہر روزہ رکھا۔ جب
ہوئی ادا افطار کے لیے کمانا پکا یا گیا۔ ایک سال نے اگر آواز دی میں نسیم ہوں۔ سب نے اپنا کمانا اس
اتھا دیا۔ اور پانی سے افطار کر کے سو رہے پس سب طرح سے تیسرے روز کی افطاری یا مکہ قیدی کو
بخش دی۔ صبح کو جناب امیر حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے

حضور میں لے گئے وہ دونوں صاحب ادب و مرغ کے چوڑے کی طرح کانپ رہے تھے حضرت نے انکو دیکھ کر فرمایا۔ انکی یہ کیا حالت ہو جس کو مجھے پہچان پیا ہو رہا ہے بہر آپ جناب امیر کے گھر میں تشریف لے گئے جناب سیدہ علیہا السلام کو محراب میں دیکھا کہ ان کا پیٹ کمر سے لگا ہوا ہے اور انکی آنکھوں میں غصہ سے قطرے پڑے ہوئے ہیں حضرت کو یہ دیکھ کر نہایت ملال ہوا اتنے میں جناب جبریل علیہ السلام تشریف لگا اور کہنے لگے یا محمد یہ بھیجے خدا تعالیٰ آپکو آپ کے اہل بیت کی نسبت تہنیت دیتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔ (اور کہلاتے ہیں کہانا اپنی محبت پر فقیروں اور یتیموں اور یتیموں کو)۔

{۷}

مَنْ يَطْعَمُ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا (سورہ ملنا) ترجمہ جو لوگ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اسی انکی رفاقت اچھی ہے ۔

عن ابن عباس في قوله تعالى من يطعم الله والرسول الخ قال علي بن ابي طالب هل تعلم ان نزولك في الجنة كما ادوناك قال رسول الله ان لكل نبي رفقا اول من اسلم من امتي من هذه الآية اولئك مع الذين انعم الله عليهم فذعار رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان الله قد ازل بيان ما سالت ففعلك رفيقي لانك اول من اسلم وانت الصديق الاكبر (تفسير ابن الجوزي) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت من يطعم اللہ والرسول کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہو سکتا ہے کہ ہم جنت میں ہی آپ کی زیارت سے مشرف ہوں جس طرح سے کہ دنیا میں مشرف ہوتے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک نبی کے لیے اسکا ایک رفیق ہوتا ہے جو اس نبی کی امت میں سے پہلے اس پر ایمان لاتا ہے۔ پس یہ آیت خریف نازل ہوئی کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلوا کر فرمایا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یا علی تیرے سوال کا جواب نازل کیا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے ۔

{ ۸ } والذی جامع بالصدق وصدق به اولئک هم المتقون (سورہ صر) ترجمہ اور وہ شخص جس کو ایمان ہے
سچ کے اور وہ جس نے کاتصدق کی اسکی وہی لوگ رستگار ہیں ۔

(۱) عن مجاهد في قوله تعالى الذي جاء بالصدق رسول الله صلى الله عليه وسلم وصدق به قال علي (رضي الله عنه) بن عباس - والحافظ ابو نعيم في الحلية والفقهاء ابن المغازي في المناقب مجاهد رحمه الله عليه اس آيت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص کہ آیا ساتھ سچ کے ۔ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ اور جس نے کہ تصدیق کی اسکی ۔ وہ جناب امیر ہیں ۔

(۲) عن ابی ہریرۃ والذی جاء بالصدق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق بہ قال علی ابن ابی طالب رخرجه ابن سعد ویو السیوطی فی الدر المنثور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ الذی جاء بالصدق صحابہ رسالت آہ وصدق بہ سے جناب علی علیہ السلام مراد ہیں ۔

{ ۹ } یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین (سورۃ التوبہ) ترجمہ ہے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ *

۱۱۔ ابن عباسؓ قال مع علیؑ لانه سيد الصادقين (اخرجه الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابو نعیم
فحلیۃ الاولیاء وسبط ابن الجوزی والسیدوطی فی الدر المنثور) ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سراسر آیت
کی تفسیر میں کہ ہواؤ ساتھ صادقون کے، کہتے ہیں کہ ساتھ علیؑ کے کیونکہ وہ صادقون کے سربراہ ہیں۔

(۲) عن ابی جعفر و قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا من الصادقین۔ قال محمد علی
راخوجہ ابن عساکر۔ و ابو بکر بن مردودہ جناب ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت (کہ امر وہ لوگو کہ ایمان
لائی ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ) کی تفسیر میں۔ وایت ہو کہ علی کے ساتھ ہو جاؤ۔

{ ۱۰ } والذین امنوا بآیہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم (سورہ الحديد) ترجمہ: اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اس اور اس کے رسول کے ساتھ ہیں وہی لوگ صدیق اور شہید ہیں انکے لیے انکے رتبے پاس ان کا اجر اور ان کا نور ہے۔

عن ابن عباس قال انما نزلت في علي (الخ) احمد في المستند والتعليق في تفسيره وابن المنذر
في المناقب (م) رحمه ابن عباس رضي الله عنهما في رواية اخرى ان يات جناب امير المؤمنين (ع) فانه ياتي
من المقربين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من

یہ منتظر (سوسہ احزاب) ترجمہ اور بعض مومنون سودہ مدینہ کے چکر دکھایا جو وہ کہ خدا سے انہیں نجات دے گا
تھا۔ پس اکیان میں سودہ ہے کہ پورا کر چکا کام اپنا اور اکیان میں سودہ ہے کہ منتظر کرتا ہے۔

سکن عکرمہ قال سئل علی وهو علی المنبر منبر الکوفۃ عن قولہ لکما من المؤمنین رجال صدقوا ما عاہدوا
 اللہ علیہ فقال اللہم عفوا هذا الایۃ نزلت فی وفی عمنی حمزہ وفی ابن عیینہ بن الحارث فثانہ قنص غبہ
 یوم بدر فاما عمنی حمزہ فاثم قضی فی یوم احد واما انا فانتظر اشتقاها یخضب هذا من هذا و اشار الی
 تحتہ و رأسہ و قال عہد ہذا الی ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ ابن مرد
 سیط ابن الجوزی وابن حنفی صواعق محرقہ عکرمہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک مرتبہ کوفہ کے منبر
 پر تشریف لے جاتے تھے کہ ان سے اس آیت کے اور بعض ہونے کی خبر ہوئی تھی کہ سچا کہہ دیا انہوں نے جو عہد کہ خدا سے
 باندھا تھا اکی تفسیر میں پوچھا گیا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جناب امیر نے فرمایا اے خدا بخشو۔ یہ آیت
 میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچے بہاوی عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے پس میرا چچا بہاوی
 عبیدہ بن الحارث سب کو خدا کا کام پورا کر چکا۔ اور احد کو روز میرے چچا حمزہ اپنا کام پورا کر گئے۔ اب میں باقی
 کے بد بخت کی انتظار میں ہوں میرے اپنے سے اور اسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ اسکا اسکے خون سے
 رنگین کر دیا۔ میرے پیارے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پختہ عہد کیا ہے *

{۱۲} ہذا ان خصمان اختصموا فی ربهم فاما الذین کفروا قطعتم لہم ثیاب من النار یصیب
من فوق رؤسہم الحمیم یصہر بہ ما فی بطونہم والیجلود ولہم مقامع من حدید
کلما ارادوا ان یمخرجوا منها من غم اعدوا فیہا وذوقوا عذاب الحریق۔ ان اللہ یدخل
الذین امنوا وعلیوا الصالحات جنت تجری من تحتہا الانہار یجلیون فیہا من اساور من
ذہب ولؤلؤء ولباباسہم فیہا حدر (سورۃ النجم) ترجمہ: وہ دعائی جگہ ہے ہیں اپنے رب پر سوجو
منکر ہوئے ان کے واسطے ہیں آگ کے پتے ڈالتی ہیں ان کے سر پر کہوتا پانی نہچتا ہے اس سے جو ان کے پیٹ میں
ہے اور کمال ہی۔ ان کے واسطے مونگراں ہیں لہے کی جب یہ دعا ہیں کہ نکل پڑیں اس سے کہنے کے ماری ہو پڑے
گئے وہ اندر اور جگہ تر ہو جلن کی ماری بیشک اللہ اخل کر لیا انکو جو لائے لیا اور کی بلائیاں۔ باغون میں بہتی ہیں
ان کے نیچے نہریں۔ گناہنا وینگے انکو وہاں گنگن ہو نیکیا اور موتی۔ انکی پوشاک ہر دہان رشیم کی *

(۱) اسحق بن قیس بن عبادہ قال قال علی نا اول من یختلوا بین یدی الرحمن للخصومة یوم القیامت قال قیس وفیہم نزلت هذا فخصمان اختصموا فی ربهم قال ہم الذین تبارزوا یومہما خمرۃ وعلی وعبدی بن الحارث - وعقبۃ بن ربیعہ والولید بن عتبہ (اخرجه البخاری) قیس بن عبادہ سورۃ فتح ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں جس کے اہل ظلم کے سامنے اپنا جگر پیش کر دے گا۔ قیس مجھ سے کہتا ہے کہ یہ آیت کہ دو دشمنی جگرتے ہیں اپنے رب پر ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے سب کو روک دیا۔

کی ہر جناب جنم اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن قیس
 ۱۲ عن علی قال فینا نزلت هذه الآیة وفي مبارزتنا يومئذ رذلنا خصمنا اختصموا في ربحهم
 راخرجه البخاری جناب امیر علیہ السلام سووی ہو کہ یہ آیت ہمارے اور عبیدہ کے رفق ہمارے مقابلہ کرنے والوں کو حق میں نازل
 ہوئی ہے۔ یعنی یہ دو مدعی جب گئے ہیں اپنے رب پر۔

۱۳ عن ابی ذر انہ کان یقسم انزلت هذه الآیة في حنرة وعلى وعبيدة بن الحارث وصتبة بن ربيعة
 وشيبة بن ربيعة والولید بن عتبة راخرجه الترمذی ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ قسم کیا کہ کرتے تھے کہ یہ
 آیت جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن قیس کے حق
 میں نازل ہوئی ہے +

{ ۱۴ } ام حسب الذين اجترحوا السيئات ان يجعل لهم كما لذين آمنوا و عملوا الصالحات سواء
 (سودہ جاثیہ) ترجمہ کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ کر دین ہم انکو مانندان لوگوں کے کہ
 ایمان لائے اور کام کیا ہے +

عن ابن عباس قال نزلت في علي وحمزة وعبيدة بن الحارث فالذين اجترحوا السيئات عتبة وشيبة
 والولید والذين آمنوا و عملوا الصالحات علی وحمزہ وعبيدة راخرجه سبط ابن الجوزی ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سو روایت ہو کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے پس اس آیت
 میں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں وہ عتبہ اور شیبہ اور ولید ہیں۔ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور کام کیا
 کرتے ہیں وہ جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ ہیں +

{ ۱۵ } اخبرك ان علي بن ابي طالب و يتلوه شاهد منه (سودہ ہون) ترجمہ آیا جو شخص کہ ان پر پڑے گا
 کی جانب سے دلیل دشمن پر ہو اور اسکے متصل ایک گواہ اسے اسی کی طرف سے ہو۔

{ ۱۶ } عن عاصم بن عبد الله السبيكي قال سمعت عليا يقول وهو على المنبر ما من رجل من قريش
 الا وقد نزلت فيما ية اذ اتان فقال وجل فما نزل فيك فقال اما انتك لو لم تالني على رؤس القوم
 ما حدثتك وجلت تقر سورة من قرع عليا فن كان علي بن ابي طالب من ربه يتلوه شاهد منه
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يمينه من وانا شاهد من وخرجه ابن باب حاتم وابن المغازلي في
 المناقب وابن عساکر وابن مردويه والسيوطي في الامم والنسابة والثلثي الواحدي في تفسيرهما
 وابن جرير الطبري والطبراني في المعجم الكبير وابن مندة وابوالشجر وابونعيم والمستق في كثر العمال
 وما تفسيره عالم التنزيل عاصم بن عبد الله السبيكي روایت ہو کہ میں نے علی بن ابی طالب کو منبر پر غزوات میں

سنا کہ قریش میں ہو کر کسی ایسا آدمی نہیں ہے کہ جس کے حق میں ایک یا دو انبیین نازل ہوئی ہوں ایک شخص کہنے لگا
 آپ کے حق میں انسانی آیت نازل ہوئی ہے جناب میرے کہا اگر تو لوگوں کے سامنے نہیں دیکھتا تو میں تجھ سے کیا
 ذکر تا۔ انہوں نے تجھ پر کیا تو نے سورہ ہود کو کہی نہیں پڑا۔ پھر جناب میرے اس آیت کو پڑھا کہ یا ہر شخص کہ اپنے
 پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہوا اور اسکے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم علی بنیہ من ہدیہ (یعنی ان پر سے دلیل روشن ہو) میں اور میں شاہد ہوں (یعنی اس کی طرف سے گواہ) ہوں
 (۲) عن ابن عباس ان علی بنہ من ربه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شاہد من علی بن ابی
 طالب الخاتمہ (اخر جہ الثعلبی فی تفسیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سورہ ایت ہو کہ المؤمنین کان علی بنیہ من
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور شاہد ہوں سورہ صافات ص ۱۰۰ ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں +

{ ۱۵ } فان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين (سورہ التحريم) ترجمہ پس ہے شک خدا ہی حق
 ہے اپنے نبی کا اور جبریل اور صالح المؤمنین کا نیک +

(۱) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول وصالح المؤمنین
 علی بن ابی طالب (اخر جہ الثعلبی فی تفسیر) والحافظ ابو نعیم وابن ابی حاتم والبیہقی فی الحدیث المتداول
 والمتفق فی کثر الاعمال اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی
 اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ صالح المؤمنین علی بن ابی طالب ہیں +

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ صحیح المؤمنین قالہ و علی بن ابی طالب (اخر جہ
 الحافظ ابو نعیم فی کتابہ ما تزل من القرآن فی علی - وابن عساکر - وابن مردويه - وفخر الرازی
 فی الکامبین) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ صالح المؤمنین علی بن ابی
 طالب ہیں - +

{ ۱۶ } وتعيها اذن واعية (سورہ الحاقة) ترجمہ اسیا در کہے ہو کہ ان سنو والا +

(۱) عن بريدة الاسدي رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لعلي ان
 الله امرني ان اعلمك لتي وحق علي الله ان تفي فتزل وتعيها اذن واعية (اخر جہ الثعلبی فی
 تفسیر) والامام الواحد في اسباب النزول والحافظ ابو نعیم في ما تزل من القرآن في علي - وابن جبر
 وابن ابی حاتم - والدليل في فردوس الاخبار) بریدہ اسدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب میرے سے فرمائی ہوئی سنا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ یا علی ہم تمہیں تعلیم
 کریں تاکہ تم پورے ہو اور خدا پر حق ہو کہ تمہیں یاد دلا سکے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ یاد کریں سنو والا

ر ۴۱ عن مکحول عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعل ذنک داعیہ یا علی ففعل
 فكان یقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاما الداعیۃ وحفظتہ ولم افسدہ راخو جلالہ
 مکحول جناب میر سہروردایت کو تھے میں کہ جناب سہراخو (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یا عیسیٰ خدا ہی پاک ہونا لگا ہے وہ
 سنتے والا کان تیرے کافران کو بنا دے پس خدا نے ایسا ہی کرو یا جناب میر کہا کرتے تھے پس میں نے اس وزن سے
 کوئی کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما نزلت هذه الآية وقبها اذن واعيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
سالت الله ان يجعلها اذنك على وقال علي فما سميت شيئا بعد ذلك راخرجه ابن نعيم في حلية الاوليا
وابن المغازي في المناقب والتهذيب في تفسيره ابن عباس رضي الله عنهما مروى في حقه حقايتان مانسل موسى
و كما ورياد يگھسا سے کان شتم و الا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خدا سے سوال کیا ہے کہ
یا علی وہ اسے سیر کان بناوے جناب امیر فرمایا کہ تے تنہا سکے بعد بھوکری بات نہیں بھولی +

{ ۱۶ } اہلن کلن مؤمننا کمزیکان فاسقا لایتون (سورہ سجدہ) ترجمہ آیا وہ شخص کہ
مومن ہو ہو سکتا ہے مثل اسکی جو کہ فاسق ہے ؟

(تنبیہ) اخراج الواحدی۔ و ابن عباس کہ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس۔ و اخراج جریس
و الحافظ السلفی عن عطاء بن یسار۔ و اخراج ابن عدی۔ و الخطیب فی تاریخہ من طریق الکلبی عن
ابی صالح عن ابن عباس قال نزلت فی علی۔ و الولید بن عقیبہ ابن ابی معیط و اخراج الخطیب عن ابن
عساکر من طریق لیث بن عساکر عن ابن عباس قال انھا نزلت فی علی و عقبہ ابن ابی معیط
لا الولید (لیباب النقول فی اسباب النزل للبدیع) امام واحدی اور ابن عباس کہ نہ سعید بن جبیر کے
طریق سے ابن عباس سے اس حدیث کی روایت کیا ہے۔ اور علامہ ابن جریر اور حافظ السلفی نے عطاء بن یسار سے
روایت کیا ہے۔ اور ابن عدی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں کلبی کے طریق سے ابی صالح سے کہ اس نے ابن عباس
سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے اور دوسری
روایت میں خطیب اور ابن عباس کہ طریق سے عمرو بن دینار سے اور اس نے ابن عباس سے نقل کیا ہے
کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید بن عقبہ کے حق میں نہیں بلکہ اس کے عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے
را۱۱ عن ابن عباس قال قال لعلي ما احدمناك سنانا واسبط لسانا واملأك عقبه فقال
له هل سكت انما انت فاسق فاذنل الله تعالى تصديقنا لعلي فمن كان معنا كمن كان فاسقا قال
قتلوه ما استوفوا في الدنيا ولا في الآخرة ثم اخبرنا زل الفرقيين فقال تعالى اما انك

امنوار خوجا الواحدی، وکذا فی الکشاف، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ علی بن ابی طالب
سے کہنے لگا میں تم سے تیز نیرہ والا ہوں مگر تیرے زبان پر جن کا باری تلواری والا ہوں جبکہ میرے پاس
سے فرمایا خاموش رہ تو تو فاسق ہو پس اللہ تعالیٰ نے جناب امیر کی تصدیق کیلیے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیا
ہو سکتا ہے وہ شخص کہ مومن ہو مثل اس شخص کہ جو کہ فاسق ہے؟ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ وہ دونوں
سہرگزنہ دنیا میں نہ خدا کے پاس نہ عزت میں برابر ہو سکتے ہیں۔ پہر خدا نے فریقین کے مرتبہ سے خبردار کیا ہے اور
فرمایا ہے۔ پر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں +

(۲) قال حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ۛ انزل اللہ الکتاب الغرین فی علی و فی الولید قرانا + فقبو
الولید من قال فسقا + و علی متبوعا ایمانا + لیس من کان مؤثما عرف اللہ + کمن کان فلتقاخوانا +
سوف یخزع الولید خزیانا را + و علی لا شک یجی جنانا + فعلی یلقی لدی اللہ عزرا + والولید
یلقی حناک هوانا + خدا نے عزت والی کتاب کو علی اور ولید کو حق میں نازل فرمایا۔ اور ولید کا فسق ہو کر
جنا یا۔ اور علی کا ایمان ہو کر نجات پایا۔ نہیں ہے وہ شخص جو کہ ایمان والا ہے اور جس نے خدا کو پہچانا مثل اس
شخص کہ جو فاسق اور فاجر ہو عنقریب و ذریعہ میں ولید رسوا کیا جائیگا۔ اور علی کو بیشک جنت میں جہنم لیگی
پس علی خدا سے عزت کے ساتھ ملیرے گا۔ اور ولید دہان رسوا ہوگا +

{ ۱۰ } اجعلتم سقایۃ الخالج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الآخر و جاہد فی
سبیل اللہ لا یستون عند اللہ (سورۃ قصبہ) کیا اگر اتنے جو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام
کی تعمیر اس شخص کی مانند جو اس اور قیامت پر ایمان لایا اور اسکی سادہ میں جہاد کیا نہیں ہیں وہ لوگ برابر
اللہ کے نزدیک +

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال نزلت هذه الآية فی علی و العباس باخیر ابوبکر بن
عمر و وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یہ آیت جناب علی اور عباس کے حق میں نازل ہوئی ہو
(۲) اخیر ابوحاتم و ابن ابی شیبہ و عبد الرحمن بن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن مندہ و الفیثی و تفسیر
والواحد فی کتابہ المسماة باب القول و القرطی و ابن اثیر فی جامع الاصلی۔ والنسائی فی سننہ
والمسحوط فی الدر المنثور۔ والحافظ ابو نعیم فی فضائل الصحابة۔ قالوا ان علیا و العباس طلعتہ ابن
ابی شیبہ ففتح و انقال طلعتہ ان صاحب البیت مفتاحہ بیک و لو غبت کنت فیہ فقال للعباس اننا
صاحب السقایۃ و القائمون لہا۔ فقال علی لا ادری لقد صلیت ستۃ اشهر قبل الناس و انما صاحب
البحر و فی سبیل اللہ فانزل اللہ کما اجعلتم سقایۃ الخالج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ

والیوم الآخر وجاهد فی سبیل لا یستوفی عند الله ابھاتم۔ اور ابو شیخ یا و عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ
 اور ابن جہیر اور ابن مندہ اور تعلی علیہ فی تفسیر میں اور عاصدی سہیل بن زید اور قریظی اور ابن اثیر جامع
 الاصول میں اور شالی سنن میں اور سیوطی و مشور میں اور حافظ ابو نعیم فضائل صحابہ میں روایت کرتی
 ہیں کہ جناب امیر اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہم باہم مفاخرت کرنے لگے طلحہ نے کہا میں
 خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اگر میں چاہوں تو یہی میں رہا کروں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں منبر کا
 متولی ہوں اور اسکا نگہبان ہوں پس جناب امیر نے کہا میں زمین جاتا سینے چڑھتا ہوں پیشتر لوگوں سے
 سے ناز پر ہی ہے اور میں خدا کے کہنے میں جہاد کرنا والا ہوں پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا
 کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا باطنی پانا اور سحر جہاد کی تعمیر

{ ۱۹ } الذين ينفقون اموالهم بالليل والنهار سرا وعلانية فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف
 عليهم ولا هم يحزنون (رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم) ترجمہ جو لوگ اپنے مال کو اسکی راہ میں خرچ کرتے ہیں رات کو اور
 دن کو اور پوشیدہ اور ظاہر میں انکے لیے انکا اجر ہے انکے لیے جس کا پاس اور انکو ڈر نہیں اور نہ وہ غم کھاتے
 عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله ﷺ انما اخرجتم من اموالكم في سبيل الله فانه لا ينفقون
 فاللهم اوفوا بالعهود ووفوا بالعهود ووفوا بالعهود ووفوا بالعهود ووفوا بالعهود ووفوا بالعهود ووفوا بالعهود ووفوا بالعهود
 راجعہ الواحد و ابو بکر بن مردويه والطبرانی في المعجم الاوسط مسند ابن عباس ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کے حق میں نازل ہوئی ہے انکے پاس خرچ پر ہم جسے ایک دوسرے رات کو
 انہوں نے خدا کی راہ میں دیا اور ایک دوسرے میں پوشیدہ اور ایک دوسرے میں ظاہر طور پر
 پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

{ ۲۰ } سأل سائل بعد اب واقعه للكافرين ليس له من الله ذى العار والرسول
 ترجمہ انکا ایک ٹکڑے والے نے غرہا پہ کو کہہ دیا کہ کافرین کا ذریعہ ہے زمین کوئی اسکا دفع کرنا اور خدا
 اللہ کی طرف سے جو شیر ہیون والہ ہے۔

نقل الامام ابو عیاض العلیمی فی تفسیر ان سفیان بن عیینہ سئل عن قولہ لکما سال سائل بعد اب
 واقعه فیمن نزلت فقال للیسان لکما سال عن مسئلہ ما سألنی احد عنہا قبلک حدثنا عن
 ابو جعفر محمد بن ابیہ علیہم السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان یوم یوم نادى الناس
 فاجتمعوا فاخذ بید علی وقال انکم کنت مولاء فعلی مولاء فشیع فطاری فی البلاد وبلد ذلک لکما
 بن یحییٰ الفوری فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالتزم راسہ فقبل عنہا فقال یا محمد ادرتہنی عن

اللہ عزوجل انشاء اللہ والہ الا اللہ وانك رسول الله فقبلنا منك وامرنا ان نصلي خمسا فقبلنا
 منك وامرنا بالنزوة فقبلنا منك وامرنا ان نضع وجهنا فقبلنا منك وامرنا بالحو فقبلنا
 منك ثم امرنا بغير هذا حتى رقت بضعه ابن عمك نفضلنا علينا فقلت من كنت مولاه ففعل
 مولاه فهذا شيء منك امر من الله عزوجل فقال النبي صلى الله عليه واله والذی لا اله الا هو ان
 هذا من الله عزوجل فولى الحارث بن نعمان الفهری یرید راحلته وهو یقول اللهم ان كان
 ما یقول محمد صلی الله علیه و آله حقا فامطر علينا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل
 راحلته حتی رماه الله عزوجل فمحن سقط علی هامته فخرج من دبره فقتله فانزل الله عزوجل
 سال سائل بجزا بقا قم للكافرين لیل دافع من الله ذی العارجل امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے
 تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہنے آیت سال سائل کہ باری میں پوچھا کہ یا
 کہیں حق میں نازل ہوئی ہے وہ سال سائل ہو گئے لگے تو نے مجھ کو ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ تجھ کو پہلے کسی نے نہیں
 پوچھا امام جعفر محمد باقر علیہ السلام نے آباء کرام سے روایت فرماتے ہیں کہ حبیب انحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو جمع کر کے من گزشت مولانا فضل مولانا کی حدیث کو ارشاد فرمایا اور یہ حدیث سب
 کہیں پہنچ گئی۔ حارث بن نعمان الغفری یہ سن کر حضرت کی خدمت میں دعوت دیا ہوا آیا اور اپنی اونٹنی کو بٹھا
 حضور پر عرض کرنے لگا یا محمد آپ ہمیں لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے کہ ہم نے اس بات کو سہی آپ سے
 مان لیا پھر آپ ہمیں بائچہ ثاقب کا حکم دیا وہ بھی کہنے آپ سے مان لیا پھر آپ نے ہمارے زکوۃ دینے کے لئے
 کہا کہ ہم نے وہ بھی مان لیا کہنا قبول کیا پھر آپ نے ہمارے کرنا حکم دیا کہ ہم نے وہ بھی مان لیا پھر آپ نے رمضان کے
 روزوں کے لئے کہا کہ ہم نے وہ بھی قبول کر لیا۔ پھر یہی آپ نے احقر سے کہنے اور آپ نے اپنے ابن عم کے بازو کو بٹکر
 اٹھایا اور انکو ہم پر آپ نے فضیلت دی اور من گزشت مولانا فضل مولانا ارشاد فرمایا۔ آپ یہ حکم آپ کی طرف سے ہے
 یا خدا نے حکم دیا ہے حضرت نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے سوا کوئی خدا نہیں یہ خدا کا حکم ہے حارث بن نعمان
 یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کی طرف لوٹ آیا۔ اور خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سچ ہے تو معاذ اللہ
 ہر پر آسمان سے تیرے سایہ میں وہ ناک عذاب ہو چکا ہے اونٹنی کے پاس بھی خدا تعالیٰ نے ہر ایک آسمان
 پر تیرے پیکار کا جو اسکے سر پر لگا اور برکی راہ سونکل گیا پس خدا تعالیٰ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی سال سائل
 مانگنے والے نے عذاب کو کہ وہ کافروں کے لیے ہو گیا لایا ہے ہر کوئی دفعہ کوئے والا نہیں۔ عذاب اللہ کو
 طرف سے ہے جو شیر میں والا ہے *

{ ۳۱ } یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (سورہ مائدہ) ترجمہ ہے رسول ہو بجا دو اس

چیز کو نازل ہوئی بہتری طرف تیرے رب کے ۔

(۱۱) عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك يوم غد يخم راخرجه الامام ابو الحسن الواحكي في كتابه المسمى باسباب النزول وقال الحافظ ابو عبد الله محمد يوسف الكنجي الشافعي هكذا ذكره الشيخ محي الدين النووي وقال ابو بكر النعمان في نزلت في بيان الولاية لعلي راخرجه بن ابی حاتم وابو نعيم في كتابا نزل من القرآن في علي ابو سعيد خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت گاموسوں کو پونچا دے اس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے رب کے روز نازل ہوئی ہے ۔ امام ابو الحسن و احادی نے کتاب اسباب النزول میں ، کوروايت کیا ہے اور حافظ ابو عبد الله محمد بن يوسف الكنجي الشافعي اپنی کتاب میں بکفایت الطالب بن کستور بن الشیخ محي الدين النووي علیہ الرحمۃ نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے اور ابو بکر بن روید کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی ولایت کی بیان میں نازل ہوئی ہے ۔

(۱۲) عن عبد الله بن مسعود قال كنا نقرأ على محمد رسول الله صلى الله عليه وآله يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولی المؤمنین فان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس راخرجه الواحكي في تفسيره والرازي في التفسير الكبير ونظام الاعرج في تفسيره النيسابوري والحافظ ابن الكثير وابو نعيم في المحلية وابن مردويه وعيني في شرح البخاري والسبوح في الدر المنثور) عبد الله بن مسعود روایت ہو کہ ہم جناب سالتا جیلے امیر علیہ السلام کے عند فرخ مند میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے اور رسول پونچا دے اس چیز کو کہ تیری طرف تیرے رب کے ہماری گئی ہے یہ کہ علی مؤمنوں کا مولیٰ ہے اور اگر تو نے کیا تو تو فتح کر سالت کو زمین پونچا دے اور اہل حجے لوگوں سے بچا کر لے گا ۔

(۱۳) عن ابن عباس قال نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك يوم غد يخم في علي بن ابی طالب راخرجه الواحكي في اسباب النزول والتعليق في تفسيره (ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك يوم غد يخم کے روز نازل ہوئی ہے ۔

(۱۴) عن البراء بن عازب قال في قوله تعالى يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك اي بلغ من هذا بل علي نزلت في غدير خم خطبه رسول الله صلى الله عليه وآله ثم قال من كنت مولاه فعلي مولاه فقال حمزة بن عبد المطلب يا علي اصوت مولاي ومولى كل مؤمن ومؤمنة راخرجه ابو نعيم والتعليق) براء بن عازب سے روایا ایہا الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك کے متعلق روایت ہو کہ اسے رسول علی کے فضل کو پونچا دے

جب یہ آیت غدرِ خیم کے روز نازل ہوئی حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جس کا کہ میں کہوں میں اس کا علی مولیٰ حضرت
 عرضی اور عز کہنے کے مبارک ہو تجھے یا علی تو میرا اور ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولیٰ ہے +
 {۲۲} الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی رسولہ مائدہ ترجمہ آج میں نے کامل کیا
 ہے تمہاری لئے تمہارا دین اور میں نے پوری کی ہے تمہاری اپنی نعمت +

۱۱، عن ابی سعید الخدری عن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا الناس فی غدرِ خیم و امر
 بما تحت الشجرۃ من شؤک فقم کان ذلک یوم الخمیس ف دعا علیاً فاخذ بضمیہ فرمھا حتی
 نظر الناس ببیان ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاً فعلی مولاً ثم لم
 یترکوا حتی نزلت ہذہ الایۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فقال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم اکبر علی کمال الدین و اتمام النعمۃ و رضاء اللہ برسالتی و بالولایۃ لعلی بن
 ابی طالب راخرجہ ابو نعیم و ابو بکر بن مرد و یثعنہ و عن ابی ہریرۃ و السیوطی فی الدیم الثم
 والدیلی و ابو نعیم فیما نزل من القرآن فی علی، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
 تحقیق غدرِ خیم کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مبارک و خیر کے نیچے جہاڑ دو بنی
 کا حکم کیا وہاں سے کاشون کو جہاڑو سے بد کیا گیا میرا آپ نے علی کو بلھا کر لئے و دنیا باز و پکڑ کر اٹھائی
 یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا میرا آپ نے فرمایا جہکاکہ میں مولا ہوں میر
 اسکا علی مولا ہے۔ پھر یہی لوگ متفرق نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ آج کے روز میں تمہارا
 لیے تمہارا دین کامل کیا ہے اور میں نے اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا اللہ اکبر۔ دین کے کامل ہو جانے۔ اور نعمت کو پورا ہونے اور میری رسالت اور علی کی ولایت
 پر خدا کے رضی ہونے پر +

۲۲، عن ابی ہریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ و هو یوم غدرِ خیم لما اخذ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فقال الاستأوی بالموئین من انفسہم قالوا فہم یا رسول اللہ قال من کنت
 مولاً فعلی مولاً فقال عن رب الخطاب یخرج یا ابی طالب اصبح مولای و مولی کل مؤمن فانزل
 اللہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کتبہ صیام ستین شہرا راخرجہ ابن المغازی
 و ابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم التظنری ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ذی
 الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کو کہ وہ غدرِ خیم کا روز ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر
 ارشاد کیا کہ کیا میں سب مومنوں کی جان سے اور انہیں اور لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک یا

یا رسول اللہ آپ ہماری حیا سے اولیٰ بنیں ہر حضرتؑ نے فرمایا جیسا کہ میں ہوں اسکا علی ہوں ہوا اور عمرؓ
 الخطیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے مبارک ہو جیسا کہ ابن ابی طالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا
 بن گیا ہے اور خدا نے یہ آیت نازل کی کہ آج سینے کامل بنیے تمہارے لئے تمہارے دین کو اور مینو
 پوری کی ہے تم پر اپنی نعمت روزہ رکھے اسکے لیے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جائیگا۔
 (۳) عن مجاہد قال تزلت هذه الآية بعد يوم راخرو جبالا امام الصالحاني (مجاہد کے

منقول ہوں کہ یہ آیت غدیر خم کے دن نازل ہوئی۔

{۲۳}

از الذين آمنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية (سورہ البینہ)
 ترجمہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔
 (۱) عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علی فقال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انا کما اخی ثم اتفت الی الکعبۃ فضربها بیده ثم قال والذی
 نفسی بیدہ انا وھذا وشیعۃ ھم الفائزون یوم القیامۃ ثم قال انہ اولکم ایمانا معی
 واولکم بعھد اللہ واولکم بامر اللہ واعدکم فی الرغیۃ واعظمکم عند اللہ فریۃ
 واقسمکم بالسویۃ قال وتزلت ھذا الایتان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک
 هم خیر البریۃ قال فكان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل علی قالوا قد جاء
 خیر البریۃ راخرو جبالا ثم اذی فی المناقب وابن عساکر والسیوطی فی الدلائل المتثور
 جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرتؑ نے ہم سے ارشاد کیا تمہارا
 پاس میرا بھائی آیا ہے۔ پھر آپؐ نے کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر اس پر ہاتھ مارا اور کہا قسم ہے اسرات
 کی جسکے قبضہ کا رت میں میری جان ہے۔ میں اور یہ اور اسکے شیعہ قیامت کو روز بس ہی لوگ
 جنت تک پہنچنے والے ہیں پھر آپؐ فرمایا۔ تحقیق یہ تم سب کے پہلے جو پر ایمان لایا ہے۔ اور تم سب
 سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔ اور خدا کے حکم پر تم سب سے زیادہ رعیت کو حق میں عدل
 کرنے والا ہے۔ اور تم سب کے اللہ کے نزدیک زیادتی والا ہے۔ اور تم سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والا
 ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب
 خلقت سے بہتر ہیں۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر جبکہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے
 تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہنو کہ عجب خلقت مجھ پر تشریف لارہے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية ازال الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خيرا البرية قال النبي صلى الله عليه وسلم لعلى انت وشيعتك تاتي يوم القيامة وهم راضين ومزهيين وياتي اعداؤك غضا باقحين راخرجه الحافظ ابو نعيم في حلية الاولياء والد يلى في فردوس الاخبار عبد الله بن عباس رضي الله عنه سے روایت ہو کہ جب آیت کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں نازل ہوئی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابیہریرہ سلام سے ارشاد کیا تو اور تیرا گروہ قیامت میں آئینگی خوش اور خوش کیے گئے اور تیرے دشمن آئین گئے خفگی میں گرین اٹھاؤ ہوئے۔

(۳) عن زید بن شراحیل الانصاری کاتب علی قال سمعت علیا يقول حدثني رسول الله صلى الله عليه وآله انا مسند المصدرى فقال اى على التسم قول الله تعالى الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خيرا البرية - انت وشيعتك موعود وموعداكم انكم تحبون اذ اجئت الامم للحساب يدعون غراما لجلالين راخرجه الخوارزمي في المناقب وابو بكر ابن مردويه والسيوطي في الدر المنثور) زید بن شراحیل الانصاری جناب ابیہریرہ سلام کے کاتب تھے کہ میں نے جناب ابیہریرہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ میرے سینہ سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے آپ نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی تو نے خدا تعالیٰ کے فرمانے کو نہیں سنا ہے کہ بے شک وہ لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہ لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔ پس وہ میں اور تو اور تیرا گروہ ہیں۔ میرے اور تیرے وعدہ کی جگہ حوض ہے جیسا قیامت کو آئیں جس پانی کے پیر آئینگی تو وہ لوگ سفید موش اور سفید باتہ پاؤں والے پکارے جائیں گے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری عن علی خیر البریہ راخرجه ابن عساکر ابو سعید خدری عن زید بن عاصم عن ابیہریرہ عن علی بن ابی طالب عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال اى على التسم قول الله تعالى الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خيرا البرية - انت وشيعتك موعود وموعداكم انكم تحبون اذ اجئت الامم للحساب يدعون غراما لجلالين راخرجه الخوارزمي في المناقب) زید بن عاصم عن ابیہریرہ عن علی بن ابی طالب عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال اى على التسم قول الله تعالى الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خيرا البرية - انت وشيعتك موعود وموعداكم انكم تحبون اذ اجئت الامم للحساب يدعون غراما لجلالين راخرجه الخوارزمي في المناقب

(۵) عن البراء بن عازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اى على التسم قول الله تعالى الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خيرا البرية - انت وشيعتك موعود وموعداكم انكم تحبون اذ اجئت الامم للحساب يدعون غراما لجلالين راخرجه الخوارزمي في المناقب) البراء بن عازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اى على التسم قول الله تعالى الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خيرا البرية - انت وشيعتك موعود وموعداكم انكم تحبون اذ اجئت الامم للحساب يدعون غراما لجلالين راخرجه الخوارزمي في المناقب

ابن مرد و قیوسطابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ۔ والحافظ ابن حجر فی الصواعق برابن
غازی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ سے ارشاد فرمایا یا علیؑ دعا
کہو اور کہو کہ اے میرے پروردگار اپنے پاس سے مجھ ایک عمدہ عطا فرما اور مومنوں کے دل میں میری
محبت ڈال دے۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے
البتہ کر لیا رحمن انکے لیے محبت۔

(۲) عن محمد بن الحنفیہ فی قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن
وذا انہ قال لا یبقی مومن الا و فی قلبہ ود علی و اہل بیتہ و ذکر النقاش انہا نزلت فی علیؑ
راخرجہ الحافظ السلفی جناب محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق رک بے شک ہے
لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے البتہ کر لیا رحمن انکی محبت۔ روایت کہتے ہیں کہ کوئی مومن ایسا
باقی نہیں رہے گا کہ جس کے دل میں علیؑ کی اور علیؑ کے اہل بیت کی محبت نہ ہو۔ نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کے حتمین نازل ہوئی ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی علیؑ فضلی اربع رکعات ثم رفع
یدہ الی السماء فقال اللهم سالک موسیٰ بن عمران وانا محمد سالک ان تشرح لی صدک و لیسر لی امری
واخل عقدہ من لسانی بفقہوا قولہ واجعل لی وزیرا من اہل علیؑ اخی اشدہ بہ الیدی ما شکک
فی امری قال ابن عباس سمعت منادیا ینادی یا احمد قد ایت ما سالک فقال النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یا ابا الحسن ارفع یدیک الی السماء وادع ربک واسالہ یعطیک فرفع یدہ الی السماء و
یقول اللهم اجعل لی من عندک عهدا واجل لی عندک ودا فانزل اللہ علی نبیہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن وذا راخرجہ بن المغازی
فی المناقب ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت زعلیؑ کا ہاتھ پکڑ کر چار عیشین نماز کی پہلی پہر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر
فرمایا اے میرے پروردگار موسیٰ بن عمران تجھ سے دعا کی تھی کہ میں تجھ سے دعا کرنا ہوں یہ سب کو کشادہ کر اور میرے
کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گہ کو لہر تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میری اہل کو سب سے بہائی اہل کو سب سے بہائی
اس سے میری پشت کو قوی کر اور میرے امیرین سے میرے شریک گردان اور میرے دشمنوں میں سے میرے ایک پکارنا ہے کہ
پکار تو ہو پکارنا کہ اے احمد میری دعا ہے جو کہ تو مانگے اسے میں حاضر کروں گا یا میرے فرمایا اے ابا الحسن تو اپنے
ہاتھ کو آسمان کی طرف اٹھا کر خدا سے دعا کر اور میں یہی شکر ہے دعا کرتا ہوں وہ تجھ سے دعا کر لیا جناب امیر علیؑ دعا کی اور
میرے پروردگار مجھ کو اپنے پاس سے ایک عمدہ عطا کر اور اپنی طرف سے محبت عطا فرما پس خدا تعالیٰ نے انکی محبت کو نازل فرمایا

واحد

{۲۵} مزیشزی نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤوف بالعباد (سورة البقرہ)

اور بعض لوگوں میں سے وہ ہے کہ بچتا ہے اپنی جان کو خدا کی رضا مندی کے لئے اور اللہ شفقت کرنے والا ہے بندوں پر۔

نقل الامام حجة الاسلام محمد الغزالی في احیاء علوم الدین ان ليلة بات على على فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم اوحى الله تعالى الى جبريل وميكائيل اني اخيت منكما وجعلت عمر لهما كما اطول من الاخر فايكما يؤث صاحب بالحق فاختار كل واحد منهما الحياة فاحيا اليهما فلا كنتمما مثل علي اخيت بينه وبين محمد صلى الله عليه وسلم فبات على على فراشهم ويؤثر بالحق فاهبطا الى الارض فاحفظاه من عده فکان جبريل عند راسه ميكائيل عند رجليه يتلوا في مخبري لك يا بن ابی طالب يا هي الله بك والملائكة فانزل الله عز وجل ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤوف بالعباد واخرجہ الثعلبی فی تفسیره والحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ) امام حجة الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ جب شبِ ہجرت میں جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سکو پہنچے تو گانے جبریل اور میکائیل علیہما السلام کی جانب وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بہائی بنا یا ہے اور تم دونوں میں کسی ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ نہائی ہے۔ تم دونوں میں سے کوئی ہے کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بہائی کو دیدے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تم دونوں علیٰ غلگی مثل ہرگز نہیں ہو۔ میں نے اسکو اپنے چہیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہائی بنا یا ہے دیکھو وہ اپنے بہائی کے بستر پر پور ہا ہے۔ اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرتا ہے اور اپنی زندگی کو اپنے خدا کر رہا ہے تم دونوں میں پر جا کر اسکو اسکے دشمنوں سے بچاؤ جبریل جناب امیر کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اترے اور تمام رات انکی حفاظت کرتے رہے۔ اور بکارتے رہے شاہ باشر اے ابن ابی طالب خدا اور اسکی فرشتے تیرے ساتھ فخر کرتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔ کون ہے جو بیچے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

{۲۶} ولسوف يعطيك ربك فترضى (سورة الليل) ترجمہ اور البتہ عنقریب دے یگا رب

قیرا تجھے پس اسی ہوگا تو یا محمد۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی تفسیر هذه الآیۃ انه قال رضی اللہ عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لا

بدخل احد من اهل بيته في النار راخرجه القرظي وابن المغازلي في المناقب ابن جرير في تفسيره
والسيوطي في احياء الميِّت ابن عباس رضي الله عنه اس آيت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم رضی ہو گئے کہ انکی اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں نہیں ڈالا جائیگا۔

{۲۷} مرج البحرين يلتقيان (سورة الرحمن) ترجمہ چلاؤ دو دریاں ملتی ہیں۔

عن انس بن مالك في قوله تعالى مرج البحرين يلتقيان قال هو على وفاطمة وخيرجة. هما
الولود والمرجان قال الحسن بن الحسين رواه صاحب كتاب الدرر انس بن مالك رضي الله عنه سمع
اس آيت كرميه في تفسيره من كملت من دو دریا آپس میں۔ وایت ہو کہ دو دریا جناب امیر اور فاطمہ علیہما السلام
ہیں اور نکلے ان سے موتی اور موتگا (چینا جسنین میں)۔

{۲۸} واجعل لي لسان صدق في الآخرين (سورة الشعراء) ترجمہ اور بنا میرے
لیے ایک سچ کی زبان پچھلون میں۔

عن ابي عبد الله جعفر بن محمد الباقر قال لسان صدق هو علي ابن ابي طالب لما حضرت
ولايتا علي ابراهيم عليه السلام فقال اللهم اجعل من ذريتي ففعل ذلك راخرجه ابو بكر
بن مردويه جناب امام ابو عبد الله جعفر صادق ابن امام محمد باقر عليه وعلى آباءہ السلام سے مروی ہو
کہ سچ کی زبان جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام میں جیسا تکی ولایت کو جناب ابراہیم علیہ السلام
کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے جناب انہی میں دعا کی کہ اے پروردگار انکو میری ذریت سے بنا لے
خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

{۲۹} والعصر اذا لسان لفي خسر الا الذين امنوا (سورة العصر) ترجمہ
تھم ہے اترنے دن کی بے شک انسان نقصان میں ہو مگر جو ایمان لائے۔

عن ابن عباس قال ان الانسان لفي خسر ابل و الا الذين امنوا على سلمان راجع
ابو نعیم وابن مردويه ابن عباس رضي الله عنه سے روایت ہو کہ بیشک انسان نقصان میں ہو
مراد ابو جہل ہے مگر جو ایمان لائے ان سے مراد علی اور سلمان ہیں۔

{۳۰} والنجم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى (سورة النجم) ترجمہ قسم ہے
ستاروں کی جبکہ وہ ٹوٹا نہیں گمراہ ہو صاحب تمہارا اور نہ ہٹکا

را، عن ابي الحسن بن علي بن فضال لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ليل الا بواب التي
في المسجد شوق عليهم قال جنة كاني لا نظرا الى حرم بن عبد المطلب وهو تحت قطيفة حمراء

وعینا تذرفان ویقول اخرجتک و ابابکر و عمر و العباس واسکنت ابن عمک فاعلم رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد شق علیہم فذلک الصلوة جماعۃ فصعد المنبر فلم یمس من
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ کان ابلغ منها تجیدا وتوحیدا فلما فرغ قال یا ایہا
 الناس واللہ ما انا سدا تھا ولا انا فلتھا ولا انا اخرجتکم واسکنتہ وقرأ والنجم
 ہوی ما ضل صاحبکم وما غوی راخرجہ بن مردویۃ والسبق فی الدال المنقول فی سنیۃ
 النجم ابو الخمر حبیہ عرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
 دروازوں کے بند کر نیکیا حکم دیا جو کہ مسجد میں تھے لوگوں پر نہایت شاق گذرا جب کہتے ہیں کہ اتنا
 میری آنکھوں کے سامنے وہ سمان پہر رہا ہے کہ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سرخ رنگی اور ہے جو
 ہیں اور انکی آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں آپ
 نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس رضی اللہ عنہم کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اپنے چچے کے بعد
 کو رکھ لیا ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں پر دروازوں کا بند کیا جانا
 شاق گذرا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جماعت کی منادی کرای اور منبر پر چڑھ کر ایسا
 فصیح اور بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تجید اور توحید میں ویسا خطبہ نہیں سنا گیا تھا پہر فرمایا اے
 لوگو! میں نے ان دروازوں کو بند کیا ہے اور نہ کہولا ہے اور نہ نکولا ہے اور نہ اسکو رکھ لیا
 ہے پہر حضرت نے اس آیت کو پڑھا قسم ہے ستارے کی جیکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور
 نہیں ہٹکا اور نہیں بولتا اپنی خواہش سے مگر جیکہ اسکی طرف وحی بھی جاتی ہے تحت قوتوں
 والا اسکو سکھاتا ہے ۔

(۲) عن ابن عباس قال کنا جلوسا بمکة مع طائفة من شبان قریش وفینا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انقض نجم فقال علیہ السلام من انقض هذا النجم فی منزلی
 فهو وحی من ربک فقاموا ونظروا وقد انقض فی منزل علی فقالوا قد ضللت بعلی
 فزلت والنجم اذا هو ما ضل صاحبکم وما غوی راخرجہ ابن المغازی وصاحب
 بیابیع وذخائر العقبیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مکہ میں جو انان تھوڑے
 کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہم میں قشر
 رکھتے تھے ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا پس حضرت نے ارشاد کیا کہ یہ ستارہ جس شخص کے گھر میں
 گرے گا وہ میرے بعد میرا دسی ہے ۔ پس لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے وہ ستارہ جناب

امیر علیہ السلام کے گہر میں گرا۔ پس لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا درالعیاض باہر آ پ
سبب علی کے وہو کا کہاتے ہیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی قسم ہے ستار کی جیہ کہ وہ گرا نہیں گیا۔
ہو امتمارا صاحب اور نہ ہٹکا۔

{ ۳ } وهو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وسورة الفرقان ترجمہ

اور وہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پید کیا پانی سے آدمی کو پھر بنایا اسکے لیے چودا اور سسرال کو۔
عن محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فی قوله تعالى هو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا
وصهرا قال انها نزلت فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن ابی طالب علیہ السلام هو ابن عم النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وزوج فاطمة علیہا السلام فكان له نسبا وصهرا وكفاية الطالب للعلامة
عبد اللہ ابن یوسف الکنی الشافعی محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے شان نزول میں
رک وہ وہ ہے کہ جس نے پانی سے آدمی پید کیا اور بنایا اسکے لیے نسب اور سسرال کا رشتہ کہتو
ہیں کہ یہ آیت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل
ہوئی ہے کہ وہ نسب کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور جناب فاطمہ علیہا
السلام کے شوہر ہونے کی وجہ سے حضرت انکے لیے سسرال کا رشتہ ہیں۔

{ ۴ } سلام علی آل یاسین (سورة والصافات) ترجمہ ال یاسین پر سلام ہو

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال فی قوله تعا سلام علی آل یاسین ای علی آل محمد صلی
اللہ علیہ وسلم راخرجہ الکلبی والامام فخر الدین الرازی فی الاربعین والسمیع والشافعی
فی فضل الشرفین وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مرد دینہ والسیوطی فی الدر المنثور ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کریمہ کہ سلام ہو آل یاسین پر کی تفسیر میں منقول ہے کہ بیت آل
محمد پر سلام ہو۔

تنبیہ فقد نقل جماعة من المفسرين عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان المراد بذلك سلام
علی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (صواعق محرقہ) مفسرین کی ایک جماعت نے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آل یاسین سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔

{ ۵ } اخوان علی سرر متقا بلین (سورة الحج) ترجمہ بھائی بھائی کے تختوں پر آمنے
سامنے ہونگے۔

عن زید بن ابی اوفی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعل انت معی فی فقرے

فَالْجَنَّةُ مَعَ فَاطِمَةَ ابْنَتِي وَانْتِ اخِي وَرَفِيقِي ثُمَّ لَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخواناً علي سر رشتہ دار
 (اخرجه احمد) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر
 علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ تو میرے ساتھ میرے گھر میں قیامت کو روزِ حُجَّت میں میری بیٹی فاطمہ کے
 ساتھ ہوگا اور تو میرا بہائی اور رفیق ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا بہائی بابر
 کے تختون پر آسنے سامنے ہونگے *

(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال علی یا رسول اللہ ایا احب الیک انا ام فاطمة قال فاطمة احب
 الی منک وانت اعز علی منها وکانی بک وانت علی حوض قدود عنہ الناس وان علیہ
 لا یرقی بمثل عدد نجوم السماء وانت والحسین والحسین وفاطمہ وعقیل وجعفر اخوانا
 علی سر رشتہ دار (اخرجه ابن مردودیه) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر
 تھے عرض کیا یا رسول اللہ ہم دونوں میں سے کون حضور کو زیادہ پیارا ہے میں یا فاطمہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا فاطمہ تم سے زیادہ پیاری ہیں اور تم ان سے زیادہ عزیز ہو میں اور تم
 حوض پر اکٹھے ہونگے تم لوگوں کو اس سے ہٹاؤ گے اور اس پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کو ملاؤ
 پیالے ہونگے اور تو اور حسن اور حسین اور فاطمہ اور عقیل اور جعفر بہائی بابر کے تختون پر آسنے
 سامنے ہونگے *

{۳۴} هو الذی یریدک بنصرہ وبالمؤمنین (سورۃ انفال) ترجمہ وہ وہ خدا ہے
 کہ جس نے تیری تائید کی اپنی مدد سے اور مومنوں سے *

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ هو الذی یریدک بنصرہ وبالمؤمنین قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکتاب علی العرش لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ محمد عبدک ورسولک
 ایدتہ بعلی بن ابی طالب (اخرجه ابو نعیم فی الحلیۃ والسمعی والسیوطی فی الدلائل المتلوۃ)
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول کی تفسیر میں کہ اس نے تیری تائید کی اپنی مدد سے
 ساتھ اور مومنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے نہیں ہوا خدا کے
 کوئی معبود اور اتنا لیکہ وہ اکیلا ہے کوئی اسکا شریک نہیں محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے میرے
 علی بن ابی طالب کے ساتھ ہونے کی تائید ہے *

{۳۵} واقموا الصلوة واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین (شوالیقہ)
 ترجمہ اور قائم رکھو نماز کو اور دو تم زکوۃ کو اور جہکو تم جہکنے والوں کے ساتھ *

عن مجاهد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت هذه الآية في رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى خاصة وهما اول من صلي وركع (اخرجه الطبراني في الخصائص والحافظ ابو نعیم - وابن المغازلي في المناقب وسبط ابن الجوزي، في تذكرة خواص الامم مجاهد رحمته الله عليه ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے حق میں خاص کر نازل ہوئی اور انہیں دونوں صاحبوں نے اول نماز پڑھی ہے اور یہی دونوں پہلے جگہ پر ہیں۔

{۳۶} والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار رؤسنا ورحمة جو لوگ کہ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے۔ اور مدد کرنے والے۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ و السابقون الاولون قال سبق يوشع بن نون الى موسى وسبق صاحب الياسين الى عيسى وسبق علي بن ابي طالب الى محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم (اخرجه الضحاك والطبراني وابن مردويه، ابن عباس رضی اللہ عنہ آید و السابقون الاولون کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ یوشع بن نون نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف اور صاحب الیاسین یعنی حواریوں کے دو رشتہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اور جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سلام لانے میں سبقت کی ہے۔

{۳۷} فاما نذہابن بك فانما منهم منتقمون (سورة التخوف) ترجمہ پس اگر تم تجھ کو لے گئے تو بکھوان سے بدل لیتا ہے۔

(۱) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاما نذہابن بك فانما منهم منتقمون نزلت في علي انه ينتقم من الناكثين والفاطيين والمارقين (اخرجه ابو بكر بن مردويه والدليل في فردوس الاخبار والسبكي في الدلائل المتشعبة جابر بن عبد الله رضي الله عنه سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ آیت فاما نذہابن بك فانما منهم منتقمون علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ناکثین اور فاطمین اور مارقین کو میرے بعد اقامت لین گئے۔

(۲) عن حذيفة رضي الله عنه قال قوله تعالى فانما منهم منتقمون بعلي (اخرجه الحافظ ابو نعیم) حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ خدا کی کلام پاک میں کہ ہم نے بدل لینا ہے مراد ہے کہ بذریعہ علی کے ہم اپنا بدلہ لیں گے۔

{۳۸} وجنات من اعناب و زرع و نخیل صنوان و غیر صنوان یسقی بماء

واحد سورہ رعد ترجمہ اور باغ انگورون سے اور کہیتیان اور کجورین ہیں ایک جڑیں کی اور بن ملی جڑیں یعنی ایک شمالی میں ایک کجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے *

عن جابر بن عبد اللہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الناس من اشجار رشتی وانا واثنتا علی من شجرة واحدة ثم قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجنات من اعناب و زرع و نخیل صنوان و غیر صنوان یسقی بماء واحد راخرجه ابو بکر بن مرد و ہو صحیح علی ہذا الحاکم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لو کہ متفرق شجروں سے ہیں اور میں اور تو یا علی ایک شجرہ سے ہیں یہ حضرت نے اس آیت کو پڑھا۔ اور باغ انگورون سے اور کہیتیان اور کجورین ہیں ایک جڑیں کی اور بن ملی جڑیں یعنی ایک شمالی میں ایک کجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے *

{۳۹} یوم لا یخسر اللہ النبی والذین امنوا معہ (سورہ التحریم) ترجمہ

جس دن اللہ ذلیل نہ کریگا نبی کو اور جو ایمان لائے ہیں اسکے ساتھ *
عن ابن عباس یقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یکنی من حلل الجنة ابراہیم الخلیل من اللہ عز وجل ثم محمد لانہ صفا اللہ ثم علی بن ابی طالب من اللہ الخ
ثم قرأ یوم لا یخسر اللہ النبی والذین امنوا معہ راخرجه ابن مرد و ہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) نے فرمایا کہ جناب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب کے اول جناب ابراہیم علیہ السلام باعت خلیل اللہ ہونیکے جنت کو لباس ہو لبوس ہونگے یہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ وہ برگزیدہ درگاہ الہی ہیں پھر علی اور وہ ان دونوں کے درمیان جنت میں تھیں ہونگے۔ یہ حضرت نے اس آیت کو پڑھا *

{۴۰} وکفی اللہ المؤمنین القتال وکان اللہ قویا عزیزا (سورۃ الاحزاب)

اور آپ اللہ تعالیٰ اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ زور آور زبردست *

عن عبد اللہ بن مسعود کان یقرأ هذا الحروف وکفی اللہ المؤمنین القتال بعلی وکان

اللہ قویا عزیزا راخرجه بن مرد و ہ (ابن حاتم و ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کو اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ کفایت کی اللہ نے مسلمانوں کو

لڑائی میں علی کے ساتھ اللہ ہے قوی عزیز والا *

{۴۱} فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ لیسر لہ فیہا بالعدو

والاصال (سورة النور) ترجمہ ان گہروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے انکے بلند کیے جانے اور ان میں اپنے نام کے ذکر کیے جاتے کا حکم کیا ہے صبح اور شام اس میں اسکے لیے تسبیح کرتے ہیں عن انس و بید رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیوت اذن اللہ الخ فقال رجل ای بیوت هذا یا رسول اللہ قال بیوت الانبیاء فقال ابو بکر و هذا البیت منها و اشار الی بیت علی و فاطمة قال نعم من افاضلہا راخو جہ بن مرد و یہ و السیوطی فی الدر المنثور) انس بن مالک اور بیدہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت پر ہی ایک شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کن گہروں سے مراد ہے آپ نے فرمایا انبیاء کے گہروں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ گہر یعنی جناب علیؑ اور فاطمہؑ کا انہیں گہروں میں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ انکے بہترین میں سے +

{۴۲} یا ایہا الذین امنوا لا تمروا الطیبات ما احل اللہ لکم رسول

مائدہ) ترجمہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاک چیزوں کو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں +

۱) عن قتادة عن ابن عباس قال انہا نزلت فی علی و اصحابہ و قال ان علیا و عجا من اصحابہ منہم عثمان بن مظعون ادا و ان یفخلوا عن الدنیا و یترکوا النساء و یتبرکوا فنزلت ہذا الاية راخو جہ ابو بکر بن مرد و یہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر اور انکے بعض دوستوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جناب امیر اور انکے بعض دوستوں نے کہ جن میں سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہی تھے یہ ارادہ کیا تھا کہ دنیا سے کنارہ گردینی اختیار کر لینی چاہیے اور عورتوں کو جوڑ کر رہا ہو جیسے ہم یہ آیت نازل ہوئی +

{۴۳} اصحیذون الناس علی ما اتاہم اللہ من فضلہ (سورة النساء)

ترجمہ کیا لوگ چہد کرتے ہیں اس شخص پر جس کو دیا ہے اللہ نے اپنے فضل سے۔

عن محمد الباقر فی قولہ ام یحیذون الناس الخ انه قال واللہ نحن اهل البیت و الناس راخو جہ ابن الحسن بالخازلی فی المناقب والعلامة ابن حجر فی الصواعق جناب امام

اس میں اپنے نام کے ذکر کیے جاتے ہیں صبح اور شام اس میں اسکے لیے تسبیح کرتے ہیں

ترجمہ

{۴۴} محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہو کہ واسطہ وہ لوگ ہم اہل بیت ہیں +
 واعتصموا بحبلہ جمیعاً ولا تفرقوا (سورۃ آل عمران) ترجمہ اور مضبوط
 پکڑو واسطہ کی رسی کو سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو +

عن جعفر الصادق فی تفسیر هذه الآية انه قال نحن حبل الله (اخرجه الثعلبی فی تفسیر
 والعلامة بن حجر فی الصواعق) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں
 روایت ہو کہ وہ خدا کی رسی ہم ہیں +

{۴۵} کمشکوة فیہا مصباح (سورۃ النور) ترجمہ مانند چراغدان کے ہے حسین چراغ ہو
 عن ابی جعفر قال سألت الحسن عن قول الله تعالى کمشکوة فیہا مصباح قال المشکوة فاطمة

وشجرة مبارکة ابراهيم لا شرقية ولا غربية لا يهودية ولا نصرانية نور علی نور منها اما
 بعد امام بھٹک اللہ نورہ من لیلۃ بھٹک اللہ لو لا یتمنا من لیلۃ راخرجة المغازی جناب
 امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نے جناب حسن سے اس آیت کی تفسیر کو پوچھا وہ فرمایا
 تے نہ چراغدان سے مراد جناب فاطمہ ہیں اور شجرہ مبارکہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لا شرقیہ و
 لا غربیہ سے مراد ہے کہ جناب فاطمہ نہ تو یہودی تھیں اور نہ نصرانیہ اور نور علی نور سے مراد ہے
 کہ ان سے امام کے بعد امام پیدا ہوتا رہیگا۔ اور اس حدیث کرتا ہے اپنے نذر سے جو چاہے اس
 سے مراد ہے کہ اللہ ہماری ولایت سے چاہے ہر ایت کر سکتا ہے +

{۴۶} ومن یقر فحسنة نزدلہ فیہا حسنا (سورۃ الشعراء) ترجمہ جس نے نیکی
 کا کسب کیا ہم اس کے لیے نیکی زیادہ کرتے ہیں +

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ومن یقر فحسنة قال المودة لال محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم (اخرجه الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے نیکی کا کسب کیا پھر
 جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے ساتھ دوستی کی +

{۴۷} امن وعدناہ وعد احسنا فهو لاقیہ (سورۃ القصص) ترجمہ پس
 جس کے ساتھ کہتے ہیں نیک وعدہ کیا ہے پس وہ اس کو ملیگا +

عن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ قال تزلزلت هذه الآية فی علی وحمرۃ رضی اللہ عنہما راخرجه المحب
 الطبری فی الریاض مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ یہ آیت جناب امیر اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی
 کی شان میں نازل ہوئی +

{۴۸} **اَمِنْ شَرِّهِ** **صَلَّى** **لِلْاِسْلَامِ** **فَوْضُو** **عَلَى** **نُورِ** **مُزْنٍ** (سورة الزمر) ترجمہ

پہن جس کا کہ سینا نے اسلام کے لیے کہو کہ یا سو وہ اجاگے ہیں ہے اپنے رب کے *

قال الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب نزول القرآن نزلت هذه الآية فی علی وحمزة و
قست قلوبہم ابولہب واولادہ وھکذا ذکرت ابو الفرج ابن الجوزی امام واحدی کتابا بآی
تزل القرآن میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جس کا دل
سخت ہو گیا وہ ابولہب ورسول کی اولاد ہے علامہ ابو الفرج ابن جوزی نے بھی اسکا ذکر کیا ہے *

{۴۹} **اِنَّمَا** **وَلِيكُمُ** **اللّٰهُ** **وَرَسُولُهُ** **وَالَّذِينَ** **آمَنُوا** **يُقِيمُونَ** **الصَّلَاةَ** **وَيُؤْتُونَ**

الزکوٰۃ **وَهُمْ** **رَاكِعُونَ** (سورة مائدہ) ترجمہ بخیر اسکے نبین کہ تمہارا رفیق اللہ اور اسکا
رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں درآئیں ایک وہ رکوع کیے

ہوئے ہیں *

عن ابن عباسؓ کان جالسا علی شفير زمزم يقول قال رسول الله صلى الله عليه
واله وسلم اذا قيل رجل متعمم بعمامة فجعل ابن عباس لا يقول قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم الا قال الرجل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابن عباس سالتك يا الله
من انت فكشف العمامة عن وجهه وقال ايها الناس من عرفني فقد عرفني فانا ابن خزيمة
الغفاري سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه بهاتين والا فمتنا ورايته بهاتين والا
فحيثما يقول عن علي انه قائد البرية وقاتل الفجق منصور من نصره مخذول من خذله
اما اني صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما من الايام الظهر فسال سائل في
المسجد فلم يعطه احد شيئا فرجع السائل يديه الى السماء وقال اللهم اشهد اني سالت
في مسجد نبيك ولا يعطني احد شيئا وكان علي في الصلوة راكعا فادعني اليه فخصم
اليه وفيها خاتمة فاقبل السائل فاحذ الخاتم من خصره فرجع رسول الله صلى الله عليه وسلم
طرفه الى السماء فقال اللهم ان اخي موسى سالك فقال رب اشهد لي صدقك وليس لي
اخرى واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي واجعل لي ذرياً من اهل هارون اخي
اشدد بهازري واشركه في امرى فانزلت عليه قرآنا مستند عضدك ونجعل لكما
سلطانا اللهم اني محمد نبيك وصفيك اللهم فاشهد لي صدقك وليس لي امرى وحمل
لي وزيراً من اهل عليا اشهد بهازري قال ابو ذر فما استتم دعاءه حتى اتى جبريل بن

عند الله قال يا محمد اقرأ انما وليكم الله ورسوله والذين يقيموا الصلوة ويؤتوا الزكوة وهم
 راكعون (اخرجه ابواسحاق الثعلبي في تفسيره) ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ چاہ زمزم کے کنارے
 بیٹھ ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی عمامہ پوش آنکلا
 ابن عباس نے حدیث کے بیان کرنے میں توقف کیا وہ شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے
 لگا ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ
 کھول دیا اور کہنے لگے لوگو جس نے مجھے پہچا ہو پہچانا ہو اور جس نے کہ نہ پہچا نا ہو وہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری
 ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دو کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونو ہرے ہو جائیں
 اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں پٹم ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی
 کی شان میں فرماتے تھے وہ نکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہو فتح مند ہوا وہ شخص
 کہ جس نے اسکی مدد کی اور چوڑا کیا وہ شخص جس نے کہ اسکو چوڑا میں ایک روز جناب رسالت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا ایک سائل نے آکر سوال کیا کیسے اسے کچھ دیا سائل
 آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے خدا گواہ رہو میں نے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے
 کیسے کچھ نہیں دیا جناب امیر کرمین تھے سائل کی طرف اپنے دہنے ہاتھ کی ہنگلی سے اشارہ کیا اس
 میں ناگوئی تھی سائل نے بڑبڑاتا رہی یہ صاحب حضرت نے دیکھا کہ جناب الہی میں دعا کی الہی میری بہائی
 موسیٰ سے ہے تجھ سے ہست عار کی تھی کہ لے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان
 بنا میری زبان کی گرہ کھول تاکہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بہائی
 ہارون کو میرا وزیر بنا اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک بنا پس
 الہی تو نے اپنا قرآن نہ پنازل کیا کہ ہم تیرے بہائی کی وجہ سے تیرے بازو قوی کرینگے اور تم دونو
 کو غالب بنا گینگے۔ الہی میں محمد ہوں اور تیرا نبی برگزیدہ ہوں پس میرے سینہ کو نبی کھول اور میرے
 کام کو آسان کر اور میری گرہ رالوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر
 ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ حیرتل
 خدا کے پاس سے تشریف لائے اور کہنے لگے یا محمد پڑھ بجز اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور ہمارا رسول
 ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں دینا خالی کہ وہ رکوع کیسے ہو

میں *

(۲) عن ابن عباس قال قال اقبل عبد الله بن سلام ومعه نفر من قومه ممن قد امنوا بالنبي

صَلَّی اللہ علیہ فقالوا یا رسول اللہ انما زلنا بعیدة لیس لنا مجلس من هذا المجلس ان قونا
 لما راونا امنا بالله ورسوله وصدقناہ ورفضونا۔ واکو علی انفسہم ان لا یجالسوننا ولا ینکحونا
 ولا یکلمونا فشق ذلك علینا فقال لهم النبی انما ولیکم اللہ ورسوله والذین امنوا ثم
 از النبی صلی اللہ علیہ خرج من المسجد والناس بین قائم وراکم فرای لسائل فقال لہ
 النبی صلی اللہ علیہ اهل اعطاک احد شیئا فقال نعم خاتما فقال صلی اللہ علیہ من اعطاک
 قال ذلك القائم وادمی بید الی علی فقال صلی اللہ علیہ ولم علی ای حال اعطاک قال اعطاک
 وهو راکم فکبر النبی صلی اللہ علیہ ثم قرء ومن یتولی اللہ ورسوله والذین امنوا فافزح
 اللہ ہم الغالبون فانما احسان بن ثابت ؓ ابا حسن تقدیک روحی معیتی + وکل بطنی
 فی الہدک والمسارع + فانت الذک اعطیت اذکنت راکعا + قد تک نفوس الخلق یا خیر راکم
 جناحک المیمون یا خیر سید + یا خیر ساجد ثم یا خیر راکم + فاتزل فیک اللہ خیر ولایة
 وبینہا فی محکمات الشرائع + وایضا قال ؓ من ذاب غایمہ تصدق راکعا + واسرفی نفسہ
 اسرا + من کان بات علی فراش محمد + ومحمد اسری غوال غارا + ومن کان فی
 القرآن سمی مؤمنا + فی تسع آیات تلین غمرا را اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والنخوارزمی
 فی المناقب۔ وسبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ (ابن عباسؓ کتہ بہین کا کہنے نے
 عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند مسلمان بہائیوں کے ساتھ کرباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کنج دست میں عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمارے گھر بہت دور ہیں اور سو اس مجلس کے کوی بہائی
 مجلس میں کہ جس میں ہم شہید سکین جب سے ہماری قوم نے دیکھا ہے کہ ہم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان
 لائے ہیں اور ہم نے اسکی تصدیق کی ہے انہوں نے ہم سے ملاقات چوڑی ہے اور عہد کر لیا ہے
 کہ وہ نہ ہمارے پاس بیٹھتے ہیں اور نہ ہم سے نکاح کرتے ہیں اور نہ ہم سے بات چیت کرتے ہیں یہ بات
 ہم پر نہایت شاق گذر رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق
 اللہ اور اسکا رسول اور وہ لوگ ہیں جو کہ ایمان لائے ہیں یہ فرما کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے
 باہر تشریف لی گئے اور لوگ ابھی قیام اور رکوع میں تھے پس حضرت نے ایک سائل کو دیکھا اور اس
 سے پوچھا تجھے کسینہ کچھ دیا ہے وہ عرض کرنے لگا ہاں مجھے انگوٹھی دی ہے آپ نے فرمایا کس نے
 دی ہے اس نے جناب علیؓ کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا اس کھڑے ہو شخص نے آپ نے
 پوچھا کس حالت میں دی وہ کہنے لگا کہ عکیمیا است میں حضرت نے عکیمیر ٹپکے پر اس آیت کو پڑھا جو

شخص کہ اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں دوستی رکھتا ہے پس خدا کا روزہ ہی غالب ہو نہ والا ہے پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے ہیں ۱۵۱ ابو الحسن عجب پر میری روح اور جان قربان ہو جاؤ اور ہر ایک وہ شخص کہ عبادت میں کندی اور تیزی کرنے والا ہے۔ پس تو وہ ہے کہ رکوع کی حالت میں بختا۔ علم لوگوں کی جان عجب پر فدا ہوا ہے سب رکوع کرنے والوں سے بہتر بخششی تو نے اپنی انگوٹھی اسے بہتر اور سردار قوم کے ایسے سب سجدہ کرنے اور رکوع کرنے والوں سے بہتر پس خدا نے تیری ولایت میں نص کو نازل کیا۔ اور ہر کوئی شریعت کے محکومات سے بیان فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے ان اشعار کو بھی پڑھا ۱۵۲ کون اس سے جگڑ سکتا ہے جس نے رکوع کی حالت میں بخشش کی ہو اور خدا نے اس کے نفس میں اپنے سارے کو نصبت رکھا ہے۔ اس کے سوا کون شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر مبارک پر سوا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو غار کعبہ میں تشریف لیا رہے تھے۔ اس کے سوا خدا نے کس کو قرآن مجید کی نو آیتوں میں مومن کہا ہے اور پڑھتا ہے تو ان کو رکوع اور سجود میں +

(۳) عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال اذن بلال فقام الناس يصلون فمن بين راکم وساجد وسائل يسأل فاعطاه على خاتمه وهو راکم فاخبر السائل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام عليه فليكن الله ورسوله والذين امنوا بقیون الصلوة ویؤتوا الزکوة وهم راکعون راخرجه الواحد فی کتابہ المسمی باسمنا نزول القرآن۔ والحافظ ابن الاثیر فی کتابہ جامع الاصول عن صحیحہ النسائی قال یجوزی عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور لوگ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے ابھی لوگ رکوع اور سجود ہی میں تھے کہ ایک سائل سوال کرنے لگا جناب امیر رکوع کیسے ہوئے تھے اسی حالت میں اسے اپنے اپنی انگوٹھی عطا کی سائل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع دی حضرت نے ہر کوئی آیت پڑھ کر سنائی۔ پھر اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اسکا رسول اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں +

تنبیہ فی الکشاف فاز قلت کیف صح ان یکن لعل واللفظ لفظ الجمع۔ قلت فجابه علی لفظ الجمع وان کان السبب فی وجوب واحد لیرغب الناس فی مثل فعلہ فینا الواو بمثل ثوابہ ولستہ علی ان سجدۃ المؤمنین یجب ان تكون علی هذه الغایة من الخوص علی الالبس والاحتشاش وتفقد الفکرۃ حتی ان الزمهم امر لا یقبل التاخیر هم فی الصلوة لم یوحدہ۔

آپ کی علامہ زرخشری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں اگر تو یہ کہے کہ یہ بات جناب علیؑ کیلئے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس آیت میں تو لفظ جمع کا استعمال ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ لفظ جمع کا اپنے مستعمل ہوا ہے اگرچہ دراصل سبب سہم ایک ہی آدمی ہے۔ لیکن جناب امیرؑ تاکہ لوگ انہیں کے ثواب کے سوا فرقہ ثواب حاصل نہ کریں۔۔۔ کیونکہ مومنین کی حضرات اسٹی رہبر پر چاہیے اور انکو احسان کرنے پر اور فقراء کے حال کی غمخواری پر پتہ در حص چاہیے کہ انکو نماز سے بھی ہر مین تاخیر نہ ہو۔

{۵} **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِ مَوَّابِينَ يَدِي خَوْفًا**
الْصَّدَقَةِ ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ رَسُولَ عِبَادِهِ ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو سبقت
 کہ تم لوگ رسولؐ سے اور انکو تو راہ کہتے سے پہلے صدقہ دو تمہارے لیے یہ بہتر ہے۔

(۱) عن علی قال لما نزلت يا ايها الذين امنوا اذا ناجيتم الرسول اني قال صلى الله عليه
 لعلي هم ان يتصدقوا قال بكم يا رسول الله قال بد ينار قال لا يطيقونه قال فنصف دينار
 قال لا يطيقونه قال فبكم قال بشعيرة قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لو هب فارتل الله
 تعالى واشفقتم ان تقدوا موابين يدي خجوبكم صدقات الاله وكن يقول بي خفف عن
 هذه الامة راخرجه النسائي والعلبي والواحد جناب امير عليہ السلام سے روایت ہو کہ جب آیت
 بخوبی نازل ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ لوگوں کو جا کر کہو کہ صدقہ
 دیا کریں میں نے عرض کیا یا رسول کس قدر فرمایا ایک دینار میں نے عرض کیا لوگوں میں اس قدر طاقت
 نہیں ہے فرمایا نصف دینار۔ میں نے عرض کیا ان کو اس کے دینے کی بھی طاقت نہیں فرمایا ہر
 کس قدر میں نے عرض کیا صرف جو بہر سو نا حضرت نے مجھے ارشاد کیا تو بہت ڈر گیا اللہ ہے پس خدا
 تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ڈر گئے تم راہ مجھنے سو پیسٹر صدقہ دینے سے پس جناب امیرؑ فرمایا اگر تم
 تھے کہ میری وجہ سے اس امت پر تخفیف ہوئی ہے۔

(۲) عن علی قال هذه الآية من كتاب الله ما عمل بها احد قبلي ولا يعمل بها احد
 بعدی کان عندی ديناراً تصدقته فقلت اذا ناجيته تصدقت بدينارهم وسالت رسول الله
 صلى الله عليه وسلم عشر مسائل فاجابني عنها فقلت يا رسول الله ما الحق فاء قال الحق
 والشهادة ان لا اله الا الله - قلت ما الفساد قال الكفر والشرك بالله - قلت ما الحق فقال
 الاسلام والقرآن والولاية اذا انتهت اليك - فقلت ما الحكمة قال ترك الحيلة - قلت ما
 علي قال طاعت الله وطاعة رسوله - قلت وكيف ادعوا الله فقال بالصدق واليقين -

قلتُ ماذا اسأل الله - قال العافية - قلتُ وما اصنع لنجات نفسي - قال كل حلالا قل صدقا
 قلتُ وما السرور قال الجنة قلتُ وما الراحة قال لقاء الله حين فرغت منها راخو جبر الجود
 في اسباب النزول وتفسير مدارك جناب امير عليه السلام سرور ایت ہو کہ قرآن مجید کی اس آیت کے
 ساتھ نہ مجھے پہلے سینے عمل کیا ہے اور نہ کوئی بعد میں کرے گا میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اسکو
 خرچ کیا اور حبیبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی بیدگی بات پوچھتا تو ایک درہم صدقہ کرتا
 اسی طرح سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سکو پوچھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
 انکا جواب دیا - پس میں عرض کیا یا رسول اللہ وفا کسے کہتے ہیں - آپ نے فرمایا توحید اور لا الہ الا اللہ پر
 گواہی دینے کو - میں نے عرض کیا فساد کیا چیز ہے - فرمایا کفر اور خدا کے ساتھ شریک کرنا - میں نے کہا
 حق کیا ہے - فرمایا اسلام اور قرآن اور ولایت جبکہ تجہ تک پہنچے - پھر میں نے عرض کیا حید کیا ہے
 فرمایا حید کا ترک کرنا - میں نے کہا مجھے کیا چیز فرض ہے - فرمایا خدا کی بندگی اور اس کے رسول ص کی
 اطاعت - میں نے کہا میں خدا کو کس طرح پکاروں - فرمایا صدق ہو اور یقین سے - میں نے کہا میں خدا
 سے کیا ناکون فرمایا عافیت - میں نے کہا میں اپنی جان کی خلاصی کے لئے کیا کروں - فرمایا حلال
 کما اور سچ بول - میں نے کہا خوشی کیا ہے - فرمایا جنت - میں نے کہا آرام کیا ہے فرمایا خدا کا دیدار
 جبکہ تو حساب کتاب سو فارغ ہو جائے *

رس (عن ابن عمر) قال قلت لعلی لو کان لی واحدة منہن احب الی من حمرا النعم نذیر
 فاطمة واعطاء الراية واية النجوى راخو جبر ابن مرد ویتا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو
 کہ جناب انبیر میں تین ایسی باتیں تھیں کہ اگر ان میں سے ایک ہی مجھے حاصل ہوتی تو مجھے سرخ
 پشم والے اونٹ سو ہی زیادہ محبوب ہوتی جناب سیدہ علیہا السلام کو انکا نکاح ہونا - اور انکو علم کا
 دیا جانا - اور آیت نجوی کے ساتھ انکا عمل کرنا *

{۱۵} ان الله وملتکے يصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علی
 وسلموا تسلیما (سورة الاحزاب) ترجمہ بتحقق اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں
 نبی پر اسے وہ لوگو کہ تم ایمان لاؤ درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا *

را (عن کعب بن علقمہ) قال لما نزلت هذه الاية قلنا یا رسول الله کیف فعلت وكيف تسلم علیہ
 قال قولوا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک
 حمید مجید اللهم بآل علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم

انک حمید مجید (اخرجہ البخاری والمسلم) کوفہ عجمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت نازل ہوئی مجھے عرض کیا یا رسول اللہ ہم حضور پر کس طریق سے درود اور سلام بھیجا کریں فرمایا کہا کرو۔ اے ہمارے پروردگار۔ درود بھیج محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے درود بھیجا ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر تحقیق توستودہ اور بزرگ ہے اور اے ہمارے پروردگار برکت کر محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے برکت کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر تحقیق توستودہ اور بزرگ ہے *

{۵۲} والسابقون السابقون اولئك المقربون في جنات النعیم (سؤال الواقع)
ترجمہ اگلاڑی والے سواگلاڑی والے وہی ہیں نزدیک نعمتوں کے باغوں میں *

(۱) عن ابن عباس قال سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قوله تعالى والسابقون السابقون
الجنة فقال قال لي جبرئيل ذاك علي (اخرجہ ابن مردويه) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
میں نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت والسابقون السابقون کی تفسیر پوچھی آپ نے فرمایا
نہی کہ مجھے جبرئیل نے کہا کہ علی ہیں *

{۵۳} واذا لقوا الذين امنوا قالوا امنوا واذا اخلوا الى شياطينهم قالوا انا
معكم انما نحن مستهزئون (سورة البقرة) ترجمہ حب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے
جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور حب وہ اپنے شیطانوں سے جالتے ہیں
تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ہنسی کرتے والے ہیں *

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه ان عبد الله بن ابي واصلًا به خرجوا فاستقبلهم
نفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عبد الله بن ابي واصلًا به انظروا
كيف ارد هؤلاء السفهاء عنكم فاخذ بيد علي فقال مرحبا يا بن عم رسول الله صلى
الله عليه وسلم وختنه وسيد بني هاشم ما اخلا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال علي
يا عبد الله اتق الله ولا تنافق فان المنافق اشتر خلق الله فقال مهلا يا ابا الحسن
ان ايماننا كما يمانكم ثم تفرقوا فقال ابن ابي واصلًا به كيف رأيتم ما فعلت فاشتموا
علي خيل وتزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم واذا لقوا الذين امنوا قالوا امنوا الخ
ابن مردويه ابن عباس رضي الله عنه سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی واصلؓ کے دوستوں کے ساتھ
آ رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کو آتے ہوئے دیکھ کر اپنے
دوستوں سے کہنے لگا دیکھو میں ان یقوتوں کو کس طرح سے تم سے ملتا ہوں یہ کہہ کر خند پڑے

کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا شاہ باشل اے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اوسانکے داماد
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام بنی ہاشم کے سردار جناب امیر نے اس سے فرمایا اور
عبداللہ خدا سے خوف کر اور منافقت مت کر بیشک منافق تمام خلقت کا شریر ہوتا ہے کہنے لگا
اے ابوالحسن چوڑ۔ ہمارا ایمان تو تمہارے ایمان کی طرح سے ہے یہ کہہ کر جناب امیر کے پاس سے
چلا گیا اور اپنے دوستوں سے کہنے لگا تمہیں دیکھا سینے ان کے ساتھ کیا کیا ہے سب سے اسکی
تعریف کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی *

{۵۴} **وَالَّذِينَ يُوْذَوْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا**
بِهَتَانَا وَانَّمَا مَبِیْنَا (سورة الاحزاب) ترجمہ جو لوگ کہ افیت دیتے ہیں مؤمنین
اور مؤمنات کو بغیر کسی قصور کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر *

عن مقاتل بن سلیمان قال انه نزلت فی علی و ذکر ان فقرا من المنافقین کان یؤذون
ویکذبون علیہ (ابن مرد ویتہ) مقاتل بن سلیمان سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب
اشیر کی شان میں نازل ہوئی چند لوگ منافقوں میں سے انکو ایذا دیا کرتے تھے اور ان کو
جھٹلایا کرتے تھے *

{۵۵} **فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (سورة القمر) ترجمہ نیچے**
سچی بیٹیک میں نزدیک بادشاہ کے حکما سب پر قبضہ ہے *

عن ابا دجاجة قال قلت یارسول اللہ اخبرتنا ان الجنة محنة علی الانبیاء حتی
تدخلها و علی الامم حتی یدخلها امتک قال بلی یا ابا دجاجة اما علمت ان لله لواء
من نور و عمود من یاقوت سکنوب علی ذلک بالنور لا اله الا الله محمد رسول الله
ال محمد خیر البریہ و صاحب اللواء امام یوم القیمہ و ضرب بید علی علی قال ففی
رسول الله صلی الله علیه و آله بذلک علیاً فقال الحمد لله الذی کرهنا و شرقنا بک فقال له
الشر یا علی ما من عبد ینتقل مودتک الا بعث الله معناه یوم القیامة ثم قرئ فی مقعد
صلی عند ملیک مقتدر (ابن مرد ویتہ) ابودجاجة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ جب تک آپ جنت میں تشریف نہیں لے
جائیں گے تب تک جنت دوزخ کے برابر ہوگی اور جب تک کہ آپ کی ہمت اس میں داخل نہ ہو
اس وقت تک دوسری ہمتیں اس میں نہیں جائیں گی آپ نے فرمایا تمہیک سے اسے اباد جانے کیا

تو نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا ایک علم نور سے ہے اور یا قوت کا ایک نمود ہے اس پر پکھما ہوا ہے ملا
الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور صاحب علم قیامت کے دن امام ہے پہر آپ نے جناب امیر کے کندھے پر
ہاتھ مار کر ہمس کی تفسیر کی۔ اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ جس نے تیری وجہ سے ہمیں کرامت اور شرف
دیا ہے پہر ارشاد کیا خوش ہو یا علی جو بندہ کہ تیری محبت کو رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز
اسے ہمارے ساتھ اٹھائے گا یہ حضرت نے اس آیت کو پڑھا۔

{۵۴} وَمِنْ خَلْقِنَا أُمَّةً يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ (سورة اعراف) ترجمہ اللہ
ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے کہ جو حق کے ساتھ ہدایت پاتے ہیں اور اسی کی طرف پہرتے
ہیں۔

عن زاذان عن علي قال ستفترق هذه الامّة على ثلاث وسبعين فرقة اثنتان و
سبعون في النار وواحدة في الجنة وهم الذين قال الله تعالى ومن خلقنا امّة الخ و هم
انا و شيعة (اخرجه ابن مردويه) زاذان جناب امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے
تھے کہ یہ ست غریب تشریفوں میں منقسم ہوگی بہتر دوزخ میں جائیں گے اور ایک حزب میں جائیں گے اور
وہ وہی لوگ ہیں جنکے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے
جو حق کے ساتھ ہدایت پاتا ہے اور اسی کی طرف پہرتا ہے۔ پہر جناب امیر نے فرمایا وہ میں ہوں
اور میرا گروہ ہے۔

{۵۵} طوبى لهم وحسن مآب (سورة الرعد) ترجمہ خوشی ہے انکے لیے واپس گشت
کا اچا پن۔

عن محمد بن سيرين قال هي شجرة في الجنة اصلها في حجة على ولبس في الجنة
حجرة الا وفيها غصن من اعصانها (اخرجه ابن مردويه) محمد بن سيرین رحمۃ اللہ علیہ روایت
ہے کہ طوبی ایک درخت جنت میں کہ جسکی جڑ جناب امیر کے گہر میں ہے اور جنت کا کوئی ایسا گہر نہیں
کہ اس میں اسکی شاخ نہ ہو۔

{۵۶} اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم (سورة النساء)
ترجمہ اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو تم رسول کی اور اسکی جو کہ تم میں صاحب امر ہو۔
عن عبد الغفار بن القاسم قال سالت جعفر بن محمد عن اولى الامر فقال كان علي
والله منهم راخرجه الخوارزمي) عبد الغفار بن القاسم سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق

ابن محمد باقر علیہ السلام سے اولی الامر کی نسبت پوچھا تو فرماتے لگے علیؑ انہیں میں سے تھے۔

{۵۹} واولوا الارحام بعضهم اولی بعض فی کتاب اللہ من المؤمنین و
المہاجرین (سورۃ احزاب) ترجمہ اور قرابت الر بعض بعض سے نزدیک ہیں خدا کی کتاب
میں مومنین اور مہاجرین میں سے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ذلک علی لانہ کان مؤمناً مہاجر اذ ارحم راخوجہ ابوبکر
ابن مرد ویتہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں جب کا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں
کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے۔

{۶۰} ولشیر الذین امنوا ان لہم قدم صدق عند ربہم (سورۃ یونس) ترجمہ
اور بشیرت دی ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے ہیں تحقیق انکے لیے ہے قدم سچائی کا اپنے رب
کے پاس۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قلت لہذا لایہ فی ذلک علی بن ابی طالب راخوجہ
ابن مرد ویتہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی بن ابی طالب
کی ولایت کی نسبت نازل ہوئی ہے۔

{۶۱} من جاء بالحسنة فله خير منها وهم من فزع يومئذ امنون و
من جاء بالسئئة فكبت وجوههم فی النار (سورۃ النمل) ترجمہ جو کوئی
لاوے نیکی پس اس کے لیے ہے بہتری اس سے اور وہ ڈرے اس دن امن میں ہے اور جو کوئی
لائے برائی پس او نہ بل گرایا جائیگا آگ میں۔

عن علی قال الحسنہ حبنا والسئئة بغضنا راخوجہ ابن مرد ویتہ جناب امیر علیہ السلام سے
اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ نیکی ہماری محبت ہے اور برائی ہمارا بغض ہے۔

{۶۲} وما کان اللہ لیعلن بہم وادانت فیہم (سورۃ انفال) ترجمہ اور نہیں ہے
اسہ کہ انکو عذاب دے حالانکہ تو انکے درمیان میں ہے۔

اشارہ صلی اللہ علیہ وسلم الی وجود ذلک المعنی فی اہل بیتہ وانہم امان لاہل الارض
کما کان ہو صلی اللہ علیہ وسلم امان لہم ومنہا النجوم امان لاہل السموات واہل
بیتہ امان لامتی (صواعق محرقہ) اسکے معنی کے وجود کی طرف جناب رسول مقبول صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت میں اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ اہل زمین کے لیے امان ہیں جس

طرح سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لئے امان تھے چنانچہ ان احادیث میں سوا ایک حدیث یہ ہے کہ سنار و آسمان و ارض کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کو لیے امان ہیں۔
{۶۳} وعلی الاعراف رجال يعرفون كلا بسيماهم (سورة الاعراف) ترجمہ اور اعراف پر ایسے لوگ ہونگے کہ ہر شخص کو انکی علامت سے پہچانینگے۔

(۱) عن علی بن ابی طالب صحابہ الاعراف من عرفناه بسيماها ادخلناه الجنة (بخاری ابن مردويه) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ آپ فرماتے تھے ہم ہیں صحابہ اعراف جس شخص کو ہم انکی علامت سے پہچانیں گے اسکو ہم جنت میں داخل کریں گے۔

(۲) عن ابن عباس قال الاعراف موضع عال من الصراط عليه العباس والحنفرة وعلی وجعفر ذوالجناحين يعرفون محبيهم ببياض الوجوه ومبغضهم بسواد الوجوه (بخاری ابن مردويه) ابن عباس سے روایت ہو کہ اعراف ایک بلند جگہ ہے صراط پر اس پر عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر ذوالجناحين ہونگے اپنے محبوبوں کو انکے مونہ کے گور ابراہیم اپنے دشمنوں کو انکے مونہ کا لک کے پہچانیں گے۔

{۶۴} ولما ضرب ابن مريم مثلاً اذا قومك منه يصدون (سورة الزخرف) ترجمہ جب پیش کیا گیا مریم کے بیٹے کی مثال تب ہی تیری قوم لگی چلانے۔

عن علی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فیک مثلاً من عیسیٰ احبه قوم فهدکوا فیه وابتغته قوم فهدکوا فیه فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنافقون اما یرضون ان له مثلاً من عیسیٰ فنزلت هذه الآية راخو به الزار وابو یعلی والحاکم والنظیری جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علی تجھ میں بعینہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے کہ ایک قوم نے اسے محبت کی بیانتک کہ اس میں ہلاک ہو گئی اور ایک قوم نے اسے بغض کیا بیانتک کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئی یہ آپ نے فرمایا کیا منافق رضی نہیں کہ اسکے لئے عیسیٰ کی مثال موجود ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

{۶۵} ولتعرفنهم في لحن القول (سورة محمد) ترجمہ اور البتہ پہچان لیگا تو انکو بات کے ڈھب سے۔

عن ابی سعید الخدری فی قوله تعالیٰ ولتعرفنهم فی لحن القول ببغضهم علی بن ابی طالب راخو به ابو بکر بن مردويه وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور فی سؤالات قتال

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کے متعلق کہ البتہ پہچان لیگاتھ انکوبات
کے ہیرانے میں علی بن ابیطالب کے بغض کے ساتھ *

{۴۶} اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ رَسُوْلُهُ
انبیاء، ترجمہ جنکو آگے شہیر علی ہماری طرف سے نیکی اور وہ اس سے دور رہیں گے *
عن النعمان بن بشیر ان علیاً تلاها وقال انا منهم وخرجہ ابن مردویہ (نعمان بن
بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس آیت کو پڑھ کر فرمایا میں
انہیں میں سے ہوں *)

{۴۷} فَاَمَّا مَنْ اَوْتِيَ كِتٰبًا بِیْمِیْنِهٖ (سورۃ الحاقہ) ترجمہ پس جسکو ملا اسکا نکتہ
باتہ میں *

عن ابن عباس قال فی قولہ تعالیٰ واما من اوتی کتابہ بیمینہ ہو علی ابن ابیطالب
(راخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کے متعلق
کہ اور لیکن وہ شخص کہ اسکا نامہ اعمال سکے دہنے باتہ میں دیا جائیگا وہ علی بن ابی طالب
میں *

قال الواحک نزلت ہذہ الایۃ فی علی وحضر (یعنی امام واحدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں
کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ہے *
{۴۸} فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ النحل) ترجمہ
پس پوچھو تم اہل ذکر سے اگر نہیں جانتے ہو *

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال علی بن ابی طالب نحن اهل الذکر
(راخرجہ الثعلبی فی تفسیر) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم اہل ذکر ہیں *

{۴۹} اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (سورۃ فاتحہ) ترجمہ دکھا ہمکو راہ سیدھی۔

عن مسلم بن حیان قال سمعت ابا بربیۃ رضی اللہ عنہ یقول صراط محمد وآلہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم (راخرجہ الثعلبی فی تفسیر) وصاحب عالم التنازل، مسلم بن حبان کہتے
ہیں کہ میں نے ابوبربیہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ صراط مستقیم سے جناب محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور انکی آل کا طریقہ مراد ہے *

{۷۰} واذان من الله ورسوله الى الناس يوم النجى الاكبر (سورة توبہ) ترجمہ اور

پکارا اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن *

هو علي حين اذان وذكرها احمد بن حنبل في مسنده حين ارسل ابا بكر مع البراءة ثم اتبعه

بعلی وقد امرت ان لا يبلغها الا انا اور رجل منی اس آیت میں جس کا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں جب

انہوں لوگوں کو مکہ میں جا کر پکارا چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں اس کا ذکر کیا ہے

جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دیکھ بیجا پھر ان کے بعد میں جناب امیر کو روانہ کیا اور

انہوں نے سورہ برات ان سوئے لی اور مکہ والوں کو حجاز میں جا کر حضرت کی طرف سے سنائی اور حضرت

نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس سورت کو یا تو میں لے جا سکتا تھا یا وہ آدمی جو میرا ہو *

{۷۱} ومن شاقول الرسول من بعد ما تبين له الهدى (سورة محمد) ترجمہ

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی راہ کی بات *

عن ابی جعفر قال فی امر علی راخرجه ابن مردويه جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے

روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو حضرت سے علی کے امر میں تنازع

کرتے تھے *

{۷۲} ويوت كل ذي فضل فضله (سورة يونس) ترجمہ اور دی جائیگی ہر ایک نیکو

والے کو اس کی زیادتی *

عن ابی جعفر قال هو علی راخرجه بن مردويه جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے

روایت ہے کہ اس آیت میں ذی فضل سے مراد جناب امیر علیہ السلام ہیں *

{۷۳} ثم اور ثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا (سورة ناطر) ترجمہ پھر

ورثہ میں دی سہنے کتاب ان لوگوں کو جن کو کہ چنے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا *

عن علی قال نحو اولك راخرجه ابن مردويه جناب امیر سے روایت ہے کہ وہ لوگ ہم ہیں

{۷۴} امر حسب الدين ان يتركوا ان يقولوا امنا وهم لا يفتنون

ترجمہ کیا یہ سمجھتے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں ایمان لائے ہیں ہم کہ یوں ہی جو تیرے جابین گئے اور

وہ آزمائے نہیں جائیں گے *

عن علی قال قلت يا رسول الله ما هذه القصة قال يا علی بك فاننا نتخايم فاعد

للخصومة راخرجه بن مردويه جناب امیر کہتے ہیں کہ میں نے من کیا یا رسول اللہ کیسی آزمائش

ہے حضرتؑ فرمایا لوگ تیری جہت سے آزمائے جائیں گے اور تو ان کے ساتھ جبرگئیگا پس جبگز کے لیے تیار ہو جا

{۷۵} و تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورۃ العصر) ترجمہ اور آپس میں وصیت کرتے ہیں ہمارے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال انهما نزلت في علي بن ابي طالب راخوجا بن مردويه

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

{ ٤٧ } محمد رسول الله والذين معه أشد على الكفار رحماء بينهم تراهم

رکھا سجد ایتھنوں فضل من اللہ ورضوانا سیما ہم نے وجوہ ہم

من اثر السبع ذلك مثلهم في التورات ومثلهم في الانجيل

(سورہ حم) ترجمہ محمد خدا کے رسول میں اور وہ لوگ کہ انکے ساتھ ہیں سخت ہیں کافروں پر اور

اے یہاں نرم دل میں دیکھو تو انکو رکوع کرنے اور سجدہ کرتے چاہتے ہیں اپنے اسد کا فضل اور اسکی

خوشی انکی نشانی اٹھے سو نہ پیر ہے مسجدہ کے نشان سہیہ کہاوت ہے انکی تورات میں اور کہاوت

چونکہ انہیں نہیں

عن موسى بن جعفر عن أبيه عليه السلام انها نزلت في علي راجعاً بن مروية

جناب امام موسیٰ کاظمین امام جعفر الصادق علیہ و علی آباءہ السلام اپنے آبا کریم سے روایت

کرتشمین کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

{۷۷} وانه لعلم للساعة (سورة الزخرف) ترجمہ اور وہ نشان ہوا سگٹری کا۔

قال مقاتل بن سليمان ومن تبعه من المفسرين ان هذه الآية نزلت في مهديك (صواعق محرقة)

مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اتباع کرنے والے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب

مہدی موعود کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

۷۷) کفے اللہ شہید پئے و بینکم و من عندہ علم الکتاب (سورہ رعد ترجمہ)

کافی ہے البتہ میرے اور تمہارے درمیان اور جسکو خبر ہے کتاب کی +

عن محمد بن خزيمة انه قال ومن عند علم الكتاب علي بن ابي طالب راخرجه الحافظ ابو

تعلیم والتعلیل والنظری (محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں ومن عنده علم

الکتب جناب اسپر مراد مہینہ +

(۹۷) حتی تأتیم البیتۃ (سورۃ البینہ) ترجمہ جب تک کہ پہنچو انکو کہلی بات *

عن ابن عباس في قوله تعالى حتى تأتيهم البينة قال محمد وفي قوله تعالى من بعد ما جاءتهم

البیۃ وال محمد راخرجہ بن المنذر والسیوطی فی الدر المنثور) ابن جریر کہتے تھے تا تیسرے البیۃ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ کملی بات سہرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں بعد باجا و تہم البیۃ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل مراد ہے ۔

{۸۰} ان الله اصطفى ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران على العالمين (سورۃ عمران) ترجمہ اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سب سے بہتر عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت مع محمد عبد الله بن مسعود ان الله اصطفى ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران وال محمد على العالمين (اخرجہ الثعلبی فی تفسیر) اعمر ابی وائل سے ناقل ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پڑھا تھا اور اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل کو اور عمران کی آل کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو ساری جہان پر ۔

{۸۱} الاين كن الله تطامن القلوب (سورۃ الرعد) ترجمہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل ۔

عن علي ان رسول الله صلى الله عليه لما نزلت هذه الآية الاين كن الله تطامن القلوب قال ذاك من احب الله ورسوله واحب اهل بيته صادقاً غير كاذب راخرجہ بن مردويه والسيوطی فی الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہ وہ دل ہیں جو اللہ اور اللہ کے رسول اور میرے اہل بیت سے سچی محبت رکھتے ہیں بغیر کسی جھوٹ کو ۔

{۸۲} ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخره (سورۃ احزاب) ترجمہ جو لوگ ستاؤں ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو انکو پھینکا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں عن اوطاة بن حبيب قال حدثني ابو خالد الواسطي وهو اخو اخذ بشعره قال حدثني زيد بن خالد وهو اخذ بشعره قال حدثني الحسين بن علي وهو اخذ بشعره قال حدثني ابو علي ابن ابي طالب وهو اخذ بشعره قال حدثني رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو اخذ بشعره قال من اذى شعرك منك فقد اذى ومن اذى ابيه ومن اذى الله فعليه لعنة الله ثم قرأ ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخره راخرجہ الشيخ الحافظ ابی ندی فی الیہ رب العالمین) اوطاة بن حبيب روایت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اپنی وارثی کا بال بکڑ کر بیان کرتے تھے کہ مجھ سوزید بن خالد نے اپنی وارثی کا بال بکڑ کر نقل کیا کہ مجھے
جناب حسین علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال بکڑ کر روایت فرماتے تھے کہ مجھ سے میری والدہ ماجدہ
جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال بکڑ کر ارشاد کرتے تھے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش اقدس کے بال کو بکڑ کر فرمایا کہ یا علی اگر کوئی شخص تجھے بال بہرگی
تکلیف دے گا تو وہ مجھے تکلیف دے گا اور مجھے تکلیف دے گا وہ خدا کو تکلیف دے گا اللہ سپر اپنی بیٹکا
ڈالے گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا جو لوگ ستائیں میں اللہ اور اس کے رسول کو انکو
بیشکارا اللہ نے دنیا اور آخرت میں ۛ

{۸۳} يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (سورة الانفال) ترجمہ

اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے ۛ

عن محمد بن علی بن الحسین فی قوله تعالى يا ايها النبي حسبك الله ومن اتبعك من
المؤمنين قال نزل في علي عليه السلام (اخرجه النظير في خصائص العلوية) جناب محمد
باقر بن علی زین العابدین بن حسین علیہما السلام اس آیت کی تفسیر میں کہ اے نبی کافی ہے تجھ
کو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی بن ابی طالب
علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے ۛ

۸۴ فَاَسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْقِهِ (سورة الفتح) ترجمہ پھر کھڑا ہوا اپنے نال پر ۛ

عن الحسن عليه السلام في قوله تعالى فاستوى على سوقه قال استوى الاسلام بسيف
علي بن ابي طالب (اخرجه النظير في خصائص العلوية) جناب امام حسن علیہ السلام اس
آیت کو شان نزول میں فرماتے ہیں کہ پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر یعنی اسلام کھڑا ہوا جناب امیر علیہ
السلام کی تلوار سے ۛ

۸۵ وَالشَّفَعُ وَالْوِتْرُ (سورة الفجر) ترجمہ قسم ہے جنت اور طاق کی ۛ

عن الحسين بن علي عليه السلام في قوله تعالى والشفع والوتر قال قال رسول الله صلى الله
عليه والشفع الحسن والحسين والوتر علي ابن ابي طالب (اخرجه النظير في خصائص العلوية) جناب حسین
علیہ السلام والشفع والوتر کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد کیا کہ شفیع (یعنی جنت) سے حسین اور وتر (یعنی طاق) سے علی مراد ہیں ۛ

۸۶ ثُمَّ لَتَسْلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنْ النَّعِيمِ (سورة التكاثر) ترجمہ پھر جو پیگم تم سے نعیم کی نسبت

عن جعفر بن محمد في قوله تعالى ثم لتسئن يومئذ غر النعيم قال غر النعيم راخنة
الظنزي جناب جعفر صادق عليه السلام ثم لتسئن يومئذ غر النعيم کے متعلق روایت ہو کہ آپ

نے فرمایا وہ نعيم سیم ہیں *

{۸۷} ام نجعل للذين امنوا وعملوا الصالحات كالمفسدين في الارض

(سورہ ص) ترجمہ کیا ہم کرینگے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر اہل ایمان کے جو خرابی زمین
زمین میں *

عن ابن عباس في قوله تعالى ام نجعل للذين امنوا وعملوا الصالحات على وحرمة وعبيدة بن

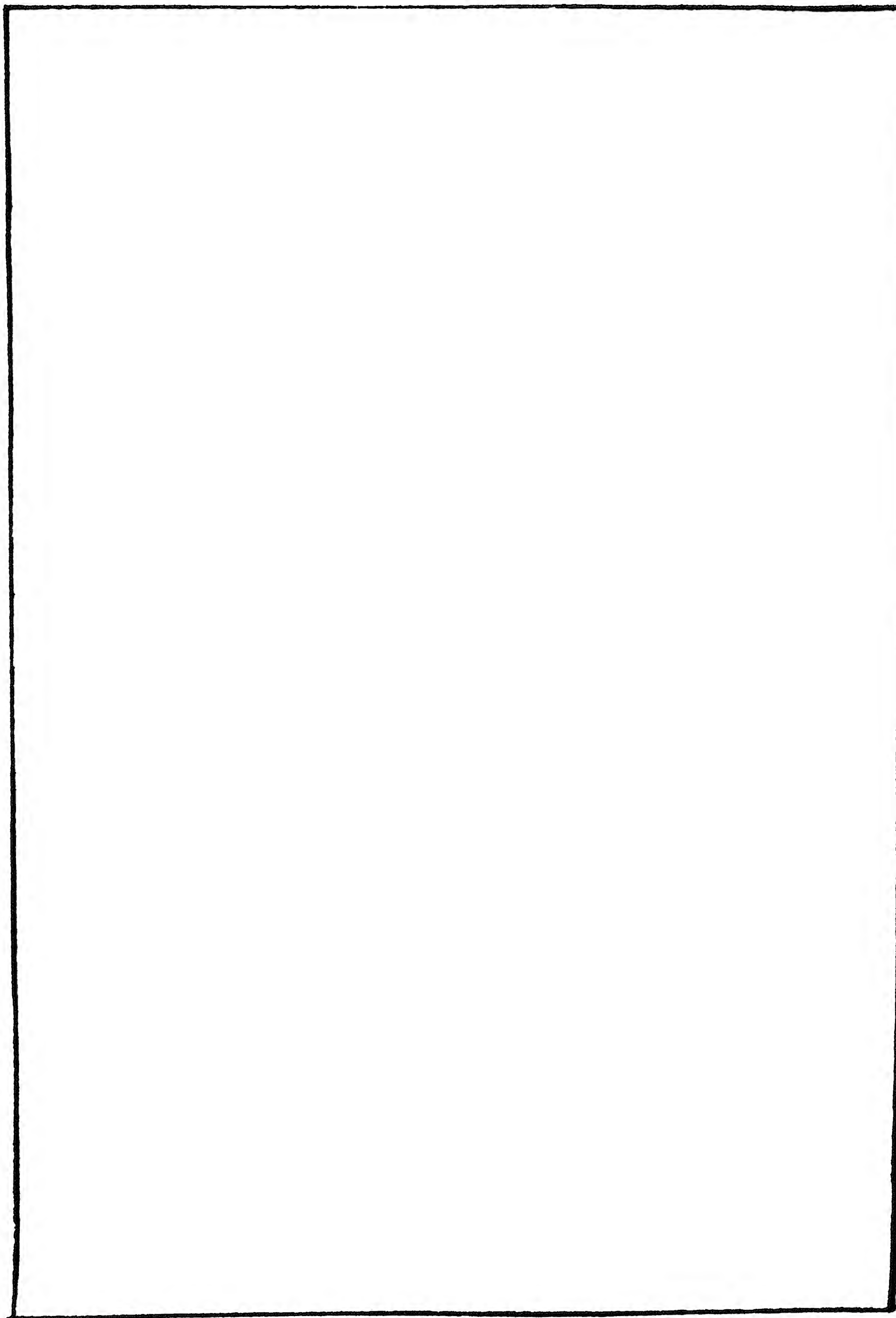
الحارث والمفسدون في الارض عتبه وشيبة الواليد وهم الذون تيارز وادوم بدس
راخرجه ابن عساكر والسيد في الدر المنثور ابن عباس رضي الله عنه اس آیت کی تفسیر میں
کہ کیا ہم کرینگے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر ان کے جو خرابی زمین میں
ایمان والے جو نیکیاں کرتے ہیں ان سے علی اور حمزہ اور عبیدہ بن الحارث مراد ہیں۔ اور زمین میں
خرابی ڈالنے والوں سے عتبہ اور شیبہ اور ولید مراد ہیں جنہوں نے بدر کے روز مقابلہ کیا تھا
عن سلمان قال كلما اطلع على رسول الله صلى الله عليه الا ضرب بين كفي علي وقال
هذا وحزبه المفلحون راخرجه النظري في حقائق العلوية سلمان فارسي رضي الله عنه
سے روایت ہو کہ جب کہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتا حضرت جناب امیر
کے کندھوں پر ہاتھ مار کر فرماتے۔ یہ اور پہکا گرو صبح سترگار ہو نیوالا ہے۔

قد تم الباب الثاني في من انصح المطالب

في علم مناقب سيد الله الغالب امير

المؤمنين على ابن المطالب ضوا الله عنه

ويليه الباب الثالث انشاء الله تعالى



تیسرا باب جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں

الموسوم

بِالْكَوَاكِبِ الْمُضِيَّةِ

فِي

فَضَائِلِ الْعُلَوِّيَّةِ

مقدمہ فضیلت کی بحث میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فضیلت کے معنی میں ترجیح ایک شخص کی دوسرے پر باعتبار کسی خاص صفت کے یا بوجہ مجموعہ صفات مختلفہ کے کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ زید افضل ہے عمرو سے تو اس سے کہی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ زید کو ہر طرح سے ہر قسم کے صفات میں عمر بر جہان حاصل ہے یعنی جس صفت میں کہ زید و عمرو کا موازنہ کیا گیا ہے زید ہی کا پلہ باری نکلا ہے۔ اسی طرح فضل کی تعریف کی ہے الاجم لما یا الفضل والکمال الحسید یعنی افضل وہ ہے جو ہر طرح کی فضیلت اور ہر قسم کے اوصاف حمیدہ کی مزیت کا جامع ہے تمام قسم کے علوم و اسکی جان آرہے اور ہر طرح کے عبادات اور اخلاق فاضلہ اور شرافت حسب و نسب و اسکا وجہ پرست ہو۔ اور کہی کل صفات کے باہم موازنہ کا خیال نہیں پیدا ہوتا بلکہ کسی خاص صفت میں افضل ہونا مراد ہوتا یعنی اگرچہ اور صفات میں عمر کو ترجیح ہو لیکن ایک خاص صفت میں زید ہی کو رجحان حاصل ہے اس

یہ بعض نے فضل کی تعریف اکثر ثوابا با من عند اللہ پاک سب خیر کے لفظوں سے کی ہے بے زیادہ ثواب حاصل کر نیوالا خدا کے نزدیک بذریعہ حاصل کرنے نیکی کے۔ یعنی جسکو خدا کے نزدیک زیادہ ثواب حاصل ہو وہی فضل ہے اگرچہ دوسرے امور میں وہ دوسروں سے زیادہ شکر ہو۔

(۱) اب جانا چاہیے کہ فضیلت دو قسم پر ہے ایک اختصاصی دوسری خبری فضیلت اختصاصی وہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ محض اپنے کرم عظیم سے کسی شخص کو یا کہ چیز کو بغیر سابقہ کسی عمل یا کسی عبادت کے عطا فرمائے اور اسکو اسکے ہمہ کنون پر ترجیح بخشے۔ جیسکے ناقصاً کو تمام اور ثنیون پر اور کعبہ اللہ کو تمام روزین کی مساجد پر فضیلت عطا کی ہے۔

کبھی اس فضیلت کی وجہ انسان کی تسنن آسکتی ہو اور کبھی نہیں آتی جتنا کہ دوسرے مقامات پر مسجد کی زمین کی وجہ فضیلت اسکا محل عبادت ہونا خیال کیا جاتا ہے اور کبھی اسکی وجہ محض عنایت الہی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ حیرالاسود کی فضیلت وجہ ہجر پر اسکی وجہ دریافت کرنے سے عقل انسانی قاصر ہے اس فضیلت اختصاصی کی ہی دو قسمیں ہیں۔ ایک اصلی جیسے حیرالاسود کی فضیلت۔ دوسری طفیلی جتنا کہ وہ سینڈ ہائجناب اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہوا ہے حضرت اسماعیل کے فدیہ ہونے کی طفیل سے اور سینڈ ہونے سے فضل ہو۔

لیکن اس خصوصیت کی وجہ کہ وہ سینڈ یا نسبت اور سینڈ ہونے کیوں اس فضل سے مخصوص ہوا ہے محض عنایت الہی کے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اس فضیلت میں بحث کی گنجائش نہیں اسکے ثبوت کے واسطے محض نص شارع ہی کافی ہے۔

(۲) فضیلت جزئی وہ ہے کہ عمل کے مقابلہ میں کسی کو خدا کی جانب سے عطا ہو۔

اسکی کوئی قسمیں ہیں۔ اور یہ فضیلت ہمیشہ محل تنازع ہو اگر فی سبب لیکن کسی کو فضیلت دینی میں اسکے تمام اقسام پر نظر غائر ڈالنا چاہیے۔ اور جو جانب کہ متنازعین میں با حق اور اونے ہوا اسکو فضل سمجھنا چاہیے۔

(تشبیہ) نہایت غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو اسکے عمل کی وجہ سے اسکو ہم جنوں پر سات وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے اور یہی سات وجہیں ہمایہ فضیلت سمجھی جاتی ہیں۔ (الف) ماہیت عمل یعنی ایک شخص کے عمل کی ذات دوسرے شخص کی عمل کی ذات سے فضل ہو جیسے فرائض کے ادا کرنے والے کی عمل کو نوافل کے ادا کرنے والے کے عمل پر فضیلت ہے۔

(ب) کمیت عمل یعنی دو شخصوں کا عمل ایک ہی ہو لیکن دونوں کے باہم اغراض مختلف ہوں

چنانچہ ایک شخص محض غرض رضا سے الٹی عبادت کرتا ہو اور دوسرا لوگوں کے دکھانے کے لیے +
(ج) کیفیت عمل یعنی ایک شخص ایک عمل کو اسکے پوری آواکے ساتھ بجالائے اور دوسرا شخص اسکے بجا
لانے میں کس قدر بے پروائی کرے گو یہ دونوں شخص ایک ہی عمل میں شریک ہیں لیکن پہلے شخص کو فضیلت
حاصل ہے +

(د) کمیت عمل یعنی ایک ہی عمل کی کسی بیشی چنانچہ ایک شخص نے بہت سے حج کیئے ہوں اور دوسرے
نے صرف ایک ہی حج کیا ہو +

(۴) کبھی فضیلت باعث تقدیم و تاخیر زمان کے ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص نے ابتداء اسلام
میں یا ایام مہم سالی میں مسلمانوں کی دستگیری کی جو بہر حال اس شخص سے افضل سمجھا جاتا ہے جو
نے بعد حاصل ہونے قوت اسلام کے یا بعد گزرنے قحط کے کوئی ویسا ہی عمل کیا ہو۔ کلام مجید میں خود
پروردگار نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے لا یتوی منکم من انفق قبل الفتره وقاتل اولئک اعظم حجه
من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا۔

اسوجے سابقین اسلام کو تمام امت پر فضیلت حاصل ہے و السابقون +
(و) کبھی مکان عمل کی وجہ سے فضیلت ہوا کرتی ہے چنانچہ ایک نماز حرم کعبہ یا مسجد نبوی میں پڑھنا
بہتر ہے ہزار نماز سے جو دوسری مسجد دن میں پڑھی جائیں +
(ز) کبھی امور خارجیہ کی اصناف سے فضیلت ہوتی ہے جیسے ایک رکعت نماز کی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے ہزار رکعت اکیلے نماز پڑھنے سے۔ اسی وجہ سے جو عمل نیک کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حضرات صحابہ سے وقوع میں آیا ہے اور وہ دوسری اوقات کے اعمال سے
مبدجیا افضل اور بہتر ہے۔

(۲۴) خواہ فضیلت اختصاصی ہو یا فضیلت خبری نتیجہ ان دونوں کا وہ حال سے خالی نہیں۔
الف) فاضل کی تعظیم کا مفضل پر واجب ہونا۔

رب) فاضل کے درجہ کا دنیا و آخرت میں بہ نسبت مفضل کے درجہ کے بلند ہونا
(تنبیہ) اگر فضیلت سے یہ دونوں نتیجہ نہ پیدا ہوں تو فاضل محض لفظ مجرد ہوگا جس کے کوئی معنی نہیں
راعتراض) بیان پر ایک اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ حیاء فضل کی تعظیم مفضل پر
واجب ہوئی تو ہر واجب التعظیم مفضل ہوگا۔ اور کفار و الدین بھی واجب التعظیم ہیں اسوجہ سے وہ بھی
افضل سمجھے جانے چاہئیں۔ اور یہ خلاف شریعت ہے کہ کافر کو افضل سمجھا جائے۔

(جواب) کفار والدین کی تعلیم عورت شرع میں تعلیم نہیں کھلاتی ایسی تعلیم کو شرع کی اصطلاح میں نیا و احسان کہا جاتا ہے اور کفار والدین کی تعلیم شرع میں جائز نہیں بلکہ ان سے مارت و چہا ہے تعلیم شرعی وہ ہے کہ محبت اور برہنہ ہو۔

(۴) چونکہ فضیلت کو معنی ہیں ایک شخص کی خصوصیت دوسرے سے باعتبار کثرت نواقب پس یہ دو قسم پر ہے۔

(الف) فضیلت صلیٰ یعنی ایک شخص میں وجہ فضیلت پائی جائے اور دوسرا اس کے بے بہرہ ہو جیسکہ ایک عالم ہو اور ایک جاہل۔

(ب) فضیلت زائدہ یعنی ایک شخص نسبت دوسرے کے وجہ فضیلت زائد رکھتا ہو مثلاً ایک عالم ہو اور دوسرا اعم۔ اس دوسری قسم کی فضیلت کو مفاضلہ بھی کہتے ہیں۔

(۵) مفاضلہ ہوتی مستحق ہوتا ہے جبکہ دو چیزیں ایک ہی امر میں ایک ہی وجہ سے شریک ہوں اور اگر وجہیں مختلف ہوں تو مفاضلہ مستحق نہیں ہوتا۔

کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ای نہیں فضل (یعنی ان دونوں میں سے کون فضل ہے) تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ ای نہیں اکثر اوصاف یا مشترکات (یعنی جس وصف میں کہ یہ دونوں شریک ہیں ان میں سے کون فضیلت سوار کرتا ہے) پس جہاں وجہیں مختلف ہوں وہاں مفاضلہ مستحق نہیں ہوتا۔

لیے یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ ناقص یا فضل ہے یا برضان۔ کیونکہ وجہ مفاضلہ متحد نہیں۔

بلکہ یوں کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؑ فضل ہیں یا حضرت ابی بکرؓ کیونکہ وجہ مفاضلہ میں دونوں شریک ہیں اگر وجہ مفاضلہ میں شریک نہ ہوتے تو آنا جگڑا کیوں ہوتا۔

(۶) جب وجہ ہفت گانہ مفاضلت میں تعارض واقع ہو تو از روی آیات قرآنی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق اور اولیٰ باعتبار کثرت فضیلت پر یقین کرنا چاہیے۔

یہ امر شریعت سے ثابت ہے کہ عمل کی کمیت کا کیفیت کو مقابلہ میں چند ان اعتبار نہیں اور زمانہ عمل کے سامنے ان دونوں کے وقت نہیں لایستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک

اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا اور یہاں ہی قرآن شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ نے جو عمل کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کیا ہے وہ بوجہ حضور کی محبت کی نہایت

فضل اور اعلیٰ ہے ان اعمال کو جو انہوں نے بعد از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے کیے ہیں اس بوجہ سے انس بن مالک اور ابوامامہ باہلی عبد اللہ بن بشرہ و عبد اللہ بن الحارث۔

سہل بن سعد الساعدی۔ جابر بن عبد اللہ انصاری صحابہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمر طویل مانجھکے باعث مدت مدید تک زندہ رہ کر اعمال صالح میں مشغول رہے۔ لیکن خلفاء راشدین کے اعمال کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے۔

اسی وجہ سے یہ امر ہی قطعاً ثابت ہو کہ جو ذوات مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کو وقت افضل و اعلیٰ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی ایسے ہی افضل اور اعلیٰ تھے۔ صحابہ کرام کے درمیان مشرف باسلام ہونے کی تقدیم و تاخیر کی وجہ سے فضیلت سمجھی جاتی ہے چنانچہ السابقون الاولون من المهاجرین والانصار اور السابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم اس پر شاہد ہے پس اس اعتبار سے جو بزرگوار سب سے پہلے اسلام لائے ہیں وہ سب افضل اور اعلیٰ ہیں وہ چار نفوس متبرکہ ہیں حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ حضرت علی مرتضیٰ حضرت ابوبکر الصدیق۔ حضرت زید بن الحارث۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے بعد وہ جلیل القدر اصحاب جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے ہیں۔ ان کے بعد اہل عقبہ ان کے بعد وہ جلیل القدر اصحاب جو ہجرت کے لوگ جن کے لیے انزال سکینہ ہوا ہے۔ ان کے بعد بالقطع کوئی مشہد نہیں جو مدار فضل سمجھا جائے کیونکہ ہر اکثر منافق اور مولفۃ القلوب یہی شریک اسلام ہو گئے تھے چنانچہ قرآن مجید اس امر پر ناظر ہے ومن حولکم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينة مردوا على النفاق۔

تنبیہ ان پچھلے لوگوں کی فضیلت قابل بحث نہیں۔ اگر گفتگو ہے تو خلفاء اربعہ کی باہمی فضیلت میں ہے کیونکہ یہی لوگ باتفاق سابق الاسلام تھے۔

(۹) فضیلت کا ثبوت دو قسم سے ہو سکتا ہے عقل سے یا نقل سے لیکن فضیلت کا عقلی کوئی کافی ثبوت نہیں جو قطع حجت کر سکے اور جس پر خصم کو مجال نظم نہ رہے۔ اب یہی فضیلت نقلی تو اسکو جانچنے کے دو طریق ہیں اول بضر شارح۔ دوم تتبع احوال۔

(الف) اس امر میں کہ فضیلت مفروض ہے یا نہیں باہم علماء اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انہ ثابت بالاجماع ولم یبعین الا فضل ولم یوجد النص بعض کہتے ہیں کہ تفصیل قطعی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظنی ہے امام ابو الحسن اشعری اسکے قائل ہیں کہ قطعی ہے۔ اور ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کہتے ہیں کہ ظنی ہے (دیکھو شرح جوہر اللقافی سعد الدین تفتازانی مشرح مقاصد میں کہتے ہیں التفصیل من الاجتهاد بات لا قاطع فیہا یعنی تفصیل کا اجتہاد ہی ہے کوئی قطعی دلیل اسکے لیے موجود نہیں امام غزالی بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ حقیقۃ الفضل ما هو عند اللہ و

ذلك مما لا يطالع عليه الا رسول الله صلى الله عليه وسلم في فضل كى حقيقت خدا کو معلوم ہے اور سوا رسول الله صلى الله عليه وسلم کے اس پر کوئی مطلع نہیں ہے۔

شراح مواقف کھتا ہے واعلم ان مسئلة الافضلية لا مطمع فيها فى النجزم واليقين اذ دلالة العقل بطريق الاستدلال على الافضلية بمغنى الاكثرية فى الثواب بل مستندها الفضل وليست هذه لمسئلة مسألة متعلق بها عمل فيكتفى بها بالظن هو كات فى الاحكام العملية بل هي مسألة علمية يطلب فيها اليقين والنصوص المذكورة من الطرفين بعد تعارضها لا يفيد القطع على ما لا يخفى على منصف لانها اما احاد وظنية الدلالة مع كونها معاصرة ايضا وليس الاختصاص بكثرة اسباب الثواب موجبا لزيادته قطعاً بل ظناً لان الثواب تفضل من الله تعالى كما رفته فيما سلف فله ان لا يثبت المظيع ويثبت غيره ثبوت الامامة وان كان قطعياً لا يفيد القطع بالافضلية بل غلبة الظن كيف ولا قطع بان امامة المفضول يصح مع وجود لفاضل لكننا وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي وحسن ظننا بهم لولم يعرفوا ذلك لما اطبقوا عليه فوجب علينا اتباعهم فى ذلك القول نفوض ما هو لحق فيه الى الله تعالى قال الامام وقد يراى بالفضل اختصاص من احد الشخصين من الآخر اما باصل فضيلة لا وجود لها فى الآخر كالجاهل اما بزيادة فيها كونه اعلم مثلاً وذلك غير مقطوع فيما بين الصحابة اذ ما من فضيلة بين اختصاصهما بواحد منهم الا ويمكن بين مشاركة غيره فيها وتقدیر عدم المشاركة فقد يمكن بيان اختصاص الآخر فضيلة اخوة ولا سبيل الى الترجيح بكثرة الفضائل لاحتمال ان يكون الفضيلة الواحدة ارجح من فضائل كثرية ينفى فضيلة كاسم الاى انهم من اس سے جزم اور یقین کا طمع کیا جائے عقل کو فضیلت (یعنی کثرت ثواب) پر طریق استدلال حاصل نہیں بلکہ یہ مسئلہ نقل سے مستند ہے اور یہ مسئلہ وہ مسئلہ نہیں کہ جس کے ساتھ عمل کا لگاؤ ہوتا کہ مجرد ظن ہی ہے اسکے لیے کافی سمجھا جائے کیونکہ حکام عملیہ کے لیے ظن ہی کفایت کرتا ہے بلکہ یہ مسئلہ علمی ہے اس لیے غرضی ہے جس میں جزم اور یقین مطلوب ہے لیکن طرفین کے نصوص باہم متعارض ہونے کی وجہ سے قطعیت کا فائدہ نہیں بخشتی قطع نظر متعارض ہونے کے وہ نصوص احاد اور ظنی الدلالة ہیں۔

نہایت امر یہ ہے کہ وہ نصوص اسباب کثرت ثواب کی اختصاص پر دلالت کرتے ہیں لیکن کثرت ثواب کے اسباب کا مرتب ہونا قطعاً کثرت ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا صرف ظن کا فائدہ دیتا ہے۔

کیونکہ اجر اور ثواب خدا کی مہربانی پر موقوف ہے کسی خاص سبب پر منحصر نہیں خدا چاہے تو ایک غیر مطیع کو ثواب عطا فرمائے اور مطیع کو محروم رکھے اور امامت کا ثبوت اگرچہ قطعی ہے لیکن وہ قطعی ثبوت فضیلت کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ امامت مفضل کی فضیلت کی بنیاد پر ہے ہمارے اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز ہے۔ اور ناجائز ہونا اس کا قطعی نہیں۔ چنانچہ سلف کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت ابو بکر افضل ہیں بہر حضرت عمرؓ بہر حضرت عثمانؓ بہر حضرت علیؓ ہمارے اسلاف کے حق میں گمان نیک ہے اور اس امر کا مقتضی ہے کہ اگر انکو پاس لیں نہیں ہوئی تو اس اعتقاد کا حکم نہ دیتے ہم انکے پیرو ہیں ہم پر اس امر میں انکا اتباع واجب ہے اور ہم اسکی اصل حقیقت کو خدا کے سپرد کرتے ہیں *

اندی کہتا ہے کہ تفصیل سے مراد ایک شخص کی خصوصیت ہے دوسرے کسی خاص صفت میں خواہ وہ اصلی فضیلت ہو یعنی ایک میں تو وہ صفت موجود ہو اور دوسرے میں مطلق پائی نہ جائے جیسے کہ صفت علم کی وجہ سے عالم جاہل ہو افضل ہے کیونکہ صفت علم تو عالم میں موجود ہے اور جاہل میں موجود نہیں یا بسبب زیادہ ہونے کسی خاص سبب کے فضیلت ہو یعنی ایک ہی صفت میں دو نوشریک ہوں لیکن ایک میں وہ صفت زائد ہو اور دوسرے میں کم ہو جیسے اعلم افضل ہے عالم سے بسبب زیادہ ہونے صفت علم کے پر اسوجہ سے صحابہ کرام کے درمیان کسیکی فضیلت کو بارہ میں قطعی حکم نہیں لگایا جاتا۔ کیونکہ جو فضیلت کسی صحابی کے واسطے ثابت کی جاتی ہے اکثر ایسا ہی ان میں دوسرا بھی شریک پایا جاتا ہے اور اگر بالفرض شریک نہیں پایا جاتا تو کسی اور ایسی فضیلت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ یہ اسکی فضیلت اس وجہ سے کی فضیلت کو مقابل نہیں کرتی ہے *

اور کثرت فضائل سے ترجیح نہیں دی جاسکتی کیونکہ ممکن ہے کہ ایک ہی فضیلت یا عفو شرف کو بہت سی فضیلتوں پر ترجیح ہو۔ اور ایک فضیلت والے کو بہت سی فضیلتوں والے سے منجانب اللہ ثواب زیادہ حاصل ہوا ہو پس فضیلت پر قطعیت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اسلئے سلف میں خلفاء اربعہ کی فضیلت کی نسبت متقدمین اہل سنت و جماعت میں مختلف مذاہب تھے۔

(۱) اکثر لوگ فضائل کے ترتیب الخلافات کو قائل تھے اور ترتیب خلافت کو مطابق سبب حضرت ابو بکر صدیق کو افضل سمجھتے ہیں اور انکے بعد حضرت عمرؓ کو اور انکے بعد حضرت عثمانؓ کو اور انکے بعد حضرت علیؓ کو قائل تھے۔

(۲) بعض لوگ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو تو افضل سمجھتے تھے اور حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کو بارہما تھے امام مالکؒ کا یہی ہی عقیدہ تھا محقق و دانی شرح عقائد میں لکھتا ہے لا فضلیۃ بعدنا للترتیب

عند الجمل و قتل من مالک الموقف بن عثمان و علی و قال امام الحرمین الغالب علی
الظن ان ابابکر فضل من عمر ثم تعارض الظنون فی عثمان و علی یعنی جمہور کے نزدیک فضیلت
ترتیب خلافت پر پیر اور امام مالک سے نقل کیا گیا ہے توقف در میان علی اور عثمان کے اور امام الحرمین
کتا سہرا ظن غالب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر فضل ہیں حضرت عمر سے اور پھر حضرت عمر فضل ہیں اور پھر ظنون
باہم متعارض ہیں در میان حضرت عثمان اور حضرت علی کے فخر الاسلام نزدیکی کہتے ہیں کہ بعض اہل
سنت و الجماعت ان دونوں صاحبوں کو برابر سمجھتے تھے اور حضرت عثمان کو حضرت علی پر فضیلت نہیں
دیتے تھے چنانچہ امام ابو حنیفہ و سرور اہل سنت کہہ رہے تھے کہ انہما فصل عثمان علی یعنی وہ حضرت عثمان
کو حضرت علی پر فضیلت نہیں دیتے تھے علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں قال ابو عمر و قف من
اهل السنة فی علی و عثمان فلم یفضلوا و احدا منهما علی صاحبہ منهم مالک بن انس و یحییٰ بن
سعید القطان۔

(۳) کوفہ کے اہل سنت و جماعت مثل سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت
دیتے تھے چنانچہ تدریس السراوی فی شرح تقریب النور میں سیوطی لکھتے ہیں و جزم الکوفیون و
منہم سفیان النوری بتفضیل علی علی عثمان یعنی کوفہ کے لوگ کہ ان میں سے سفیان ثوری بھی ہیں
بالجزم یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت علی حضرت عثمان سے افضل ہیں اور شرح عقاید جلالی میں لکھا
ہے کہ ابوبکر خیر یہی حضرت علی کی فضیلت کے قائل تھے عن ابی بکر خیر فی تفضیل علی علی عثمان
شرح کبیر جوہر اللقمانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً امام مالک کا بھی یہی عقیدہ تھا بعد میں توقف کی طرف
مائل ہو گئے تھے و قال بعض اہل السنة بتقدیم علی علی عثمان و بہ قال مالک و لا ثم وقف امام
عبد اللہ یا فخر رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ وادی الانعام فی تفضیل علی علی عثمان میں لکھتے ہیں کہ میں
بعد تفضیلنا للشیخین مقتدی و تفضیلہ قبل فی النورین فی بابی (مرثیۃ الجنار للباقری) اکثر
محدثین مثل حاکم وغیرہ ہی سہی قائل تھے رستان المحدثین للمحدث الدہلوی) اس سہی زیادہ ایک
اور ثبوت ملتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی یہی سمجھتا تھا چنانچہ الخصائص میں امام شافعی لکھتے ہیں
عن علاء بن غرار قال سالت بن عمر رضی اللہ عنہما و هو فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ عن
علی و عثمان فقال اما علی فلا نسألہ عنہ انظر الی قرب منزله من رسول اللہ صلی اللہ علیہ صلی
ما فی المسجد من غیرہ فاما عثمان فانه اذنبت با عظیمی ما ذلی یوم النفا الحکما فعفی اللہ عنہ
و غفر و اذنت و یلہ و ذلک فقط

(۴) علامہ عبدالبر استیعاب میں لکھتا ہے کہ حضرت علیؑ اور حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں ہی سلف کا مذہب مختلف تاجنا نچانکا قول ہے واختلاف السلف ایضا فی تفضیل علیؑ ابی بکرؓ پر اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں عن سلمان وابی ذر والمقداد وعمار وخباب جابر وحذیفہ وابی سعید الخدری و زید بن ارقم ان علی بن ابی طالب ول من اسلم وفضلہ ہو لا علی غیرہ یعنی سلمان فارسی اور ابی ذر غفاری اور مقداد و عمار بن یاسر و خباب و خذیفہ و ابی سعید خدری و زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو سب کے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ اصحاب حضرت علیؑ کو ان کے غیر پر فضیلت دیتے ہیں ۔

علامہ عبدالبر استیعاب میں عبدالرزاق سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عمر کو ابوبکرؓ پر فضیلت دی تو میں اسکو منع نہیں کرتا اور اگر علیؑ کو ابوبکرؓ سے فضیلت سمجھو تو بھی میں اسکو منع نہیں کرتا اگر وہ ان دونوں سے محبت رکھو پس عبدالرزاق کہتا ہے کہ میں نے اس بات کو وکیع سے بیان کیا اسکو یہ بات نہایت پسند آئی ۔

(۵) امام تاج الدین سبکی کہ ہمارے علماء شافعیہ میں بڑے مستند شمار کیے جاتے ہیں طبقات الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں بعض متاخرین کا یہ مسلک تھا کہ حضرت حسنین علیہم السلام کو باجعت خیریت بضعۃ الرسول کے خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ جلال الدین سیوطی الخصائص میں امام علم الدین عراقی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ اور ان کے بیٹے ابراہیم باتفاق سب صحابہ پر فضل میں امام مالک کا قول ہے ما فضل علی بضعۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم احداً

(۶) تدریب الراوی فی شرح تقریب انوار میں علامہ جلال سیوطی تحریر فرماتے ہیں حکم الخطابی حق بعض مشائخہ انہ قال ابو بکرؓ خیر۔ وعلی افضل غرضکہ ان سب تقریرون کا ماحصل یہ ہے کہ تفضیل ظنی ہے اور اسکے ظنی ہونے پر سلف نے اتفاق کیا ہے فضلہم علی ترتیب الخلافۃ قطعاً نہیں اور ہمارے اہل سنت و جماعت اسکو بخلاف عقیدہ رکھنے والے کو بدعتی وغیرہ سے تغیر نہیں کر سکتے ورنہ سلف صالحین تک اسکا اثر ہو چکا ہوتا ہے ۔

بعض لوگوں نے اس جگہ ایک اعتراض کیا ہے کہ فضیلت کے ظنی سمجھنے سے مخالفت اجماع کی لازم آتی ہے یہ روایات جو فضیلت کے ظنی ہونے کی بارہ میں نقل ہوئے ہیں شاذ ہیں۔ انکی طرف چند بلین التفات نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع دلائل قطعہ میں سے ہے پس افضلیت کو ہی قطعی سمجھنا چاہیے ۔

اسکا جواب یہ ہو کہ یہ سچ ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہو لیکن اجماع کے تمام اقسام قطعی نہیں چنانچہ کتب اصول فقہ میں اس کی مفصل بحث ہو چکی ہے قطعی اس کو کہا جاتا ہے کہ جس میں اصلاً اختلاف نہ ہو اور جس میں اختلاف ہو راگچہ وہ اختلاف شاذ ہی ہو (ظنی ہے) اور قطعیت کی حد سر لکل جاتا ہے اگرچہ شاذ ہو نیکی وجہ سے خلاف چندان قابل اعتماد ہی نہ ہو لیکن اس اجماع کا درجہ قطعیت کو کٹا رہتا ہے *

علاوہ برین اگر اجماع ہوا ہے تو اسی فضیلت ظنی پر ہوا ہے اور صاحبان اجماع نے اس کی قطعیت پر حکم نہیں لگایا۔ چنانچہ ہم سابقہ کلام مثل ابو بکر باقلانی۔ اور امام الحرمین اور حجت الاسلام غزالی وغیرہ کے اقوال نقل کر چکے ہیں ان کے بیانون سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں فضیلت ان کے نزدیک صفت ظنیت کو محکوم ہے نہ عارض حکم بعد از اجماع نہایت الامریہ ہے کہ اجماع سے ترتیب خلافت کا ثبوت ملتا ہے نہ فضلہم علی ترتیب الخلافة کا چنانچہ پیشہ ثابت ہو چکا ہے کہ سلف کا حضرت عثمان کے احق بالخلافت ہونے پر اجماع اور افضل ہونے پر اختلاف ہے پس ثابت ہوا کہ قطعیت خلافت کو فضیلت پر گزلازم نہیں آتی *

طلات ایک ہوسن بادشاہ اور خلیفہ وقت تھے اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے عہد میں موجود تھے اور اسکے تابع حکم تھے *

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ طلوات ان انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل تھا *

خلاصہ کلام یہ ہے کہ محققین اہل سنت و جماعت کے نزدیک فضیلت کی اصلیت خدا کو معلوم ہے کسی کو اسپروری اطلاع نہیں *

خلفاء اربعہ کی مدح و ثنائیں حدیثیں وارد ہیں۔ املا ہم متعارض ہیں اور سلف کا فضیلت کو بارہ میں اختلاف ہے اور ایک بات پر اجماع قطعی نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل اور اعلیٰ ہے *

چونکہ فضیلت و اکثریت ثواب ہر ادا ہے۔ اکثریت ثواب کا ثبوت صرف مخیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مل سکتا ہے۔ املا احادیث میں متعارض واقع ہے۔ پس جبکہ متعارض واقع ہو تو جانب اوئے کو ترجیح دینا چاہیے املا احادیث قوی اور ضعیف کا خیال رکھنا چاہیے *

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں جو احادیث کہ وارد ہوئی ہیں انکی نسبت علامہ ابن عبد البر الاشجعی نے معرفۃ الصحابہ میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں۔ قال احمد بن حنبل و یحییٰ بن یحییٰ بن عمار القاسمی و احمد بن علی بن شعیب النسائی و ابو علی النیسابوری لم یورد فی فضائل احد من الصحابة

بالاسانیدالنجیادماروی فی فضائل علی بن ابی طالب یعنی امام احمد بن حنبل و تذاوی سخیل بن اسحاق
اور امام احمد بن علی بن شعیب النسائی۔ اور ابو علی ثیسا پوری رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ جس قدر جدید سندوں کی
ساتھ حدیثیں جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حقیقین روایت ہوئی ہیں ویسے کسی ایک صحابی کے
حق میں نہیں ہوئیں *

اسکے پاسوا اگر جناب امیر کے خصوصیات کو دیکھا جائے اور آپ کے اسوہ کثرت ثواب کے اسباب پر غور کی جائے
تو جناب امیر ہی فضل الناس اخیر البشر نظر آتے ہیں *

لیکن اگر خیال کیا جائے کہ کثرت ثواب کی وجہ سے فضل ہونا تو امر ظنی ہے تو اس خیال کے دور کوڑے کے
لیے ہم آپ کے الاجماع مزیل الفضل والحدال الحمیدہ کی طرف ایک نظر ڈالتے ہیں جس سے ہمارا ظن بالکل مفر
ہو جاتا ہے اور آپ کی فضیلت کا آفتاب یقین کی آنکھوں میں چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

(ب) اب متبع احوال جناب امیر سے پیشتر ہم فضیلت کو اقسام بیان کرتے ہیں ظاہر ہے کہ فضیلت
باعتماد اپنے اقسام کے میں تہمون میں منحصر ہے۔ فضیلت نقسانی۔ اور فضیلت جسمانی۔ اور فضیلت
خارجی *

ہم اس تیسرے باب میں اقسام ثلاثہ فضیلت میں جناب امیر کی فضیلت لوگوں کو دکھائیں گے۔ پھر چوتھے
باب میں ہم آپ کے خصوصیات اور اسباب کثرت ثواب کو لوگوں کی تشفی کے لیے نقل کریں گے *

اس باب میں ہم چند امور پیشے جناب امیر کا ذکر داخل عبادت ہونا۔ اور انکی نشان میں جس قدر حدیثیں وارد
ہوئی ہیں۔ انکی نسبت محدثین کی رائے سے اور جناب امیر کی مثل کیے اکتساب فضائل نہیں کیا۔ اور جناب
امیر کے فضائل مناقب کا لا تخص ہونا۔ اور جناب امیر کا روحانی علیہ۔ اور جناب امیر کا جامع مدارج فضل
ہونا بطور تمہید کے تاکہ ہر ہم آپ کے فضائل نقسانی اور جسمانی اور خارجی کو تفصیل وار لکھیں گے *

جناب امیر کا ذکر داخل عبادت ہونا

(۱) عن امر المؤمنین عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبر عن
حلی الخیر اعمامی حنفیہ و ذکر علی عبادۃ (۲) و جلالہ البلیغ فہو من الاخبار و المتوفی فی کثر الاعمال جناب
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے تمام بہائیوں میں سر بہتر علی ہیں اور تمام چھوٹے میں
اور علی کا ذکر عبادت ہے *

(۲) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر علی عبادۃ (اخرجه الدیلی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کا ذکر عبادت

جناب امیر کی شان میں اجاویث کے وارد ہونی میں انکی نسبت محدثین کی رسالت

اخرجه الحاكم عن احمد بن حنبل قال ما ورد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما ورد لعلو وکذلک قال اسمعيل بن اسحاق القاضي ابو علي النيسابوري واحمد بن شعيب النسائي لم يرد في حق احد من الصحابة الا لسانيد الجياد اکثر ما جاء في علي راجعاً إلى معرفة اصحاب العالمين ابن عبد البر وصواعق محرقه للعلامة زحيد والخوارزمي ومحمد بن يوسف الكنجي الشافعي في كفاية الطالب والعلامة في تفسيره وابن طلحة الشافعي في مطالب السؤل حاکم امام احمد بن حنبل جملة امیر علیہ وسلم نقل کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے لیے اس قدر فضائل نہیں وارد ہوئے جتنے کہ جناب امیر علیہ السلام کے لیے وارد ہوئے ہیں اسمعيل بن اسحاق القاضي اور ابو علي النيسابوري ہی یہی کہتے ہیں اور امام احمد بن شعيب النسائي رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں جناب امیر کی شان سے زیادہ حدیثیں جید اسانید کے ساتھ روایت نہیں ہوئیں *

قال عبد الله بن مسلم بن قتيبة في كتاب الامامة والسياسة ان رجلاً من همدان يقال له بردقلم عليه السلام فسمعه عمر بن العاص يقول في علي فقال له يا عمر ان اشياخنا سمعوا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مررت بمولاك فلي مولاك الحق ذلك امر باطل قال عمر وحق وانا نريدك انه ليس احد من صحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم له مناقب مثل مناقب علي الا انه شارك في قتل عثمان رضي الله عنه عبد الله بن قتيبة كتاب الامامة سیاست میں لکھتے ہیں کہ ہمدان کا ایک باشندہ جس کا نام بردقلم تھا سنا کہ عمر بن العاص جناب امیر علیہ السلام کو باہلہ کے پاس لے گئے اور عمر چارے جوڑ گونے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے آیا یہ بات صحیح ہے یا جھوٹ ہے عمر بن العاص کہہ کر لگا میں تجھ سے سو ہی بڑ بڑاؤں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے مناقب اتنے نہیں ہیں جتنے کہ جناب امیر کے مناقب ہیں مگر کیا کریں وہ حضرت عثمان کے قتل میں شریک ہوئے ہیں *

جناب امیر کی مانند کسی نے کتاب فضائل نہیں کیا

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکتسب کتب مثل فضل علی
یعدک صاحبہ الی الہدیٰ یرودہ عن الودیٰ (اخرجہ الطبرانی) عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتر
ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی شخص نے علیؑ کی مثل فضل کا اکتساب نہیں کیا وہ اپنی دوست
کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور برائی سے پھیرتا ہے ۔

جناب امیر فضائل میں پہلے لوگ سبق کے گھر میں پھیل لوگ ان کو پہنچ سکیں گے

عن الحسن بنہ قال حین قتل علیؑ لقد فارقہ رجل ما سبقہ الا ولون ولا بد کہ الاخر من راجحہ احمد
والنساء والدہابی والطبرانی فی الکبیر وابن جریر الطبری فی تاریخہم جبکہ جناب امیر علیؑ سلام شہادت
پا گئے حضرت امام حسن علیہ السلام خطبہ میں کثرت سے ہو کر فرمانے لگے اے لوگو تم سے آج ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے
کہ پہلے لوگ اس کے کیسات میں ترسے ہوئے نہیں تھے اور پچھلے ان تک نہ پہنچ سکیں گے ۔

جناب امیر فضائل کا لا تخصی ہونا

عن مجاہد سال رجل من ابن عباسؓ سبحان اللہ ما اکثر فضائل علیؑ وانی لا ظنہا ثلاثہ الاف فقالہ
ابن عباسؓ ہی ثلاثین الف اقرب من ثلاثہ الاف ثم قال ابن عباسؓ لو کان النجیر اقلام والجو مداد و
الاندر ثنائی الجحہ حصا بنما احصوا فضائل علیؑ بن ابی طالبؑ اخرجہ سبط ابن الجوزی) مجاہد کہتے ہیں
ابن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا سبحان اللہ جناب امیر کے فضائل کتنی بہت ہیں میرا خیال ہے کہ تین ہزار ہوں گے
ابن عباسؓ نے کہا نہیں ہزار تو گویا تیس ہزار کے قریب ہونگے پھر ابن عباسؓ کہہ کر لگے اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں
اور سمندر سیاہی ہو جائیں اور انسان لکھنے والے اور جن حساب کرنے والے ہوں تو بھی علیؑ کے فضائل کو
نہیں کر سکیں گے ۔

۲۱) عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جلال امیر المؤمنین علیؑ بن ابی طالبؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم از اللہ تعالیٰ جعل لاختی علیؑ فضائل لا تحصى کثرۃ فمن ذکب فضیلۃ من فضائلہ مقل بہا غفر اللہ
لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر من کتب فضیلۃ من فضائلہ لم تزل اللامکۃ تستغفر لہا بقی تلک الکتابۃ
رسم ومن استمر الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب لقی اکتسبہا بالاستماع ومن نظر الی فضیلۃ
من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب لقی اکتسبہا بالنظر ثم قال النظر الی علیؑ بن ابی طالبؑ عبادۃ ذکرہا عبادۃ
ولا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایۃ علیؑ والبراءۃ عن احدائہم راجحہ الخیر از محمد بن یوسف لکھے

الشافعی والمحقق الامام فی مناقبہ جناب زین العابدین اپنے والد ماجد جناب امام حسین سے اور وہ انکی جد امجد امیر علیہ السلام سے وایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ پروردگار عالم نے میری بہائی علی کے فضائل اور دنیاوی میں جنگی کثرت کا احصی نہیں ہو سکتا پس جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو اقرار ہی ہو کر لکھے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیگا۔ اور جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو لکھتا ہے جب تک کہ وہ لکھتا رہتا ہے فرشتے اس کے گناہوں کے لیے خدا پر مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو کتاب ہے خدا تعالیٰ اس کے وہ گناہ جو کہ اسے اپنے کانون سے بذریعہ ناجائز کلام سننے کو کہے ہیں بخش دیتا ہے۔ اور جو شخص حج کہ اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کی طرف نگاہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے وہ گناہ جو کہ اسے اپنی آنکھوں سے بذریعہ ناجائز نگاہ کر نیکی کہے ہیں بخش دیتا ہے پر ارشاد کیا کہ علی انکی طالب کی طرف دیکھنا عبادت سے اور اس کا ذکر خدا کی بندگی سے خدا تعالیٰ کسی مومن کا ایمان کو قوی نہیں کرتا مگر علی کی دوستی اور اس کے دشمنوں کو پیار ہو نیکی وجہ سے تمہیں علی کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو فضائل خارجی۔ فضائل انسانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق نفس و طاقہ انسانی سے ہوتا ہے جنکو اخلاق حسنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اصل اصول فضائل وہ ہیں انہیں کی وجہ سے انسان تہ بہ تہی سے درجہ ملکوتی حاصل کرتا ہے فضائل جسمانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے جسم کے ساتھ ہوتا ہے جیسے جسم کا شہل ہونا جسکو حسن اور خوبصورتی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور قوت بدن وغیرہ۔

فضائل خارجی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے روح سے ہوتا ہے اور نہ جسم سے بلکہ انسان کے جسم و جان سے الگ ایسی سبب انسان کے لئے فراہم ہو جاتی ہیں جنکی وجہ سے وہ اپنی ہم جنسوں سے افضل سمجھا جاتا ہے جیسے حسب نسب کا کہراہین۔ قرابت کا اچھا ہونا۔ اولاد کا صالح ہونا۔ بیوی کا نیک ملنا۔

قبل اس کے کہ ہم جناب علیہ السلام کے فضائل انسانیہ کے کہنے کو شروع کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کی روحانی خصوصیات کو روحانی طیبہ ہی کہا جاسکتا ہے لوگوں کی نگاہوں میں جلوہ گرین آپ کا جسمانی طیبہ فضائل جسمانیہ میں سے لکھا جائیگا۔

جناب امیر علیہ السلام کا روحانی طیبہ

۱) قیل ان معاویۃ قال لضرار الصداقی یا ضرار صلی علیہ فقال احقہ یا امیر قال تصفہ قال اما اذ لا بد من وصف مکان واللہ بعید المکان۔ شدید القوی۔ بقول فضلا و بحکمہ صلا۔

یخرج العلم من جنانہ وینطق بالحکمة عزلیانہ بستوحش من الدنیا وزہرتھا دیانہ اللیل وختہ

وكان عزيز العرق - طويل الفكرة - تعجب من اللباس ما قصر ومن الطعام ما خشن - كان فينا كما حدثنا
 يجيبنا اذا سالناه - ويأتينا اذا ادعونا - ونحن والله مع تقريره ابانا وقربه منا - لانكاذنك لهيبه
 له - يظلم اهل الدين يقرب المساكين - لا يطمع القوي في باطله - ولا يبذل لصغير عن عداله
 ولقد رأيت في بعض مواقفه - وقد ارخى الليل سدله - وغارت نجومه - قابضا على لحيته يتململ
 فتململ سليم - ويكي بكاء الحزين - ويقول ياد نيا غري غيرة - الى تعرضت - امل الى تشوق - هيتا
 هيتا - قد بايتك ثلاثا لا رجعة فيها فعمرك قصير - وخطرك كثير - اه آه - من قلة الزاد - وبعد
 السفر - فبكي معاوية فقال رحم الله ابا حسن كان والله كذلك فكيف حزنك عليه يا ضرار قال
 حزن من ذبح ولدها في حجرها راخرجه الدواب و ابو عمرو ابن عبد البر في الاستيعاب المتقى
 في كذا الحال وابن حجر في صواعق المحرقة (كيتيم مين كه امير معاوية نے ضرر صدائی سے کہا امير ضرار
 مجھ سے علی علیہ السلام ہے کہ اوصاف بیان کر ضرار نے کہا اے امیر مجھے اس زحمان رکھ - معاویہ نے کہا تجھے
 ضرر انکے اوصاف بیان کرنا ہونگے - ضرار نے کہا جبکہ مجھے انکے اوصاف بیان کرنے پر مجبور ہی کیا جاتا ہو
 تو واسہ وہ دور کے کام والے اور بڑی قوتوں والے تھے بزرگی سے بات کرتے تھے اور عدل سے حکم دیتے تھے
 علم کا دریا انکے دل سے موج زن تھا - حکمت اٹکی زبان سے بولتی تھی - وہ دنیا اور دنیا کی خوبیوں سے گریز کرتے
 تھے - وہ اندھیری رات اور سکی وحشت سے مانوس تھے - وہ رونے کو پسند کرتے تھے - اور دور دور از فکر میں
 ڈوبے رہتے تھے - انکو کپڑا چوٹا اچھا لگتا تھا - اور انکو کھانے میں کرخت چیز ہیلی معلوم ہوتی تھی - وہ
 ہم میں ہمارے جیسے تھے - وہ ہمکو جواب دیتے تھے جبکہ ہم ان سے پوچھتے تھے - وہ ہمارے پاس آتے تھے
 جب ہم انکو بلاتے تھے خدا کی قسم ہے کہ ہم باوجود انکے قرب کے انکی ہیبت کی وجہ سے ان سے کلام نہیں
 کر سکتے تھے وہ اہل دین کی تعظیم کرتے تھے مسکینوں کو اپنے پاس بٹھاتی تھے - انکے خوف سے کوئی زبرد
 دست اپنی بیہودگی کی خاموشی دل میں نہیں لاسکتا تھا - ضعیف انکے عدل سے ناامیدی کا موندہ نہیں
 دیکھتا تھا - میں نے انکو بعض مقامات پر دیکھا جبکہ رات کا گھٹا ٹاپ اندھیرا چھایا ہوا تھا - اور ستاروں سیاهی
 میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اپنی ریش مبارک کو پکڑتے ہوئے آہستہ آہستہ ہل رہے تھے - اور نرم آواز سے رو
 رہے تھے - اور فرما رہے تھے - اے دنیا! میرے سوا کسی اور کو فریب دے - میرے کیوں سامنے آئی ہے یا
 مجھ سے شوق رکھتی ہے - انوس انوس - میں نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں بن میں ہرگز رجعت کی گنجائش
 نہیں - تیری عمر بہت تھوری ہے - اور میرے دیکھ ہیبت بڑے ہیں - آہ آہ - توڑا نرا دھن - اور دور کا
 سفر ہے - امیر معاویہ سنکر رونے لگا - اور کہنے لگا خدا ابو الحسن پر رحم کرے - والہ وہ ایسے ہی تھے -

حضرا انکے مرنے سے تھوکیا سارنج ہوا ہے مزار کہنہ لگا۔ ایسا رنج ہے کہ جس طرح سے کسی عورت کی گود میں اسکا بیٹا فوج کیا جائے۔

۲۰) عن سعید بن العاص قال قلت لعبد بن عیاش بن ابی ربيعة الاتخا بن عن ابی بکر وعلی بن ابی بکر کان له السن والسابقة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما الناس صاغیه الی علی فقال ای ابن اخی کان له واللہ ما شئت من خیر من قاطع۔ البسطة فی النسب وقرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومصاحبه ثم السابقة فی الاسلام والعلم والفقه فی السنة والنجد فی الحرب مع الجود بالماء مع راخرجه احمد والذہبی: سعید بن العاص سے نقل ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربيعة سے پوچھا محبوبہ علیؑ اور ابوبکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حال بیان کر کہ باوجود اسکے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ معمر ہی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سبقت ہی کہتے تھے۔ پھر لوگ جناب علیؑ کے بیوان زیادہ مشتاق تھے عبد اللہ بن عیاش نے کہنے لگے اعمیہ میرے بہتیجے جو بات کہ تجھے پسند آتی ہو اسی بن علیؑ کے بڑوت تھے۔ نسب کا بہرہ ان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت۔ حضرت کی دامادی سے مشرف ہوئے سلام میں سبقت۔ قرآن کا علم سنت میں تفقہ۔ حرب میں بہادری۔ بخشش میں جود۔

۲۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وقد سألہ الناس ای رجل کان علیاً قال کان قد ملا جوفہ علماً وحکماً وبأساً ونجدة مع قرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجه احمد) ومحب الطبری فی التریاق النضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے ان سے پوچھا جناب علیؑ کیسے تھے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشرف قرابت کے ساتھ انکا پیٹ علم اور حکمت اور سپہیت اور شجاعت سے بھر پورا تھا۔

۲۲) عن ابن عباس فی علی بن ابی طالب کان والله بشبہ القمر الباہر والاسد الخاد والفرا ت الزافر والربیع الماطر الباکور الربیع الابراہیم (الباب التاسع والسبعین) ابن عباسؓ سے جناب کی شان کے مطلق روایت ہو کہ واللہ حدیث علیؑ السلام جو دوپون رات کو چاند اور بن کے شیر اور سورج نہ تھے دریا اور صبح کے زہرے اور کے ابر کے منشا بنے۔

جناب امیر علیہ السلام کا جامع مدارج فضل ہونا

مدارج فضل کے متعین کر نہیں لوگوں نے بہت کچھ طبع آزمائی کی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن مجید امین جنکا ذکر کیا ہے حقیقت وہی مدارج فضل ہیں مائتاتی قیاس سے ایسے مدارج کا مقرر کرنا ضروری

ماعتبا می ہے *

جب ہم خاک و جھوٹا جلال کے کلام پاک کو پڑھتے ہیں تو آیہ وافی ہدایہ اولئک النعم علیہم من انبیائنا الصلیقین والشداد و الصالحین سے ہماری سرگشتہ عقل کو یہ تپہ ملتا ہے کہ حقیقتہً مدارج فضل چارہین اور بس۔ مرتبہ انبیاء علیہم السلام۔ مرتبہ صدیقین۔ مرتبہ شہداء۔ مرتبہ صالحین *

اس بات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں۔ صدیقین اور شہداء۔ اور صالحین انبیاء سے مغایر ہیں۔ لیکن ان صفات ثلاثہ میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان تینوں اوصاف سے موصوف واحد مراد ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہر صفت سے موصوف جداگانہ مراد ہے یعنی صدیق اور مہین اور شہید اور مہین۔ اور صالحین اور مہین *

اگر خداوند تعالیٰ اپنے کرم عمیم سے کسی اپنے خاص بند کو یہ تینوں اوصاف عطا فرما۔ تو کیا کہنا ہے جناب امیر علیہ السلام کی ذات مستجم لصفات میں بجز منصب نبوت کے یہ تینوں اوصاف بغضوای نور علی نور۔ موجود تھے۔

اول صدیق۔ یعنی جسکی عادت پر صدق غالب ہو۔ صدق ہونے کی صفات فاضلہ میں سے ایک ممتاز صفت ہے کیونکہ ایمان کی تکمیل تصدیق بالقلب کے سوا نہیں ہو سکتی *

بعض مفسرین کا قول ہے کہ صدیق سے وہ شخص مراد ہے کہ تمام امور دین کی تصدیق کرے اور دین کو کسی امر میں شک نہ لائے چنانچہ آیت والذین اسوا باہد و رسلہ اولئک ہم الصدیقون سے یہی معنی ثابت ہوتے ہیں *

مفسرین نے صدیقین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب مراد لیے ہیں *

بعض کے نزدیک صدیق ہکو کہتے ہیں جو اسلام لانے میں سب پر سبقت رکھتا ہو اور سب کے پہلے رسول کی تصدیق کرے *

جناب امیر علیہ السلام کیا بوجہ سبقت اسلام اور کیا باعتبار تصدیق امور دین۔ سرگروہ افاضل اصحاب کرام عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اور تمام صدیقوں سے افضل اور سید الصاوقین تھے *

(۱) عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین قال مع علی لانہ سید الصاوقین (خرج النعابتی فی تفسیرہ و ابو ذیم فی الحلیۃ الاولیاء و ابن عساکر و ابوبکر بن مرد و فی السوطی فی تفسیر الدرامۃ و وسط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ علیہ السلام ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں کہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین

کے ساتھ ہو جاؤ) بیٹے جناب علی کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام سچوں کے سوار تھے۔

(۲) سیل بن الفارسی و ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے اے اول من امن بی و صدق و انت صدیق اکبر (اخرجه للحاکم الدیلمی الطبرانی فی ریاض التضرع) سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ تو وہ شخص ہے جو سب کے پہلے محراب ایمان لا رہا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے (۳) عن عباد بن عبد اللہ قال علی أنا عبد اللہ و اخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انا صدیق اکبر لا یقولها ذلک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجه احمد فی المناقب السنائی فی الخصائص و الحاکم فی المستدرک و الحافظ ابو زید عثمان بن ابی شیبہ فی سننہ و ابن عاصم فی السننہ الحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ و العقیلی) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب امیر فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جو بھٹ بولنے والا مجھے سب کے پہلے سات برس تک بڑھ چکی ہے۔ (۴) عن ابن عباس و ابی لیلیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے اے الیہ یقون ثلاثۃ حبیب النجار مومن الیاسین و خزعل مؤمن آل فرعون و علی ابن ابی طالب هو افضلہم (اخرجه البخاری عن ابن عباس و احمد عن ابی لیلیٰ) صواعق محرکہ لابن عباس و ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق ترین میں حبیب التجار عمار میں مسیح پر ایمان لانیوالا اور خزعل آل فرعون میں جناب موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانیوالا اور علی بن ابی طالب اور وہ ان سب افضل ہے۔

(۵) شہید اسکے معنوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شہید کے معنے اور شاہد کے معنے ایک ہیں نیز رسالت پر شہادت و شہداء والا اور بعض نے کہا مقتول فی سبیل اللہ مراد ہے یہ دونوں معنی جناب امیر علیہ السلام کی ذات اقدس پر صادق آتے ہیں۔

شہید بمعنی شاہد۔

عن عابد بن عبد اللہ الاسدی قال سمعت علیاً یقول هو علی المنہب من قریش رجل الا وقد نزلت فیہ ایۃ اوایات ان فقال رجل فما نزل فیک فغضب ثم قال اما انک لولم تسألنی علی رؤس القوم ما حدثتک و یحک هل تقر سورۃ ہود ثم قرأ فمن کان علی بیئۃ من ربہ و یتلو شہد منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیئۃ من ربہ و انا شہد منہ (اخرجه ابن مردودہ و فقیہ ابن خلکان)

وابن ابی حاتم وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور والتعلی فی تفسیرہ والواحکی فی الباب النزل
ابن جریر الطبری وابن منذر ابوالشیخ وابن مرد و تہ صاحب تفسیر معالم المنزلی (عادی بن عبد اللہ الاسدی
کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جسکو
حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کی شان میں کون سی آیت نازل ہوئی
ہے جناب امیر نے غصہ ہو کر فرمایا اگر تو نے سب کے سامنے نہ پوچھا ہوتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا۔ افسوس ہے تو تو
سورہ ہود کو نہیں پڑھا امن کان علی بنیۃ من ربہ ویتلوہ شاید منہ بیٹے آیا جو شخص کہ اپنے رب کے دلیل و
پر ہے اوسا سی کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بنیۃ من
ربہ میں اور تیلوہ شاید منہ میں ہوں *

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ امن کان علی بنیۃ من ربہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ویتلوہ شاہد منہ علی بن ابی طالب خاصۃ (اخرجہ التعلی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
کہ جو شخص کہ اپنے رب کے دلیل و دشمن پر ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ اوسا سی کے متصل ایک
گواہ آئے اسی کی طرف سورہ علی بن ابیطالب میں خاصۃ *

شہید بمعنی مقتول فی سبیل اللہ *

عن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی علیہ اذ قبلہ وهو
يقول بابی الوحيد الشہید (اخرجہ ابو یعلی) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو
روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیر کل سے لگائے ہوئے ہیں اور انہیں
چونت میں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو اکیلا ہے اور شہید ہو نوالا ہے *

جناب امیر علیہ السلام کی شہادت کی نسبت حضرت عائشہ بہت سی پیش گوئیاں فرمائی ہیں وہ سب حدیثیں
اپنے مقام پر درج ہیں *

(سوم) مرتبہ صالحین کا ہے جسکی تعریف یہ ہے الصالح هو الذی یکون صالحا فی اعتقادہ و فی عملہ
یعنی صالح وہ ہے جو اپنے اعتقاد اور اعمال میں صالح ہو۔ کیونکہ جہل سے فساد فی الاعتقاد ہے۔ اور محبت
سے فساد فی العمل پیدا ہوتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام باب حکمت تہا سلیس فساد فی الاعتقاد سے محفوظ
تھے۔ اور دوسرے محبت سے فساد فی العمل سے معصوم تھے کیونکہ نہ ہو جسکو خدا پاک اپنی
کلام مجید میں صالح المؤمنین کا لقب عطا فرمائے اس سے فساد فی الاعتقاد اور فساد فی العمل کی طرح۔
ظاہر ہو سکتا ہے صدق و صدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی حقہ خمساً وواحداً من الدنیا وما فیہا فاما الخامسة فلست اخشع
 از جمع زانیا بعد احضار کافر بعد ایمان (اخرجا احمد فی المناقب) یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
 اسے عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ
 وہ تمام دنیا و ما فیہا سے مجھے محبوب ہیں چنانچہ پانچویں ان میں سے یہ ہے کہ مجھے سپر گزخوف نہیں کہ وہ میر
 پر سا ہو نیکی بعد زنا کی طرف رجوع کرے اور ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جائے۔
 (۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قوله تعالیٰ هو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین قال ہوا
 علی بن ابی طالب (اخرجا ابن مردودہ و ابن عساکر) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر
 میں (کہ وہ اس کا مددگار ہے اور جبریل اور مومنوں کا نیکو کار) مومنوں کے نیکو کار سے علی بن ابی طالب
 مراد ہیں *

عن أسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وصالح المؤمنین
 علی بن ابی طالب (اخرجا ابونعیم و ابن ابی حاتم و المتقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا
 اسے عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صالح المؤمنین علی بن ابی طالب
 ہیں پس ثابت ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام جامع صفات ثلاثہ تھے جن کا خدا نے اپنی کلام پاک میں ذکر کیا ہے

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل نفسانی کا بیان

جناب امیر کے فضائل علمیہ کا بیان

ظاہر ہے کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ علیہ التحیۃ والثناء کو حسب ارشاد حضرت باری عز و جل اقل ہل یتقوا الذین یعلمون
 والذین لا یعلمون یعنی کدے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور
 وہ لوگ کہ نہیں جانتے اور انھوں نے رفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات یعز
 ظہر اللہ تعالیٰ و تقدس بلند کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تم سے اور وہ لوگ کہ انکو علم و پاکیا
 ہے سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت حاصل ہے اسکا بھلا ذکر یہ ہے کہ حضرت امیر
 علیہ السلام اصل فطرت میں فکی لطیف پیدا ہوئی تھی جسکی وجہ سے پروردگار نے انکو استعداد علمی اور
 قابلیت نہایت اعلیٰ و درجہ کی عطا کی تھی۔ اور جناب سرور کائنات صفحہ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 تمام حکماء و عقلاء و انبیاء کرام کی سرآمد تھی اور حضرت علی نے ابتداء میں خیر علیہ بعد ولادت سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کنارے عافیت میں تربیت پائی تھی۔ اور حصول علم میں ہمیشہ سرائیکی طبیعت رہے تھے۔ کبھی مثل دوسری اطفال کی لمو لعب کی طرف مائل نہیں ہوئی۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی انکی تعلیم اور تربیت میں ہمیشہ کوشش پیغمبر فرماتے تھے۔ سوچو۔۔۔ جناب علی علیہ السلام کو وہ تعلیم حاصل ہوئی کہ جس میں تمام عقلاء زمانہ حیران رہ گئے۔ بلکہ جناب امیر علیہ السلام کو علم و فضل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ خیال کرنا چاہیے کہ جس علم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا جائے حضرت امیر علیہ السلام کو اس میں دستگاہ نام معلوم ہوتی ہے یہ مرتبہ دوسرے اصحاب کبار کو حاصل نہیں ہوا۔ اول تو تمام اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بعد بلوغ مشرف ہوئے ہیں اور جناب امیر یا پھر برس کے سن و حضور میں رہے ہیں۔ دوم حضرت امیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صاحبیت شہانہ رونما ہوتی ہے۔ اور دوسرے اصحاب اس شرف و امانی سے معذور تھے کبھی انکو حضور نبوی میں باریابی نصیب ہوتی تھی اور کبھی اس سعادت سے محروم رہتی تھی۔ اور حضرت علی ہر وقت حاضر ہو سکتے تھے۔

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل علمی کا حال کی قدر شرح و بسط کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اول ہم ان احادیث اور اقوال صحابہ کو پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیرؑ "اسلام تمام صحابہ" سے اعلم تھا اور بغوی آیہ واقعی ہدایہ من بؤتی الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا سب صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا صحابہ پر علم ہونا

(۱) اخراج البزار عن جابر بن عبد اللہ والعقیلی وابن عبد شمس بن محمد الطبرانی عن کلہما و الحاکم عن علی بن عمر البغوی وابو نعیم عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما مدنیہ العلم و علی باہا و زاد البغوی فی روایۃ علی والطبرانی فی روایۃ ابن عباس من فروعہما فن اراد العلم فلیات من باہما و صحیح الحاکم و رواہ الجماعة و حسنہ الحافظان العلائی وابن حجر العسقلانی

بزار نے جابر بن عبد اللہ سے اور عقیلی اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور طبرانی نے دونوں سے اور حاکم نے جناب علیؑ سے اور ابن عمر سے اور امام بغوی نے اور ابو نعیم نے جناب علیؑ سے روایت کیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر مہون علیؑ کا دروازہ ہر امام نبوی نے جو روایت جناب علیؑ سے کی ہے اور طبرانی نے عبد اللہ بن عباسؑ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے یہ الفاظ در زیادہ روایت کی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ جو شخص علم تک پہنچنا چاہتا ہو اس

کو چاہیے کہ اسکے دروازہ سے داخل ہو حاکم نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے اور ایک جماعت نے اسکی روایت کی ہے اور علانی اور ابن حجر قلابی دونوں حافظان حدیث نے اس حدیث کے حسن ہونیکی بابت لکھا ہے *

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انا دار الحكمة وعلى بابها راخرجه الزهد و ابو يعقوب جناب اسیر سے روایت ہے کہ سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں حکمت کا گہر ہوں اور علی ہر گاہ دروازہ ہے *

(۳) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اعلم امتی بعد علی بن ابی طالب راخرجه الديلمی سلمان فارسی نے منہ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علی بن ابی طالب ہے *

(۴) عن ابن عباس قال والله لقد اعطى علي بن ابي طالب علم ايم الله لقد شاركه في عشر العاشرة واستيعاب بن عبد البر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خدا کی قسم ہے کہ علی کو علم کی دو زبان دی گئی ہیں اور خدا کی قسم ہے کہ تمکو سب سے زیادہ علم شریک کیا ہے *

(۵) عن ابن عباس قسم علی الناس خمسة اجزاء فكان لعلی اربعة اجزاء وللسائر الناس جزء شاد کہم علی فیہ فکان اعلمهم راخرجه البزار ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ لوگوں کا علم پانچ حصوں میں منقسم کیا گیا اور چار حصے جناب علی کو دیئے گئے اور تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اور اس میں بھی جناب علی کو شریک کیا گیا پس وہ ان سے اس حصہ میں بھی زیادہ علم والے تھے *

(۶) عن الحسن بن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اعلم الناس با الله واعظم الناس حبا وتعظيما لاهل بيته راخرجه ابو يعقوب في فضائل الصحابة جناب ابن علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواجہ ہرودس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ علی بن ابی طالب تمام لوگوں سے خدا کے ساتھ زیادہ تر علم کہنے والے ہیں اور سب لالا لا اللہ کہنے والوں سے زیادہ تعظیم اور محبت کے لائق ہیں *

(۷) عن عبد الله بن مسعود قال كنت عند النبي صلى الله عليه وآله فمثل عن علي فقال فتت الحكمة عشر اجزاء فاعطى علي بن ابی طالب تسعة اجزاء والناس جزء واحد راخرجه الديلمی عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا

ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب علی کی نسبت پوچھا گیا حضرت نے فرمایا کہ حکمت و رحمتوں پر تقسیم کی گئی ہے پس علی کو نو حصے سکے دیئے گئے اور ایک حصہ سب لوگوں کو دیا گیا۔

(۸) عن عبد الملك بن ابی سلیمان قال قلت لعطاء اكان فی اصحاب محمد اعلم من علی بن ابی طالب قال والله ما اعلم (استیعاب) عبد الملك بن ابی سلیمان کہتا ہے کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کیا کوئی شخص علی بن ابیطالب سے زیادہ تر علم والا تھا عطاء نے جواب دیا خدا کی قسم ہے میں نہیں جانتا۔

(۹) عن مسروق قال شامت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علمهم انتهى الى عمر عبد الله ابن مسعود وابی الدرداء ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وعلی بن ابی طالب ثم شامت هؤلاء فوجدت علمهم انتهى الى الرجلین علی وعبد الله بن مسعود ثم شامت الاثنین فوجدت یفضل علی علی عبد الله (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) مسروق سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگمایا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور جناب علی کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان سب بزرگواروں کو سونگمایا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم دو آدمیوں کی طرف یعنی جناب امیر اور عبد اللہ بن مسعود کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان دونوں صاحبوں کو سونگمایا پس مجھے معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن مسعود پر جناب امیر فضیلت رکھتے ہیں۔

(۱۰) عن عبد الله بن مسعود قال علماء الارض ثلاثة عالم بالشام وعالم بالحجاز وعالم بالعراق فاما عالم اهل الشام فهو ابوالدرداء واما عالم اهل الحجاز فعلى بن ابی طالب واما عالم اهل العراق فاخ نكم وعالم اهل الشام وعالم اهل العراق یحتاجان الى عالم الحجاز وعالم الحجاز لا یحتاج الیهما (اخرجه البخاری) نقل ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ روی زمین پر تین عالم ہیں ایک عالم شام میں ہے اور ایک عالم حجاز میں اور ایک عالم عراق میں پس اہل شام کا عالم ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں اور اہل حجاز کے عالم جناب امیر علیہ السلام ہیں اور اہل عراق کا عالم تمہارا ایک بھائی ہے یعنی اپنی ذات بابرکت سے مراد لی ہے اور عالم اہل شام اہل عراق دونوں حجاز کے عالم کی طرف محتاج ہیں اور اہل حجاز کا عالم ان دونوں کی طرف احتیاج نہیں رکھتا۔

(۱۱) عن ابی الدرداء العلم ثلاثة رجل بالشام یعنی نفس ورجل بالکوفة هو عبد الله بن مسعود رجل بالمدينة هو علی بن ابی طالب هو اعلم بالسنة منا (اخرجه البخاری) ابی الدرداء سے نقل ہے کہ تین

عالم میں ایک آدمی شام میں ہو رہے اپنے فرائض کو ادا کر رہا ہے اور ایک آدمی کوڑھ میں ہے اور وہ عبد اللہ بن مسعود ہے اور ایک آدمی مدینہ میں ہے اور وہ علی بن ابی طالب ہے اور وہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زیادہ ترجیح دینے والا ہے۔

(۱۲) عن علی قال سمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الف باب من العلم ففتح لی من کل باب الف الف باب (اربعین الرازی) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے ہزار باب تعلیم کیے ہیں پس ہر باب میں ہزار ہزار باب میرے لیے کھل گئے۔

(۱۳) عن علی قال قلت یا رسول اللہ اوصینی فقال قل ربی اللہ ثم استقم فقلتها وزدت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اتیبت فقال لیھنک العلم یا ابا الحسن لقد شرب شرباً وغلغلتہ فھذا راجعہ احمد) جناب علی کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کوئی وصیت فرما دیں جنہوں نے ارشاد کیا کہ یہ کہو کہ میرا رب اللہ ہی ہے اسی پر ہمت کرتا کرو میں نے جناب کو فرمانے کے موافق یہ کہا اور ان الفاظ کو اور بڑھایا کہ ہسین مجھ میں توفیق مگر خدا کے ساتھ اسی پر توکل کرتا ہوں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ اے ابوالحسن تجھے علم گوارا ہو تو نے علم کو پی لیا ہے جو حق کہ اس کو پینے کا تھا اور نوش کیا تو نے اسے جو کہ حق اس کے نوش کرنا تھا۔

(۱۴) عن ابن عباس قال سألہ الناس فقالوا ای رجل کان علیاً قال کان ملا جوف حکماً وعلماً وریاضاً ونجدة مع قرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الخروجہ احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ علی کیسے آدمی تھے ابن عباس نے کہا انکا پیٹ علم اور حکمت اور خوف خدا اور بزرگی سے بھرا ہوا تھا مع ذلک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریہ رکھتے تھے۔

(۱۵) عن ابی النعمان قال سئل عن رجل الی معاف فیہ فسالہ عن مسئلۃ فقال سل عنہا علی بن ابی طالب فھو اعلم فقال یا امیر جبابک فیہا استب الی من جبابہ علی قال بئس ما قلت لقد کرھت رجلاً کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدبہ بالعلم غریباً لقد قال لا انت منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لابی بعدی وکان عمر اذا اُشکل علیہ شئ اخذ منہ راجعہ احمد فی المناقب) ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے معاویہ کے پاس آکر ایک مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے جا کر پوچھ کیونکہ وہ زیادہ علم والے ہیں اس نے کہا کہ اسے میرے مجھے تمہارا احباب ان کے جواب سے بہتر ہے معاویہ نے کہا کیا یہی بات تیرے موندے کو نکلی ہے تو نے ایسے شخص سے کہا بہت کی ہے جسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

علم کے ساتھ انکے پانے کو پر کیا ہے اور بیشک انکے لیے کہا ہے کہ تو مجھی سو بارون کے مرتبہ پہے موسیٰ سے
لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی تو اس سے
پوچھا کرتے تھے۔

(۱۶) عن سید بن السیف قال لم یکن احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سلونی
الا علیاً (اخرجه احمد) سید بن سید کے منقول ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار میں کوئی
صاحب سوا جناب علی کے نہیں تھا جو یہ کہتا مجھ سے پوچھو۔

(۱۷) عن ابی عمر قال ما کان احدا من الناس یقول سلونی غیر علی ابن ابی طالب (اخرجه البیہقی)
ابی عمر کہتے ہیں کہ سوا علی بن ابی طالب کے کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو یہ کہہ سکتا کہ مجھ سے پوچھو۔

(۱۸) عن مغفل بن یسار قال وضأت النہوض لصلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فقال هل لك فی فاطمة
تعودی ما قلت نعم فقام متوکیاً علی حقی دخلنا علی فاطمة فقال کیف نجدک قالت والله طال حزنی
واشتد فاقفی علی ما عبد اللہ بن احمد وحیدت فی کتاب ابی عظیمہ فی هذا الحدیث قال او ما
ترضین انی زوجتک اقدم ہم سلاً واكثرهم علماً واعظمهم حلاً (اخرجه احمد فی المناقب و
الطبرانی فی الکبیر مغفل بن یسار روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو
وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا کہ کیا تو جاہلتا ہے کہ ہمارے ساتھ فاطمہ علیہا السلام کی عیادت کو چلے
میں نے عرض کیا ہاں میں حضور کی سمیت میں چلتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر تکیہ لگا کر اٹھے جب
ہم جناب سیدہ علیہا السلام کے پاس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ ہم تجھے
ایسا کمزور کیوں دیکھتے ہیں حضرت سیدہ نے عرض کیا میرا غم طولانی فاقون کے مجھ پر شدت ہو عبد اللہ بن
احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کی کتاب میں انکی دستخطی اس حدیث میں یہی لکھا
ہو دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا .. کہ کیا تم رضی نہیں ہو تین کہ سننے نہیں
ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو از روی اسلام سبیری ہتکے سبقت رکھنے والا ہے اور سب سے زیادہ
علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلم والا ہے۔

(۱۹) عن بريدة قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة فلما ان دخلنا علیہا
ابصرت ایاہا دمعت عیناها قال ما یبیک یا بنتی قالت قلة الطعم وکثرة الهم وشدة السقم قال
لها اما والله ما عندک من خیر ما ترغین الیہ یا فاطمة اما ترضین انی زوجتک خیر ما فی اقدم
سلاً واكثرهم علماً وافضلهم حلاً وابیہ ان یتک سیداً شایلاً هل الجنة (اخرجه الخوارزمی)

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خواجہ ہر وہمراصلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے لگے اے بریدہ اٹھ
 بہار کو ساتھ چل کہ جناب سیدہ علیہا السلام کی بیماری پر سی کرین حبیب ہم انکے پاس گئے اور انہوں نے ہم کو
 دیکھا تو بے اختیار رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی تمکو کس بات نور لایا ہے
 عرض کرنے لگیں کہمانے کے نہ ہونے نے اور غم کی کثرت نے اور بیماریوں کی شدت نے۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا وائے جو خدا کے پاس ہے کیا وہ بہتر نہیں اس چیز سے کہ جسکی تم یا فاطمہ عنیت
 کرتی ہو۔ تم رضی نہیں ہوئیں کہ ہم نے تمکو ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو میری تمام بہت سی بہتر ہے
 اور اسلام لانے میں ان سب کے مقدم ہے اور ان سب سے زیادہ عالم ہے اور از روی علم سب کے افضل
 ہے وائے بیشک تیری دونوں بیٹے جو انان جنت کو سرور میں ہیں *

(۲۰) عن ابی ہارون العبید قال اتیت اباسعید الخدری فقلت لہ اهل شغلک بدما فقال نعم
 فقلت الاخذتني بشئ مما سمعته من رسول الله صلى الله عليه في علي فقال يا بني اخبرك
 ان رسول الله صلى الله عليه مرض مرضة وثقة ودخلت عليه لفاطمة تعوده وانا جالس عن
 يمين رسول الله صلى الله عليه فلما رأته ما بر رسول الله صلى الله عليه من الضعف خفتها
 العبرة حتى بدت موعها على خدها فقال لها رسول الله صلى الله عليه ما يبكيك يا فاطمة
 قالت اخشى لضعفه بعدك يا رسول فقال يا فاطمة ان الله اطلع على اهل الارض اطلعة
 فاختار منهم اباك ثم اطلع ثانية فاختار منهم بعك فاوحى الى فانكحته واتخذته وصيا
 اما عمل يانك بكرامات الله اياك زوجتك اعلمهم علما واكثرهم حملا واقدّمهم سلما راخج
 الدارقطني ابو ہارون العبیدی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو
 گیا میں نے ان سے کہا آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں وہ کہنے لگے ہاں میں شریک ہوا ہوں
 میں نے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات سنائیں جو آپ نے جناب علیؑ کی شان میں جناب رسول خدا صلی
 اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو وہ کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جناب رسول پاک صلی
 اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور مرض نے آپ کو ناتوان کر دیا حضرت سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری
 پر سی کو تشریف لائیں میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا جب جناب سیدہ
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف کی شدت کو دیکھا تو ادنیٰ سے انکا گلا گھٹ گیا یہاں تک کہ ہتھو
 رخسار مبارک پر پڑا ہر چوگے جناب سالات آج صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تمکو کس بات نے
 رلایا ہے جناب شیخ عروص کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ خداوند تعالیٰ نے اہل خیمین کو دیکھ کر تیرے والد کو اول لئے برگزیدہ کیا
پھر دوبارہ دیکھ کر ان میں سے تیرے خاوند کو چن لیا پس میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرے ساتھ اس کا
نکاح کر دیا اور میں نے اسکو اپنا وصی بنایا آیا تم خدا کی مہربانی کو نہیں جانتے ہو کہ تمہارا خاوند تمام اہل خیمین
سے زیادہ علم والا ہے اور ان سے زیادہ علم والا ہے اور ان سے سب اسلام لانے میں مقدم ہے ۔
(۲۱) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی راخر جہان فکد والمتقی فی
کثر الأعمال جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے
علم کا خزانہ ہے ۔

(۲۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا علی بن ابی طالب لجمہ لخمی و
دمہ دمی وھو منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ لانہ لابی بعدک وقال یا ام سلمۃ اشہدک واسمے
ہذا علی امیر المؤمنین وسید المسلمین وعیدۃ علی وبابی لذلک اوتی منہ والوصی علی الاموات من
اہل بیتی وھو اخ فی الدنیا وقریبی فی الآخرة ومعی فی المنام الاعلیٰ راخر جہان ابو نعیم
فی منقبۃ المطہرین والخوارزمی فی المناقب الشیرازی فی اللقباب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے یہ علی بن ابی طالب ہے اسکا گوشت
میرا گوشت ہے اور اسکا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد
نہیں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا اے
ام سلمہ گواہ رہو اور سن کہ یہ علی ہونمون کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور میرے علم کا خزانہ ہے اور میرے
علم کا ایسا دروازہ ہے کہ جس سے لوگ داخل ہو سکتے ہیں اور میرے اہل بیت کے مردوں کا وصی ہے
اور دنیا میں میرا بھائی اور آخرت میں میرا ہم صحبت ہے اور میرے ساتھ جنت کی اونچی جگہ میں ہوگا ۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالقرآن

جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روبرو قرآن شریف حفظ کر لیا تھا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا اور سب سے پہلے حضرت امیر ہی نے قرآن شریف کو جمع کیا ہے۔ جبار
الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں کہتے ہیں ان علیا احده من بیح القرآن وعرضہ علی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یعنی علی وہ شخص ہیں کہ جمع کیا قرآن کو اور آنحضرت کی جناب میں اسے پیش کیا ۔
روی محمد بن سیرین عن عکرمہ قال لما کان بیعتہ ابی بکر فعد علی فی بیتہ فقیل لابی بکر قد

کہ بیعتک فارسل الیہ فقال اکوہت بیعتی قال لا قال ما اقدک عنی قال رأیت کتاب اللہ یزاد
فیہ فحدثت نفسی ان لا البسح دائی الا لصلوۃ حتی اجمعه قال لہ ابو بکر فانک نعم ما رأیت
قال محمد بن سیرین لعکرمۃ الفہوہ کما ائزل الاول قال لو اجتمعت الانس والجن ان یوافقوا
هذا التالیف ما استطاعوا ردواہ ابو داؤد) محمد بن سیرین نے عکرمہ سرورایت کی ہو کہ حب حضرت
ابو بکر سے لوگوں نے بیعت کی اور علی اپنے گھر میں بیٹھ رہے تو لوگوں نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ علی
نے آپکی بیعت سو کر اہت کی ہے پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہلا بھیجا کہ کیا آپ نے میری
بیعت سو کر اہت کی ہے آپ نے جواب دیا کہ نہیں پھر پوچھا کہ پھر آپکی گھر میں بیٹھ رہنے کی کیا وجہ ہے فرمایا
کہ میری یہ رائے ہوئی ہے کہ کتاب السنین کچھ نہ کچھ ضرور زیادتی کیجا دیگی لہذا میرے دل میں آیا کہ میں
اپنی دادر سوا نماز کے اور وقت نہ اور شیون جب تک کہ قرآن کو جمع کر لوں حضرت ابو بکر نے کہا آپکی رائے
بہت مناسب ہے۔ محمد بن سیرین نے عکرمہ سے پوچھا کہ کیا صحابہ نے قرآن اس صلح سے تالیف کیا ہے صیر
کہ اول مرتبہ نازل ہوا تھا عکرمہ نے کہا اگر تمام انس و جن جمع ہو کر ویسے تالیف کرنا چاہیں تو ہرگز نہیں
کر سکیں گے ۔

عن محمد بن سیرین قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ابنا علي عن بيعة ابي بكر فلقية
ابو بكر فقال اكرهت امارتي فقال لا ولكن اليت ان لا ارتدى بردائي الا الى الصلوة حتى اجبر
القرآن فرعوا انه كتب عليه تنزيله فقال محمد لو اصبحت لك الكتاب لكان فيه العلم (تابع)
المخلقا والنسب (ط) تاريخ الخلفاء من سيوطي مکتبہ ہین کہ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ جب جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور جناب علی علیہ السلام نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیعت
سے تامل فرمایا جناب ابو بکر حضرت امیر سے ملے اور کہا کہ کیا آپ میری امارت سہی کرنا بہت کرتے ہیں جناب
امیر نے جواب دیا نہیں لیکن میں نے عہد کیا ہے کہ اپنی ردا کو سوانماز کے نہ اوڑھوں گا یہاں تک کہ قرآن
مشریف کو حج کر لوں پس لوگوں کا خیال یہ کہ جناب امیر علیہ السلام نے قرآن شریف کو ترتیب تنزیل کے
موافق جمع کیا ہے۔ محمد بن سیرین کہا کرتے تھے کہ اگر وہ قرآن لکھتا جو جناب امیر علیہ السلام نے جمع
کیا ہے تو اس سے بہت کچھ علم حاصل ہو سکتا۔

روی ان مصحف امیر المؤمنین علی کان اولہ اقرأ ثم ابد ثر ثمن ثم المزل ثم تبت ثم
التکویر و هكذا الى آخر المکی ثم المدی (نقلہ ابو عمر عثمان الدانی) رعایت ہو کر جبا یا امیر المؤمنین
علی علیہ السلام کی قرآن میں سب سے پہلے سورہ اقرأ پر مدثر پر سورہ فزل پر تبت یہ ابتر تکویر اسی

طرح سے تمام مکی سورتیں پہلے تہین بعد میں مدنی سورتیں تہین *

عن عبد خیر عن علی قال لما قبض رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اقصمت لاضع ردائی عن ظهری
حقی اجمع القرآن ما بین اللوحین فما وضعت عن ظهری حقی جمعت القرات (اخرجه الخوارزمی)
عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب جناب ابی بکر صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما
گئے مینے قسم کھائی کہ اپنی پشت پر روایہ نہیں اتاروں گا یعنی آرام سے نہیں سوؤں گا جب تک کہ قرآن
کو جمع کر لوں جو کچھ کہ وہ دونوں لوحین میں ہے پس میں نے اپنی پشت پر روایہ اتاری جب تک کہ تمام
قرآن کو جمع کر دیا *

عن امرئسہ قالت سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی
لا یفترقان حقاً، یداعل الحوض (اخرجه الطبرانی فی الاوسط) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے
ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حدیث پر
دونوں نہ وارد ہوں *

عن زاذان عن عبد الله بن مسعود قال قرأت علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سبعین
سورة وختمت القرآن علی خیر الناس علی بن ابی طالب (اخرجه الخوارزمی فی المناقب الطبرانی
فی الکبیر فی مسند عبد الله بن مسعود) زاذان عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں کہ میں نے ستر سورتیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھیں اور پورا قرآن شریف تمام آدمیوں کے
بہترین جناب علی علیہ السلام سے ختم کیا *

عن عمر بن الخطاب قال ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انک اول المؤمنین معی ایماناً
واعلمهم بآیات الله واولفهم بعهد الله واروفهم بالرعية واقسمهم بالسوية واعظمهم
عند الله منزلة (اخرجه احمد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تم سب مومنوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لائے ہو
ہو اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد
کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے رعیت کو ساتھ زیادہ تر باپنی کرنے والے اور ان سب سے
اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہو *

عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص قال قلت لعبد الله بن عباس بن ابی ربيعة الا تخیل فی

عن ابی بکر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فان ابابکر کان له السن والسابقة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فلم یفر ان الناس صاغیة الی علی فقال ای ابن اخی کان له ما شئت من خرس قاطع البسطة
بالنسب القرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والسابقة فی الاسلام والعلم بالقرآن والتقدم
فی السنة والنجدة فی الحرب الجود بالماعون (اخرجہ الذہبی) سعید بن عمر بن سعید العاص کہتا
ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس بن ابی ربیعہ کو کہا کہ آپ نبیؐ ابوبکر اور علیؓ کے مرتبوں سے خبردار کرو
لیونکہ باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمر رسیدہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
سابق الاسلام ہونیکے بہر لوگ جناب علیؓ کی طرف کیوں زیادہ میلان سے کہتے تھے عبد اللہ بن عباس
نے کہا اے میرے بھتیجے انکے پاس معنی علیؓ کے پاس جو کچھ کاٹھے والے دانت چاہیے تھے سو جو دتو
نسب کی فراخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ اور علم بالقرآن اور جنگ
میں شجاعت اور بخشش عطا کے ساتھ *

عن عبد اللہ بن عباس الزرقی وقد قیل له اخبرنا عن هذا الرجل یعنی علی بن ابی طالب
فقال ان لنا اخطاء واحسابا ونحن نکره ان نقول فیہ ما یقول بنو عمناء قال کلن علی تلعا
به یعنی مزاحاً وکان اذا فرغ قزع الی خرس من حديد قلت وما خرس من حديد قال قرع
القرآن وفتنة فی الدین وشجاعة وسماحة (اخرجہ احمد فی المناقب) عبد اللہ بن عباس
الزرقی سے روایت ہے کہ ان سو کہا گیا کہ اس آدمی یعنی علیؓ سے ہمیں خبر دو عبد اللہ نے کہا ہم کو ممانعت
اور باز پرس ہے اور ہم برا جانتے ہیں کہ وہ بات کہیں جو ہمارے نبیؐ کے ہے ہیں علیؓ ایسا آدمی
تھے جو مزاح بھی کرتے تھے اور حب و ثراتے تھے تو لوہے کے دانتوں سے ڈراتے تھے سینہ کہا کہ
لوہے کے دانتوں سے کیا مراد ہے عبد اللہ نے کہا قرآن کی قررت اور دین میں فتنہ اور ان کی
شجاعت اور انکی جو انزوی *

عن محمد بن حنفیة انه قال من عند علم الکتاب علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو نعیم
والثعلبی) محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت نازل ہوئی جسکے یہ معنی
ہیں کہ جسکے پاس کتاب کا علم ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں *

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالتورات والانجیل

عن علی قال لو شئت لی الوسادة وجلست علیها لحکمت بین اهل التوراة بتوراتهم

وبین اهل الانجیل بانجیلہم و بین اهل الزبور بزبورہم و بین اهل القرآن بقرآنہم رابعین
امام فخر الدین دازی، جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میرے لیے مسند بچائی جائے اور میں اس پر
بیٹھوں تو اہل تورات کے لیے انکی تورات سوا اہل انجیل کے لیے انکی انجیل سے اور اہل زبور کو دیکھنا
انکی زبور سے اور اہل قرآن کے درمیان انکے قرآن سے حکم کروں اس پر ابو ہاشم نے اعتراض کیا ہی
کہ تورات منسوخ ہو چکی ہے پہل اسکے موافق حکم کیونکہ جاری ہو سکتا ہے اور اس کے احکام پر کیونکہ
عمل کیا جاسکتا ہے اسکا جواب چند وجوہ سے دیا جاسکتا ہے *

(۱) شاید جناب امیر علیہ السلام کا مقصود الحکمت بین اهل التورات بفحوائ و اما نعمة ربك فحدث
اپنی کمال علمی کی شرح ہے *

(۲) یا یہ کہ اس جملہ کی فرمانے سے یہ مراد ہے کہ جس قدر احکام منسوخ ہو تورات میں ہیں اور احکام
ناسخ جو قرآن شریف میں ہیں ان سب پر علی وجہ تفصیل مجھ کو علم حاصل ہے *

(۳) یا یہ کہ ذمی یہود و نصاریٰ کی قضا و افعال و مقدمات کو مراد ہے جو جزیرہ دیکر تابع فرمان
اسلام ہوئے ہیں۔ کیونکہ دارالاسلام کی یہود و نصاریٰ پر اجراء احکام انکے دین کے موافق ہوتے
ہیں۔ اور مسلمان قاضی کو انہیں کے کتب سماویہ کے مطابق انکی قضا یا فیصل کرنے پڑتے ہیں *

(۴) یا یہ مراد ہے کہ میں تو اہل انجیل کی ان نصوص کے واقف ہوں جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بعثت پر دال ہیں۔ اور تورات ہی کے ذریعہ سے تورات والوں پر حجت قائم کر سکتا ہوں
اور انجیل والوں پر انجیل ہی سے برہان لا سکتا ہوں *

(۵) عن الاصبع بن نباتة قال كنا جلوسا عند علي بن ابي طالب فأتاه يهودي فقال يا امير
المؤمنين متكلمنا فينا فقلنا اليه فلهنا فاه حتى كدنا ناتي على نفسه فقال على خلوا عنه ثم قال على
يا اخا لله ما اقول لك باذنك واحفظه بقلبك فانما احديثك عن كتابك الذي جاء به موسى
ابن عمران فاذ كنت قد قرأت كتابك وحفظته فانك ستجد كما اقول انما يقال متى كان دينا
الركن ثم كان فاما من لم يزل بلا كيف يكون بلا كينونة كائن كان لم يزل قبل القيل وبعد البعد
لا يزال بلا كيف ولا غاية ولا منتهى ليه انقطعت دونه الغايات فهو غاية كل غاية فبكي اليه يوحى
وقال والله يا امير المؤمنين انها في التوراة هكذا احرفا حرفا وانما اشهد ان لا اله الا الله و
اشهد ان محمدا عبده ورسوله راخرجه ابن عساكر والمتقى في كثر العمال وكتاب الحجۃ للامام
اصبغاني واصبع بن نباتة سور وایت ہو کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیشی ہوئی

تی کہ ناگاہ ایک یہودی نے اگر پوچھا یا امیر المومنین ہمارا رب کسے تھا ہم اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اس کو مارین جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اسکو چوڑو۔ پھر ارشاد کیا۔ اے یہودی بہائی جو کچھ کہیں تیرے کان میں کہوں تو اسکو اپنے دل میں یاد رکھ کیونکہ میں تجھ کو تیری کتاب کے جسے موسیٰ بن عمران علیہ السلام لائے ہیں بیان کروں گا۔ اور جب تو اپنی کتاب کو پڑھے گا اور تو اسکو یاد رکھو گا تو حیرت طح سے میں کہتا ہوں ویسا ہی پائے گا۔ یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ ہمارا رب کسے تھا۔ کیا وہ نہیں تھا کہ پھر ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہونا نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ سے تھا پھلے سے پہلا اور بعد سے بعد ہمیشہ سے بلا کیفیت اور اسکی انتہا نہیں۔ اور نہیں ہوا انتہا ہر کی طرف اسکے سوا نہایت کا انقطاع ہوتا ہے اور وہ ہی ہر نہایت کی نہایت ہے۔ پس نہ کہ یہودی و نہ لگا۔ اور کہا وہاں امیر المومنین بتجیق تورات میں حرف بحرف اسی طرح سے ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہر کوئی محبوب خدا کے سوا اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور اسکو بندے ہیں *

(۳) روی ان نصرانیاء جاء الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تقرؤن فی کتابکم ثلاثاً سنین واداد وتسعا وخن نقراً فی کتابنا ثلاثاً سنین فخالف کتابنا کتابکم فقال علی لا لفظ لان ثلاثاً فی کتابکم علی حساب لیونانی وھو یکون علی حساب العرب ثلاثاً سنین وتسعا فتعجب النصرانی۔ ولھذا قیل ان علیاً کان معجزة من معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانه مع تجرہ فی العلوم وشیعاعته فی الحروب کان منقاداً ومقرباً بنبوتہ ولذا عد من معجزاتہ (طبقات الکفوی فی توحید امیر المومنین) روایت ہے کہ ایک نصرانی نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر عرض کیا آپ اپنی کتاب میں تین سو نو برس پڑھتے ہیں اور ہماری کتاب میں پورے تین سو پینس ہزار کتاب ہماری کتاب کے مخالف ہے جناب امیر نے فرمایا کچھ مخالفت نہیں ہے ہماری کتاب میں پورے تین سو برس یونانیوں کے حساب کے مطابق ہیں جو عرب کے حساب کے مطابق تین سو نو ہوتے ہیں پس نہ کہ نصرانی مستعجب ہو گیا اس واسطے کہ کیا ہے کہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھے کیونکہ باوجود علم میں انکے ہر قدر تجرہ کے اور ثلاثی میں انکی شجاعت کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان برابر اور حضور کی نبوت کے مقرر تھے اسی حجت سے وہ حضرت کے معجزات میں سے شمار کیے جاتے تھے *

جناب امیر علیہ السلام کا علم لتفسیر

اہل التفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رئیس المفسرین اور ترجمان القرآن شمار کیئے جاتے ہیں اور یہ جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ ان سے آگے سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہکمو علی علیہ السلام سے کوئی بات ثابت ہو جاتی ہے۔ تو ہر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۱) عن ابن عباس قال اذا ثبت لنا الشئ عن علي ابرغدل الى غير ذلك استيعاب علامه عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ جب ہکمو کوئی بات علی سے ثابت ہو جاتی ہے تو ہم انکے غیر کی طرف نہیں رجوع کرتے۔
(۲) عن ابن عباس قال لشرح لنا على نقطة الباء من لبم الله الرحمن الرحيم ليلة فانطلق عمو الصبح فرأيت نفسي في حجة بكة فوافق في جنب البحر المنجى (اخرجه فقيه ابن المغازلي) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک ات جناب علی با ربم اللہ الرحمن الرحیم کے نقطے کی شرح فرمانے لگے صبح ہوئی مگر وہ تفسیر پوری نہ ہوئی مجھے اپنی جان انکے پاس مثل ایک فوارے کے معلوم ہوتی تھی بجز خار کے مقابلہ میں۔

(۳) عن ابی الطفیل قال شهدت علیاً یقول سلونی والله لا تسئلونی الا اخبرتکم وسئلونی عن کتاب الله فوالله ما من آية الا وانا اعلم بلیل نزلت امرینھا رام فی سهل ام فی جبل (اخرجه ابو عمر) ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں جناب علی سے کی خدمت میں حاضر ہوا وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے پوچھو خدا کی قسم ہے کہ تم مجھ کو کوئی بات نہیں پوچھو گے کہ میں تم کو اس سے خبر نہیں دوں گا۔ مجھ سے کتاب اللہ کی نسبت پوچھو خدا کی قسم ہے کوئی آیت ایسی نہیں کہ میں اس کو جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں یا زمین ہوا زمین یا پہاڑ پر۔

(۴) عن ابن سعد سمعت علیاً یقول والله ما نزلت آية الا وقد علمت فہما نزلت واین نزلت علی من نزلت ان ربی وہب لے قلباً عقولاً ولساناً ناطقاً تاریخ الخلفاء ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ایسی آیت نہیں کہ میں اس کو جانتا ہوں کہ کس امر میں نازل ہوئی ہے اور کہاں پر نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی ہے تحقیق خدا نے مجھ کو دل و انا و زبان ناطق عطا کی ہے۔

(۵) عن ابن مسعود انه قال ارالقيدان انزل علی سبعة احن مامنھا حرف الاولہ ظہری

بلن وان علیاً عنداً من الظاہر الباطن (رقت من کفہ الظنون) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کہتے تھے تحقیق قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے کہ مئی حروف اسکا ایسا نہیں جسکی لئے ظاہر و باطن ہو اور تحقیق علی کے پاس اسکا ظاہر و باطن ہے +

جناب امیر علیہ السلام کا علم الہی قرآن

اسلام پر تمام اہل سیر کا اتفاق ہو کہ جناب امیر علیہ السلام نے نبی اکرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تمام قرآن شریف حفظ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا +
تمام ائمہ قرأت مثل ابو عمر ابن العلاء اور عامر ابن ابی النجود وغیرہ ابوعبید الرحمن بن ابی القاری کے شاگرد ہیں اور انہیں سنا سننا حاصل کہتے ہیں اور ابوعبید الرحمن بن ابی القاری نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں وحن ابن عبد الرحمن السہمی قال ما رأینا اسدا قرأ من علی صلینا خلفہ فقرا برزنا فاسقط حرقا فخرج فقرا ثم جاء الی مقامہ فسر اهل اللغة البرزخ ہونا بانہ کان بین الموضع الذی یقرأ فیہ و بین الموضع الذی کان اسقطا منہ الحرف و رجع الیہ قرآن کثیر قال لا یلزم بین الثلث والیقین والبرزخ ما بین الشبثین (استیعاب) قاری ابوعبید الرحمن السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سب قرآن کے سہ ادا مانے کو بہین کہتے ہیں کہ سہنہ جناب امیر علیہ السلام کو نہ باندہ کوئی قاری نہیں دیکھا سہنہ انکے پیچھے ایک دفعہ نماز پڑھی انکو ایک متشابہ پڑ گیا اور ایک حرفت جوڑ گئے جب قرآن شریف پڑھتے پڑھتے دور نکل گئے تو وہاں سے پہر اس متشابہ کے مقام پر لوٹے اور سکوٹ پڑا۔ اور پہر اپنے مقام پر لوٹ گئے اور سلسلہ قرأت کا نہ ٹوٹا۔ اہل سنت نے برزخ کے سہنے میں فکما ہے کہ بیان برزخ سے مراد ہے کہ وہ جو مقام کہ پڑھ رہے تھے اور اس مقام سے کہ حیاں انکو حرفت کو سا قضا ہو نیکا متشابہ بٹا تھا اور انہوں رجوع کیا تھا قرآن شریف کا ایک بڑا حصہ تھا اور برزخ شک اور یقین کے درمیان کو کہا جاتا ہے کیونکہ برزخ دراصل وحشی کے درمیان کے معنوں میں آیا ہے +

جناب امیر علیہ السلام کا علم الہی

اکثر یہ کہا گیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی روایات نسبت دیگر صحابہ خصوصاً خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے کم ہیں جسکی تعداد پانسو چالیس حدیثوں کے قریب ہے جن میں سے بیس حدیثوں پر بخاری اور مسلم

و اتفاق کیا بلکہ نو صد شہین بخاری علیہ السلام لایا ہے اور چند مسلم علیہ السلام لایا ہے یہ بات ہرگز خیال ہون نہیں آتی کہ تیس برس کے قریب جناب امیر عالیہ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کو بعد زندہ سہ ماہین اور اس قدر قلیل حد شہین روایت کی ہوں جو تعداد میں چھ سو سے بھی کم ہوں *

حد ثنا الثوری عن ابی القیس لازدی قال اد رکت الناس وہم ثلاث طبقات اهل دین یحبون
علیاً و اهل دنیا یحبون معاویۃ و خواص راستیاب ابن عبد البر الثوری سے اور وہ ابو القیس ازدی سے
ناقل ہیں کہ میں نے لوگوں کو تین گروہ پر منقسم پایا ایک اہل دین جو کہ حضرت علی علیہ السلام کے
دوست تھے دوسرے دنیا کے محبہ معاویہ کو دوست رکھتے تھے تیسرے خواص۔

تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو چند خلافت میں مسلمانوں کی جماعت چار گروہوں پر تقسیم ہو گئی تھی
اول گروہ بنی امیہ کا تھا جو ابتداء خلافت سے حضرت کا مخالف ہو گیا تھا جسکی بڑی جماعت شام میں تھی
یہ گروہ بوجہ خصومت کے جناب امیر علیہ السلام سے بالکل روایت نہیں کرتا تھا۔ بلکہ بے حد محراب و منبر اسی
گروہ کی بدولت ایک سو برس سے زیادہ تک جناب امیر کے نام پر سب ٹوٹتے رہے اور اسی گروہ کو حضرت
امیر کی شہادت کے بعد خلافت نصیب ہوئی +

دوسرا وہ گروہ تھا جو حضرت ائمہ کے برخلاف تو نہیں تھا لیکن لفظ ہر طرف دار ہی نہیں تھا یہ نبی امیہ کے رعب کی وجہ سے جہاں بیٹیر کے نام کو زبان پر نہیں لاسکتا تھا چہ جائیکہ حضرت امیر سے علی الاعلان جاؤ کی روایت کرنا +

تیسرا گروہ خود جناب امیر کے متبعین سے تھا۔ لیکن جنگ صفین میں اس گروہ کے دو فریق ہو گئے تھے۔ ایک گروہ بالکل جناب امیر کے برخلاف ہو گیا جو خوارج کے نام سے مشہور ہوا یہ گروہ نسبت پہلے گروہ کو بھی زیادہ تر خصوصیت جناب امیر کے ساتھ رکھنے لگا۔ اور جنگ نہروان کے بعد تو یہی گروہ حضرت امیر علیہ السلام کے خون کا پیاسا ہو گیا چنانچہ اسی گروہ کے ہاتھ سے حضرت شہید بھی ہو گئے۔ یہ لوگ جو خصوصیت حضرت سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔ *

جو تھا گروہ وہ تھا جودل و جان سے حضرت کی محبت پر ثابت قدم تھا اول تو ہسکی تعداد نہایت قلیل
تھی دوم برگروہ بھی بخوف نبی امیہ مخفی طور سے حضرت امیر سے روایت کو بیان کرتے تھے اور ظاہر طور سے
حضرت امیر کا نام زبان پر نہیں لاتے تھے چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رسالہ فی اثبات علی
الحسن البصری عن علی بن ابی طالب بن ابی جراح عن الحسن البصری عن علی بن ابی طالب
بعض المتأخرین فقد شربنی طریقی لبس الخرقۃ واثبتہ جماعة وهو الرجب عندک وقد

الحافظ ضياء الدين المقدسي في المختار فانه قال سمع الحسن بن ابي الحسن الجري عن علي بن
 قيس لم يسمع منه وتبعه على هذه العبارة الحافظ ابن حجر في اطراف المختار الوجه الاول
 ان العلماء ذكروا في الاصل في وجه الترجيح ان المذهب مقدم على الثاني لان مع زيادة علم
 الوجه الثاني ان الحسن ولد لبنتين بقيتا من خلافة عمر باتفاق وكانت امه خيرة مولاة
 ام سلمة فكانت ام سلمة تخرجها الى الصحابة يباركون عليه اخرجته الى عمر فذاع له العلم
 فقه الدين وحجبه الى الناس فذكر الحافظ جمال المزني في التهذيب واخرجها اسكاري -
 في كتاب المواعظ بسنده وذكر المزني انه حضر يوم الدار وله اربع عشرة سنة ومن المعام انه من
 ميز وبلغ سبع سنين امرا بالصلوة فكان يجضر الجامة ويصلى خلف عثمان الى ان قتل عثمان
 وعلى اذ ذاك بالمدينة فانه لم يخرج منها الى الكوفة الا بعد قتل عثمان فكيف يستنكر سماعه
 منه وهو كل يوم يجتمع به في المسجد حين ميلا ان يبلغ اربعة عشر سنة وزيادة على ذلك
 ان عليا كان يزور امهات المؤمنين ومنهون ام سلمة والحسن في بيتها هو وامه - الوجه
 الثالث انه ورد عن الحسن ما يدل على سماعه منه اورد المزني في التهذيب من طريق
 ابي نعيم قال ثنا ابو القاسم عبد الرحمن بن العباس بن عبد الرحمن بن ذكريا ثنا ابو حذيفة
 محمد بن الخنفية الواسطي ثنا محمد بن موسى الجعفي ثنا ثمانية بن عبيدة ثنا عطية بن عمار بن
 عن يوسف بن عبيد كما قال سالت الحسن يا ابا سعيد انك تقول قال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم وانك لم تدركه قال بآين اخي سالتني عن شيء ما سالتني عنه احد قبلك ولولا
 من رلك عندي ما اخبرتك اني في زمان كما ترى وكان في علي الحجاج كل شيء سمعته
 اقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجع عن علي غير اني في زمان لا استطيع ان اذكر
 عليا وذكر ما وقع لنا من رواية الحسن عن علي قال احمد في مسنده حدثنا هشيم اخبرنا
 يوسف عن الحسن البصري عن علي قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رفع
 القلم عن ثلث عن الصغير حتى بلغ وعن النائم حتى استيقظ وعن المصاب حتى يكشف
 عنه اي يزيل عنه اخرجها الترمذي وحسنه النسائي وصححه الحاكم والضياء المقدسي في
 المختار قال الحافظ زين الدين العراقي في شرح الترمذي في الكلام على هذا الحديث
 عن علي المدني الحسن بن علي بالمدينة وهو غلام - وقال ابو ذرعة كان الحسن بالبصرة
 يوم بويج لعلي بن اربع عشرة وراى عليا بالمدينة ثم خرج الى الكوفة والبصرة ولم يلقه

الحسن بعد ذلك وقال الحسن رأيت الزبير يبيع حلياً انتهى وهذا القدر كفاية وعجل قول الناس في حله ما بعد خروج حله من المدينة يمينه ایک جماعت نے جناب امیر سے حسن بصری کی سماعت حدیث کی نسبت انکار کیا ہے اور بعض متاخرین نے اسی کے ساتھ تک کر کے خرقہ پوشی کے طریق پر خرقہ نکالا ہے اور ایک جماعت نے اسکو... ثابت کیا ہے اور میرے نزدیک یہی راجح ہے۔ اور حافظ ضیاء الدین مقدسی نے بھی مختارۃ میں لکھا کہ رجحان بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حسن بن ابی الحسن البصری نے جناب امیر سے حدیث کو سنا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں سنا ہے اور حافظ ابن حجر نے مختارۃ کے حاشیہ میں لکھا کہ اتباع کیا ہے۔ وجہ اول یہ ہے۔ کہ علماء فن اصول نے جس طرح ترجیح کی وجوہات کا ذکر کیا ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ مثبت کو نافی کی بات پر تقدم ہوتا ہے کیونکہ مثبت کا علم بہ نسبت نافی کے زیادہ ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پیکر سب کا اتفاق ہے کہ ابی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں دو برس باقی تھے کہ حسن بصری کا تولد ہوا۔ انکی والدہ خیرہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت گاہ تھیں اور جناب ام سلمہ حسن بصری کو باہر صحابہ کے پاس بھیجا کرتی تھیں تاکہ انکے حق میں صحابہ کرام برکت کی دعا کریں حضرت ام سلمہ نے حسن بصری کو حضرت عمر کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اور حضرت عمر نے انکے حق میں دعا فرمائی تھی لکھا بخدا اسکو دین سکھا اور لوگوں میں محبوب کر۔ حافظ جمال الدین مزنی نے اس حدیث کو تہذیب میں روایت کیا ہے اور عسکری نے بھی کتاب المواعظ میں اسکی سند کو بیان کیا ہے۔ حافظ نرقی لکھتے ہیں کہ جسدن جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا لوگوں کو محاصرہ کیا تھا حسن بصری بھی وہاں موجود تھے اسوقت انکا سن چودہ برس کا تھا۔ اور یہ بات بخوبی معلوم ہوئی ہے کہ حسن بصری ان اشخاص میں سے تھے جو سات برس کے سن میں صاحب تمیز اور بالغ ہوئے تھے اور نماز کا حکم انپر جاری ہو گیا تھا۔ اور وہ جماعت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔ اور حضرت عثمان کی شہادت تک حضرت علی مدینہ سے باہر تشریف نہیں لے گئے اور انکی شہادت کے بعد کوفہ کو تشریف لے گئے تھے پس کس طرح سے کہا جاسکتا ہے کہ حسن بصری نے جناب امیر سے حدیث کو نہیں سنا ہے حالانکہ بالغ ہونے کے وقت تک ہر روز وہ جناب امیر کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوا کرتے تھے بلکہ انکا سن چودہ برس کو بھی تجاوز کر گیا تھا جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ امات المومنین کے پاس جایا کرتے تھے اور جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا میں رہا کرتی تھیں حسن بصری اپنی ماں کے ساتھ تمام سالہائے بیت الشرف میں رہا کرتے تھے۔

نیری وہ ہے۔ کہ جو حدیثیں حسن بصری سے منقول ہیں وہ دلالت کرتی ہیں انکی سماعت پر۔ حافظ زمری نے تندیب میں ابو نعیم کے طریق و انکروایت کیا ہے جیہاں وہ لکھتا ہے کہ ابوالفاسم عبد الرحمن بن العباس ابن زکریا کہتے ہیں کہ ہم سے ابو حنیفہ بن الحنفیہ و اسطی نے ذکر کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ الجرجسی نے بیان کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ثامر بن عبیدہ نے کہا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عطیہ بن محارب نے نقل کیا ہے کہ یوسف بن عبید کہتے تھے میں نے حسن بصری سے کہا کہ اے ابوسعید تم ہمیشہ ہی کہتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حالانکہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا حسن بصری نے کہا اے میرے بھتیجے تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو اس سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھی اگر تیری منزلت میرے پاس نہ ہوتی تو میں ہرگز تجھ سے بیان نہ کرتا۔ تو دیکھتا ہے کہ میں جس زمانہ میں ہوں اور یہ وہ وقت تھا کہ سب باتوں پر حجاج کا عمل درآمد تھا تو فی جو مجھ سے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے میری مراد یہ ہے کہ احمدیث کو میں نے جناب علی سے سنا ہے چونکہ میں ایسے وقت میں ہوں کہ جناب علی کا ذکر نہیں کر سکتا اسلئے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور جو حدیث کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے امام احمد بن حنبل نے اسکا ذکر مسند میں کیا ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے ہم سے بیان کیا ہے کہ یوسف حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیہ فرماتے تھے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا ہے ایک لڑکے سے جو بیت تک کہ وہ بالغ ہو سوسے ہوئے سو بیت تک کہ وہ غنیمت سے بیدار نہ ہو اور دوا نہ لے جیتک کہ اسکا جنون جاتا نہ رہے۔ تہذیبی نے اسکو روایت کیا ہے اور بسائی نے احمدیث کے حسن ہونے کی بابت لکھا ہے۔ حاکم اور ضیاء المقدسی نے مختارۃ میں اسکی تصحیح کی ہے۔ حافظ زین الدین عراقی تہذیبی کی شرح میں احمدیث کی شرح میں یہ بات لکھتے ہیں کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا اور اسوقت حسن بصری لڑکے تھے۔ اور ابو ذر کہتے ہیں حسن دن کہ امیر علیہ السلام سے لوگوں نے بیعت کی تھی اس دن حسن بصری کی عمر چودہ برس کی تھی اور انہوں نے جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا۔ بعد ازاں جناب امیر کو فہ اور بصیرہ کی طرف تشریف لے گئے اسوقت سے حسن نے جناب امیر سے ملاقات نہیں کی اور حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جناب امیر سے بیعت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لیسر اسبقدر اس مقام میں کافی ہے اور کافی کے قول سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ جناب امیر کو حسن بصری نے مدینہ طیبہ سے تشریف لیجانے کے بعد نہیں دیکھا۔

عبارت مرقومہ صریحاً ظاہر ہے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حجاج کے خوف سے جناب امیر علیہ السلام کو روپا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے بیان کرتے تھے اور حضرت علی کا نام نہیں لیتے تھے۔ پس اس
سے خیال کر لینا چاہیے کہ دوسرے راویوں کو بھی اسی قسم کا خوف تھا جسکی سبب سے وہ علی الاطلاق جناب امیر علیہ
السلام کی روایات کو نہیں بیان کر سکتے تھے۔

ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے جب قدر احادیث روایت ہوئی ہیں کسی صحابی سے نہیں
ہوئیں چنانچہ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں اور علامہ حسام الدین علی المتقی کنز العمال میں لکھتے ہیں۔
اخرج ابن سعد عن علي انه قيل له مالك اكثر اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا قال اني
كنت اذا سالتہ انباني فاذا سكت ابتداني يخبرني جناب امیر علیہ السلام سے لوگوں نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے
کہ آپ نسبت دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ تر حدیث روایت کرتے ہیں جناب علی نے فرمایا کہ میرا
یہ حال تھا کہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہتا تھا تو مجھ سے بیان فرمایا کرتے تھے اور جب میں چاہتا
تھا تو حضرت ابتداء فرماتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام سے صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیر نے حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ علامہ بخاری نے
الابرار میں اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں وروی عنہ من الصحابة عبد الله بن مسعود وعبد الله بن
جعفر وعبد الله بن الزبير وجابر بن عبد الله وجابر بن سمر وجرير بن عبد الله الجلي وعبد الرحمن بن اشيم
وصهيب بن سنان والبراء بن عازب وزبير بن ارقم وحذيفة بن اسيد وطارق بن اشير وعمار بن ربيعة
ونسرين بن حريم وعمر بن حريث وسفيانة وابو رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو جحيفة وابو هريرة
وابو امامة وابو ليلى وابو سعيد وابو الطفيل وابناء الحسن والحسين وغيرهم۔
ومن التابعين ابناؤه محمد بن الحنفية وابنة فاطمة وكاتبه عبد الله بن ابي ارفع وقيس بن ابي حازم و
مالك بن اويس والاحنف بن قيس وزيد بن وهب وزيد بن حبيب وعبيد بن عمير والحارث بن سويد و
سعيد بن المسيب وعبد الرحمن بن ابي ليلى وعبد الله بن شداد بن الهاد ومطرف بن عبد الله بن الشخير
وكميل بن زياد وشريح بن هانئ وشريح القاضي وعبيدة السلماني والحارث الاعور ومسروق والشعبي
والحسن البصري وابو وائل وشقيق بن سلمة والاسد وابو عبد الرحمن السلمى لقارى وابو الاسود الدؤلى
وابو عمر والشيباني وابو جابر الطائفي وغيرهم

جناب امیر علیہ السلام کا علم لفظ

نہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے دو شخصوں کی طرف فقہ کا استناد کیا جاتا ہے۔ اول امام ابوحنیفہ دوم امام مالک امام
 ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم فقہ جناب محمد باقر علیہ السلام اور صادق علیہ السلام سے حاصل کیا ہے چنانچہ حافظ
 ہی طبقات میں لکھتے ہیں روى عنه ابنه جعفر الصادق والاوزاعي والزهري وابو حنيفة يعني جناب
 محمد باقر سے انکو بیٹے امام جعفر صادق اور امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ نے روایت کی ہے اور خود انکا قول
 ہے لولا السنتان لهلك النعمان یعنی اگر میں دو سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں
 نہ رہتا تو ہلاک ہو جاتا۔

امام شافعی کی فقہ میں دو سلسلہ ہیں ایک سلسلہ سو تو وہ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے شمار ہوتے
 ہیں کیونکہ وہ امام محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد تھے اور امام محمد نے امام ابوحنیفہ سے تلمذ حاصل کیا
 ہے اسوجہ سے امام شافعی کا یہ سلسلہ حضرت امام باقر اور جعفر الصادق علیہما السلام کی طرف منتهی ہوتا ہے
 دوسرا سلسلہ امام شافعی کا امام مالک بن انس کی طرف منتهی ہوتا ہے اور امام مالک ربیعۃ الرائی
 کے شاگرد تھے اور ربیعۃ الرائی نے فقہ اور حدیث عکرمہ سے حاصل کیا ہے اور عکرمہ نے جناب عبداللہ بن
 عباس سے تلمذ پایا ہے اور عبداللہ بن عباس حضرت امیر علیہ السلام کے تلامذہ میں سے ہیں امام احمد بن حنبل
 امام شافعی کے شاگرد ہیں اسلیو انکا سلسلہ تلمذ بھی حضرت علی ہی کی طرف منتهی ہوتا ہے۔

اب یہ سلسلہ فقہ صحابہ کے بارہ میں مسروق روایت کرتے ہیں قال شامت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ
 وعلیہ وسلم انتہی لی عمر عبداللہ بن مسعود وابی الدرداء ومعاذ بن جبل وزید بن
 ثابت وعلی بن ابی طالب ثم شامت هؤلاء الخمسة فوجدت علیہم انتہی لی الرجالین علی و
 عبداللہ بن مسعود ثم شامت لانتین فوجدت علیا یفضل علی عبداللہ لاخرجه الخوازمی
 فی المناقب یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم حضرت
 عمر اور عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور علی بن ابیطالب کی طرف
 منتهی ہوتا ہے پھر میں نے ان پانچوں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم دو آدمیوں کی طرف منتهی
 ہوتا ہے یعنی علی اور عبداللہ بن مسعود کی طرف پھر میں نے ان دونوں کو سونگھا تو معلوم ہوا کہ علی علیہ السلام
 پر فضیلت رکھتے ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام کی زیادہ تر تفقہ کا یہ باعث ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کی حیات میں ہی منصب قضا جناب امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات کو ساتھ تعلق رکھتا تھا۔
 (۱) عن حمید بن عبداللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ عن قضا وقضاء
 بہ علی فاعجاب النبی صلی اللہ علیہ فقال الحمد لله الکن جعل فینا الحکمتا اهل البیت لاخرجه

احمد) حمید بن عبد اللہ بن زید بدنی سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر تعجب کیا اور فرمایا شکرت خدا کا جس نے ہم اہل بیت کو حکمت عطا کی ہے۔

(۲) عن انس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اقضي امتي علي بن ابي طالب راءه يومئذ بن مالك رضي الله عنه منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں زیادہ قضا والا علی بن ابیطالب ہے۔

(۳) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقضي امتي بعد علي بن ابي طالب راخو جہا الخو از می فی المناقب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میرے بعد میری امت میں علی بن ابیطالب زیادہ قضا والا ہے۔

(۴) عن علی قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن قاضياً وانا حديث السن فقلت يا رسول الله تبعثني الى قوم يكون بينهم احداث ولا علم لي بالقضاء قال ان الله سيهيك قلبك ويثبت لسانك قال فما شككت في قضائين اثنين بعد ذلك راخو جہ احمد والترمدی والنسائی وابن حنبل والزائر ابو يعلى وابن حبان والحاكم باختلاف يسير جناب علی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ کو ان حضرات صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی مقرر کر کے یمن کی طرف روانہ فرمایا اس وقت میرا سن نہایت چھوٹا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو ایک قوم کی طرف قاضی کر کے بھیجتے ہیں ان میں جھگڑے بھی ہونگے اور مجھے قضا کا علم حاصل نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت کریگا اور تیری زبان کو ثابت رکھوگا جناب امیر کہتے ہیں اس کے بعد مجھے کبھی دو آدمیوں کے فیصلہ کرنے میں شک نہیں پیدا ہوا۔

(۵) عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلى تخضم الناس بسبع ولا يحاجك احد من قریش انت اولهم ايماناً بالله واوفاهم بعهد الله واقومهم بأمر الله واقتهم بالسوة واعد لهم في الدعية والجرهم بالقضية واعظمهم عند الله بالمزية راخو جہ الحاکمی والدیلی معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جناب علی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سات باتوں میں لوگوں سے جھگڑو گے اور قریش میں سے کوئی ایک تجھے نہیں مٹا سکتا تم ان سب کے ساتھ پہلے ایمان لانے والے ہو۔ اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے حکم کے ساتھ قیام کرنے والے ہو۔ اور ان

سب زیادہ پوری تقسیم کرنیوالے اور ان سب عورت کے ساتھ زیادہ عدل کرنیوالے ہو اور ان سب کے زیادہ فیصلہ کو جاننے والے ہو اور تم ان سب کے امیر کے نزدیک بڑے مرتبہ والے ہو۔

(۶) عن علی بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغشی الیہین فوجاً ربعة وقوا فی حفرة لیصلوا دية الاسد سقط اولاً فتعلق بأخ وتعلق الآخر بأخ حتی لاقط الاربعة فخرجهم الاسد وما قوا من جراحتہ قنایح اولیاءہم حتی کادوا یقتلون فقال علی انا اقضی بینکم فان رضیتم فبوالقضا والا حجت بعنکم عن بعض حتی نأتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقضی بینکم قال اجمعوا من القبائل الذین حفرو البیادر ربع الدیة والثلث ونصفها ودية كاملة فللاول ربع الدیة لانه اهل الدیة من فوقه وللتانی ثلثها لانه اهل الدیة من فوقه وللتالث النصف لانه اهل الدیة من فوقه وللرابع دية كاملة فابوا ان یرضوا فانوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلقوا عند مقام ابیہم فقصوا علیہ القصة فقال رجل قضا بیننا علی فلما قصوا علیہ قصته اجازة راخوجہا حمل فی المظاہر جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو میں کی طرف سے بھیجا وہاں پر چار آدمی ایک گڑے میں گر پڑے تھے جو شیر کے شکار کرنے کے لیے کہو دا گیا تھا اور پہلے سے اس میں شیر گرا ہوا تھا جب ایک آدمی اس میں گرنے لگا تو اس نے دوسرے کو پکڑ لیا جب دوسرا بھی اس کے ساتھ گرنے کو ہوا تو اس نے تیسرے کو پکڑا اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا اس طرح سے چاروں آدمی گر گئے شیر نے ان چاروں کو زخمی کر کے مار ڈالا۔ انکے وارثوں میں تنازع پیدا ہوا۔ تشریب تھا کہ ان میں جنگ کی نوبت پہنچ جاتی جناب امیر نے فرمایا میں اس قضیہ کو فیصلہ کر دیتا ہوں اگر تم باہم رضی ہو جاؤ ورنہ چند آدمی تم میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چلے جائیں آپ تمہارا جھگڑا فیصلہ کر دیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ جن لوگوں نے یہ گڑا کہو دا ہے ان سے دیت اس طرح جمع کر لو کہ ایک چوتھا حصہ دیت کا ہو اور ایک تیسرا حصہ ہو اور ایک نصف حصہ دیت کا ہو اور ایک پوری دیت ہو پس پہلا آدمی کے لیے دیت کی چوتھائی ہے اور دوسرے کے لیے دیت کی تہائی اور تیسرے کے لیے دیت کا نصف حصہ اور چوتھے شخص کے لیے پوری دیت ہے۔ ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور رضی نہ ہوئے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام ابیہم علیہ السلام پر ملاقات کی اور تمام قضیہ بیان کیا ایک آدمی نے کہا کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم میں اس طرح فیصلہ کیا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فیصلہ سنا یا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی ہی کو جائز رکھا۔

رے) قبل سبب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اقضاکم علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالساً مع جماعۃ من الناس فجاءہ خصمان فقال احدهما یا رسول اللہ انے حمارا وان لهذا البقرۃ قتلت حماری فجلد رسول اللہ عن الحاضرين فقال لاضمان علی لہما ثم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقض بینہما یا علی فقال علی لہما اکانا مرسلین امرشدودین املاحدہما مسندودن الاخر مرسل فقال کان الحمار مسنداً والبقرة مرسلۃ وصاحبہا معہا فقال علی صاحب البقرۃ ضامن الحمار فاقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامضناہ قضاءً (راخو جہ الخلیفۃ ناریجند) روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو شخص معاصمت کرتے ہوئے حضور میں آئے ایک نے ان میں سے عرض کیا یا رسول اللہ میرا ایک گدہ ہوتا اور اس شخص کی گائے بھی اسکی گائے نے میرے گدے کو مار ڈالا ہے ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا کہ جانوروں سے بغض کی کوئی ذمہ دار نہیں ہو سکتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم اندرون کی فقیہ مدد کر دو حضرت علی نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ آیا وہ دونوں جانور بندہ ہی تھے یا کہتے تھے یا ایک ان میں سے بندہ ہوتا اور دوسرا کھلاتا تھا جواب دیا کہ گدہ بندہ ہوتا اور گائے کھلاتی تھی۔ اور ہسکا مارکٹ سے لے لیا تھا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ گائے کا مارک گدے کے نقصان کا ذمہ دار ہے۔ اور انہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کے فیصلہ کی تصدیق فرمائی اور ان کے فیصلہ کو جاری کیا۔

وہم زید بن ارقم قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ کتاب من بنی نضیر ان ثلثۃ نفراتون یختصمون فی غلام مطشوا امہ فی الجاہلیۃ فی طھر واحد کلہم یدعیہ انہ ابنہ فقضیت بیذہم ان اقرعت بینہم وجعلتہ للقارۃ منہم علی ان ینرم للآخرین ثلثۃ الدینۃ ففتح النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدلت نواجزہ ثم قال ما اعلم فیہا الا ما قضی علی راخو جہ الطہرانی فی الکبیر فی مسند زید بن ارقم زید بن ارقم سے روایت ہے کہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ خدمت عالی میں جناب امیر کا خطا ہو چکا اس میں لکھا ہوا تھا کہ میرے پاس تین شخص اپنا جگڑا ایک لڑکے کی نسبت لیکر آئے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں اس لڑکے کی مان کے ساتھ ان تینوں نے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا ان تینوں میں سے ہر ایک شخص اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتا تھا میں نے ان کے فیصلہ کے واسطے فرمودہ الا جب کے نام کا فرقہ نکلا میں نے اس لڑکے کو ہسکا فرزند قرار دیکر یہ شرط لگادی کہ اگر یہ شخص یا فی کے دو شخصوں کو دیت کی دو تائیاں ادا کر دے سرور دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم پر سنکر سنہنچے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک نظر آنے لگے پھر آپ نے ارشاد کیا کہ علیؑ

فیصلہ کے بغیر بہین اسکا گوی اور فیصلہ نہیں معلوم ہوتا *

(تنبیہ) سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام فقہ میں اکابر صحابہ کے مرجع تھے اور سب صحابی جناب امیر علیہ السلام کو اعلم بالسنۃ مانتے تھے از بخلاف صحابہ کرام کے بعض اقوال جو جناب امیر علیہ السلام کی تفقہ کی نسبت روایت ہوئے ہیں مع آپ کے بعض فیصلجات کے وجہ ذیل ہیں *

(۱) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت من افتاکم بیوم عاشوراء قالوا علی قالت اما انه اعلم بالسنۃ (اخرجه ابو عمر) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اونہوں نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ عاشوراء کے دن روزہ کی نسبت تمکو کس نے فتوے دیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرت صدیقہ نے فرمایا وہ سنت نبوی کو بہت زیادہ جانتے والے ہیں *

(۲) سئل شریح ابن ہاشم عن عائشۃ ام المؤمنین عن مسہ الخفین فقالت انت علیا فاسئلہ (اخرجه مسلم وابن عبد البر فی الاستیعاب) شریح بن ہاشم نے جناب ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوزہ کے مسح کی نسبت سوال کیا جناب صدیقہ نے فرمایا جناب علی علیہ السلام سے پوچھو *

(۳) عن عبد الرحمن بن اذینۃ العبیدی عن ابیہ اذینۃ بن مسملۃ العبیدی قال اتیت عمر بن الخطاب فقلت من ابن اھتم فقال انت علیا فاسالہ (استیعاب) عبد الرحمن بن اذینۃ العبیدی اپنے والد اذینۃ بن مسملۃ العبیدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں کہاں سے عمرہ کیا کروں حضرت عمرؓ نے مجھے کہا جناب علی علیہ السلام سے جا کر پوچھو *

(۴) عن سعید بن المسیب قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یتعوذ باللہ من معضلہ لیس لھا ابو الحسن (اخرجه احمد) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کی طرف پناہ مانگتے تھے اس مشکل امر سے جس میں جناب ابو الحسن نہ ہوں *

(۵) عن یحییٰ بن عقیل قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لعلی اذا سالہ ففرج عنہ لا یتقانی اللہ بعدک یا علی (اخرجه النجندی) یحییٰ بن عقیل کہتے ہیں

کہ جب جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ لپچھا کرتے اور ان کو جواب سے خوش ہوتے تو فرماتے تیرے بعد یا علی مجھے خدا زندہ رکھے۔

(۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا یبذل احد فی المسجید وعلی حاضر (استیعاب) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد میں ہوتے ہوں تو کوئی شخص فتوے نہ دے۔

(۷) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال خطبنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال اقضانا علی (اخرجہ السلفی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو خطبہ سنایا اور اس میں کہا کہ ہم میں بڑے قاضی علی ہیں۔

(۸) قبل لعمر بن الخطاب لو اخذت حلی الکعبۃ فجزت بہ جیوش المسلمین وما نضع الکعبۃ بالحلی فہم بذلک فسال علیاً فقال ان القرآن اتل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اربعۃ اموال المسلمین فقسما بین الورثۃ وذوی الفرائض والقی فقسما علی مستحقہ والخمس فوضعہا اللہ حیث وضعہ۔ والصدقات فجعلہا حیث جعلہا وكان حلی الکعبۃ یومئذ فترکہ علی حالہ ولم یرک لشیئاً فاقم حیث اقر اللہ ورسولہ فقال لہ عمر لولا لک لا فضعنا ربيع الارباب فی الباب الخامس السبعین) عمر بن خطابؓ کے زیورات کو آپ بیکر مسلمانوں کے لشکر میں صرف کر دین تو یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کعبہ کو زیور کی کچھ ضرورت نہیں عمر رضی اللہ عنہ نے جناب امیرؓ سے اس امر کی نسبت استفسار کیا جناب امیرؓ نے ارشاد کیا یا اللہ خدا تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل فرمایا اور چار قسم کا مال قرار دیا ہے ایک مسلمانوں کا مال ہے جسکو ذوی الفرائض اور ورثہ میں تقسیم کیا ہے اور ایک جبرانہ ہے جسکو اسکے مستحقین پر بانٹا ہے اور ایک مال خمسہ ہے جسکو دینا تھا دیا اور ایک زکوٰۃ ہے وہ بھی جب کا حق ہوا انکے دین کا حکم دیا پس ان دونوں میں ہی کعبہ کا زیور موجود تھا خدا نے اسکو اسی حال پر چھوڑ دیا اور اسکو خدا نے بھول کر نہیں چھوڑا پس تم بھی اسکو اس طرح پر رہنے دو جس طرح پر کہ خدا نے اور خدا کے رسول نے اسے رہنے دیا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا علی اگر تم نہ ہوتے تو ہماری بڑی رسوائی ہوتی۔

(۹) عن ابی سعید الخدری قال حججنا مع عمر بن الخطاب فلما دخل الطواف استقبل الحجر

فقال انى لا علم انك حجر لا تنفع ولولا امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قبلتك ثم
 قبله فقال له على انه يضرونفع قال بم علمت ذلك قال بكتابه الله قال قال الله تبارك وتعالى
 واذا اخذ ربك من بنى آدم من ظهورهم الزلما خلق الله ادم مسجودا على ظهره فقره وانما الله الرب
 وانهم العباد واخذ الله عهدهم ومواثيقهم وكتب في رق وكان لهذا الحجر عيانا ولما
 فقال افترق قعتم فاه قالهم ذلك الرق فقال اشهد من واثك بالموافاة يوم القيامة واشهد
 انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يؤتى يوم القيمة بالحجر الاسود لسان ذلق يشهد
 لمن يستد به بالتوحيد فهو يا امير المؤمنين يضرونفع فقال عمر اعود يا الله من ان اعديتى فى
 قوم لست فيهم يا ابا الحسن راخوجه الخنذى فى فضائل المكة ابو الحسن القطاني فى المطول
 والحاكم فى المستدرک والبيهقى فى شعب الايمان والسيوطى فى البدو والسافر فى احوال الكوفة
 ابو سعيد خدرى رضى الله عنه كہتے ہیں کہ ہم جناب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ساتھ چم کرتے
 کو گئے حبیب جناب عمر طوان کرنے لگے اور حجر الاسود کے سامنے بوسے کے لئے کھڑے ہو تو کہنے لگے
 میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع پہونچا سکتا ہے اگر ہم کو رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نہ حکم دیتے تو میں تجھے نہ چومتا پھر حضرت عمر نے اسکو بوسہ دیا جناب علی علیہ السلام نے
 فرمایا یہ نفع اور نقصان پہونچا سکتا ہے حضرت عمر نے کہا یہ بات آپ کہاں سے کہتے ہیں جناب علی علیہ
 السلام نے فرمایا خدا کی کتاب سچ ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ حبیب تیرے رب بنی
 آدم سے انکی پشتوں میں عہد لیا الخ پس حبیب خدا کی پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انکی پشت
 پر ہاتھ پیرا پیرا روح نے اقرار کیا کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہم اس کے بندہ ہیں اور خدا نے اسے عہد دیا
 لیکر ایک ورق پر لکھا اور اس پر تیر کی زبان اور انکے میں نہیں پس خدا نے فرمایا اپنے سونہ کو کھول اس نے
 سونہ کو کھول دیا اور اس ورق کو نکل لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو قیامت کو دن اسکی گواہی دیجو جو تجھ سے
 عہد پورا کرنے کی وجہ سے ملے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد
 ہے کہ قیامت کو دن میرا سوا کسی اور اسکی زبان نہایت تیز ہوگی گواہی دیگا اس شخص کی جو جو
 کے ساتھ اسکو جوئے گا پس اسے امیر المؤمنین یہ نقصان اور نفع دے سکتا ہے۔ جناب عمر نے فرمایا
 خدا کی طرف پناہ لیجاتا ہوں کہ میں زندہ رہوں اسی قوم میں کہ جس میں اسے ابو نعیم آپ ہوں +
 (۱) وقال ابو القاسم محمد بن عمر القشیری مرفوعا الى الحسن ان عمر بن الخطاب انى بامرأة
 مجنونة جعلت قد زنت فادعاهان برحبها فقال له على يا امير المؤمنين اما سمعت ما قال رسول الله

صلی اللہ علیہ قال وما قال قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ رفع القلم عن ثلاث عن المجنون
حتى یبرأ ومن الغلام حتى یدرک عن النائم حتی یتقیظ فخلی عمر سبیلها

ابوالقاسم محمود از مخشتری حسن بصری کیطراف مرفوع کر کے لکھتے ہیں کہ لوگ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو
پس ایک مجنون عورت حاملہ کو لائے کہ اس نے زنا کیا تھا جناب عمر نے اسکے رحم کا قصد کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ
ان سے کہا اے میرے مومنین! بچو نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے
کہا کیا فرمایا ہے جناب امیر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں کے قلم اٹھا لیا گیا ہے
مجنون جو بیت تک وہ تندرست ہو جائے اور لڑکے سے جب تک وہ بالغ نہ ہو اور سوہوے سے جب تک
وہ بیدار نہ ہو۔ پس جناب عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔

(۱۱) سنن ابی حزن بن ابی الاسود ان عمرا راد رحم المرأة التي ولدت بستانه اشهر فقال علی ان
اللہ تعالیٰ یقول وحملہ وفضالہ ثلاثون شهرا وقال اللہ تعالیٰ وفضالہ فی عامین فالحمل ستة
اشهر و الفضال فی عامین فترك عمر رجها وقال لولا علی لهلك عمر راخرج ابن السمان و
الخللی وحب الطبری فی الرایض النضر) ابی حزن ابی الاسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
ایک عورت کے رحم کا ارادہ کیا تو نکاح کے چوبیسویں روز چھٹی ہی پس جناب علی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بچہ کا
حمل اور دودھ چھ ماہ تک رہتا ہے بعد اس کے بعد اسے اور دوسری جگہ خدا فرماتا ہے کہ بچے کا دودھ چھ ماہ تک
دو برس کے بعد ہی پس حمل کی مدت چوبیسویں ہوئی اور دودھ چھ ماہ تک رہا اور دو برس پس عمر رضی اللہ عنہ نے ہر
کے رحم کرنے کو چھوڑ دیا۔ اور کہا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔

(۱۲) عن علی قال لما کان ولایة عمر رضی اللہ عنہ اتی بامرأة حامل فسالها عمر بن الخطاب
فاعترفت بالفجور فامر بها عمران بن جهم فلیقها علی بن ابی طالب فقال امرت بها ان تجم فقال نعم
اعترفت عندک بالفجور فقال هذا سلطانک علیها فاسلطانک علی ما فی بطنها۔ ثم قال له علی
فلعلک انتمرتها وانخفتها فقال قد کان ذلک قال او ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لا حد لمعترف بعد بلائہ انه من قبیلتہ او قبیلتہ فلا اقرار له فخلی عمر سبیلها ثم قال عجزت
النساء ان تلدن مثل علی بن ابی طالب راخرجہ الخوارزمی فی المناقب جناب علی رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لوگ ایک حاملہ عورت کو لائے حضرت عمر نے اس سے پوچھا اس
عورت نے اپنے زنا کا اقرار کیا حضرت عمر نے اسکو سنگسار کر دیا حکم دیا۔ راہ میں اسے جناب علی نے
دیکھا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے اسکو سنگسار کر دیا حکم دیا حضرت عمر نے عمر نے کہا ہاں اسے

میرے پاس اپنے فحور کا اعتراف کیا ہے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا اسپر نہ تھا رای حکم ہے اور اس کو بیٹھ مین جو
 کچھ کہتے اسپر نہ تھا رای حکم ہے یہ جناب علی نے فرمایا شاید لیتے اسکو خبر کا اور ہم گایا ہوگا حضرت عمرؓ نے
 کہا ہاں مینو ہم گایا تھا حضرت علیؓ نے کہا شاید آپز نہیں سنا ہے جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے کہ بعد شد کے اعتراف کرنا
 یہ حد نہیں ہے جسکو کہ آپ نے قید کیا اور ہم گایا پس اسکا قہر انہیں پس حضرت عمرؓ نے اسکو چوڑ دیا اور کہا کہ
 عوث بن علی بن ابیطالب حبس کر جینے مین عاجز مین ۛ

رسد ابن عن ابن السروق ان عمر اتي بامرأة قد نكحت في عدتها ففرق بينهما وجعل موهبة في بيت
 المال وقال لا يجتمعان ابدًا فبلغ علي قال ان كان جهلا فلها المهر بما استحل من فرجها وفيها
 بينهما واذا انقضت عدتها فهو خاطب من الخطاب فخطب عمر فقال ردوا الجاهلات الى ائسنت
 فرجه الى قبل علي راخرجه احمد ابن مسروق کہتے مین کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو
 لائے جس نے اپنی عدت مین نکاح کیا تھا۔ پس حضرت عمرؓ نے اسکے اور اسکے شوہر کے درمیان جدائی کا حکم
 دیا اور اسکے مهر کو بیت المال مین جمع کر لیا۔ اور کہا کہ یہ میان بیوی ہرگز کہی۔ اکٹھے نہیں ہونگے یہ بات
 حضرت علیؓ کے پاس پہنچی آپ نے فرمایا کہ اگرچہ نکاح جہل کے رو سے ہوا ہے تو اس عورت کو دیسے اس خط
 کے کہ اسکے فرج سے اس مرد کو حاصل ہوا ہے مرد لانا چاہیے اور حبیب عدت پوری ہو جائے تو یہ مرد اسکو
 ساتھ نکاح کرے پس حضرت عمرؓ نے اسکا نکاح کر دیا اور کہا جو بالتون کو سنت کی طرف رو کر و پس حضرت عمر
 نے جناب علیؓ کے قول کی طرف رجوع کیا ۛ

(۱۴) عن جعفر الصادق قال اتى عمر بن الخطاب بامرأة قد تعلق برجل من الانصاريين وكان تهرأه
 ولم تقدر عليه فاختالت فذهبت واخذت البيض اخوت منها الصفر وصبت البياض على
 الثوبها وبين فختنيها ثم حملت الى عمر فقالت يا امير المؤمنين ان هذا الرجل اخذني في موضع
 كذا وفضعتي ففهم عمر ان يعاقبه وكان علي جالساً عند رجل الانصاري يحلف بالله انما تكذب
 علي ويقول يا امير المؤمنين لا تجعل في امرتين لك براءة ذمتي فقال عمر علي ما ترى في امرها فقال
 علي نظرت الى البياض على ثوب المرأة فاقصتها ان تكون اختالت بذلك فقال ايتوني بما عار
 قد غلى غلياً ناشداً ان فعلوا فصبوا على موضع الثياب من ثوب المرأة فاستفاد ذلك البياض
 حق صار مثل بياض البيض المشوي ثم شمه فاذا هو بياض البيض فاقبل على المرأة فهدمها
 حتى اقرت بذلك ودفن الله العقوبة عن الانصاري ببركة علي بن ابي طالب ونقله نجم الدين
 فخر الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين السنبلي الميزني في مناقب الاعحاب جناب امام جعفر صادق

سے منقول ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں ایک عورت ایک انصاری مرد کو چاہتی تھی مگر اسے اس انصاری کا وصال
 میر نہیں ہوتا تھا ایک روز اس نے ایک حیلہ بنایا اور ایک انڈے کو ٹوڑ کر زردی کو پینکد یا اور سبکی سفیدی
 کو اپنے کپڑے اور جنکاسون پر چھڑک کر حضرت عمر سے آکر کہا یا امیر المومنین مجھے اس انصاری نے فلاں
 مقام پر رسوا کیا ہے حضرت عمر اس انصاری کو منرا دینے پر آمادہ ہو گئے جناب رضی اللہ عنہ انکے پاس بیٹھے
 ہوئے تھے انصاری خدا کی قسم کہا کر کہنے لگا یہ میری نسبت جھوٹ بگتی ہے اے امیر المومنین آپ
 میری بات میں جلدی نہ کریں آپ کو میری بے گناہی ثابت ہو جائیگی حضرت عمر نے جناب رضی اللہ عنہ سے کہا آپ
 اس عورت کے بارہ مہینہ کیا خیال کرتے ہیں جناب رضی اللہ عنہ نے ارشاد کیا کہ میں نے اس عورت کو کپڑے سفیدی
 کو دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس نے مکر گناہ کیا ہے تم میرے پاس کہو کہ ہوا پانی لاؤ جب لوگ پانی
 اوتھالائے آپ نے اس عورت کو کپڑے کے دو پیسے پڑھوا یا کپڑے سے انڈے کی سفیدی ہو کر اٹھ
 آئی پھر آپ نے اسے سو گھا تو اس میں سے انڈی کی لسانڈا آنے لگی آپ نے اس عورت کو دھمکایا اس
 نے اقرار کیا کہ میں نے مکر گناہ کیا تھا خدا تعالیٰ نے ہمت جناب امیر علیہ السلام کی برکت اس انصاری کو اس
 عقوبت کو دفع کیا۔

(۱۵) قبل از رجلین اتیا امرأة من قریش فاستودعاهما مائة دينار وقال لا تدفعینہما الی
 احد۔ نادون صاحبہ فلیثا حولا ثم جاء احدہما الیہا وقال ان صاحبی قد مات فادفع
 الی الدینار فدفعها الیہ ثم لبثت حولا اخری فجاء الاخر فقال دفعی الی الدینار فقالت ان
 صاحبک جاءنی وزعم انک قد مت فدفعها الیہ فاختصما الی عمر بن الخطاب فقیضا علیہما ودفعا
 الی علی بن ابی طالب وعرف علی نےما قد مکرا بہما فقال لیس قلتما لا تدفعیہما الی واحد
 منادون صاحبہ قال بلی قال فان مالک عندنا فادفعی فی بصاحبک حتی تدفعیہما الیک
 (راخو جہ الخوارزمی) روایت ہے کہ دو آدمی قریش کی ایک عورت کے پاس سو دینار امانت رکھ گئے اور
 کہہ گئے کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تو کسی ایک کو یہ امانت نہ دیجیو۔ سپر ایک سال
 گزر گیا ان میں سے ایک نے اگر بیان کیا کہ میرا دوست مر گیا ہے وہ سو دینار مجھے دیدے اس عورت
 نے سو دینار اسکو دیا یہ اسکے بعد پہر ایک سال گزرا وہ دوسرا آکر کہنے لگا وہ سو دینار مجھے دیکر
 اس عورت نے جواب دیا کہ تیرا دوست میری پاس آیا تھا اسکا خیال تھا کہ تو مر گیا ہے وہ مجھ سے
 امانت لیگیا ہے اس نے کہا کیا ہمارا یہ وعدہ نہیں تھا کہ جب تک اکٹھے ہم دونوں نہ آئیں تو امانت
 اکیلے کسی ایک کو نہ دیجیو پس اس عورت اور مرد میں جھگڑا شروع ہوا اور وہ دونوں جناب عمر سے

پاس فیصلہ کے لیے حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے انکو جناب علیؓ کی خدمت میں بھیج دیا جناب پر تعجب سے فوراً سمجھ گئے کہ ان دونوں آدمیوں نے اس عورت کو مکر کیا ہے اس آدمی سے فرمایا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے تھے تو تم لوگ اکیلے کسی ایک کو امانت دالیں دیتا۔ تیرا مال ہماری پاس موجود ہے اپنے دوست کو لے آیا ہم تجھے دیدینگے۔

۱۶۱ عن قتیل از سبغة انفس خرجوا من الكوفة مسافرين فخابوا ملة ثم عادوا وقد فقد منهم واحد فجاءت امرأته الى علي فقالت يا امير المؤمنين ان زوجي سافر هو وجماعة وقد عادودونه فاتيهم وسالتهم عنه فلم يخبروني بحالته وقد اتهمتم بقتله واسالك بلحضارهم واستكشاف حالهم فاحضروهم وفرقهم واقام كل واحد منهم الى سارية من سوارى المسجد وكل بعد رجلا يمنع از يقرب منه احد ليحدثه ثم استدعا واحد اخر فحدثه وساله عن حال الرجل فانكر فلما انكر رفع على صوته بالتكبير وقال الله اكبر فلما سمع الباكون صوت علي متفعبا بالتكبير اعتقدوا ان رفيقهم قد اقر وحقى لعل صورة الحال ثم استدعاهم واحدا واحدا فاقروا بقتله بناء على ان صاحبهم قد اخبر عليا بما فعلوه فلما اقروا بذلك قال الاول يا امير المؤمنين هو لا اعتد اقر او ما انا اقرت بذلك قاله هؤلاء رفقاءك قد شهدوا عليك فما ينفعك انكارك بعد شهادتهم فاعترفت انه شاركهم في امر قتله فلما اكمل اعترافهم بقتله اقام عليهم حكم الله تعالى (مطالع السؤل لطلحة الشافعي) روایت پر کہ سات آدمی کوفہ سے سفر کو گئے اور ایک مدت تک غائب ہو چر جب لوٹ کر آئے ایک ان میں سے مفقود ہو گیا۔ اسکی زوجہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگی یا امیر المؤمنین میرا خاوند ایک جماعت کو ساتھ سفر کو گیا تھا وہ لوگ سفر سے لوٹ آئے ہیں اور وہ نہیں آیا میں نے اسے اسکا حال پوچھا تھا وہ اسکا حال کچھ نہیں بیان کرتے اور میں انہر اسکے قتل کا دعویٰ رکھتی ہوں اور آپ کے ملحق ہیں کہ آپ انکے حضار کا حکم نافذ فرمائیں اور ان سے انکشاف حال کریں جناب امیر نے انکو بلایا اور ہر ایک کو ان میں سے جدا جدا مسجد کے گوشوں میں بٹھا دیا اور ایک ایک آدمی کا ہرا انہر مقرر کیا تاکہ اسے کوئی نہ ملے پائے اور بات نہ کرے ہر ایک آدمی کو ان میں سے بلایا اس آدمی کے حال سے پوچھا اس نے انکار کیا اسکے اذکار پر جناب امیر نے تکبیر کی بلند آواز فرمائی جب دوسرے لوگوں نے جناب امیر کی آواز کو سنا انکو گمان پیدا ہوا کہ انکے رفیق نے اقرار کر لیا ہے اور جناب امیر سے صورت حال کو بیان کر دیا ہے ہر ایک کو ان میں سے علیحدہ علیحدہ بلایا انہوں نے اس بنا پر ہر ایک قتل کا اقرار کیا کہ انکے رفیق نے جناب امیر سے انکا فضل بیان کر دیا ہے حیلان لوگوں نے ہر ایک اقرار کیا پہلا حاضر

کہنے لگائے امیر المؤمنین ان لوگوں نے اسکا اقرار کیا کہ میں نے تو اقرار نہیں کیا جناب امیر نے فرمایا یہ لوگ تیرے رفیق ہیں پھر گواہی دیتے ہیں اگلی شہادت کو بعد تیرا انکار تجھے نفع نہیں بخشتا پس اسے ہی انکے شریک ہونے کا اقرار کیا جناب کا اعتراف اس شخص کے قتل کی نسبت کامل ہو گیا۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے اسے کا حکم ان پر جاری کیا۔

(۱۷) عن محمد بن یحییٰ بن حبان از حبان ابن منقذ کان تحتہ امرأتان ہاشمیہ والانصار فطلق الانصاریۃ ثم مات علی رأس الحول فقالت لم تنقض عداۃ فارتفعوا الی عثمان رضی اللہ عنہ فقال هذا لیس بہ علم فارتفعوا الی علی فقال علی تخلفا ین عند منیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم انک لم تحضن ثلاث حیضات واک المیراث فخلعت فاشترکت فی المیراث راخرجه بن الحر الطائی محمد بن یحییٰ بن حبان کہتے ہیں کہ حبان بن منقذ کی دو جوہرین تھیں ایک ہاشمیہ اور ایک انصاریہ اس نے انصاریہ کو طلاق دیدیا تھا پھر اسی برس میں حبان مر گیا انصاریہ کہنے لگی میری عدت ابھی تک پوری نہیں ہوئی پس اسکا مرقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے حضرت عثمان نے کہا مجھے اس فیصلہ کا علم نہیں وہ مرقعہ جناب علی علیہ السلام کے پاس لے گئے جناب علی نے اس انصاریہ سے فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس حلف اٹھا لی کہ تجھے تین حیض نہیں گذری تو تجھے میرے میں شریک کیا جائیگا۔ پس اس انصاریہ نے حلف اٹھالی اور وہ میراث میں شریک کی گئی۔

(۱۸) کتب خالد بن الولید الی ابی بکر الصدیق الی اخذت رجلا بوطاء کما بوطاء المرأة فاستثا ابوبکر اصحابہ فقال بعضهم یقتل وقال بعضهم یرجم فقال لعلی ان العرب یا تفن من المثلۃ فما تری فیہ فقال اری ان تخدقہ فاحرقوہ ونقلہ نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین السیلابی المہندی فی مناقب اصحاب خالد بن ولید نے حضرت ابوبکر صدیق کبیرؓ کو یہ بیان کیا کہ ایک مرد ہے جو عورت کی طرح سے قتل کرتا ہے جناب ابوبکر نے صحابہؓ کو مشورت کیا بعض نے کہا اسکو قتل کرنا چاہیے اور بعض نے کہا سنگسار کیا جائے حضرت ابوبکر نے جناب امیرؓ کو کہہ دیا کہ لوگ منکر کرنے کو بہت برا جانتے ہیں آپکی اس میں کیا رائے ہے جناب امیرؓ نے فرمایا میری رائے میں اسے آگ کے اندر دھکیلنا چاہیے پس وہ آگ میں ڈالا گیا۔

(۱۹) عن زید بن حبیش قال حلبی جلان یتغذیان مع احدہما خمسة ارغفة ومع الآخر ثلثة ارغفة فلما وضع الغداء بین یدہما مر بہما رجل فسلم فقالا الغداء فجلس واکل معہما فاستوفوا فی اکلہم الارغفة الثمانیۃ فقام الرجل و طرح الیہما ثمانیۃ درہم وقال لہما خلاۃ

خذوا هذا عوضا مما اكلت من طعامكما قتنا زحما وقال صاحب الارغفة الخمسة لي خمسة دراهم وذلك
ثلاثة دراهم وقال صاحب الارغفة الثلاثة لا ارضى لان تكون الدراهم بيننا نصفين فارتفعنا
الى امير المؤمنين علي بن ابي طالب فقصنا عليه قصتهما فقال لصاحب الارغفة الثلاثة قد عرض لك صاحبك
ما عرض وخبره اكثر من خبرك فارض بالثلاثة قال لا والله لا رضيت الا بما الحق فقال له ليس لك
في ما الحق الا درهم فقال له عرض عليك صاحبك صلحا فقلت لا ارضى الا بما الحق فلا يجب لك في
ما الحق الا واحد فقال الرجل عرفني لوجه في ما الحق حتى قبضه فقال علي ليس لثمانية الارغفة
الا اربعة وعشرون ثلثا وانتم ثلاثة انفس ولا يعلم اكثر منكم كلا ولا اقل فتحملون في اكلكم على السواء
فاكلت انت ثمانية اثلاث وانما لك تسعة اثلاث واكل صاحبك ثمانية اثلاث وله خمسة عشر اثلاث
اكل منها ثمانية وبقى له سبعة اكل صاحب الدرهم واكل لك واحدا من تسعة فلك واحد ابوا احد
وله سبعة بسبعة فقال رضيت الان يا علي لا استعجاب في معرفة الاصحاب للعلامة بن عبد الله
نربن حبش سرور وایت هر که دو آدمی کسانا کما نیکو بیٹھے ایک کے پاس بیٹھ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں
تین اتنے زمین تیسرا آدمی آگیا اندونون نے اسے شرکت طعام کے لیے کہا وہ بھی انکے ساتھ کھائے
کو بیٹھ گیا وہ تینوں آتھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا آدمی آٹھ کٹرا ہوا اور ان دونوں کو آٹھ درہم دیکر
کہنے لگا یہ عرض ہے اس کما نیکو جو مینے تمہارے کما فر سے کما یا ہے۔ پیرمہ دونو باہم جگرٹنے لگے پانچ
روٹیوں والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہیے اور تجھے تین اور تین روٹیوں والے نے کہا جب
تہا کہ درہم نصف نصف نہون مین نہیں راضی ہوگا۔ تصفیہ کے لیے دونوں جناب امیر علیہ السلام کے
پاس آئے۔ اور تمام قصہ بیان کیا۔ جناب امیر نے تین روٹیوں والے سے کما تیرا دوست جو کچھ تجھے
دیتا ہے لے لے حالانکہ اسکی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا حبیب تک کہ میرا حق مجھے
نہ معلوم ہے مجھے مین راضی نہیں ہو نیکو جناب امیر نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں۔ تیرا
دوست صلح کے در سے جو کچھ تجھے دیتا ہے دیتا ہے اور تو کتا ہے کہ جب تک مجھے میرا حق نہ معلوم ہوگا
مین نہیں راضی ہو نیکو۔ تیرا حق تو انصاف سے ایک درہم ہے۔ سنو کما یا امیر مجھے اسکی وجہ بیان فرمائیے
تا کہ مین قبول کروں جناب امیر نے فرمایا کیا آٹھ روٹیاں کی جو بیس تھائی تھیں مین اور تم تین آدمی
کما نیوالے تھے یہ مین معلوم ہو سکتا کہ تم مین سے کون زیادہ کما نیوالا تھا اور کون کم اس لیے احتمال کیا
جاتا ہے کہ بیس تم تینوں نے برابر کما یا ہے۔ پس تم نے آٹھ تھائی تھیں کما تھیں اور تیری تین روٹیوں
کی نو تھائی تھیں اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تھائی تھیں اور آٹھ تھائی تھیں

کما تین اور اسکی سات تہائی ان باقی رہیں جو درہم والے نے کما تین اور تیری نو تہائیوں میں سو ایک تہائی
کمالی پس تیری ایک وٹی کے ٹکڑے کے بدلے ایک درہم ہے اور اسکر سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں
وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم کے لینے پر رضی ہوں *

(۲۰) قال سعید بن منصور فی سننہ باسنادہ سمعت علیاً یقول الحمد لله الذی جعل علینا
لیس السامعاً تلہ من امرہ ینہ ارفعاً و یتہ کتب الی لیس الی عن خنثی المشکل فکتبت الیہ ان یورثہ
من قبل مبالہ (تاریخ الخلفاء للسیوط) سعید بن منصور اپنی سنن میں با اسنادہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمن کو ایسا کر دیا کہ جب اس پر
ویشیہ میں سے کوئی مشکل امر وارد ہوتا ہے تو وہ ہم سے پوچھتا ہے۔ معاویہ نے مجھے لکھا کہ خنثی مشکل کا
مسئلہ پوچھا ہے میں نے اسکو جواب میں لکھا ہے کہ اس کے بول کے مقام کی رو سے میراث ملیگی یعنی اگر عورت
کی طرح سے پیشاب کرتا ہے تو مثل عورت کے میراث پائیگا۔ اور اگر مرد کی طرح سے پیشاب کرتا ہے تو مثل
مرد کی میراث پائیگا *

(۲۱) تناذعت امرأتان فی ایام عمر فی ولد کل واحد منہما تدعی ابنہا فاشکل علی عمر فارسل
الی علی فقال علی بنی بختار حاذق و منشار حید یقطع الولد فیجعل الولد بینکما نصفین فصاحت
امر الصبی وقالت ادفع کل الولد الیہا وقالت الاجنبیۃ اقطع الولد فاخذ علی الولد فادفع
الی الام التي صاحت وقال للاجنبیۃ علمت انہا امر الصبی و فی روایۃ ولدنا فی لیلۃ واحدۃ
فجاءت ابن واحدۃ منہما فکل واحدۃ منہما تدعی الی النخی لہا رنقلہ ابو بکر نجم الدین محمد بن
الحسین السیستانی المرندی فی مناقب الاصحاب جناب عمر کے زمانہ میں ایک لڑکے کی نسبت دو
عورتوں میں جھگڑا ہوا ہر ایک ان میں سے اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتی تھی حضرت عمر کو انکو فیصلہ
میں دشواری پیش آئی ان دونوں کو حضرت امیر کبیر دست میں فیصلہ کے لیے بھیجا جناب امیر نے فرمایا
میرے پاس ایک کاریگر بیٹھ ہی کولاؤ تاکہ اس سے اس لڑکے کو دو برابر حصوں میں کاٹ ڈالے کہ لڑکے
کا ایک ایک ٹکڑا ان دونوں کو دیدیا جائے لڑکے کی چلنے لگی آپ سالم یہ لڑکا اس عورت کو دیدین
دوسری عورت اجنبیہ کہنے لگی ضرور لڑکا کاٹ ڈالا جائے جناب امیر نے اس لڑکے کو اٹھا کر اسکی
مان کو دیدیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شب میں دو عورتوں کو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا لڑکا
مرگیا اس نندہ لڑکے کو وسطاً تارخ ہوا *

(۲۲) مدی لن رجلاً تزوج خنثی ولہا فرج کفرج النساء و فرج کفرج الرجال و اصدقھا

جاریہ کانت لہ ودخل بالختی واصابها فحملت منه وجاءت بولد ثمان الخنثی وطلعت الجارية
 التي اصدقها لها الرجل فحملت منه الجارية بولد فاشتغرت قصتهما ودرع امرهما الى امير
 المؤمنين علي بن ابي طالب فسل عن حال الخنثی فاخبرانها تحيض ونطاء وتوطاء وتمنى من
 الجانبين وقد جلت واحبلت فصارا للناس متحیری الا فهام في جوابها وكيف السبيل الى فضائها
 وفضل خطابها فاستدعى علي غلاميه وامرهما ان يلبسا الى الخنثی وبعیدا اضلاعیهما من الجانبين
 ان كانت متساوية ففي امرأة وان كان الايسر اقصر من الایمن بضلع واحد ففعل الرجل فجاء
 واخبراه بذلك وشهدا عند فحكوا على الخنثی بانها رجل وفرق بينها وبين زوجها ودليل
 على ذلك ان الله تعالى خلق ادم عليه السلام وحيدا فاراد سبحانه وتعالى احسانه اليه وخنثی
 حکمتہ فیہ ان يجعل له زوجا من جنسه لیسکن کل واحد منهما الى صاحبه فلما نام ادم خلق
 الله عز وجل من ضلعه القصری من جانبہ الايسر حواء فانثیه فوجدها جالسة الى جانبہ
 كاحسن ما يكون من الصور فذلک صار الرجل ناقصا من جنبه الايسر عن المرأة والمرأة
 كاملة الاضلاع من الجانبين والاضلاع الكاملة اربعة وعشرون ضلعا هذا في المرأة فاما
 الرجل فتلاثة وعشرون ضلعا اثنا عشر في الایمن واحد عشر في الايسر وباختيار هذه الضلعا
 قيل للمرأة ضلع اعوج وفصول المهمة وفود الابصار ومطالب الاستول لطلحة الشافعی (روایہ)
 کہ ایک مرد نے ایک مخنث کے ساتھ عقد کیا اور اس مخنث کے دو عضو مخصوص تھے ایک مثل عورت کو اور ایک
 مثل مرد کے اور اسکے مہر میں ایک نوٹھی دی پھر اس مخنث کے ساتھ مثل عورت کو صحبت کی یہ کو حمل
 رہ گیا اور اسکے بیان لڑکا پیدا ہوا۔ بعد اسکے اس مخنث نے اس نوٹھی کے ساتھ صحبت کی جس کو
 اس مرد نے اسکے مہر میں دیا تھا۔ پس اس نوٹھی کو بھی حمل رہ گیا اور اسکے بیان یہی لڑکا پیدا ہوا۔ یہ
 خبر شہید ہوئی اور حضرت امیر سے بھی لوگوں نے بیان کیا۔ آپ نے مخنث کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ اس
 عورتوں کے ہر کو حیض ہی آتا ہے مرد اس سے صحبت کرتا ہے تو اسکے دونوں مقام سے سنی نکلتی ہے
 اور خود یہی حاملہ ہوتا ہے اور اس سے عورت بھی حاملہ ہوتی ہے پس لوگ نہایت حیران ہوئے کہ اس کو
 حکم کا کیا طریق ہوگا۔ آیا یہ مردوں میں سے شمار کیا جائیگا یا عورتوں میں سے پس جناب امیر نے انہی
 دو غلاموں کو طلب فرمایا اور حکم کیا کہ اس مخنث کے پاس جائیں اور اس کی دونوں طرف کی سیلیوں
 کو شمار کریں اگر برابر ہوں تو وہ عورت ہے اور اگر بائیں طرف سے ایک سیلی تعدا دین دہنی طرف سے
 کم ہو تو وہ مرد ہے چنانچہ دونو غلام اس مخنث کی پاس گئے اور اس کی دونوں طرف کی سیلیوں کو شمار

کیا پس بائیں طرف کی ایک پسلی کو داہنی طرف کی پسلیوں سے شمار میں کم پایا اور اس کے پاس اگر کسی خبری اور اس بات پر دونوں نے گواہی ادا کی جناب ابائیر نے حکم دیا کہ دو مجننت مرد ہے اور اس کو اسکے شوہر سے علیحدہ کر دیا دلیل اس بات کی یہ ہے کہ حبیب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنی حکمت کاملہ سے اس کو فرمایا کہ ان کے واسطے انہیں کی جنس سے ایک زوہ پیدا کرے تاکہ ایک کو دوسرے سے تسکین حاصل ہو پس جب وقت کہ حضرت آدم سو گئے اللہ تعالیٰ نے انکی بائیں طرف کی ایک پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا حضرت آدم بیدار ہوئے تو انہوں نے حضرت حوا کو اپنے پسلیوں میں بیٹھا ہوا پایا جو نہایت خوبصورت تھیں پس اس سبب سے مرد کی بائیں طرف کی پسلی عورت سے کم ہوتی ہے اور عورت کی دونوں طرف کی پسلیاں بوری ہوتی ہیں لیکن مرد کی تیس پسلیاں ہوتی ہیں بارہ داہنی طرف اور گیارہ بائیں طرف اور اسی سبب سے عورت شری پسلی کہلاتی جاتی ہے *

(۲۳) قال ابن طلحة الشافعي في مطالب السؤل كان حد شارب الخمر أربعين سوطا اقامه ابو بكر كذلك في ولايته ثم اقامه عمر صدرا في ولايته فلما انعم الناس في شربها واستحقوا ضرب الاربعين شاد عمر اصحابه في ذلك فقال علي بن ابي طالب اذا شرب سكر واذا سكر هذا واذا هذا افتري وعلى المفتري ثمانون فبلغوا به حد المفتري فاخذ عمر هذا القول من علي بن طلحة الشافعي عليه الرحمة سطا السؤل من يكتمه بين كنه شراب نوش کی حد چالیس کوڑے تھی جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو اسی طرح سے قائم رکھا پھر حضرت عمر نے بھی اپنی ابتدا خلافت میں اسی کو قائم رکھا جب لوگ شرب خمر میں زیادہ منہمک ہونے لگے اور چالیس کوڑوں کو حقیر جاننے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں صحابہ سے مشورت کی جناب علی علیہ السلام نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شراب پیتا ہے تو مست ہو جاتا ہے اور جب بہت ہو جاتا ہے تو نہ بیان بکتا ہے پس جب اس نہ بیان بکا تو جو بٹ کھا اور جو بٹ بولنے والے کی سزا انشی کوڑے ہیں پس اس کو مفتری یعنی جھوٹے کی سزا دینا چاہیے حضرت عمر نے اس قول کو جناب علی سے اخذ کر لیا *

(۱۹) عن محمد بن الزبير قال دخلت مسجد مشق فاذا ثا بشيخ قد التوت برقوتاه من الكبر فقلت يا شيخ من ادركت من الصحابة قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه قلت فما غزوت قال ايرموك قلت حدثني بشي سمعته قال خرجت مع فتية حجاجا فاصبنا ببعض نعام وقد احرمنا فلما قضينا لسكتنا ذكرنا ذلك لامي المؤمنين عمر فادبر وقال اتبعوني حتى انتهي الى حبي رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرجت فاجابت منها امرأة فقال اشرا بوالحسن قائم

بین علی بن ابی طالب بسبب زیادہ علم فرائض جانتے والے ہیں *

(۲) ثخن مغیرہ قال لیس احد منهم اقوی قولا فی الفرائض من علی وکان مغیرہ صاحب الفرائض راستیاب) مغیرہ کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے کوئی زیادہ قوی قول والا جناب علی سے نہیں اور مغیرہ خود صاحب فرائض تھے *

(۳) قال محمد بن طلحہ الشافعی فی مطالع السؤل قبل ان اسد اہل بیت عند علی وقد خرج من داره لیکب فترك رجله فی الکراب فقالت یا امیر المؤمنین ان اخي قد مات وخلف ستائة دينار وقد نعو الی من ماله دینار واحد واسالك انصافی وایصال حتی الی فقال لها خلفا اخوك بنتین فقالت نعم قال لها الثلثان اربعائة وقال خلف اما قالت نعم قال لها السد مائة دینار وخلف زوجة قالت نعم قال لها الثمن خمس سبعون وخلف اثنا عشر اخا قالت نعم قال لکل اخ دیناران وذلک دینار فقد اخذت حقلک فانصرفی روایت سے کہ ایک عورت حضرت امیر کے پاس آئی حضرت اس وقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہو رہی تھیں ایک پاؤں رکاب میں رکھا تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر المؤمنین میرا بہائی چھ سو دینار چھوڑ مرا ہے مگر لوگوں نے مجھ کو ایک دینار دیا ہے میں آپ سے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہوں حضرت نے فی الفور جواب دیا کہ تیرے بہائی کی دوستیاں رہ گئی ہوں گی اسنے کہا ہاں فرمایا کہ دو ٹکٹ یعنی چار سو دینار تو انکے لیے ہوئے اور فرمایا تیرے بہائی کی مان بھی ہوگی جسکو سدس یعنی سو دینار پہنچنی اور نہ وجہ بھی ہوگی پس زوجہ کو ثمن لینے چھوڑ دینا رے حضرت نے پوچھا کیا تیرے بارہ بہائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے فرمایا کہ دو ٹکٹ بہائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پا چکی ہے جا لوٹ جا۔ یہ سہل دینار یہ کس نام سے مشہور ہے اسی طرح سے ایک اور مسئلہ منہ یہ کہ نام سے مشہور ہے جسکو علامہ محمد بن طلحہ مطالع السؤل میں کہتے ہیں *

(۴) قبل ان ھ کان علی منیر الکوفة فقام الیہ رجل فقال یا امیر المؤمنین ان ابنتی قد ماتت فجاء ولها عن ترکة الثمن وقد اعطوها التسع فاسالك الانصاف منهم فقال خلف صهر لثبتین قال نعم وقال ابواہ باقیان قال نعم قال صار ثمنھا تسعا فلا تطلب حواء کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کوئی کے منہ پر پشیر لیں فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کترے ہو کر کہا یا امیر المؤمنین میری لڑکی کا خاوند مر گیا ہے اور یہاں تک کہ میں آٹھواں حصہ ہے اور میرے داماد کے وارث ہوں تو ان حصہ دیتے ہیں میں آپ سے انصاف کا خواہاں ہوں جناب امیر نے فرمایا تیرا داماد دو بیٹیاں

جوڑا ہے اُس کو کہا کہ بجائے اپنے فرمایا ہر ماننا ہی زندہ ہیں ماوس نے تسلیم کیا آپ نے فرمایا کہ تیری لڑکی کا آٹھواں حصہ اب نواں حصہ ہو گیا ہے پس تو اس سے زیادہ مست طلب کر۔

۱۰۰ عن جعفر الصادق قال لما ولي عمرها ست وثلاثون سنة له الامور اتي بمولود له رأسان وبطنان واربعة ابدی ورجلان وقبل ود بر واحد فنظر الى شئ لم ير مثله قط فنظر الى انسان اعلاه اثنان واسفله واحد فلم يكلمه فكيف الحكمة فيه فارسل الى علي فحياه فنظر اليه فقال انظروا اذ ارد قد نصباح فان ابنته المرسان جمعاً فهو واحد وان ابنته الواحد وبقي الاخر فاثنتان فقال عمر لا ابقاني الله بعد لثيا ابا الحسن فنقله نجم الدين فخر الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين المستبلا في المندى في مناقب الاصحاب جناب امام جعفر صادق ع فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کی خلافت کی وقت لوگ ایک لڑکے کو لائے جس کو دوسرا اور دو بیٹ اور چار ہاتھ اور دو پاؤں اور ایک قبل اور ایک دیر تھی جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا انسان بچہ دیکھا کہ وہ ایک کبھی پتھر کی پتھر سے تان تک تو دو انسان تھے اور ناف سے نیچے تک ایک تھا حضرت عمر کو ورثہ دینے میں حیران ہو گئے کہ آپ اس کو ایک ورثہ دیا جاوے یا دو وارثوں کا حقد اسے سبھا جاوے پس اس کو جناب امیر کبیر حضرت فیصلہ کے لیے بھیج دیا آپ نے دیکھ کر فرمایا جب یہ سو جائے تو تم لوگ چلاؤ اگر اسکے دونوں ہاتھ ایک ہی ہوں بلین تو سمجھ لو کہ یہ لڑکا ایک ہی اور اگر ایک جنبش کرے اور دوسرا نہ کرے تو سمجھ لو کہ وہ ہیں پس نہ چنے امیر عنہ کہنے لگے اے ابو الحسن خدا مجھے تیرے بعد زندہ نہ رکھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم اصول الدین یعنی علم کلام

یہ علم حکم کلام الہی اور عقاید اور متاخرین کی اصطلاح میں علم کلام کہتے ہیں بعد تقیہ حدیث کے اس کا مرتبہ نہایت عالی ہے کیونکہ اس میں توحید اور نبوت اور احوال سعادت سے بحث ہوتی ہے اور فضا و قدر کے اسرار و غوامض بیان کی جاتے ہیں اسکے نکات جہد کہ جناب امیر علیہ السلام کے خطبات میں موجود ہیں وہ کسی صحابی کی کلام میں نہیں چنانچہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں کہ متکلمین اعمام علم الامور قد جاوزوا خط امیر المؤمنین علی بن ابی طالب من اسرار التوحید والعدل والنبوة والقضاء والقدر واحوال اللعالم یات فی کلام ساثر المظاہر فیمیز فرق المتکلمین یتنبی لآخر نسبتہم فی هذا العلم الیہ اما المعنۃ فہم یتسکبوا انفسہم والاشعرۃ فکلام منتسب الی الاشعرۃ وهو کلام تلمیذ الی علی الجہا المقسوس وهو منتسب الی امیر المؤمنین واما الشیعۃ فانسابہم الی الظاہر واما الخوارج فہم غایۃ صدام عنہ کلام یتسکب الی اکابرہم واولئک الاکابر کانوا تلامذۃ علی فثبت ان جمیع المتکلمین من فرق الاسلام کلام تلامذۃ علی (اربعین فی اصول الدین)

کے جتنے فرقے ہیں وہ سب حضرت امیر علیہ السلام کی طرف منتہی ہوتے ہیں جبکہ پہلا فرقہ جس کے پہلو پر علم میری شہر پائی ہے معتزلہ کا ہے اسکا بانی و اصل بن عطاء ہو جسے ابو ہاشم بن عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ سے تعلیم پائی ہے۔ اور عبد اللہ نے اس علم کو اپنے والد محمد بن حنفیہ سے سیکھا ہے اور محمد بن حنفیہ کو جو کچھ فیضان حاصل ہوا ہے اپنے پدر بزرگوار جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام سے حاصل ہوا ہے۔ دوسرا فرقہ جس نے معتزلہ کے بعد اس علم میں کمال حاصل کیا ہے وہ اشعر یہ کہلاتا ہے جو امام ابو الحسن علی بن ابی شبرا لا شعری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے، امام ابو الحسن اشعری امام ابو علی جبائی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں جو مشائخ فرقہ معتزلہ میں سے تھے پس یہ فرقہ بھی معتزلہ کی طرف منتہی ہوتا ہے جسکا انتساب جناب امیر علیہ السلام کی طرف اور ثبات ہو چکا ہے۔

متکلمین میں سے تیسرا فرقہ زیدیہ کہلے جو امامیہ کی شاخ ہے اور امامیہ کا انتساب جناب امیر علیہ السلام کی طرف ظاہر ہے۔

چوتھا گروہ متکلمین سے خارج کہلے جو جناب امیر علیہ السلام کے دشمن ہیں۔ تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوارج کے اکابر وہی لوگ تھے جو ابتدا میں حضرت امیر سے تعلیم پاتے رہے ہیں۔ ہم تمہیں چند کلمات جناب امیر علیہ السلام کے نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ افلاطون الہی اور ارسطو نے بھی باوجود ہندو علم و فضل کے کبھی ایسے نازک و پیچیدہ مسائل تو حید کو اس زراعت الفاظ کے ساتھ نہیں بیان کیا۔

(۱) قال لا بعض من حضراتہ من الواردین متی کان دنیا فقال لا عالم یکن ہو کائن بلا کیف یکون بلا کیفونہ کان لم یزل قبل القبل وبعد البعد بلا غایت ولا منتہی لہ انقطع حدوث الغایات فهو غایت کل غایت وسع کل شیء علما لا یرجع بن حسا کو کسی نے سوال کیا یا امیر المومنین کہ کیا تمہارا ہمارا فرمایا کیا وہ نہیں تھا کہ پہر ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا اور وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہوتا نہیں تھا وہ ہمیشہ سے تھا سب پہلوں سے پہلا اور سب پہلوں سے پچھلا ہمیشہ سے پہلا کیفیت اسکی انتہائیں اسکی طرف نہایت کا انقطاع ہوتا ہے وہ نہایت کا نہایت ہے اپنے علم کو جس سے ہر شے کو لیے ہوئے ہے۔

(۲) قال فی تعجید اللہ وتحمیدہ وهو اللہ لا یبلغ مدحہ القائلون ولا یحصى نعمائہ ولا یؤدی حقہ المجتہدون الذی لا یدرکہ بعد الحمد ولا ینالہ عنوص الفطن مطالع السؤل جناب امیر علیہ السلام خداوند تعالیٰ کی تعجید اور تحمید اور توحید میں بیان فرماتے ہیں کہ

وہ وہ ذات ہو کہ اسکی روح نکلے نہیں ہو سکتی اور نہ اسکی نعمتوں کو گزشتہ لوگ گن سکتے ہیں یا وہ گزشتہ کربوں کے حق کو ادا نہیں کر سکتے نہ بہتوں کی مدد میں اسکی پہنچ سکتی ہے اور نہ دانا علی کو اسکی ذات تک سالی ہے جبکہ زیادہ ترجیحا یا میر کے لیے ناواقفان کے دیکھنے کا اشتیاق ہو وہ اس کتاب کے آخر میں حضرت کے چند خطبات کو دیکھے اور اگر اس سے بھی سیری نہ ہو تو بیچ البلاغ کو مطالعہ کرے یہ رسالہ اہل تحریک کا مشعل بنین ہو سکتا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم تصوف

اس علم کا ماخذ اربعہ اور سرچشمہ جناب امیر علیہ السلام ہیں چنانچہ خواجہ محمد یار ماحمہ رحمۃ اللہ علیہ فیصل الخطاب بن تحریک فرماتے ہیں۔ قال الجنید رحمۃ اللہ علیہ صاحبنا فی هذا الامر الذی اشار الی ما تضمنه القلوب او محالی خائفہ بعد نبینا صلعم علیہ السلام یعنی جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ہمارا پیشرو اس امر تصوف میں کہ جس نے اشارہ کیا ہے طرف اس شے کی جو دلوں میں آ کے متضمن ہوتی ہے اور جس نے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکے حقائق کی طرف ایمان لیا ہے وہ علی بن ابیطالب ہیں اور خواجہ یار ماحمہ پراسی سال کے دوسرے مقام میں لکھتے ہیں ان امیر المومنین علی بن ابیطالب لو تفرغ ہاینا عن الحروب لنقل الدیاعنہ من هذا العلم یعنی علم الحقائق والتصوف مالا تقدر لہ انقلب یعنی اگر امیر المومنین علی بن ابی طالب اپنی غزوات و فاریع ہوتے تو ان سے ہمارے لیے اس علم یعنی علم حقائق اور تصوف کے متعلق وہ باتیں نقل کیا تیں کہ دل جسکو سمجھ نہ ہو سکتے۔

اور کشف المحجوب میں ہر قوم سے قال سید الطائفة الجنید شیعنا فی الاصول والبلاد علی المرتضیٰ یعنی اما منافی علم الطريقة و معاملا تھا هو علی المرتضیٰ سیدہ الطائفة جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر اصل اور بلایا میں علی مرتضیٰ ہیں یعنی ہمارا امام علم طریقت میں اور اسکی معاملات میں علی المرتضیٰ ہیں۔ تمام سلسلے مثل قادریہ۔ چشتیہ۔ قشیریہ۔ و ہر ویہ و احمدیہ القزالیہ و محمدیہ القزالیہ و شطاریہ و رفاعیہ و سہروردیہ و کبرویہ و شاذلیہ و نقشبندیہ جناب امیر علیہ السلام تک منتهی ہوتے ہیں۔

اگرچہ اس زمانہ میں ہر ایک سلسلے سے ہزار ہا شاخیں نکلی ہیں لیکن تقدیر کے نزدیک انکے اصل و طریقہ سے جنید اور طغوریہ جنید حضرت سید الطائفة جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے حضرت جنید کو حق سہری متعلق ہے بعیت ہے اور حضرت سہری قطبی حضرت معروف کرخی کے سرید ہیں۔ اور حضرت معروف کرخی نے حضرت داؤد طائی سے فیض حاصل کیا ہے اور حضرت داؤد طائی حضرت حبیب عجیب سے فیض پائیے ہو ہیں اور حضرت حبیب عجیب حضرت حسن عسکری سے خرقہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سے

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو منسوب ہے طیفور یا زید بسلامی حنہ ائمہ علیہم السلام کی جنگی بیعت حضرت امام مظلوم جعفر صادق علیہ السلام سے تھی جس میں سب کا حاتمہ جناب امیر علیہ السلام کی ذات مقدسہ تک پہنچتا ہے۔
امام محمد بن ابی علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں ومنہا علم تصفیۃ الباطن ومعالم
ان تشیع جمیع المصوفیۃ بنتہی الیہ +

جناب امیر علیہ السلام کا علم نحو

یہ علم تو حضرت امیر علیہ السلام ہی کی ایجاد ہے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں
عن ابی الاسود الدؤلی قال دخلت علی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فرأیتہ مطرقاً مکرراً فقلت فیم
تفکر یا امیر المؤمنین قال فی سمعت یلداً کما یلدا فادوت کتاباً فی اصول العربیہ فقلت ارفعلت هذا
احییتنا وبقیت فینا هذا اللغۃ فماتتہ بعد ثلث ايام فالق الی صحیفۃ فیہا بسم اللہ الرحمن الرحیم
الکلام کلہ اسم وفعل وحرف فالاسم ما اباننا عن المسموع الفعل ما اباننا عن حوکہ المسموع الحرف ما اباننا
عن معنیہ لیس باسم ولا فعل ثم قال تتبعون ذلک ما وقع لک واعلم یا ابی الاسود ان الاشیاء ثلاثہ
ظاہر ومضمون شیء لیس بظاہر ولا مضمون انما یتفاضل العلما فی معرفتہما لیس بظاہر ولا مضمون قال
ابو الاسود فجمعت منہ اشیاء وعرفتہا علیہ فکان من ذلک حروف الغیب فذکرت عنہا ان ولید
لیت ولعل وکان ولما اذکر لکن فقال لی لم ترکھا فقلت لم احسبھا منہا فقال بل ہی منہا فزودھا
فیہا ابو الاسود الدؤلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن جناب امیر علیہ السلام کی پاس گیا سینے دیکھا
آپ گردن مبارکہ جبکایہ کسی کمر میں میں سینے استفسار کیا یا امیر المؤمنین آپ کس باب میں فکر فرما رہے
میں ارشاد کیا سینے ہمارے اس شخص میں لوگوں کو اپنی زبان میں غلطی کرتے ہوئے سنا ہے اس لیے میں نے
امادہ کیا ہے کہ میں ایسی کتاب لکھوں کہ اس میں عربی زبان کے قاعدے ہوں سینے کہا اگر آپ ایسا
کرینگے تو ہم لوگوں کو زندہ فرادینگے اور ہم میں یہ زبان عربی باقی رہ جائیگی بہرین تین دن کے بعد
جناب امیر علیہ السلام کے خدمت اقدس میں گیا آپ نے مجھے ایک کاغذ دیا اس میں لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن
الرحیم کل کلام تین قسم ہے اسم اور فعل اور حرف پس اسم وہ چیز ہے کہ اپنے کسی سے خبر دے اور فعل وہ چیز
ہے کہ کسی کی حرکت سے خبر دے اور حرف وہ چیز ہے کہ ایسے معنی سے خبر دے کہ وہ نہ اسم ہو نہ فعل ہو بعد
اذ ان ارشاد کیا اسکا تتبع کر اور جو کچھ مناسب معلوم ہو اس میں بڑھا اور آگاہ ہوا ہے ابو الاسود کہ سب
اشیاء تین قسم ہیں ایک ظاہر اور ایک مضمون اور ایک شیء ہے کہ وہ نہ ظاہر ہے نہ مضمون اور علما کی تفصیلت

جناب امیر علیہ السلام کی وہ فصاحت و بلاغت تھی کہ جبکہ دوست دشمن سب قائل تھے چنانچہ روایت ہے کہ حبیب
مختار بن ابی مختار جناب امیر علیہ السلام کو پاس معاویہ کی پاس چلا گیا۔ اور خوشامد کی راہ سے کہنے لگا جئتک
من عند اعمی الناس فقال فی جوابہ و عجت تقول اعمی الناس فهو والله ما لسن الفصاحة لعلی غیہ
یعنی میں قریب سے نزدیک آیا ہوں شخص کے پاس سے آیا ہوں جو بات کرنے میں فردا مذہب سے معاویہ کے کما اسوس ہے تجھ
پر تو ایسی شخص کو بات کرنے میں عاجز کرتا ہے خدا کی قسم ہے قریش کے لیے فصاحت میں کوئی اس سے زیادہ
بامعاویہ بولنے والا نہیں ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الشعر

علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں اخراج الشعبی قال کان ابو بکر یقول الشعر و کان
عمر یقول الشعر و کان عثمان یقول الشعر و کان علی شعر یعنی شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ
عنه شعر کہا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے
اور جناب حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ شعر کہنے والے تھے چنانچہ جناب کا دیوان بدیع مشہور خاص
و عام ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی اور رسکات خصم کی کیفیت تھی کہ ایک بات میں دوسرے کو بند فرما دیتے تھے
عن محمد بن قیس قال دخل الناس من الیوم علی علی فقالوا له ما صبر تصبر ندیکم الا خمس
عشر سنۃ حتی قتل بعضکم بعضا فقال علی قد کان صبر خیل و لا کتکم و اجفت اقداسکم من الیوم
حتی قتلتم یا موسی اجعل لنا الہا کما لہم الہة راخرجه احمد محمد بن قیس سے مروی ہے کہ چند یہودی
جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے آپ لوگوں نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پچیس برس ہی
صبر نہیں کیا جتنے کہ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا نے حقیقت
صبر کرنا بہتر تھا۔ لیکن تمہارا قدم ابی وریا سے باہر نکلا خشک ہی نہیں ہوئے تھو کہنے لگا یا موسی میری
مصر میں کے خدا تھے و میری خدا ہو گیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الکتاب

جناب امیر علیہ السلام حسن خطین مہارت تامہ رکھتے تھے چنانچہ خود حضرت امیر کا قلم ہے علیکم بحسن الخط فانه من منافع الرزق لیسے تہو جبکہ کہ اپنی اولاد کو خوش خطی سکھاؤ کیونکہ وہ رزق کی کنجیوں میں سے ہی ہے۔ دوسرے مقام پر حضرت فرماتے ہیں علموا اولادکم الکتابۃ فافزحہم الملوک والسلاطین علیکم یعنی اپنی اولاد کو کتابت سکھاؤ کیونکہ کتابت میں بادشاہوں کی ہمت اور توجہ ہماری طرف ہونگی +

جناب امیر علیہ السلام کا علم تعمیر الروایا

عن ابن عمر قال قال عمر بن الخطاب لعلی یا ابا الحسن ربنا شهدت رعبنا وربنا شهدنا وغبت ثلاث اسالك عنهن هل عندك منهن علم قال علی وما هن قال الرجل یحب الرجل ولم یرب منه خیرا ویغض الرجل ولم یرب منه شرا قال نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا وراح فی الہوی حین وہجۃ تلتقی فتشام فما تعارف منها ایتلف وما تناکر منها اختلف فقال عمر واحدة الرجل یتحدث بالحديث تشبه اذا فکرم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من القلوب قلبا الا وله صحابة کسحابہ القریبین القریب یغیث اذا علیہ صحابة فاظلم اذا اختلفت قال اثنتان والرجل یرى الرؤیا منها ما یصدق ومنها ما یکذب قال علی نعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد ولا ممة یتام فیستقل نوماً الا یرجع بروحه الی العرش فالتی لا یتقیظ الا عند العرش فتلک الرؤیا التي تصدق والتي لا یتقیظ دون العرش ففی الرؤیا التي تکذب فقال ثلاث کنت فی طلبهن فالحمد لله الذی اصبتھن قبل الموت (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الحلیۃ والذہبی فی فردوس الاخبار عبد الباقی بن عمر مینی اسعدہ کہتے ہیں کہ جناب عمر بن الخطاب حضرت علی علیہ السلام سے کہنے لگے یا ابا الحسن بسا اوقات آپ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور ہم نہیں تھے اور بسا اوقات ہم حاضر تھے اور آپ غائب تھے تین باتیں میں آپ کے پوچھتا ہوں اگر آپ کو علم ہو تو آپ مجھے بتا دیں حضرت علیؑ نے فرمایا وہ کیا ہیں حضرت عمرؓ نے کہا کہ ایک آدمی سے ایک آدمی محبت کرتا ہے حالانکہ نہ ملتے کوئی نیکی دیکھتا ہے اور ایک آدمی ایک سے بغض کرتا ہے حالانکہ اسے کسی طرح کی بربائی نہیں دیکھی ہوئی جناب علیؑ نے فرمایا تمہیکم ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روضین ہوا میں لشکر صفا بستہ باہم ملتے ہیں اور بوجہ ہمت ہیں پس جب کو ان میں سے پہچانتے ہیں محبت کرتے ہیں اور جس سے نفرت کہاتے ہیں اختلاف کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا یہ ایک بات ہوئی ہے حضرت عمرؓ نے کہا انسان بات کرتا کرتا اس کا ذکر بول جاتا ہے جناب امیر علیہ السلام نے کہا میں نے سنا ہے کہ گویا دل انسا نہیں کہ اس پر مثل قمر کے بادل نہ ہو جب اس پر

یہی ہے کہ امام جعفر صادق نے اس علم کو دہم کیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم حس

(۱) عن زین جیش قال جلس بجلان یقذیان مع احدهما خمسة ارغفة ومع الآخر ثلاثة ارغفة فلما وضع الغذاء بین ایدیہما رجلا فسلم فقالا الغدا بجلان فاستوفوا فی اکلهم الارغفة الثانیة فقام الرجل وطرح الیہما ثمانیة دراهم وقال لهما خذوا هذا عوضا مما اكلت من طعامكما فتنازعا وقال صاحب الارغفة الخمسة لی خمسة دراهم ولك ثلاثة دراهم وقال صاحب الارغفة الثلاثة لا ارضی الا ان تكون الداهم بیننا نصفین فارتفعا الی امیر المومنین علی فقضا علیہ قصتهما فقال لهما الارغفة الثلاثة قد عرض لك صاحبك ما عرض وختره اكثر من خیرك فارض بالثلاثة قال لا والله لا رضیت الا بمرالحق فقال له لیس لك فی مرالحق الا درهم فقال له عرض علیك صاحبك صلحا فقلت لا ارضی الا بمرالحق ولا یجب لك فی مرالحق الا واحد فقال الرجل عرضنی لوجبی فی مرالحق حق اقبله فقال علی الیس الثمانیة الارغفة الا اربعة وعشرون ثلثا وانتم ثلاثة انفس ولا یعلم الا اكثر منكم كلا ولا اقل فتحملون فی اكلكم علی السوا ما اكلت انت یثانیة الثلاث وامننا لك تسعة ثلاث واكل صاحبك ثمانیة ثلاث وله خمسة عشر ثلاث وبقي له سبعة اكل صاحب الداهم واكل لك واحدة من تسعة فلك واحد بواحد وله سبعة بسبعة فقارضت الان یا علی (استیعاب) زین جیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھا نیکو بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں تیسرا آدمی آگیا ان دونوں نے اس کی شرکت طعام کے لیے کھا وہ بھی لنگ ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا وہ تینوں جب آٹھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا اٹھ کھڑا ہو گیا اور دونوں کو اکثر درہم دیکر کہنے لگا یہ عوض ہے اس کھانیکا جو میں نے تمہاری کھانے میں سو کھایا ہے میں وہ دونوں باہم جبر کرنے لگے پانچ روٹیوں والے نے کھا بھی پانچ درہم ملنے چاہیے اور تجھے تین تین روٹیوں والے نے کھا میں نصف تو لگا۔ تصفیہ کے لیے دونوں جناب امیر کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کیا جناب امیر نے تین روٹیوں والے کو کھاتیر ساتی جو کچھ تجھے دیتا ہے لے لے۔ حالانکہ اس کی دوٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا جب تک کہ میرا حق مجھے معلوم ہو جائے میں نہیں راضی ہوتا جناب امیر نے فرمایا کہ میرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں میرا دوست صلح کے لیے جو کچھ تجھے دیتا ہے دیتا ہے تو اس پر کہتا ہے جب تک کہ میرا حق مجھے معلوم نہ ہو جائے میں نہیں راضی ہوتا۔ میرا حق تو انصاف کے روبرو

ایک درہم ہے۔ اس نے کہا یا امیر المؤمنین مجھ سے اسکی وجہ بیان فرمائیے تاکہ میں قبول کروں آپ نے فرمایا کہ کیا آٹھ سو تین
کے چوبیس تھائیائیں نہیں ہیں۔ اور تم تین آدمی کہا نیوالے تھے پچھن معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون نیلوا
کہا نیوالا تھا اور کون کم اسلیے ہی خیال کیا جاتا ہو کہ تم تینوں نے بار بار کہا یا ہے۔ پس تم نے آٹھ تھائیائیں
کہائیں اور تیری تین روٹیوں کی نو تھائیائیں تھیں۔ اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تھائیائیں
تھیں۔ اور آپ نے ہی آٹھ تھائیائیں کہائیں اور اسکی سات تھائیائیں باقی رہیں جو درہم ہالے نے کہائیں اور
تیری نو تھائیوں میں ایک تھائی کہائی پس تیرے ایک ٹکڑے روٹی کے عوض ایک درہم ہے اور اسکی سات ٹکڑوں
کے بے سات درہم ہیں۔ وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم ہی کے لینے پہ اصرار ہوں۔

(۲) قال محمد بن طلحة الشافعي في مطالب السؤل قبل ان امتحنت حاتم عند علي وقد خرج من داره ليكب
فترا رجلاه في الركاب فقالت يا امير المؤمنين اني قد مات وخلف ست مائة دينار وقد فو الى يناد
واحدا واسالك ايضا حتى الى فقال لها خلف اخوك ابنتان فقالت نعم قال لهما الثلثان اربع مائة
وقال خلف اما قالت نعم قال لها السدس مائة دينار وخلف زوجة قالت نعم قال لها الثمن خمس و
سبعون وخلف اثناعشر اخا قالت نعم قال لكل اخ ديناران ولك دينار فقد اخذت حقت فانصرف
محمد بن طلحة شافعي رحمه الله عليه مطالب السؤل من ليكته ہیں کہ ایک عورت جناب امیر کے پاس آئی آپ اسوقت اپنے
گھر سے نکھر سوار ہو رہے تھے ایک پاؤں رکاب میں ڈالتا کہ وہ عورت بولی یا امیر المؤمنین میرا بہائی چوبیسو
دینار چوڑا ہے مگر لوگوں نے مجھ کو ایک دینار دیا ہے میں آپ کے اپنا انصاف چاہتی ہوں حضرت نے بلاتل
جواب دیا کہ تیرے بہائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہوں گی اسنے کہا ہاں آپ نے فرمایا دو ٹلٹ یعنی چار سو دینار انکے
لیے ہوئی ہاں فرمایا تیرے بہائی کی مان بھی ہوگی جسکو سدس یعنی سو دینار پہونچے اور زوجہ بھی ہوگی جسکو ثمن
یعنی پچتر دینار ملے پھر حضرت نے پوچھا کہ تیرے بارہ بہائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے فرمایا کہ وہ بیویا
بہائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پا چکی ہے جاوٹ جا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم ہیئت

عن يونس بن عبد الرحمن قال قلت لابي عبد الله اخبرني عن علم النجوم ما هو قال علم من الانبياء قلت
علي بن ابي طالب كان يعلمه فقال كان اعلم الناس به راخو بن طاوس يونس بن عبد الرحمن بن منصور
ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ سے علم نجوم کی نسبت سوال کیا کہ اسکی صلیت کیا ہے انھوں نے فرمایا وہ انبیاء کا علم
ہے پھر میں نے کہا کہ کیا علی بن ابی طالب اس علم کو جانتے تھے وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے زیادہ اس علم

کو جانتے والے تھے ۔

تنبیہ اگرچہ محدثین علم نجوم کا ذکر ہے لیکن اس سے علم سمیٹ مراد ہے کیونکہ احکام نجوم متعلق سعاد و محنت و اخبار عن الغیبات و لازم کمانت سے ہیں جناب امیر اسکو خلاف شریعت جانتے تھے۔ چنانچہ محقق شیخ علی جناب امیر سے روایت کرتے ہیں ایا کہ وقلہ النجوم الا فیما یستدکی برا و بھ فافہا تدعو الی الکھانہ عزو علم نجوم کے سیکھنے سے تم پر پھیر دے مگر اس میں سوداگر کہ تمکو صحابہ اور دریا میں رہنمائی کر کے کیونکہ اسکے سوا علم نجوم کمانت پر پیش ثابت ہوا کہ علم نجوم سے علم سمیٹ لافلاک۔ اویسے اور وہ سنت ہما فیہ من الاطلاء علی حکم اللہ تعالیٰ و عظم قدرہ روایت ہو کہ امیر غلام جانا باریہ کے سامنے ہرام صری کی تاریخ بنیاد کو متعلق گفتگو کر رہے تھے اور کوئی شکیانہ وقت بیان نہیں کر سکتا تھا اپنے بوجھا گیا اپنے کوئی تصویر یہی نہیں ہوئی ہے کسی شخص نے عرض کیا کہ اپنے ایک چیل کی تصویر چیکہ پنجہ میں فرجنگ بکرا ہوا ہے آپ نے فرمایا فی المہمان اللہ فی السرطان بطنہ مصر کے مثلث نامینا اسوقت تعمیر ہوئی تھی جیسا سرطان برج سرطان میں تھا اور سر دو ہزار برس میں ایک برج کو ملی کرتا ہے اور آج کل حدی میں ہر اس حساب سے بارہ ہزار برس الکی بنیاد کو نو ہزار

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل علی کا بیان

جناب امیر کا زہد

امام فخر الدین ہارونی علیہ الرحمۃ العین میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت مہد میں ایک گروہ صحابہ کا زہد اور ورع میں مشہور تھا جیسے حضرت ابو ذر غفاری سلمان فارسی ابوالدرداء وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب بزرگوار ترک و بجز نبی جناب مولیٰ علی علیہ السلام کے مقلد تھے۔

(۱) عن قبیصۃ قال ما رأیت ازہد فی الناس من علی بن ابی طالب (مجمع الاحیاء فی مناقب الاحباب) قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے لوگوں میں علی بن ابی طالب سے زیادہ تر زہد والا نہیں دیکھا۔

(۲) عن حسن بن صالح قال تذکرہ الزہاد عند عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ فقال عمر و ازہد الناس فی الدنیا علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عساکر و ابن اثیر فی تاج العجم) حسن بن صالح کہتے ہیں کہ لوگ عمر بن عبد العزیز کے پاس رخ ابدون کا ذکر کر رہے تھے وہ کہنے لگے دنیا کے لوگوں میں علی بن ابی طالب سے زیادہ زہاد نہیں ہے۔

(۳) عن حماد بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعل ان اللہ قد زینک بزینۃ لہ من العباد

بزیئہ احب منها حتی نیتہ الا برار عندا ما لہ فی الدنیا فجعلک لانتال من الدنیا ولا نال الدنیا
منک شیئاً و وہلک حب المساکین فجعلک ترضی بجم اتباعا و یرضی بک اماما راخرجه ابو الخضر
الحاکمی وابن الاثیر فی اسد الغابہ (جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علیؑ سے حضرت
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تحقیق تجھ کو اسے علیؑ ضایع تالی نے پس زینت ہو زمین کیا ہے کہ
بندون کو اس سے بہتر زینت نہیں دی گئی وہ زہد فی الدنیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک بندوں کی
زینت ہو پس تجھ کو ایسا بتایا ہے کہ تجھے دنیا سے اور دنیا کو تجھ سے کوئی چیز بلی تہہ کو مسکینوں کی
محبت دیکھنی اور تجھ کو ان کے پیرو ہونے سے رضی کیا ہے۔ اور انکو تیرے امام ہونے سے خوش کیا ہے۔
۱۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی کیف انت اذا ازہد الناس فی الآخرۃ
ورغبوا فی الدنیا و اکلوا الثروات اکلا لما و احبوا المال حباً جافاً و اتخذوا دنیا دخلاً و مال اللہ دلاً
قلت ان ترکہم و اتزلزل ما اتقاروا و اختاروا اللہ و رسولہ و الدار الآخرۃ و اصبر علی مصیبتا الدنیا
و بلوا ما حتی یلحقک انشاء اللہ قال صدق اللہم افعل راخرجه الحافظ التتقی (جناب امیر علیہ السلام
سے روایت ہے کہ مجھ سے سرور دنیا والدین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی حب لوگ دنیا میں رغبت کریں گے
اور آخرت کو چوڑ دینگے اور لوگوں کی میراث کما جائیگی اور دین کو خرابی میں ڈالیں گے اور اس کا مال تنگی
تو تمہارا کیا حال ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں انکو چوڑ دوں گا اور جو وہ اختیار کریں گے میں انکو ترک کر دوں گا
اور اس اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کر دوں گا اور دنیا کی مصیبتوں اور سختیوں پر صبر کر دوں گا
یہاں تک کہ میں انشاء اللہ آپ سے ملاقات کروں فرمایا تو نے سچ کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی
اے خدا اسکے ساتھ ایسا ہی کر یو۔

۱۵) عن علی بن ربیعہ ان علی بن ابی طالب جاءہ ابن النہاح فقال یا امیر المؤمنین املا بیئنا مال
من صفراء و بیضاء قال اللہ اکبر فقام متوکلئاً علی ابن النہاح حتی قام علی بیت المال و امر قعد
فی الناس فاعطی جمیع ما فی بیت المال للسلین و قال یا صفراء و یا بیضاء خری غیرہ حتی ما بقی
منہ دینار ولا درہم ثم امر بنخجہ و صلی فیہ کعبتین راخرجه احمد فی المناقب (مروی ہے علی بن ربیعہ
سے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس ابن النہاح آکر کہنے لگا اے امیر المؤمنین آپ بیت المال کو آخری ذمہ
روپے سے بہرا کر میں جناب امیر اکبر کہرا اور ابن النہاح کے گندہ ہے تہیکہ کہ کرا لٹے اور بیت
المال میں آکر کٹے ہو گئے اور لوگوں کے بلانیکا حکم دیا جو کچھ بیت المال میں موجود تھا سب مسلمانوں
کو بخش دیا پھر فرمایا اے اشرفی اور اے روپو پڑ میرے غیر کو مغرور کرو۔ یہاں تک کہ بیت المال میں نہ اشرفی

ہی نہ روپیہ پر اس میں پانی چڑھنے کا حکم دیا اور دو گانہ نماز کا ادا کیا۔

(۷) عن محمد بن النبی قال رأیت علیاً دخل بیت المال فرأی فیہ شیئاً فقال لا اری هذا وها وها بالناس الیہ حاجۃ فامر بہ فقسّم وامر بالبلد فکفّن ثم نضج فضلی فی صجاء ازلیشہد لہ یوم القیامۃ لہ عبد فیہ المال عن المسلمین (اخرجه احمد) روایت ہے مجمع تمبی سے کہ میں نے جناب امیر کو بیت المال میں جانے بھٹے دیکھا اس میں مال بہر انتہا پس فرمایا میں اسکو اسجاء نہیں دیکھنا چاہتا حالانکہ لوگوں کو اسکی ضرورت ہے پس تقسیم کا حکم دیا جب وہ مال تقسیم ہو چکا اس گھر میں جہاڑو دینے کا حکم کیا یہ اس میں پانی چڑھ گویا اور اس میں نماز پڑھی اس اسیدہ کو قیامت کو روز اسکی گواہی دے کہ میں نے مسلمانوں سے بچا کر اس میں مال کو بند نہیں کیا۔

(۸) عن الحسن علیہ السلام قال ان امیر المؤمنین لم یذخر مالا ولم یذک الاستماتۃ درہم ارصد بها الخادم (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ) جناب حسن علیہ السلام کو منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے مال کو جمع کیا اور نہ پچھو پچھو بچھو پریم کے کہ اس سے خادم مول لینا چاہتے تھے۔

(۹) عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول ما بنی علی ائمتہ ولا لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبتہ علی قصبتہ فان کان یوثق بجموحہ من المدینۃ فی جواب (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ) ابو نعیم سے مروی ہے کہ میں نے سقیان کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ بچی اینٹ پر بچی اینٹ اور نہ کچی اینٹ پر کچی اینٹ اور نہ بانس پر بانس دہرا ہے اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جرابا تک آبادی بڑھا دیتے۔

(۱۰) عن ابن شہاب قال کان عمرو بن عبد الغزیز یقول ما علنا احد من ہذا الامۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارہد من علی بن ابی طالب ما وضع لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبتہ علی قصبتہ (اخرجه احمد) ابن شہاب زہری نقل کرتے ہیں کہ عمرو بن عبد الغزیز کیا کرتے تھے ہم اس امت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی بن ابی طالب کے زائد کسی شخص کو زائد نہیں پاتے کہ انہوں نے نہ کچی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس دہرا۔

جناب امیر علیہ السلام کا زہد فی اللباس

(۱۱) عن ہارون بن غتر عن ابیہ قال دخلت علی علی بالخوزنق وهو یعد فی یوم بارد وعلیہ شملۃ فقلت یا امیر المؤمنین ان اللہ قد جعل لک ولا ھلک فی ہذا المال نصیباً وانما تفعل ہذا بنفسک فقل لا واللہ ما ارجو ان ھو انکم شیئاً واللہ انھا لقطیعتی التي خرجت بها من المدینۃ ما عنک غیرھا

(۱) اخراجہ احمد فی المناقب ابن اثیر فی تاریخہ مارون بن عسکر اپنے والد سرورایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے پاس حاضر خدمت میں گیا موسم سرما تھا آپ شدت سرما سے کانپ رہے تھے فقط ایک پانا کپڑا اوڑھے تھے مینے عرض کیا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اور آپ کے اہل و عیال کے لیے اس بیت المال میں سو حصہ مقرر کیا ہے اور آپ اپنے نفس کے ساتھ یہ کچھ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا وائے میں ہتھاری مالوں میں کسی چیز کو پسند نہیں کرتا وائے یہ وہی ہراکھیس ہے کہ جسکو میں بدینہ سے لایا ہوں (۲) عن زید بن ابی وہب قال خرج علی الی الناس وحلیہ اذا مر قوع فعاتبہ الجعد بن نفحۃ فی لباس فقال مالک فی لبوسی ان لبوسی هذا بعد من الکبد واجلہ ان تبتکبہ المسلم (اخراجہ احمد) زید بن ابی وہب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام گھر سے باہر لوگوں میں تشریف لائے تھے تہ بندیز جا بجا پوند لگو ہوئے تھے ابن نجیحہ حاجی آپ کو اس لباس میں دیکھ کر عتاب کرنے لگا آپ نے فرمایا تم کو میرے لباس سے کیا سروکار ہے یہ میرا لباس غرور سے دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلمان اسکی پیروی کر سکے (۳) عن عمرو بن قیس قال قول علی یا امیر المؤمنین لمرقع قبیضک قال تخشع القلب یفتک بہ المؤمن (اخراجہ المحی الطبری فی الریاض النضرۃ والمتقی فی کثر العمال عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے کہا گیا کہ یا امیر المؤمنین آپ اپنی قمیص کو کیوں پوند لگایا کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس سے آدمی کا دل نرم ہوتا ہے اور مومن اسکی پیروی کر سکتا ہے +

(۴) عن امیر سلیم وقد سئلت عن لباس علی الذی اصیب فیہا قالت کان لباس لکرامہم المسدیک (اخراجہ المحی الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل النضرۃ) امیر سلیم سے جناب علی علیہ السلام کے اس لباس کی نسبت پوچھا گیا جس میں آپ کا انتقال ہوا تھا وہ کہتے تھیں کہ آپ کا لباس سنبھان کا مشابہ تھا (۵) عن ابی ملیکہ قال لما ارسل عثمان الی علی فی البیاض وجہ موتہ وابعیائہ محتجج ببقائہ وهو یبغض الیہ (ابو ملیکہ سرورایت ہے کہ جب حضرت عثمان نے انکو بیا قیاس میں جناب علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تو اس نے جناب علی کو دیکھا کہ آپ عیا کا تہ بند باندھے اور اس پر سی لپیٹے ہوئے ہیں اور وہ اپنے اونٹ کو بدبو دار روغن مل رہے ہیں +

(۶) عن ابی جعفر شیعہ لہ قال ولایت علی علی اذا راہ لظانئہ خمسة دراهم وقد اشتراہ بخمسة دراهم قال ولایت معہ خمسة دراهم مصروۃ قال هذا بقیۃ نفقتنا (اخراجہ احمد فی المناقب) ابی جعفر اپنے ایک بزرگ سرورایت کرتے ہیں کہ سنیو امیر علیہ السلام کو ایک مٹا تہ بند باندھے ہو دیکھا جسکی قیمت پانچ درہم تھی اور پانچ درہم انکو پانچ مہیاں میں بندھے ہوئے تھے لگے ہمارا باقی نفعہ ہے +

(۸) عن ابی الجراح عن شیخہ قال رأیت علی بن ابی طالب قال اشتريتہ بنجستہ دراهم فمقی ارجنتی فیہ درہما بعتہ ایاہ قال وکان یا تزدی بعتہ ویشد وسطہ بعتہ ویبنا بعیرہ وھو یومئذ خلیفۃ راجحہ احمد نقلت من سید الغایم ابی جراح نے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا موماتہ بند باند سے ہو فرمانے لگے میں نے اسکو پانچ درہم سے خریدا ہے جو کوئی تمھو کو اس میں ایک درہم نفع دے تو میرے اسکو پچھرون برادری کہتا ہے۔ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چادر کا تہ بند باندھتے تھے اور ایک مہی سے اسے سخت کسترتھاوتا ہے اونٹ کو آپ روغن ملتوتھے حالانکہ اس زمانہ میں آپ خلیفہ تھے (۹) عن ابن عباس قال اشتری علی بن ابی طالب قمیصاً بثلاثۃ دراهم ھو خلیفۃ وقطع کمد من فوق الریشین وقال الحمد للہ الذی ہذا من ریاستہ راجحہ لفظ السلفی جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جبکہ وہ خلیفہ تھے ایک قمیص تین درہم کو خریدا اور اسکی آستینوں کو ہاتھ کے جوڑے کے پاس سے کتر دیا اور فرمایا کہ شکر ہے اس طرح اکا کہ جس نے یہ لباس فاخرہ عطا کیا ہے جس سے معارف میں فراخی ہو سکتی ہے *

(۹) عن ابی سعید الارذبی قال رأیت علیاً فی السوق وھو یقول من عند قمیص صالح بثلاثۃ دراهم فقال رجل عندی فجاربہ فاعطاه ثم لبسہ فاذا ھو یفضل عن اطراف اصابعہ فامر بہ فقطع ما فضل عن اطراف اصابعہ راجحہ احمد فی المناقب ابی سعید ارذبی سے نقل ہے کہ میں نے جناب علی کو بانامین دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے آیا کسی کے پاس تین درہم کی قیمت کا اچھا کرتہ ہے ایک آدمی نے کہا میرے پاس آج اس کے پاس تشریف لیگئے اور وہ کرتا انکو بلا معلوم ہوا تین درہم پر اسکو خرید کیا جب پہنا تو وہ انکے ہاتھ کی اونٹلیوں سے بڑھتا تھا آپ نے اسکی زیادتی کو کٹوا ڈالا *

(۱۰) عن عبد اللہ بن ابی طہذیل قال رأیت علیاً خوج وعلیہ قمیص غلیظ رازی اذا مد کمر قمیصہ بلغ الظفر واذا ارسلہ صار النصف المساحد (ریاض النضر) عبد اللہ بن ابی طہذیل سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو گھر سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا اور ایک ہوتا کرتا رازی پہنے ہوئے تھے کہ جب اسکی آستینیں کھینچتے تو وہ ہاتھ کے ناخن تک پہنچ جاتی اور جبکہ اسکو چھو دیتے تو وہ کلائی کے نصف تک سکر کر بڑھ جاتی *

(۱۱) عن الحسن بن جعفر عن ابیہ قال رأیت علیاً یخرج من مسجد الکوفۃ وعلیہ قطریۃ ازرق واما بواحد من ثیاب الاخری وازارہ الی نصف ساق وھو یطوف بالاسواق ومعہ دینہ باجرہم یقول اللہ عز وجل وصدق الحدیث وحسن البیع والوفای الکیل والقسط فی المیزان والاسنیاب

فی معرفۃ الاصحاب حسن بن جرموز اپنے والد رسول نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو مسجد کوفہ سے لنگھتے ہوئے دیکھا کہ اپنے دو قطیعہ میں ایک سوتہ جہد باندھے ہوئے ہیں اور ایک اوڑھے ہوئے ہیں انکاتہ بند نصف ساق تک ہے اور وہ بانٹارون میں بھر رہے ہیں اور انکے پاس درہ ہے لوگوں کو خدا کے خوف اور سچ بولنے اور کھرا سودا بیچنے اور پیمانے کے پورا کرنے اور ترازو کے برابر رکھنے کا حکم کر رہے ہیں *

(۱۲) عن ابی النوار یساع الکرا بیدس قال اتانی علی ومعہ قنبر غلامہ فاشتری منی ثوبین غلیظین فقال لغلامہ قنبرا خترا یحما ثقت فخر قنبرا حدھا واخذ علی الاخذ فلبسہ راخرجہ احمد ابو النوار ثمنوا بیچنے والا کہتا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام میرے پاس قنبر کو ساتھ لے کر ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے دو سو کپڑے خرید کیے اور اپنے غلام قنبر کو فرمایا ایک ان میں سو جو بچے پسند لئے لے لے پس قنبر نے ایک کو ان دونوں میں پسند کیا اور جناب امیر نے دوسرا آپ لیکر ہمیں لیا

(۱۳) عن ابی حبان التیمی عن ابیہ قال رأیت علیا علی المنبر یقول من یشتری منی سیفی فلو کان غنمک ثمن ازاد ما بعتہ قال عبد الرزاق وکانت بید الدنیا الاما کان من الثنم راخرجہ ابو عمرو علامہ ابن عبد البر فی الاستیعاب ابن حبان التیمی اپنے والد سے نقل ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے اس میری تلوار کو خرید کرے اگر میری پاس تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اس کو ہرگز نہ بیچتا۔ عبد الرزاق مصنف میں تحریر فرماتے ہیں جناب امیر کا یہ حال اس وقت تھا جبکہ سوا ملک شام کے تمام اسلامی دنیا انکے ہاتھ میں تھی *

(۱۴) عن عطاء قال رأیت علی علی قتیص کرا بیدس غیر غسیل را الاستیعاب عطاء سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو میں نے دیکھا ثمنوے کا بن دہا کرنا بیچے ہوئے ہیں *

(۱۵) عن علی بن ہارثم عن ابیہ قال رأیت علیا وهو یبیع سیفاله فی السوق ویقول من یشتری منی هذا المسیف فوالذی فلق الحبة لطال ما کتبت بہ الحروف عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان عندی ثمن انا را ما بعتہ (الریاض النضر) علی بن ہارثم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو بازار میں اپنی تلوار بیچتے ہوئے دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ کوئی جو مجھ سے اس تلوار کو خرید کرے قسم ہے اس خدا کی جو دالے کو ہارٹاتا ہے بہت سی ٹائیاں میں نے اس تلوار کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منے فتح کی ہیں۔ اور اگر میرے پاس تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اس کو نہ بیچتا *

(۱۶) عن ابن عباس قال دخلت یوما علی امیر المؤمنین علی وهو یخسف غلہ فقلت له ما

قیمت هذه النعل التي تخصف فقال هي والله احبالي من دنيا كما لا ان اقيم به حقاً وادافع باطلا قال كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم يخفف نعله ويرقع ثوبه ويركب الحمار ويردف خلفه (اخرجه احمد) عبد الله
ابن عباس شہر موی ہر کہ میں ایک دن جناب امیر کے پاس گیا دیکھا آپ اپنا جو تاسی سہم تھے۔ سینے پوچھا آپ کا
جو تاسی فتیت کا ہے فرمایا نجد ایہ جو تاجھے تمہاری تمام دنیا سوز پادہ محبوب ہے۔ مگر وہ خوشی و حب سے میں حق
کو قائم اور باطل کو دور کر سکوں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو تاسیتے تھے کپڑوں کو پیوند لگانے تھے
اور کپڑے پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے دو سر کو بھی بٹھالیتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا فرش

عن سويد بن غفلة قال دخلت على ولي بن ابي ربيعة حبيب بن ابي ربيعة وهو جالس عليه فقلت يا امير المؤمنين
انت ملك المسلمين والحاكم عليهم وعلى بيت المال وقاتيك الوفود وليس بينك وبينك سوك هذا الحبيب فقال يا
سويد ان اللبيب لا يمانس في دار التقله واما بين ايدنا دار المقامة قد نقلنا اليها متاعنا ونحن منتقلون
اليها عن قريب قال فابكاني والله كلامه (اخرجه احمد) سويد بن غفلة روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن
جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا آپ ایک پرانے بوریے پر بیٹھ ہوئے تھے سینے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ
مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم اور بیت المال کے مختار ہیں قوموں کے ایچی آپ کو پاس آتے ہیں لیکن آپ کے
گرمین اس پرچہ انے بوریے کے سوا کچھ نہیں لے کر آیا ہے سويد عاقل ایسے گھر سے انسان نہیں کرتا جس سے نقل کرنا
ہماری گھر کو سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اس میں نقل کر چکے ہیں اور عنقریب ہم ہی اہل طرہ
جانیو اے ہیں سويد کہتے ہیں بخدا آپ کو کلام نے مجھے رلا دیا۔

جناب امیر علیہ السلام کا طعام

۱) عن ابن عباس قال وما كان يأكل الا من شئ باقي من المدينة قال وقدم اليه فالودج فلم ياكله
فقلت احرام قال لا ولكني اكره ان اعود نفسي بما لم توف ما اكل منه رسول الله صلى الله عليه وسلم (اخرجه
احمد) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب امیر پر سوا اس چیز کے جو مدینہ سے آپ کے پاس آتی اور کچھ نہ کھاتے تھے ایک
دن آپ کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے نہ کھا یا سینے عرض کیا کیا حرام ہے فرمایا حرام تو نہیں مگر میں اپنی
نفس کو ایسی چیز کا خوگر کرنا سہا جانتا ہوں جس کو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھا یا ہو۔

۲) عن حدي بن ثابت ان علياً قال قال شئ لم ياكل منه رسول الله صلى الله عليه وسلم

اللہ علیہ السلام لا احب ان اكل منه را الرايض النضر) عدی بن ثابت مروی ہو کہ جناب امیر علیہ السلام کے اگر فالودہ رکھا گیا آپ کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا اس چیز کا کھانا جس کو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا ہو۔

(۳) عن حبة العرق ان علیاً اتى بالغالبोज فوضع قدماہ فقال والله انك لطيب المرائحة حسن الطعم وکفی ما کن ان اعد نفسي ما لم تعتد را الرايض النضر) حبہ عرقی سے منقول ہو کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے فرمایا وہ امیر بیری بوبہت خوش ہے اور تیرا رنگ بہت بہا تا ہے اور تیرا مزہ اچھا ہے لیکن مجھے کراہت ہے اس کی کہ اپنے نفس کو اس شے کی عادت ڈالوں جس کا کہ وہ خوگر نہیں ہے۔

(۴) عن عبد الله بن زید قال دخلت علی علی یوم الاضی فقریب لی حریرة فقلت اصلحك الله يا امیر المؤمنین قد اکثرک الخیر فقال یا بنی برسمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یجل للخليفة من مال الله الا قصعتان قصعة یا کلها هو واهله وعباله وقصعة یضعها بین یدي الناس ومطالب السؤل) عبد اللہ بن زید سے روایت ہو کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید اضحی کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم میرے آگے رکھا میں نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مال و ستاع کو دیا ہے۔ اگر آپ ان بطخون کے گوشے ہماری دعوت کرتے تو بہت دیر ہوتا آپ نے فرمایا اے ابن زید میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کے لیے وہ پیا لون کے سوا خدا کے مال سے لینا حلال نہیں ایک پیانا تو خود اسکے اور اسکے اہل و عیال کے لیے ہے اور دوسرا اس کے ہاتھوں کے لیے۔

(۵) عن سوید بن غفلة قال دخلت علی فی قصر الامارة و بین یديہ رغیف من شعیر وفتح من لبن و الرغیف یا بس تاتہ یکس یدیه و تاتہ برکتیه فشق علی فکک فقلت یجاریہ لہ یقال لها فضہ الا ترحمین هذا الشیخ و تخلین له هذا الشیر اما ترین نشاتہ علیہ و ما تعانی منه فقالت لای نئی یوجب هو ونا ثخن وانه عهد الینا ان لا یخل له طعاما قط فالتفت الی و قال یا تقول لها یا بن غفلة فاحتر و قلت یا امیر المؤمنین ارفق بنفسک فقال لی یحک یا سوید ما شبع رسول الله صلی اللہ علیہ و آله من خبز ثلاثہ حتی لقی الله تبارک و ما یخل له طعام قط و لقد جمعت بالمدينة خروفاً شديداً فخرجت اطلب العمل فاذا بامرأة قد جمعت مدلاً تريد ان تبليه فقا طعنها علی لو تبرق فمدت ستة عشر دلواً حتى مجلت مدلاً ی لثم اخذت التمر و اتيت رسول الله صلی اللہ

علیہ السلام فاخبرته فاكل منه (راخو جہ احمد) سوید بن غفلہ سو روی ہو کر میں جناب امیر کے پاس دارالامارہ میں گیا آپ کے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی آپ کے ہاتھوں سے اور کبھی ہاتھوں سے توڑتے تھے یہ حالت دیکھ کر مجھے نہایت مایوس ہوا اور آپ کی نوٹھی قندہ سے کہا تو اس بزرگ پر ترس نہیں کرتی اور انکے لٹیر جو جہانگیر روٹی نہیں پکاتی اور یہ نہیں دیکھتی کہ ہنسی اسپر لگی ہوئی ہے اور اس سخت روٹی کے توڑنے میں انکو کیسی مشقت ہوتی ہے قندہ نے جواب دیا کیا وجہ ہے کہ اس میں انکو توجہ ملے اور ہم گناہگار تھیں کیونکہ انہوں نے ہم سے عہد لیا ہے کہ انکی روٹی ہم کبھی جہانگیر نہ پکائیں یہ سن کر جناب امیر نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اسے ابن غفلہ تو اس نوٹھی سے کیا کہہ رہا ہے میری ساری تقریر بیان کی اور کہا اے امیر! میں آپ اپنی جان پر رحم فرمائیے اور اتنی مشقت نہ اٹھائیے آپ نے فرمایا اے سوید تجھ پر افسوس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور انکے اہل عیال نے کیسی تین دن برابر گھبون کی روٹی شکم سپر ہو کر نہیں کھائی۔ اور کبھی انکے لیے جہانگیر آٹا نہیں پکایا گیا۔ ایک دفعہ مدینہ میں میں سخت بہو کا تھامزدوری کرنے کو نکلا دیکھا ایک عورت مٹی کے ڈھیلوں کو جمع کر کے اُن کو بیگونا جاہتی ہے میں نے اس سے فی ڈول ایک کھجور اجرت ملی کی اور سولہ ڈول کہیں چکر اس مٹی کو بیگونا جاتے کہ میرے ہاتھوں میں چماتے پڑ گئے میں وہ کھجوریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا اور سارا واقعہ بیان کیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کھجوروں کو نوش فرمایا۔

۴۰ عن زید قال لی علی اذا صلیت الظهر فخذ اقلی قال فلما کان الغد و صلیت الظهر فخذت الیہ فلم اجد عندی حاجا یحبسنی و نہ فوجدتہ جالسا و عندہ کوز ماء فذعابو عاء مشدود علیہ ختم فقلت فی نفسی لقد امننی حتی ینخرج الی جواہر او لا ادری ما فیہ فلما کسر الخاتم و حلہ فاذا فیہ سویق فخرج منہ قبضۃ فی القح و صلی علیہ الماء و شرب سقائی فلم اصبر فقلت یا امیر المؤمنین اتصنع هذا بالعراق و طعام العراق کثیر فقال اما والله ما احدث علیہ بخلا و لا کفی اتباع قد ما یکنیہ و اخاف ان یوضع فیہ من غیرہ و انا اکرہ ان ادخل بطنی الا لہیا فلن لك احتذرت بما تری راخو جہ الملا فی سیرۃ زید بن نقل ہے کہ مجھ جناب امیر نے فرمایا کل ظہر کی نماز کے بعد تو میرے پاس آئیو اور کھانا کھا لیتو جب دوسرا دن ہوا۔ اور میں ظہر کی نماز پڑھ چکا انکی خدمت میں حاضر ہوا۔ کوئی حاجت نہیں تھا کہ مجھ کو ان سے روکتا میں نے انکو بیٹھا ہوا پایا انکے پاس باپی کا ایک ٹوٹا دھرا ہوا تھا۔ پس وہ ایک طرف سر بہت لائے حبیر ہر لگی ہوئی تھی میں نے اپنے دل میں کہا البتہ اس میں سے جواہر نکال کر مجھے عطا فرمائیے یا کہ میں نہیں جانتا کہ اس میں کیا ہے جب جناب امیر نے اسکی قدر کوٹھا اور سہو کو کھولا

تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں ستر میں جناب امیر علیہ السلام نے اس میں سوا ایک تہی بہر کر پالیہ میں دالی ہو
اسپر پانی ڈالا اور پچا اور محبہ کو ہی بلایا میں صبر نہ کر سکا پس سینہ عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ عراق میں
رہ کر کہتے ہیں حالانکہ عراق کے کہانے قسم قسم کے ہیں جناب نے ارشاد کیا واسم میں بجل کیوجہ سے بہر
مہر نہیں لگاتا مگر جب قدر کہ مجھ کو کافی ہوا سکا اتباع کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کوی چیز سوا استو کے اس
میں نہ رکھی جائے اور میں مکروہ عانتا ہوں کہ اپنا پیٹ سوا پاؤں چیز کے بہرون اسلئے احتراز کرتا ہوں
جیسا کہ تو نے دیکھا ہے +

(۷) عن عبد اللہ بن مافع قال دخلت علی یوم عید فقدم الی جویا فمخوما فوجدنا فیہ خبز
شعیرا بایسا موضعا فقدم واکل فقلت یا امیر المؤمنین کیف تخمہ قال خفت من ہذین الولدین
ان یلبتا بسمی اوزیت رشح فجعل البلاء للعلما بن الحدید (عبد اسرین ابی رافع سے منقول
ہے کہ میں عید کے دن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا جناب اس نے میرے سامنے ایک چمڑے
کا تیل رکھ دیا مجھے ہسکو کھولا اور اس میں جو کی روٹیوں کے خشک ٹکڑے پائے پس جناب اس نے
کہانے لگے میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ نے اسپر ہر کیوں لگائی ہے فرمایا میں ان لڑکوں سے
ڈرتا ہوں کہ ہسکو روغن یا زیت ہو حرب نہ کریں +

(۸) عن ابن حدید قال وکان یاتہم بخل او بخل فافترق علی ذلک فی بعض نبات الارض
فان ارتفع ذلک فیقلیل من البیان الابل ولا یأکل اللحم الا قلیلا ویقول لا تجعلوا بطونکم وقفا
للحیوان رشح فجعل البلاء للعلما بن حدید بشرح البلاء غمین کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ
سرکار و نمک کے کہانا کھانا کرتے تھے جیسا کہ کبھی ترقی فرماتے تو بعض ترکاریوں کا استعمال کرتے
اور اگر اس سے بھی بڑھ جاتے تو کبھی تھوڑا سا اونٹ کا دودھ پی لیتے اور گوشت نہیں کھایا کرتے تھے مگر
بہت کم اور فرماتے تھے اپنے پیٹ کو حیوانوں کے مقبرہ مت بناؤ +

(۹) عن حلی بن ریحہ الرازی قال کان لعلی طرقتان فکان اذا کان یوم ہذا اشتری لحما بنصف
درہم واذا کان یوم ہذا اشتری لحما بنصف اخری والریاض للضرہ (علی بن ریحہ الرازی سے منقول
ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی دو بیبیاں تھیں جیسا سببی کی باری ہوتی تو آدھے درہم کا گوشت
خرید فرماتے اور حبیب دوسرے دن دوسری بیبی کی باری ہوتی تو اس نصف باقی کا گوشت خرید کرتے +

(۱۰) عن ابی صالح قال دخلت علی مکلثوم بنت علی واذا ہی تمشط فی سترہینی وبنہا فجاء حسن
وحسین فدخل علیہا وهو جالسہ تمشط فقالت الا تطعمونی اباصالح شیئا قال فاخرجوا الی قصع

فیہا مرق مجبوب، قال قلت تطعمون هذا وانتم امراء فقال يا ابی صالح کیف انت لو تری امیر المؤمنین علیاً وانی باتوج فذهب من فخذ منها اترجة فذرعها من یدل ثم امر به فقسم بین الناس راویان المقصود) ابوصالح سے نقل ہے کہ میں ایک دفعہ جناب ام کلثوم حضرت علی صاحب زاوی کی خدمت میں گیا اور وہ کنگھی کر رہی تھیں میری اوسانکے درمیان صرف ایک پردہ تھا اتنے میں جناب حسن حسین انکے پاس تشریف لائے جناب ام کلثوم نے فرمایا ابوصالح کو تم کچھ نہیں کہلاتے ابوصالح کہتے ہیں کہ میرے بیٹے ایک شوز بے کا پیالہ لائے جس میں دال پڑی ہوئی تھی میں نے کہا تم اس پر پوکرا یا کھانا کھاتے ہو۔ ام کلثوم فرمائے لگین اسے ابوصالح اگر تو امیر المؤمنین علی کو دیکھ تو شاید پیر کیا حال ہو۔ ایک دفعہ جناب امیر کے پاس نازکیان آئیں جناب حسین علیہ السلام نے انہیں سوا ایک نازنگی اٹھالی جناب امیر نے انکے ہاتھ جو چین کر لوگوں کو بانٹ دی ۔

جناب امیر علیہ السلام کا صبر

عن امرئہ قالت جانت فاطمة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشکلی اثر الخدمۃ وتسالہ خادما قالت یارسول اللہ لقد محلت یدای من الرحا اظن مرة واجن مرة قال لہا ان یرزقک اللہ شینا سیاتیک وسادک علی خیر من ذلک اذا التزمت منجھک فیمنی اللہ ثلاثا وثلاثین وکبری اللہ ثلاثا وثلاثین واحمدی اللہ اربعاً وثلاثین فہو خیر لک من الخادم راخوجہ الدولابی جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گہرا بار کے کام کاج کی تکلیف و شکایت کرنے لگیں کہ میرے ہاتھ میں چمائے پڑ گئے ہیں کہیں میں بیستی ہوں اور کہیں گوندتی ہوں مجھے ایک خادمہ عطا ہو جائے حضرت نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو رزق کہ تمہارے مقوم میں کیا ہے وہ تمہارے پاس پہنچتا رہیگا میں تمکو ایک نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہوں کہ جب تم سونے لگو اسکو پڑھ لیا کرو تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر تینتیس دفعہ اور الحمد للہ چونتیس دفعہ یہ تمہاری لیے خادم سے بہتر ہے ۔

۲) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما روجہ فاطمة بنت معہا بخیلہ ووسادۃ من اہم خوا لیف ورحاتین وسفا فقال علی لفاطمة ذات یوم واللہ سنوت حتی لقد اشتکیت صدک وقد جاء اللہ ایاک لبیبی فاذهبی فاستخذمہ فقالت وانا واللہ لقد طحنت حتی محلت یدای فانت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما حاجتک یا بنیۃ قالت جئت لاسلم علیک واستحییت ان تسالہ ورجعت فقال قلت ما فعلت فقالت استحییت ان تسالہ فاتینا جمعا فقال علی یا رسول اللہ لقد سلوت حتی

فقد بینا خلقی مجدود قد صلی علیہ وسلم فقال لا اهلکم اخیرا مما سالتانی اذا اخذت ما مضی جکما فکذا واربعا وثلاثین
وسجدا ثلاثا وثلاثین احدی ثلاثا وثلاثین فهو خیر لکما من خادم یجد مکررا اخرجه البخاری جناب علی کہتر ہیں کہ جب
علی کے پیسے سونے کے ہاتھوں کو آبلے پڑ گئے اور حضرت صلعم کے پاس غنیمت میں نوٹدیاں آئیں حضرت فاطمہ سہو عالم صلی علیہ وسلم
و سلم کچھ متمین گئیں اور حضور کو نیا یا حضرت ام المومنین عائشہ سہو طین جب کہ کو دوسرا گئیں تو حضرت تشریف لای اور ام المومنین
عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ کی تشریف آوری سے جناب رسول اللہ صلعم کو مطلع کیا پس حضرت ہمارے تشریف لای اور ہم سونے کو
لیٹے تھیں گے اور ایک کاتھہ بیہوش حضرت فرما دیا کہ تم اپنی بیویوں پر سو پڑو اور نوکریاں میں بیٹھ کر بیٹا تک کہ میرے سینہ کو
آپ کو قدم مبارک کی ٹھنڈک محسوس ہوگی فرمایا کہ میں تمہیں ایسی بات سکھائوں جو تمہیں اس چیز سے بہتر ہو جس کی کہ تم خود پیش کیا
ہے جب تم سونے کو لیا کرو تو چوتھیں آکر اکر اور تیسریں باج بجان لے اور تیسریں باج راجحہ نہ پڑا کرو تمہارے پاس ہم دوسرے جو تمہاری خدمت
حق سماند ہیں عن فاطمہ از رسول اللہ صلعم انا ہایق فہا این ابنا یغنی عننا و حسنا و حسنیہ فقلت ایضا و لیس فی بیتنا شیء ینفقہ
ذائق فقا علی ان ینفق فانی اتخوف ان ینکب علیک و لیس عندک شیء ینفقہ فقا علی ان ینفق فانی اتخوف ان ینکب علیک فقا علی ان ینفق فانی اتخوف ان ینکب علیک
بلعبان فی مشربہ بن ایدیم افضل من تم قال یا علی لا تقل فی فی قبل ان ینفقہ الحریہ ما قالت فقا علی ایضا و لیس فی
بیتنا شیء ینفقہ فقا علی ان ینفق فانی اتخوف ان ینکب علیک فقا علی ان ینفق فانی اتخوف ان ینکب علیک فقا علی ان ینفق فانی اتخوف ان ینکب علیک
اجتمعت لہ شیء من تم فجل فی حجتہ ثم اقبل فجل فی حجتہ ثم اقبل فجل فی حجتہ ثم اقبل فجل فی حجتہ ثم اقبل فجل فی حجتہ ثم اقبل فجل فی حجتہ
جناب میرے سرور وایت کہتر ہیں کہ ایک دن جناب سہو عالم صلعم تشریف لائے اور فرماتے لگو میرے دو بیویاں یعنی حسنہ و حسینہ کمال
ہیں حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ میں عرض کیا اٹھو اتنے بہار گہرین کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اسکو کوئی جکبہ والا جکبہ
سکتا جناب علی کہتر ہیں کہ میں اللہ کو انیسے سات لیا ہوا ہوں تو تاہون کہ تمہارے پاس سونے روئینگے اور آپ کو پاس ہی چیز نہیں ہے
پس اللہ کو سات لیا ہوا فلان نہ بودی کہ پاس گئے ہیں حضرت صلعم نے بھی وہیں کا قصد فرمایا اور جا کر دیکھا کہ وہ
کسیل ہو ہیں اور انکو سات لیا ہوا فلان نہ بودی کہ پاس گئے ہیں حضرت صلعم نے بھی وہیں کا قصد فرمایا اور جا کر دیکھا کہ وہ
ہو میرے بیٹوں کو لیا کر نہیں لیا ہے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کیا چیز ہے کہ میں کوئی کمالی چیز نہیں ہے
اگر آپ تشریف رکھیں میں کچھ بچہ دین جناب فاطمہ کیلیر جمع کر لیں پس سرور دین پناہ صلعم بیٹھ گئے اور جناب میرے بیوی کو حوض کو
برکے لگے ایک کچھ کے پیچھا گئے فلان نہ بودی کہ پاس گئے ہیں حضرت صلعم نے بھی وہیں کا قصد فرمایا اور جا کر دیکھا کہ وہ
نے ایک صاحب کو اٹھالیا اور جناب میرے علی السلام نے دوسرے کو

جناب میرے علی السلام کا تقوی

را، پھر دیکھو عالم آیہ وافی حدائق الجار بالصدق وصدقہ اولئک ہم المتقون میں جناب علی کو حضرت صلعم کی محبت میں شہی
بیان فرمایا ہر علامہ طہال الدین سید علی المرتضیٰ در تفسیر و تفسیر میں مذکور ہے کہ آپ کو لکھتے ہیں اخراج بن عمار عن عمار

فی قولہ تعالیٰ واللہ اعلم بالصواب قال رسول اللہ ﷺ وصدق بہ قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عسا کر مجاہد سورت بیت کر
 میں کہ پورے دیکھا عالم کو ارشاد میں الذی جہا بالصدق حضرت سرور میرا و صدق بہ جہا علی بن ابی طالب علیہ السلام
 (۲۱) اخرج الیہ تعالیٰ باسناد عن رسول اللہ ﷺ من اراد ان ينظر الی آدم فی حلة الی نوح فی تقواء والی ابراہیم
 فی خلقہ والی عیسیٰ فی حیاتہ فلینظر الی علی بن ابی طالب بیعتی اپنی اسناد کو ساتھ ساتھ حدیث کو جہا
 رسول اللہ ﷺ سورت بیت کر میں کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت آدم کو انکر علم کے ساتھ اور حضرت نوح
 کو انکر تقویٰ کو ساتھ اور حضرت ابراہیم کو انکر خلیل کو ساتھ اور حضرت موسیٰ کو انکی ہیت کو ساتھ اور حضرت عیسیٰ کو انکی
 عبادت کو ساتھ دیکھو گی تار نور کہتا ہو تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لو۔

(۲۲) عن انس بن مالک والنواس بن سمعان قال رسول اللہ ﷺ علی جہا بسید المسلمین و امام المتقین و افضل
 الدلیلی فی فردوس الاخبار و ابو نعیم فی الحلیۃ) انس بن مالک اور نواس بن سمعان سورت بیت ہے کہ جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں کو حاضر ہونیک وقت فرمایا تھا میں کو مسلمانوں کو سردار اور متقیوں کے امام۔
 (۲۳) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عز وجل ادعی الی فی ثلاثۃ اشیاء لیلۃ
 اسریٰ لہ سید المؤمنین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین (اخرجہ الدلیلی و ابو نعیم) جابر بن عبد اللہ سورت بیت ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں مجھ کو علی کی نسبت تین باتوں کا امام ہوا ہے کہ وہ مومنین کے سردار
 اور متقین کا امام اور سفید ہاتھ پاؤں اور مونہ والوں کا پیش ہو ہے۔

(۲۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انک سید المسلمین و یعسوب
 المؤمنین و امام المتقین و قائد غر المحجلین (اخرجہ الدلیلی) جناب علی سورت بیت ہے کہ سرور عالم صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم مسلمانوں کے سردار اور مومنین کے بادشاہ اور متقیوں کے امام اور نورانی
 چیز فالوں کے پیش ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کا تواضع

(۱) عن ابی صالح بیاع الکرا بیدس:، بقا قال رأیت لعلیا اشتري تمرًا بدرهم فخله فی ملحۃ
 فقیل یا امیر المؤمنین الا نخلہ عندک قال ہوا لعلیا الحق بجلہ (اخرجہ البغوی فی معجمہ) ابوصالح
 شہوانی بچنے والا اپنے دادا سے دعا کرتا ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک درہم کی
 کھجورین خریدیں اور کپڑے میں باندھ کر اٹھا رہے ہیں پس ان سے عرض کیا گیا یا امیر المؤمنین
 یہاں تھالین فرمایا بچوں کا باپ ہی اس کے اٹھانے کا باز پادہ حقدار ہے۔

۱۲) عن زاذان قال رأيت علياً يمشي في الأسواق فيمسك الشروع بيده فيناول الرجل الشئ ويرشد الضال ويعين الكحال على الحول وهو يقر هذه الآية تلك اللذان لاخرة نخلصا للذين لا يريدون علواً في الارض ولا فساداً والعاقبة للمتقين ثم يقول هذه الآية نزلت في ذوات القدر من الناس (راخو جہ احمد فی المناقب) زاذان مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ بازاروں میں وہ ہاتھ میں لیو ہوئے ٹہل رہے ہیں اور لوگوں کو درہ سے ہٹاتے ہیں اور راہ ہوئے کو گورہتہ تیار ہے ہیں اور بوجہ اٹھانیوالوں کی مدد کر رہے ہیں اور یہ آیت پڑھ رہے ہیں رکہ سبہ آخرت کا گھر بننے ان لوگوں کے لیو بنایا ہے جو زمین میں غرور اور فساد نہیں کرتے اور عاقبت ڈر نیوالوں کے لیے ہے ہر جناب امیر یہ فرماتے تھے کہ یہ آیت قدرت والے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔

۱۳) عن ابی الطرالبصری انه شهد علیاً الی اصحاب التمر وجاریۃ تبکی عند التمار فقال ما شانک فقالت باعنی هذا تمراً بدرهم فردہ مولای فابا ان یقبلہ فقال یا صاحب التمر خذ تمراً واعطها درهما فانها خلدی ولبس لها امر فذفع علیاً فقال المسلمون تدری من ذفعت قال لا قالوا امیر المؤمنین فصبت ثمرها واعطاها درهما وقال احب ان ترضی عنی فقال ما ارضانی عنک اذا اوفیت الناس حقوقهم راخو جہ احمد فی المناقب (ابو طرالبصری کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کھجور بیچنے والوں کے زمرہ میں دیکھا اور ایک لونڈی رو رہی تھی جناب امیر نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اس نے عرض کیا اس شخص نے ایک درہم کی کھجوریں مجھ کو دی تھیں میرے آقا نے وہ پیر دی ہیں یہ لینے سوا انکار کرتا ہے جناب امیر نے فرمایا اے بہاوی کھجور بیچنے والے یہ خدا متگرا ہے اسکا اپنا اختیار نہیں اپنی کھجوریں لے لے اور درہم سکو واپس دیدی اس نے جناب امیر کو دھکا دیا اور کہتا ہوں مانا مسلمان لوگوں نے کہا ارے تو جانتا ہے کہ تو نے کس کو دھکا دیا ہے وہ بولا نہیں لوگوں نے کہا یہ امیر المؤمنین ہیں اس نے وہ کھجوریں ڈال لیں اور اس لونڈی کو درہم واپس کر دیا اور جناب امیر سے عرض کرنے لگا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں اس نے فرمایا کہ مجھے تجھ سے کوئی خیر نہیں خوش کر سکتی مگر یہ کہ لوگوں کو انکا حق لوٹا دیا کرے

جناب امیر علیہ السلام کا حسن خلق

حضرت امیر علیہ السلام نہایت خندہ پیشانی تھے کہی کسی بات سے جناب کی خلعتہ پیشانی پر پل نہیں آتا تھا ہر وقت تبسم سے لب کہتے تھے پورا سوجھ بوجھ سے متانت پسند لوگ جناب پر نہکتے چینی فرماتے

تھے روایت ہر قال معاویۃ لقیس بن سعد رحمہ اللہ اباحسن کان ہشاً کثاً اذا فکھت قال قیس
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ویبسم الی الصحابة معاویۃ قیس بن سعد سر تعریف کی وجہ سے
کہا خدا ابوحسن پر رحم کرے نہایت کشادہ روی ہو اے اور خوش طبع تھے قیس نے کہا جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مثل خ کرتے تھے اور صحابہ کے ساتھ ہنستے تھے *

جناب امیر علیہ السلام کا حکم

(۱) عن مغفل بن یسار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة علیہا السلام الا ترضین
انی زوجتک اقدم امتی سلا واکثرہم علما واعظمہم حلما راخرجه احمد فی المناقب مغفل
ابن یسار روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا تم راضی نہیں
ہو تین کہ میں نے تمہارا اپنی بہت سے از روی اسلام کے مقدم ترین اور از روی علم کے عالم ترین اور از روی
حکم کے انکے عظیم ترین شخص سے نکاح کیا ہے *

(۲) سال معاویۃ خالد بن عمر فقال لہ علیؑ بحیث علیا فقال علی ناک خصال علی حلقہ اذا
غضب علی صدقہ اذا قال وعلی عدلہ اذا حکم المناقب لمحمد بن یوسف الکنجی الشافعی امیر
معاویہ نے خالد بن عمر سے کہا تم کس بات پر جناب علی کو محبوب کہتے تھے وہ کہنے لگا انکی تین باتوں پر انکے
حکم پر جبکہ وہ خفہ ہوتے تھے اور انکے سچ پر جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور انکے عدل پر جبکہ وہ حکم کرتے
تھے *

(۳) روی عن علیا علیہ السلام دعا غلاما فلم یجبه فدعا ثانیاً وثالثاً فلم یجبه فقام الیہ فراء
مضطجعا فقال اما لسمع یا غلام فقال نعم قال ما حملک علی ترک جوابی قال امنت عقوبتک
فتکاسلت فقال امض فانک حر لوجه اللہ تعالیٰ نقلہ الخزالی فی احیاء العلوم روایت ہے کہ جناب
امیر علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے غلام کو پکارا اس نے جواب نہ دیا پھر آگے دو بارہ سہ بارہ پکارا اس
نے جواب نہ دیا آپ نے اٹھ کر دیکھا کہ وہ سو رہا ہے آپ نے فرمایا اے لڑکے کیا تو نے میری آواز کو نہیں
سنا تھا وہ عرض کرنے لگا ہاں میں نے سنا تھا حضرت نے ارشاد کیا پھر تو نے کیوں نہیں جواب دیا وہ
کہنے لگا چونکہ میں آپ کے عقوبت سے بچوٹ تھا اس لیے لگا گیا۔ آپ نے فرمایا جا لو میرے معذور ہونا دیکھا

جناب علی علیہ السلام کا عفو عن المکافات

(۱) لما ظفر على المردان يوم الجمل وكان اعدى للناس له واشدهم بغضا فصفع عند شرح نبي البلاء
نقل ہے کہ جب جمل کو دن جناب امیر علیہ السلام مروان بن ظفر باب ہوئے حالانکہ وہ جناب امیر سے سخت عداوت
رکھتا تھا اور تمام لوگوں سے زیادہ دشمن تھا جناب امیر نے اس کے قتل سے درگزر فرمایا۔

(۲) محمد بن طلحة شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مورخ نقل کرتے ہیں لما ملک عسکر معاویۃ علی الماء واحاطوا
بشریعت الفرات وقالت روساء الشام له اقتلهم بالعطش كما قتلوا عثمان عطشا وسال علی عن
اصحابه ان لیو غوالهم بشراب الماء فقالوا لا والله ولا نطرقه حتی تموت ظما کما مات ابن عفان
فلما رای انه الموت لا محالة قد تقدم باصحابه حمل علی عسکر معاویۃ حملات کثیفۃ حتی اذا لهم
عن مراکزم بعد قتل ذریع وسقطت الرؤس والایادی وملكوا علی الماء وصاروا صحابا للمعاویۃ
فی الفلادۃ لا ماء لهم فقال اصحابه امنعهم الماء یا امیر المؤمنین کما منعوا ولا تسقهم منه قطرة
واقتلهم لیسبوت العطش فخذهم فیضا بالادی فلاحاجة لک الی الحرب فقال لا والله لا افعل
بمثل فعلهم ومطالب السؤل وشرح نفیج البلاغۃ لابن الحدید، یعنی جب معاویہ کی فوج باقی کی
مالک ہو گئی اور اس نے فرات کے سبب ستون کو گمیر لیا شام کے رئیس معاویہ سے کہنے لگو علی کی فوج کو پیار
سے مار ڈالنا چاہیے جس طرح سے کہ انہوں نے جناب عثمان کو پیار سے مار ڈالا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام
نے اپنے صحابہ سے پوچھا کہ تم لوگوں نے بھی پانی کا گھونٹ پیاتے عرض کیا کہ واسہ ایک قطرہ تک پانی کا
نہیں ملا اب آپ ہی جناب عثمان کی طرح سے پیاسے ماری جائیں گے۔ جب جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا
کہ ان کے دوستوں کو موت پیش آرہی ہے معاویہ کی فوج پر سخت حملہ کیا اور سرعت کو ساتھ جنگ کرنے سے شام
کے لوگوں کو جگہ سے ہٹا دیا اور ہمتا اور سرکٹ کر انہیں مار لگ گئے۔ جناب امیر نے پانی پر قبضہ کر لیا اور
سعاد کی فوج بیا بان بے آب میں گر گئی جناب امیر کے لشکر والوں نے کہا شامیوں پر آپ ہی پانی بند کر دیں
جس طرح سے کہ انہوں نے آپ پر بند کیا تھا۔ اور ایک قطرہ پانی کا انکو نہ دینا چاہیے اور پیاس کی تلواروں
انکو مار ڈالنا چاہیے وہ خود ہاتھ میں آجائیں گے آپ کو لڑائی کی ضرورت نہیں جناب امیر علیہ السلام نے
فرمایا وادع من انکوا انکے قتل کا تند بدلہ نہیں دوں گا۔

علامہ ابن عبد البر شرح نہج البلاغۃ میں لکھتے ہیں کہ جلد بہ اهل البصرة وجهه ووجہ اولاده بالسيف
وشتوبہ ولعنوه فلما ظفر بهم رفع السيف عنهم ولم یأخذ اتقا لهم ولا سبوا خدایہم ولا غنم
شیئاً من اموالہم یعنی اہل بصرہ نے جناب امیر کیساتھ اور انکی اولاد کے ساتھ تلوار سے لڑائی کی اور گالیوں دین
اور براہیلا کہا لیکن جب جناب امیر علیہ السلام بنظر ظفر باب ہوئے تو نہ انکا سامان لوٹا اور نہ انکی اولاد

جناب علیہ السلام کی شفقت علی الخلق

عن علی قال لما نزلت هذه الآية يا ايها الذين امنوا اذا نجاكم الرسول فقد نجاكم
الصدقة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي مرهم ان يتصل قوا قال بكم يا رسول الله قال
بدینار قال لا يطيقون قال فتصف دينار قال لا يطيقون قال بشعیر قال لا يطيقون فقال له
رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لترهید فانزل الله تعالى اشفقتم از تقدر موا بینیدی صلتا
الی اخر الاية وكان علی يقول بی خفف عن هذه الامة راخرجه احمد والنسائی وغيرهما جناب علیہ السلام
السلام سرور بیت پر کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو جب تم رسول کو
مشورت کر لے بلاتو اپنی مشورت کرنے سے پہلے صدقہ دو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی
علیہ السلام سے فرمایا جاؤ ان دو گون کو صدقہ کا حکم دید جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ کس قدر صدقہ
کا حکم دوں آپ نے فرمایا ایک دینار کے لیے جناب علی نے عرض کیا لوگ اس مقدار کی طاقت نہیں رکھتے
آپ نے فرمایا آدھا دینار جناب علی نے عرض کیا اس قدر بھی مان میں طاقت نہیں آپ نے فرمایا پس ایک جوہر
سونے کے لیے جناب علی نے عرض کیا اسکی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا یا علی تم بہت ڈرتے
والتے پس خداوند تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی رکھو تم کہ مصلحت کنو سے پہلی صدقہ دو
جناب علی علیہ السلام کہتے تھے کہ اس امت سے اس حکم میں صرف میری وجہ سے تخفیف ہوئی ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتي عينا من ثياب عن شيء
من عمل للرجل وبيال عن دينه فان قبل عليه بن كفن عن الصلوة وان قبل لبس عليه دين صله
عليه فاتي بجنانة فلما قام ليكبّر سال صلى الله عليه وسلم هل علي صاحبكم دين قالوا دينان فقد
صلى الله عليه وسلم وقال صلوا على صاحبكم وقال عليهما علي وهو برئ منهما فقد صلى الله عليه
وسلم فصرى عليه ثم قال لعلي جزاك الله خيرا فاك الله وهانك كما فكت رهان اخيك راخرجه
الدارقطني ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سرورایت پر کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے کپڑے
پر تشریف لیجاتے تو اس آدمی کے کسی عمل سے نہ پوچھتے بلکہ اسکی قرض کی نسبت سوال فرماتے اگر کہا
جاتا کہ اس پر قرض ہے تو اسکے نماز جہانہ ٹپہنے سے ہٹ جاتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے
تو نماز جہانہ ادا فرماتے۔ ایک دفعہ ایک جہانہ پر تشریف لے گئے جب تکبیر کے لیے ٹپہ حسب معمول پوچھا

کہ تمہاری دوست پر قرض تو نہیں ہے تو گون نے عرض کیا دو دینار میں آپ نماز پڑھنے سے شکر سیٹھ گئے اور اپنے اصحاب کو فرمایا۔ تم اپنے دوست پر نماز جنازہ پڑھو جناب امیر نے کہا وہ دونوں دینار میرے ذمہ ہیں اور یہ مرنی والا اس قرض سے بھی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیکرا اس جنازہ کی نماز پڑھی پیر امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ خدا تجھے نیکی کی جزا دے اور تیرا قرض ہی چٹرائے جیسکے تو نے اپنی بیائی کا قرض چٹرایا ہے +

جناب امیر علیہ السلام کا فقہ حال عاریا

عن ابی الصهباء قال رأیت علیاً یبسط الکلابیثل عن الاسعار (ریاض النضرہ) ابوالصہب سہروردی
ہے کہ میں نے جناب امیر کو نہر کلا کے کنارے اجناس کی بیچ بوجھتے ہوئے دیکھا تھا +

عن عطاء الشعبی قال دفنت سودة بنت عمار بن الاشتر الهمدانیة علی معاویة بن ابی سفیان فاستأذنی علیہ فاذن لها فلما دخلت قال لها کیف انت یا ابنة الاشتر فقالت بخیر فقال لها انت الغائلة یوم صفین لا خیک ع شمر کفعل ابیک یا بن عمار + یوم الطعالمی وملتقے الاقران وافر علیاً والحسین ورہطہ وافضل لحد واینہا بھوان + ان الامام اخا النبی محمد + علم الھدک ومبارکة الایمان قالت یا امیر ہات الراس ویر الذنب فدع عنک تدکار ما قد نسی قال ہیجات لیس مثل مقام اخیک لسی فقالت صدقت والله یا امیر وکن اسالك بالله اعفانی عما استعفیته قال قد فعلت فقال حاجتک قالت یا امیر انک صرت للناس سیداً ولامورهم مقلداً والله سائلک عما افترض علیک من حقها ولا یزال تقدم علینا من ینھض بخرک ویبسط لسلطانک فی حصدنا حصاد السبل ویدہ سناد یاس البقر ھذا ابن رطاة قدم بلادی وقتل رجالی واخذ مالی ولولا الطاعة لکان فینا عز و منعة فاما عزک فثکرتک واما لا فخر فثکرتک فقال معاویة یا ای تھددنی بقومک والله لقد هممت ان اردک الیہ فینقد حکمہ فیک فکنت ثم قالت ع صلی اللہ علی روح تضمنہ + قبر فاصبح فیہ العدل مد فوتا + فقال من ذاک قالت علی بن ابی طالب قال ما اری علیک منه اشرا قالت ملی اتیتہ یوما فی رجل ولاہ صدقاتنا فوجدتہ قائماً یصلی فانفتل بن الصلوۃ ثم قال برافة وتلطف الک حاجتہ فاخبرتہ خبر الرجل فبکی ثم رفع رأسہ الی السماء فقال اللھم انت تعلم انی اکرھم بظلم خلقک وترک حقک ثم اخرج من جیبہ قطعہ من جراب فکتب فیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم قد جاء تکم بیتہ من ربکم فادفوا الکیل والمیزان ولا تجسوا الناس اشیاءہم ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها ذلکم خیر لکم ان کنتم مومنین اذا اناک کتابی

هذا فاحفظ بما في يديك حتى باقي من يقبضه منك والسلام فخر له فقال معاوية اكتبوا لها بالانصاف
 لها والعدل عليها فقالت الى خاصة ام لقومي عامة قال اما انت وغيرك قالت هي والله اذا الفتح
 والدم ان كان عدلا شاملا والا ينعني ما يسمع قومي قال هي هات عليكم ابن اب طالب الجرة على
 السلطان رنقله الامام ابو عمر احمد بن عبد ربہ الاندلسی فی کتابہ العقد الفريد عامر شعیبی ناقل
 ہین کہ سودہ بنت عمارہ بن الاشتر السدانیہ ایک دفعہ بطریق ہنقد معاویہ بن ابی سفیان کے دربار میں حاضر ہوئی اور اذان لگا
 معاویہ نے اپنے سامنے بلا لیا جب وہ سامنے گئی معاویہ نے اس کو کمالے اشتر کی بیٹی تیرا کیا حال ہے سودہ
 نے کہا اچھا حال ہے معاویہ نے کہا تو نے ہی صفین کے روز اپنے بہائی کیواسطے یہ اشعار کہے تھے
 کہ امی ابن عمارہ نیزہ مارنے اور بہادر روئے باہم ملنے کے روز تو یہی اپنے باب کی مانند وہن اٹھالے اور
 علی اور حسین اور انکے گروہ کی مدد کر اور سہندہ اور اسکے بیٹے کو خوار کر کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
 بہائی ہی امام ہے اور وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے سودہ نے جواب دیا اے امیر کشت گلیا دم اکثر
 گئی جو بات بھول گئی ہو ہکا ذکر چوڑ معاویہ کہنے لگا انہوں نے تیرے بہائی کا وہ مرتبہ نہیں تھا کہ اسکا
 ذکر ہو لجاے سودہ نے کہا آپ نے سچ کہا ہے لیکن جو کچھ مجھ سے ہو چکا ہے خدا کے لیے آپ معاف فرما دیں
 معاویہ نے کہا میں نے معاف کیا تو اپنی حاجت بیان کر سودہ نے کہا اے امیر اب آپ لوگوں کے سردار رہ گئے ہیں
 اور انکے تمام امور آپ کے گلے پڑے ہیں۔ خدا نے جو امر کہ تم پر ہمارے حقوق سے فرض کیا ہے ضرور اسکی نسبت
 تم سے پوچھنے والا ہے ہمیشہ ہم پر آپ اپنا عامل بھیجتے ہیں جو آپ کی عزت کی وجہ سے ہم پر حکومت کرتا ہے اور
 ہمارے کھیتی کی طرح سے کاتا ہے۔ اور گائی کی طرح دوہتا ہے۔ یا ابن اوطاة ہمارے شہر پر حاکم بنا کر بھیجا گیا
 ہے جس پر ہمارے مردوں کو مار ڈالا ہے اور ہمارا مال چھین لیا ہے اگر اطاعت ہمیں مانع نہ آتی تو ہم ہی
 عزت رکھتے تھے اور دفع کر سکتے تھے اگر تو نے ہمارے معزول کر دیا تو ہم تیرا شکریہ ادا کریں گے ورنہ ہم تج
 حائین گے۔ معاویہ کہنے لگا کیا تو مجھ اپنی قوم سے ڈراتی ہے وائدہ میں جا ہوں تو تجھے ہی کے پاس
 بیحدون تاکہ وہ اپنا حکم تیرا جاری کرے سودہ نے خاموش ہو کر یہ شعر پڑھے خدا کی رحمت ہو اس
 روح پر کہ اسکو قبر نے بغیر کر لیا ہے کہ وہ عمل کیا کہتا ہوا ہمیں دفن ہوا ہے۔ معاویہ کہنے لگا یہ کون
 شخص ہے۔ سودہ نے کہا علی بن ابی طالب معاویہ نے کہا میں تو اسکی مہربانی کا کوئی اثر تجھ پر نہیں
 پاتا۔ سودہ بولی۔ ایک روز میں انکی خدمت میں ایک شخص کی نسبت شکایت لیکر گئی جسکو کہ انہوں نے
 نیچے زکوٰۃ حاصل کرنے کے لیے ہم پر عامل مقرر کیا ہوا تھا میں نے انکو نماز پڑھتے ہوئے پایا نماز سے منہ
 پیر کر نہایت مہربانی اور نرمی سے مجھے ارشاد کیا تجھے کوئی ضرورت ہے میں نے اس شخص کا پورا حال

عرض کیا آپ کا روزگار کے بہرہ آسان کی طرف سرانٹا کر کہنے لگے کہ پوروں کا تو جانتا ہی کہ سینے پر عالموں کو تیری خلعت پہ
 ملا ہے نہ کیا تم نہیں دیا ہے اور تیرا حق چور و غیر کو نہیں کہا ہے ہر اپنی جیب سے کاغذ کا پرچہ نکال کر سپر لکھا بسم اللہ الرحمن
 الرحیم پیش کر کے تمہارے پاس رکھ لیا نشان آیا ہر پس خم پیمانے اور نرا زو کو پورا کرو اور لوگوں کی چیزیں نہ
 گننا اور زمین میں اس کو سفارشی کے بعد خرابی ست ڈالو اگر تم سو من ہوا کو حبیہ میرا خط تم کو ملو تو جو کچھ کہ تیری پاس ہوگا
 خوب نگاہ رکھو جب تک کہ سکا لینے والا تیری پاس ہو پھر جاؤ وہ سلام پہرنا باس میرے اس کو سزا دل کرو یا سعادہ یا میری کتاب
 سے کہ تو کا تم ہی سہوڑے یو عدل اور انصاف کر نیکی نسبت کہہ دو جو عہدہ کہنے لگو خاص میرے لیے یا کہ میری تمام قوم کے لیے
 سعادہ دینے کہا پتھے و سروک کیا رہو کار ہو عمارہ کنو لگو یہ امر تو نہایت ملاست ناک ہے اگر عدل شامل ہے تو ہر روز جو
 میری قوم کا حال ہو گا وہی میرا ہر گاہ سعادہ کیونکر لگا علی بن ہشام نے تم لوگوں کو بادشاہوں کو سنا کر کتنی کڑی جرات دلا دی ہے
جناب امیر علیہ السلام کی رعایت و تہذیبوں کے ساتھ

وكان اقصو على سنانته جل عنها في مواقيت الصلوات روى زياد بن عليم من ربيعت المال ويقول علينا التناق وعلیم
 الا باق رنقله غم الدين فخر الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين السبيل الزبدي في مناقب الاصفیاء جناب امیر علیہ السلام
 کی کنجین تہین جن سے نماز کو وقت وہ قید خانہ کو بھیج دیتے تھے اور جناب امیر بیت المال سوا کی خوراک عطا فرماتے تھے اور
 فرمایا کرتے تھے ہمارا کام ان کو قید رکھنا ہے اور ان کا کام ہبائنا ہے ۔

جناب امیر علیہ السلام کا توقع

عن عبد الله بن زريق قال دخلت على بن أبي طالب يوم الاحد ففرقنا اليها حرة فقلت املاها يا امير المؤمنين
 لو قربت اليها من هذا البطيخ الا وذا قال الله قد اكثر الخبز فقال يا بن زريق سمعت رسول الله يقول لا يحل تخليقة من مال
 الله الا قصصا زينة ياكلها هو واهله وقصعة يضعها بين ايدي الناس راجع احمد - عبد الله بن زريق
 روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید صبحی کے دن حاضر ہوا آپ نے علیم میرے سامنے کیا
 مینے کہا اے امیر المؤمنین خدا آپ کو نیکی دے اگر آپ اس بطخ کو ہمارے لیے بھیج کرتے تو کیا اچھا ہوتا اسے
 نے مال و متاع کو دفر کیا ہے فرمایا اے ابن زین مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے
 سنا ہے کہ خلیفہ کے لیے دو پیالوں کے سوا مال خدا سے لینا حلال نہیں ایک تو خود اسکے اور اس کے
 گھر کے لوگوں کے لیے اور ایک اسکے مہمانوں کے لیے ۔

عن ابی مطرف قال رأیت علیاً موزراً بازاراً من تد یا برداً ومصلدقاً کانہ اعرابی بدوی
 حتی بلغ سوق النکرا بیس فقال یا شیخ احسن بی فی قبیضی بثلاثة دراهم فلما عرفہ لم یشتري من
 قاتاه اخر فلما عرفہ لم یشتري منه شیئاً فاما غلاماً حدثاً فاشتري منه قبیضاً بثلاثة دراهم ثم

جاء ابو الغلام فاخبره فاخذ ابوہ درهما ثم جاء به فقال هذا الدرهم يا امير المؤمنين قال ما شان هذا الدرهم قال كان القيص ثمن درهمين قال باعني رضای واخذت رضاه واخرجني احمد
ابی طرف سرق قولہ کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ تہ بند باند ہے ہوئے اور ایک چادر اوڑھے
ہو اور وہ ہاتھ میں بے بازار میں پھر رہے ہیں بالکل مثل ایک دہائی آدمی کے معلوم ہوتے تھے گاڑا بیچنے
والوں کے بازار میں تشریف لائے اور ایک دکاندار سو کہاتین درہم کا کرتہ ہمیں دیدے اس نے جناب
امیر کو پہچان لیا آپ دوسرے دکاندار کے پاس چلے گئے جب اس نے یہی فتاحت کیا تو آپ وہاں سے بھی
جلد یہ سراسر سے کوئی نئے مول نہ لی پھر ایک بہت چوٹی عمر والے نوڈے کی دکان پر گئے اس سے تیز
درہم کا کرتہ سول لیا بعد ازاں اسکا والد آنکلا اس لڑکی نے اس سے ماجرا بیان کیا وہ ایک درہم لیکر
جناب امیر کی خدمت میں پہونچا۔ اور عرض کیا یہ ایک درہم ہے آپ نے فرمایا یہ کیسیا درہم ہے اس نے
عرض کیا کہ قیصر دو ہی درہم کا تھا آپ نے فرمایا اس لڑکی نے ہماری رضا حاصل کر لی ہے اور ہم نے
اسکی رضا حاصل کی ہے آپ نے درہم اس سے واپس لیا ۔

جناب امیر علیہ السلام کا حقوق الناس

۱) عن ابی رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم كان خازنا لعلی بن ابی طالب علی بیت المال
قال قد دخل علی یوما وقد ذنبت ابتہ فرأی علیها لؤلؤة کان عرفها لبیت المال فقال من
این لها هذه لا قطعن ایدیہا فلما رای ابو رافع جده فی ذلك فقال انا واسه یا امیر المؤمنین
ذنبتہا بها فقال علی لقد تزوجت بفاطمة ومالی فراش الا جلد کبش تمام علیہ باللیل و
نخل علیہ بالنهارنا ضنا مالی خادم غیرہا رکامل ابن اثیر ابو رافع جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کا غلام جناب امیر علیہ السلام کو بیت المال کا خازن تھا بیان کرتا ہے کہ ایک دن جناب امیر گہر میں
تشریف لے گئے میں نے آپ کے صاحبزادی کے کان میں موتی ڈال دیے تھے جناب امیر علیہ السلام نے ان
موتیوں کو بیت المال میں دیکھا تو صاحبہ جناب امیر سے اپنے صاحبزادی کے کان میں وہ موتی دیکھی
فرمایا اس نے یہ کہاں سے پائے ہیں ہم ضرور اس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں گے جناب امیر نے جناب امیر کی اس
باری میں کدو کبھی عرض کیا یا امیر المؤمنین واسے میں نے انکو یہ موتی بہتائے تھے آپ نے فرمایا جب
ہمارا نکاح جناب فاطمہ علیہا السلام ہوا تو ہمارا بستر ایک مینڈ ہے کی کمال کے سوا کچھ نہ تھارات
کو ہم اسپر سوتے تھے دیکھو یہ اونٹ اسپر اونہ چرتا تھا ہمارا کوئی خادم انکے سوا یعنی جناب سیدہ

علیہ السلام کے سوانحین تما۔

عن یحییٰ بن سلمۃ استعمل علی عمر بن سلمۃ علی اصبهان فقدم ومعه ازقاق سمن وعسل فارسلت
ام کلثوم بنت علی لی عمر فطلب منه سمنًا وعسلًا فارسل الیہا ظرف عسل وظرف سمن فلما کان الغد
خرج علی واحضر المال والعسل والسمن ليقسم فعد الزقاق فتقصت زقائن فساله عنہما
فقیل لہ بعثت ام کلثوم فاخذت منه فبعت الی مقومات فامرهم بتقویروا نقص منها فقو
خمسۃ دراهم فبعت الی ام کلثوم فقال ابعتی لی خمسۃ دراهم ثم قسم بین المسلمین ریاض النضر
وکامل ابن اثیر) یحییٰ بن سلمۃ سے روایت ہو کہ جناب امیر علیہ السلام نے عمرو بن سلمۃ کو اصبهان پر عامل
کر کے بھیجا جب وہ وہاں سے آئے تو اپنے ساتھ گہی اور شہد کی مشکین بہر لائے جناب امیر علیہ السلام کی
صاحبزادی ام کلثوم نے عمرو بن سلمۃ سے قدر کر گئی اور شہد طلب فرمایا عمر نے ایک برتن گہی کا اور ایک
شہد کا ان کی خدمت میں بھیج دیا دوسرے دن جب جناب امیر گھر سے باہر تشریف لائے اور تقسیم کے لیے
مال اور گہی اور شہد پیش کیا گیا حضرت نے مشکین شمار کیں دو مشکین ٹوٹی ہوئی پائین عمرو کے انکو
بارے میں بوجہ عرض کیا گیا کہ جناب ام کلثوم نے گہی اور شہد مانگا تھا میں نے انکو بھیج دیا۔ جناب امیر
علیہ السلام نے وہ مشکین جانچ کرنے والوں کے پاس بھیج دیں اور انکے نقصان کی جانچ کر نزیکا حکم دیا
انہوں نے عرض کیا ان میں پانچ درہم کا نقصان ہوا ہے پس جناب ام کلثوم کے پاس ایک آدمی کو
بھیج کر حکم دیا کہ پانچ درہم ہمارے پاس بھیج دے پھر سلمانوں میں مال اور مشکین تقسیم کریں۔

قیل انہ وصل الیہ زقاق عسل جادت من الیمن فنزل بالحسن ضیف فاستسلف الحسن درہما
فاشترہ به خیرا واحتاج الی الادام فطلب من القنبر ان یفتح لہ زقائین تلك الزقاق فقصر
واخذ منه رطلا فلما عدل امیر المؤمنین ليقسم الزقاق قال القنبر قد حدث فی هذا الزقاق حدث
فقال صدق قولک یا امیر المؤمنین واخبرہ الخبر فغضب فقال علی: فلما حضر الحسن ہم یفتر
فاقسم علیہ بجمہ جعفر وکان اذا سئل یحیی جعفر یمکن فقال ما حملک علی ما فعلت واخذت
منہ قیل القسمة قال ازلنا فیہ حقا فاذا اعطينا رد دناہ قال وان کان لك فیہ حق ولكن لیس
لك ان تنفع بحتك قیل الناس بحقوقهم ثم دفع الی قنبر درہما وقال اشتر به من اجود عسل
تقدر علیہ قال الراوی فکان فی انظر الی ید علی علی فم الزقاق وقنبر یقلب العسل فیہ وهو یکی
ویقول اللهم اغفر للحسن فانه لا یعلم (مطالب السؤل) روایت ہو کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس
میں کو شہد کے بہری ہوئی مشکین آئین ناگاہ جناب حسن علیہ السلام کے پاس چند دھان وارد ہوئے جناب

حسن نے ایک درہم دیکر باز اور سورتیان مول رنگا لٹن اور سالن کی ضرورت پیش آئی قنبر سے کہا کہ ایک مشک
 کو لکر شہد وید و انہون سے مشک کو کھولا اور اس میں سو ایک رطل شد لیکر بیچ دیا جب جناب امیر علیہ السلام
 مشکون کی تقسیم کرنے کے لیے بیٹھے قنبر سے کہا ان مشکون میں کوئی فتور معلوم ہوتا ہے قنبر نے عرض
 کیا یا امیر المومنین آپ سچ فرماتے ہیں جناب حسن کا شہد لینا انکے سامنے بیان کیا جناب امیر نے عرض ہو کر
 فرمایا حسن کو میرے پاس بلا احب جناب حسن حاضر ہوئے تو جناب امیر نے انکے مارنوکا قصہ کیا جناب حسن
 نے اپنے چچا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم دی جب جناب امیر کو انکی قسم و بیان تھی حضرت کا عہد فرو ہو گیا
 تھا پس آپ نے جناب حسن کو فرمایا کہ اس بات پر جس چیز نے مبالغہ کی تھی کہ تم نے تقسیم سے پہلے شہد
 لے لیا جناب حسن نے کہا ہاں اس میں حق ہو جیسے یہ خیال کیا کہ جب ہم کو ہمارا حق ملیگا ہم اس قدر اس
 میں عیو واپس کر دیں گے جناب امیر نے کہا اگر تمہارا اس میں حق ہے لیکن یہ حق تو تمہارا نہیں ہے کہ تم او
 لوگوں سے پہلے اس حق کو نفع اٹھاؤ پھر قنبر کو ایک درہم دیا اور فرمایا کہ خالص شہد اسی مقدار پر مول
 لاؤ۔ راوی کہتا ہے اب تک وہ ات سیری نگاہوں میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مشک کا سونہ کھولا
 ہوا ہے اور قنبر اس میں شہد ڈال دیا ہے اور جناب امیر ورہے ہیں اور فرماتے ہیں اے بار خدا یا سر کو
 بخند کہ وہ نہیں جانتا ہے ۔

رقيل از عقیلا سال علیا فقال انی محتاج فاعطنی قال اصبر حتى یخرج عطاءك مع المسلمین فاعطیک
 معهم فالحج عنیه فقال لرجل خذ سیده وانطلق بھالی حوانیت اهل السوق فقتل لدق هذه الاثقال
 وخذ ما فی هذه الحوانیت قال ترید ان تتخذ فی سارقا قال وانت ترید ان تتخذ فی سارقا
 اخذ اموال المسلمین فاعطیکھا ودفنھم قال انی اذهب الی معا فیتہ قال انت وذاك راخرجه
 ان حج فی الصواحق (روایت ہو کہ عقیل رضی اللہ عنہ نے جناب امیر کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھ کو
 عطا فرماؤ میں بہت محتاج ہوں جناب امیر نے ارشاد کیا آپ چند سے صبر کریں میں مسلمانوں کے حصول
 کے ساتھ تمہارا حصہ بھی نکال دوں گا جناب عقیل الحاح کرنے لگے حضرت امیر نے ایک آدمی سے فرمایا اٹھا
 ہاتھ پکڑ کر انکو بازار میں لپیٹا اور کہہ دو کہ مانا سکی دوکانوں کے قتل توڑ کر جو کہہ کہ ان میں ہوتے ہیں
 جناب عقیل نے عرض کیا کیا آپ مجھ سے جو سی کرنا چاہتے ہیں جناب امیر نے فرمایا کیا تم ہی مجھ سے جو سی
 کرنا چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال نکال دوں وہ کہنے لگے میں عادی کے پاس چلا جاؤں گا آپ
 نے فرمایا یتنا، اافتیایہ ۔

جناب امیر علیہ السلام کا عدل

وعن ابن سعيد الخدري ومعاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي لك سبع خصال لا يحاجك فيهن احد يوم القيامة انت اول المؤمنين ايماناً واولهم بعهداً الله واقومهم باهلهم واروفهم بالرعية واقسمهم بالسوية واعلمهم بالقضية واعظمهم يوم القيامة عند الله بالزهد
 (اخرج ابن الخوارزمي) ابو سعيد خدري اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تمہاری ایسی سات خصلتیں ہیں کہ قیامت کو روزانہ میں کوئی تہمت جگڑا نہیں کر سکتا تم سب ہونہیں سوا زہدی ایمان اول ہو۔ اور سب زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے اور سب زیادہ خدا کے حکم کے قائم کرنے والے اور سب زیادہ رعیت پر مہربان اور سب زیادہ پورا تقسیم کرنے والے اور سب زیادہ قیامت کے دن بڑے مرتبے والے ہو۔

سال معاوية خالد بن يعمر فقال علي احببت علياً فقال علي ثلاث خصال علي حله اذا اغضب وعلي صدقه اذا اتى وعلي عدل لما اذا حكم المناقب لمحمد بن يوسف الكشي الشافعي) خالد بن يعمر سے امیر معاویہ نے پوچھا کہ تم علی کو کیوں دوست رکھتے تھے خالد نے کہا انکی تین خصلتوں کی وجہ سے جبکہ وہ غصہ ہوتے تھے اور انکے سچ بولنے کی وجہ سے جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور انکے عدل کی وجہ سے جبکہ وہ حکم کرتے تھے۔

عن عاصم بن كليب عن ابيه قال قدم علي علي مال من اصبهان فقسمة على سبعة اسهم فوجد فيه رغيفاً فقسمة على سبعة كسر وجعل علي كل جزء كسرة ثم اقرع بينهم لينظر اليهم يعطى اوله واخره احمد (الخلعة) عاصم بن كليب بنى بالمدية من اهل من اقل بين كذا بن امير علي السلام کے پاس صفوان سے مال آیا حضرت انکے سات حصے کیے اس میں ایک روٹی بھی تھی اسکے ہی سات ٹکڑے کیے اسے سات امیرون کو بلایا یہ فرمودہ انا تاکہ کس کو پہلے دیا جائے۔

قال الشعبي وجد علي خذ عاتداً للنصراني فاقبل به الى شريح وجلس له حاشية وقال لو كان خصي مسلماً ساوتيه وقال هذا ورعي فقال النصراني ما هي لا ورعي ولم يكذب امير المؤمنين فقال شريح الك بينة قال لا وهو يضحك فاخذ النصراني الدرع ومشي يسيراً ثم عاد وقال اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان هذا الا احكام الانبياء امير المؤمنين قد منى الى قاضية قاض يقضي اليه كثر اسلم واعترف ان الدرع سقطت من علي عند مسيره في صفين ففرج علي باسلام وورع الدرع وفرسا وشهد معه فقال الخوارج رطلنا الشافعي في مطالب الاستول فلبس حمة امير علي تامل بين كذا بن امير علي السلام نے اپنے منہ ایک تصانی کے پاس کہیں کہو قاضی شریح کی

پاس لائے اور فرشتے کے حاشیہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اگر میرا مدعا علیہ سلمان ہوتا تو میں اس کے برابر کھڑا ہوتا اور فرمایا یہ ہماری زرہ ہے نصرانی کہتے لگا نہیں یہ زرہ تو میری ہے۔ باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام نے چوٹ نہیں کھاتا۔ قاضی شریح نے ہنس کر کہا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے۔ جناب امیر نے فرمایا نہیں۔ پھر نصرانی زرہ کو لیکر تھوڑی دیر لگا دیا اور لوٹ آیا۔ اور کہنے لگا گواہی دیتا ہوں میں کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ یہ انبیاء کے کرام علیہم السلام کے احکام ہیں کہ امیر المومنین مجھے قاضی کے سامنے لائیں اور قاضی ان پر اپنی فضا کا حکم جاری کرے۔ یمن اقرار کرتا ہوں کہ یہ زرہ جناب امیر سے صفین کے جنگ میں گر پڑی تھی جناب امیر علیہ السلام ہسکرمسٹ ہو جانے سے نہایت خوش ہوئے اور وہ زرہ اسی کو بخش دی اور ایک گھوڑا عطا فرمایا وہ نصرانی جناب امیر کے ساتھ خارجیوں کے جنگ تک حاضر رہا۔

عن کرمیۃ بنت ہام الطائیۃ قالت کان علی بقسم الودس فینا بالکوفة قال فضالة حملنا علی العدل منہ (اخرجہ احمد فی المناقب) کرمیۃ بنت ہام الطائی قائل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام تقسیم فرمایا کرتے تھے فضا کہتا ہے کہ ہمیشہ سے بابر ہی لیتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کے حیا

عن علی قال کنت رجلاً مذاءً فکنت استخفی ان اسال رسول الله صلی الله علیہ وسلم بکان ابتداء منی فامرت مقداد بن الاسود ان یسأله فقال صلی الله علیہ وسلم بغسل ذکرہ ویتوضأ راحۃ الشیخین (جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے مذی کثرت سے جانی تھی اور حیا مانع تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے باریکین پوچھوں میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں حضرت نے فرمایا اپنے پیشاب کی جگہ کو دھو کر وضو کر لیا کریں۔

جناب امیر علیہ السلام کی غیرت قومی

عن علی قال قلت لرسول الله صلی الله علیہ وسلم مالک تنوق فی قلوبی وتدننا قال و عندک شیئاً قلت نعم بنت حمزہ فقال صلی الله علیہ وسلم انھا لا تخلی انھا ابنة اخي من الرضاۃ (اخرجہ المسلم) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ مجھ پر کڑی نظر میں کیوں شادی کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے

پاس کوئی شے ہے ضیقو کما جان جنزہ کی بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مجھ پر حلال نہیں کیونکہ جنزہ میرے دودھ تر کیتے اور وہ رنسانعت کی وجہ سے میری بنتی ہے +

جناب امیر علیہ السلام کی فرست

عن علی قال یا اهل الکوفۃ ستقتل منکم سبعۃ نفر خیارکم و مثاہم کمثل اصحاب لاخل و دمنہم
حجر بن العدی و اصحابہ فقتلہم معاویۃ فی دمشق الشام کلہم من الکوفۃ (کتب العمال)
جناب امیر خلیفہ اسلام نے کوفہ کے لوگوں کو فرمایا اے اہل کوفہ عنقریب تم میں سرسات آدمی کھنڈا بیت پر گزریں
میں قتل کیے جائیں گے انکی مثل بعیدہ گڑھے کے شہیدوں کی اسی ہے ان میں سو حجر بن عدی
وہی وہ عنہ ہی ہیں پس امیر معاویہ نے انکو دمشق الشام میں قتل کیا وہ سب کوفہ میں سے تھے

جناب امیر علیہ السلام کا حفظہ

عن یحییٰ بن علی قال، فی قولہ تعالیٰ وتعبہا اذن واعیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ از جمیل اذنک یا علی تفعل فکان یقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاماً
 لا ۛ عیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی) کھول جناب امیر عالیہ السلام سے اس آیت کو نشان نفل
 میں کہ یاد رکھیں گے اسکو یاد رکھتے واسے درکان (روایت کرتے ہیں کہ حسب آیت نازل ہوئی جناب
 سے ایسا ہے اللہ عزی و جلہ نے فرمایا یا علی مینے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ میرے کانون کو خدا ہیا
 کرو سے پس منہ انے ایسا ہن کر دیا جناب علی فرماتے ہیں کہ مینے کوئی کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے نہیں سنا مگر کہ مینے ہکا و مہیان رکھا اور ہکا یاد کر لیا اور بولا ہین +

اسحق ابن عباس لما نزلت هذه الآية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت الله ان يجعلها
 اذنًا يا علي قال علي فما نسيت شيئًا بعد ذلك راخرجه ابو نعيم في الحلية وابن المغازلي في المناقب
 ابن عباس هو رعایت ہر کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ روہیان کہیں گے ہسکو وہ بیان رکھنہو واپس
 کان ہجناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی سینے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تیرے کان زنجائز
 علی کہتے ہیں کہ اسکے بعد مجھ پر کبھی کوئی چیز نہیں پہنچی *

و عن بريدة الأسلمي قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلى ان الله امرني ان املك
تعالى وحق على الله ان يعيى قال فاذلت وبعيتها اذن وابعيتها راخرجه الخازن في المناقب و

ابو نعیم فی الحلیہ والتعلیہ فی تفسیرہ والواحدی فی اسباب التزول والدلیلی فی فردوس الاخبار
 بیدہ سلمیٰ روایت ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت
 علیؑ سے ارشاد فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھے سکھاؤں تاکہ تو وہ بیان میں
 رکھے اور خدا پر حق ہو کہ تجھ سے وہ بیان میں رکھائے بیدہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ بیان
 میں رکھیں گے اسکو وہ بیان رکھنے والے کان ۔

جناب امیر علیہ السلام کی معرفت فہم

عن سعید بن المسیب ان رجلاً اوقى به الى عمر بن الخطاب كان صداماً منه انه قال بجماعة من
 الناس قد سالوا كيف اصيحت قال اصبحوا حبا لفتنة واكره الحق واصدق اليهود والنصارى وادمن
 بما لماره واقربا لم يخلق فارسل عمر الى علي فلما جاءه واخبره بمقالة الرجل فقال صدق
 بحبا لفتنة قال الله تباركنا انما اموالكم واولادكم فتنه وبكره الحق يعني الموت قال تعالى فحبا
 سكوت الموت بالحق وصدق اليهود والنصارى قال تعالى وقالت اليهود ليست النصارى
 على شيء وقالت النصارى ليست اليهود على شيء ويؤمن بما لم يره يؤمن بالله عز وجل ويقر
 بما لم يخلق يعني الساعة فقال عمر اعوذ بالله من معصية ليس لها ابو الحسن (نور الابصار)
 سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ لوگ ایک شخص کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے جس سے یہ بات صادر
 ہوئی تھی کہ ایک گروہ نے اس سے پوچھا تھا تو نے آج کس طرح سے صبح کی ہے میں نے آج تیرا کیا حال ہے
 اس نے جواب میں کہا کہ میں نے آج کس طرح سے صبح کی ہے کہ فتنہ کو دوست رکھتا ہوں اور حق سے کراہت
 کرتا ہوں اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہوں اور حبیب کو نہیں دیکھا اس پر ایمان لانا ہوں اور
 جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اسکا اقرار کرتا ہوں پس حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کو بلوایا جب
 آپ تشریف لائے اور اس شخص کے قول کو بیان کیا آپ نے فرمایا یہ شخص سچ کہتا ہے دوست
 رکھتا ہے فتنہ کو چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ سوا اسکے نہیں ہے کہ مال تمہارا اور اولاد
 تمہاری فتنہ ہیں اور حق سے کراہت رکھتا ہے یعنی موت سے چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ
 اتنی بیہوشی موت کی ساتھ حق کے اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے کہ میں یہود کہ نہیں ہیں نصاریٰ کسی شے پر اور کہتے ہیں نصاریٰ نہیں ہیں یہ
 کسی شے پر اور جس چیز کو نہیں دیکھا ایمان لایا ہے جسکا مطلب ہے کہ اللہ جل وعلا ایمان

لایا ہے اور جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اسکا اقرار کرتا ہے جس کو مراد قیامت ہے حضرت عمر نے یہ سنکر کہا کہ میں ایسی شکل سے کہ جسکے رفع کرنے کے لئے ابو الحسن نہ ہوں خدا سے پناہ مانگتا ہوں +

جناب امیر علیہ السلام کی صداقت

۱۱، عن عباد بن عبد اللہ قال علی انا عبد اللہ وانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وانا صدیق اکبر لا یقولہا ذلک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین راخرجه احمد والنسائی والحاکم) عباد بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہائے ہوں اور صدیق اکبر ہوں اسکو میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر کاذب مینو سب لوگوں کے ساتھ برس پہلے نماز پڑھتی ہے +

عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا انت الصدیق اکبر راخرجه الدیلمی والطبرانی) سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ تم صدیق اکبر ہو +

جناب امیر علیہ السلام کی امامت

عن فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت ولیہ فعلی ولیہ ومن کنت امامہ فعلی امامہ راخرجه السید علی الطبرانی فی مودة القربی) جناب فاطمہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جسکا کہ میں ولی ہوں پس اسکا علی ولی ہے اور جسکا کہ میں امام ہوں پس اسکا علی امام ہے +

جناب امیر علیہ السلام کی خلافت

عن عبد اللہ بن مسعود قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد احترق نفس المصعد فقال رسول اللہ ما لک تنفس قال یا بن مسعود نغیت الی نفسی قلت استخلف یا رسول اللہ قال من قلت ابابکر فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراک تنفس یا رسول اللہ قال نغیت الی نفسی قلت استخلف یا رسول اللہ فقال من قلت عمر بن الخطاب فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراک تنفس یا رسول اللہ قال نغیت الی نفسی قلت استخلف فقال من قلت علیا قال ذلک والذی لا الہ غیرہ لو بايعتمو اذ خلکم الجنة

اجمعین اخرجہ بنو نعیم فی الحلیۃ والخوارزمی فی المناقب والطبرانی فی المعجم کبیر فمسند عبد بن مسعود طبرانی بن مسعود و تیس کہ ایک ایک
صحبہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک گھر سانس پر اپنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیون گھر سانس پر تو میں آپ نے فرمایا اے ابن مسعود ہر گھر سے
انتقال کرنا تو بڑا بڑا علم کیا ہے میں عرض کیا یا آپ پھر بھی کسی کو خلیفہ بنا جائیں تو فرمایا کہ کوئی نہ بنا میں میں عرض کیا ابو بکر کو آج یا عیسیٰ کو
پھر تو ایک گھر سانس پر اپنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیون گھر سانس پر تو میں آپ نے فرمایا اے ابن مسعود ہر گھر سے انتقال کرنا تو بڑا بڑا علم کیا
گیا ہے میں عرض کیا یا آپ پھر بھی کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں تو فرمایا کہ کوئی نہ عرض کیا عیسیٰ کو آج یا عیسیٰ کو پھر ایک گھر سانس پر ایک ایک گھر
سانس پر میں عرض کیا آپ کیون گھر سانس پر تو میں آپ نے فرمایا میں نے انتقال کی خبر لی ہے میں عرض کیا یا آپ کسی کو خلیفہ بنا جائیں آپ نے فرمایا
کس کو میں عرض کیا علی بن ابی طالب کو آپ نے ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تم اس سے بیعت کی تو وہ تم سب کو نبی میں داخل کرے گا۔

عن الن بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان النبیا و اختاروا صیبا و اختار ابن عمی شد بن عبد شمس کما شد عضد و
باخیار و ن من خطیقتہ و دریک و لوکا النبوا لکان نبیا راجح سید علی اللہ ان فی مودۃ اللہ ان بن بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تمام انبیاء سے برگزیدہ کیا ہے اور مجھ کو وصی بنا لیا اختیار دیا ہے پس میں نے آپ کو اپنا بن عم کو منتخب کیا ہے اور انکی
وجہ سے میرے بازو کو قوی کیا ہے ہر طرح سے کہ بازو کو انکی بائی بائی سو قوی کیا ہے پس میرا خلیفہ اور وزیر ہے اور اگر میری بعد نبوت ہوتی تو وہ نبی ہوتا
عن عبد الرزاق باسناده عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولیاء علیا
فقد وہ ہادیامہدیا راخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب عبد الرزاق اپنے اسناد کے ساتھ یہ حدیث
کو حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اگر تم علی کو حاکم بناؤ تو تم سب کو ہادی اور مہندی یا پوگے

جناب امیر علیہ السلام کی طہارت

عن ابی سعید الخدیی فی قولہ تبارکنا یرید اللہ لیدہب عنکم الرجس لعل البیت و یطہرکم
تطہیرا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا ثلاث فی خمسۃ فی فی علی وفاطمة والحسن
والحسین راخرجہ احمد والطبرانی والجریری و هذا الحدیث حسن علی ای اکثر العلماء وقد صح
بعضہم (نزل الابرار) ابو سعید خدری سے روایت ہے اس آیت کے شان نزول کو متعلق کہ نہیں
چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کر کے تم سے نجاست کو اسے گہرا لو اور پاک کر کے تم کو خوب پاک کرنا، جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت خصوصیت سے پانچ شخصوں کے حق میں نازل ہوئی ہے
یعنی ہمارے چھ مہربان اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے حق میں یہ حدیث اکثر علما کی رائے پر حسن ہے اور
بعض نے اسکو صحیح مانا ہے۔

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اهل البیت قد اذہب اللہ غنا

الفواحش ما ظہر منها وما بطن جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ التختہ والثناء ارشاد فرماتے تھے کہ تحقیق ہم اہل بیت سر پروردگار نے ظاہری اور باطنی برائیوں کو دور کر دیا ہے من خلب الحسن فی ایامہ انہ قال نحن خربا المغلین وحقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاقربون واهل بیتہ الطاہرون الطیبون واحدا الثقلین الذین خلقہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والثانی کتاب اللہ وروح الذہب مسعودی جناب حسن علیہ السلام نے اپنی ایام خلافت میں خطبہ فرمایا کہ ہم شگاف کا گروہ ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین محترت ہیں اور انکے اہل بیت طیب اور ظاہر ہیں اور ایک ان دو باری چیزوں میں سے ہیں جنکو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور خدا کی کتاب کے دوسرے دھبہ پر ہیں *

جناب امیر علیہ السلام کی عصمت

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمساً ہوا حیالی من الدنیا وما فیہا اما واحدة فہو تکائی بین یدی اللہ عز وجل حتی یفرغ من الحساب فاما الثانی فلو اء الحسد بید آدم ومن ولدہ تحته واما الثالث فواقف علی عقر حوضی لیسقی من عرف من امتی فاما الرابع فمات عورتی ومسلمی الی ربی عز وجل فاما الخامسہ فلست لختی علیہ ترجع ذانیاً بعد احسان ولا کافراً بعد ایمان (راخرجہ احمد فی المسانیب) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علی کو پانچ ایسے امور عطا ہوئے ہیں کہ سیر نزدیک دنیا وما فیہا سے بہتر ہیں اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجبور نہ ہوگا بلکہ وہ حساب سے فارغ ہو دوسرے یہ ہے کہ لو اء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اسکے نیچے ہوگی تیسرے یہ کہ میری حوض کے پیچھے کھڑا ہوگا جسکو میری رست سے پہچانے گا اسکو پلایا جائے گا چوتھے یہ کہ وہ میرے ستر کو ڈھانے کا مادہ محبوس ہے خدا کی طرف سے پر دہ کرے گا۔ اور پانچواں یہ کہ مجھے مطلق خوف نہیں کہ وہ پارسا ہو نیکیوں سے زنا کی طرف رجوع کرے۔ یا بعد ایمان کے کفر کی جانب عود کرے *

جناب امیر علیہ السلام کی عبادت

عبادت منحصر بہ کثرت صلوٰۃ اور صوم اور صدقات اور ادائی حج میں جسکا مفصل و مشرح بیان کیا جائے گا، جناب امیر علیہ السلام کی نماز

روى عن علي انه كان كلما دخل وقت الصلوة تغیر لونه فقیل له في ذلك قال جلد وقت الامانة التي عرضها الله على السموت والارض والحيال فابین ان یحملهما فقد حملتها مع ضعفی ولا ادری کیف اودیهما ونقله شیخ الامام تاج الاسلام سلیمان بن داود السقینی جناب امیر سے روایت ہو جب نماز کا وقت ہوتا آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا ایک دفعہ اسکی نسبت آپ کے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اس بات کے ادا کر نیکا وقت آہو چاہے کہ امانت کو خدانے آسمانوں پر اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور میرا بچا تو ان کے ساتھ اسے اٹھا لیا ۔

رحمن علی قال ما عرف احد من هذه الامة عبد الله بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیری عبدت اللہ تعالی قبل از عبدہ احد من هذه الامة تسع سنین لا اخرجہ للنساء فی الخصائص والمحافظة التقفی جناب علی فرماتے تھے کہ میں اپنے سوا اس امرت کو کسی آدمی کو نہیں جانتا جس نے مجھ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نماز پڑھی ہو میں نے نو برس پہلے خدا کی عبادت کی ہے قبل اس کے کہ کوئی اسکی عبادت کرتا ۔

۲) عن عباد بن عبد الله قال قال علي نا عبد الله واخو رسولہ وانا صدیق الاكبر يقول ذلك بعدى الا كاذب صليت قبل الناس سبع سنين لا اخرجہ احد والنساء وحافظ ابو ديد عثمان ابی شبيب وابن ابی عاصم والحاکم وابو نعیم والعقيلي عباد بن عبد الله کہتے ہیں کہ جناب علی فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اسکو رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہتا مگر جو بولتے کہنے والا میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے

قبل قد يبسط له نطح بين الصفين ليلة اظهر في صل عليه السهام وقعت بين يديه وموت علي صاخب يميناً وشمالاً فلا يرتاع لذلك وما قام حتى فرغ من وظيفته رشرح بفتح الباء (روایت ہو کہ صفین کی لیلۃ الریمین درمیان دو نو صفوں کو آپ کے لیے نطح بچائی گئی تھی آپ اس پر نماز پڑھتے ہوئے اور تیرانکے سامنے سے آتے تھے اور انکے کانوں کے پاس ہو کر دہانے بائیں نکلتے تھے اور جناب امیر اور ان سے خوف نہیں فرماتے تھے جیت تک کہ اپنے وظائف سے فارغ نہیں ہوئے ۔ اور نہ اپنے مقام سے اٹھے جناب امیر کے کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ علامہ ابن الحدید لکھتے ہیں وکان جہتہ کثفتہ الجبر بطول سجودہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک طول و عرض پر مثل اونٹ کا ٹھنڈا

لے بفتح ثاء وکسر فاء زانو شتر کہ وقت نشستن بر زمین بر سر چوں میان سینہ و پیرمان و مانند آن ثقات جہر و ذوات تعبد امام زین العابدین (مستوب)

کی ہوگی تھی نماز کی وقت آگے ہر قدر استغراق پہنچا تا تکہ مطلق ہو گا ہوش نہیں رہتا تھا یہاں تک کہ لگ بھگ اپنے جسید
غضری سو ہی بے خبری پہنچائی تھے چنانچہ سو لوی جامی تختہ الاحرار میں نماز کے وقت تکلی محبت کر مستغرق

ایک روایت بیان کرتے ہیں +	شیر خدا شاہ ولایت علی	صیقل شرک لطفی و حبلی
رفد احد چون صفہ ہجا گرفت	تیر مخالف تیش جا گرفت	غنی پیکان بگل او نفدت
صد گل محنت ز گل او شکفت	روی عبادت سوی محراب کرد	بشت بدد سر اصحاب کرد
خنجر الماس جو پیدا حنت مند	جاک بہن چون گلشن بہ حنت مند	غرفہ بخون غنہ ز نگارگون
آمد از ان گلبن احسان و ن	گلگل خوشش بمصلحہ چکید	گفت چو فارغ ز نماز آن بدید
کاین ہمہ گل صیت نہ بای من	ساختہ گلزار مصلائے من	صورت حالش چمن و دند باز
گفت کہ سو گند بدنامی راز	کز الم تیغ نزارم خبر	گریم ز من نیست خبر دار تر

جناب امیر علیہ السلام کی کثرت صوم

عن ابن عباس قال قال الحسن والحسين مضافاً لهما رسول الله صلى الله عليه وسلم في ناس معقلوا
يا ابا الحسن لو نذرت علي ولديك فنذر علي فاطمة وفضة جارية لهما ان يارهما ان يصوموا ثلثة
ايام فشفيا وما معهم فاستقرض علي من شعون اليهودي ثلثة اصوع من شعير فطخت فاطمة صلماً
واختبرت خمسة اقراص علي عدهم فوضعت بين ايديهم فطروا فوق عليهم السائل فقال السلام
عليكم اهل بيت محمد مسكين من مساكين المسلمين اطعموني اطعمكم الله من موايد الجنة فاثروه
وباتوا لم يذوقوا الا الماء واصبحوا صياماً فلما امسوا ووضعوا الطعام بين ايديهم وقف عليهم
يتيم فاثروه ووقف عليهم الاسير في الثالثة ففعلوا مثل ذلك فلما اصبحوا اخذ علي بيد الحسن
والحسين واقبلوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما ابصرهم وهم يرتعشون كالفرخ من شدة
البجع قال ما اشد سوفي ما اراكم وقام فاطلق معهم فراى فاطمة في محرابها قد انصق ظهرها
بيطنها وضربت عيناها فساء ذلك فقتل جبرائيل وقال خلها يا محمد هناك الله في اهل بيتك
فقروا ويطعمون الطعام على حبه مسكيناً ويتيماً واسبيراً لا يكشف ابن عباس رضي الله عنه کہتے ہیں
کہ ایک دفعہ امام حسن و حسین پیار ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ساتھ انکی عبادت کو
تشریف لائے تو لوگوں نے کہا یا ابا الحسن اگر آپ اپنے ان دونوں صاحبزادوں کے بیٹھے کچھ نہ دمانتے تو بہتر تھا
میں جناب علی نے اور جناب سٹیہ نے اور فضہ انکی نو تنگی نہ دمانی کہ حسب اس پیاری سے انکو صحت پہنچا

تو ہم ترن دن کے بعد و رکھیں گے۔ خداوند تعالیٰ نے انکو شفا عطا فرمائی انکے پاس کہا نیکی کوئی چیز نہیں تھی جتنا علیؑ نے شمعوں پہودی سے ترن پیانے جو قرص لیے جناب سید نے انکو میا اور پانچ روٹیاں مالکی تعداد کے موافق پکا تین اور افطار کے لیے لکھا گئے رکھیں اتنے میں ایک سائل آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا السلام علیکم اے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسکین مسلمان مسکینوں میں سے حاضر ہے کچھ بچے کھلا خانہ جنت سے خدا انکو کھلائے انہوں نے وہ روٹیاں اٹھا کر سکودیدین اور سوائے پانی کے گھونٹ کے کوئی چیز نہ چکی اور صبح کو روزہ رکھا جب ات ہوئی اور طعام نکال کر کھانیکو بیٹھے ایک میتیم آگیا وہ طعام سکودید یا قسیری شب کو ایک قیدی آگیا انہوں نے مثل پہلی دو راتوں کے سکوی طعام دید یا حبیب صبح ہوئی جناب علیؑ السلام امام حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے جب حضرت نے انکو دیکھا کہ مثل چوزہ منع کے کان پر ہی رہیں فرمایا یہ کیا بری حالت تمہاری سکود کھاٹی دے رہی ہے اور اٹھ کر جناب فاطمہ کے پاس تشریف لیگئے انکو محراب میں دیکھا کہ ازکا پیٹ پشت سے لگا ہوا ہے اور انکے پیٹ میں ٹپری ہوئی ہیں متروک یہ حالت بہت بری معلوم ہوئی اتنے میں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ یہ لیجئے آپ کے اہل بیت کے لئے خدا پاک تمنیت دیتا ہے پر یہ آیت پڑھی وہ لوگ کہ کھلاتے ہیں اپنی حب سے مسکین اور میتیم اور سیر کو ۛ

جناب امیر علیہ السلام کے صدقا

عن علیؑ لقد رأيتني مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وانی لا ربط الحجرج علی بطنی من الجوع واز صدقۃ فیوم اربعون الفا و فی دوا یتما ز صدقۃ مالی مبلغ لتبلغ اربعین الف دینار (اخیرہ احمد) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھتا کہ سینے پہرا اپنے شکم پر کپڑا کیوجہ سے باندھا ہوا تھا حالانکہ ہمدن میری زکوٰۃ جا بیشتر حسنا رہتی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سیر و مال کی زکوٰۃ جا بیس ہزار دینار تک پہنچ گئی تھی ۛ

حب طبری علیہ الرحمۃ ریاض النضر فی فضائل اہل بیت کو ذیل میں لکھتے ہیں ربانیتوہم المتوہم ان سال علی مبلغ زکوٰۃ هذا القدر فليس كذلك فانه رضى الله عنه كان ازيد الناس علی ما علم مما تقدم قال ابو الحسن بن فارس اللغوی سالت ابي عن هذا الحديث قال معناه ان الذی تصدقت به منذ كان لی مال الی ایوم کذا وکذا یعنی اگر تو ہم کو احمدیث سے یہ پتا ہوتا ہے کہ جناب امیر کے پاس مقدار مال تھا کہ جسکی یہ زکوٰۃ نکلتی تھی حالانکہ یہ بات یقین ہے کیونکہ آپ سب

لوگوں سے زیادہ زیادہ تھے چنانچہ سابقاً آپ کا حال تحریر ہو چکا ہے اب الحسن بن فارس لغوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد زبیر گوار سے اس حدیث کا مطلب پوچھا وہ کہنے لگو اسکا مطلب یہ ہے کہ جناب ابی تراب نے میں کو جب سو سیرے ہاتھ میں مل آیا ہے اگر وہ آج کے دن تک میری ہاتھ میں رہتا تو اسکی زکوٰۃ اسقدر ہوتی۔ اسکی سوا ان اوقاف سے بھی مراد ہو سکتی ہے کہ جب کو جناب ابی تراب نے جاری کیا تھا اور قبل انکے اجرا کے وہ انکی مالک تھے اور شاید کہ انکا محاصل اس مقدار پر ہو جسکو کہ جناب نے بیان فرمایا ہے۔

(۲) عن جعفر بن محمد عن ابیہ از عمرا قطع علیاً ثم اشتري علی ارضا الى جنب قطعه فخر فیہا عینا فینما ہم یعملون فیہا اذا انفق علیہم مثل عنق الخجور من الماء فاتی علی فیشرب ذلک فقال لبشر والوارث ثم یصدق بجمع علی الفقراء والمساکین وابن السبیل فی سبیل اللہ راخرجه ابن السمان) والریاض النضرہ فی فضائل العشر (جناب جعفر صادق اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام سے ناقل ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السلام کو ایک زمین کا ٹکڑا جاگیر میں دیا یہ چرباب علی نے ہر قطعہ زمین کے پہلو میں ایک اور قطعہ مول لیا۔ اس میں ایک تالاب کھدوایا۔ لوگ تالاب کو دور سے تہر کہتا گاہ اس میں سے مثل اونٹ کی گردن کے ایک خیمہ نکلا اور جاری ہو گیا جب جناب علی تشریف لائے تو لوگوں نے انکو بشارت دی آپ نے فرمایا یہ بشارت اس کے وارث کو دینی چاہیے۔ آپ نے فقیروں پر اور سکیون پر اور مسافروں پر اسے خیرات کر دیا۔

(۳) عن ابی ذر قال کنت انا وجعفر بن ابی طالب مهاجرین الى بلاد حبشة فاھک جعفر جاریہ قیمتھا اربعۃ الاف درھم فلما قد منا المدینۃ اھلنا الی علی لتخدم ففعل سکنھا فی بیت فاطمۃ فدخلت فاطمۃ یوما فنظر الی اس علی فی حجل لجاریۃ فقالت لہ یا ابا الحسن فعلتھا قال لا واللہ یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فعلت شیئا قالت تاذن لی ان اسیر فی منزلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال قد اذنت لک فتجلبیت بجلیابھا وتبرقت بپرقعتها وادارت الذی صلی اللہ علیہ وسلم فھبط جبریل فقال ان اللہ یقرک السلام ویقول لک ان فاطمۃ ابنتک تشکی الیک علیاً فلا تقبل منها شیء فی علی شیئا۔ فدخلت فاطمۃ فقال لھا یا بنت جئت تشکین علیاً فقالت ای وری لکعیۃ فقال ارجی الیہ فقولی رغم انفی لرضاک ثلاثا فقال علی واسواتام من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکوتنی الی خلیل وحبیبی شھدی یا فاطمۃ ان الجاریۃ حرۃ والاربعة الاف درھم الی حملت من عطائی علی فترأوا منھا جرین ثم لبس رواہ واراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھبط جبریل فقال یا محمد ان اللہ یقرک السلام ویقول لک قل لعلی انی قد

اعطيتك الجنة ليعتق الجارية واعطيتك ان يخرج من النار من غشت بالادبۃ الا ان الدرهم
 التي تصدقت بها فادخل الجنة من شئت برحمتي واخرج النار من شئت بمعصيتي راخوجه
 ابن السبوع الاندلسی فی کتابہ النفا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ میں اور جعفر بن
 ابی طالب جب بلاد حبشہ کو ہجرت کر کے گئے جعفر رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم کو ایک ٹوٹدی خریدی
 جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم نے وہ ٹوٹدی خدمت کر لیے جناب علیؑ کو دیدی جناب علیؑ نے اس
 جناب فاطمہؑ کے گہر میں رکھا ایک روز جناب فاطمہؑ تباہ ہو گئیں تشریف لائیں دیکھا کہ جناب علیؑ
 علیہ السلام اس ٹوٹدی کے گود میں سر رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں جناب سیدہ نے کہا یا ابا الحسن تم نے
 تو اس سے صحبت کی ہے جناب علیؑ نے کہا ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی واسطہ سینے اس سے کچھ نہیں
 کیا جناب سیدہ نے کہا آپ مجھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر جانے کا اذن دین آپ نے
 انکو اذن عطا کیا حضرت سیدہ کبریٰؑ ہنکرا اور برقع اوڑھ کر حضرت اعلیٰ اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف
 لے گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ پانچ چہرے تشریف لائے اور کہا خدا نے آپ کو سلام بھیج کر کہا ہے
 کہ آپ کی بیٹی علیؑ کی شکایت لیکر آئیے پاس آئی ہیں آپ انکا کتنا نامہن۔ اتنے میں جناب سیدہ
 ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئیں آپ نے فرمایا اسی بیٹی تم علیؑ کی شکایت کرنے
 آئی ہو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ کبھی بیشک میں شکایت لیکر آئی ہوں۔ آپ نے فرمایا
 تم والی چلی جاؤ اور علیؑ سے تین دفعہ جا کر کہو کہ میری علیؑ الرعم آپ کو اپنی رضا کا اختیار حاصل ہے
 یہ جناب علیؑ نے جناب سیدہؑ کو یہ کلام سنا کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری
 شری رسوائی ہوئی ہے۔ آپ نے میری محبوب اور میرے غلیل کی باس میری شکایت کی ہے یا فاطمہؑ
 گواہ ہیں میں نے اس ٹوٹدی کو آزاد کر دیا ہے۔ اور چار ہزار درہم جو مجھے عطا ہوئے تھے فقرا و مہاجرین
 پر تقسیم کر دیکے لیے لیجاتا ہوں۔ پھر آپ اپنی چادر کو اوڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں
 تشریف لائے اتنوں میں حیرت علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ روگہا عالم نے
 آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ آپ علیؑ سے کہہ دیں کہ میں نے تجھے ٹوٹدی آزاد کرنے کے بدلے
 جنت عطا کی ہے اور ان چار ہزار درہم کے عوض کہ تو نے خیرات کئے ہیں تجھے اختیار دیا گیا ہے کہ
 جسکو تو چاہے دفع سے نجات دی اور میری رحمت کے ساتھ جسکو کہ تو چاہے جنت میں داخل کر دے
 اور میری مغفرت کے ساتھ جسکو کہ تو چاہے دفع کی آگ سے نجات دے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ اتی بجناتہ لم یسال

عن شريح بن عمار عن دينا قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان قيل ليس عليه بن
صلى الله عليه فاني بجانزة فلما قام ليكب سئل هل علي صاحبكم دين قالوا دين قالوا ان ففعل صلى الله
عليه وسلم وقال صلوا علي صاحبكم فقال علي ما علي وهو برئ منهما فقدم صلى الله عليه وسلم
ثم قال لعلي جزاك الله خيرا فك الله رها نك كما فلكك رها نك اخيك (اخرجه الدارقطني)
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے جنازہ پر تشریف
لیتے تو اسکے اعمال کی نسبت کہی سوال نہ فرماتے۔ بلکہ اسکے قرض کی نسبت پوچھتے اگر عرصہ کیا
جاتا کہ اس شخص پر قرض ہے تو آپ خود نماز نہ پڑھتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے تو آپ ٹھیک
نماز پڑھتے۔ ایک دفعہ حضور ایک جنازہ پر تشریف لیگئے جب آپ تکبیر کے ارادے سے اٹھے تو لوگوں سے
پوچھا تمہاری اس دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار قرض ہیں حضور خود مالیت
بیٹھ گئے اور لوگوں سے کہا کہ تم اپنے دوست کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ اتنے میں جناب علی علیہ السلام نے
کہا ان دونوں دینا کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور یہ ان سے بری الذمہ ہے حضور نے بڑھکاسر
کے نماز جنازہ پڑھی اور جناب علی سے فرمایا خدا تجھے نیک جزا دے اور تیرا قرض چھٹائی جیسکے تو نے اپنی
بہائی کو قرض چھڑایا ہے ۔

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت

عن ابن عباس قال كان مع علي اربعة دواهم لا يملك غيرها فصدق بدرهم ليلا وبدرهم نهارا
وبدرهم سراً وبدرهم علانية فأتى تعالى الذين ينفقون اموالهم بالليل والنهار سراً وعلانية
فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون (نقل الواحدی فی تفسیرہ) ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علی علیہ السلام کے پاس چار دھرم تھے کہ انکے سوا انکے پاس اور کچھ
نہیں تھا آپ نے ایک دھرم رات کو اور ایک دن کو اور ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر خیرات کیا پس پچھوگا
عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کو خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں پوشیدہ
اور ظاہر پس انکے لئے انکے خدا کے پاس اجر ہے اور نہیں خوف ان پر اور نہ وہ اندوگین ہونگے ۔

عن ابی ذر الغفاری قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً من الأيام الظهر فسئل
سائل في المسجد فلم يعطه احد شيئاً فرفع السائل يديه الى السماء فقال اللهم اشهد اني
سألت في مسجد نبيك فلم يعطني احد شيئاً وكان علي في الصلوة راكعاً فادعى لي بخنصره اليمنى

فاعلم انما فاتل الله تعالى انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا يقيمون الصلوة ويؤتون
الزكاة وهم راكعون (نقل الثعلبي في تفسيره) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
بن بن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوپ
کیا کیسے اسکو کچہ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار گواہ رہو میں نے تیرے
نبی کی مسجد میں سوال کیا ہے اور کس نے مجھے کچہ نہیں دیا جناب علی علیہ السلام نماز میں تھے اپنے ہمراہی
ہاتھ کی چنگلی سے اس اشارہ کیا اور انگوٹھی ہسکو عطا فرمائی پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تمہارا
ولی خدا ہے اور اسکا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں
در اتخا لیکہ وحبکے ہوئے ہیں ۔

عن انس بن مالك ان سائلا قال في المسجد وهو يقول من بقرض الملئ الرقي وعلى باع يقول بده
خلفه للسائل اي اخلع الخاتم من يدي قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم باع عمر وجبت
باني انت وامى يا رسول الله ما وجبت قال وجبت الجنة والله ما خلع من يده حتى خلع من كل فرب
وخطيئة را حوجه الراضي في تاريخ تروين المسمى انس بن مالك سے مروی ہے کہ ایک سائل نے مسجد
میں آکر سوال کیا کہ کون ہے جو خدا کی راہ میں بہر بور قرض سے جناب امیر رکوع میں تھے اپنے ہاتھ سے چھ
کیطوف سائل کو اشارہ فرمانے لگے کہ انگوٹھی ہماری ہاتھ سوا تار کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
امیر و حب ہو گئی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بانی آپ پر قربان ہوں کیا وجب ہو گئی
آپ نے فرمایا جنت و حب ہو گئی ہے سائل نے انکے ہاتھ سوا انگوٹھی نہیں اتاری بلکہ انکا ہر ایک گناہ
اور خطا تار ڈالا ہے ۔ (جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کو حضرت

کے منصف مزاج دشمن ہی تسلیم کرتے تھے قال معاوية بن ابی سفيان لمحقن بن ابی محتن لما قال له
جئتك من عند ائجل الناس فقال ويحك كيف تقول انه من ائجل الناس هو الذي لو ملك
بيتا من تدبر بيتا من تدين لنقل تدبره قبل تدينه (مطالب السؤل) یعنی جبکہ محقن بن ابی محتن
نے معاویہ بن ابوسفیان سے کہا کہ میں غیل قرین خلائق سے تیری پاس آیا ہوں معاویہ نے کہا ہنسوں
ہے تجھ پر تو انکو کیونکر غیل کہتا ہے کہ اگر انکو ایک سونیکل گہکا اور ایک انجیر کے گہکا مالک کیا جائی
تو قبل اسکے کہ وہ انجیر کا گہ تمام ہو سونیکا گہ تمام ہو جائے گا ۔

قال الشعبي وقد ذكر عليه السلام كان اسنى الناس على الخلق الذي يحب الله سبحانه والحمد ما

قال لا سائل قط وانه كان يستقربك لنخل قوم من يهود المدينة حتى مجلت يداها وتصدق
بالاجرة وليد علي بطنه حجا (مطالب السؤل) شجعي رحمة الله عليه جناب امير عليہ السلام کی سخاوت کا
ذکر کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے ایسے سخی ترین
تھے اور سخاوت اور جو کو محبوب کہتے تھے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کے لئے اپنی زبان مبارک سے
لا یعنی نہیں نہیں کہا تھا اور اپنے ہاتھ سرمدینہ کے یہودیوں کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے یہاں تک کہ
انکے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے اور اجرت کے پیسے خیرات کرتے اور اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے
پتھر باندھ لیتے تھے *

قال الكفوى في الطبقات كان علي يباذر كافرا وقد اصطفى الفرقيان وفي المسلمين قلة وفي
الكافرين كثرة بلغ عدد الكفار اثني عشر الف فارس فقال له الكافر في المباشرة اني سيفك يا
علي حتى انظر اليه فرفع علي سيفه اليه فقال الكافر عجبالك يا بن ابي طالب جبر امت حيث
دفعت السيف الى وانا اقاتلك قال لما مدت اليك يدك الى ملات بيد السائل ولم احسن من مرد
ان ارد بيد السائل وان كان كافرا فاسلم الكافر الكفوى طبقات من فہم ترین کہ علی ایک فرسے ٹر رہے
تھے اور دونوں طرف لشکر کے لوگ صف بناتے ٹر رہے تھے سلمان بہت شوکتے تھے کہ کفار کثرت ہو تو کفار کی جمعیت اس ہزار کو فریب
کافر جناب امیر عرض کیا یا علی آپ اپنی تلوار مجھے دکھائیں جناب امیر نے اپنی تلوار اسکو دیدی گلی کرنے تلوار مارتے ہیں لیکر کہا اب کہ
آپ تلوار مجھ کو دی چکر ہیں اب آپ مجھ سے کیونکر چکیں گے جناب امیر نے فرمایا جبکہ تو فریب کی گنگو والوں کی طرح سو بھڑکاتے
ہاتھ پڑھایا تو مروت نے تقاضا کیا کہ بیگناہ گئے والیکہ ہاتھ رو کیا جائے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو یہ سنکر وہ کانٹ
سلمان ہو گیا *

وكان عليه السلام يقول لا عجب من يشتري الممالك بالعدا يشترى الاحرار بغير فخر ونقله
الفقيه ابو بكر بن محمد بن الحسين السنبلاقي المرندي في مناقب الاحباب (جناب امیر علیہ
السلام سے مروی ہے کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے عجیب ہے ان لوگوں سے جو اپنا مال غلاموں کے مول لینے
پر صرف کرتے ہیں اور اپنے احسان سے آزاد لوگوں کو مول لیکر غلام نہیں بناتے *

جناب امیر علیہ السلام کی مہمان خوانی

يكا علي يوما فسئل فقال لمراتي ضيف منذ سبعة ايام اخاف ان يكون الله اهانتي ونقله ابن
حجا المكي في امسنى المطالب وفضيلة الاقارب، ایک روز جناب امیر علیہ السلام رونے لگے لوگوں نے

رونیکا سبب چھا اپنے فرمایا سات روز ہو گئے ہیں کہ کوئی نہ مان میرے پاس نہیں آیا مجھے خوف ہے کہ خدا نے کہیں مجھے حقیر نہ کر دیا ہو +

جناب امیر علیہ السلام کی صابت راسی

تمام مورخ متفق ہیں کہ اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی خلیفہ مدبر پیدا نہیں ہوا۔ اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر ہر باب میں جناب علی علیہ السلام سے مشورہ لیتے تھے ایک دفعہ حضرت عمر نے خود بنفس نفیس ہجرت حبشہ میں شریک ہونیکا ارادہ کیا جناب امیر نے انکو منع کیا کہ آپ بذات خاص حرب میں شریک نہ ہوں اگر آپ شہید ہو جائیں گے تو کس شان اسلام ہوگی اور اشاعت اسلام میں فتور آجایگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپکے فرمانے کے مطابق عمل کیا +

جناب امیر علیہ السلام کا حسن لوک

فلما اظفر علی العائشۃ ما المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکرمھا وبعث معها اذ المدینۃ عشرین امراة من نساء عبد القیس عمھن بالعمائم وقلدھن بالسیف فلما وصلت المدینۃ القی للنساء عمائمھن وقلن لھا انما نحن نسوة (نقل ہے کہ جب حمل میں جناب امیر علیہ السلام حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ظفر بایا ہو تو انکے نہایت تعظیم و تکریم کی اور انکو مدینہ منورہ کی طرف روانہ فرمایا اور بیس عورتیں فضیلہ عبد القیس کی انکی سمیت میں روانہ کیں اور انکو عمامی اور تملوا بین بند ہوا میں حبشہ مدینہ شریف میں پہنچیں تو انہوں نے ظاہر کیا کہ ہم عورتیں ہیں آپ کی حفاظت کو لیے ہکو لباس مروانہ پہنا کر بھیجا ہے اور اپنی عمامے سر پہ سے اتار دیے +

جناب امیر علیہ السلام کا کرم

عن ابی اسحاق السبیعی قال سالت اکثر من اربعین رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کان اکرم الناس علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا علی بن ابی طالب راخرجہ الفضل ابواسحاق السبیعی سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابیوں سے زیادہ کو پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کون بزرگ زیادہ تر صاحب کرم تھا سب نے یہی کہا کہ جناب علی بن ابی طالب سب سے زیادہ صاحب کرم تھے +

جناب امیر علیہ السلام کی سیاست

عن عبد الله بن شريك العامري عن ابيه قال اتى علي بن ابي طالب قبل ان ههنا قوما على باب المسجد يزعمون انك رجبهم فدعاهم فقال لهم ويلكم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ويلكم انما انا عبد مثلكم اكل الطعام كما تاكلون واشرب كما تشربون ان الطعمه انا بنى انشاء الله وان عصيته خستيت ان يعذبني فاتقوا الله وارجعوا فابوا فطردهم فلما كان الغد غدا عليه فجاء قنبر فقال والله رجوا يقولون ذاك الكلام فقال ادخلهم على فقالوا مثل ما قالوا وقال لهم مثل ما قال الا انه قال انكم ضالون مفتونون فابوا فلما كان اليوم الثالث اتوه فقالوا له مثل ذلك القول فقال لهم والله لئن قلتم لا قتلتمكم باخيت قتلته فابوا الا ان يقول على قولهم فخذ لهم اخذوا بين باب المسجد والقصر او قد فيه نار او قال اتى طارحكم فيها او ترجعون فابوا فنزل بهم راخرجه الذهبي في المخلص وترديد هم محمول على الاستثناء به واحراقهم مع الهوى عنه محمول على رجاء رجوعهم او رجوع بعضهم عبد الله بن شريك العامري بنى والد سونا قل بن كرجاب امير عليہ السلام کو گوینے کا بیان کیا کہ بیان مسجد کے دروازے پر ایک گروہ ہے جو آپ کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ انکے خدا ہیں جناب امیر نے انکو اپنے سامنے بلوا کر کہا تم ملاک ہو جاؤ تم کیا کہہ رہے ہو وہ لوگ سب کے سب کہنے لگے آپ ہمارے رب ہیں اور آپ ہمارے خالق ہیں اور آپ ہمارے رازق ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ملاک ہو جاؤ میں تو تمہاری مانند ایک بندہ ہوں میں بھی کہتا ہوں جسطرح کہ تم کہتا ہو جیتے ہو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کرونگا تو انشاء اللہ وہ مجھے توب عطا کریگا۔ اور اگر میں گناہ کرونگا تو ڈرتا ہوں کہ مجھے عذاب کرے۔ تم اس سے ڈرو اور اس سے باز آؤ۔ انہوں نے انکار کیا جناب امیر علیہ السلام نے انکو اپنے پاس سے ہٹا دیا۔ دوسرے دن وہ پہرے آئے قنبر نے آکر عرض کیا وہ لوگ آج پہرے آئے ہیں اور وہی بات کہتے ہیں آپ نے فرمایا ان کو میرے پاس لآ۔ انہوں نے پہرے ہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور آپ نے ہی ان سے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی مگر اسکے ساتھ یہی کہہ کر گمراہ اور فتنہ انگیز ہوئے۔ انہوں نے پہرے ہی انکار کیا تبھی رفر پہرہ لوگ نہایت کسانے لائے گئے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے پہرے ہی بات کہی تو میں تمکو نہایت سی حالت سے قتل کروں گا۔ انہوں نے پہرے انکار کیا اور اپنی بات پر ثابت رہے آپ نے انکے لئے مسجد اور قصر کے درمیان گھڑیا کھدوا کر اس میں آگ جلوائی اور فرمایا اب یہی تم بازو منہ میں تمکو اس گڑھے میں ڈال دوں گا۔ وہ لوگ اسی ہی جگہ پر رہے آپ نے انکو

اس میں ڈلوادیا۔ علامہ فریبی مخلص میں لکھتے ہیں کہ وہ ارتداد کی وجہ سے خاص الہی سخت سزا پانچکے لڑے اور طرح کے مجرموں میں سے مستغنی سمجھے گئے تھے اور انکا آگ میں ڈالوانا باوجودیکہ احادیث صحیحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی مروی ہے۔ محمول اس پر نہا۔ کہ شاید وہ اپنے ارتداد سے باز آئیں یا ان میں سے چند اشخاص اپنے قول سے توبہ کریں۔

قل فضیل علی لما قال لہ انت الہ فخرہ بالنار فقال وهو یحارق ولولہ یکن الہا لہ یعذب بالنار (اخرجہ العلی القاری فی شرح شفاء قاضی عیاض) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے غلام نصیر نے جناب امیر سے کہا آپ خدا ہیں حضرت امیر نے انکو آگ میں ڈلوادیا وہ جلتا ہوا کہنے لگا اگر یہ خدا نہ ہوتا تو آگ کا عذاب مجھ پر وارد نہ کرتا *۔

نصرت دین یعنی جناب امیر کا جہاد

نصرت دین کو مراد جہاد ہے کہ مدار فضل سمجھا جاتا ہے اور خدا کے نزدیک مجاہد کا مرتبہ کثرت ثواب کی وجہ سے نہایت بلند ہے۔ لا یتوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاہدین فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم فضل اللہ للمجاہدین علی القاعدین۔ جہاد کی دو قسمیں ہیں جہاد مع النفس اور جہاد مع العدو

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد مع النفس

جہاد مع النفس جس پر شائع علیہ السلام نے جہاد اکبر سے تعبیر کیا ہے مشتملیات نفس سے مخالفت کرنے کا نام ہے۔ اور زہد و تقویٰ اسکے آلات ہیں جناب امیر علیہ السلام کے زہد و تقویٰ اور نفس کشی کا حال باب زہد میں بطریق تفصیل بیان ہو چکا ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آپ بجزو امی مضمون صداقت مشہور ان اگر مکہ عند اللہ اتقا کم سر آما تقیا تھے جبکہ تقویٰ کی نسبت قرآن شریف باواز بلند شہادت ادا کرتا ہے۔ کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔ الذین جاہدوا بالصدق وصدق بدو لک ہم المتقون یعنی وہ جو سچائی کے ساتھ آیا ہے اور وہ جو سچائی تصدیق کرتا ہے وہی متقی ہیں توحہ ابن عساکر عن مجاہد فی قولہ تعالیٰ والذی جاہد بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بہ علی بن ابی طالب یعنی ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ الذی جاہد بالصدق سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدق بہ سو جناب علی بن ابی طالب مراد ہیں *۔

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد با لعدو

یہ جہاد دو قسم پر ہے۔ جہاد بالذموت اور جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالذموت

جہاد بالذموت وہ ہے کہ وعظ و نصیحت اور ترغیب و ترہیب کے اور دلائل قائم کر کے مخالفوں کے تمام شبہات رفع کیے جائیں اور ان کے دل کو اسلام کی طرف گرویدہ کیا جائے۔ فی الحقیقت اس قسم کا جہاد منشا نبوت کے مطابق ہونیکلی وجہ سے نہایت فضائل اور اعلیٰ ہے حضرت امیر کے وعظ و تمام مہین مشرف باسلام ہوا ہے عن البراء بن عازب قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید الی الین یدعوہم الی الاسلام فکنت فین سار معدنا قام علیہ ستہ اشہر لا یجیبونہ الی شئی فبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فلما وصل الی ادائل الین بلغ الخیر فجمعوا الہ فضلہ فبنا فلما فرغنا صفتنا صفا واحدا تقدم بین یدینا فحمدنا اللہ واثنتی علیہ ثم قرأ علیہم کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت ہمدان کلہا فی یوم واحد وکتبت لک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قرأ کتابہ خرسا جدا (اخرجہ ابو عمر والحافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب) برابر بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو مین مین بھیجا تا کہ وہاں کی باشندوں کو اسلام کی طرف دعوت کرے مین ہی انہیں کے ساتھ تہادہ جہد مین نہایت دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگوں نے کوئی بات قبول نہ کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف علی بن ابی طالب کو روانہ کیا جب آپ حد و مین پہنچے سب لوگ انکی خدمت مین مجتمع ہو گئے جناب علی نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم انکے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی صفت و ثنا کے بعد جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا بعد ان کے تمام لوگ ایک ہی دن مین مسلمان ہو گئے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میرا ملکہ بھیجی گئی۔ آپ سجدہ شکر کیا لائے *

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کے شجاعت و جس قدر کہ دین اسلام کو نفع پہنچا ہے وہ کسی سو نہیں پہنچا۔ اربعین

میں امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وقد کان فی الصحابة جماعة کاتبی دجالة و خالد بن ولید و کلت شجاعة کثر نفعاً من شجاعة الكل الا ترى ان النبي صلى الله عليه قال يوم الاعداء لخریة علی خیر من عبادۃ التقلید یعنی صحابہ میں مثل ابو دجانہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے ایک ایسی جماعت تھی جو شجاعت میں مشہور تھی لیکن سب کی شجاعت سر جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت سے زیادہ تر نفع رسان تھی تم نہیں دیکھتے ہو کہ جنگ حرات کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کی ایک ضرب جن و انس کے عبادت سے فضیل ہے ۔

پروردگار نے اپنی کلام پاک میں حضرت امیر کے جہاد کو دوسرے صحابہ کے اعمال پر ترجیح دی ہے اجماع مسقیمہ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن بآمن بالله والیوم الآخر و جاهد فی سبیل اللہ لا یتوۃ عند اللہ یعنی کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کے ماتہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا نہیں ہیں وہ لوگ برابر اللہ کے نزدیک یخج ابو حاتم و ابوالشیخ و عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن مندہ و الشعی فی تفسیرہ الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول و القرطبی و ابن اثیر فی جامع الاصول و النساء فی سنتہ و السیوطی فی الدرام المنثور و الحافظ ابو نعیم فی فضائل الصحابة قالوا ان علیاً و العباس طحہ بن ابی شیبہ افتخر ا فقال طلحة انا صاحب بیت مفتاحہ بیک و لو لم یکن کنت فیہ فقال العباس انا صاحب المسقاة و القائل علیہا فقال علی کلا ادی لقد صلیت ستہ اشهر قبل الناس انا صاحب الجہاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ اجماع مسقیمہ الحاج و ابو حاتم اور ابوشیخ اور عبد الرزاق وغیرہ لکھتے ہیں کہ علی اور عباس سراع طلحہ بن ابی شیبہ باہم فخر کرنے لگے طلحہ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اسکی کنج میرے ہاتھ میں ہے میں چاہوں تو اسے میں رہوں عباس کہنے لگے کہ میں نغمہ کا مالک ہوں اور سکا نگہبان ہوں علی نے کہا میں نہیں جانتا میں نے پہنچا ہر پتھر سب لوگوں سے نماز پڑھی ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنیوالا ہوں پس پروردگار نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا کتب سیر کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر سوا توک کے کل شاہدین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار رہے ہیں چنانچہ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں عن ابن عباس قال لعلی اربع خصال لم یستل احد غیرہ هو اول عربی و عجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو الذی کان لبوائہ معنی کل خف و هو الذی صبر معہ یوم فرحہ

اس فرصت قلیل میں خانہ جنگیوں کے انچودم بہر کی مصلحت نہیں ملی۔ ابھی ہیبت کی تکمیل ہی نہیں ہوئی تھی کہ واقعہ حملہ پیش آیا اور ابھی اس واقعہ کا خاتمہ نہیں ہو چکا تھا کہ صفین کا ٹٹا شروع ہو گیا جس میں آپ کی خلافت کا ٹٹا بھاری حصہ صرف ہوا۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں **فَخَلَّتْ مُعَاوِظَةُ عَلِيٍّ حَمْسَ سَنَيْنَ وَقَالَ أَبُو عَمْرٍو هُوَ ابْنُ أَرْبَعِ سَنَيْنَ** یعنی جناب علی سو امیر معلویہ پانچ برس تک ٹرتے رہے اور ابو عمر کہتے ہیں **ثَبِيحٌ بَاتَ بِهِيَ بِرْسٌ** کہ چار برس ٹٹے غرض کہ ابھی آپ اس معرکہ سو فارغ نہیں ہوئے تھے کہ آپ کو خارجیوں سے لڑنا پڑا۔ پس یہ ایسے واقعات تھے کہ جنگی سدا راہ ہونے سے نہ آپ ممالک غیر پر فوج کشی کر سکتے تھے اور نہ فتح بلاد کی طرف متوجہ ہو سکتے تھے۔ اگر صحابہ کا وہی اتفاق جو عہد شیخین میں تھا جناب امیر کی خلافت کیوقت بھی قائم رہتا تو البتہ دونوں زمانوں کے فتوحات کا موازنہ کیا جائے تاہم کتب کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ باوجود ان خانہ جنگیوں کی مڑھمت کے آپ نے امت اسلام اور بلاد کی فتح کرنے میں اپنی محنت کو مسند دل رکھا ہے اور اس جہاد میں ہی آپ دیگر صحابہ کرام سے کم نہیں رہے چنانچہ علامہ ابن اثیر کا مل التواریخ میں لکھتے ہیں **وَتَوَجَّهَ لِلْحَادِثِ بْنِ مَرْثَةَ الْعَبْدِيِّ إِلَى بِلَادِ السُّنْدِ غَازِيًا مَطْوَعًا بِأَمْرِ الْأُمَوْنِيِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَتَلَ وَأَصَابَ غَنَائِمًا وَسَبِيًّا كَثِيرًا وَقَتَلَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ أَلْفَ رَأْسٍ وَبَقِيَ غَازِيًا إِلَى أَنْ قَتَلَ بِلَاحَ الْقَيْقَانِ هُوَ مِنْ مَعَهُ** یعنی جناب امیر علیہ السلام کے حکم سے حارث بن مرہ عبدی نے سندھ کو ملک کا قصد کیا اور جہاد کر کے بہت غنیمت حاصل کی اور کفار کو گرفتار کر لیا چنانچہ ایک دن میں ایک ہزار نوٹھی ہوا غلام غنیمت کو مال میں تقسیم کیے اور ایک مدت تک حارث بن مرہ وہاں پر مصروف جہاد رہے۔ یہاں تک کہ وہ اور ان کے تمام ہمراہی ارض قیقان میں شہید ہو گئے۔

جناب امیر علیہ السلام کا فروین آمد کی جہا کی غرض سے فوج کا بیجنا

روضۃ الصفا میں محمد عابد شاہ لکھتے ہیں چونکہ برامی خلیفہ زمان حضرت امیر روشن گشت کے سکین حرارت تیرہ دلاں شام خبر بہ تحریک تیغ آب دار و لادوان خون آشام صورت نہ بند با بھار بن با سرو سہیل بن جلیف و قیس بن سعد مدی بن حاتم الطائی و جمعی دیگر از صحابہ کرام بہ مجاہدہ اعداد دولت یدوی آمدند و مجموعہ طوائف قبائل کہ حاضر بودند اشارت بحالیہ قبول نمودند مگر شتر قبیل از صحابہ مثل عبید اللہ بن مسعود کہ بعض سمانیدند کہ لا امام الا محمد بن باوجود اعتراف کلمات ذات معنی الصفات نور قبائل اہل قبلہ بر بصیرت نیعیتم اگر با بھار فطرت قفری ہا

نور اسلام نازد فرمائی تا با کفار جہاد کنیم غایت طاقت باشد آنحضرت ملتس ایشان اسید دل و ہشتہ فرماں
داد کہ بجانب قزوین وری روند و لو آئے بختہ آن طائفہ بستہ بریج بن خشم ساربان جماعت سرور گردانید
انتہی مختصاً +

جناب امیر علیہ السلام کا آداب الحرب

جتنے مشاہد مثل بدو احد و احزاب غیرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں پیش آنے لگی
میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت ذاتی اور فن پہلوانی کا ظہور ہوا ہے۔ جنگے سائنے سام و زریان
کی سٹوری بازیکچہ اطفال سے زیادہ وقت نہیں رکھتی مسند و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر بلال
کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو تین واقعے پیش آئے ہیں۔ چیل صفین۔ نہروان۔ ان تینوں میں اکبر
ذاتی جوہر جلالت کو ساتھ لپکا فن سپہ سالاری اور آداب حرب اور قواعد فوج کشی ظاہر ہوا ہے۔ جن
سے علی وجہ الکمال پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ مقابل کی تعداد کثیر
کو پس پا کر دیتے تھے +

چنانچہ واقعہ چیل کی نسبت علامہ یوسف کنجی الشافعی کفایت الطالب میں لکھتے ہیں و ذکر قتلہ الاحبار
واصحاب المتواہدۃ از علۃ من قتل من اصحاب الجمل ستہ عشر الفا و سبعمائۃ و تسعون رجلا
و کان جملہ ہم ثلاثین الفا فاقی القتل علی اکثر من نصفہم وان علۃ من قتل من اصحاب علی
الف رجل و سبعون رجلا و کان عدلہم عشرين الفا یعنی ماقلان اخبار و صاحبان تاریخ ذکر کرتے
ہیں کہ اصحاب جمل تیس ہزار تھے جن میں سے سولہ ہزار سات سو نوے مارے گئے پس انکے مقتولوں کی تعداد
نصف سے زیادہ تھی جناب امیر کی طرف سے ہزار تھے ان میں سے صرف ایک ہزار ستر مقتول ہوئے +
اور حرب صفین کی نسبت علامہ موصوف لکھتے ہیں قال ابن خیمۃ و فی اوائل سنۃ سبع و ثلاثین
سار معاویۃ من الشام و کان قد حی بنفسہ علی من العراق فالتقی بصفین علی شاطئ الفرات
فقتل من اصحاب علی خمسۃ و عشرون الفا منهم عمار بن یاسر و کان عدلہ عسکرہ تسعین الفا و قتل
من اصحاب معاویۃ خمسۃ و اربعون الفا و کان عدلہم مائۃ و عشرين الفا یعنی ابن خیمہ بیان کرتے
ہیں کہ ہجرت کے سنیسیون برس امیر معاویہ شام سے چلے اور وہ اپنی ذات کیلئے خلافت کو مدعی تھے اور
جناب امیر علیہ السلام عراق سے روانہ ہوئے سفرات کرنا رکھتے صفین کے مقام پر دونوں کا مقابلہ ہوا جناب
امیر علیہ السلام کے اصحاب میں سے تیس ہزار شہید ہوئے ان میں عمار بن یاسر بھی تھے اور آپ کے لشکر کی

کل تعداد نو ہزار تھی اور اسیر عادی کے فوج میں سو پتالیس ہزار مارے گئے اور ان کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی *

اور جنگ نہوان کی نسبت کہتے ہیں فلیق منہم غیر اربعہ الاف فوجوا الی علی فقال علیہ السلام کفوا عنہم حق یدوکم فنادوا الراح الراح الی الجنة وحموا علی الناس فافترقت خیل علی علی فرقتین حق صباروا فی وسطہم ثم عطفوا علیہم من المینۃ والمیسرۃ واستقبلت الرواہ وجوہہم بالنبل وعطفت علیہم الرجالۃ بالسیوف والرماح فما کان بأسرع من ان قتلوہم وكانوا اربعۃ الاف فلم یفلت منہم الا سبعة انفس کا غیر یعنی خارجیوں میں چار ہزار سے باقی نہ رہے وہ اگتے ہو کر جناب امیر کبیرؑ کی طرف آئے جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لشکر سے کہا تم بیٹے رہو جیسا کہ وہ مہمدری سامنے آجائیں پس وہ چلائے ہوئے کہ رحمت اور آسائش جنت ہی میں ہے جناب امیر کے لشکر میں چلائے ہوئے جناب امیر کا لشکر دو گروہوں میں بٹ گیا۔ سب سے پہلے خارجی لشکر گمیر میں آگئے۔ پہلے ان کا لشکر سمیڑ اور مسیڑ سے انپر لوٹ پڑا۔ پھر انداز ان کے سامنے سیر اندازی کرتے ہوئے آگے بڑھے اور پیادہ تیزی اور تلواروں سے انپر ٹوٹ پڑتوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ چار ہزار سب کے سب مارے گئے سات آدمیوں کے سوا ان میں سے باقی نہ بچے وہی کامل التواریخ فما افلت منہم الا سبعة انفس فلم یقتل من اصحاب علی الا سبعة علامہ ابن اثیر الجزیری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ خارجیوں میں صرف نو آدمی باقی بچے اور جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں سو صرف سات آدمی شہید ہوئے *

جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

قال مصعب بن الزہری کان علی جلدی فی الحرب شدید الرعۃ ان لا یکاد احد یتمکن منه وكانت درعہ صدرہ لا ظہر لہا فقیل لہ اما تخاف ان توفی من قبل ظہرک فقال ادا مکن عدوی من ظہری فلا ابقی لہ ان ابقی علی (مستطرف) مصعب بن زہیر کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ لڑائیوں میں بہت ہوشیار رہتے تھے اور اسکی گھاتیں خوب جانتے تھے ممکن نہ تھا کہ کوئی آپ پر چوٹ لگا سکے آپ کی زبردہ فقط آگے کے لیے تھی پیچھے پشت کے نہیں تھی لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یا حضرت آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ آپ کا کوئی دشمن پیچھے سے آئے آپ فرمایا کہ اگر میں اپنے دشمن کو پیچھے سے آنے دوں تو خدا مجھے باقی نہ رکھے *

(۲) لما قدم علي بن حاتم على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعادته فقال يا رسول الله افرقنا
 اشعر الناس واسحق الناس وافر من الناس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما شعر الناس
 فامر القيس بن حجر اما اسحق الناس فحاتم بن سعد يعني اياه واما افر من الناس فعمر بن
 سعد يكرب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس كما قلت يا حدي لما اشعر الناس فالخشم
 بنت عمرو واما اسحق الناس فحمد علي بن حاتم يعني نفسه واما افر من الناس فلي بن ابي
 طالب (نفراته الادب) يعني جب عدي بن حاتم انحضرت صلى الله عليه وسلم كخصم من شرفيا بخوا
 اوسا تين كونه لگا کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگوں میں ایک بڑا شاعر اور ایک بڑا اسحق ہے اور ایک
 بڑا شامہ سوار گزنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچکے نام بیان کرو وہ بولا کہ ہمارا اشعر الناس
 امر القیس بن حجر ہے اور شیا اسحق حاتم بن سعد بن عمرو بن عبد کرب ہے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے کہ تو کہتا ہے اس طرح سے نہیں اشعر الناس خنسا عرب عمرو کی بیٹی ہے
 اور اسحق الناس محمد بن علی بن حاتم بن سعد بن عمرو بن عبد کرب بن ابی طالب ہے۔
 فتیبہ لکھتا ہے کہ جب صفین کا جنگڑا بہت بڑا گیا تو حضرت علی نے معاویہ کو اپنی مبارزت کے لئے طلب
 کیا تا کہ دونوں میں سے ایک کے قتل کی وجہ سے مسلمان آرام پا جائیں۔ عمرو بن عاص نے کہا فقد اصف
 علی بن علی نے اصراف کیا ہے معاویہ نے کہا اتا مری میا نذہ ابی الحسن وانت تعلم انہ النجاء المطرق
 اراک طعت فی امارت الشام بعدی یعنی تو مجھے ابو الحسن کے ساتھ مبارزت کرنے کے لئے لے کر جاتا ہے حالانکہ
 تو جانتا ہے کہ ڈھونڈنے والا بہادر ہے۔ اس کے معلوم ہوتا ہے کہ نو میرے بعد خاتم کا امیر ہونا چاہتا ہے
 عن ابن عباس قد سألہ رجل اکان علی یا شر القتال بنفسه يوم صفین فقال ما رأیت رجلا
 اطرع لنفسه فی متلف من علی ولقد کنت اراه یخرج حاسر الرأس ید عمامتہ ویلہ السیف
 (ریاض النضر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا جناب امیر حرب صفین میں بذات
 خود ہی لڑتے تھے ابن عباس کہنے لگے جیسے اکی ہانتہ کسیکا بنی جان کو ہلاکت میں ڈالتے ہوئے نہیں
 دیکھا میں انکو دیکھا کرتا تھا کہ لڑائی میں ننگے سر نکلا کرتے تھے ایک ہاتھ میں عمامہ ہوا کرتا تھا اور ایک
 ہاتھ میں شمشیر۔

جناب امیر کی تلوار کے کاٹ کی نسبت صاحب حیوۃ الحیوان نقل و درۃ انوار میں لکھتا ہے وکانت ضربات
 علی بکبار اذا اعتلا قذ و اذا اعرض قط یضرب جناب امیر کی ضرب میں ایک ماہری پورا کاٹ ڈالنے والی
 تھیں اگر سر پر پڑتی تھیں تو نیچے لگا باقی نہ چوڑی تھیں اور اگر کوٹ پر پڑتی تھیں تو دو سر کوٹ تک صاف

واقعہ شبِ ہجرت

کمال الدین بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ طالب العلم مولیٰ بن ابی عبد اللہ بن یوسف کنجی الشافعی قدس اللہ سرہ کفایت الطالبین کہتے ہیں کہ پہلا واقعہ کہ جس میں جناب علی بن علی علیہ السلام کی شجاعت کا ظہور ہوا ہے یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار مدینہ و عقبہ اول اور دوم یہ ہجرت کی اور مسلمان مکہ والوں کی ایذا سے مدینہ کو ہجرت کرنے لگے تو مکہ کے مشرکین نے خیال کیا کہ اسے لے کر ان کے بیٹے مدینہ دار ہجرت نہ گیا ہے اور اکثر مسلمان اس شکرِ کثیر و جوارہ ہیں۔ رؤساء قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا و رسانی کے درجے ہوئے اور مجتمع ہو کر امین لگانے لگے شیطان شیعہ نجدی کی صورت بن کر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

مجھے تمہاری شہرت کا حال معلوم ہوا ہے میں بھی اسی ارادہ سے تمہارے پاس آیا ہوں تم مجھ سے کوئی نیک صلاح مست چاہاؤ قریش نے اسکو اپنے مجاہدین داخل کر لیا اور دارالندوہ میں جا بیٹھے عقبہ بن ربیعہ بولا میری راہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گھر میں قید کر کے ہکا و دروازہ بند کر دینا چاہیے جس میں کوئی ایسا سو راخ نہ ہو جس سے انکو کھانا پینا ہو چنے کے پھران کی وفات کا امیدوار رہنا چاہیے شیخ نجدی نے کہا یہ اسے درست نہیں کیونکہ ان کے کنبہ کو حمیت پیدا ہو جائیگی اور تم سے برسرِ پراش ہو جائیں گے سب نے کہا یہ بڑا سچ کہتا ہے کشیہ بن سعید نے کہا میری راہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی اونٹ پر چبے تھنے بے چوڑ کر کرکشن بنا لیا ہو سوا کر کے بیابان میں چھوڑ دو۔ پس وہ تنگی بدؤن کے گروہ میں جا پڑینگا وہ ان کے باتوں میں بگڑ جائیں گے اور بدوانکو قتل کر ڈالیں گے پس انکا خون غیر لوگوں کے ہاتھوں ہی ہوگا اور تم بچ رہو گے اس بوڑھے شیطان نے کہا یہ بہت بری راہی ہے۔ آیا تم ایسے آدمی پر اعتماد کر سکتے ہو جس نے کہ تمہاری قوم کے جاہلون اور نادانوں کو بگاڑ رکھا ہے اور تم اسکو خیر و ن کی طرف دیکھتے ہو تاکہ انکو بھی بگاڑ کر اپنا پیرو بنائے۔ اور حالانکہ تم اسکی شیریں بیانی اور تیز زبانی اور دلجوئی کو خوب جانتے ہو۔ حالانکہ تم نے ایسا کیا تو وہ تمام لوگوں کو جمع کر کے تم سے جنگ کر لے گا اور تمکو تمہارے شہر سے نکال دیگا اور تمہارے شرف کو مار ڈالے گا۔ تمام کمیٹی نے اسے اسے کی تصدیق کی۔ ابو جہل بولا میں تمہیں ایک ایسی راہ بتاتا ہوں کہ اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں۔ تم قبائل قریش کے ہر طبقہ میں سو ایک ایک نوجوان مستحب کرو اور انکو تلواریں دیدو وہ مجتمہ ہو کر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی ضرب لگائیں کہ ایک آدمی کی ضرب سمجھی جائے۔ جب اس طرح ہوئے انکو قتل کر لیا تو انکا خون تمام قبائل قریش میں متفرق ہو جائیگا۔ بنی ہاشم اپنے میں تمام قریش سے لڑنے کی طاقت نہ پا کر دیت کے لینے پر

راضی ہو جائیں گے تم نے دیت دیدینا اور چوٹ جانا پڑے بخبری نے کہا یہ کب بہت ٹھیک ہے اور اس مسئلہ
 میں اس نے سچ کہا ہے اور تم سب میں سے یہ کہہ رہی رہے والا ہے اہلی۔ اسے سو تم نے نہ ہٹنا پس اوجہل کی
 ساری باتفاق کر کے سب نے لڑا ٹکڑی ہو چیر لی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے
 اور یہ خبر بیان کی اور کہا کہ آج تم کو آپ اپنے بستر پر سوئیں خدا تعالیٰ نے آپ کو بیان ہو سیرت کر نیکا حکم بھیجا
 ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکر سے آگاہ ہو گئے تو آپ نے حضرت علی کو اپنے بستر پر سو نیکا حکم دیا اور فرمایا
 ہماری ردائی حسری یا ورہ تو تم کو ہرگز کوئی امر مکر وہ نہیں ہو چکیگا۔ پھر آپ نے انکو وصیت کی کہ یہ لوگوں کی
 امانتیں جو ہمارے پاس ہیں ان لوگوں کو سب کے سامنے دیدینا۔ یہ کمر آپ گھر سے باہر برآمد ہوئے اور
 مٹی کی ایک مٹی ہیر کے کفار کے سر پر ڈالی اللہ تعالیٰ نے تمام کفار کی آنکھیں بند کر دیں اور حضرت صلی
 علیہ وسلم ان کے سامنے سے گذرے ہوئے چلے حضرت علی حضور کے بستر مبارک پر سو رہے۔ تمام مشرک آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری اور قتل کے لیے مجتمع تھے اور تمام رات حضرت علی پر تہرہ بیٹھتے تھے نہ آپ
 مضطرب ہوتے اور نہ اندوہ لگتے۔ یہ کفار نے تمام گھر کا محاصرہ کر لیا اور تلواریں کہینچ کر گھر میں گھس پڑے
 اور انکو کہنے لگے آ یا آپ علی بن ابی طالب کے دوست کہاں ہیں اب فرمایا میں نہیں جانتا کفار گھر سے نکل
 گئے۔ اور آپ تنہا وہیں ہے خدا تعالیٰ نے حضرت علی کو کفار کے شر سے بچالیا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے بعد تین دن اور رات مکہ میں رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امانتیں ادا کیں اور
 مکہ میں آپ کے سوا کوئی مسلمان باقی نہیں رہا پھر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے کلثوم
 بن ہرم کے ساتھ مکہ سے باہر تشریف لیگئے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے اگر وہ کو قوت شجاعت اور ہمتواری
 اور ثبات نفس اور شہادت کے ساتھ مخصوص کیا ہوتا تو آپ ضرور ایسی ہونک جگہ میں مضطرب ہو جاتا
 اگرچہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے آپ بستر نبوی پر سو رہے ہوں مگر کے ہو بچتے سو
 بے خطر تھے۔ لیکن نفوس شہری باوجود یقینی ہونے عدم خوف کے جبکہ ڈرائیو لے امور انکی آنکھوں
 کے سامنے آجاتے ہیں تو وہ انکو دیکھ کر مضطرب ہو جاتے ہیں جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کو باوجود
 حاصل ہونے درجہ نبوت کو نیز خدا کے حکم کی کہ یا موسیٰ تو مت خوف کر۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا
 کہ اپنے عصا کو پھینک دے اور جناب موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا اور وہ سانپ بن گیا۔ حضرت موسیٰ
 اسے دیکھ کر خوف زدہ ہوا گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا موسیٰ مت ڈر یہ کو بکڑا ہے۔ ہم ابھی اسکی پہلی
 حالت کی طرف اسکو لوٹا دیتے ہیں چونکہ جناب موسیٰ اس حکم سے کسی طرح پر مخالفت نہیں کر سکتے
 تھے آپ نے اپنی ردائی کے کونے کو اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر اسکو بکڑنا چاہا۔ یہ ردائی نے فرمایا یا موسیٰ

متہین نیا ہو گیا ہے اگر ہم تمہاری ایذا کے لیو اسکو حکم دین تو کیا تمہارا کپڑا تمکو اسکے ایذا سے بچا سکتا ہے جناب دوستی غرض نیا نہیں بچا سکتا۔ مگر میں ضعیف ہوں اور ضعیف سو پیدا ہوا ہوں پس نفوس شہری کی طبیعت تو یہ ہے۔ اسی طرح سے جناب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا حال ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم اپنے لڑکے کو دریا میں بہینکو دواؤ غم و اندیشہ رست کرو ہم اسکو بہر تمہارے پاس پہنچا دینگے حبیبہ نے جناب موسیٰ کو دریا میں ڈال دیا بتقاضا نفس شہری انکے دل میں اضطراب پیدا ہو گیا قریب تھا کہ یہ امر ظاہر ہو کر موجب فتنہ و شجاعت ہو گیا خدا کی مہربانی نے انکو بچا لیا اور باوجود ولی اضطراب کے بول نہ سکے اگر جناب علی کو اپنی مہربانی سے پروردگار نے دلی قوت تامہ جب کا نام شجاعت ہے عطا نہ فرمائی ہوتی تو وہ بھی باوجود اسکو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تھا کہ تمکو ہرگز کوئی امر نہ کرے نہین پہنچے گا ایسے خوفناک مقام میں بہ تقاضا نفس شہری کہ اضطراب ہو جاتے۔ کیونکہ اکیلا آدمی کا دشمنوں کی جماعت میں سونا جو ہر کسی گرفتاری اور اسکے قتل کے درپے ہوں اور اسکے دین کے معاند اور ہر کسی دشمنی کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ یہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لی جانے کے بعد تین دن اور راتیں انہیں دشمنوں کے درمیان ٹہرا رہے اور پریشہ کنو نکلا کر انکی زمینوں اور رہاڑوں میں باوجود اعلیٰ کثرت اور اپنی تنہائی کے سیر کرتا رہے یہ تمام امور ایسے واضح و لائل ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو جو بہر شجاعت و مخصوص کیا تھا۔

وليلة المبيت كانت ليلة الخميس اول ليلة من شهر ربيع الاول سنة ثلث وعشرين من المبعث وعمر علي خمسة وعشرين سنة (سبق النبوة) ليلة المبيت ليلة جبرأت میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر جناب مرتضیٰ سوئی اور آنحضرت مکہ سے ہجرت فرمائے جمعات کی رات اور ربيع الاول کی پہلی تاریخ تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تیر سو ان برس تھا جناب علی کی عمر اسوقت پچیس برس کے قریب تھی۔

غزوہ بدر اکبری میں جناب امیر کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالبہ ہول میں اور علامہ بن یوسف الکلبی لغاتہ المطالب میں لکھتے ہیں کہ ایک ان مواقع میں سے بد کی لڑائی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں ہجرت کے اٹھارہویں روز سترہویں رمضان کو جمعہ کے دن پیش آئی اسوقت جناب علی کی عمر سناٹیس برس کی تھی۔ اس روز جناب علی علیہ السلام اپنے بیٹوں دل سے اور اپنی ثابت قدمی سے اس دریا کے منہ پر مار میں غوطی لگاتے

تھے اور تلوار کی تیزی سے دشمنوں کی گردن قلم کرتے تھے اور بدن سے سر کرنا شکر قدموں پر کرتے تھے جو کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں لکھا ہے اور حبکو ابو محمد عبد الملک شام نے اپنی کتاب مسمی بہ سیرۃ النبوة میں نقل کیا ہے کہ مشرکین کے جنگ اور دن میں سر کہ جنکو جناب علی علیہ السلام نے مستقل بذات واحد یا کسی کی شرکت سے قتل کیا ہے انیس نفر ہیں ان میں سے نو آدمیوں پر تمام ماقبل اخبار متفق ہیں کہ انکو جناب علی نے تنہا قتل کیا ہے اور ان میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور ان میں سے چار نفر ایسے ہیں جنکو اپنے دوسروں کی شرکت سے قتل کیا ہے۔ اور ان میں سے آٹھ آدمی ایسے ہیں جنکی نسبت اختلاف ہے کہ آیا انکو جناب امیر علیہ السلام نے قتل کیا ہے یا کسی اور نے۔ پس وہ اشخاص کہ جنکو جناب علی نے مستقل بذات واحد بلا شرکت غیر قتل کیا ہے اور جن میں کوئی علامتی کسر کو بھی اختلاف نہیں وہ یہ ہیں۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ معاویہ بن ابی سفیان کا مامون حبکو جناب امیر علیہ السلام نے مبارزہ میں قتل کیا یہ ثباج اور جری تھا۔ اور عاص بن سعید بن عاص بن امیہ اور عامر بن عبد اللہ اور نوفل بن خویلد بن اسد یہ شخص قریش کے مشیطین میں سے مشہور تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا اور قریش اسکو ہر ایک امر میں مقدم جانتے تھے اور اپنا پیٹھوا سمجھتے تھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکھ کر پچا پنا خدا سے دعا کی کہ اسکے شر سے کفایت کرے جناب علی نے اسکو قتل کر دیا۔ اور مسعود بن مغیرہ اور ابوقیس بن الفاکہ۔ اور عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ اور عاص بن المنبہ بن الحجاج۔ اور حاجب بن سائب اور وہ لوگ کہ جنکو جناب امیر نے غیر کی مشارکت سے قتل کیا ہے وہ یہ ہیں جنظلہ بن ابی سفیان بن حرب معاویہ کا بہائی اور عبیدہ ابن الحارث اور ربیعہ اور عقیل بن الاسود بن المطلب اور وہ یہ آٹھ نفر جنکی نسبت ناقلین اخبار کا اختلاف ہے کہ آیا انکو جناب علی نے قتل کیا ہے یا کسی دوسرے نے وہ یہ ہیں۔ طعیم بن عدی بن نوفل یہ تمام گمراہوں کا سردار تھا اور عمیر بن عثمان اور عمر بن قیس اور جریدہ بن عمرو قیس ابن الولید ابن المغیرہ اور ابوالعاص بن لقیس اور اوس الحجی اور عتبہ بن المعیط بن معاویہ بن عامر یہ سب قریش کے ناماء تھے جنکو جناب امیر نے بدر کے دن قتل کیا یہ بات ظاہر اور تمام اہل معاذی اپنی کتابوں میں ماقبل ہیں کہ بدر کے دن کس قدر کافر مار گئے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بدر کے روز صبح کو لوگ اٹھے قریش صف باندھ کر کھڑے ہو گئے ان سے آگے عتبہ ابن ربیعہ اور کابہائی شیبہ اور اسکا میث ولید کھڑے ہوئے عتبہ نے پکار کر کہا یا محمد آپ پکار قریش کے بہائیوں میں سے ہماری مقابلہ کے لیے آدمی بھیجیں انصار مدینہ میں سے نہیں جو ان انکو

مقابل فکڑ عتبہ نے کہا تم کون ہو انہوں نے اپنا حسب نسب بیان کیا عتبہ بن ہاشم کو تمہاری ساتھ لڑنے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے اپنے بہائی بند کو طلب کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تم اپنی اپنے مقام پر واپس چلو آؤ۔ پہر آواز دی۔ اسی حمزہ اور اسے علی اور اسے عبیدہ تم کٹرے ہو جاؤ۔ اور اس سبب جانی پر کہ جس پر خدا تعالیٰ نے تمہاری نبی کو مبعوث کیا ہے ان سوا کوئی نہ کہ یہ لوگ اپنے باطل عقیدوں پر آؤ ہیں تاکہ خدا کے نور کو اپنے موندگی پہنچوں سے بجا دیں۔ پس وہ اٹھے انکے سامنے صفت باند بکر کٹرے ہو گئے انکے سر پر خود تھے کفار نے انکو نہ پہچانا عتبہ نے کہا تم کون ہو اگر سہاری بہائی بند ہو تو ہم تم سے ٹرین حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حمزہ بن عبد المطلب کے اور اس کے رسول کا شیر ہوں عتبہ نے کہا آپ کفو کریم ہیں جناب علی نے کہا میں علی بن ابیطالب ہوں اور عبیدہ نے کہا میں عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب ہوں عتبہ نے اپنے بیٹے سے کہا اے ولید اٹھ علی سوا لڑ۔ آپ ہوقت تمام قوم سے چھوٹی عمر کے تھے۔ پس دونوں کی وار چلی ولید کا وار خالی گیا اور جناب علی علیہ السلام کی ضرب اس کے بائیں ہاتھ پر پڑی وہ کٹ گیا۔ پہر آئے دوسری چوٹ ماری اور اسکو قتل کر کے پھینک دیا جناب علی علیہ السلام روایت ہے جب آپ بدر کا اور ولید کے قتل کر نیکار بیان فرماتے تو اپنی حدیث میں یہی بیان فرماتے کہ ایک ولید کے بائیں ہاتھ کی انگوٹھی کی تابش میری نگاہ میں سے جبکہ میں نے اس کے ہاتھ کو کاٹ ڈالا اس کے کپڑوں میں سے عطر کی خوشبو آتی تھی میں نے سمجھا کہ اسکی شادی کی قریب ہی ہو چکی ہو۔ اور عتبہ جناب حمزہ سے لڑا جناب حمزہ نے اسکو قتل کر دیا۔ اور شیعہ جناب عبیدہ سوا لڑا آپ کی عمر قوم میں سب سے بڑی تھی دونوں کی باہم چھین چلی۔ شیعہ کی تلوار آپ کی پٹلی کو لگی اور کٹ گئی جناب علی اور حمزہ نے انکو چڑھایا۔

سیرۃ النبوة میں لکھا ہے کہ موطن غزوہ بدر الکبریٰ سترہ رمضان کو ہو جناب علی کی عمر ہوقت ستائیس برس کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مبارزت کا حکم دیا ولید بن عتبہ آپ کے لڑا یہ شخص بڑا شجاع اور جری تھا جناب علی نے اسکو قتل کیا اور بعد اسکے کہ کفار آپ کو ہمارے تھے آپ نے عاص بن سعید کو قتل کیا اور حنظلہ بن ابی سفیان آپ کے مقابلہ میں نکلا آپ نے اسکو بھی قتل کیا پھر عدی اور بہر نوفل بن خولید کو قتل کیا یہ قریش کے شیطانوں میں سے تھا۔ اس طرح سے آپ ایک کو بعد ایک کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے نصف قتل کیے اور کل مقتول ستر تھے نصف اور مسلمانوں نے قتل کیے

غزوۃ الکدیر جناب امیر کی شجاعت

قال ابن الاثیر فی تاریخہ کانت فی ثوال سنتا ثنتین بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتماع

نبی سلیم علی ما اطمع یقال لہ الکدر فساد رسول اللہ صلی اللہ علیہ الی الکدر فلم یلق کیدا وکان
لواءہ مع علی وعاد ومعا النعم والرحلہ ابن اثیر خری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ غزوہ کدر شوال سنہ
دو ہجری میں واقع ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سلیم کی خبر لگی کہ وہ ایک کوئین پر کہ جسکو کدر
کہا جاتا تھا جمع ہو رہے ہیں آپ انکی طرف لشکر لے گئے کوئی تکلیف پیش نہ آئی۔ آپ کا علم جناب علیؑ کے
ہاتھ میں تھا آپ اونٹ اور بکریاں غنیمت میں لیکر وہاں سے لوٹے۔

غزوہ احد میں جناب امیر کی شجاعت

ابو محمد عبد الملک بن ہشام سیرۃ النبوة میں لکھتے ہیں ان میں سے ایک غزوہ احد ہے جو ہجرت کر تیسرے برس
واقع ہوا ہے اس قصہ میں شخص قول یہ کہ حبیب بدر کی روزا شراف قریش شکست کھا گئے اور ان میں سے
بعض قتل اور بعض قید ہوئے مکہ والوں کو ان کے اشرف اور رؤسا کے قتل ہونے کی وجہ سے سخت اندوہ
پیدا ہوا باہم مجتمع ہو کر مال کثیر صرف کیا اور کنانہ کے حبشیوں کی ایک جماعت اور دیگر لوگوں کو اپنی طرف
گردیدہ کر کے مدینہ کا قصد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے اور مسلمانوں کی بچہ کنی کی
درپے ہوئے اسکے بعد ابوسفیان بن حربؓ واپس آکر لوگوں کو باغیختہ کیا اور مدینہ منورہ کا قصد کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جماعت کو ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے عابہ کی جماعت
میں سے ایک نہائی واپس ہو گئی اور آپ کی معیت میں صرف سات مسلمان باقی رہ گئے۔ اس قصہ کا
ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں بھی کیا ہے۔

حبیبہ ثرائی کی آگ بڑک اٹھی اور جنگ کی چلی چلنے لگی مسلمان مضطرب ہو گئے اور جناب حمزہؓ نے ایک
جماعت کے ساتھ شربت شہادت نوش فرمایا۔ کفار کے جنگ آوروں سے بائیس آدمی ماری گئے صحابہ
مغازی نقل کرتے ہیں جناب علیؑ نے ان میں سے سات آدمیوں کو قتل کیا اور وہ یہ ہیں طلحہ بن ابی طلحہ
بن عبد الغری عبد اللہ بن جمیل بن عبد الدار۔ ابوالحکم بن الاخنس۔ سب ابن عبد الغری۔ ابواسیہ
بن المغیرہ۔ ان پانچ آدمیوں پر سب کا اتفاق ہے کہ جناب علیؑ ہی نے انکو قتل کیا ہے۔ اور ابوسعید طلحہ بن
ابوطلوہ۔ اور نبی عبد الدار کے غلام حبشی کے قتل میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ ابوسفیان اپنے ساتھیوں
کے ساتھ مکہ کو لوٹ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے آئے اور اپنی شمشیر ذوالفقار کو جناب
فاطمہ علیہا السلام سے دیکر فرمایا بیٹی! اس سے لہو و ہود ہو ڈالو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے اور جناب علیؑ نے
بھی انکو اپنی تلوار دیکر کہا اس سے لہو و ہود ہو ڈالو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ اگر

روز میں ہوا کا ایک جھونکا چلا اور جناب علیؑ نے ہاتھ سر آواز سنی کہ لا سیف الاذواقار ولا فقی الاعلیٰ غیر
ذوالفقار کو سنا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی بہادر نہیں *

عن ابن عباس قال خرج طلحة بن ابی طلحة یوم احد وکان صاحب لواء المشرکین فقال یا اصحاب
محمد ترعوت ان الله تعیننا یا سیافکم الی النار وتجعلکم یا سیافنا الی الجنة فایکم یدز الی فبرز
الیہ علی وقال له والله لا افارقک حتی اعجلک بسیف الی النار فالتحقا ضربتین فضر به علیؑ علی
رجله فقطعهما وسقط الی الارض فادار علیؑ ان یجھز علیہ فقال انشدک الله والرحم یا بن عم
فانصرت عنہ الی موقفہ فقال المسلمون ہلا ابھرت علیہ فقال ناشدنی الله ولیس بعیش
فمات من ساعته ونشر النبی صلی الله علیہ وسلم فسر المسلمون بذلك قال محمد بن اسحاق وکان
الفتح یوم احد بصیر علیؑ علی عنائہ وثباتہ وحسن بلائہ (کفایۃ الطالب للعلامہ ابن یونس النکفی
الشافعی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سر روایت ہو کہ احد کو دن طلحہ بن ابی طلحہ مشرکوں کا علم بردار فوج سے
بابہ نکھر کھینے لگا لے صحابہ محمد تمہارا دشمن ہے کہ ہم فرشتے کے لوگ تمہاری تلوار سے ففتح میں لگاؤ جاؤ گے
اور تم مسلمان ہماری تلوار سے جنت میں آئے جاؤ گے پس کہن بستم میں سے کہ میرا مقابلہ کر سکے جناب
علیؑ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور ہر طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے میں جیتا ہوں کہ اپنی تلوار سے تجھ کو فوج
میں نہ ڈالوں تجھے نہیں چھوڑ دوں گا۔ پس دونوں کی مار چلی اور آئے اسکے پاؤں پر ایک ضرب لگائی کہ وہ
زمین پر گر پڑا جناب علیؑ نے اس کو مار ڈالنے کا قصد کیا اس نے آپؐ کو خدا کی قسم دیکر کہا اے ابن عم
آپ رحم کریں آپ اس کو چھوڑ کر اپنی جگہ تشریف لائے مسلمانوں نے کہا آپ نے اس کو کیوں نہ مار ڈالا
آپؐ فرمایا اس نے مجھے خدا کی قسم دی ہے تاہم وہ زندہ نہیں رہیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کے مرنے کی بشارت دی مسلمان خوش ہو گئے محمد بن اسحاق اپنی سیرۃ میں لکھتے ہیں کہ اچھکے
روز جناب علیؑ کے رنج پر صبر کرنے اور آپؐ کی ثبات نفس اور تکلیف کو اچھی طرح سے برداشت کرنے سے
فتح حاصل ہوئی *

درودی الحافظ محمد بن عبدالغفرین الجنابذی فی کتاب معالم العترة النبویہ مرفوعاً الی قیس بن
سعد عن ابيه انه سمع علياً يقول يا صابتي يوم احد ست عشر ضربة تسقط الی الارض فی
اربع منهن فجامنی رجل حسن الوجه طیب الريح فاخذ بضیعی فاقامنی ثم قال اقبل علیہم
فانک فی طاعة الله ورسوله وهما عنک داضیان قال علیؑ فامیت النبی صلی الله علیہ فالتحقا
فقال یا علی اقراہ عینک ذاک جلیل (کفایۃ الطالب) حافظ محمد بن عبدالغفران الجنابذی کتاب

معالم العترة النبویہ میں قیس بن سعد کی طرقت مرفوع کر کے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سنا کہ اہل کعبہ ستر زخم جھکولے لگے تھے کہ ان میں سے چار خون کے ساتھ زمین پر گرنے کے قریب ہو گیا تھا ناگمان ایک خوبصورت خوشبو میں مکتے ہوئے آدمی نے میری پاس آکر میرا کندھا پکڑ لیا اور مجھ کو کھڑا کر دیا اور کہا بکر و شمنو نہ چرہ کہ کہ تو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے اور وہ دونوں تجھ سے راضی ہیں جناب علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی آپ نے فرمایا یا علی خدا تیری آنکھوں کو تھنڈا کرے وہ حیرا ٹیل ہے۔

عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ علی ابائہ السلام قال اصحاب اللواء يوم احد تسعة قتلم علی قال ابن الاثیر فلما قتلهم ابصر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم جماعة من المشركين فقال لعلی احمل علیهم فحمل فخرقهم وقتل فيهم ثم ابصر جماعة فقال له احمل علیهم وحمل وفرقهم وقتل فيهم فقال جبریل ان هذا المواساة فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انه منی وانا منہ فقال جبریل اتا منکم ما قال فسمعوا صوتا لاسيف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی رکامل التواریخ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ احد کے دن مشرکین کے نو علمدار تھے جنکو جناب علیؑ نے قتل کیا ابن اثیر جزیری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جب جناب علیؑ نے انکو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی ایک جماعت کو دیکھا اور علیؑ سے فرمایا انپر حملہ کر آپ نے انپر حملہ کر کے انکو متفرق کر دیا پھر آپ نے ایک اور جماعت کو دیکھا اور علیؑ سے فرمایا انپر بھی حملہ کر آپ نے انپر بھی حملہ کیا اور قتل کر کے انکو متفرق کر دیا جبریل علیہ السلام نے کہا جناب علیؑ کے لئے تسلی ہوتی چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرا ہے میں اسکا ہوں جبریل علیہ السلام نے کہا میں تم دونوں کا ہوں۔ اور ایک آواز سنا کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تواریخ نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی بہادر نہیں ہے۔

عن علی قال کسرت ید علی يوم احد فسقط اللواء من ید یدیه فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وضع فی ید الیسری فانه صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (الخوارزمی) جناب علیؑ سے منقول ہے کہ احد کے دن میرے ہاتھ کو ضرب آگئی علم میرے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکے بائیں ہاتھ میں علم دید کہ وہ دنیا اور آخرت میں میرا علمدار ہے۔

غزوہ خندق میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

بکمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالب السؤل میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک غزوہ خندق پر جب غزوہ

اشیاع + بموقف البطل المتاجن + وكذلك انى لمرادل + متسرعا نحو المراهز + ان اشجاعة فى
الفتى + والنجى من خيل الملائكة + (یعنی) تحقیق میری آواز تم لوگوں کو دل میں مبارک دیکھتے دیکھتے
تک گئی اور جبکہ بہادر نامردی کرتا تھا میں دلیروں کی صف میں کھڑا تھا۔ میں ہمیشہ سیطرح لوگوں کی
طرف دوڑتا تھا۔ کیونکہ جو ان مرد کے لیے شجاعت اور سخاوت بہت ہی اچھی طبیعت ہے جناب علی نے
اس کا جواب ارشاد کیا ہے یا عمرو و عیث قد اناک + عیث صوتک غیر عاجز + ذونہ و بصیر + و
الحق منجی کل فائز + انى لا رجوان اقیم + علیک نائحتا العاجل + من ضربتہ تفق و یقی + ذکھا
عند المراهز + یعنی اے عمرو و عیث پر افسوس ہے میرے پاس رہا ہے جو تیرے دیکھنے کے جواب دینے
میں عاجز رہا۔ اور صاحب نیت اور بصیرت اور سچ ہر ایک فیروز سند کو نجات دینے والا ہے میں بے
شک ہمدرد ہوں کہ میں بوڑھی عورتوں کے میں تجھ پر ہا کر اؤنگا۔ ایک ایسی ضرب کہ تو فنا ہو جائے
گا اور سر کون میں اس کا ذکر باقی رہے گا۔ عمرو بن عبد ود نے کہا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں علی بن ابی
طالب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور داماد ہوں عمرو نے کہا آپ کا والد میرا دوست
ہوتا مجھے با معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرا نیزہ انکو چھپٹ لیجائے۔ آپ نے فرمایا ای عمرو بن عبد ود سہ بات کا ذکر
جوڑ۔ میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنے جی میں ثمان رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص میرے آگے تین باتیں پیش
کرے گا۔ تو میں ان میں سے ایک کو ضرور قبول کرونگا۔ عمرو نے کہا آپ پیش کریں آپ نے فرمایا ایک یہ ہے
کہ تو کلمہ پڑھ اور سلمان ہو جا۔ وہ بولا مجھے اسکی حاجت نہیں۔ آپ نے فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ تو بیان
سے لوٹ جا اور اس شکر کو بھی واپس لیجا عمرو نے کہا کیا قریش کی عورتیں نہ کہیں گی اور عرب گیتوں میں نہ
گائیں گے کہ میں لڑائی کے لئے بیان آیا اور پچھلے پاؤں لوٹ گیا۔ اور جس قوم نے مجھے اپنا رئیس بنایا
میں نے اسکو رسوا کیا۔ جناب علی نے کہا تیسری بات یہ ہے کہ تو گھوڑی سے اتر کر مجھ سے جنگ کر۔ عمرو نے
کہا میں نہیں چاہتا کہ تجھ ایسے بزدل کو قتل کروں۔ جناب علی نے فرمایا دامہ میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں
عمرو حسرت میں اگر گھوڑی سے کود پڑا اور اسکی کوٹھن کاٹ دین اور جناب علی کی طرف لپکا دونوں ایک
ساعت تک باہم لڑتے رہے عمرو نے ایک چوٹ کی اپنے اسے سپرے روکا سپر کاٹ کر تلوار آپ کے سر میں شیب
گئی۔ جناب علی نے عمرو سے کہا تو تو عرب کا مشہور شہسوار ہے کیا تو لڑائی میں مجھے اکیلا کافی نہ تھا کہ تو
مددگار بلائے میں عمرو نے پیچھے ہٹ کر دیکھا اپنے اسکی دونوں ہڈیوں پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ کٹ گئیں
اور غبار بلند ہو گیا جب کہل گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ دائرہ ہی بکڑے ہوئے اسکی چھاتی پر سوار ہیں
اور اسکا سر کاٹ رہے ہیں۔ ایک دواہ میں یوں ہے کہ اپنے اس کے کندھ پر تلوار ماسی اور اسکی

ایک طرف کا کندہ نہیں پر گرا دیا اسکو اسی طرح سے مقتول جوڑ کر اسکی بیٹی علی پر پڑی پڑی مار ڈالا
 انکی گھوڑی بہاگ گئی عکرمہ بن ابی جہل نے یہ دیکھ کر اپنا نیزہ پھینک دیا اور بہاگ گیا ان میں سے جو پہلے
 بہاگ نہ تھا وہ بھی اسکے ساتھ بہاگ نکلا جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہمت تھی کہ حضرت
 عمرو کی ضرب کی وجہ سے اسکے سر میں سو خون بہتا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لو
 عمرو بن عبدود افضل من عبادۃ الثقلین یعنی علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا اس سے افضل ہے
 عبادت سو افضل ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قاتل علی بن عمر و ہذا یافضل اللہ تعالیٰ ان قتلہ ہذا فاد
 علیہ السلام و جالوت حیث قال عز وجل فہزموہم باذن اللہ و قتل داؤد جالوت باہر
 عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کا عمرو کو قتل کرنا بالکل حضرت داؤد علیہ السلام اور جالوت کو قتل کے
 مشابہ ہے جبکہ ذکر خدا نے اس طرح پر کیا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے بہاگ نکلا اور وہ تو جالوت کو قتل
 عن عبد اللہ بن مسعود قال کان یقویٰ باللہ المؤمنین القتال بلی فکان اللہ لاویا
 غریزا عبد اللہ بن مسعود معنی ابو عمر اس طرح پر پڑا کرتے تھے کہ امانی میں مومنون کے لیے اللہ
 نے علی کی وجہ سے کفایت کی اور اللہ غالب مہربان ہے۔

عن ابی الحسن المدائنی قال لما قتل علی بن عمر و د فہی الی امیۃ قتالہ من الان
 اجتری علیہ فقالوا علی بن ابی طالب فقالت کانت منیۃ علی بد کثرتہ منہ و ہذا
 من ہذا یا بنی عامر فانشات سے لو کان قاتل عمر و غیر قاتلہ + لکنت ابکی علیہ من کلاب
 لکن قاتلہ من کلاب بہ - من کان یدعی قتلہ یا بیضۃ البلد یعنی اللہ تعالیٰ نے اسکی ہمت
 کرتے ہیں کہ جب جناب علی نے عمرو بن عبدود کو مارا اور یہ خبر سنی بہن کو ملی وہ پوچھنے لگی کہ سچ
 کہہ کا قاتل چل گیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب کا کہنے لگے اسکی ہمت نہ پڑے بڑی بیادگی
 کے ساتھ سی ہوئی ہے۔ امیر نبی عامر بیٹے کوئی اس سے نہ پاوہ صاحب فہرست شہداء اور اسکی
 مرثیہ میں یہ شعر ہے اگر عمر و کا قاتل اسکے اس قاتل کے سوا کوئی اور نہ ہوگا۔ تو میں ہمیشہ
 اس پر رونا کرتی۔ لیکن اسکا قاتل ایسا ہے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور وہ ہمیشہ سے شہر
 کا سردار پکارا جاتا ہے۔ قال فضل اللہ بن رزبکان فی کشف الغمۃ و ہذا لہ
 ان علیا لما بذل علی عمر و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلہ بیان کذلک ان
 الکفر کلہ فضل اللہ روز بیان کشف الغمۃ میں باقل ہیں کہ جمہور اہل سیر و امیر کہتے ہیں

کہ جب جناب امیر عمر بن عبدود کے مقابلہ کے لئے نکلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے +

غزوہ خیبر میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

ایک غزوہ خیبر ہے جو سنہ سات ہجری میں پیش آیا۔ ہوقت جناب علیؑ کے عمر اکتیس برس کی تھی۔ اس تمام قصہ کا خلاصہ ابو محمد الملوک بن ہشام نے سیرۃ النبوۃ میں سلم بن الاکوع کی طرف مرفوع کر کے لکھا ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں خیبر کو چلے میری چچا عامر صحابہ میں پیرِ خبر پڑھ رہے تھے واللہ لو اللہ ما اھتدینا + ولا نقصد قنا ولا صلینا + ونحن عن فضلك ما استغینا + وثبت اقدام ان لا قینا + وازل من سکینۃ علینا + یعنی اگر خدا ہیکوہدایت نہ کرتا۔ نہ ہم صدقہ دیتے نہ ہم نماز پڑھتے۔ ہم تیرے فضل سے مدد چاہتے ہیں۔ پس جبکہ ہم دشمنوں کے سامنے جاوے۔ تو تو ہمارے قدم ثابت رکھو۔ اور تو ہم پر سکون اور تسلی نازل فرما لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے عرض کیا گیا یہ عامر ہے آپ نے فرمایا اے عامر اللہ تجھے مغفرت کرے۔ آپ خصوصیت کی حسیکی نسبت دعا فرماتے وہ حضور شہید ہو جاتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر حضور ہیکوہی عامر کے ساتھ اس عار میں حصہ دیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ جب ہم خیبر میں پہنچ گئے مرحب یہودیوں کا سردار قلعہ سے باہر نکل کر اپنی تلوار ہلا ہلا کر یہ خبر پڑھ رہا تھا کہ قد علقت خیبرانی مرحب شاکي السلاح بطل مجوب تمام خیبر جاتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں۔ عامر رضی اللہ عنہ اسکو مقابلہ کے لئے میدان میں نکلی اور رجز کہنے لگے کہ قد علقت خیبرانی عامر۔ شاکي السلاح بطل المغامر تمام خیبر جاتا ہے میں عامر ہوں۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں دلیر ہوں بے اندیشہ ہوں۔ پس عامر اور مرحب میں ہاتھ بٹنگ مرحب کی تلوار عامر کے گھوڑے کو لگی وہ اچھلا کہ عامر کو گرا دی۔ انکو اپنی تلوار سنگ گئی جس سے زگ ہفت انعام کٹ گئی۔ اس میں انکی جان تھی۔ بعض صحابی کہتے تھے عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ اپنے ہاتھ سے مار دی گئے میں آنحضرت کے حضور میں روتا ہوا گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کون کہتا ہے میں نے کہا حضور کے بعض صحابی کہتے ہیں میں آپ نے فرمایا بلکہ اسکے لئے دودفعہ کی شہادت کا اجر ہے۔ پھر حضرت نے مجھ جناب علی بن ابیطالبؑ کے بلانیکو لیے بھیجا انکی آنکھیں دیکھتی تھیں۔ میں انکو لیکر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم علم آج اکیا ہے آدمی کو دیکھو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول اس سے دوست رکھتی ہیں

حضرت نے اپنا عابد بنانکی انکھوں کو لگایا۔ وہ اچھی ہو گئی اسنے علم انکو دیا۔ مرحب قلعہ سے باہر نکلا۔ بنی
مبای ہانکنے لگا۔ قد علمت خیراتی مرحب + شاکی السلاح بطل مجرب۔ اذا اللیوث اقبلت تلعب
واجتمع من صولہ المحجب۔ قلت حمای بدلا یقرب۔ اطعن احیاناً وحیدنا اضرب۔ ان دخل بلدا
فانی اغلب۔ والقرن عندک بالدماء مخضب یعنی تمام خیر جاتا ہے میں مرحب ہوں۔ آلات حرب میں
شوکت رکھنے والا ہوں۔ ولیرہون تجربہ کار ہوں۔ جبکہ معرکہ میں شیر دساتے ہیں۔ آگ کے شعلہ ٹپکتے ہیں
مرحب کر حملہ سے ہٹ جاتے ہیں کہ بادشاہ کا حاصیہ۔ ظاہر ہو گیا کہ میرے خوف سے کوئی نزدیک نہیں آتا
کبھی میں نیزہ دیتا ہوں اور کبھی تلوار۔ اگر تمام زمانہ مغلوب ہی ہو جائے تو یہی میں غالب ہوں۔ میرے
سامنے حریف خون میں تھرا ہوا ہے۔ جناب علی نے اس کے مقابل میں یہ خبر بیان فرمائی ہے انا الذی
سمتی امی حیدرہ + ضرغام اجام ولدت فسطوہ۔ عبل الذراعین شیدا لقصرہ + کلث غابا
کریم المنظر + اکیلکم بالسيف کيل السندہ + اضربکم ضربا یبین الفقر + واترك القرن
بقاع جزره + اضرب بالسيف رقاب الکفرہ + ضرب غلام ما جد خورده + من یترک الحق یقوم
صغره + اقتل منکم سبعة او عشرہ + فکلهم اهل فسوق فجرح + میں وہ ہوں کہ میری ٹان
نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ بہادری کے پیشہ کا۔ دندہ شیر ہوں۔ قوی بازو اور سخت گردن والا
جیسو کہ ڈراولی صورت والا جنگل کا شیر۔ میں تلوار کے تجربہ پانے سے تمہیں ناپون گا۔ میں تمہیں
ایک ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کا ایک ایک مہر جدا ہو جائیگا۔ میں نیزہ کو سخت زمین میں
گاڑتا ہوں۔ میں تلوار سے کافروں کی گردن مارتا ہوں۔ بزرگ قوم کے ور میں میرے ہوئے نوجوان
کی ضرب ہو۔ اس کے لیے جو حق کو چھوڑتا ہے اور دولت پر شیرتا ہے۔ میں ان میں سرسات یا دس آدمیوں کو
قتل کروں گا جو سب فاسق و فاجر ہیں۔ بہر جناب علی نے ایک وار کیا اور مرحب کا سر کٹ کر گر پڑا۔ اور خدا
نے ان کے ہاتھ سے فتح عطا کی *

دوسری روایت میں ہے کہ جناب علی علم لیکر کودتے ہوئے زرنگاہ کو تشریف لے گئے میں انکی خبر معلوم کرکے
کوانکے پیچھے ہولیا۔ اپنے قلعہ کے نیچے چہرلی زمین پر علم گاڑ دیا۔ قلعہ سے ایک یہودی نے کہا آپ کون
ہیں آپ نے فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں یہودی نے کہا تم بلندی پانیا لے ہو موسیٰ علیہ السلام پر
جوٹ بات نازل نہیں ہوئی۔ جب تک کہ قلعہ فتح نہ ہوا آپ وہاں سے واپس نہ ہوئے۔ جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ نازل ہے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علی کو علم دیکر روا نہ کیا تو ہم بھی انکے سامنے ہوئے جب آپ قلعہ کے پاس پہنچے قلعہ والے نے ٹھکرانکر سنا

لے کر ایک یہودی نے آپ کو چوٹ ماری آپ نے ہاتھ سے سپرہ پینکری اور قلعہ کے دروازہ کو اٹھا کر سپرہ پینکری
اور اڑتے رہے جہاں تک کہ خدا نے انکو فتح دی پھر آپ نے اسکو پینکری یا ہم سات آدمی جن میں اٹھواں میں
یہودی شریک تھا اس نے دوازی کو ٹوٹو لگے چنے نہایت زور مارا لیکن وہ ہم سے نہ لوٹ سکا۔ بریدہ سلمی
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خیر کے دن ابو بکر نے علم اٹھا یا گرفتہ نہ ہوا دوسرے حضرت عمر نے علم لیا یا گرفتہ نہ ہوا۔ پھر ان
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم یہ علم آپ سے آدمی کو دینگے کہ جب تک خدا ہر کو فتح نہ دے وہ نہیں
ٹوٹے گا۔ سب حضرت صبح کی نماز پڑھ چکے تو علم طلب کیا اور جناب علی کو بلایا انکی آنکھیں کہتی تھیں پھر
حضرت نے علم انکے سپرد کیا۔ انھوں خیر کو فتح کیا۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب جناب علی
قلعہ دوس کے قریب گئے خدا کے دشمن یہود اپنے تیر اور پھر پینکری لگے۔ آپ نے اپنے حواریہ کیا یہاں تک کہ آپ دروازہ
سے نزدیک پہنچ گئے آپکا پاؤں پسل گیا۔ وہاں ہوا آپ غضبناک ہو کر دروازہ کی دہلیز کی طرف اتر کر اسکو
اکھاڑ کر چالیس گز پست ڈال دیا یا خدا نے خیر کو لگے ہاتھ پر فتح کر دیا عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ
مجھ سے سرت تو عجیب ہے انہیں ہوا کہ خدا نے انکے ہاتھ سے خیر کو فتح کیا یا خدا نے قلعہ کو دروازہ اکھاڑنا اور
چالیس گز پست ہینکری سے عجیب ہوا۔ اور چالیس آدمیوں نے اسکے اٹھانے میں طاقت آزمائی کی
لیکن نہ ناکام ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم کو سکی خیر کی گئی آپ فرمایا اس فتنہ کی قسم جو قبضہ قدرت میں میری ہے کہ میں چلے جاؤں تو انکو مددگار
قال علی بن ہان الذی الحلی الشافعی فی سنیہ الحلبیہ یکان علیا ضرب مر جافترس فوق السیف علی الذی فقد و شق
المغفر والحجرات تحتہ والعماتین و فلق ہامتہ حتی اخذ السیف فی الاخراس علی بن ہان الحلبی الشافعی سنیہ الحلبیہ میں کہتے
ہیں کہ جناب امیر نے جب مرحب کے تلوار لگائی اس پر بریلی تلوار سپر کو چیرتی ہوئی مغفر پہنچی اور مغفر کو پہاڑ کر اس طرح کی ٹکیا کو کاٹ
ڈالا جو اس مغفر کے نیچے تھی پھر سکی دستار کو اور سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں میں پہنچ گئی۔

واقعہ حمل میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

محمد بن یحییٰ الشافعی کفایت الطالب میں کہتے ہیں کہ جناب امیر کی بیت مہاجرین و انصار اس وقت کی جبکہ پانچ دن تک نہ
میں مصر میں جناب عثمان کو قتل کر کے غوغا برپا کر رکھا تھا اور بعض بن حرب اعلیٰ انکار غزہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بیت
کے لیے جناب امیر کی خدمت میں آتے جاتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ لوگوں کا نام کہ نبی عرب نہیں آیا اس پر فرماتے تھے ہمارے حالات تو
مجھے دخل نہ ہو ضرورت نہیں جس طرح اختیار کر لو میں معنی ہوں لوگوں کا اگر سوا ہم کسی کو نہیں چاہتا اور نہ ہم آپ کے زیادہ ار
بات کو لیتے کسی کو خدا جانتے ہیں۔ آپ فرمایا اگر ایسی ہی ضرورت ہو تو میری بیت خبیطہ طور نہیں ہو سکتی لیکن کہ تو میں کہ انکی
باتیں آپ کے گھر میں ہو رہی تھیں لیکن کہتے ہیں کہ بنی ہند کہ باغ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ صحابہ کرام کو لوگ بیت کرنے
لگے جبکہ اصل طلحہ بن عبید اللہ نے بیت کی انکا ہاتھ احد کی لڑائی میں ٹوٹ چکا تھا حبیب بن ذویب کا انا اللہ وانا الیہ

الیہ راجعون پہلی ہی ٹوٹے ہوئے ہاتھ نے بیعت کی ہر بیعت پوری ہوتے ہوئے نظر نہیں آتی۔ پہلے
 پیچھے زبیر بن العوام نے بیعت کی پھر حضرت عثمان کے چند رشتہ داروں کے سوا سب مہاجر اور انصار آپ کی
 بیعت سے مشرف ہوئے اور جن لوگوں نے آپ کی بیعت نہیں کی ان کے نام یہ ہیں۔ محمد بن بشیر بن النعمان
 ۔ رافع بن خدیج۔ فضالہ بن عبید۔ کعب بن عجرہ۔ صہیب بن جہان۔ اسامہ بن زید۔ آپ کی بیعت ہجرت
 تیسویں برس یا پانچویں ذی الحجہ کو جمعہ کے دن واقع ہوئے۔ نعمان بن بشیر جناب عثمان بن عفان کا
 خون بہا کر جس میں مکہ انکی بی بی نائلہ کی ترشی ہوئی اور نگلیان ٹکی۔ قہین۔ جو حضرت عثمانؓ کے
 قتل کے وقت انکی بی بی نے اپنے ہاتھ کو بڑا کر قاتل کی شمشیر کو اپنے روکنا چاہتا اور کٹ گئی تھیں۔
 اپنے ساتھ لیکر شام کو معاویہ کے پاس چلا گیا۔ اور طلحہ وزبیر بھی بیعت سے چار مہینے کے بعد مکہ معظمہ میں
 چلے گئے جناب علی نے تمام شہروں میں عامل بھیج دیے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے عامل کو واپس بلا
 بھیجا اور معاویہ کے بلانیکر لئے اس مضمون کا خط لکھا۔ خط امیر المومنین علی کی طرف سے معاویہ کی طرف ہے
 کہ اگرچہ عثمان صاحب قرابت اور حق دار تھے مین بھی ذوق قرابت اور صاحب حق ہوں۔ خدایتعالیٰ نے
 مہاجرین اور انصار کو شورت سے لوگوں کی حکومت میرے گلزمین ڈالی ہے دوسرے لوگوں نے بھی
 انہیں کی راہ کی پیروی کی ہے۔ جو کہ کہ انکو بہلا معلوم ہوا اور سپر انہوں نے عمل کیا اور حیرت سے انکو گرت
 معلوم ہوئی اسکو چوڑا یا تم بہت جلدی میرے پاس چلو آؤ سینے تمام عاملوں کی طرف لکھ بھیجا ہے کہ
 میرا عہد انکے ساتھ ہرگز نہیں ہے جو بات کہ میری گلے پڑی ہے میں ہی انکو گلے میں ہی ڈالنا چاہتا
 ہوں اور اس سے میں اپنے دین اور امانت کو خریدنا چاہتا ہوں۔ مجھ اس سے ہرگز چاہہ نہیں۔ تم
 میرا خط دیکھتے ہی اپنے چند شریف دوستوں کو ساتھ میرے پاس چلو آؤ جو وقت آپ اس خط کو
 لکھ کر فارغ ہوئے مغیرہ بن شعبہ انکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے یا امیر المومنین یہ خط کیا
 ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے معاویہ کو لکھا ہے اور انکو اپنے پاس بلا یا ہے۔ قاصد کے ہاتھ بھیجا چاہتا
 ہوں مغیرہ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ قبول فرماوین تو میں آپ ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں
 آپ نے فرمایا بیان کرو۔ مغیرہ نے عرض کیا معاویہ کے سوا۔ آپ کو کی خبر نہیں سکتا۔ اس کے قبضہ میں
 شام کا ملک ہے۔ اور وہ حضرت عثمانؓ کا ابن عم اور انکا عامل ہے۔ آپ سوست اس سے کسی سے
 عہد کی بابت کہلا بھیجیں کہ وہ آپ کی اطاعت کرے۔ جب آپ کے پاؤں خوب مجھ جائیں پھر جواب
 کی راہ پر سو کریں۔ جناب امیر نے فرمایا مجھے ہر بات سے خدا تینے کا حکم دیتا ہے۔ کہ لوگوں کو
 حالوں کہا پنا دوست مست بناؤ کی بتم ہے پروردگار مجھ کو ہرگز مددگار بننا ہوا نہیں دیکھے گا۔

بلکہ جس امر پر کہ میں ہوں ہی کی طرف میں اسکو کہیں چون گا۔ اگر اس نے مان لیا بہتر ورنہ خدا کے پاس میرا اور شکا
اضاف ہو جائیگا۔ مغیرہ آپ کے پاس سوا تھا اور کہنے لگا آج آپ تھیرے رہیں اور کل تک صبر کریں میں کل
آپ کے پاس آؤں گا یہ دیکھا جائیگا کہ کیا کرنا چاہیے دوسرے دن مغیرہ نے کہا کہ یا امیر المومنین کل جو کچھ کہہ سیتے
عرض کیا تھا سو کیا تھا سنا آئے اسے نہیں مانا تھا جب میں بات کو سونے کے لیے لیٹا تو خیال کیا کہ آپ ہی
کی رائے ٹھیک ہے آپ نے جو کچھ کہہ لکھا ہے معاویہ کی طرف بھیج دیں اگر وہ آپ کے پاس چلا آئے تو بہتر ورنہ آپ کو مغرور
کردین کیونکہ یہ بات شوکت کے مناسب ہے آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں ایسا ہی کروں گا یہ کہہ کر مغیرہ آپ کے
پاس سے چلا گیا ابن عباس کہتے ہیں جب لوگ بیعت کر چکے ہیں جناب امیر کبیر دست میں گیا دیکھا مغیرہ خلوت میں
جناب امیر علیہ السلام باتیں کر رہا ہے یہ وہ چلا گیا میں نے جناب امیر سے عرض کیا مغیرہ آپ کے کیا کہتا تھا۔
آپ نے فرمایا مغیرہ کل میرے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ حضرت عثمان کے عامل معاویہ اور عمرو بن عاص کو عہد
سے مغرور بخیرین حبیب کا کہ لوگوں کی شورش فرو ہو جائے پھر ان میں سے جسے چاہیں آپ مغرور کریں میں نے
اس کو انکار کیا اور یہ کہہ دیا کہ میں دین میں ہرگز سستی نہیں کر سکتا۔ پھر کہنے لگا کہ آپ جبکو چاہیں مغرور
کریں لیکن معاویہ کو برقرار رہنے دین کیونکہ شام کے لوگ اسکے مطیع ہیں اور اسکے کنویر چل کر رہے ہیں۔
اور صاحب جہات ہی اور اسکے قائم رکھنے میں آپ کے لیے قوی حجت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے
اپنے عہد خلافت میں اسکو حکم شام بنایا ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ لوگ دو دن ہی اسکی مدد نہیں
کر سکتے مغیرہ میرے پاس سوا کر چلا گیا مجھے معلوم تھا کہ وہ اپنے ذہن میں ضرور یہ خیال کرتا ہے کہ میری رائے
ٹھیک نہیں۔ اب ہر لوٹ کر آیا تھا اور کہتا تھا میں نے پہلو مرتبہ آپکو جو کچھ مشورہ دیا تھا۔ آپ نے میری رائے سے
مخالفت کی تھی میں نے خیال کیا کہ جو آپ کی سامی میں آیا ہے آپ وہی کرینگے اب میں ہی آپ کی سامی کے
ساتھ اتفاق کرتا ہوں آپ جبکو چاہیں مغرور کریں اور جبکو چاہیں متولی بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپکے لیے
کفایت کرے والا ہے۔ یہ امر شوکت کے مناسب ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر سے عرض کیا مغیرہ
نے پہلو مرتبہ آپ کے بطور نصیحت کیا تھا۔ دوسرے مرتبہ دھوکا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے مرتبہ اسے مجھے کیونکہ
نصیحت کی تھی میں نے عرض کیا معاویہ اور اسکے دوست صاحب بن علی میں جب آپ انکو اپنے عمل سے قائم رہتے
دیکھ کر تو وہ آپ کے متعرض نہیں ہونگے اور جبکہ آپ انکو مغرور کرینگے تو وہ یہ کہیں گے کہ جناب امیر نے
ہمارے خلیفہ کو قتل کر کے خلافت کو بغیر حق کے لے لیا ہے اور شام کے لوگوں کو آپ کی طرف سے دیکھا تو نیگوار
ہو میں طلحہ اور زبیر سے بی طاعت نہیں کہ وہ بھی آپ کے بگڑے ہوئے ہیں میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ
معاویہ کو مغرور نہ کریں حبیب وہ بیعت کرے تو آپ اسکو اسکی جگہ سے اکھاڑ سکتے ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا

بین تلوار کو سوا اور کسی چیز سے اسے جواب نہیں دودگا سینے عرض کیا یا امیر المومنین آپ یہاں آدمی ہیں لیکن
 لڑائی میں آپ کی رائی شیک نہیں اپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے کہ لڑائی فریب کی ہو
 آپ نے فرمایا سچ ہے سینے کہا اگر آپ میرا کتنا مائین تو میں انکے آنے کے بعد ان سے آپ کی حسب ضابطہ
 معاملہ کروں گا کہ وہ پیچھے ہٹ کر نہ دیکر سکیں گے اور آپ پر یہی کوئی الزام ہمارا نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا اے ابن
 عباس میں تیرے اور معاویہ کے بہرہ منہ پر نہیں۔ یہ میرے عرض کیا اچھا آپ میری دوسری بات مائین
 اور دروازہ بند کر کے اپنے گھر میں بیٹھ رہیں۔ غرض کہ تمام لوگ دوڑ ہو پکڑ گئے آپ کے سوکھ کو
 خلافت کا حق دار نہیں پائیں گے آپ ان لوگوں سے لڑائی نہ کریں ورنہ حضرت عثمان کا خون آپ کے ہر منہ پر
 گے۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا تم میرا خط لیکر شام کو چلے جاؤ میں تم کو وہاں کا حاکم کرتا ہوں۔ ابن عباس
 نے کہا میرے نزدیک یہ کاشیک نہیں۔ معاویہ بنی امیہ میں ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ابن عم
 اور عامل ہے۔ میں ہرگز اس پر مطمئن نہیں۔ وہ عثمان کے بدلے میری گردن مار دیگا۔ اور اگر اس سے زیادہ
 میرے حق میں احسان کریگا تو مجھے قید کریگا اور آپ کی قرابت کی وجہ سے ضرور مجھ پر تشدد کرے گا
 جیسا میں نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تو گویا آپ پر ہاتھ ڈالا آپ اپنے خط کو کسی دوسرے کے ہاتھ اسکے پاس
 بھیج دیں اور اسے یہاں بلا لیں۔ یہ دیکھو یہ کیا جواب دیتا ہے جناب امیر علیہ السلام سیرۃ الجہنی کو
 خط دیکر معاویہ کے پاس بھیجا۔ جب اس معاویہ کو خط دیا تو معاویہ نے پڑھ کر تین مہینے تک کوئی اس کا جواب
 نہ دیا۔ جب حضرت عثمان کی شہادت کو پورے تین مہینے کا عرصہ گزر چکا تو ماہ صفر کے آخری دنوں میں
 معاویہ نے نبی عسکر کا ایک آدمی بلایا اور اس کو ایک سادہ خط دیکر کہا کہ تو مدینہ میں ڈکھو داخل ہو جیو
 اور لوگوں کے سامنے جناب امیر کو یہ طومار دیدیجیو اس نے مدینہ میں پہونچ کر جناب امیر کو طومار دیدیا۔
 آپ نے جب اس کو کھولا تو بالکل سادہ پایا آپ نے اس سے فرمایا تیرے پیچھے شام کے باشندوں کا کیا حال
 ہے قاصد نے عرض کیا یا امیر المومنین اگر آپ مجھے امان عطا فرمائیں تو میں عرض کر سکتا ہوں
 اپنے فرمایا قاصد کہی قتل نہیں کیا جاتا وہ کہنے لگا میں اپنے پیچھے ایک ایسی قوم کو جو بڑا آیا ہوں جو
 یہ کہتے تھے کہ ہم قصاب کے بغیر کسی طرح سے رضی نہیں ہونگے سینے ساٹھ ہزار آدمی کو حضرت عثمان سے
 کرتے کے پیچھے روتے ہوئے چوڑا ہے اور وہ قتیص و مشق کی مسجد کے منبر پر رکھا ہوا ہے اس میں حضرت
 عثمان کی موی نائلیہ کی انگلیاں ہی ٹکی ہوئی ہیں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ مجھ سے عثمان کے
 خون کے طلبگار ہیں عثمان کے قاتلوں کو خد خراب کرے۔ خدا جس امر کا ارادہ کرتا ہے اس کو ہلکی
 حد تک پہونچاتا ہے۔ جیسی نے کہا مجھ سے امان ہے۔ آپ نے فرمایا طلبہ جانچے امان ہے۔ وہ وہاں ہوا اس کے

چلا گیا۔ لوگ باہم گفتگو کرنے لگے اس کتے ڈرکتے کے قاصد کو لڑی باتیں کرنا کیا مناسب تھا۔ واسا اگر امیر المومنین
 اسکا مان نہ عطا فرماتے ہم ہکھڑو قتل کر ڈالتے۔ بہر حال امیر علیہ السلام نے اہل شام کے ساتھ لڑائی کا سامان
 کیا۔ اور محمد بن حنفیہ کو علمدیا۔ اور عبداللہ بن عباس کو میمنہ کی فوج اور عمرو بن سلمہ کو مسیرہ اور ابلیس عامر
 ابن الجراح کو لشکر کا مقدمہ سپرد کیا۔ قسم بن عباس کو اپنے پیچھے مدینہ کا حاکم بنایا اور عراق میں جناب عثمان
 کے حاکم قیس بن سعد کو اور کوفہ میں ابو موسیٰ اشعری کو ملکہ بھیجا کہ اہل شام کی لڑائی پر لوگوں کو آمادہ کرین
 اہل مدینہ سے فرمایا خدا تعالیٰ کی محبت کے پورے کرنے میں تمہاری امیر کو ہر طرح سے عصمت حاصل ہو تمہاری
 اطاعت کرو اور اپنے دلوں کو غم اور غصہ میں نہ ڈالو اور اس سے سرکش نہ بن جاؤ۔ شاید پروردگار تمہاری پیشانی
 کو جمعیت کے بدلے کی اور اس خیرانی کے بدلے کہ اس قسم نے تمہارے حق میں سوچ رکھی ہے تمہیں نیکی پہنچانے
 جناب امیر علیہ السلام لشکر کو شام کی طرف لیجانی کا تہیہ فرما رہے تھے کہ طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہ
 کے برخلاف ہو جائیکے خبر ملی اور معلوم ہوا کہ وہ بصرہ کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ حبیب
 اور زبیر مدینہ سے مکہ میں چلے آئے جناب ام المومنین حضرت عائشہ نے جو ایام حج کی وجہ سے مکہ میں فروکش
 تھیں ان سے پوچھا کہ مدینہ طیبہ میں کیا ہو رہا ہے۔ دونوں صاحبوں نے عرض کیا ہم دونوں لوگوں کے غوغا
 کی وجہ سے مدینہ سوہاگ آئے ہیں وہاں کے لوگ نہ حق کو پہچانتے ہیں اور نہ باطل سے پرہیز کرتے ہیں۔
 اور نہ ایسے امور سے اپنے آپکو باز رکھتے ہیں۔ ام المومنین نے کہا اس غوغا کے فرو کرنے کے لیے کچھ چرہائی
 کرنا چاہیے۔ طلحہ اور زبیر نے کہا یہ ہم سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا ہم ہی شام کو چلے جائیں اور معاویہ سے جا
 ملیں۔ ابو عامر انہیں دونوں میں جناب عثمان کے قتل کے بعد بصرہ سے مکہ میں آیا ہوا تھا۔ کہنے لگا تمکو
 شام میں جانیکے ضرورت نہیں وہاں معاویہ کافی ہے۔ تمکو بصرہ میں جانا چاہیے۔ مجھے وہاں رسوخ حال
 ہے اور بصرہ کے لوگ طلحہ کی طرف گردیدہ ہیں۔ اور ہم میں طلحہ لافٹ ہی ہیں۔ بصرہ کی طرف جانیکے لیے سب
 کی رائے قرار پائی جناب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی انکے ساتھ جانیکو آمادہ ہوئیں علیہ
 بن عمر کو بھی ہمراہی کے لیے کہا گیا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ مدینہ والوں کے ساتھ ہوں جو کچھ
 وہ کرینگے میں بھی وہی کرونگا۔ اسیلے وہ مکہ میں ٹھہرے رہے۔ جناب ام المومنین حضرت عائشہ نے بھی انکے ساتھ
 چلنے کا ارادہ کیا۔ لیکن انکے بہائی عبداللہ بن عمر نے انکو روک لیا۔ یعلیٰ بن سہب نے جو میں میں حضرت عثمان
 کا عامل تھا اور انکے قتل کے بعد مکہ میں آیا ہوا تھا ایک ہزار درہم اور سات سو اونٹ انکے پاس بھیجے
 اور مکہ میں منادی کرادی کہ ام المومنین عائشہ وطلحہ اور زبیر بصرہ کو جانے لے لے میں جو شخص دین کے
 عزت کے لیے لڑنا اور حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور انکے پاس سامان اور سوارسی وغیرہ

وہ ہمارے پاس آجائے۔ چہ سو شتر سوار اور ایک ہزار پیادہ باشندگان مکہ اور مدینہ کے انکے ساتھ ہوئے۔ انکے سوا اور بھی لوگ انکے ہمراہ ہو گئے جنکی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ یحییٰ بن مسلم نے جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساری کو ایک اونٹ دیا جسکا نام عسکر تھا۔ دوسو دینار کے بدلے اس کو خریدا تھا اس اونٹ کی نسبت اجزیج روایت کرتے ہیں کہ عیینہ کے ایک آدمی کے پاس تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز اس اونٹ پر سوار تھا کہ مجھے والیا بن الحباب ملا۔ اور کہنے لگا۔ تو اس اونٹ کو بیچے گا۔ میں نے کہا ہاں میں بیچتا ہوں۔ اس نے قیمت پوچھی میں نے ہزار درہم بتائی اس نے کہا تو دو ہونے تو نہیں میں نے کہا کیوں۔ میں خدا کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ میں اس پر سوار ہو کر کسی کے پیچھے نہیں دوں گا کہ میں نے اسے نہ پالیا ہو۔ اور میرا کہنے۔۔۔ بیچا نہیں کیا کہ میں اس کو گم نہ ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا تجھے یہی معلوم ہے کہ ہم یہ اونٹ کس کے لیے مانگتے ہیں۔ ہم اسے جناب ام المومنین کی ساری کو بیچنا مانگتے ہیں۔ تو میں نے کہا تم بلا قیمت لیلو۔ وہ کہنے لگا نہیں بلکہ تو میرے ساتھ ایک آدمی کے پاس مل وہ تجھے ایک ناقہ اور درہم دیدیگا۔ میں اس کے ساتھ گیا ساتھوں مجھے چہ سو درہم اور ایک اونٹنی اس کے عوض عطا کی ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی عبداللہ بن عباس کی والدہ ماجدہ نے جہینہ کے بدوٹن میں سے ایک آدمی کو اجرت دیکر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں اس خبر کے پہنچا نیکو بیجا کہ ام المومنین اور طلحہ اور زبیر بصرہ کی طرف گئے ہیں۔ بہر جناب ام المومنین نے مکہ سے برآمد ہو کر منزل کی طرف کوچ کیا۔ جب نماز کا وقت آیا مروان بن الحکم افان کسکر طلحہ وزیر کے پاس گیا اس وقت اندو کے بیٹے انکے پاس بیٹھ ہوئے تھے کہنو لگا تم دونوں میں سے میں کس ایک کو امیر ہو نیکا سلام کہوں اور نماز کا اذان کس سے لون عبداللہ بن الزبیر نے کہا میرے پاس سے اور محمد بن طلحہ نے کہا میرے پاس سے یہ بات جناب ام المومنین مخالفہ تک پہنچی انہوں نے مروان کو کھلا بھیجا کیا تو ہماری بات کو بگاڑنا چاہتا ہے۔ عبدالرحمن بن عتاب نماز پڑھا لیکن معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ اگر مروان طلحہ باب ہو جاتا تو ضرور ہم آپس میں لڑ مارتے۔ نہ زبیر طلحہ کو اور نہ طلحہ زبیر کو چوڑنے والا تھا جناب ام المومنین کے ساتھ اور اموات المومنین بھی انکے وادع کرنے کے واسطے مکہ سے ذات عرق تک نکلی تھیں سلام کی حالت پر رونے لگیں اور انکے ساتھ تمام لوگ رونے لگے۔ اس دن سے زیادہ کوئی رونے کا دن نہیں دیکھا گیا اسکا نام یوم الخیب کہا گیا۔ پر وہ لوگ بصرہ کو نکلے اور جناب امیر علیہ السلام اپنے لشکر لیکر بیع الاول شذنبییس ہجری کی آخری تاریخ میں شام کے قصد یرید سے باہر نکلے۔ آپ ابھی روانگی میں تھے کہ ام الفضل کے قاصد پہنچ کر خبر دی کہ طلحہ وزیر اور ام

المونین غمانتہ بگڑ کر مکہ سے بصرہ کو چلی گئی ہیں۔ حبیب کو یہ خبر ملی اکابر اہل مدینہ کو بلا کر آپ نے ان کے سامنے خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد بیان فرمایا کہ کسبیات کا انجام بخیر نہیں ہوتا جب تک کہ خدا اس کی ہمتی نہ کرے پس تم خدا کی مدد کرو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے سب کام اچھے کر دیگا۔ جناب علی نے یہ فرما کر شام کی طرف سوا عراض فرمایا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ طلحہ ذریعہ کے بصرہ میں پہنچنے سے پہلے رستہ میں انکو جالین اور انکو واپس کر لائیں یا ان سے جنگ کریں۔ حبیب آپ ربذہ میں پہنچے تو آپ کو خبر ملی کہ وہ بصرہ کی میدان سے ترہ گئے ہیں۔ علقمہ بن وقاص المیشی کہتا ہے کہ حبیب اہل بصرہ طلحہ اور زبیر سے بیعت کر چکے تو میں طلحہ سے ملا اکثر میں نے علیؓ سے ملنا اچھا سمجھتا تھا دیکھا کہ اکثر وہ اپنی وارثی کو بکری ہوئے خلوت میں متفکر بیٹھے رہتے ہیں سینے لئے کہا یا اباجہد میں آپکو ہمیشہ خلوت میں شگفتہ پایا کرتا تھا اب دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی وارثی کو بکڑے ہوئے متفکر بیٹھے رہتے ہیں اگر کوئی بری بات تمہارے پیش آئی ہے تو کوئی نیک امر اختیار کر لو۔ مجھ سے کہنے لگو کہ حضرت عثمان کے حق میں مجھ سے خطا ہو چکی ہے جسکی توبہ میں سوا اسکے نہیں جانتا کہ انکے خون کے طلب میں میرا خون بہا یا جائے۔ میں نے آپ اپنے بیٹے محمد کو واپس مسجد میں آگئی زمین ہے اور عیال ہی ہے اگر آپ پر کوئی حادثہ وارد ہو تو وہ ابکر بعد آپ کی زمین اور عیال کی خبر گیری کر سکے کہنے لگے شاید وہ نیری بات مان لے۔ میں نے محمد کے پاس جا کر کہا کہ اگر کوئی حادثہ میرے باپ پر نازل ہو اور تو زندہ رہے تو تو اسکی زمین اور عیال کی خبر گیری کر سکتا ہو اس نے کہا میں ان پر باپے سوا کسی کے لئے طلب نہیں کر سکتا۔ روایت ہے کہ طلحہ ان دنوں میں کہا کرتے تھے کہ ہم قبل سے اکثر اس فتنہ کے باتیں کیا کرتے تھے انکے دوستوں میں سے کسی نے کہا آپ ہسکا نام فتنہ رکھتے ہیں اور خود اس میں پڑتے ہی ہیں۔ کہنے لگے تجھ پر سخت افسوس ہے۔ کبھی ہم فتنیاب بھی ہوئے ہیں مگر کبھی نہیں ہی ہوئے مگر کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ میں نے اس میں اپنے قدم دھرنے کی جگہ کو نہ معلوم کر لیا ہو مگر میں اس معاملہ میں نہیں جانتا کہ مقبل ہوں یا مدبر۔ ثعالب ابن طارق کہتا ہے کہ جناب امیر جنگ جبل کے لئے تشریف لائے اور ربذہ میں فروکش ہوئے آپ کے لشکر میں میرا ایک رفیق تھا میں اسکے ملنے کے لیے گیا اور جناب امیر علیؓ السلام کی تشریف آوری کی وجہ پوچھی اس نے بیان کیا کہ طلحہ اور زبیر اور جناب ام المونین عائشہ حضرت امیر سورب خلافت ہو کر بصرہ کی طرف چلی گئی ہیں اور وہ لڑنے پر آمادہ ہیں۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔ اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری میں اور جناب ام المونینؓ کے ساتھ جنگ کروں تو یہ ایک امر گران معلوم ہوتا ہے اور اگر جناب امیر علیؓ السلام کے ساتھ جنگ کروں تو یہ بھی مشکل ہے کیونکہ وہ سب ہوسنوں سوا لی ہیں۔ اسی اثنا میں میں اپنے دوست کو پاس سوا لشکر جناب امیر کے خدمت میں گیا

اور سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا میں آپ کے پاس شہید کیا۔ آپ نے میری جانب متوجہ ہو کر ان لوگوں کا تمام ذکر بیان فرمایا جب آپ اس قصد کو بیان کر چکے تو آپ نے نماز کا حکم دیا اور ہمارے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی پھر کوٹ کر بیٹھ گئے جناب حسن علیہ السلام اٹھ کر ان کے سامنے جا بیٹھے اور کروڑوں گھنٹے میں آپ سے عرض کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا میں نے پھر عرض کیا تھا۔ اب یہ یکمیرہ کہ آپ کل کیسے تنگ موقع میں لڑینگے اور کوئی آپ کا مددگار نہ ہوگا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تو سو ہی کیا بات ہے تم ہمیشہ لوگوں کی طرح سے روتے ہو۔ تنے کیا ایسی بات کہی تھی کہ جسکی نسبت تمہارا زعم ہے کہ میں نے اسے نہیں مانا جناب حسن نے عرض کیا جب لوگوں نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گہ کو گمیر کہا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ بیان سے کسی سمت کو چل دیں۔ جب یہ لوگ جناب عثمان کو قتل کرینگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈینگے اور آپ کی بیعت کرینگے۔ لیکن آپ نے نہ کیا۔ پھر جب حضرت عثمان شہید ہو گئے اور لوگ آپ سے بیعت کرنے کو آئے میں نے عرض کیا کہ جب تک آپ کے پاس تمام عرب کے قاصد نہ آجائیں آپ بیعت نہ لیں۔ پھر جب طلحہ وزیر بیعت کر لیے آئے تو میں نے کہا کہ آپ انکا کہنا نہ مانیں اگر تمام ہست اجماع کرے تو آپ بیعت قبول کریں اور اگر اختلاف واقع ہو تو آپ فضائی الہی پر راضی رہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے کہا ہاں میں گفتار نہیں بنتا چاہتا کہ جب آدمی اسکے بیٹے میں گستاہے تو اسکو حیران کر کے اسکو پاؤں میں سے ڈالتا ہے اور زیاب زیاب پکار کر ہلکی لہجہ میں گستاہے تو اسکو حیران کر کے اسکو اور عاصی کو مطیع اور مخالف کو فرمان پذیر سے لڑاتا ہے پھر خدا جو چاہے سو کرے پھر جناب امیر نے ربیعہ میں طلحہ وزیر کی طرف خط لکھا۔ کہ اے طلحہ اور اسے زیر تم بخوبی جانتے ہو۔ کہ جب تک لوگوں نے میری بیعت کا ارادہ نہیں کیا میں نے ہی انکا قصد نہیں کیا۔ تم دونوں کسی کے رعب سے دو بکر بیعت نہیں کی اسے زیر تو تو شہسوار قریش ہے اور اسے طلحہ تو تو شیخ للہا جرین ہے۔ قبل اسکے کہ تم اس بات میں پڑتے اسکا چوڑ دینا تمہارے لیے زیبا تھا۔ عثمان کے بیٹے موجود ہیں وہ عثمان کی ولی ہیں اور انکے خون کا مطالبہ کر سکتے ہیں تم دونوں مہاجرین میں سے ہو۔ تم اپنی والدہ کو گھر سے باہر لے بیچ لائے ہو جس میں کہ خدا نے اسے قرار سے بیٹھو رہنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تمہاری لیے کافی ہو۔ و سلام۔ اور جناب ام المومنین عائشہ کو یہ خط علیحدہ لکھا کہ آپ کو اپنے گہ سے ایسے امر کی طلب ہے کہ باہر نکلتا زیبا تھا۔ جو آپ کی شان کے مناسب ہوتا۔ سپر آپکا یہ زعم ہے کہ صلح میں اناس کے سوا آپ کی اور کوئی ہر اد نہیں۔ بلکہ آپ یہ تو بیان کریں کہ عورتوں کو لشکر کی سپہ سالاری سے کیا سروکار ہے۔ آپ اپنے زعم میں جناب عثمان کے خون کا مطالبہ کرتی ہیں۔

عثمان بنی امیہ میں سوتھے آپ بنی تمیم میں سی ہیں جس نے کہ آپ کو اس امر کے لئے گھر سے باہر نکالا ہے اکبر
 بنائیکھتہ کیا ہے وہ ایک بیماری لگا ہوا ہے۔ آپ خدا سے ڈرین اور اپنے گھر کو لوٹ جائیں
 اور ستر کا لحاظ رکھیں۔ یہ چناب امیر علیہ السلام نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو اہل کوفہ کی طرف خط
 دیکر روانہ کیا اور اس میں لکھا کہ میں نے تمکو سب شہروں کے باشندوں میں سے انتخاب کیا ہے اور جو
 کہ اس وقت حادث ہوا ہے اسکے لیے میں تمہاری طرف توجہ کی ہے پس تم خدا کے دین کے اعوان اور
 انصار بنو۔ اور ہمارے ساتھ آمادہ ہو جاؤ۔ شاید کہ اس امت میں بہر اصلاح عود کر آئے اور ہم لوگ
 ایک دوسرے کے بہائی بن جائیں تو دونوں محمد کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور چناب امیر لوگوں میں خطبہ پڑھا
 کو کھڑے ہوئے اور ارشاد کیا کہ پروردگار نے اسلام کی وجہ سے ہمیں عزت دی ہے اور ہمارا قدر بلند
 کیا ہے اور دولت اور باہمی نفرت اور عداوت کو بعد اسی کی وجہ سے ایک دوسرے کا بہائی بنایا ہے پس
 جب تک کہ خدا نے چاہا لوگ اس پر چلتے رہے اسلام انکا دین اور حق انکا مذہب اور قرآن انکا پیشوا رہا
 یہاں تک کہ میں ان لوگوں کے ہاتھ میں آپنسا۔ جنکو کہ شیطان نے پسلا یا ہے اور وہ ضرور اس
 بہت کو پسلا نوا لا ہے جس طرح سے اس امت سے پہلی امتوں میں پھوٹ پڑی ہے۔ اس امت میں
 بھی غرور پڑ گیا۔ ہونیوالے شہر سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں (اسکو دوسرا کر) فرمایا ہونیوالی بات ضرور
 ہو کر رہے گی اور عنقریب یہ بہت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی جن میں ایک کے سوا سب جہنمی ہونگے پس
 تم اپنے پیغمبر کی تکریم کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنا شعار بناؤ۔ اور انہیں کی سنت کا
 اتباع کرو۔ اور جو مشکل کہ پیش آئے تمکو اس میں قرآن کی طرف رجوع کرو۔ جو کچھ کہ قرآن بتلائے
 مانو اور جس سے انکار کرے اسکو چوڑو اور اس پر خوش رہو کہ اللہ تمہارا رب اور سلام تمہارا دین اور
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری نبی ہیں اور قرآن کے منہ سے اور پیشوا ہونے پر راضی رہو۔ یہ آپ
 ربہ سوزی قار کی طرف روانہ ہوئے اور دونوں کوفہ میں پہنچ گئے ابو موسیٰ کو خط دیا انہوں نے
 سکے سامنے پڑھا اور کچھ جواب نہ دیا۔ رات کو ذوی الحج کے لوگ اکٹھے ہو کر ابو موسیٰ کے پاس
 گئے اور پوچھا کہ روانہ ہونے کی نہ بت تمہاری کیا ہے ابو موسیٰ نے کہا آج تو نہیں میں کل
 اپنی راسی بیان کرونگا۔ دوسرے روز ابو موسیٰ نے منبر پر چڑھ کر بیان کیا کہ دو امر ہیں ایک آخرت
 کے واسطے گھر میں بیٹھے رہنا۔ اور دوسرا دنیا کے واسطے گھر سے باہر نکلنا جو ان دونوں میں آج
 سمجھو اسے اختیار کرو پس لوگوں میں سے ان دونوں محمدوں کے ساتھ کوئی چلنے کے لئے
 .. آمادہ نہ ہوا۔ اور وہ دونوں غصہ میں آکر ابو موسیٰ سے سخت دوست کہنے لگے ابو موسیٰ نے کہا

کہ ابی تک عثمان کی بیعت میری اور تمہاری آقا کے گلے میں تپتی ہوئی ہے اگر لڑائی سے چارہ نہیں تو جب تک کہ عثمان کو قاتلون سوجھان کہیں کہ ہوں فراغت حاصل ہو جائے۔ کوئی نہیں لڑ سکتا۔ دونوں محدود ہوں سے جناب اثیر کی خدمت میں واپس چلے آئے اور ساری خبر بیان کی۔ آپ نے اشر سے فرمایا تو ہماری طرف سے ابو موسیٰ کو پاس جا اور اس کی بات پر اعتراض نہ کر تیری رائے کو سوا ابو موسیٰ کو فہ کے عمل پر نہیں رہ سکتا جناب حسن کو بھی اپنے ساتھ لیجا اور اس فساد کی اصلاح کر جناب حسن اور اشر ایسے وقت میں کو فہ میرا ہو چکر کہ اس وقت لوگ مسجد میں جمع تھے اور ابو موسیٰ انہیں خطبہ سنارہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے لوگو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وہی لوگ ہیں جو شرفیاب صحبت ہوئے ہیں پس ہی لوگ ان لوگوں سے کہ جنکو شرف صحبت حاصل نہیں ہوا خدا اور رسول کا زیادہ علم کہتے والے ہیں۔ تم کو نصیحت کرنا ہمارا فرض ہے یہ فتنہ سخت ہے۔ مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہونیوالا ہے کہ میٹھا ہوا کٹرے ہوئے سے اور کٹرا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا خدا تعالیٰ نے ہمکو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ہمارا خون اور مال یکساں ہے ہر حرام کیا ہے جناب حسن علیہ السلام نے کٹرے ہو کر ابو موسیٰ سے فرمایا اے بوڑھے تیری مان مرے ہمارے عمل سے علیحدہ ہو جا۔ ابو موسیٰ نے عرض کیا آپ آج کی شب مجھے مہلت دین۔ جناب حسن علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اے لوگو۔ تم اپنے امیر کی دعوت مانو اور اپنی بہائیوں کی طرف دوڑو۔ امیر المؤمنین فرماتے ہیں میں ان دورا ہوں میں جو ایک ایہ پر نکلا ہوں یا ظالم ہوں یا مظلوم اگر ظالم ہوں تو جو شخص میری مدد کرے گا خدا تعالیٰ اسکی مدد کرے گا۔ اور اگر مظلوم ہوں تو مجھے پکڑ لے گا۔ خدا کی قسم ہے طلحہ وزیر وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مجھ سے بیعت کی ہے اور وہی سب سے پہلے لڑائی کے لیے نکلے ہیں آیا مینے کسی کے مال میں ہاتھ ڈالا ہے یا خدا کے کسی حکم کو بدلا ہے۔ پس تم جلدی کرو۔ ادا چھی بات کو مانو۔ اور برائی بات سے بچو۔ عمار بن عباس نے بھی یہی گفتگو کی۔ امام بخاری جامع صحیح میں ابن مریم عبداللہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ جب طلحہ وزیر اور ام المؤمنین عائشہ بصرہ کی طرف چلی گئی جناب اثیر نے عمار بن عباس سے اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام کو کو فہ میں ہماری پاس بھیجا جناب حسن نے منبر پر چڑھ کر اور عمار بن عباس نے منبر کے نیچے کٹرے ہو کر بیان کیا کہ جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بصرہ کو چلی گئی ہیں۔ خدا کی قسم ہے وہ دنیا و آخرت میں تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں خدا نے اسوقت تمکو امتحان میں ڈالا ہے کہ تم علی کی اطاعت کرتے ہو یا ام المؤمنین کی اور اشر سے ایک قبیلہ اور حاجت کو دعوت کرنے لگے۔ لوگ بھی انکی دعوت کو پذیرا کرنے لگے۔ مہند بن عمر نے کٹرے ہو کر اپنی قوم سے کہا امیر المؤمنین

نے ہکوبلایا ہے اور اپنے فرزند ارجمند کو بھیجا ہے۔ تمکو انکی بات پذیرا کرنی چاہیے۔ اور انکے حکم کو ماننا چاہیے اور اپنی رائے کو مدد دینا چاہیے تم انکے ساتھ جلد چلو۔ حجر بن عدی نے کہا امی لوگو! میں نے تم کی دعوت کو قبول کر دیا تم سبکو دشمن ہو یا زیراجس حالت میں ہو دوڑ کر چلو۔ تم سب میں سے اول میں رہنا انکی کا فرمان پذیر ہوں جناب حسن نے فرمایا اب ہم روانہ ہوتے ہیں جو شخص خشکی کو رستہ لٹا چاہتا ہو وہ ہماری ساتھ چلی ورنہ دریا کی راہ سے ہماری پیس ہو پونچ جائے فونہرا آدمی خشکی کے رستہ کو سرائے کے ہمراہ ہو لیئے اور دھنڑار آٹھ سو ذی قارین دریا کی رستہ کو جناب ابیہر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے آپ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے بزرگوار صاحبوں کے ساتھ انکی ملاقات کی اور آؤ بگت کر کے فرمایا۔ اسے کو فوالو تم نے عجم کے بادشاہوں کو قتل کیا ہے اور انکے جگہ کو توڑ پھوڑ کر انکی میراث چھین لی ہے۔ ہم نے تم کو اسلئے بلایا ہے کہ تم ہمارے اور ہمارے اہل بصرہ کے بہائے بندو کج در بیان گواہ بنے رہو۔ اگر وہ لوٹ جائیں تو یہی ہماری مراد ہے۔ اور اگر وہ ہٹ کر نیگے تو ہم ان سے بدرا پیش آئیں گے یہاں تک کہ وہ ہم پر ظلم شروع کریں۔ میں کوئی رفع فساد کے وسطو اصلاح کی بات انہیں صرف کرنے سے باقی نہیں چھوڑوں گا۔ پھر اپنے ققاع رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اہل بصرہ کے پاس جانیکا حکم دیا۔ ققاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے تھے ان سے جناب امیر نے فرمایا تم جا کر طلحہ وزیر کو خدائے ڈراؤ اور ان دونوں کو الفت اور جماعت کی طرف دعوت کرو اور فرقت اور سبائیت کی برائی بتلاؤ۔ تمہاری حبیبی آدمی خود جانتا ہے کہ ایسی حالات میں کیا کرنا چاہیے۔ ققاع بصرہ میں پہنچے اور اول جناب ام المومنینؓ کو خدمت میں گئے اور سلام کے بعد عرض کیا اے ماورہ ریان اس شہر میں انکی تشریف آوری کا کیا باعث ہو جناب ام المومنینؓ فرمایا۔ میرے بیٹے میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح قائم کرنے کے لیے ہوا ہے ققاع نے کہا آپ طلحہ وزیر کو میرا پاس بلا دین تاکہ میں آپ کے سوا جب میں اسے لکھو کروں جناب ام المومنینؓ نے انکو بلا بھیجا جب وہ خدمت میں حاضر ہوئے ققاع نے ان سے کہا میں نے جناب ام المومنینؓ کو تشریف آوری کا باعث پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح پیدا کرنے کے لیے ہوا ہے۔ آپ دونوں صاحب بیان کریں کہ آپ اس میں متابع ہیں یا مخالف دونوں صاحبوں نے کہا ہم متابع ہیں۔ ققاع نے کہا اب آپ بیان کریں کہ اصلاح کی کیا صورت ہے خدا کی قسم ہے اگر تم نے اسکو سمجھیں جناب دیا تو البتہ آپ اصلاح کر دیو گے ہمیں اور اگر آپ نے انکار کیا تو کوئی صورت پیدا نہ ہو سکے گی دونوں نے کہا جناب عثمانؓ کے قاتل ویدیہی جائیں ققاع نے کہا یہ ہر وقت نہیں ہو سکتا۔ میری رائے میں آنا ہے کہ ہر وقت یہ نہ ہر گز ہوئی آگ بھادی جائے تاکہ مسلمانوں کا خون زمین پر نہ گرنے اس کے

لیکن یہاں اور کوئی دوسرا طریقہ تھا اگر تم نے انکار کیا تو کام بگڑ جائیگا۔ اور اس سے اعراض کرنا علامت خیر اور مال
 کے نکلنے کا باعث ہوگا۔ تم لوگوں کو عافیت پہنچاؤ خدا تمہیں عافیت روزی کر دیگا تمہیں کی
 نخیان بنو اور بلا کو مست چھوڑو تاکہ تمہیں اندھین آپس میں نہ لڑوادی۔ دونوں کہنے لگے تمہیں شیک کہا
 ہے۔ اگر یہ معاملہ آپ سے شخص کے راہ پر چل نکلا تو درست ہو جائیگا۔ ققاع وہاں سے واپس چلے آئے
 اور جناب امیر سے عرض کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ تمام لوگ صلح پر مطلع ہو گئے۔ جبکہ وہاں سے معلوم ہوتا تھا برا
 معلوم ہوا۔ اور جس نے خوش ہونا تھا خوش ہو گیا تمام عرب کی قاصد بصرہ سے جناب امیر کی خدمت میں حاضر
 ہو گئے تاکہ اپنے اہل کوذ کے بھائیوں کی رائے سے واقفیت حاصل کریں کوذ مالون نے یہی ان سے بیان
 کیا کہ صلح کے سوائے کوئی دوسرا خیال ہمارے دل میں نہیں۔ یہ جناب امیر خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے
 اور حمد و ثناء کے بعد جاہلیت کا اور سبکی برائیوں کا ذکر کیا پھر آپ نے ارشاد کیا کہ میں کل بیان سے کوچ کرنے
 والا ہوں جس نے کہ عثمان کے قتل پر اعانت کی ہو وہ ہماری ساتھ نہ چلے۔ ذی قاد میں جناب عثمان کے
 قاتلون میں سے دو ہزار آدمی جناب امیر کے لشکر میں موجود تھے رات کو یا ہم مشورت کرنے لگے ان کے رئیس
 عبداللہ بن سبا جو ابن ہسودار کے نام سے بھی مشہور ہے ان سے کہنے لگا تمہاری عزت اسی میں ہے کہ
 تم لوگوں میں سے رہو اور جناب علی کا ساتھ نہ چھوڑو۔ جب صبح ہو تو تم لوگوں میں ملے لگے لگے جو لوگ
 کہ تمہاری ساتھ ہونگے وہ بھی ناچار ہو کر لڑ پڑینگے۔ جب جنگ چڑ جائے تو تمہیں قتل و شاد بیکہنا کہ کیا ہوتا
 ہے وہ لوگ عبداللہ بن سبا کی راہ پر متفرق ہو گئے۔ جبکہ جناب امیر اپنے بیٹے عبداللہ کے پاس جا اترے اور
 وہاں سے بصرہ کا ارادہ کیا۔ اعراب بن سنان المنضری جناب امیر علیہ السلام سے کہنے لگا یا امیر المومنین
 آپ بصرہ کی طرف کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں لوگوں میں صلح قائم کرنے کے لئے اور
 اس آگ کے بڑھنے سے بچنے کے لئے شعلہ کو بجھانے کے لئے آیا ہوں شاید میری وجہ سے پروردگار اس امت کے
 تفرقہ کو دور کر دے اور جمعیت عطا فرمائے اور یہ لوگ لڑائی کو چھوڑ دیں۔ اعراب بن سنان نے کہا
 اگر ان لوگوں نے ہماری کہنے کو نہ مانا آپ نے فرمایا ہم انکا پیچھا چھوڑ دینگے جس طرح سے کہ وہ ہم کو چھوڑ دیں
 وہ کہنے لگا اگر انہوں نے ہمیں نہ چھوڑا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ ہم کو نہ چھوڑیں گے تو ہم انکو اپنی جان سے زور
 کے ساتھ ہٹائینگے۔ اس نے کہا آیا کوئی نظیر ان پر قائم ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اس جگہ معلوم
 ہوتا ہے کہ اصل کتاب ہے کچھ عبارت رکھتی ہے واسطہ علم الہی و جہان میں کہہ کا بیٹا ابوسلام کہرا ہو کر کہنے لگا
 امیر المومنین آپ اس قوم کے ساتھ جنگ کی تاخیر کرنے میں کوئی حجت مد نظر رکھتے ہیں آپ نے
 فرمایا ہاں۔ جب کسی دشمن کو حکم نہ پایا جائے تو اس میں اس امر پر حکم کیا جاتا ہے جو احتیاط کے

مناسب ہوا جس میں نفع عام ہو۔ وہ کہنے لگا پھر ہمارا اور انکا کیا حال ہو نیوالا ہے آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ جو کوئی ہم میں سے ہو اور ان میں سے قتل ہو گا اگر اسکا دل خدا کے ساتھ خالص ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ پھر طلحہ اور زبیر اور جناب ام المؤمنین عائشہؓ گھبرے سے روانہ ہو کر قصر ابن زیاد کے پاس پہنچے جناب امیر کاشکر بھی وہاں پہنچے فاصلہ سے بچا ہوا تھا کہ یہ انکو اور وہ انکو دیکھ سکتے تھے۔ تین دن تک وہاں پر ٹھہرے۔ سو ا صلح کے اور کوئی امر مد نظر نہ تھا۔ اور باہم خط و کتابت جاری تھے۔ اور ان دونوں لشکروں کا ملنا جمادی الآخر کے نصف ستر اڑتیس ہجری کو ہوا۔ جناب امیر اپنے لشکر میں خطبہ پڑھنے کو کہڑے ہو اور فرمایا اے لوگو! تم اپنے ہاتھ اور زبان کو ان لوگوں سے روک رکھو جو شخص آج کے دن دشمنی کریگا وہی کل دشمن قرار دیا جائیگا۔ اور جناب ام المؤمنینؓ ازو کے قبیلہ کے پاس فروکش ہوئے۔ ان دونوں میں سبر بن سحان قوم ازد کا رئیس تھا۔ کعب بن سوار اسکو کہنے لگا جب کہ یہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے آسنے سامنے اتری ہیں تو اب انکا بندر ہٹا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں لشکر لہراتے ہوئے دو دریا ہیں۔ تم میری بات مانو اور تم انکے درمیان مت گسو۔ اپنی قوم کو بھی ان سے بچا رکھو۔ مجھے خوف ہے مبادا صلح نہ ہو۔ اور جنگ چڑ جائے یہ دونو بہائی ہیں اگر باہم رضی ہو گئے تو یہی اور اگر نہ ہوئے تو یہی کل ہم انپر حکم تمیر نیگے۔ کعب جاہلیت میں نصرانی تھے۔ سبر نے ان کو کہا بھو ڈر ہے کہ تجھ میں نصرانیت کا کچھ بقیہ نہ رہ گیا ہو۔ تو مجھے یہ کہتا ہے کہ اصلاح بین الناس سے غائب رہوں اور جناب ام المؤمنینؓ اور طلحہ اور زبیر کی مدد نہ کروں جبکہ ان لوگوں نے صلح کا اسادہ کیا ہے۔ خدا کی قسم ہے میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ خطاب بن رشید تمیم اور عدی اور کفل اور بنی عبدمناة اور بنی الیاس کے بیچ قبائل کی جمعیت کو ساتھ اور ابوالحر بنی تمیم اور بنی عمر کے گروہ کے ساتھ اور ہلال بن وکیع خنظلہ کی قوم کے ساتھ اور سبر بن سحان قبیلہ ازد کے ساتھ اور ساجع بن مسعود سلمی بنی سلیم کے ساتھ اور زفر بن الحارث بنی عامر کے ساتھ اور غطفان بن شعیب بنی بکر کے ساتھ اور حارث بن رشید بنی ناحیہ کے ساتھ اور ذوالاحمر حمیری ہمیں کے لوگوں کے ساتھ جناب ام المؤمنین کے لشکر میں حاضر تھے۔ پس بنی سضر اپنے بہائی بندوں مصر کے قریب اور ربیعہ اپنے رشتہ داروں ربیعہ کے تو دیکھ اور اہل مین اہل مین کے پاس جو جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں تھے اترے جناب امیر کے لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب اور طلحہ وزبیر کی فوج کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی ان دونوں لشکر کے فروکش ہونے کے تیسری شب کو عبداللہ بن عباسؓ کی زبان جناب امیر نے طلحہ وزبیر کو اور طلحہ وزبیر نے جناب امیر کو سلام کہلا بھیجا۔ اور باہم صلح کے لئے قاصداً دوسرے کرنے لگے اور صلح کی بات دونوں گروہوں میں شائع ہو گئی لوگ نہایت

یہی خوش ہوئے اور صلح پر مطلع ہونے سے شب کو ایسی خوشی سے سو کہ ویسے کہی نہیں سکتے تھا قاتلان
ختمائے حب لوگوں کی باہمی خط و کتابت کو دیکھا اور صلح کی قرار داد پر مطلع ہوئے نہایت پریشانی
میں ٹپکے اور تمام حالات باہم مشورت کرتے رہے آخر انکی رائے نے لڑائی کے فتنہ اٹھانے پر اتفاق کیا
ابھی رات کا اندھیرا باقی تھا کہ انہوں طلحہ وزیر کے لشکر پہنچون مارا اہل صان دونوں کے لشکر میں
سے مضر اپنی ہم قوم مضر پر اور ربیعہ ربیعہ پر صلح کر کے قبیلہ والے اپنے قبیلہ کے لوگوں پر جو جناب امیر
کے لشکر میں تھے اٹھائے اور لڑائی پر پاب ہو گئی۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ طلحہ وزیر کے سینہ
پر عبدالرحمن بن الحارث اور مسیرہ پر عبدالرحمن بن عتاب قائم ہو گئی اور خود طلحہ وزیر قلب میں جا
تھیرے اور پوچھنے لگے لڑائی یک یک کیوں چڑھ گئی ہے لوگوں نے جواب دیا اسکی وجہ یہیں نہیں معلوم
تارون کی چھاؤں ہی تھی کہ ہم پر تلواریں پڑنے لگیں طلحہ وزیر کہنے لگے تا وقتیکہ ہم انکو قتل نہ کریں
علی ہماری بات نہیں مانیں گے اور ہر جناب امیر ہی اپنے صحابہ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگو
یہ لڑائی کیونکر شروع ہوئی سانبہ نے عرض کیا کہ جب تک کہ ہم پہنچے نہیں گرا دیے ہمکو نہیں معلوم
ہوا کہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر ہم ہی سوار ہو گئے۔ اور جنگ شروع ہو گئی۔ جناب امیر نے فرمایا جنگ کے طلحہ
وزیر قتل نہ ہو جائیں وہ ہماری اطاعت کر لیا لے نہیں کہہ بن سوار جناب ام المومنین کی خدمت
میں جا کر کہنے لگے اے ماورہربان آپ سوار ہو جائیں لڑائی اسی چڑھ گئی ہے لوگ صلح سے انحراف
کر گئے ہیں۔ انکو ایک ہوج میں سوار کرایا گیا اور ہوج کی چار طرف کو زور سے چپا دیا جناب امیر
نے اپنی فوج میں باوازل بند پکار کر ارشاد کیا۔ اے لوگو میں تمکو خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ کسے
بھاگتے ہوئے کا چھپا سکتا کرنا اور زخمیوں کا لباس ستانا۔ اور لونڈی اور غلام ستانا اور
لے کے سلاح اور سامان اور کپڑوں کو ست لوثا۔ پھر اپنے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر جناب
الہی میں عرض کیا الہی تو دانا ہے کہ طلحہ وزیر نے مجھ کو بیعت کر کے لڑائی کی ہے تو جس طرح سے
چاہے اور جس چیز کے ساتھ چاہے اندونو سے میری حق میں ہر طرح سے کفایت کر۔ جناب امیر اور
حضرت علی علیہ السلام کی سواری خاصہ کی خچر شہبانا می پر سوار تھے صرف تیس پہنچے اور دوا
اوڑھے اور عمامہ باندھ دیتے۔ نہ کہ بکتر کچھ ہی لگائے ہوئے تھے۔ جب یہ پہنچے تو کل
آئی آپ دونوں صفوں کے درمیان میں جا کھڑے ہوئے اور میدان میں نکلنے پیر رنی اللہ عنکوا و
بند پکار کر فرمایا نہ پیرین العیاض کہاں ہیں انکو چاہیے کہ میرے پاس آئیں لوگوں نے عرض کیا یا
المومنین آپ اس حالت میں وزیر کو بلاتے ہیں باوجودیکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ قریش کے بادشاہ

[illegible]

بشارت دیتا ہوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن صفیہ کا قاتل دوزخی ہوگا ابن جبروز کہنے لگا اما نہ واما ایہ چوں محبوب معاملہ ہے کہ اگر ہم اس کے ساتھ لڑیں تو بھی ہم دوزخی بنیں اور اگر آپ کھیل سے لڑیں تو بھی دوزخی بنیں آپ نے فرمایا ابن صفیہ کے واسطے پیشتر سے پیشین گوئی ہو چکی ہے طلحہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل علم کہتے ہیں کہ جناب امیر نے انکو ہی سیدان میں بلایا اور اپنی فضیلت اور سبقت کو حقوق انکو جتا جس طرح زیہ واپس چلے آئے نئے وہ بھی واپس چلے آئے۔ اور فوج سے علیحدہ ہو گئے مروان بن الحکمہ بن ہشام کے گردہ میں تھا اور سنے انکے پاؤں پر تیر مارا۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ حمل کے دن سینے طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ شعر پڑھتے سنا نہ ندمت ذل امة الکسحہ ۱۱ + شربت رضی بنی حرم بوعنی + اپنے مجھے کسی کی ندمت جیسی نہ است حاصل ہوں۔ حی کہ میں نے اپنے علی الرعم بنی حرم کی رضا کو بد کرتا اپنے آپ پر گوارا کر لیا۔ کہتے ہیں کہ جب انکو تیر مارا اور ان کا پاؤں زخمی ہو گیا یہ فقہاء بنے اللہ عنہ ان سے کہنے لگے اب آپ نہیں اسے طلب گار تے اس سوا واض کر چکے ہیں آپ چنیمہ کے اندر گھس جائیں انکے پاؤں سے خون جاری تھا اور کہہ ہے تھے امیر بدو دگا عثمان کے بدلے تو میری جان کو بیسے تاکہ تو مجھ سے رخصتی ہو جائے جب انکا سوزہ خون سے پھیر گیا۔ اپنے غلام سے کہنے لگے تو میرے پیچھے سوار ہو جا اور مجھے گرنے سے ڈھک لے۔ میرے اپنے ایک مکان خرید کہ میں اس میں ان زبڑوں آپ اسی حال سے لبصرہ میں پہنچے اور لبصرہ کے باہر دریائے بین النہر میں آگیا مگر میں جاتا رہے اور انتقال کر گئے ذکر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے چہرے میں سے ایک شخص اس کے پاس پہنچا کہ گندہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں جناب امیر کے اصحاب میں سے ہوں تاکہ کہنے لگے حبلہ اپنا ہاتھ بڑھا کہ میں تیرے ہاتھ پر بیٹ کر دوں مجھے خوف ہے کہ میں مرجاؤں اور میری گردن میں خلیفہ وقت کی بیعت نہ ہو جب وفات پا گئی۔ تو لبصرہ کے بعد بنی سعد کو قبرستان میں دفن ہوئے۔ اس کے بعد طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر میں اہل جبل ٹپ گئی اور بہت جلد بہاگ گئے جناب امیر علیہ السلام کی فوج کے لوگ جناب ام المومنین کی سواری کے اونٹ تک پہنچ گئے جب بہاگنے والوں نے دیکھا کہ لشکر کے لوگ جبل کے پاس پہنچ گئے ہیں جس طرح سے کہ وہ پہلے ثابت قدم ہو کر لڑ رہے تھے اس طرح سے کھیل ہو کر لوٹ پڑے اور دونوں لشکر کے لوگ باہم خلط ملط ہو گئے اس واقعہ سے کوئی واقعہ ثابا یا بار نہ اس کے پہلے اور نہ پیچھے روایت ہوا ہے اور نہ ہوگا اور نہ کوئی ایسا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں کہ اس قدر لوگوں کے ہاتھ پاؤں کھڑکھڑاہٹ کے ڈھیر لگ جائیں کا ذکر کیا گیا ہو تمام روز یہی کیفیت رہی جب تک کہ فریقین سے بے تعداد بہادر حمل کے گرد نہ مارے گئے روایت ہے کہ حمل کی کھار سے آدھوں نو بچری ہوئی تھی ان میں سے

لیکن جو مجھے ابن الزبیر اور عبدالرحمن بن عتاب کے ساتھ جنگ کرنی میں وقت پیش کی وہ کسی سوچیں نہیں
آئی۔ میں نے اکثر صحبت ناک بہادر دل ثابت سینہ والوں کا سامنا کیا ہے مگر قریب تھا کہ میں ان دونوں
نجات نہ پاتا میں اپنے دل میں کہتا تھا کاش میرا ان سے سامنا نہ ہوتا۔ اس روز کے ایسے ایسے واقعات کثرت
سے روایت ہو سکے ہیں دونوں لشکروں میں ہر جہل کے گرد بقدر لوگ مارے گئے انکا شمار شکل ہے
اور بقدر کہ ہاتھ اور بازو ٹکٹ کر گر گئے تھے انکی گنتی ہی نہیں تھی جناب امیر علیہ السلام یہ دیکھ کر حلائی
کہ اونٹ کی پاؤں کاٹ ڈالو عجب لوگوں نے اسکے پاؤں کاٹنے کا ارادہ کیا اور متفرق ہو کر ڈوٹے
بھیر بن دیخا انکلی نے جلدی سے دوڑ کر اسکی ہانگ کاٹ ڈالی اور وہ ایک پہلو کے بل زمین پر گر گیا
گرتے ہوئے ایسی ہونک آواز نکالی کہ کبھی سننے میں نہیں آئی تھی یہ سکا ہوج زمین پر گرا تو
ایک سخت شور برپا ہو گیا۔ تیروں کے لگنے کی کثرت سے ہوج خارشست کی نظیر بنا ہوا تھا لوگوں نے
اسکے ارد گرد گھیر ڈال لیا۔ اور جس نے ہانگ کاٹ لیا جناب امیر علیہ السلام نے سنا دی کر دی
کہ کوئی ہانگ لے والوں کا یہ چاہتا ہے کہ کچھ نہ تارو اور کسی خمیہ میں نہ کہے اور مہیا راوی
کچھ اور سامان نہ لے لے مہیا راوی مقتولوں کے درمیان میں ہی ہوج کے اٹھانیکا حکم دیا۔ اور ام المومنین
کی خدمت میں انکے بہائی محمد بن ابی بکر کو بھیج کر حکم دیا کہ اس ہوج کے گرد خمیہ برپا کر دیں اور خود
ملاحظہ کریں کہ جناب ام المومنین کو کوئی تیر وغیرہ تو نہیں لگا۔ محمد بن ابی بکر نے ہوج میں سے ڈاکٹر
دیکھا چاہا ام المومنین نے فرمایا تو کون ہے محمد بن ابی بکر نے عرض کیا میں آپ کا قریبی اہل ہوں
فرمانے لگیں کیا تو سارنیت عمیس خنمہ کا بیٹا ہے محمد بن ابی بکر نے عرض کیا ہاں میں وہی ہوں
ام المومنین نے فرمایا امیرے باپ کی یادگار خدا شکر ہے کہ جس نے تجھے سلامت رکھا ہے۔ رات
کے وقت محمد بن ابی بکر نے انکو بصرہ میں داخل کیا اور عبداللہ بن خلف الخزاعی کے گھر میں صفیہ
بنت الحارث بن ابی طلحہ بن عبدالغری بن عثمان بن عبدالدار کے پاس جو ام طلحہ الطلحات کو
نام سے مشہور تھیں۔ ہا امارا۔ اور خمیہ کو رات بھر کے آسائش ملی اور بصرہ میں داخل ہو گئے۔
اور جناب امیر نے بصرہ کے باہر نعل حلال فرمایا اور مقتولوں کے دفن کا حکم دیا۔ لوگ بصرہ سے باہر
نکل کر انکو دفن کرنے لگے جناب امیر خود بدولت ہر ایک مقتول کی لاش پر تشریف لیجاتے تھے عجب
کعب بن سوار کی لاش پر پہنچ کر فرمایا کہ تم لوگوں کا زعم تھا کہ سحرچند احمقوں کی کوئی ماس گدہ کا
شکر کب نہ ہو گا ورنہ کعب بن سوار۔ تو ثبی اچھے آدمی تھے۔ یہ عبدالرحمن بن عتاب کو دیکھ کر فرمایا
یہ شخص قوم کا یسوب تھا۔ یہ وہ شخص تھا کہ لوگ ہر وقت اسکے ارد گرد ہر کرتے تھے اور انعام کے

حاصل کرنے کیلئے انکے پاس جمع رہتے تھے وہاں سطلوہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر پہنچے اور کہنے لگے انا میرا دانا
 المیراجیوں یا اباجہ افسوس ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ قریش کو اس طرح سے خون میں تڑپا ہوا پاؤں
 والہ یا اباجہ کہنے پر شعر کیا اچھا لگا ہے ۛ فتی کان یدنیہ الغنی صدیقہ + اذا ما ہوا مستغنی
 و یبعده الفقر + ایک جوان تو نگہی میں اپنی دولت کو اپنے قریب بٹھایا کرتا تھا۔ جب وہ ہکا دوست
 تو نگہ ہو گیا تو وہ اسکی فقر کی وجہ سے اس سے دوری اختیار کرنے لگا۔ پھر محمد بن طلحہ کو پڑا ہوا دیکھ کر
 فرمایا اسے اسکی باپ کی اطاعت نہ مار ڈالو اسے پھر آپ کے تمام اہل کو فہ اور اہل بصرہ کے مقتولوں کا جنازہ
 پڑھ کر سب کو ایک بڑی قبر میں دفن کیا۔ اور دونوں لشکروں کے ہتھیار اور کپڑے جمع کر کے مسجد میں
 رکھوا دی اور فرمایا کہ ہتھیاروں کے سوا لوگ اپنی اپنی چیز کو بچا کر لے جائیں۔ اور ہتھیاروں کو خزانہ
 میں جمع رکھنے کو یٹھے فرمایا کیونکہ وہ غلبہ حاصل ہوئے ہیں۔ پھر آپ بصرہ میں تشریف لے گئے تمام
 والوں نے یہاں تک کہ رخصیوں نے اور پناہ مانگنے والوں نے ہی آپ کی بیعت کی۔ بیعت لیکر آپ جناب
 ام المومنینؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے سلام علیک کر کے انکے پاس بیٹھ گئے۔ پھر جناب ام
 المومنینؓ نے مقتولوں کی نسبت استفسار کیا کہ دونوں لشکروں میں سے کون کون مارے گئے ہیں۔
 حبیان و مقتولوں کے نام بیان کیے گئے فرمانے لگے خدا ان پر رحم کرے لوگوں نے عرض کیا کیونکہ
 ہو سکتا ہے فرمایا کہ میں اس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں کہ فلاں فلاں شخص حنت
 میں ہوئے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اسید کرتا ہوں کہ اندونوں لشکروں میں سے جس کیسیکا
 دل خدا کے لیے خالص تھا اور مارا گیا خدا اسکو حنت میں داخل کر دے گا پھر جناب ام المومنینؓ کے لیے
 سواری اور زاد راہ وغیرہ کا سامان کر کے انکو مکہ کی طرف روانہ کرنا چاہا اور جو لوگ کہ بصرہ میں قیام
 کرنا پسند کرتے تھے انکے سوا بقدر کہ لوگ حضرت ام المومنینؓ کے لشکر کے اس واقعہ کے بعد بچ گئے
 تھے انکی بیعت میں روانہ کیے اور اہل بصرہ کی چالیس عورتیں انکے ساتھ بھیجیں اور انکے ساتھ انکی
 بہای محمد بن ابی بکر کو بھی روانہ کیا اور کوچ کے روز خود بدولت تشریف لائے ابوالمنیٰ خدمت میں
 تھیرے رہے جناب ام المومنینؓ فرمانے لگے ذالہ میرے اور علی کے درمیان کوئی پہلے دشمنی نہیں تھی
 غلبہ ایسی محبت تھی جیسے کہ عورت کو اپنے سسرال والوں سے ہوا کرتی ہے۔ جناب امیرؓ نے فرمایا سو فرماتی
 ہیں۔ سو اس امر کے ہمارے اور انکے درمیان میں کہیں کسی قسم کا کوئی تنازع نہیں ہوا وہ دنیا اور
 آخرت میں ہماری کوئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ پھر جناب ام المومنینؓ مکہ کی طرف روانہ ہوئے
 اور جناب امیرؓ بھی چند میل تک بطریق مشایعت انکے ہمراہ گئے اور اپنے دونوں صاحبزادوں کو لپک

ایک دن تک انکی مشابعت میں رہنے کے لیے بیوی بیاہنا یا ام المؤمنین حج کے دنوں تک مکہ میں رہیں بہر
مدینہ کو تشریف لے گئیں جب جناب امیر اہل بصرہ کی بیعت سو فاضل ہو چکے جس قدر کہ لوگ انکی رکاب
سعادت میں حاضر واقع ہوئے تھے بیت المال کو انپر تقسیم کرنیکا حکم دیا چنانچہ ہر ایک آدمی کو پانسونیا
عطا ہوا اپنے فرمایا اگر حد اسے پاکنے اہل شام پر نظر پاب کیا تو ہر ایک کو اتنا ہی انعام دیا جائے گا
قعقاع رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جمل کی لڑائی کے ساتھ صفین کی لڑائی کو گوچہ مشابعت نہیں
اگر تم ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نیز دیکھتے مثلاً اپنے سینہ پر دہر کر جہانی کی نہیں سر اوٹکی بہا لین جمل والوں
کے بدن میں چھوٹے تھے اور وہ بھی جیسے یہی معاملہ کرتے تھے۔ عبداللہ بن مسنان الکاهلی کہتے
ہیں کہ جمل کے دن جیسے اس قدر تیر چلائے کہ ہمارے تر گش خالی ہو گئے اور اس قدر نیزے مارے کہ انکی
بہا لین ٹوٹ گئیں۔ ہمارے سینے اور انکو سینوں میں جملی کے سوراخ سوراخ ہو گئے تھے۔ جناب امیر
نے جلا کر فرمایا تھا کہ اے مہاجرین اور انصار کے نوحہ نشو تلواریں کہیں لو سرون کے خود پر تلواروں
کے پڑ چکی صدا بالکل ہو بیوں کے پٹے کی آواز کے مشابہتھی۔ مدینہ کے لوگ مغرب سے پہلے اس واقعہ
سے آگاہ ہو گئی تھی۔ اور اسکی خبر انکو یونانی کلمہ چلیں مقتولوں کے اعضا کو لیکر اڑ جاتی تھیں چنانچہ
ایک ہاتھ کو لیکر لڑی وہ مدینہ میں اسکے پیچہ میں سے گر گیا۔ لوگوں نے اسے اٹھا کر دیکھا اسکی انگوشتی
کا نقش پڑا گیا اسچہ عبدالرحمن بن عتاب رضی اللہ عنہ کا ملم کندہ تھا۔ اس طرح سے مکہ اور مدینہ کی
مابین کے باشندے بھی اس سے مطلع ہو گئے تمام مورخ جناب امیر کے لشکر کے مقتولوں کی تعداد ایک
ہزار ستترک بیان کرتے ہیں۔ اور کل لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔ اور اصحاب جمل کے
مقتولوں کی تعداد سترہ ہزار سات سو نوے آدمی بیان کرتے ہیں اور انکے لشکر کی کل تعداد
تیس ہزار تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصف سے زیادہ مارے گئے تھے *

جنگ صفین میں جناب امیر کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ اشاعی مطالبہ سئل میں لکھتے ہیں ایک ان میں سے صفین کی لڑائی ہے
جس میں جناب امیر علیہ السلام کو متعدد واقعات پیش آئے اسکا ہر ایک واقعہ ایسا ہو جسکے سننے
سے بہادر آدمی کا دل کانپ اٹتا ہے اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے جب جناب امیر علیہ السلام نے معرکہ
جمل سے فراغت پا کر کوفہ کا قصد کیا اور جناب عثمانؓ کے عامل یہمان جبرین عیادہ البعلی او عامل
آذر بیجان شعث بن قیس کو بلا بھیجا اور ان کو بیعت لیکر عمل پر یکسو کر دیا۔ ہر پھر

سے آپ باہر نکلے اور فوج آگے لے کر کے معاویہ کو ہاتھ ملایا اور اہل شام کی لڑائی کے لیے لوگوں کو ہتھیاروں سے لیس کر دیا۔ یہ بات معاویہ کو بھی معلوم ہو گئی۔ اس نے اپنے وزیر عمرو بن العاص سے مشورہ کیا۔ عمرو بن العاص نے کہا: جبکہ جناب امیر بذات خاص لڑنے کو نکلے ہیں تجھے بھی بذات خود اہل لڑائی کے لیے نکلنا سنا ہے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص کو اپنے ہمراہ لیکر خط لکھا اور فوج آگے لے کر کے ایک علم عمرو بن العاص کے لگا اور ایک ایک اسکے دونوں بیٹوں عبداللہ اور محمد کے لیے اور ایک اسکے غلام کے سر پر کیا۔ یہ دونوں یعنی جناب امیر اور معاویہ ایک دوسرے کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے اور فرات پر جا ملے۔ جناب امیر علیہ السلام نے ابو عمر اور نسر بن محسن انصاری اور سعد بن قیس الہمدانی اور شیبہ بن ربیع التیمی کو بلا کر کہا تم اس شخص یعنی معاویہ کے پاس جاؤ۔ اور اس کو خدا کی طرف بلاؤ۔ اور اطاعت اور جماعت کی طرف دعوت کرو۔ شاید کہ خدا اسے ہدایت کرے اور اس امت کی باہمی تفرقہ کو مٹا دے جس فرد وہ لوگ بطریق سفارت معاویہ کے پاس گئے۔ اس مذکورہ شخص نے اپنی تہمتیں بحری کی تاریخ بتی اول البیہ بن عمرو الانصاری نے خدا کی صفت و ثناء کے بعد معاویہ سے کہا: اے معاویہ دنیا تجھ سے زائل ہو نیوالی ہو اور تو آخرت کی جانب رجوع کرنے والا ہے۔ خدا تجھ سے حساب لینے والا اور جزا دینے والا ہے۔ میں تجھے خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تو اس امت میں تفرقہ ست ڈال اور لوگوں کا خون زمین پر ست گرا معاویہ نے اسکی بات کاٹ کر کہا کہی تو نے اپنے دوست اسلام میں سبقت رکھنے والے صاحب فضل صاحب دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار کو یہ وصیت کی ہے اے ابن عمر تو بیان کر کیا کہنا چاہتا ہے۔ بشیر بن عمرو نے کہا میں تجھے خدا سے ڈرنے اور جو کچھ تیرا ابن عمر تجھے کہتا ہے اس کے ماننے کے لیے کہتا ہوں کیونکہ اس نے تجھے دنیا و آخرت کی نسبت اختیار دیا ہے۔ معاویہ نے کہنے لگا: کیا میں عثمان کے خون کا دھوی چوڑا دن۔ واللہ میں کہی یا ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ سعد بن قیس اور شیبہ بن ربیع گفتگو کرنے لگے۔ معاویہ نے انکی گفتگو کی طرف التفات نہ کر کے کہا تم بیان سے چلے جاؤ میرے پاس تلوار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ شیبہ نے کہا تو ہمیں تلوار سے ڈرانا ہے۔ خدا کی قسم یہ ہم تجھ سے پہلو تلوار کے ساتھ تیری طرف مجاہدت کرنیوالے ہیں یہ کہہ کر وہ معاویہ کے پاس سے واپس چلے آئے اور جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجا بیان کیا۔

مسعودی رحمۃ اللہ علیہ روج الذہب میں لکھتے ہیں کہ معاویہ نے جناب امیر علیہ السلام کے قدم سے پیچھے رہنے پر مجبور ہو کر اپنے لشکر کے لیے ایک عمدہ موقع اختیار کر لیا۔ فرات پر تیرنیوالے کے واسطے اس گردنواں میں اس مقام سے بہتر کوئی جگہ نہ تھی۔ اس مقام کے سوا اور وہاں ٹہرے اور بچے

تیلے نئے جہان پر گھاٹ دوڑتا ہوا اور پانی کا لینا دشوار تھا۔ معاویہ نے ابوالاعور سلمیٰ کو حوا کے قتل
 الجیش کا افسر تھا چالیس ہزار آدمی کے ساتھ گھاٹ کی راہ بند کرنے کے لیے متعین کیا۔ جناب امیر
 جناب امیر کے لشکر کے نو ہزار عراق کے باشندے وہاں پہونچ کر تھکے تھکے تھے۔ ان کے پاس
 ہوئے تمام رات پیاسے پڑے رہے۔ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا۔ ان لوگوں کو یہی پانی پینے کے
 واسطے چوڑو دینا چاہیئے۔ معاویہ نے جواب دیا۔ واللہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا جس طرح عثمان میاں سے
 مر گئے ہیں اس طرح سے یہ لوگ بھی میاں سے مر جائیں تو بہتر ہے۔ جناب امیر نے سخت کو حکم دیا کہ
 چار ہزار سوار لیکر معاویہ کے لشکر میں گہس جاؤ اور انکو پریشان کر کے اپنے آدمیوں کو پانی پلا
 لاؤ۔ ہم باقی سوار اور پیادے لیکر تمہارے پیچھے آتے ہیں۔ سخت وہاں سے روانہ ہوئے اور جناب
 امیر انکے پیچھے ہوئے اور معاویہ کی فوج میں گہس گئے۔ ابوالاعور فوج کو گھاٹ کو رستہ سونپا دیا
 جس مقام پر کہ معاویہ تھرا ہوا تھا وہاں جا اترے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا۔ یا اباعبید
 اس شخص کی نسبت تیرا کیا خیال ہے جس طرح سے ہم نے اسکو پانی سے روک رکھا تھا یہ بھی ہمیں ملے
 دیگا۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا جب تک کہ تو اس کے اطاعت میں داخل نہ ہو جائے۔ یہ تجھے پانی
 کا ایک قطرہ دینے پر ہی راضی نہ ہوگا معاویہ نے جناب امیر کی خدمت میں آدمی بھیج کر گھاٹ کی آمد و
 رفت ادا اپنے لشکر کے لیے پانی پینے کے واسطے اذن مانگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اذن کو
 اذن عطا فرمایا۔

پھر جناب امیر اپنے دوستوں میں سے ایک ایک قوم بزرگ کو سوار دیکر جنگ کے لیے میدان میں
 بھیجے گئے۔ انکے مقابلہ میں معاویہ بھی اپنے دوستوں کی ایک جماعت بھیجتا رہا اور باہم لڑائی
 ہوتی رہی۔ کبھی جناب امیر خود مبدلت اور کبھی مالک شہتر اور کبھی حجر بن عدی الکندی اور
 کبھی زیاد بن حصص التیمی اور کبھی سعید بن قیس الریاحی اور کبھی قیس بن سعد الانصاری لڑتے
 کے لیے نکلا کرتے تھے اور معاویہ کی طرف سے کبھی عبدالرحمن بن خالد بن الولید اور کبھی
 ابوالاعور سلمیٰ وغیرہ میدان میں آیا کرتے تھے۔ مذی الحج کے تمام دنوں میں اس طرح جنگ
 ہوتی رہی کبھی کبھی دن میں دو دو دفعہ بھی لڑائی ہوجاتی تھی۔ جب محرم کا مہینہ آگیا اور پھر
 سیتین سو سال شروع ہوا۔ قاعدہ عرب کے مطابق لڑنا ملتوی کر دیا گیا۔ اور طرفین میں
 صلح کی امید پر قاصدون کی آمد و رفت شروع ہوئی لیکن آخر محرم تک صلح کی کوئی بات قرار
 نہ پائی۔ صفحہ کی پہلی تاریخ کو جناب امیر نے اہل شام میں منادی کر نیکا حکم دیا۔ کہ اسے شام والو

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں سینے ٹکڑی کی طرف بلایا تھے اسکی طرف التفات نہیں کی اور تم سرکشی سے باز نہیں آئے اور نہ تم نے اطاعت قبول کی خدا تعالیٰ خیانت کر نیا لون کو پیا نہیں کرتا یہ جناب اختیارنے کوفہ کے سواروں پر بالکشتہ کو اور بصرہ کے سواروں پر سہل بن حبیب کو اور کوفہ کے پادشہ پر عمار بن یاسر کو اور بصرہ کے پیادوں پر معمر بن قیس کی کو مقرر کر کے اپنا علم ہاشم بن عتبہ کو دیا اور میدان میں تشریف لے آئے۔ معاویہؓ اپنی شامی فوج کے ساتھ میدان میں آکر ہوا۔ جب میدان کا رخ گرم ہوا تو غلام کی فوج میں سے ایک دلاور مجربہ کار شہسوار خرق نامی باہر نکل کر دونوں صفوں کے درمیان میں آکر مبارز طلب کرنے لگا اہل عراق میں سے عبید المرادی اس کے مقابلہ کو نکلا پہلے باہم نیزہ بازی کرتے رہے پھر تلوار لگانے لگے۔ شامی نے اسکو مار ڈالا اور گھوڑے سے اتر کر اسکا سر کاٹ کر پیشانی کے بل زمین پر اونڈھا کر کے رکھ دیا۔ اور گھوڑی پر چڑھ کر مبارز طلب کرنے لگا۔ ازو کے قبیلہ کا ایک نوجوان مسلم بن عبدالرحمن نامی اس کے مقابلہ کو نکلا اس شامی نے اس کے ساتھ ہی وہی معاملہ کیا جو اس سے پہلے جو ان کے ساتھ کیا تھا۔ یہ کہنے کے پھر مبارز طلب کرنے کو کھڑا ہوا۔ جناب اسید علیہ السلام لباس بدھ کر اس کے مقابلہ کو نکلا شامی انکو پہچان نہ سکا۔ جناب اس نے پیوستی کیے کندیہ پر تلوار ماری کہ اسکی طرف کا کندہ باکٹ گیا اور وہ زمین پر گر گیا۔ آپ گھوڑے پر سوار ترے اور اسکا سر تن سوجھا کر کہ اسکا ہند آسمان کی کیطرف پہر کر زمین پر رکھ دیا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر مبارز طلب فرمانے لگے شام کا ایک اور شاہ سوار آپ کے مقابلہ کو نکلا آپ نے اس کے ساتھ ہی وہی معاملہ کیا جو اس کے پہلے دوست کے ساتھ کیا تھا اس طرح سے سات سوار یکے بعد دیگرے آپ کے مقابلہ پر نکلا آپ ان کے ساتھ ہی طرح سے پیش آئے جس طرح کہ پہلے شامی سوار کے ساتھ پیش آئے تھے۔ یہ دیکھ کر شام کے لوگ آپ کے سامنے سے ہٹ گئے پھر اور کوئی آپ کی مبارزت پر پیش قدمی نہ کر سکا۔ آپ دونوں صفوں کے درمیان میں ٹپکنے لگے۔ تغیر لباس کی وجہ سے شامی حضرت کو نہیں پہچان سکتے تھے معاویہ کا ایک غلام تم تھا جسکو کہہ رہے تھے۔ شخص ہمدانی میں شہرہ آفاق تھا معاویہ نے اس سے کہا۔ اے حرب تو اس سوار کے مقابلہ میں جا اور اسکو قتل کر کے۔ میرا جی ٹھنڈا کر تو دیکھتا ہے کہ اس نے میرے کتنے دوست مار ڈالے ہیں۔ حرب کہنے لگا۔ میں اس سوار کے مرتبہ کو خوب تازہ چکا ہوں۔ اگر تیری تمام فوج ہی میرے مقابلہ میں لکے گی تو یہ اسکو ہی قتل کر دینا۔ اگر تیرا یہی منشاء ہے کہ میں اس کے مقابلہ میں جاؤں تو یہ مجھے لے کر اس کے ہاتھ سے میری موت اچکی ہے۔ ورنہ اس کے سوا کسی اور کے مقابلہ میں بھیج کر دیکھو۔ معاویہ کہنے لگا میں برگزینی موت کا خواستہ نگار نہیں۔ تو اپنی جگہ پر ٹھہرنا کہ تیرے

سو کوئی اور شخص اس کے مقابلہ کو نکلے۔ جناب امیر علیہ السلام با واز بلند فرمانے لگے اسے شامیوں تمہیں
 کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی نوجوان میرے سامنے نہیں آتا۔ بہر آئے اپنے سراقہ میں سو مسخرہ شاہ
 سب لوگ آپ کو پہچان گئے۔ اور آپ اپنے لشکر کی طرف واپس ہو گئے پہر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں
 لشکر آمنے سامنے کھڑے ہوئے شام کے بہادر وں میں سے ایک شخص جو کرب بن اصباح کے نام سے مشہور
 تھا میدان میں دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑا ہو کر مبارزہ طلب کرنے لگا۔ عراق کے لوگوں میں
 سے ایک شہسوار جس کا نام مہر قع الخولانی تھا اس کے سامنے گیا شامی نے اسے قتل کر دیا۔ بہر حال
 الحکمی اس کے ساتھ لڑنے کو نکلا وہ بھی اس کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس کی جگہ
 کو دیکھا اور خود بدولت سوار ہو کر اس کے سامنے تشریف لے گئے اور اس کو پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے
 اس نے جواب دیا مجھے کرب بن اصباح الحمیری کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اسے کرب بن مجھے کتنا ملے
 کہ تو اپنے دل میں خدا کا خوف کر میری لگا ہوں میں تو بہادر معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر جو بہادر احال
 ہو وہی تیرا ہی ہو تو بہتر ہے۔ تو خدا کے عذاب سے اپنی جان کو بچا۔ کہیں معاویہ تجھے جہنم میں نہ بھیجے
 کرب نے کہا یا علی اگر آپ لڑنا چاہتے ہیں تو میرے پاس تشریف لائیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی تلوار کو چمکائی
 لگا جناب امیر علیہ السلام نے اس کے پاس جا کر اپنی تلوار کو میان سے باہر کیا۔ ایک آدھ گہری تک آپس میں
 جو ٹین چلتی رہیں جناب امیر نے سبقت فرما کر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ قتل ہو کر زمین پر گر گیا۔
 آپ اس سے فانیع ہو کر بہر شامیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ہل میں مبارزہ پکارنے لگے اس کا بہائی عاشق
 الحمیری آپ کے مقابلہ پر کھلا اپنے ایک ہی وار میں اس کا کام ہی تمام کیا۔ سیطرح سے جا بادی اس نے آپ
 کے ہاتھ سے قتل ہوئے آپ لڑتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے الشہر الحرام بالشہر الحرام
 والکھات قصاص فنز اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا
 اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین یعنی حرمت کا مہینا مقابل حرمت کو مہینے مکہ اور اوب رکھنا زمین
 بدلا ہے پھر جس نے تمہیں زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو جیسے اس نے تمہیں زیادتی کی اور ڈرتے رہو اور اس سے
 اور جان رکھو کہ اس پر ہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ بہر آپ نے چلا کر فرمایا اسے معاویہ میری اور تیری تلوائی
 ہے یہچ میں عرب کا ناحق کام تمام ہوا جاتا ہے تو خود میرے سامنے آتا کہ جو فخریاب ہو میدان اس کو
 ماتہ میں رہے۔ معاویہ نے جواب دیا۔ مجھے آپ کے مقابلہ کی ضرورت نہیں آپ نے عرب کے یہ جابجہ ہو
 ورنہ سے ارڈا لے آئے انہیں پر آپ کفایت کریں۔ معاویہ کی فوج میں سے عروہ بن زید اور
 جلیاک اسے ابن ابی طالب اگر معاویہ آپ کے مقابلہ سے ڈرتا ہے آپ میرے مقابل تشریف

لائین۔ جناب امیر اسکی طرف تہ ہے۔ عہدہ نے پیش قدمی کر کے ایک از چلا یا جو اوچا پڑا جناب امیر نے
 بڑھ کر ایک ایسی طرح لگائی کہ وہ قتل ہو کر گر گیا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ سید ہاجنم کو چلا جا۔ عہدہ کا مارا یا
 شامیون پہنایت گران گذرا کیونکہ وہ انکے مشہور بادرون میں سے شمار کیا جاتا تھا۔ اتنے میں
 ہو گئی اور حضرت امیر اپنی فوج میں واپس ہو آئے پھر ایک اور روز ایسا ہی اتفاق ہوا کہ دونوں لشکر بالقابل
 کھڑے ہوئے۔ جناب امیر سب معمول دونوں لشکروں کے درمیان ٹھہر رہے تھے عمرو بن عاص فوج سے
 باہر نکلا چونکہ جناب امیر نے اپنا ہمیشہ بلا ہوا تھا کہ کمین معاویہ سے آنا سامنا ہو گا اور یہ روز کا تھا
 نہٹ جائے۔ اسوجہ سے وہ حضرت کو پہچان نہ سکا اور میدان میں نکلا اور یہ رجز پڑھنے لگا۔
 الکوفة یا اهل لفتان + احر یکمد لا اری ابی الحسن + اے کوفہ کے سپہ سالار + اور اے فتنہ کے
 جگانے والو + میں تمہیں مار ڈالوں گا۔ اور ابابا حسن کا لحاظ نہیں کرونگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس پر
 حملہ کیا۔ اس نے حضرت کو پہچان لیا اور میدان سے پیٹھ پھیر کر ہلکا آگے ملکر اسے نیز مارا نیز اسکی زہرہ
 کے حلقہ میں گر گیا۔ اور وہ جھٹکا کھا کر زمین پر گرا۔ اسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ جناب امیر اب مجھے زندہ نہیں
 چوڑھیں گے اس نے اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا کر اپنی شرمگاہ کو ننگا کر دیا۔ حضرت امیر نے اس سے اپنا سونہ
 پیر لیا اور اپنے لشکر میں واپس چلے گئے۔ عمرو بن عاص وہاں سے اٹھ کر خوف زدہ معاویہ کے پاس گیا۔
 معاویہ اسے دیکھ کر سہتر لگا۔ عمرو بن عاص کہہ سنا ہوا کہ کہنے لگا تو کیوں نہتا ہے واسطہ اگر تو میری جگہ
 پر ہوتا تو میری شرمگاہ بھی اس طرح ننگی ہو جاتی جس طرح سے کہ میری ننگی ہو گئی تھی۔ اگر اسوقت میں جناب
 امیر واپس نہ جاتے تو میرے عیال کو ضرر و تشیم کر جاتے اور میرے مال کو لوٹ لیتے۔ معاویہ نے کہا سینے
 تو سہنی سے یہ بات کہی تھی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم سخی کی بداشت نہیں کر سکتے ہو تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا
 عمرو بن عاص نے کہا میں تمہاری سخاوت سے خفا نہیں ہوتا۔ لیکن اس بات یہ ہے کہ اگر ایک بہادر
 دوسرے بہادر سے لڑتا ہوا اور وہ گر جائے اور دوسرا اس کے مارنے سے دستکش ہو کر اسکو قتل نہ کرے
 تو آسمان اس پر خون آنسو سے رہتا ہے۔ معاویہ نے کہا بلکہ ہمیشہ کے لئے فضیحت اور رسوائی
 دنیا میں یادگار رہ جاتی ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا سینے ان کو نہیں پہچانتا تھا۔ اگر میں انکو پہچان
 لیتا تو کبھی انکی طرف قدم نہ لگتا۔ پھر معاویہ کے لشکر کے شہسواروں میں سے بشیر ابن ارطاة نے
 حم شجاعت میں مشہور تھا جناب امیر کے پکارنے کو سنا کہ آپ معاویہ کو اپنے مقابلہ میں طلب فرماتے
 ہیں اور معاویہ مقابل جانے سے جان چھڑاتا ہے اسلئے اس نے اپنے غلام لاحق سے مشورہ کیا کہ میں
 علی کے مقابل جانا چاہتا ہوں شاید وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیں اور میری وجہ سے انکی شہرت عرب

سے گم ہو جائے۔ لاحق نے کہا اگر تو اپنے مین انکے مقابلہ کا حوصلہ دیکھتا ہے تو اس امر کی طرف مبادرت کر
ورنہ اس قصد سے باز آ۔ کیونکہ بخدا یہ شخص بہادر ٹھوکنے والا ہے۔ فانت له يا بغیر از كنت مثله
والا فان للیت للضبع اكل + متی تلقه فالوٹ فی داس دمحہ + وحی سیفہ شغل لنفسك
شاغل + امیر بشیر اگر تو اسکی مانند ہے تو اس کے ساتھ لڑائی کا قصد کرو ورنہ تو خود جانتا ہے کہ شیر گفتار کو
کمانے والا تو کب اس کے پاس جاسکتا ہے کیونکہ اس کے نیزہ کے سر میں موت ہے اور اسکی تلوار میں
تیری جان کے ساتھ سروکار ہے۔ بشیر نے کہا اے لاحق تجھ پر افسوس ہے۔ بہلا موت کی سوا اور تو کوئی
بات نہیں ہے پر جو کچھ ہو سو ہو۔ مین اس کے مقابلہ کے لیے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر بشیر میدان میں گیا جہاں
امیر علیہ السلام نے دیکھ کر اس پر نیزہ سے حملہ کیا وہ نیزہ کی نیوٹی سے زمین پر چپ گر پڑا اور اپنی دونوں
مانگین ہاتھ کر شرمگاہ کو کھول دیا جناب امیر نے اس سے سوند پیر لیا۔ بشیر کو دکر کٹرا ہو گیا اس کے
سر سے مغفرا تر گئی جناب امیر علیہ السلام کے لشکر کے آدمیوں نے اسے پہچان کر جناب امیر سے عرض کیا
یا امیر المؤمنین یہ بشیر بن ارطاة ہے آپ اسکو زندہ نہ جانے دیں آپ نے فرمایا اگر یہ بشیر بن ارطاة ہی
ہے تو یہی اسکی شکل گم ہونے دو۔ جس بات کا کہ یہ سختی ہے وہی اسپر فارو ہو۔ پھر بشیر گھوڑے پر
سوار ہو کر معاویہ کے پاس چلا گیا معاویہ جس کر کہنے لگا کوئی شرم کی بات نہیں عمرو بن عاص کو یہی
میں معاملہ پیش آیا ہے۔ جناب امیر کی فوج میں سے کوفہ کے ایک جوان نے زور سے چلا کر کہا اے
اہل شام تمکو حیا نہیں آتی تمکو عمرو بن عاص نے معرکہ جنگ میں اپنا ستر کھول دیا خوب سکھا دیا ہے بشیر
عمرو بن عاص کو اور عمرو بن عاص بشیر کو دیکھ کر آپس میں ہنسا کرتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام سے
شام کے باشندے نہایت خوف زدہ ہو گئے اور کسی کو انکی مبارزت پر جرأت کرنے کی حیا نہ رہی
ایک دفعہ جناب عثمانؓ کا غلام جس کا نام احمر تھا میدان میں آیا اس کے مقابلہ میں کیسان حضرت امیرؓ کا
غلام لڑنے کو نکلا۔ احمر نے اسے قتل کر ڈالا جناب امیر نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ اگر میں تجھے قتل نہ کروں
تو خدا مجھے قتل کرے۔ یہ کہہ کر اپنے اسپر حملہ کیا وہ غلام بھی تلوار کہنیچ کر جناب امیرؓ پر حملہ آور ہوا
جناب امیر نے اسکی تلوار پر تلوار ماری اور قریب جا کر ہاتھ بڑھایا اور اسکی گردن کو پکڑ کر گھوڑے پر سے
اٹھا لیا۔ اور زمین پر دے پٹکا کہ اسکی بڑی بلی چور چور ہو گئی۔ معاویہ اپنے غلام حرث کو جو نامور
بہادر تھا جناب امیرؓ کے مقابلہ کرنے سے ڈرایا کرتا تھا ایک دفعہ جناب امیرؓ بیس بدگھر میدان میں نکلا مسابقت
طلب فرما رہے تھے عمرو بن العاص نے حرث کو کہا اے اس سوار کا مقابلہ کر اور قتل کرنے سے حکومت
چوڑ حرث میدان میں گیا وہ جناب امیرؓ کو پہچان نہیں سکتا تھا کچھ دیر نہ گزری کہ جناب امامؓ آسکو

سہر کے چاند پر تلوار ماری جسکے گھاؤ سے وہ گمائل ہو کر زمین پر گر گیا معاویہ اور اہل شام ہار گئے کہ چناب
 امیر بن معاویہ کو اپنے غلام کے مارے جانیکا نہایت قلق گذرا عمرو بن عاص سو کہنے لگا تو نے میرے غلام
 کو مروا ڈالا ہے کیونکہ تو نے اسے غرہ کر کے میدان میں بھیجا تھا۔ بہر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جناب
 امیر کے دوست عباس بن ربیعہ الماشمی میدان میں نکلے اور دوسرے معاویہ کے دوستوں میں سے غوار
 انکے مقابلہ کو آیا عباس سے کہنے لگا اے عباس تو میرے ساتھ لڑے گا؟ عباس نے کہا تو میرے ساتھ
 نیچے اتر کر جنگ کریگا؟ یہ کہہ کر دونوں گھوڑے سے نیچے اترے اور جنگ کرنے لگے دونوں لشکر ہتھیاروں
 سے دونوں بہادری کی کارستانی دیکھنے لگے ایک گھنٹہ تک دونوں لڑتے رہے کوئی اندونوں میں
 سے ایک دوسرے پر غالب نہ آیا۔ بہر دوبارہ جنگ کرنے لگے عباس بن ربیعہ کو شامی کی زرہ کا بند ایک
 جگہ سے ڈھیل نظر آیا عباس تلوار نہایت تیز تھی عباس نے اسکی زرہ کو ڈھیل بند کے بیجا بیچ میں تاک کر
 ایسی تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ لوگوں نے یہ ہفتہ کی صفائی دیکھ کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور
 حیران رہ گئے۔ معاویہ اور دیگر اہل شام کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ علی لباس بد بکری میدان میں آئے
 ہوئے ہیں۔ عباس بن ربیعہ سے لوٹ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور تھوڑی دیر تک دونوں صفوں کے
 درمیان میں ٹپکتے رہے۔ پہلے پہلے مکان کو واپس چلے گئے۔ معاویہ نے اپنے لشکر والوں سے کہا کوئی
 جو میدان میں جا کر اس سوار کو قتل کرے میں اسے ہتھکڑیاں لگا کر پھانسی پر سنکر بھندگان میں
 میں سے نبی محمد کے دونوں جوان اچھل پڑے کہ ہم اس مہم کو انجام دینگے۔ معاویہ نے کہا شخص کتم دونوں
 میں سے اس سوار کے قتل کرنے پر سبقت کرے گا جو کچھ کہیںے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کر دینگا اور
 دوسرے شخص کو بھی سیکر انعام دینگا۔ دونوں ملک میدان میں گئے۔ اور مبارزت کے مقام پر پہنچ کر
 بلائے لے عباس ہمارے مقابلہ کے لیے باہر نکلے۔ عباس کہنے لگو میں اپنے آقا سے اجازت لیکر تم سے
 پاس آتا ہوں۔ وہاں سے جناب امیر کی خدمت میں اذن لینے کے واسطے گئے جناب امیر نے ان کو
 اپنے پاس بلا کر انکے ہتھیار اپنے زیر تن فرمائے اور انکے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں تشریف
 لے گئے اسوقت جناب امیر اور ابن عباس میں فرق کر سکا دشوار تھا۔ دونوں شخصوں نے آپ
 سے کہا کہ عباس آپ اپنے آقا سے اجازت لے آئے ہیں آپ انکے جواب میں اس آیت کو پڑھا
 اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على بصير لمظلمين کہ اذن دیا گیا ہے واسطے
 ان لوگوں سے کہ لڑائی کرتے ہیں وہ سبب اس کو ظلم کیے گئے ہیں۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ ان کو
 فتح دینے پر قادر ہے ان دونوں میں سے ایک نوجوان نے آپ پر حملہ کیا آپ نے اسکی ناف پر

معاویہ نے کہا کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے گھوڑے کو بھی قتل کر دیا ہے

معاویہ نے کہا کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے گھوڑے کو بھی قتل کر دیا ہے

معاویہ نے کہا کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے گھوڑے کو بھی قتل کر دیا ہے

تواری اور اس صفائی سے کاٹ ڈالا کہ لوگوں کو گمان نہ ہو کہ آپ کا دار خالی گیا ہے بلکہ جب گھوڑا اچھلا تو اس کے دونوں ٹکڑے زمین پر گر گئے پھر آپ نے دوسرے جوان پر حملہ کر کے اسکو بھی اسی کے دوست کے ساتھ ملا دیا۔ پھر جناب امیر علیہ السلام ایک گھنٹہ تک میدان میں گھوڑا پھیرتے رہے معاویہ تار گیا کہ یہ جناب امیر ہیں کہنے لگا کہ خدا ناحق کی جہنم کا ستیاناس کرے۔ جناب امیر تو بیٹھے ہوئے تھے سینے خود سوار ہو کر اپنے آپ کو رسوا کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا رسوا تو بخنی ہوئے جو مارے گئے۔ معاویہ نے کہا مردک خاموش، تیرے بولنے کا وقت نہیں۔ عمرو بن عاص نے کہا اگر میرے بولنے کا وقت نہیں تو خدا تعالیٰ بخنیو پیر رحم کرے۔ اور میں جانتا ہوں کہ خدا نے ان پر ضرور رحم کیا ہوگا۔ اس تمام لڑائی میں جو صفین کے نام سے مشہور ہے لیلۃ الہریر کا واقعہ نہایت ہی حیرت ناک ہے اس میں جناب امیر جو وقت کسی آدمی کو قتل کرتے تو باواز و زبردت تکبیر پڑھتے۔ شمار کیا گیا تو اس میں اپنے پانسو تیس تکبیر پانسو تیس آدمیوں کے قتل کرنے پر پڑ پڑ ہیں لوگ اس رات میں کسیل کی طرح سے سو جرن تھے اور جس طرح سے نرمستی سے پیر پیر سے تھے جب صبح نمودار ہوئی مقتولوں کی تعداد تیس ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔ یہ جمعہ کے دن کی رات تھی صبح کو جناب امیر اور آپ کا سارا لشکر میدان کارزار میں مصروف کشت و خون تھا آپ قلب میں رونق افروز تھے سمینہ میں مالک اشتر اور مسیر میں عبداللہ بن عباس گرم پیکا تھے جناب امیر کی فوج پر فتحندی کے آثار نمایان تھے مالک اشتر سمینہ سے مصروف تیر اندازی تھے کہیں اپنے لشکر سے یہ کہتے تھے کہ اس نیزہ کے فاصلہ سے تیر ڈالو اور کہیں کہتے تھے کہ اس کمان کے فاصلہ سے تیر چلاؤ۔ اور کہیں یہ کہتے تھے کہ اسے انداز پر تیر پھینکتے رہو۔ جب جناب امیر نے دیکھا کہ مالک اشتر فتح پانے کے قریب ہیں آپ نے انکی مدد کے واسطے اور لشکر روانہ کیا۔ معاویہ نے دیکھا کہ شام کی فوج ست ہو چکی ہے اور عراق والے غالب آ گئے ہیں شامی ہبا گئے پر کربستہ ہیں ابن عاص سے کہنے لگا اس وقت کوئی تدبیر ایسی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم پریشانی سے بچ جائیں اور عراق والوں میں ہپوٹ پڑ جائے ہیں عاص نے کہا ہاں یہ تدبیر ہے کہ قرآن مجید نیزوں کے ساتھ باندھ کر علم کر دین اور اہل عراق سے یہ کہیں کہ خدا کی کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے اگر انہوں نے قبول کر لیا تو ہم لڑائی کو دوسرے وقت پر بالید گئے اگر ان میں سے بعض نے انکار کیا تو بعض ضرور یہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کو ماتا چاہیئے۔ اس وجہ سے ان میں ہپوٹ پڑ جائیگی۔ پس شامیوں نے چند کلام مجید نیزوں سے باندھ کر علم کر دیے اور کمان اہل عراق یہ خدا کی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حکم ہے جب لوگوں نے کلام اللہ کو نیزوں سے باندھ لیا دیکھا کہنے لگے ہکو خدا کی کتاب کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ جناب امیر نے ان سے فرمایا۔ ای

بندگان خدا اپنے حقوق کو مست چوڑ و مساویہ اور ابن عاص اور ابن ابی معیط اور ابن ابی سرح اور ضحاک کو میں خوب جانتا ہوں یہ لوگ ہرگز قرآن والے نہیں۔ مجھے لڑکپن اور جوانی میں ان سے صحبت رہی ہے بخدا ان لوگوں نے ازراہ مکرو فریب قرآن شریف کو نیزوں پر باندھ کر بلند کیا ہے۔ اب یہ لوگ جنگ میں سست ہو چکے ہیں اور بہانے پر آمادہ ہیں جناب امیر علیہ السلام کی لشکر کے لوگوں نے لڑنے سے انکار کیا جناب امیر نے فرمایا میں ان سے صرف اس لیے جنگ کرتا ہوں کہ وہ خدا کی کتاب کا حکم مانیں لیکن وہ خدا کے حکم سے نافرمانی کرتے ہیں اور عہد کو توڑتے ہیں انہوں نے خدا کی کتاب کو چوڑ دیا ہے۔ مسعود بن بداک التیمی اور زید ابن حصین الطامی جناب امیر سے کہنے لگے جبکہ ان لوگوں نے آپ کو خدا کی کتاب کی طرف بلایا ہے تو آپ انکی دعوت کو قبول کریں ورنہ ہم آپ کو پکڑ کر انکے سپرد کر دیتے۔ جناب امیر اور ابن عباس لڑائی سے دست بردار ہو گئے۔ لیکن مالک اشتر بدستور لڑنے رہے۔ لوگوں نے جناب امیر سے عرض کیا کہ آپ مالک اشتر کو بلالین تاکہ وہ بھی لڑائی سے دستکش ہو جائیں۔ جناب امیر نے یزید بن ہانی سے کہا کہ مالک اشتر کو جا کر یہ کہو کہ میرے پاس چلا آئے اشتر نے یزید سے کہا کہ امیر المومنین کی خدمت میں جا کر میری طرف سے عرض کر کہ یہ وقت میرے آنیکا نہیں آپ اس وقت مجھے یہاں سے نہ ہٹائیں مجھے فتح کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ یزید بن ہانی نے اگر جناب امیر سے اشتر کا پیغام عرض کیا۔ آپ نے اسے دوبارہ اشتر کے پاس بھیج کر کہلا بھیجا کہ بیان فتنہ برپا ہو گیا ہے تم جلدی چلے آؤ اشتر دوڑتے ہوئے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے جس وقت کہ شامیوں نے قرآن نیزوں پر اٹھائے تھے مجھے معاً خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ہمارے آدمیوں میں ضرور پوٹ پڑ جائیگی۔ یہ قرآن نیزوں کے ساتھ باندھنا بے شک ابن عاص کا مشورہ ہے ہر قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اے عراق والو اے دولت اور خواری کے آشناؤ۔ اب تم غالب ہو چکے قریب تھے انہوں نے تمہیں غلبہ پاتے ہوئے دیکھ کر نیزوں پر قرآن شریف بلند کر دیے۔ مجھے دم بہر کو چوڑ دو فتح ابی ابی ہوئی جاتی ہے۔ لشکر کے لوگ کہنے لگے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم تجھے اذن دیکر تیرے ساتھ گناہ میں شریک ہوں اختر نے کہا تم مجھے یہ تو بتاؤ بھلا تم کس وقت حق پر تھے۔ آیا جس وقت تم لڑ رہے تھے اور شامی تمہارے بزرگوں کو قتل کر رہے تھے یا کہ اب اس وقت کہ تم نے اپنے ہاتھ لڑائی سے روک لیے ہیں لشکر کے لوگ کہنے لگے اے اشتر ملن باتوں کو چوڑ دے ہم انکے ساتھ صرف خدا کے لیے لڑتے تھے اب محض خدا کے لیے انکو چوڑتے ہیں۔ اشتر نے کہا تم دھوکا دے رہی ہو اور دھوکا کھاتے

ہوئے عزت کو چوڑ کر رو سیاہی کی زندگی کو قبول کر لیا ہے۔ ہم تمہاری نماز کو دنیا و آخرت میں فرماؤ اور خدا کے ملنے کے شوق کے لیے سمجھتے تھے۔ میں دنیاوی غرض کے سوا اور کوئی ہمتاری مراد نہیں دیکھتا تم کو برکمانے والی گائے کی مانند ہو کہی تم عزت کا سونہ نہیں دیکھو گے۔ اور ظالمو میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ اشتر نے انکو برا بہلا کہا وہ شتر کو بد رو کہنے لگے۔ جناب امیر انپر اور مالک اشتر۔ چلائے تمام لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ قرآن مجید کو حکم بنایا جائے۔ اشعث بن قیس نے جناب امیر سے عرض کیا میں دیکھتا ہوں کہ جس امر کی نسبت شامیوں نے ہمیں دعوت کی ہے۔ اوسپر چارے لوگ ہی رضی ہو جیسے میں کہ قرآن مجید کو انکے درمیان حکم قرار دیا جائے۔ اگر آپ کی منشا ہو تو میں معاویہ سے پوچھ آؤں کہ انکی غرض کیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا جاؤ پوچھ آؤ۔ اشعث معاویہ کے پاس گیا اور کہنے لگا اے معاویہ تم نے قرآن شریف نزول پر کیوں بلند کیے میں معاویہ نے کہا اے بیٹے کہ ہم اور تم خدا کی کتاب اور اسکے حکم کی طرف رجوع کریں۔ اشعث نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ وہاں سے واپس آکر جناب امیر کی خدمت میں معاویہ کی تمام گفتگو بیان کی سب لوگ کہنے لگے ہم ہی سی بات پر رضی ہیں۔ پھر اہل شام نے کہا کہ ہم تو ابوسوسے کی حکومت پر رضی ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا تم نے اول میری نافرمانی کی ہے اب تم سے میں ابوسوسے کی حکومت کی لیاقت نہیں دیکھتا وہ ضعیف الراے ہے عمرو بن عامر کے مکروں سے واقف نہیں۔ اشعث اور زید بن حصین اور مسعر بن قیس نے کہنے لگے ہم اسکے سوا کسی پر رضی نہیں جس پر ہمیں کہ ہم بڑے ہیں اس نے ہمیں اس سے پہلے ہی ڈرایا تھا۔ ہم اسکے سوا کسی کی بات نہیں مانیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا ابوسوسے سے یہ بات پوری نہیں ہو سکے گی۔ ابن عباس موجود ہیں اگر تم کو میں انکو حکومت پر مقرر کروں وہ لوگ کہنے لگے بخدا ہم اسکی پر وہی مدین کرتے۔ انکا حکم ہونا تو خدا آپ کا اپنے لیے حکم بنا ہے ہم ایسے شخص کو پسند کرتے ہیں۔ جو آپ کا اور معاویہ کا برابر طرفدار ہو جناب امیر نے فرمایا پھر چوڑ دو کہ میں اشتر کو مقرر کروں وہ بولے اشتر ہی تو یہ آگ لگائی ہے۔ حضرت امیر نے فرمایا جبکہ تم میری بات کو تسلیم نہیں کرتے تو جاؤ ابوسوسی کو میرے پاس لے آؤ۔ اور جو چاہو سو کرو۔ ابوسوسی ان دونوں دونوں گروہوں سے الگ تھے لہذا میں میں شامل مدین ہو گئے تھے انکا غلام انکے پاس اس خبر کے پہنچانے کو دوڑتا ہوا گیا کہ دونوں گروہوں میں مصالحت ہو گئی ہے۔ ابوسوسی نے صلح کی خبر سن کر کہا الحمد للہ یہ غلام نے بیان کیا کہ تم کو لوگوں نے حکم مقرر کیا ہے۔ کہنے لگا انا سدوانا الیہ احبون حب ابوسوسی جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

احنف بن قیس ہی ٹرای سے اگلتے وہ ہی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین ابن عاص نے آپ کو زمین پر پٹک دیا ہے۔ میں ابو موسیٰ کی دلی سے متعجب ہوں میں توڑی دوتک اسکے ہمراہ ہوا تھا میں اسکو کند زبان اور بہت جھوٹی حیل کا آدمی پاتا ہوں۔ وہ ان لوگوں کی اصلاح کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ ان کو واسطے ایسا شہر چاہیئے جو انکے پاس بکریاں آسمان کے تاروں کی طرح سے ان سے دور رہے۔ اگر آپ مجھے حکم بناتے تو دیکھتے کہ میں کیا کرتا۔ ورنہ آپ مجھے ابو موسیٰ کے ساتھ دوسرا یا تیسرا حکم بنایا ہوتا۔ عمرو بن عاص نے میرے سامنے کوئی ایسی گروہ نہیں لگائی کہ میں اسکو نہ کہو لدا ہو۔ جناب امیر نے فرمایا لوگ ابو موسیٰ کے سوا کسی پر رضی نہیں تھے۔ پھر ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص عہد نامہ لکھنے کے لئے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کاتب نے عہد نامہ لکھنا شروع کیا جبکہ عثمان بن عفان بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ عہد نامہ ہے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور ان دونوں کے ساتھ والون کے حسب منشا لکھا جاتا ہے۔ عمرو بن العاص نے کاتب سے کہا جناب علیؑ آپ لوگوں کے امیر المومنین ہیں ہمارے امیر نہیں۔ امارت سوا آپ کا نام نہ کر دے۔ احنف بن قیس نے جناب امیرؑ سے عرض کیا آپ ہرگز محو نکرین اگرچہ بعض لوگ بعض کو قتل کر ڈالیں۔ اگر آپ اپنے اپنا نام امارت سوا دیا مجھے خوف ہے کہ یہ کہی امیر المومنین کا نام اپنے لیے قائم ذکر سکین گے۔ آپ نے ہی محو کرنے سے انکار فرمایا۔ شعث بن قیس اس امر میں بحث کرنے لگا اس نے آپ کا نام سوا دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا امیر اکبر سنت کے مقابل سنت پوری ہو گئی۔ بخدا صلح حدیبیہ کے روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب عہد نامہ تھا۔ جبکہ میں نے محمد رسول اللہؐ کا کاتب کہنے لگے آپ رسول اللہ نہیں ہیں یا علی تم آپ کا اسم مبارک اور آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک ملے۔ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محو کرنے کے لئے حکم دیا۔ میں نے عرض کیا مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہمیں وہ مقام بنا دے۔ یعنی حضرت کو وہ مقام تبا دیا حضور نے اپنے دست مبارک سے اسے سوا دیا۔ اور فرمایا عنقریب تجھ سے ہی ایسی خواہش کی جائیگی اور تجھ کو ہی لوگوں کا کہنا ماننا پڑے گا کہ جناب امیر نے کاتب سے فرمایا۔ لکھ یہ وہ عہد نامہ ہے کہ علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور اہل کوفہ اور اہل شام کی حسب منشا لکھا گیا ہے کہ ہم خدا کے حکم اور اس کی کتاب کو حکم مقرر کرتے ہیں جس پر کہ وہ موت کا حکم دے ہم ہی اس کی موت پاتا ہوں گے اور جسکو وہ زندہ کرے ہم ہی اس کی زندگی پر رضی ہیں گے۔ پس ابو موسیٰ الاشعری اور عمرو ابن العاص اس کے لیے حکم مقرر کیے گئے ہیں جو کچھ کہ یہ دونوں خدا کی کتاب میں پائیں گے اس پر حکم

دیگر اور اگر خدا کی کتاب میں نہ پائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جامع غیر مفرقہ کی طرف رجوع کریں گے دونوں مضافوں نے جناب علی اور معاویہ اور ان دونوں کے لشکر سے عہد لے لیا ہے اور وہ دونوں ان کے اہل و عیال اور جان و مال کے آئین ہیں۔ اور جو فیصلہ کہ دونوں مضاف بیان کریں گے اس کے احرام میں تمام ہمت انکی معاون ہوگی بشرط یہ ہے کہ دونوں مضاف تمام ہمت کی نسبت فیصلہ کریں نہ کسی خاص گروہ یا فرقہ کی نسبت اور رمضان کے مہینہ تک ان دونوں کو مصلحت دیکھانی ہے۔ اور اگر ان دونوں کا منشاء ہو تو بعد رمضان کے فیصلہ دی جاسکتے ہیں اور فیصلہ بیان کرنا کامیاب ہونا چاہیے جو کوفہ اور شام کے وسط میں ہو۔ عہد نامہ میں شعبہ شہین قیس اور یحییٰ بن حجر اور سعید بن قیس الہمدانی اور عقبہ بن زیاد الحضری اور زید بن حجاج و غیرہ۔ یہاں اہل امدانی حضرت امیر علیہ السلام کی طرف سے اور ابوالاعلیٰ سہمی اور حبیب بن سلمہ و غیرہ معاویہ کی طرف سے گواہ لکھے گئے۔ شہادت نے عہد نامہ لوگوں کو بکھر دیا۔ اور یہ عہد نامہ بندہ کے روز تیرہویں شہر سنہ ۳۳ ہجری کو لکھا گیا۔ سب لوگوں نے متفق ہو کر کہا کہ دو مضافوں کا اجتماع ہونا چاہیے۔ بعد ازاں صفین سے لوگ واپس چلے آئے۔

علامہ سعودی رحمۃ اللہ علیہ مروج الذهب میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کو صفین میں ایک سو دس وزنک تھیرنا پڑا تھا۔ آپ کے لشکر میں سے جو لوگ کہ ناکل رتبہ شہادت ہوئے ان میں سے چند اہل بدعت تھے جنہیں عمار بن یاسر معروف بابت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہیں میں سے تھے جنگی عمر وقت تریسہ برس کی تھی۔ حضرت امیر کو صفین میں ستر لڑائیاں پیش آئیں۔

علامہ ابن اثیر البحرری کامل التواریخ میں حباب بن جویں العری سے ناقل ہیں کہ میں نے حذیفہ بن الیمان سے عرض کیا کہ ہم لوگ فتنہ میں تہمت سے نہایت خائف ہیں ہمیں آپ کوئی طریق اس سے بچنے کا بتادیں۔ وہ کہنے لگے جس گروہ میں کہ ابن سمیہ ہو تم اسی گروہ میں شامل رہو کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اسکو سہ ماہی کا ہوا باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ اور دنیا سے اسکی آخری خوراک پانی ملا دو وہ ہوگا جسے کہتے ہیں کہ میں جناب عمار کی شہادت کے روز ان کے پاس موجود تھا۔ عمار کہہ رہے تھے کہ مجھے میرا آخری رزق دنیا کا لا دو۔ کہنے لگے ایک پیالے میں پانی ملا دو وہ انکو لا دیا میں نے دیکھا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اہدیت کے روایت کرنے میں ایک سو سو بی خطا نہیں کیا تھا۔ ہر عمار کہنے لگے آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے گروہ سے ملاقات کریں گے۔ بخدا اگر لوگ مجھے بہتر پر ہی شکہ بن تو ہی میں ہی جانتا ہوں کہ ہم حق

پرہیز اور وہ لوگ باطل پرہیز۔ اسکے بعد عمار جنگ گاہ میں گئے۔ اور ابوالغاریہ کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ اور ابن حوی اسکی نے انکار اقدس بدن ہو کاٹ لیا بعض اوی یہ کہتے ہیں کہ آپ کو ابوالغاریہ کے سوا کسی اور نے شہید کیا ہے۔ انکی شہادت سے پیشتر ذوالکلاع نے ایک دفعہ عمرو بن العاص کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کی نسبت فرمایا ہے کہ اے عمار بچے باغیوں کا گروہ قتل کر لگا۔ اور تیرا آخری رزق دنیا میں پائی ملا ہو اور وہ ہوگا اکثر ذوالکلاع عمرو بن العاص سے کہا کرتا تھا اے عمرو مجھ پر افسوس ہے یہ کیا بات ہے عمار جناب علی علیہ السلام کی طرف ہیں۔ عمرو بن العاص کہہ کر تا تھا کہ اگرچہ اسوقت عمار جناب علی کی طرف ہیں لیکن عنقریب وہ ہماری جانب چل آئیں گے۔ ذوالکلاع جناب عمار سے پہلے معاویہ کی طرف ہمارا گیا اور بعد میں جناب عمار حضرت علی کی طرف سے مارے گئے۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا میں نہیں جانتا کہ میں ان دونوں میں سے کس کے قتل ہونے پر زیادہ خوشی کروں۔ عمار کے شہید ہونے پر یا ذوالکلاع کے مارے جانے پر۔ بخدا اگر ذوالکلاع عمار کے بعد جیتا رہتا تو اہل شام کے عام لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر جناب امیر علیہ السلام کی طرف مائل ہو جاتا۔ جب حضرت عمار شہید ہوئے چند آدمی معاویہ کے پاس گئے ان میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے عمار کو قتل کیا ہے اتنے میں ابن حوی اسکی اگر کہنے لگا۔ میں نے انکو قتل کیا ہے میں نے انکو کہتے ہوئے سنا تھا کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور انکے گروہ سے جا ملیں گے۔ عمرو بن عاص نے اجوی سے کہا تو اور تیرا دوست معاویہ اس بات پر خوش ہو۔ افسوس ہے کہ تیرے ہاتھ نے اس پر فتح حاصل کی لیکن تو نے اپنے خدا کو اپنے آپ پر ناراض کر لیا۔ ذکر کرتے ہیں کہ ابوالغاریہ حجاج کے زمانہ تک زندہ تھا۔ ایک دن حجاج کے پاس کسی ضرورت کے لئے گیا اس نے اسکی خوب آوہانیت کر کے پوچھا کہ عمار بن یاسر کو تو نے ہی قتل کیا تھا وہ کہنے لگا میں نے ہی قتل کیا تھا۔ حجاج کہنے لگا جو شخص کہ بڑے جوڑے چکر آدمی کو قتل میں دیکھتا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ پھر ابوالغاریہ نے اپنی ضرورت بیان کی۔ حجاج نے اس کے پورا کرنے سے انکار کیا۔ اور کہنے لگا ہمارے لوگوں کو دنیا کیونکر دوسکین جبکہ ان کو اس میں سے کچھ ہی نہیں دیا گیا۔ اور سپر یہ خیال کرتا ہے کہ میں فیاست میں عظیم الباع ہو لگا۔ لوگوں نے حجاج سے پوچھا عظیم الباع کسے کہتے ہیں حجاج نے کہا عظیم الباع اس قوی ہیکل آدمی سے مراد ہے جس کے دانت مثل احد کے اور مانین مثل جبل درقان کی ہوں اور اسکا ایک جوڑ مدینہ میں اور ایک ربذہ میں ہو۔ واما اگر عمار کو ساری دنیا کے لوگ آپس میں ملکر قتل کر دیتے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں دیکھیل دیتا۔ عبد الرحمن کہلی ہدایت کرتے ہیں کہ جب عمار شہید ہو گئے زمین معاویہ کے لشکر میں گیا

عمر بن العاص اور ابوالاحمد کو تسلی کی باتیں کرتا ہوا پایا۔ میں نے اپنے گھوڑے کو ان کے لشکر میں ڈال دیا تاکہ انکی باتیں خوب غور سے سنوں عبداللہ اپنے والد عمرو بن العاص کو کہہ رہا تھا۔ اباجان آج تنے البیوتھنصر کو قتل کیا ہے جسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہ فرمایا تھا فرمایا تھا۔ عمرو بن العاص نے کہا کیا فرمایا تھا۔ عبداللہ نے کہا تمہیں نہیں معلوم کہ مسجد کی بنائیکے وقت لوگ ایک ایک اینٹ اٹاتے تو اور عمر رضی اللہ عنہ آخرت میں دگنا اجر پانے کے لیو دو دوا بیٹھیں اٹاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا عمرو بن العاص نے معاویہ کے ماتم سننے ہو عبداللہ کیا کہتا ہے معاویہ نے کہا کیا کہتا ہے عمرو بن العاص نے عبداللہ کی روایت گربان کیا معاویہ نے کہا کیا کہتا ہے عمار کو قتل کیا ہے بلکہ اس نے قتل کیا ہے جاپنے ساتھ اسکو مروان کے لیے لایا تھا۔ پس سکر لوگ اپنے اپنے خیمہ و خرگاہ سے باہر نکل آئے اور باہم کہنے لگے عمار کو اس نے قتل کیا ہے جو انکو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر کہتے ہیں میں نے جانتا کہ معاویہ کی گفتگو زیادہ حیرت انگیز تھی یا کہ اسکے لشکر کے لوگوں کی۔ جب عمار شہید ہو گئے جناب امیر علیہ السلام نے رعبہ اور سہدان کی قوسوں سے کہا تم میری زہ اور میل نیزہ ہو قریب بارہ ہزار آدمی کے جناب امیر کے ساتھ ہو گئے آگے آگے جناب امیر خیر ہوا تھے اور پیچھے پیچھے آگے سب لوگ ہو لیے سبے مستفق ہو کر حمل کیا اور اہل شام کی صفوں کو تتر بتر کر دیا۔ ہر جناب امیر نے چلا کر فرمایا۔ اے معاویہ لوگ ہمارے درمیان کیوں ہمارے جائیں تو خود فوج سے باہر نکل آ۔ تاکہ میں خدا کے سامنے تجھ سے لڑوں جو شخص ہم دونوں میں سے اپنی حریف کو مار ڈالے تمام اسور اسی کی فات سے متعلق ہو جائیں۔ عمرو بن العاص نے معاویہ کو کہا جناب امیر نے انصاف کی بات بیان فرمائی ہے معاویہ نے کہا لیکن تو نے تو انصاف کی نہیں کہی تو اچھی طرح سے جانتا ہے کہ کوی شخص ان کے مقابلہ پر نہیں گیا کہ قتل نہیں ہوا۔ عمرو بن العاص نے کہا تجھے ان سے مقابلہ نہ کرنا کیا بہلا معلوم ہوتا ہے۔ معاویہ نے کہا تیری ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد تجھے شام کی امارت کو واسطے طمع پیدا ہو گئی ہے۔

علامہ یوسف النکبی الشافعی قدس سرہ العزیز کفایت الطالب میں لکھتے ہیں جب حکومت کا وقت گیا جناب امیر نے چار سو سوار شریح بن ہالی الحارثی کے ماتحتی میں ابوموسے کے ساتھ روانہ کیے اور انکی ہامت نماز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ ادھر سے معاویہ نے عمرو بن العاص کو چار سو آدمی دیکر روانہ کیا دونوں حکم دوتہ الجندل میں پہنچ گئے۔ عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن بن ابی بکر عبداللہ بن الزبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر بن ہاشم اور عبدالرحمن بن عیث الزہری

اور ابوجہم بن خدیقہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہ بھی وہاں پہنچ گئے ان دنوں سعد بن ابی وقاص بنی سلیم کے مال کے ساتھ جنگل کو گئے ہوئے تھے انکا ناخلف عمرو بن سعد انکر پاس جا کر کہنے لگا ابو موسیٰ اور عمرو ابن عاص حکومت کے لیے دو متہ الجندل پر اکٹھے ہوئے ہیں اور اکثر قریش کے لوگ بھی فیصلہ سننے کے لیے وہاں گئے ہیں۔ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور خاص کر ان حبیب صاحبوں میں سے ہو جنکو حضرت عمر نے مشورت کو یہ مقرر کیا تھا۔ تم اس امر میں کیوں نہیں داخل ہوتے تم تو لوگوں سے زیادہ تر خلافت کا استحقاق رکھتے ہو۔ سعد نے وہاں کے جانے سے انکار کیا بعض روایات یہ بھی لکھتے ہیں کہ بعد ازاں وہ بھی وہاں تشریف لیگئے تھے لیکن پھر اپنی حاضری سے نادم ہو کر بیت المقدس کو چلے گئے اور وہاں سے احرام عمرہ باندھ کر مکہ معظمہ میں واپس چلے آئے جب کہ عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ جناب علیؑ اور معاویہؓ کے حکم مقرر ہوئے تھے اسوقت سے عمرو بن العاص ہر امر میں ابو موسیٰ کو مقدم کرتا تھا اور آپؑ پیچھے رہتا تھا اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ میں تم پر کسی امر میں تقدم کرنا نہیں پسند کرتا۔ آپ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں آپ کس حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے کہ اسے میرے پدر دگار۔ تو عبداللہ بن قیس کے گناہ بخشدے اور قیامت کے روز اسے اجبی جگہ میں داخل کر ایسے حرکات سے ابو موسیٰ کے دہرہ نشین ہو گیا کہ عمرو بن عاص کا ہر سر میں مجھے اپنی ذات پر مقدم کرنا نے نفس تعظیم و تکریم ہے اور عمرو ابن العاص انکو فریب میں لارہا تھا جب دونوں حکومت کے لیے اکٹھے ہوئے اور ابوجہم رائے لگانے لگے۔ عمرو بن العاص نے کہا آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ منظوم شہید ہو ہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا بخدا یہ بات بالکل درست ہو میں بھی سپر گواہی دیتا ہوں میرا اس نے کہا کہ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ معاویہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا پھر اب آپکو اسے قریش کا ستولی بنانے میں کیا پس و پیش ہے۔ اگر آپ اس امر سے خائف ہیں کہ اسے سبقت اسلام کا درجہ حاصل نہیں یہ شرط تو اس میں موجود ہے کہ وہ خلیفہ مقتول یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ اور انکے قصاص کا طالب ہے اور صاحب حسن بایست اور صاحب تدبیر ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی صاحبہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بہائی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا اے عمرو بن العاص خدا سے خوف کر۔ معاویہؓ کی شرف میں یہ باتیں جو تو بیان کر رہا ہے آیا اہل دین اور صاحبان فضل کے نزدیک یہ شرف کی باتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر میں فضل قریش کو خلافت کو واسطے پسند کرتا تو جناب علیؑ کے سپرد

کرتا۔ یہ بات جو تونے بیان کی ہے کہ وہ عثمان کا ولی ہے، سوا سطلے یہ امر سکو سپرد کیا جائے میں خاصا ہر
 امر کے لیے اسکو خلافت نہیں دے سکتا کیونکہ مہاجرین اور انصار پر سکو کسی طرح سے اولویت حاصل
 نہیں ہے۔ اور تونے جو اسکے خلیفہ کی بات کو پیش کیا ہے اگر وہ معاویہ تمام اہل زمین پر غلبہ بھی حاصل
 کرے میں سکو خلیفہ نہیں بنا سکتا۔ عمرو بن العاص نے کہا اگر آپ معاویہ کو خلیفہ نہیں بتاتے تو میرے
 بیٹے عبداللہ کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں آپ پر سکی صلاحیت اور فضیلت کا حال بخوبی روشن ہے
 ابو موسیٰ نے جواب دیا تو نے اپنے بیٹے کو خود اس فتنہ کے دریا میں ڈبو دیا ہے اسیلے یہ امر سکو متعلق ہرگز
 نہیں کیا جاسکتا۔ عمرو بن العاص کہنے لگا۔ آخر یہ امر ایسے ہی آدمی کے سپرد کیا جائیگا جو روٹی کھاتا
 ہو پانی پیتا ہو۔ یعنی کوئی فرشتہ تو اسکے لیو نہیں آئیگا۔ ابن زبیر نے شکر کیا اے ابو موسیٰ عمرو
 کی بات کو غور سے سن اور خیال کر یہ کیا کہ رہا ہے۔ ہوشیار ہو جا۔ پھر ابن زبیر نے ابن عاص سے کہا
 اے ابن عاص عربیے باہم شمشیر زنی اور تیرا اندازی کے بعد تجھ پر بہر و سا کر کے اس امر کو تیرے سپرد
 کیا ہے۔ تو پھر انکو فتنہ میں مت ڈال اور خدا سے خوف کر۔ پس جبکہ عمرو بن العاص کی آرزو کو ابو موسیٰ
 نے نہ مانا ابو موسیٰ نے اس سے خواہش کی کہ عبداللہ بن عمر کو خلیفہ بنا یا جائے۔ عمرو بن العاص نے
 اس اے کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ اسکے سوا کوئی اور رائے پیش کرو۔
 ابو موسیٰ نے کہا میری رائی میں یہ آتا ہے کہ ان دونوں یعنی علی اور معاویہ کو خلافت سے علاحدہ
 کر کے اس بات کو لوگوں کے مشورہ پر چھوڑ دینا چاہیے تاکہ مسلمان جس شخص کو پسند کریں اپنے لیے
 خلیفہ بنالیں۔ عمرو بن العاص نے کہا یہ رائے بہت ہی درست ہے اس پر اتفاق کر کے دونوں باہر نکل آئے
 لوگ انکے انتظار میں تھے کہ دیکھیں کس بات پر دونوں متفق ہوتے ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا
 اے ابو موسیٰ آپ آگے بڑھ کر لوگوں سے اپنی رائے بیان کریں ابو موسیٰ نے بڑھ کر کھالے لوگوں کی
 رائے نے ایک ایسے امر پر اتفاق کیا ہے جسکے ذریعے سے ہم امید کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اس
 ہمت کے کام کو تمہیک کر دیگا اور لوگوں کی ہر گندگی کو دور کر کے انکے تفرقہ کو مٹا دیگا اور ان کو
 ایک جماعت بنا دیگا۔ عمرو بن العاص نے کہا ابو موسیٰ سچ کہتے ہیں جناب عبداللہ بن عباس نے ابو موسیٰ
 سے کہا تم نے عمرو بن العاص سے اگر کسی رائے پر اتفاق کر لیا ہے تو تم اسکو بڑھنے دو تاکہ وہ آپ
 سے پہلے اپنی رائے کا اظہار کرے میں اس کے فریب سے قوت ماہوں مجھے ہرگز اس پر اطمینان نہیں
 ہے شک اسنو ہر وقت تمہاری رائے پر اپنی رضا ظاہر کی ہوگی لیکن جب تم لوگوں کے درمیان اپنی
 رائے ظاہر کرو گے تو وہ بر خلاف بیان کرے گا ابو موسیٰ نے کہا میں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے اور

ٹہے ناگمان اپنی و اپنی جانب چہرے سات قبرین و کمپین بوجھا کہ یہ قبرین کس کی ہیں لوگوں نے عرض کیا
 یا امیر المومنین آپ کے تشریف لیجانے کے بعد خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے انہوں نے
 وصیت کی تھی کہ مجھے کوفہ کے باہر دفن کرنا یا انکی قبر سے اور باقی قبرین اور مسلمانوں کی ہیں اقبہ اور
 کوفہ کے باشندے اپنے مردوں کو گہروں اور صحلوں میں دفن کیا کرتے تھے جبکہ اہل خباب کوفہ کے
 باہر دفن ہوئے پھر انکے پہلو میں اور مسلمان ہی دفن کیے گئے جناب باہر نے فرمایا خدا خباب پر
 رحمت نازل کرے وہ اپنی رعیت سے مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنی خواہش سے ہجرت کی اور اپنی
 زندگی میں مجاہد بنے رہے اور ساتھ برس تک امتحان میں رہے۔ یہ خدا اچھے عمل کرنے والوں کے عمل کو
 ہرگز ضائع نہیں کرتا آپ وہاں پر کثرت سے ہو کر فرمانے لگے اے وحشت ناک شہر کے رہنے والو! اور اے
 مخبر کے محلوں کے باشندو! مومن مردوں میں سے اور مومن عورتوں میں سے مسلمان مردوں میں سے اور
 مسلمان عورتوں میں سے تم پر سلام ہو تم مجھے آگے گئے ہو۔ ہم تمہارے پیچھے آئیوالے ہیں اب
 توڑی مدت کو بعد ہم تم سے ملیں گے اے ہمارے بھائیو! تو پہلو اور اپنے مغفرت کراؤ اپنی صفو کے
 ساتھ ہمارے گناہوں سے اور انکے گناہوں سے دور گذر فرما سا سکو خوشی حاصل ہو جو آخرت کو یاد کرے
 اور باہر پر کھلے نیک عمل کو کے ساتھ اپنی رومی پر قانع اور اپنے خدا پر اطمینان ہے پھر آپ وہاں
 سے ٹہک کر حبال و دوزوں کے کوپے کے پاس پہنچے اور رونے کی آواز سنی آپ نے فرمایا کیسی آواز ہے
 عرض کیا گیا کہ لوگ صفین کے شہدا پر رورہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس شخص کا گواہ نہیں
 جس نے صبر سے اپنے قتل ہو نیکو گزارا کیا ہے اسی طرح سے خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے وہاں
 سے آگے تر ہوئے اور قصر میں داخل ہو گئے خارجی آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل نہ ہوئے اور ایک
 گاؤں میں جس کا نام حروہ تھا جا اتے یہی وہ ہے وہ حروہ یہ شہور ہوئے۔ تحقیق بارہ ہزار آدمی
 تھے انہوں نے اپنے گروہ میں مہادی کرا دی کہ شبیب بن ربیع لقمی ہمارا امیر قتال اور عابد
 ابن ملکوی ہمارا امیر صلوة ہے۔ اور ہر ایک کام شہادت سے کیا جائیگا۔ خدای پاک کے سوا کسی کی
 بیعت و حبیب نہیں اچھے کام کرنے کا یہ ہے اور ربی باتوں کو باہر نہا چاہیے۔ اپنے نغم میں وہ
 یہ سمجھنے لگے کہ جب تک کہ جناب علیؑ نے حکم نہیں مقرر کیا ہے وہ بیشک امام تھے حکومت کے
 مقرر کرنے سے انکو اپنی امامت میں شک پیدا ہو گیا اور اپنی بات میں حیران ہو گئے۔ اور
 حیران کی تعریف خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بیان فرمائی ہے حیران لہ احصایا عذو
 الی الہک انتنا یعنی وہ سرسبز اور اس کے پاس کو ہایت کی طرف بلاتے ہیں کہ ہمارے

پاس چلا آ۔ بیعت خارجی اس آیت کریمہ کے ورود کو حضرت امیر علیہ السلام کے شان میں خیال کرنے کے
 حالانکہ پروردگار عالم نے اپنی پاک کلام میں ایک غیر شخص کی بات کو مثیلاً بیان فرمایا ہے جسکی توضیح کتب
 تفسیر سے بخوبی مل سکتی ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کے غلام ہی حیران نہیں تھے بلکہ ان سے گشتگان
 وادی حیرت ہدایت پاتے تھے جب جناب امیر کے دوستوں نے انکی یہ باتیں سنیں جناب عبداللہ بن
 عباس انکے پاس جانے کو آمادہ ہوئے۔ جناب امیر نے ان کو فرمایا تم نے انکی باتوں کی جواب دہی
 میں جلدی نہ کرنا میں تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ میرا انتظار کر لینا جب عبداللہ بن عباس انکے پاس
 گئے خراج لے پوچھا یا ابن عباس آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں انہوں نے فرمایا میں جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور انکے بن عم کے پاس آیا ہوں جو ہم سے زیادہ خدا کو پہچانتے والے ہیں
 اور اسکے نبی کی سنت کو زیادہ جانتے والے ہیں۔ خارجیوں نے کہا۔ امیر ابن عباس ہم نے ایک بڑے گناہ
 سے توبہ کی ہے کیونکہ ہم نے خدا کے دین میں منصف مقرر کیے تھے۔ اگر جناب علی ہی ہماری طرح سے توبہ
 کریں اور ہمارے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے آمادہ ہو جائیں۔ تو ہم ہی جناب علی کی طرف رجوع کریں گے
 ابن عباس سے ان کے جواب دینے میں صبر نہ ہو سکا اور ان کو کہنے لگے۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیکر
 پوچھتا ہوں کہ جو کچھ کہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کیا تم اسکی تصدیق نہیں کرتے؟ کہ مرد اور عورت
 کے حق میں فرمایا ہے کہ تم مرد اور عورت کے اہل میں سے ایک ایک منصف مقرر کرو۔ ان دونوں میں برصالحت کا ارادہ
 کریں خدا تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کر دے گا اور اگر وہ ایک خراج بوسے خدا کی قسم اسی طرح سے ہے یا نہیں
 نے کہا اب بتاؤ کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کیوں حکم مقرر نہ کیے جائیں خارجیوں نے جواب دیا جس
 امر کے حکم کو خدا نے لوگوں کے تفویض کیا ہے اس میں خود کرنے کے لیے خدا نے انکو حکم ہی دیا ہے
 اس میں وہ خود ہی کر سکتے ہیں اور حکم لگا سکتے ہیں۔ اور جس امر میں کہ خدا نے خود حکم لگایا ہے اور
 اسکو جاری کیا ہے۔ بندہ انکو اس میں خود کرنے کی گنجائش نہیں۔ جیسے کہ نائی کو سوراخ لگانے اور
 چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم خود خدا نے لگایا ہے۔ ان امور میں لوگوں کو غور نہ کرنا چاہیے ابن عباس نے
 کہا خدا تعالیٰ اس شخص کی نسبت کہ حرم میں لشکار کرے اور ایک خرگوش جسکی قیمت ایک درہم
 کی چوبتائی سے زیادہ نہیں ہے ذبح کرے فرمایا ہے کہ تم میں سے صاحبان عدل اسکی قربانی کا حکم لگائیں
 خراج نے کہا اے ابن عباس کیا تم لشکار کے حکم اور عدت اور مردکی خسر بخشی کے حکم کو مسلمانوں
 کے خون کے حکم کی بار برائیاں تھے ہو۔ اور کیا تمہارے نزدیک عمرو بن العاص عامل ہے کہل ہم سے
 لڑ رہا تھا۔ اگر وہ عامل ہو تو ہم عامل نہیں بن سکتے۔ مرنے خدا کے حکم میں منصف قرار دیے ہیں باوجود

خدا تعالیٰ نے معاویہ اور اس کے اصحاب کی نسبت اپنے حکم اس طرح جاری فرمایا ہے کہ یا وہ قتل کیے جائیں یا اپنی
 بات کو باز آئیں۔ تم نے حکمتاً میں لڑائی کی مبادی لکھ دی ہے۔ باوجودیکہ جزیہ کے اقرار کرنے والوں کو
 سوا سودہ برات نازل فرما کر خدا تعالیٰ نے اہل حرب کے ساتھ اہل اسلام کی موادعت کو مطلق قطع
 کر دیا ہے۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جناب امیر بھی آپونچے اور عبداللہ بن عباس سے فرمایا۔ کیا میں نے تمہیں
 ان سے گفتگو کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟ یہ خراج سے مخاطب ہو کر فرماتے لگے تمہارا کوئی وکیل
 ہے جو تمہاری طرف سے جواب دے سکے میں نے متفق ہو کر کہا عبداللہ بن ابی بکر کو وکیل ہو۔ جناب امیر
 نے اس سے سوال کیا کہ تم نے ہم پر کیوں خروج کیا ہے اس نے جواب دیا کہ صفین کے روز کی تمہاری حکیم
 کے تقرر نے ہمیں ہمت پر مجبور کیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا جب شامیوں نے قرآن بلند کیے تھے تو
 تم سے نہیں کہا تھا؟ کہ میں ان کے مکہ فریب کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ ان لوگوں نے قرآن شریف
 صرف مکہ کی وجہ سے بلند کیے ہیں تاکہ تمہیں فریب دیکر تمہیں اپنی لڑائی سے باز رکھیں چنانچہ
 انہوں نے اس نکر کو گناہ ٹھکر لٹائی کو منقطع کر دیا اور متپر آفت کے نازل ہونیکے امیدوار ہو بیٹھے
 جناب امیر نے تمام سرگزشت انکو کہ سنائی اور پھر یہ فرمایا کہ اس دن تم نے میری بات ایک نہ مانی۔
 میں نے نصف نامہ میں یہ شرط لکھ دی تھی کہ دو فون نصف اسی امر کو زندہ کریں جسے کہ قرآن نے
 زندہ کیا ہے اور اسی امر کے مارنے کے درجے ہوں جسے کہ قرآن نے مارا ہے قرآن الحمد للہ اور وہ
 الناس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان لکھا ہوا ہے وہ خود نہیں بوتا مگر لوگ اس سے مشکل پڑتے
 ہیں۔ خارجیوں نے کہا فرمائیے اپنے مبادیوں میں مقرر فرمائی تھی جناب امیر نے فرمایا اس لیے
 کہ اس مبادی میں ہماری حقیقت سونا واقف شخص واقف ہو جائے اور واقف کو زیادہ تر شہوت
 طمعا ہے۔ نیز یہ خیال تھا کہ شاید خدا تعالیٰ اس بات کے درمیان اس امرت میں اتفاق پیدا
 کر دے اور سکوراہ رہت دیکھا دے۔ خارجیوں نے کہا اب یہ بتائیے کہ جس دن نصف نامہ لکھا
 گیا تھا اور کہا تھا یہ لکھا تھا یہ وہ امر ہے جسکی خواہش امیر المومنین علی اور معاویہ کرتے ہیں (عمر و
 ابن عباس کے آدھا کا اپنے مومنین کی امانت سے اپنے نام کو مٹا دیا اور کاتب سے یہ لکھوا یا یہ
 وہ امر ہے جسکی عملی اور مبادی خواہش کرتے ہیں) پس جبکہ آپ امیر المومنین نہ ہوئے اور ہم لوگ
 مومنین میں آپ ہی پہلے سے امیر نہ تھے۔ جناب امیر نے جواب دیا مگر معلوم ہو گا کہ حدیث
 کے روز میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا حضرت ثنیہؓ سے فرمایا کہ وہ امر
 جس پر محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو صلوات اللہ علیہما کہتے ہیں اس پر سہیل کہنے لگا اگر یہ آپ کا رسول ہے

جانتے تو جناب جنگ کیسے کرتے ہیں جس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محکم کیا تھا مگر
 ہی امارت مومنین کو اپنا نام محکم کیا ہے۔ اس فعل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل میرا مقتدا تھا۔
 اب بتاؤ کہ تمہاری کوئی حجت باقی رہ گئی ہے۔ تمام لوگ خاموش ہو گئے جناب امیر نے اسے فرمایا۔ اب
 اور اپنے شہر میں چلو خدا تم پر رحم کرے۔ کہنے لگے ہم شخصوں جلینگر۔ لیکن حکومت کی میعاد ختم ہونے
 لگی ہم یہیں ٹھہرتے ہیں جناب امیر انکے پاس ہو واپس تشریف لے آئے۔ وہ لوگ اپنے قول میں بالکل
 جھوٹے تھے۔ جب منصفون نے فیصلہ دیدیا۔ اور ہانی بن شریح ابن عباس کے ساتھ جناب امیر کی
 خدمت میں پہنچ گیا۔ اور حکومت کے فیصلہ سے آپ کو مطلع کیا۔ آپ نے کڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ
 سنایا اور حمد و ثنات کے بعد ارشاد کیا کہ یہ تحقیق مصیبت کا وہ نہ حسرت اور نتیجہ مذہبت ہو مینے تمکو ان
 دونوں شخصوں کی حکومت سے آگاہ کیا تھا لیکن تم نے میرا کتنا نہ مانا اور میری راے کو چھوڑ دیا۔ ان
 دونوں آدمیوں نے جنگ کو تم نے حکم مقرر کیا تھا خدا کی کتاب کے حکم سے پشت ڈال دیا۔ اور جس امر
 کی نسبت قرآن نے موت کا حکم دیا تھا اسکو زندہ کیا اور جس امر کے زندہ کرنے کا قرآن نے حکم دیا تھا
 اسکو مار دیا اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر دونوں ہی اپنی اپنی خواہش کے پیرو ہو گئے اور خدا کی حجت
 روشن اور حضرت کی نورانی سنت کو چھوڑ کر دونوں نے اپنی راے سے فیصلہ دیا اور فیصلہ میں اختلاف
 کیا اور دونوں راہ رہت ہو محروم رہے۔ پس تم شام کے سفر کے وسط مستعد ہو جاؤ۔ اور پیر کے روز
 لشکر بیان سے کوچ کر جاؤ۔ یہ فرما کر آپ منبر سے اترے اور خارجیوں کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا
 بِإِذْنِ اللَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خدا کے بندے امیر المومنین علی کی طرف زید بن حصین اور عبداللہ بن وہب الرہبی۔ اور عبداللہ بن الکوی
 وغیرہ کو معلوم ہو کہ ان دونوں منصفون نے کتاب اللہ کی مخالفت کی ہے اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر حکومت
 میں اپنی اپنی خواہش کی پیروی کی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہیں کیا قرآن کے
 حکم کے منقاد نہیں بنے۔ حسبوقت تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچ کر تم میرے پاس چلو آؤ۔ کیونکہ ہم اپنے
 اور تمہارے دشمنوں کی طرف جانیا لے رہے ہیں۔ اور اسی پہلے امر پر پابیت قدم ہیں جس پر کہ ہم پیشتر تھے
 خارجیوں نے جناب امیر کے خط کا جواب یہ لکھا۔ انا بعد اپنے اپنے خدا کا غضب تو نہیں کیا بلکہ
 اپنے آپ کا غضب کیا ہے اپنے اپنی جان میں کفر کیا ہے اگر اپنے ذہن کی تو ہم خود کرینگے کہ ہم کو
 انکے ساتھ کیا رہنا ہو کرنا چاہیے۔ جناب امیر اس خط کو پڑھ کر انکی طرف سے مایوس ہو گئے۔ اور خیال
 کیا کہ انکا پچھا چھوڑ دیا جائے اور شام والوں سے لڑنا چاہیے۔ اسلئے آپ کو ف کے لوگوں کو خطبہ

سناٹے لگے کٹرے ہو اور خدا کی صفت و ثنا کے بعد فرمایا جس جہاد کو ترک کیا اور خدا کے حکم کی تعمیل میں
 سستی کی وہ ہلاکت کے کنارے کے قریب ہے مگر وہ شخص کہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی نعمت و تدارک کرے
 پس تم لوگ خدا سے ڈرو اور جو شخص کہ خدا سے ٹٹرا جاتا ہے۔ اور خدا کی روشنائی کو بھبھانا چاہتا ہے
 اس سے لڑو۔ اور ان خیانت کرنے والوں کو گمراہوں سے جنگ کرو۔ کہ جن کو اگر ولایت مل جائے تو کسرے
 اور ہر قل کے افعال کی پیروی کرنا پنا فخر سمجھتے ہیں۔ اب اپنے دشمنوں کی لڑائی کے لیے آمادہ ہو
 جاؤ۔ جتنے تمہارے بہائیکون اہل بصرہ کو لکھ بھیجا ہے کہ وہ بھی تمہارے پاس پہنچ جائیں انشا
 اللہ تعالیٰ ان کے پہنچنے کے بعد ہم ہی روانہ ہو جائیں گے۔ جناب امیر المومنین سواند نون ابن عباس
 بصرہ کے حاکم تھے آپ نے انکی طاعت و اطاعت کی کہ ہم شہر سے نکل کر خلیہ میں فوج کے پاس پہنچ
 گئے ہیں۔ ہماری رائے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے پر قرار پائی ہے اہل بصرہ میں جو اشخاص کہ
 ہماری شرکت کرنا چاہتے ہوں آپ انکو اپنی ہمراہ لاوین و اسلام پر آپ نے ہر ایک قبیلہ کے رئیس
 کو لکھ بھیجا کہ اپنے کنبہ کے بہادروں اور غلاموں کو لیکر لشکر میں پہنچ جاتے۔ چنانچہ سب سے اول
 سعد بن قیس الہمدانی نے اگر عرض کیا یا امیر المومنین میں سب سے پہلے حاضر ہوں ان کے
 بعد عقیل بن قیس اور عدی بن حاتم الطائی اپنے اپنے قوم کے بزرگوں اور قبائل کے ساتھ حاضر خدمت
 ہو گئے جنگی تعداد چالیس ہزار تھی ان کے سوا سولہ ہزار غلاموں کا گروہ تھا آپ نے مائیں میں سعد
 ابن مسعود کو بھی لکھ بھیجا تھا کہ لڑائی کے لیے جس قدر کہ بہادر و ستیاب ہو سکیں لشکر میں بھیج دیے
 جائیں۔ اسی اثنا میں جناب امیر کو یہ معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت ہماری شرکت
 فرماوین تو ہم ان حروریہ سے جنگ کر کے فیصلہ کر لیں جب ہم ان سے نبٹ جائیں گے تو پھر اہل
 شام سے لڑنیکا قصد کریں گے۔ آپ نے لشکر والوں سے فرمایا تم ان خارجیوں کا پیچھا چھوڑ دو۔ اور
 میرے ساتھ معاویہ اور اہل شام کی طرف چلو کہ ان سے جنگ کیا جائے تاکہ وہ خدا کی زمین پر سر
 نہ بن جائیں۔ زندگان خدا کو اپنا خدمتگار نہ بنالین۔ لوگوں نے باوازا بلند عرض کیا یا امیر المومنین
 ہم آپ کے انصار اور شیعہ اور آپ کے پیرو ہیں ہم آپ کے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست
 ہیں ہم آپ کی اطاعت کرنے والے کے مطیع ہیں۔ خواہ وہ کوئی ہو اور کہیں ہو جہاں آپ کی
 منشا چاہے آپ ہم کو ملے چلیں۔ جناب امیر ان کے ساتھ یہ گفتگو کر رہے تھے کہ آپ کو خبر
 پہنچی کہ خارجیوں نے خروج کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبد اللہ بن الخطاب بن الاشج
 رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ اس انکی بی بی حمل سے تھیں اسکا پیٹ جاگ کر ڈالا ہے انکو سوا اور

تین عورتوں کو قتل کیا ہے اور ام السنان الصید۔۔۔ کہہ رہی ہے۔ آپ نے حارث بن مرہ العبیدی کو
خوارج کی جانب روانہ کیا کہ اس خبر کی صحت کو دریافت کر کے مکہ پہنچیں اور کوئی بات لکھنے سے باقی نہ
چھوڑیں۔ جب حارث خارجیوں کے پاس گئے اور ان سے اسکا ماجرا پوچھا ان کہنچتوں نے انکو بھی مار ڈالا
حضرت امیر ابی لشکر ہی میں رہتے کہ آپ کو انکے قتل کی خبر ملی تو گوان نے عرض کیا یا امیر المومنین
آپ ان خارجیوں کو کیوں بلے چھوڑی جاتے ہیں تاکہ ہمارے مال کو ہمارے پیچھے لوٹیں اور ہمارے
عیال کو مار ڈالیں۔ آپ ہمارے ساتھ ان کی لڑائی کو تشریف لے چلیں۔ جب ہم ان سے فراغت
حاصل کر لیں گے تو ہم اپنے شامی دشمنوں کی طرف چلیں گے۔ شعث بن قیس نے بھی کڑے ہو کر اسی
بات کی تائید کی۔ اکثر خیال کیا جاتا تھا کہ شعث خارجیوں کی طرف ذاری کر دیا۔ کیونکہ صفین کے روز
اس نے کہا تھا کہ اس قوم نے نہایت انصاف کی بات کہی ہے کہ شامی ہموکتا ب السیرطوف دعوت
کرتے ہیں اب جبکہ شعث نے انکی خلاف یہ بات بیان کی تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ خوارج کی رے
کا طرف دار نہیں ہے۔ حضرت امیر نے بھی خوارج کی طرف روانہ ہونے کا قصد فرمایا اتنے میں ایک
ازوی قوم کا منجم حکام مسافرین عدی تھا حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المومنین آپ خارجیوں
کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فلان ساعت میں باہر نکلیں اور اگر آپ اس ساعت کو سو کسی دوسرے
وقت میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کو اور آپ کے دوستوں کو نہایت تکلیف پہنچے گی۔ حضرت نے اس کے
قول کی مخالفت کی اور اسکی مقرر ساعت کے برخلاف دوسری ساعت میں جنگ پر تشریف لے گئے
اور ظہریاب ہو گئے جب جناب امیر کوچ فرما کر خوارج کے اتنے قریب جا پہنچے کہ جان سے آپ اٹا اور وہ
آپ کو دیکھ رہے تھے آپ نے انکو کھلا بھیجا کہ اگر تم ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو دیدو کہ ہم ان کو
قتل کر دیں تو ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے اور تمکو چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ ہم اہل شام کے ساتھ جنگ کرتے
کو جانیا لے ہیں۔ شاید خدا تعالیٰ تمہارے دلوں کو پیر دے اور جس نیک کلام کو تم چاہتے تھے اسی
کی طرف تمکو لوٹا دے۔ خوارج نے جواب دیا کہ ہم سبے متفق ہو کر انکو قتل کیا ہے۔ اور ہم سب ملکر تمہارے
خون کو بے انا حلال سمجھتے ہیں۔ حضرت امیر کے لشکر سے قیس بن سعد بن عبادہ باہر نکل کر کہنے لگے۔
اے بندگان خدا تم ہمارے بھائیوں کی قاتلوں کو ہمیں دیدو اور جس امر سے کہ تم ہم سے علیحدہ
ہوئے ہو۔ اور ہمارے ساتھ ہو اسی امر میں شامل ہو جاؤ۔ اور ہمارے دشمنوں اور اپنے دشمنوں
کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے ہم سے مل جاؤ۔ تم بڑے بہاری گناہ کا ارتکاب کر رہے ہو کہ ہمو مشرک
شیراتے ہو اور خود مسلمانوں کے خون بہاتے ہو۔ عبد اللہ بن سحرة اسلی انکے جواب میں کہنے

لگا۔ ہم پر حق ظاہر ہو گیا۔ ہم تمہارا اتباع ہرگز نہیں کریں گے۔ ہر جناب اسیر علیہ السلام خود بدولت لشکر سے باہر تشریف لے گئے اور خوارج کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ اے کھنگاروں کے گروہ جسکو کہ ناحق کے جگایا ہے اور یہودہ ٹٹے نے فتنہ اور فساد پر آمادہ کیا ہے اور خواہش نفسانی اور ستیزہ خوی نے حق کی پیروی سے باز رکھا ہے۔ تمہارے نفوس خود سرکش ہیں۔ اور تمہارے حکومت کی آڑ پکڑ کر ہی تمہارے خود محبوب سے اسکی خواہش کی تھی۔ میں تو اسے باہی جانتا رہا۔ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ شانی تمکو دھوکا دے رہے ہیں۔ تمہارے مخالفوں کی مانند میرے کہنے کو نہ مانا اور مثل ما فرمان لوگوں کے میرے دشمن بن گئے ہیں ناچار اپنی رائے کو بھی تمہاری رائے کی طرف پھیر دیا باوجودیکہ اسوقت شامیوں کا کام تمام ہو چکا تھا اور وہ پریشان خواریں دیکھنے کے قریب ہو گئے تھے لیکن تمہارے بڑے بوڑھوں کی رائے اسے برقرار پائی کہ دو شخص حکم بنائے جائیں ہر مینے اندرون سے یہ شرطیں ای کی قرآن سے فیصلہ کریں اور ہرگز اس سے تجاوز نہ کریں مگر ان دونوں نے حق کو چھوڑ دیا۔ باوجودیکہ حق انکی آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔ اب تم بیان کر دے کیوں تم ہمارے ساتھ لڑنے کو حلال سمجھتے ہو۔ ہر تم لوگوں کو ناحق ستاتا رہا اور۔۔۔ انکے گلے کاٹتے ہو یہ بات تو دنیا و آخرت میں صاف گناہا کمانے کی نشانی ہے پس ناخوارج جلانے لگے کہ ہرگز کوئی جواب نہ دے اور لڑائی یہ آمادہ ہو جاوے اور پکار کر کہنے لگے حنظل کے سوا اور کوئی مقام آرام کا نہیں ہے حضرت اپنے صحابہ کے پاس اپنی شریف لے آئے اور صف آرائی کا حکم دیا میمنہ پر حجر بن عدی اور میسرہ پیشہ بیب بن ربیع یا سطل بن فیس الریاحی کو قرار کیا اور حواری کی سپہ سالاری ابو ایوب انصاری کی سپہ فرمائی اور پیادوں کی انصری ابوقنادہ الانصاری کے متعلق کی اور مقدمہ پیشہ فیس بن سعد بن عبادہ کے سپہ دیکھا اور خود قلب بن جاگزین سپہ خوارج نے میمنہ زید بن قیس الطائی اور میسرہ شیرک بن عوفی العسجی کے سپہ دکر کے سوارین پر حمزہ بن سنان الاسدی اور پیادوں پر حرقوص بن زہیر السعدی کو مقرر کیا۔ اور جناب اسیر علیہ السلام نے رات امان حضرت ابو ایوب انصاری کے تفویض فرمایا۔ انہوں نے باواز مل بند چکا کر سنا دی کر دی کہ جو شخص اس علم کے نیچے آجائیکا اور اس کے کو قتل نہ کیا ہوگا اور کسی مسلمان کو اذیت نہ پہونچائی ہوگی۔ اسکو قتل سے امان دیگا اور جو شخص کو قتل چاہائے یا دلائن کو لوٹ جائے اسکو بھی امان حاصل ہے۔ اگر ہوقت بھی ہمارے بہائیوں کے قاتل ہوکو دیکھ جائیں تو ہمیں تمہارے ساتھ جنگ کرنے کی ضرورت نہیں سنا دی کو سنکر فردہ بن نوفل الانصاری پانسو سوار

لیکہ حضرت امیر کے لشکر میں آٹھ اور ایک گروہ نہیں کوفہ کو اور ایک گروہ مدائن کو چلا گیا۔ بارہ ہزار کے قریب ان کی جمعیت تھی لیکن ان میں سے چار ہزار باقی رہ گئے۔ اور جناب امیر کے ساتھ جنگ کر نیکو دڑے۔ اپنے اپنے لشکر سے فرمایا جیتک کہ وہ تیر حملہ نہ کریں تم ان سے کچھ پست کہو اتنے میں خارجی اُسیح فی الجزۃ دیکھارے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ حضرت امیر کے لشکر و حصوں میں منقسم ہو گئی اور خارجیوں کو بیچ میں لے لیا۔ صیفا و سیف کی فوجیں دونوں طرف سے انہر ٹوٹ پڑیں تیر انداز اپنے سامنے اکٹھے ہوئے اور پیادے تلواروں اور نیزوں سے انہر ٹوٹ پڑے۔ کچھ دیر نہیں گذری پائی تھی کہ سوا سات آدمیوں کے تمام خارجی مار گئے۔ دو آدمی ان میں سے خراسان کی طرف بھاگ نکلے چنانچہ اب تک اس ملک میں ان دونوں کی نسل موجود ہے اور دو آدمی میں کی جانب فرار کر گئے وہاں ہی ان کی نسل موجود ہے جو اباضیہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ان کے مورث اعلیٰ کا نام عبد اللہ بن اباض تھا۔ اور دو آدمی تل موون کی طرف چلے گئے۔ جناب امیر کے لشکر کو تمام انکا مال و متاع غنیمت میں دستیاب ہوا اور حضرت کے لشکر میں سے صرف دو آدمی مارے گئے۔ اور خارجیوں سے صرف سات آدمی باقی بچے۔ حضرت امیر علیہ السلام کی راست تھی کہ آپ نے اس جنگ کو پیشتر اپنے صحابہ ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری فوج میں سے دس آدمی ہی نہیں مارے جائیں گے اور سانس کی گروہ میں سے دس آدمی ہی باقی نہیں بچیں گے۔

محدثین کی ایک جماعت نور وایت کیا ہے۔ کہ جناب امیر خواجه کے ظہور سے پیشتر اپنے صحابہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک ایسا گروہ خروج کرے والا ہے جو دین کو اس طرح پر ہاک گا جس طرح کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ انکی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک نہ تھا آدمی ہوگا۔ بارہا لوگوں نے اس نقشہ کو جناب امیر سے سنا ہوا تھا۔ جب یہ نہروانیوں نے خروج کیا۔ تو آپ اپنے دوستوں کے ساتھ انکے جنگ کے کیے تشریف لے گئے اور جو سارا ملکہ گذرنا تھا گذر چکا اور آپ کو جنگ سے فراغت حاصل ہو گئی۔ آپ اپنے صحابہ فرمایا۔ اب انہیں تم اس نہتی کو تلاش کرو لوگ اسکو تلاش کرنے لگے بعض شخصہات نے ان سے عرض کیا وہ تو ان میں نہیں ملتا۔ بلکہ بعض یہی کہتے تھے کہ وہ ان میں نہیں ہیں آپ نے فرمایا واللہ انہیں میں سے قسم ہے خدا کی نہ میں نے جوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جوٹ کہا گیا ہے۔ اتنے میں ایک شخص نے اگر مژدہ سنایا کہ یا امیر المومنین سمجھئے اسے وہ مژدہ نکال ہے بعض اویان کا یہ بیان ہے کہ قبل اسکے کہ کوئی آکر اسکے دستیاب ہو نیکام مژدہ سناتا حضرت خود بدولت ہلکی تلاش کو نکلے آپ کے ساتھ یہ ابن تمامہ الحنفی اور۔ یان بن صبرہ بھی سرگرم تلاش ہوئے ناگمان نہ کے کنارے ایک گڑھے میں چپ ہوے لاشوں کے نیچے سر بڑا دھوا سب لوگوں نے ہلکو دیکھا کہ اسکا ایک ہاتھ م بازو کے نہیں ہیں اور جائز بات ہے

کے بازو پر چھوٹ پستان کی صورت کا ایک لوہڑا گوشت کا لگا ہوا ہے۔ اور سپر پستان کا سارہ ہی
بٹا ہوا ہے اور سپر کانے کانے بال جم ہوئے ہیں۔ جب اسکو کہیں چاٹتا تھا تو وہ بڑبڑ پورے ہاتھ کے
برابر لانا ہو جاتا تھا اور جب چوڑ دیا جاتا تو پھر سمٹ کر پستان کی سی شکل بن جاتا تھا۔ جب جناب امیر
اسکو دیکھا تو کبیر کا مغز بلند کیا اور فرمایا: واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا تھا۔ مگر
اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم عمل نیک نہ چوڑ بیٹھو۔ تو میں تمکو اس شخص کی شان میں کہ جو ان لوگوں
نے لڑا ہے اور لڑائی میں اس شخص کو نگاہ رکھا ہے چنانچہ جس حق پر کہ ہم میں جو کچھ خداے پاک
نے اپنے نبی کریم کی زبان مبارک پر جاری فرمایا ہے ضرور بیان کر دیتا۔

جناب امیر علیہ السلام کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوئے۔ یہ واقعہ شہر ارتیس پھری میں پیش آیا
اور اس واقعہ میں جناب امیر علیہ السلام کے دوستوں میں سے یزید بن نويرة الانصاری رضی اللہ عنہ
شہید ہوئے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت حاصل کیا تھا اور انکو شرف سبقت
فی الاسلام بھی حاصل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے صحبتی ہونے کی نسبت اپنی زبان
مبارک سے نشانت بیان فرمائی تھی انکو ابتداء واقعہ ہی میں خوب نے شہید کیا۔

ان لوگوں کی تعداد جنکو جناب امیر علیہ السلام نے اپنا ہاتھ قتل کیا

روضۃ الصفا میں خاوند شاہ لکھتے ہیں: قتل ست کہ حضرت امیر و رایم ترع فرزندان خداداد بسیار است
منورہ بود از انجملہ یکے این ست کہ بامیر المومنین حسن فرمود کہ چون من رحلت کنم چنان کن کہ خلق را
معلوم نشود کہ دفن من کدام است کہ من وہ ہزار کس از شجاعان کھرو و لیران اسلام کہ قتل برایشان
واجب بود بدست خود کشتہ ام و میر سم کہ قرار تھا قبر من بشکافند و مخالفت من از نبی بامیر بیشتر است
اتنے۔

جناب امیر علیہ السلام کو فضائل جہانیزہ کا کیا

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل جہانی کا حال لکھتے ہیں اور یہی دوسرے پر ہے جیسے حسن صورت
و قوت بدن ۔

جناب امیر علیہ السلام کا حسن صورت

حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عرب میں مشہور تھے۔
عن ابی الجحاج قال رأیت علیاً یخطب کان من احسن الناس وجہاً راسہ الغابہ ابی الجحاج کہتے
ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے

جناب امیر علیہ السلام کا جسمانی حلیہ مبارک

۱۱ عن محمد بن باقر قال کان علی مقبل العینین عظیم صفاً ذا بطن اصلع رقبۃ لا یضرب راسہ
الغابہ جناب محمد بن باقر علیہ السلام مروی ہے کہ حضرت امیر بڑی سبیلہ آنکھوں والی اور توندیلی پیٹ والے
تھانکے چاند پر بال کم تھے انکا قد میاں تھا وارثی کونین رنگتے تھے۔

۱۲ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یطہر قوماً من الذنوب بالصلح فی
رؤسہم وان علیاً کا ولہم راخرجہما عن الاسلام نجما الدین ابو بکر بن محمد بن حسین السیلابی الرازی
فی مناقب العصابہ ابن عباس مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ
نے ایک قوم کو گناہوں سے جو انکے چہرے میں پکے پال کیا ہے اور علی ان سب سے پہلے ہے۔

۱۳ عن ابی لبید قال رأیت علیاً یتموضأ فخر العمامۃ عن رأسہ فرأیت رأسہ مثل راحق علیہ مثل
خط الاصابع من الشعر راخرجہ ابن الغضاک ابولید مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو وضو
کرتے ہوئے دیکھا آپ اپنے اٹھارہ سر سے اٹھا یا سینے آپ کے سر کو دیکھا کہ مثل میری ہتھیلی کے تھا اس پر انگلیوں
کے خط کی طرح بال تھے۔

۱۴ عن قیس بن عباد قال قدمت المدینۃ اطلب العلم فرأیت رجلاً علیہ بردان ولہ صغیرتان قد
وضع یدہ علی عاتق عمر فقلت من هذا قالوا علی راخرجہ ابن الغضاک قیس بن عباد کہتا ہے کہ میں
مدینہ میں علم حاصل کرنے کے لیے گیا ایک آدمی کو دیکھا اس پر صرف دو چادریں تھیں میں نے ایک ردا اور ایک
تہ بند اور انکی دو چھتھیں گندے ہوئے تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ دھرے ہوئے تھے
میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا علی ہیں۔

قال محبا الطبری فی دیاض البضع ولا تضاد بینہما او یکون الشعر الخضر عن وسط رأسہ وکان فی جوانبہ
شعر متربل یعنی ان دونوں ایتوں میں تضاد نہیں ہے جبکہ جناب علیؑ کے سر قدس کے چاند پر یکم ہونا بالوں
کا نام ہے اور گدی کی طرف کے بال چوٹے ہونے تسلیم کیے جائیں۔

(۵) قال ابو اسحاق السبعي آيته ابيض اللاس واللحية وكان ربا خضب اللحية راسا الغابة
ابو اسحاق سبسي كلبان هو کہ سینے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ وہ لمن کے سر اور وار پیچ
کمال بالکل مضبوط تھے اور کہیں ریش مبارک کو خضاب بھی کیا کرتے تھے ۔

(۶) عن رزام بن سعد الخضبي قال سمعت ابي نعيم عليا قال كان رجل فوق الرجة ضخم
المنكبين طويل اللحية وان شئت قلت اذا نظرت اليه قلت احم وان تبنته مع قريب قلت
ان يكون اسماء في من ان يكون احم (راسد الغابة) رزام بن سعد الخضبي سے منقول ہے کہ سینے
اپنے والد کو جناب امیر علیہ السلام کا علیہ بیان کرتے ہوئے سناتا ہے کہ جناب امیر میانہ قد سے کچھ اونچے
تھے انکے شانے اور بازو بہرے بہرے اور گھنی وار ہی تھی اگر تو انکو دور سے دیکھتا تو کہتا کہ سبز
رنگ مین اور اگر تو گہری نظر کر کے انکو قریب سے دیکھتا تو کہلتی ہوئی گندمی رنگ تھی قریب سبز
رنگ کے ۔

(۷) عن قدامت بن عتاب قال كان علي ضخم البطن ضخم مشاش المنكب ضخم عضلة الذراع ضخم
عضلة الساق دقيق مستدقها قال ورأيت يخطب في يوم من الشتاء عليه قميص واذا
قطران معتم بشي مما يجر في سواد كمر راسد الغابة) قدامت بن عتاب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام
توندیے پر پٹھلے تو انکی شانہ کی بڑی چوڑی تھی انکے بازو بہرے بہرے اور کلائیان باریک اور
انکی رانیں پر گوشت اور پٹھ لیاں تیلی تھیں سینے انکو جاڑے کے موسم میں دیکھا تھا وہ قطری قمیصر
پہنے ہوئے اور قطری تہ بند باندست ہوئے تھے انکا عامر سیاہ و ہار یون والا تھا۔

(۸) عن ابی الجحاج قال رأيت عليا يخطب وكان من احسن الناس وجها وقيل كان كائنا كسر
ثم جبر لا يغير شيبه خفيف المشي خفوك السن راسد الغابة) ابو الجحاج سے روایت ہے کہ جناب
امیر علیہ السلام کو سینے خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا کہ سب لوگوں سے خوبصورت تھا اور روایت ہے کہ سر
تھے اپنی وار ہی کو نہیں رنگتے تھے آہستہ چلتے تھے انکے دانت ہنسی سے کھلے رہتے تھے۔

(۹) واحسن ما رأيت في صفته رضي الله عنه كان ربة من الرجال الى القصر ما هو ادعج
العينين حسن الوجه كانه القمر ليلة البدر حسنا ضخم البطن عريض المنكبين شثن الكفين
احين كان عنقه ابرق فضة اصلع ليس في رأسه شعر الا من خلفه كتف اللحية منكبيه مشان
كشاش الضارعي الا يدين عضد من ساعده ارتجت ارتجا اذا مشى تكفأ وان اسلك فباع
رجل اسك بنفسه فلم يستطع ان يتنفس وهو الى السمرة ما هو شديد الساعد واليد فاذا

مشی الی الحرب هر اهل ثبت الجنان قویا مصادرا احد قط الاصره انجاءا منصورا علی من لا قام
 لا انتصاف (علاء ابن عبد البر استیعاب میں بعد ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں کہ سینے کیا خوب
 انکے اوصاف لکھے ہوئے دیکھے ہیں کہ جناب امیر کا شمار ک میانه مگر سید رہا گناہا انکی انگلیں تھیں بڑی بڑی
 اور کالی تھیں انکا چہرہ خوبصورتی میں جو وہ ہیں رات کے چاند کی مثل تھا۔ انکا پیٹ تو ندیا اودان کے
 کندھوں کی بڑی چوڑی تھی انکی ہتھیلیں سخت تھیں ہولی ہولی انگلیوں کی سطح انکی گردن مثل ایک چاندی
 کی صراحی کے تھی۔ انکے چاند پر بال کہتے مگر گدی اور سر پہچھ کی طرف سر بالوں سے برابر ہوا تھا
 انکی دائرہ ہی اسقدر گہنی تھی کہ کندھوں کے دونوں طرف تک پہنچتی تھی دونوں کندھوں کی ہڈیاں مثل
 شیر کے کندھوں کی ہڈیوں کی تھیں انکی کلائی اور بازوؤں میں فرق نہیں تھا سینے دونوں ایک سوتے
 اور ٹھوس اور مضبوط تھے چلنے میں آگے کو ہٹ کر چلتے تھے جیسا کسی کی کلائی بکڑ لیتے تو اس شخص کا
 کلا گٹ جاتا کہ وہ سانس نہیں لے سکتا تھا وہ رنگ میں گندم گون تھے انکی کلائی اور ہاتھ سخت ہتھ
 جب جنگ کو جاتے تھے تو در کر نہایت تندرست دل سے جاتے تھے وہ ایسے بہادر تھے کہ جس سے جنگ
 کی اس پر فتح یاب ہوئے۔

(۱۰) عن الشعبي قال رأيت عليا وداسه ولحيته قلن بيضا راخو جہ بن الغضائک (شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے
 ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا کہ آپ کا سر اور دائرہ ہی سفید روئی کی طرح تھی۔
 اور محب الطبری زیاض المصنوعین لکھتے ہیں وروی انه كان اصفر اللحية والمشهور انه كان ابينها في
 يشبه ان يكون خضبرة ثم ترك يني رواية هو انك ابيك مبارک زرد تھی اور مشہور زیادہ تر یہ
 ہے کہ سفید تھی شاید کہی آپ نے اپنی ریش مبارک رنگا ہوا اور پہچوڑ دیا ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کی قوت بین

عن ابي داود قال خرجنا مع علي بن حسين بنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فبنا ذنا من الحصن
 فخرجوا اليه فله قاتلهم فضر به وجله وجرى وطرح ترسه من يده فتناول البنا كان عند الحصن
 فتبرس به فنه فلم يزل يبد حتى فتم الله عليه ثم القاه من يده حين فرغ فلقدر أيتني في نفر
 معي سبعة عشر وانا منهم محمد بن علي ان نقلت لك الباب فما نقلته (راخو جہ احمد) ابو رافع
 رضی اللہ عنہ قال عن منقول کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر کو علم دیکر
 خیرین رواد کیا ہم جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ ایک یہودی نے قلعہ سے نکل کر ان

پر چوٹ چلائی آپ نے سپر ہیٹنگ کر قلعہ کا دروازہ اٹھا لیا جب تک کہ خدا تبارک و تعالیٰ نے آپ کو فتح دی وہ آپ کے ہاتھ اقدس میں تھا۔ پھر آپ نے اسے ہیٹنگ یا سینے سترہ آدمیوں کے ساتھ اسے لوٹا جا با وہ ہم سے نہ لوٹ سکا۔

عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ قال حمل علی الباب علی ظهر یوم خیبر حتی صعد المسلمون علیہ ففتحوها وانضم جروہ بعد ذلك فلم یجمله الا اربعون رجلا (تاریخ الخلفاء) وفی کذا الحال عن جابر بن سمرہ قال هذا حدیث حسن وفی طریق ثم اجتمع علی سبعون رجلا جهلهم ان اعادوا الباب راخرجهما الخاکمی فی الاربعین (جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر کے دروازہ کو اپنی پشت اقدس پر اٹھا لیا تا بیان تک کہ مسلمانوں نے اسے چڑھ کر قلعہ کو فتح کیا بعد اس کے چالیس آدمیوں نے اس کو اٹھانا چاہا۔ تو نہ اٹھا سکے کثر العمال میں یہ حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہوئی ہے اور صاحب کثر العمال کہتے ہیں کہ یہ حدیث کفری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ساٹھ آدمیوں نے اس کے لوٹانے پر کوشش کی۔

(۲) لما توجه علی الی صنفین واحتاج اصحابہ الی الماء والتسقی فیدناوشما لا فلم یجد وہ فقد بھم امیر المؤمنین عن الجادة قليلا فلاحهم الدير فساروا مباليون من فيه عن الماء فقال بينكم وبين الماء فرسخان فساروا الى حيث اقول لكم انكم تجدون الماء فقال امير المؤمنين اسمعوا ما يقول الراهب فقالوا يا مرناسير الى حيث اومى لنا العلنا نذكر الماء وليس لنا قوة فقال على لاحتاجة بكم الى ذلك ولوى عنق بغلته نحو القبلة و اشار الى مكان يقرب الدير فقال اكشفوا فظهرت صخرة عظيمة فقالوا يا امير المؤمنين ههنا صخرة على الماء فاجتهدوا في قلعها فما زالت عن موضعها فاجتمع القوم وجهدوا في تحريكها فلم يجدوا الى ذلك سبيلا واستصعبت عليهم فلما رأى ذلك لوى رجله عن سرجه ثم صرع ساعده ووضع اصابعه تحت جانب المعصرة فحركها وقلعها بيده فظهر لهم الماء فبادروا وشربوا وكان اعذب ما هو شرب في سفرهم وابروه ثم جاءوا الى المعصرة فتناولوها بيده ووضعها حيث كانت والراهب ينظر من فوق ديرة فنادى يا قوم انزلوني فانزلوه فوق بين يدي امير المؤمنين فقال يا هذا انت نبى مرسل قال لا قال فمالك مقرب قال لا قال انا وصى رسول الله محمد بن عبد الله خاتم النبيين قال ابسط يدك اسلم على يدك فبسط امير المؤمنين والراهب اسلم على يده (رواه)

السُّؤْلُ لَطَلْحَةِ الشَّلْحَةِ) جناب امیر علیہ السلام صنفین کی طرف متوجہ ہوئے ایک مقام پر جناب امیر کے رفقائے پاس پانی نہ ملا وہ نے بائیں ڈھونڈا کہیں نہ ملا جناب امیر ماکوڑا سے تار کر ایک طرف لینگے توڑی دور جا کر میدان میں بیٹائیوں کا ایک گرجا دکھائی دیا لوگوں نے اس کے قریب جا کر اسکر پادری سے پانی کے لیے ہتھسار کیا اس نے کہا کہ پانی یہاں سے دو فرسخ پر ہے حطوف کہ میں تمہیں اشارہ کرتا ہوں اس طرف چلے جاؤ اسید ہے کہ تمکو پانی مل جائے گا امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ سنو رہیب کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ہم کو پانی کا پتہ بتاتا ہے کہ یہاں سے دو فرسخ پر ہے لیکن ہم میں دبان تک پہنچنے کی طاقت نہیں جناب امیر نے فرمایا تمکو دبان جانے کی ضرورت نہیں قبلہ کی طرف اپنی حجر کا منہ پیر کر اس کے قریب ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسکو کہو دو لوگوں نے کہو دنا شروع کیا وہاں ایک بہاری پتھر نمودار ہوا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین بیان پر پتھر ہے جس میں کہو دنا ممکن نہیں آپ نے فرمایا یہی پتھر پانی پر ہے لوگوں نے اسکو اکھاڑا شروع کیا اسکو جنبش تک نہ ہوئی اور وہ اپنی جگہ پر سے نہ ہلا۔ تمام لشکر کے لوگوں نے متفق ہو کر زور مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ یہ دیکھ کر آپ اپنی سواری سے اترے اور آستین کو ڈٹکر اس پتھر کے نیچے انگلیاں رکھ کر ہلکے ہلایا اور ہاتھ پراٹھا لیا اسکے نیچے سے نہایت میٹھ پانی کا چشمہ نکل آیا لوگ دوڑ کر پانی پینے لگے انکو پورے سفر میں ایسا ٹنڈا اور میٹھا پانی نہیں ملا تھا بہر آپ نے اس پتھر کو زمین پر رکھ دیا جس طرح سے کہ وہ پہلے تھا اسے ہاں پر گر جا کی جہت پر سے یہ کیفیت دیکھ رہا تھا لوگوں سے کہنے لگا مجھے نیچے اتار دو لوگوں نے اسے جہت پر سو نیچے اتارا اور جناب امیر کی سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ آپ بنی برسل ہیں آپ نے فرمایا نہیں وہ بولا تو آپ فرشتہ سقر یہ ہیں آپ نے فرمایا نہیں میں خدا کے رسول محمد ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا وصی ہوں راہب کہنہ لگا آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ کے ہاتھ پر شرف باسلام ہوتا ہوں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور وہ رہیب ہلان ہو گیا۔

(۳) عن علی قال انطلقت انا والنبي صلى الله عليه وسلم حتى اتينا الكعبة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اجلس صعد على منكبى فذهب فنهض به فزأى منى خضعاً وجلس على النبي صلى الله عليه وسلم وقال اصعد على منكبى فصعدت على منكبى قال ليخيل الى اني لو شئت لنتلت افق السماء حتى صعدت على البيت وعليه مثال صفر او نحاس فجعلت اذا ولع عن يمينه وعن شماله ومن بين يديه ومن خلفه حتى استمكنت منه قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اقدت به فقد قت به فتكر كما تكسر القوارير فخر نزلت فانطلقت انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم

علیہ السلام نسبق حتی قوارینا بالبیوت خشية ان یلقانا احد من الناس راخرجه احمد والحاکم
جناب علی فرماتے ہیں کہ ایک نوحہ بین اوجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا اور میرے دوست پر سوار ہوئے میں اٹھنے لگا جبکہ جناب نے
میزی ناتوانی کو دیکھا تو اتر پڑے اور خود بدلت بیٹھ گئے اور فرمایا میرے کندھے پر سوار ہو میں جب
دوست اقدس پر سوار ہوا تو خیال کیا جاتا تھا کہ اگر میں جاہلون تو آسمان کے کنارے تک پہنچ
جاؤں یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چیت پر چڑھ گیا۔ وہاں ایک سورت پتیل پاتا نیسے کی رکھی ہوئی تھی
میں اسکو دھنسنے بائیں اور آگے پیچھے سے ہلانے لگا یہاں تک کہ وہ اکثر گئی جناب نے مجھے فرمایا کہ اسکو
پہینکدے میں رکھو اسکاٹھ کر پہینکد یا وہ بت اسطرح سے ٹوٹ گیا جس طرح سے کہ کا پتھر ٹوٹ جاتا ہے
نہیں اتر آیا اور جناب کی معیت میں دوڑنے لگا اور ہم دونوں گہر میں چپ گہر تاکہ کوئی نہ دیکھ
علامہ ابن حدید کہتے ہیں کہ اس بت کا نام میل تھا اور وزن میں اسقدر بھاری تھا کہ کئی آدمی اسکو
نہیں اٹھا سکتے تھے جناب امیر نے اسکو باسانی اٹھا لیا۔

بادجو دیکھ حضرت امیر اکثر صائم الہر رہتے تھے۔ اور کمانا بھی پیٹ بہر کر نہیں کھاتے تھے اور وہ
بھی سوکھی روتی ہوا کرتی تھی اسپر قوت کا یہ حال تھا کہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں ماصارہوا اعدا الا صرہ
یعنی کسی پہلوان سے حضرت زکشتی نہیں کی کہ اسکو بچاڑا نہ ہو۔ حضرت کی قوت جسمانی کا حال بالتفصیل
باب شجاعت میں بیان ہو چکا ہے صرف اسقدر بیان کافی ہے۔ غرض کہ حضرت کی قوت مطلقہ قوت خدا
تہی چنانچہ خود حضرت کا مقولہ ہے ما قلعنا باب خیر بقاء جمانیہ لا کن یقوتہ رحمانیہ یعنی
ہم نے خیر کا دروازہ قوت جسمانی سے نہیں اکھاڑا بلکہ قوت رحمانی سے اکھاڑا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل خارجیہ کا بیان

فضائل خارجیہ کئی قسم پر ہیں مثلاً نسب کا عالی ہونا۔ قربت اچھی ہونی۔ مصاہرہ میں شرف ہونا۔ اولاد کا عالم ہونا۔

جناب امیر کی نسب عالی

حکمی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن
کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مکرہ بن الیاس
بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن ناحور بن یعرب بن قیس بن یثرب بن

ثابت بن اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام نسب عالی اس سے کیا بہتر ہو سکتی ہے کہ جناب برقعنی والد بن کبیرت بن ہاشمی اور ہم صدر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھی جسکو فضائل میں بیشمار حدیثیں وارد ہیں ۔

بنی ہاشم کے فضائل کا بیان

(۱) عن واثلہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفیٰ بنی کنانہ من بنی اسمعیل واصطفیٰ من بنی کنانہ قریشاً ثم اصطفیٰ من قریش بنی ہاشم راخرجه المسلم والترمدی وابو ہاشم وغیرہم) واثلہ سے روایت ہو کہ انور یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب کیا اللہ تعالیٰ نے بنی کنانہ کو بنی اسمعیل سے اور منتخب کیا بنی کنانہ سے قریش کو پیر بربریدہ کیا قریش سے بنی ہاشم کو ۔

(۲) عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جبریل علیہ السلام قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد بنی اب افضل من بنی ہاشم۔ راخرجه احمد فی المناقب الذہبی فی الخالص والمحامی والسمرقندی وابن الجراح) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا ہے میں نے مشرق اور مغرب کے زمین کو لوٹا ہے لیکن بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسیا پ کی اولاد کو نہیں پایا ۔

بنی ہاشم کا سب سے اول جنت میں جانا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر بنی ہاشم والذی بعثنی بالحق نبیاً لو اخذت جملۃ کتاب الجنۃ ما بدات الا بکم راخرجه احمد فی المناقب والخاص الذہبی والمحامی) جناب علی سرورایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر کوہ بنی ہاشم اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بنی مبعوث کیا ہے اگر میں نے جنت کے دروازہ کی کنڈی پکڑی تو میں ہرگز تمہارے سوا کسی سے اندر داخل کر نیکا آغاز نہیں کروں گا

بنی ہاشم کی عباد کا سلمانوں پر ضرب ہونا

عن زید بن اسلم عن ابيہ قال قال عمر بن الخطاب للزید بن عوام هل لك في ان تعود الحسن
ابن علي فانه مريض فكان الزبير تليكا عليه فقال له عمر ما علمت ان عيادة بنی ہاشم فرضہ
و زیارتہم نافلۃ راخرجه بن السمان فی الموافقة، زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں
کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت زید بن عوام سے کہا کیا تم جناب حسن کی بیمار پرسی کا ارادہ رکھتے ہو
کیونکہ وہ بیمار ہیں زید رضی اللہ عنہ کو کچھ اس میں توقف تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ
عیادت بنی ہاشم کی فرض ہے اور زیارت انکی نفل ہے۔

بنی ہاشم کا بغض نفاق کی علامت ہوتا

عن طلحة بن مصرف قال کان یقال لبغض بنی ہاشم نفاق راخرجه ابو بکر ابن یوسف الہلوی
طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ عہد صحابہ میں کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے۔

بنی عبد المطلب کے فضائل کا بیان

عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یحییٰ بنی عبد المطلب ساداتہ اہل الجنة
انا وحمزة وعلی وجعفر والحسن والحسین والمہدی راخرجه ابن ماجہ والد یحییٰ انس
بن مالک کہتے ہیں کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم بنی عبد المطلب اہل
جنت کے سردار ہیں میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور ہدی۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی عبد المطلب انی سالت اللہ لکم
ثلاثة ان یجعل لکم جودا یجد ارجاء راخرجه بن السری، انس بن مالک سے روایت ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے بنی عبد المطلب یہ تمہارے لیے خدا سے تین باتوں
کی دعا کی ہے کہ تمکو سخی اور دلیر اور رحیم دل بنا دے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی عبد المطلب انی سالت اللہ
ان یخفی قاتمکم وان یهدی ضالکم وان یعلم جاہلکم وان یجعلکم رجاء راخرجه
الملا فی سیرتہ و ابو بکر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتاویٰ، ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے بنی عبد المطلب میں نے خدا سے آرزو کی ہے کہ تمہارا قاتم کو
ناہت دیکھے اور تمہارے گمراہ کو ہدایت کرے اور تمہاری جاہل کو تعلیم کرے اور تمکو رحیم دل و نجیب بنا

عن ابن عباس قال دخل الناس من قریش علی صفیہ بنت عبد المطلب فجلوا یتفاحرون وید کرون
 الجاهلیۃ فقالت صفیہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا تنبت النخلۃ فی الارض الکباء
 قالت وما الکباء قالوا الارض التي لیست بطیبۃ فذکرت ذلک صفیہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فقال یا بلال هب بالصلاة فہج فقام علی المنبر فنادی بصبوحا لیا یحیا الناس من انا قالوا
 انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انسبونی قالوا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب قال اجل انا محمد بن عبد اللہ وانا
 رسول اللہ فما بال اقوام یدتذلون اہلی فواسہ لانا افضلہم اصلا وخیرہم موضعا اخرجہ
 البزار والمحب للطبری فی الاکتفاء ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ چند آدمی قریش کے صفیہ بنت عبد المطلب
 کے پاس گئے اور فخر کرنے لگے اور جاہلیت کا ذکر کرنے لگے جناب صفیہ نے کہا ہم میں سے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ کہنے لگو ایک درخت زمین کا بائیں پیدا ہوا ہے صفیہ نے کہا کیا چیز ہے وہ
 کہنے لگے کیا وہ زمین ہے جو اچھی نہ ہو۔ کسان کو صفیہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا
 آنحضرت نے بلال سے کہا اے بلال لوگوں کو نماز کے لئے پکار بلال رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کے
 لئے پکارا حضرت منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے لوگو میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ
 رسول اللہ میں آپ نے فرمایا سیری نسب بیان کرو لوگوں نے کہا آپ محمد عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں
 آپ نے فرمایا ہاں میں محمد عبد اللہ اور رسول اللہ ہوں پس کیا حال ہے ان لوگوں کا جو میرے اہل کو
 حقیر سمجھتے ہیں واللہ میں سب لوگوں سے از روی صل و وضع بہت افضل ہوں ۔

عن العباس بن عبد المطلب قال بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یقول الناس فی اہلہ فص
 المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انا محمد بن عبد اللہ
 ابن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر خلقہ ثم جعلہم فرقتین وجعلنی
 فی خیر فرقہ وخلق القبائل فجعلنی فی خیر قبیلۃ وجعلہم بیوتا فجعلنی فی خیرہم
 بیتا ر اخرجہ احمد جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ لوگ آپ کے اہل کی نسبت کچھ کہتے ہیں۔ پس حضرت منبر پر چڑھے اور فرمانے
 لگے میں کون کہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ میں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ ہوں خدا
 خلقت کو پیدا کیا اور مجھے اپنی بہترین خلقت میں گردانا پھر انکے اور گروہ بنائے اور مجھے انکے
 بہتر گروہ سے بنایا پھر ہر فرقہ سے قبائل بنائے اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ میں سے بنایا پھر انکے
 گھر بنائے اور مجھے ان میں سے اچھے گھر میں سے بنایا ۔

جناب ابوطالب بن عبدالمطلب کا ذکر

جناب ابوطالب کا نام عبدمناف ہے بعض موصوفین نے عمران ہی لکھا ہے حاکم لکھتے ہیں کہ ان کا نام عبدمناف ہے اور ابوطالب انکی کنیت ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبدالمطلب بن عبدالمطلب کے برادر عینی تھے ان دو نو بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ المخزومیہ تھیں سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ سیف النبوة میں لکھتے ہیں کہ ابوطالب ممن حرم الخمر علیہ فی الجاہلیۃ کا یہ عبدالمطلب یعنی ابوطالب ان لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے جاہلیت میں اپنے پر شراب کو حرام کیا ہوا تھا مثل اپنے والد عبدالمطلب کے ۔

ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تخمیناً ۳۵ برس بڑے تھے۔ اور باوجودیکہ فقیر تھے لیکن شیخ فقر اور سید بطلان اور رئیس مکہ معظمہ مشہور تھے حبیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبدالمطلب بن عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو اس وقت آپکی جد امجد عبدالمطلب بقیہ حیات تھو حضرت انکے دامن عاطفت میں بہت پاتے رہے جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو جناب ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفیل حال ہوئے اصحابہ فی تمیز اصحابہ میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں امامات عبدالمطلب اوصی محمد الی ابی طالب فکفله واحسن تربیتہ وسافر بجمعیۃ الی الشام وھو شاب لمّا مات قام فی نصرته وذب عنہ لمن عاداه وجمعۃ مدائخ منها قولہ لما استسقی لھل مکۃ فسقوا وایض یستسقی العمام بوجہ + ثمّ الیتامی عصۃ للارامل یعنی جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا انہوں نے جناب ابوطالب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کے لیے وصیت کی پس جناب ابوطالب نے آپکی عمدہ طرح سے کفالت کی اور تربیت میں اپنے باپ کی وصیت بجالائے۔ اور آپ کو ساتھ لیکر شام کا سفر کیا حضرت اس وقت جوان ہو چکے تھے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث بالرسالۃ ہوئے جناب ابوطالب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کو ائمہ کثرے ہوئے۔ اور جو لوگ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہو گئے تھے انکے شر کو حضرت سے دور کیا اور حضرت کی بہت تعریفیں بیان کیں منجملہ انکے جناب ابوطالب کا وہ مشہور شعر ہے کہ جب ایک دفعہ مکہ کے لوگ خشکالی میں مبتلا ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے باران رحمت نازل ہوئی جناب ابوطالب نے آپ کی مدح میں کہا تھا جبکہ ترجمہ یہ ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوبصورت اور نورانی چہرہ والے ہیں آپ کی وجہ سے

ابو بکرؓ پرستیا ہوا تو آپؐ پیغمبر کے فریاد سے اور مہم اٹھ کر پشت و پناہ میں محدث علی ابن ابی طالبؓ کے ساتھ کرتے رہے ہیں اس طرح سے بیان کرتے ہیں وکان ابو طالب فی کل لیلة یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یأتی فراشه و یضطجع بہ فاذا نام الناس اقامہ و امر لحد نبیہ او غیرہم من اخوانہ او ابن عمہ ان یضطجع مکانہ خوفا علیہ ان یقتلہ احد من یرید بہ السوء یعنی جناب ابو طالب ہر شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر لیٹنے کے لیے کہتے اور حریب لوگ سو جاتے تو آپ کو وہاں سے اٹھا کر اپنے کسی میٹھے یا بیانی یا ابن عم کو آپ کے بستر پر اس خوف سے سلاتے کہ مبادا وہ لوگ کہ آپ کے ساتھ رہائی کا ارادہ رکھتے تھے آپ کو تکلیف نہ پہونچائیں ۔

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وینہون وینا ون عنہ قال تولت فی ابو طالب کل بنی عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا عمل جاء بہ (اخرجه عبد الوفاق فی المصنف) جناب ابن عباسؓ اس آیت کے خان نزول میں جبکہ یہ ترجمہ ہے کہ بندہ کرتے ہیں اور باز رکھتے ہیں اس سے) کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب ابو طالبؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے باز رکھتے تھے اور حضرت کو یہی جسکے لیے وہ مبعوث ہوئے تھے بندہ کرتے تھے ۔

وما نقلہ القرطبی فی کتابہ الاسمی بالاعلام عنہ مدو محبت ابی طالبؓ لسیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد خرج الکعبۃ یوما وادان یصلی فلما دخل فی الصلوۃ قال ابو جہل لعنہ اللہ من یقوم الی هذا الرجل فیفسد علیہ الصلوۃ فقام عبد اللہ بن الزبیری واخذن فرثا و دما فلطم بہ وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانتقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوۃ و اقی الی ابی طالب عمہ وقال یا عم الا ترى ما فعل بی فقال لہ ابو طالب من فعل بک هذا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن الزبیری فقام ابو طالب فوضع سیدہ علی عاتقہ و مشی حتی اقی القوم فلما راوہ قد اقبل فوضوا لہ فقال ابو طالب ان قام رجل جلیتہ لبیفی هذا فمر قال یا بنی من فعل بک هذا فقال عبد اللہ بن الزبیری فاحخذ ابو طالب فرثا و دما فلطم وجوہہم و تباہموا سالہم القول قرطبی اپنی کتاب علام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب ابو طالبؓ کی سچی محبت کا ذکر اس طرح سے کرتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے ابو جہل ملعون نے کہا کوئی ہے کہ اگلی نماز کو فاسد کرے پس سر عبد اللہ بن زبیری نے اٹھ کر لیا اور خون آنحضرت صلی

امام علیہ السلام کے منہ مبارک پہلے یا حضرت دہان سے نماز کو ترک کر کے اپنے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور کہا اے چچا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میرے ساتھ کیا کیا گیا ہے ابوطالب نے پوچھا کہ یہ کتنا غنی کس نے کی ہے آپ نے فرمایا عبداللہ بن زبیری نے پس جناب ابوطالب اپنے کاندھے پر تلوار رکھ کر لوگوں کو بلا کر آئے جب ان لوگوں نے ابوطالب کو متوجہ اپنی طرف پایا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے جناب ابوطالب نے کہا واللہ اگر کوئی تم میں سے اٹھیں گا تو میں اس تلوار سے اس کو قتل کروں گا بعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تم سے یہ گستاخی کی ہے آپ نے عبداللہ بن زبیری کا نام لیا جناب ابوطالب نے لید اور خون لیکر ان کے چہرہ پر اور دائرہ میون کو اور کپڑوں کو ملدیا اور سخت د ست باتیں کہیں ۔

ان کے اسلام لانیکی نسبت نہایت اختلاف ہے۔ ثقۃ الحفاظ ابو الکرام عبدالسلام بن محمد بن حسن لکھتے ہیں : اتفق ائمۃ اہل البیت ان اباطالب مات مسلماً وخلاف اہل البیت فی الاسلام غیر معتبر یعنی اہل بیت علیہم السلام اس بات پر متفق ہیں کہ جناب ابوطالب مسلمان ہو گئے تھے اھل ان کے اسلام میں اہل بیت کے خلاف روایتیں معتبر نہیں ۔

انسان العیون میں علامہ علی بن برہان الدین الشافعی لکھتے ہیں عن مقاتل ان اباطالب قال عند موته یا معشر بنی ہاشم اطیعوا محمداً وحسناً قوا ترشدوا مقاتل سے روایت ہے کہ جناب ابوطالب نے وقت وفات بنی ہاشم کو وصیت کی کہ اے گروہ بنی ہاشم تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور انکو سچا جانو نہایت بکڑو۔ رستگاری پاؤ گے ۔

عن ابن عباس قال لما تقارب من ابی طالب الموت نظر العباس الیہ بحرك شفته فاحضه الیہ فقال یا بنی اخی والله لقد قال اخی الکلمۃ الی امرتہ بھار انسان العیون للعلامہ علی بن برہان الدین الشافعی) اس روایت کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی علی الرحمتہ نے بھی مدارج النبوة میں لکھا ہے۔ در روایت ابن اسحاق آمدہ کہ وہ سے اسلام آوردہ بہ نزدیک موت۔ وابن عباس گفت کہ چون قریب شد موت ابوطالب نظر کرد عباس بسوئے دے و دید کہ می جنبانہ لبہا سے خود را پس گوئز نہاد بسوئے او پس گفت یا بنی اخی واللہ تحقیق گفت برادر من کلریا کہ امر کردی تو اور ابدین کلمہ۔

ابن عساکر اپنی تاریخ میں ذیل ترجمہ جناب ابوطالب صاف طور سے قائل ہوئے ہیں کہ لاند اسلام خود جناب ابوطالب کے بعض شمار سے انکا اسلام ثابت ہوتا ہے چنانچہ انکا قول ہے ۔

ودعوتنی وعلت انک صديق ولقد صدقت وکنت قبل اميناً

ولقد علمت بان دين محمد من خيرا ديان النبوة ديناً

یعنی ہدایت کی تونے بھٹکوا دینے جان لیا کہ تو سچا ہے۔ اور بے شک تونے سچ کہا ہے اور تو پہلے سر امین ہے اور جان لیا میں نے کہ دین محمدی تمام خلقت کے دنیوں سے بہتر ہے۔

عن ابی ذر افہ قال سمعت اباطالب يقول سمعت بن اخی محمد بن عبد الله يقول انه ربه بعثه بصلواته
الاحكام وان يصيد الله وحده ولا يعبد سعة غيره ومحمد المصطفى الامين راخو جہا بن عباس کہ
فی تاریخہ) ابوزر افہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوطالب کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بہائی کا بیٹا محمد
بن عبد اللہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے صلہ رحم کے لیے بھیجا ہے اور اسکے پیو میں ایک خدا کی پرستش کروں
اور اسکے سوا کسی دوسرے کو پوجوں اور محمد بہت بہت گوارا میں ہیں *

اگرچہ جناب ابوطالب کے اسلام کی نسبت مورخین کا اختلاف ہے لیکن اس میں کسی کو کلام نہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کی وفات پر نہایت تاسف فرمایا ہے اور ان کے انتقال کے برس کا
نام عام الحزن رکھا۔ اور خدا سے انکی مغفرت مانگی قال الواقدي عن علي لما توفي ابوطالب خرج
رسول الله صلى الله عليه وسلم فبكاء شديدا ثم قال اذهب فاحمله وكفنه غفر الله له فقام

لما العباس بن رسول الله اتجواله فقال اي والله اني لا رجولة وحبل رسول الله يستغفر له اياماً
ولا يخرج وقال ابن عباس عارض رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال وصلتك رحا فجزاك الله
يا هم خيرا رتذ کر خواص الامہ لسط ابن الجوزی) واقدي کہتے ہیں کہ حضرت علی فرماتے تھے
جب جناب ابوطالب کا انتقال ہوا اور میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر پہنچائی آپ
بہت روئے اور مجھے ارشاد کیا جا انکو غسل دو اور کفناؤ خدا انکو بخشنے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا
رسول اللہ آپ انکی مغفرت کے امید رکھتے ہیں آپ نے فرمایا واللہ میں امید رکھتا ہوں اور آپ کہتے دن گھر
سے باہر نکلے اور ابوطالب کے لئے طلب مغفرت کرتے رہے ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابوطالب کے جنازہ کے لئے جاکر اکیلا اور فرمایا اے محمد! میں تم سے صلہ رحم کیا لایا اور اے محمد! میں تم سے صلہ رحم

لہ عن ابی سعید الخدري ان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعثت الى اربع عمرة لما العباس فبكتي باي
الفضل فله ولولاه الفضل الى يوم القيمة لما خرمه ذكفي باي الاملا فاحلى الله قدره في الدنيا والآخرة ما عبد
العزى فبكتي باي لهب فادخله الله النار والهبا عليه ما عبد من ان ذكفي باي يتكافله ولولاه
المطاولة فما الى يوم القيمة ما خرمه ابن عباس كروا السيوطي في الدنيا المنشور في سنة ثمان مائة اربع

فیروزے

عن علی قال لما مات ابوطالب خیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بوثہ فیکل وقال اذہب فاطمہ
 یکنہ ووارثہ عقرامہ لہ ورجلہ راخوجہ ابوہما وولد النسانی وابن خدیجہ وغیرہم جناب
 علی کہتے ہیں کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو میں نے جناب سرور دنیا و دین کو انکے انتقال کی خبر دی آپ
 نے مجھے فرمایا جاؤ انکو نہلاؤ اور کفن پہناؤ اور دفن کرو خدا ان کو بخشے اور رحم کرے۔
 جس وایات سورہی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے جنازہ پر تشریف ہی لے گئے
 لکہ انکے جنازہ کے لیے انکو بنی احمام سے تازیح ہی کیا ہے چنانچہ ابن عساکر اپنی تاریخ میں
 لکھتے ہیں عن ابی عامر المہوزی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج معارضنا جنازۃ ابی
 طالب ہو یقول یا ہم وصلک ذحایفے ابی عامر ہونی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم جناب ابوطالب کے جنازہ پر انکی بنی احمام سے تازیح کرنے کو نکلے اور فرمایا اے چچا میں تم سے
 صلہ رحمی چاہتا ہوں۔

اس میں بھی شک نہیں کہ جناب ابوطالب اپنی اولاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی
 وصیت کرتے رہے عن علی انما سلم قال لہ ابوطالب الذم ابن عمک راخوجہ ابن عساکر
 جناب علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اسلام لایا مجھ سے ابوطالب فرمانے لگے اپنے ابو
 عم کی متابعت کرو۔

عن عمران بن حصین ان اباطالب قال لجعفر لما سلم قبل جناح ابن عمک صلی جعفر
 مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم راخوجہ ابن عساکر عمران بن حصین نقل کرتے ہیں کہ جب جناب
 جعفر مشرف باسلام ہوئے تو ابوطالب نے ان کا اپنا بن عم کے بانہ کھینچ کر اٹھایا جس پر آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کو ادا کیا۔

جب تک کہ جناب ابوطالب بقیہ حیات رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں
 پہونچنے دی عن ہشام بن عروہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نالت
 منی قرابتی عیثا اکوہ حتی مات ابوطالب راخوجہ بن حریب الطبری فی تاریخہ ہشام
 بن عروہ اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جیسا کہ ابو
 طالب زندہ رہے میں مکروہ امر فرشتے سے نہیں پہنچا۔

جناب امیر کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ زہرا بنت اسد بن ہاشم کا ذکر

علامہ ابن حجر انکے صدر ترجمہ میں کہتے ہیں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف القرشیۃ الهاشمیۃ
 امر علی بن ابی طالب وہی اول ہاشمیۃ ولدت خلیفۃ قال الزہری اول ہاشمیۃ ولدت لہا
 یعنی جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم اور مرہبان جناب اسیر المؤمنین علی علیہ السلام وہ پہلی ہاشمیۃ ہیں جن
 سے اول خلیفہ بنی ہاشم تولد ہوئے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں سے اس کے اول تدوین حدیث فرمائی ہے
 فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ بنت اسد پہلی ہاشمیۃ عورت ہیں جو ہاشمی ہر جناب ابو طالب کے حاملہ ہو کر نچ جنبی
 ہیں یعنی جناب اسیر علیہ السلام ایسے اول ہاشمی ہیں کہ جنکے دونوں ماں باپ ہاشمی تھے +
 جناب فاطمہ بنت اسد کو سلام پر سب مورخ متفق ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک
 ہجرت تھیں اور سابقات الاسلام کی فہرست میں بعد خدیجۃ الکبریٰ کے انہیں کا نام درج ہے۔ قال
 الشعبی سلمت وهاجرت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو اپنی والدہ کے برابر
 سمجھتے تھے +

عن النسب بن مالک قال لما ماتت فاطمة بنت اسد بن ہاشم امر علی فدخل علیہا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم وجلس عند رأسہا وقال وحک اللہ یا امی کنت امی بعد امی تجوعین و
 تشبعین وتعرین وتکسین وتنعین نفک طیل طعام وقطعنی تریدین بذلک وجہ اللہ
 والدار الآخرۃ وقال انس امر بغسلہا فلما بلغ الماء الذی فیہ الکافور اسکبہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم بیۃ علیہا والبسہا قمیصہ وامر عمر واسامۃ بن زید وابی ایوب لافضای عنہما
 قبرہا فلما حضروا بلغوا لحد حفرة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیۃ واخرج ترابہ ثم اضجع
 فیہ وادخلہا فیہ هو وابوبکر والعباس ثم دعا بهذا الدعاء اللهم اغفر لہا فاطمہ بنت
 اسد والقنہا جنتہا ووسع علیہا مدخلہا بحق نبیک محمد والانبیاء الذین من قبلک ارحم
 الراحمین وروی عن ابن عباس نحو ذلک وزاد فقالوا ما رأینا کما صنعت بل کما صنعت بهذا
 قال انه لم یکن بعد ابی طالب ابرمنہا البستہا قمیصی لتکس من حلل الجنة وخطمت فی
 قبرہا لیہون علیہا عذاب القبر وروی ایضا من علی باختلاف سیر اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ
 ان ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ بنت ہاشم جناب علی کی ماور مرہبان کا انتقال ہو گیا
 جناب رسالت اک صلی اللہ علیہ وسلم انکے جنازہ پر تشریف لے گئے اور انکے سر پرانے میٹھے لگئے اور فرمایا
 اے میری ماں تجھ پر خدا رحم کرے تو میری ماں کے بعد میری ماں تھی تو آپ بہو کی رہتی تھی اور مجھے کہلاتی
 کرتی تھی اور تو آپ تنگی رہتی تھی اور مجھے پستایا کرتی تھی تو اپنی جان کو اچھے کمانے سے باز رکھتی تھی

اور مجھے کھلائی تھی تو خاص خدا کے لیے اور آخرت کو گھر کے لیے جیسے سلوک مجھ سے کرتا رہی سائنس کہتے ہیں کہ بچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے غسل کا حکم یا حبیب اس پانی کے ڈالنے کی نوبت پہنچی جس میں کہ کاغذ ملا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اپنے وہ پانی ڈالا اور اپنا پیرا ہن انکو پہنایا اور جناب عمر بن خطاب اور اسامہ بن زید اور ابوالیٰ ہذا رضی اللہ عنہم کو قبر کھودنے کا حکم دیا جب وہ قبر کھود چکر اور لحد تک پہنچے تو آپ نے اپنے دست مطہر سے ہکو کھودنا شروع کیا اور اس سے مٹی نکالی اور اس میں لیٹ گئے اور ان کو خود بدولت حضور نے اور جناب ابوبکر اور عباس نے قبر میں اتارا ہر انکے لیے یہ دعا پڑھی کہ اے پروردگار سیری مان فاطمہ بنت اسد کو مغفرت کرا اور اسکی دلیل ہکو تلقین فرما اور میری قبر کو کشادہ کر لطیفیل اپنے بنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دو سکر انبیاء علیہم السلام جو کہ مجھ سے پہلے گزرے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی اس طرح سے مروی ہے انہوں نے اس بات کو اپنی روایت میں زیادہ بیان کیا ہے کہ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انکی قبر میں خود بدولت لیٹے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے انکے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جو حج تک آپ نے کسی سے نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ بعد جناب ابوطالب کے ان سے زیادہ کوئی میرے ساتھ نیکی کر نیوالا نہیں تھا میں نے اس لیے اپنا پیرا ہن انکو پہنایا تاکہ وہ جنت کی پوشاک پہنیں اور ان کی قبر میں میں اس لیے لیٹا کہ اپنے عذاب قبر آسان ہو جائے۔ جناب امیر نے یہی اس حدیث کو توڑے سو حقیقت کے ساتھ روایت کیا ہے *

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت فضیل

۱) عن ابن عباس قال توفي لصفية بنت عبد المطلب ابن فمكت عليه قال طهار رسول الله صلى الله عليه وسلم تبكين يا عمه من توفي له ولد في الاسلام كان له بيتا في الجنة يسكنه فلما خرجت لقيها رجل فقال لها ان قرابة محمد صلى الله عليه وسلم ان تغف عنك شيئا فمكت فسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم صوتها فخرج من ذلك وخبره وكان صلى الله عليه وسلم مكرما لها فقال لها يا عمه تبكين وقد قلت لك ما قلت قالت ليس لك ابكافي واخبرته بما قال الرجل فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا بلال هجر بالصلاة فخرج شرفا فقام فحمد الله واثنى عليه ثم قال ما بال اقوام يزعمون ان قرابتي لا تنفع ان كل سبب ينقطع يوم القيمة الا بسبب ولسي وان رحمى موصولة في الدنيا والاخرة راخرج بالطبراني والبيهقي ابن عباس رضي الله عنهما

عند کہتے ہیں کہ جناب صفیہ بنت عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہی کا ایک بیٹا مر گیا وہ رونے لگیں آپ نے ان سے کہا بہی جان تم روتے ہو حالانکہ جس شخص کا بیٹا اسلام میں مرجائے حنت میں ہو گا ایک گہر رہنے کے لیے ملیگا جناب صفیہ گھر سے باہر نکلیں تو ان سے ایک آدمی کہنے لگا جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت سے آپ کو کچھ نفع نہیں ملیگا وہ بہرہ رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا حضرت گہرا لٹھے آپ اپنی قرابت مر جان تھے آپ نے اپنے کہے کہ بہی جان بہنے آپ سے جو کچھ کہنے کا حق تھا کہا ہے آپ بہرہ روتی ہیں جناب صفیہ نے عرض کی میں بیٹے کے مرنے سے نہیں روتی اور آپ کو تمام قصہ سنایا جو کہ اس آدمی نے کہا تھا جناب بہت خفہ ہوئے اور بلال سے فرمایا اے بلال لو کون کو نماز کے لیے پکار بلال نے لوگوں کو نماز کے لیے پکارا بہرہ جناب خطب کے لیے کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثناء بارشعائے کے فرمایا کیا حال ہے اس گروہ کا جو یہ خیال کرتے ہیں کہ میری قرابت قیامت کو دن نفع نہیں دیگی۔ تحقیق کہ ہر ایک سہل و سبب قیامت کے دن میرے سبب اور سب کو سوا منقطع ہو جائیگی میری قرابت دنیا و آخرت میں ملنے والی ہے *

۲۲ عن عبد المطلب بن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا یدخل قلب امرئ ایمان حتی یحبکم وہ ولقرابتی راخرجه احمد والترمذی عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وادہ کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا جب تک کہ تم سے نہ اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے *

اگرچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف قرابت میں حضرت عباس بن عبد المطلب ہی شریک ہیں لیکن جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر قریب ہیں کیونکہ جناب عبد اللہ ماجد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوطالب والد ماجد جناب علی علیہ السلام برابر عینی تھے ان دونوں بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن العائد المخزومیہ تھیں یہ قریب حضرت عباس کو حاصل نہیں تھا چنانچہ اسکا ذکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے *

۲۳ عن الشعبي قال بیفا ابوبکر جالس اذ طلع علی فلما رآه قال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابتہ واعظمہم متراہ وافضلہم حالۃ واعظمہم معنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الی هذا الطالع و اشار الی علی بن ابی طالب راخرجه ابن السمان والد القطنی شعبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے جب انہوں نے جناب علی کو دیکھا تو کہنے لگے جو شخص کہ خوش ہوتا ہو کہ ایسا آدمی کو

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قرابت والے اور سب سے بڑے منزلت والے اور سب سے افضل حالت والے اور سب لوگوں سے بڑے رتبہ والے کو دیکھنا چاہتا ہو تو اس آئیو والے کو دیکھے اور جناب علی بن ابی طالب کی طرف اشارہ کیا۔

(۴) قال ابو بکر بن عیاش لو انانی ابو بکر وعمر وعلی لبدلت بحاجۃ علی قبلہما لقرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولان اخر من السماء احب الی من ان اقد مہما علیہ (صواعق محرقة) ابو بکر عیاش کہتے ہیں کہ اگر میرے پاس ابو بکر اور عمر اور علی تشریف لائیں تو میں حضرت علیؑ کے ضرورت کو پہلے روا کر دوں گا ان دونوں صاحبوں کی ضرورت پر بوجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے آسان سے زمین پر گرنا میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ میں ان دونوں صاحبوں کی ضرورت کو جناب امیرؑ کی ضرورت پر مقدم سمجھوں۔

(۵) اخرجا الدارقطی ان علیاً یوم الثوری احتج علی اہلہ فقال لہم انتہد کربا لہ صلی اللہ علیہ وسلم احد اقرب الی رسول اللہ فی الہم منی من جملہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ ونبیۃ ابنائہ غیریہ قالوا اللہم لا واقطنی روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شورے پر جناب امیرؑ نے حجب پیش کی کہ میں نہیں قسم دیکر بوجہ پتا ہوں کہ تم میں رشتہ داری میں مجھ سے کوئی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی ہے میرے سوا اور کس کے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نفس اور کس کے بیٹوں کو اپنا بیٹا کہا ہے سب نے کہا خدا کی قسم کوئی نہیں۔

(۶) واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المؤمنین والمہاجرین عن عباس قال ذلک علی لانہ کان مؤمناً مہاجراً ذادہم راخوجہ بن مردویہ اور قرابت والے بعض ان کے نزدیک ترین بعض سے اس کی کتاب میں ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ سے مراد ہے کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے۔

مصاہرت کا شرف

(۱) عن محمد بن سیرین فی قولہما وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصہرا قال انہا نزالت فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن ابی طالب ہوا بن حم النبی ووزوج فاطمۃ فکان نسبا وصہرا (کفایت الطالب) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کر شان نزول میں کہ بساکا ترجمہ یہ ہے

کہ وہ وفات جس نے پانی سے بہت شر کو پیدا کیا اور یہ نسب اور سسرال کے لئے بنائے (بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ جناب رسول پاک کو ابن عم اور جناب سیدہ کوزجہ بن پسائے کے دو رشتہ ایک از روئے نسب اور ایک از روئے سسرال والی کے ٹھہرائے۔

(۲) عن محمد بن الخطاب قد ذکر عندنا علی قال ذاک صہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل جریلا فقال ان اللہ یاہل ان تزوج ابنتک من علی (اخرجہ بن السمان) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ذکر کیا اور ان کے پاس جناب علی علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے۔ کہ یہ یعنی جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں خیر بل نے شرف نزول فرما کر کہا کہ امیر اجل جلالہ و علم نوالہ حکم فرماتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی دختر نیک اختر کی شادی علی سے کریں۔

(۳) عن ابی حمزہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی وتیت ثلاثا لم یؤتی احد ولا انا وتیت صہرا مثلی ولماوت انا مثلی وادعیت صدیقہ مثل ابنتی ولماوت مثلها وادعیت الحسن والحسین من صلبک ولماوت من صلبہ مثلها ولا انتم منی وانا منکمما راخوہ الدبلی ابو سعید شرف الذیوۃ والامام علی بن موسی الرضا فی مسندہ) ابی حمزہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ یا علی بیچتے تین ایسی باتیں عطا ہوں ہیں کہ کسی ایک کو حاصل نہیں ہو سکتا اور بیچتے ہی وہ باتیں نہیں ملیں۔ بیچتے تو مجھ سے سسرال ملا ہے کہ مجھ کو نہیں ملا اور تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے کہ مجھ کو ایسی نہیں ملی تجھ کو میری صلیب سے حسن اور حسین ملے ہیں اور مجھ کو میری صلیب سے ان جیسا نہیں ملا۔ تحقیق تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ (۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اشہد قد بلغت هذا الخی و ابن عمی وصہری وابو ولدی اللہم کب من عاداہ فی النار (اخرجہ بن البخاری) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار تو گواہ رہو میری لوگوں کو یہ بات پہونچا دی ہے کہ یہ یعنی علی بن ابیطالب میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرا بچوں کا باپ ہے اے پروردگار جو شخص کہ اسے دشمن رکھے اسے آگ میں اوندھا کرے۔

یہ شرف جناب سر تفسر علیہ التحیۃ والتثاویر کی ذات باریکات کے سوا کسی صحابی کو حاصل نہیں ہوا۔ اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی جناب سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ لیکن جناب نبوی کی اشرف اولاد حضرت سیدہ ہی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار کا ظہور حضرت سیدہ جی

ہوا ہے اور حضرت سیدہ کے سوا حضرت کی نسل منقطع ہو گئی ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ علیہ الخیرہ والہا کے مناقب و فضائل کا کس قدر اس مقام میں ذکر کیا جائے۔

مناقب جناب سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء علیہا السلام

جناب سیدہ علیہا السلام کی سن ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک انکا تولد مبارک بعثت سوانح پر پندرہ سال بعثت میں واقع ہوا ہے عن عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر الهاشمی بقول ولد فاطمة سنة احدى واربعين من مولد النبي صلی اللہ علیہ وسلم (استیعاب) عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر ہاشمی سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کا تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے اکتالیس برس کے بعد واقع ہوا ہے *

بعض مورخین کے نزدیک بعثت سوانح پر پندرہ برس کے بعد واقع ہوا ہے۔ بہر حال بقول صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث بالرسالة ہوئے بعد حضرت سیدہ علیہا السلام کا تولد ہوا ہے۔ اور احادیث مندرجہ ذیل بھی اسی کی تائید ہیں *

عن سعد بن ابی قاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل بفرجة من الجنة فاكلتها ليلة اسرى بي فعلق خديجة فحملت بفاطمة فكننت اذا اشتقت رائحة الجنة شمت فيه فاطمة راخو جہ الحاکم سعد بن ابی قاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریل جنت کی ایک ہی میرے پاس لائے اور شب عراج میں منبر اُسے کہا پاد اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، اسی شب میں مجھے حاملہ ہوئیں اور فاطمہ کو جنین پس جب مجھ کو جنت کی بو کا شوق غالب ہوتا ہے تو میں فاطمہ کا دہن مبارک سونگتا ہوں *

(۴) عن ام المؤمنين عائشة قالت قلت يا رسول الله اذا اقبلت فاطمة جعلت لسانك في فيها فانك تريد ان تلحقها عسلا فقال صلی اللہ علیہ وسلم انه لما اسرى بي الى السماء وادخلني جبريل الجنة فناولني تفاحة فاكلتها فصارت نطفة فلما تولدت من واقعت خديجة ففأنت من تلك النطفة فكلما اشتقت الى تلك التفاحة قبلتها راخو جہ الخطيب الذکابی و ابو سعد فی شرف النبوة) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منبر عرض کیا یا رسول اللہ حیکہ جناب فاطمہ تشریف لانی ہیں آپ اپنی زبان مبارک کو انکے منہ میں اتار

ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ شہد جاٹ رہے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب سراج میں مجھ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جبریل مجھ کو جنت میں لے گئے اور وہ سیری پاس جنت کی ایک ہی لائے میں ہوئی کہ وہ تحلیل پا کر ایک لطفہ کی شکل بن گئی جیسا کہ زمین پر آیا اور سے جناب خدیجہ کبریٰ حاملہ ہوئیں اور اس لطفہ سے جناب فاطمہ پیدا ہوئیں جب مجھے اس ہی کی طرف شوق غالب ہوتا ہے تو میں جناب فاطمہ کے موندہ کو چومتا ہوں ۔

جناب فاطمہ علیہا السلام کی والدہ ماجدہ کا نام نامی ام المومنین سابقۃ الاسلام صدیقۃ الکبریٰ حضرت بنت خویلد ہے جو سب سے اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہیں جنکے فضل میں لا تعدو لائے احادیث وارد ہیں ۔

عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضلت خدیجۃ علی النساء امتی کما فضلت مریحۃ علی النساء العالمین (اخرجہ الدیلمی) روایت ہے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدیجہ کو سیری بہت کی عورتوں پر اس طرح سے فضیلت دی گئی ہے جس طرح سے کہ مریم بنت عمران کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا ہوئی ہے ۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل نساء اہل الجنة اربع مریحۃ بنت عمران وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمہ بنت محمد وائسیہ بنت فراس قال ابن عباس خطروا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع خطوط ثم قال اندرون لم خطت هذه الخطوط قالوا لا قال ذلک (اخرجہ الدیلمی)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے چار خط کہیںے اور پھر فرمایا آیا تم جانتے ہو میں نے یہ خط کیوں کہیںے ہیں لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ اہل جنت کی عورتوں میں سے چار عورتیں افضل ہیں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور اسیہ بنت مراحم ۔

جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ تسمیہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے ۔

(۱) انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما سمیت فاطمۃ لان اللہ فطمہا من النار (اخرجہ الدیلمی) انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اسے فاطمہ نام رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے ۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتقی فاطمۃ حوراء ادمیۃ لم یخص و

ولم تطلث انما سماها فاطمة لان الله عز وجل فطمها من النار (اخرجه العسافى) ابن عباس روى
 کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میری بیٹی فاطمہ نوع انسان میں حمد
 ہے حیض و نفاس سے ظاہر ہے ہر نام اس لئے فاطمہ رکھا گیا ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر کوئی کو فرخ
 کی آگ سے خدا کیا ہے *

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة علي يا رسول الله لم صليت فاطمة
 قال ان الله قد فطمها وذريتها من النار (اخرجه ابو القاسم الدمشقي وقله محب الطبري
 عن مسند علي بن موسى الرضا عليه الف التحية والثناء) جناب علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک
 دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ کو مکر پکارا حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ
 آپ نے ان کا نام نامی فاطمہ کیوں رکھا ہے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے ان کو اور ان کی ذریت کو فرخ
 کی آگ سے بچا دیا ہے *

اسد الغابین وکالت فاطمة تکتی بابیہا ای فاطمة بنت محمد) یعنی جناب فاطمہ اپنے والد ماجد
 کے نام مبارک کنیت کی جاتی تھیں یعنی فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم *

بعض لوگ ام الحسن بھی کہا کرتے تھے (نزل الابرار)
 جناب سیدہ کے اشہر القاب ہیں سے البتول - سیدۃ النساء - فضل النساء - خیر النساء - صدیقہ
 الزہراء - المبارکہ - الطاہرہ - الزکیہ - الراضیہ - المرضیہ - المحدثہ - ہیں (نزل الابرار)

البتول

عن علی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعناک یارسول
 اللہ تقول مرہم بتول وفاطمہ بتول فقال البتول التي لم تحمق قط ای

لم تحق فان الحيض مکروه فی بنات الانبیاء (اخرجه الحاكم) جناب علی علیہ السلام کہتے
 ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بتول کو کیا معنی ہیں کیونکہ ہم
 نے آپ کو کہ بتول اور فاطمہ بتول فرماتے ہوئے سنا ہے فرمایا بتول وہ ہے جس نے سر جی کو نہ دیکھا ہو
 یعنی ہر کوئی حیض نہ ہوا ہو کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے *

(۱) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول الله

سیدۃ النساء

صلى الله عليه وسلم لفاطمة الان رضى بين ان تكون سيدة

نسائ العالمين وسيدة نساء اهل الجنة وسيدة نساء هذه الامة
 (اخرجه الحاكم) ام المؤمنين عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی

امام علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا آیا تم اس سے راضی نہیں ہو تین کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم تمام مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم اس ہمت کی عورتوں کی سردار ہو۔

(۲) عن حذیفۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نزل ملک من السماء فاستاذن اللہ ان یسلم علی فبشر فی باز فاطمۃ سیدۃ نساء اهل الجنة (اخرجه احمد والترمذی والنسائی والرویان والحاکم وابن حبان) روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اللہ تعالیٰ سے اس سے سلام کرنے کے لیے اذن طلب کیا اور مجھ کو خوشخبری پہونچائی کہ تحقیق فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

(۳) عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاطمۃ سیدۃ نساء اهل الجنة الاما کان مریم بنت عمران (اخرجه ابو یعلیٰ وابن حبان والطبرانی والحاکم) ابوسعید ناقل ہیں کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سردار ہے اہل جنت کی لوگوں کی عورتوں کی سوا مریم بنت عمران کے۔

(۴) عن فاطمۃ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ اما ترضین ان تاتی بیوم القیامۃ سیدۃ نساء المؤمنین (اخرجه الدیلمی) جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ مجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ تو راضی نہیں ہوتی کہ فیارت کے روز تو سب مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو۔

(۵) عن عمران بن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد فاطمۃ وہی مریضۃ فقال لہا کیف نجتک یا ابنۃ قال ابی وجعت وانہ لیزید فی مالی طعام اکلہ قال ابنتی اما ترضین انک سیدۃ نساء العالمین قال یا ابی فاین مریضۃ عمران قال سیدۃ نساء ما ہا وانت سیدۃ نساء عالمک انا واللہ لقد زوجتک سیدۃ فی الدنیا والاخرۃ (استیعاب عبد البر) عمران بن حصین کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور دنیا و دین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جناب فاطمہ کی عیادت کو گئے وہ مریض تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا اے بیٹی ہم یہ کیا حال تیرا دیکھ رہے ہیں عرض کیا یا رسول اللہ میں بیمار ہو گئی ہوں۔ اور مجھ کو آخرت بھی ناچار کیا ہے کہ میرے پاس کچھ کھانسی کی چیز نہیں جسے میں کھا سکوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آیا تو راضی نہیں ہوتی کہ تو تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پس مریم بنت عمران کہاں رہیں حضرت نے فرمایا وہ اپنے عالم کی سردار

سے تم اپنے عالم کی ہو۔

(۶) عن ام سلمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا فاطمة عام الفتح حدثها فبكت ثم حدثها ففصحت فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم سالتها عن بكائها وخصوها فقالت اخبرني انه يموت فيكيت ثم اخبرني اني سيدة نساء اهل الجنة الاميريم بنت عمران ففصحت بالخبر (الترمذي) جناب ام المؤمنين اہم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہو کہ فتح مکہ کی برس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا ان سے کوئی بات کی وہ رونے لگیں پھر ان سے دوسری بات کی وہ ہنسنے لگیں جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا میں نے انکو انکے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی جناب فاطمہ فرماتے لگیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے انتقال پر ملال کی خبر دی میں رونے لگی پھر حضرت نے مجھے خبر دی کہ میں سوا میریم بنت عمران کے سب اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں پس میں ہنس پڑی۔

(۷) عن ابی ہریرۃ و ابی الدرداء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة سيدة نساء العالمين ما خلا ميريم بنت عمران (اخرجه الديلمی الطبرانی وابن حبان) ابو ہریرہ اور ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہو کہ جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سب جہان کی عورتوں کی سردار ہے سوا میریم بنت عمران کے۔

(۸) عن عائشة قالت كنا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند فاطمة فاطمة ما تضحی مشيتها من مشية رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما راها قال مرحبا يا ابنتي ثم اجلسها ثم سارها فبكت بكاء شديدا فلما رأى حزنها سارها الثانية فاذا هي تضحك فلما قام رسول الله صلى الله عليه وسلم سالتها عما سارك قالت ما كنت لا متني على سر رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما توفي قلت عزمت عليك بما لم عليك من الحق لما اخبرتي قالت اما الان فنعيم اما حين سارني في امر الاول فانه اخبرني ان جبرائيل كان يبارضني القرآن كل ستة اشهر وانه عارضني به العام مرتين ولا اركل الاجل الا قد اقترب فاقضى الله و اصبري فاني نعم السلف انا لك فلما رأى جرحي سارني الثانية قال يا فاطمة الاتوضين ان تكوفي في سيدة نساء اهل الجنة وسيدة نساء المؤمنين راخوها لجناري والمسلم جناب ام المؤمنين عائشة صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بی بیوں کے پاس موجود تھیں اتنے میں جناب فاطمہ علیہا السلام تشریف لائیں انکی رفتار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار جو چپتی نہیں تھی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کے مشابہت ہی جو چھوڑنے انکو دیکھا تو مرحبا لے میری بیٹی کسکد لپکا۔ پیران سو سرگوشی کی وہ سخت روئو جو چھوڑنے انکا غم داندہ دیکھا دوبارہ ان سو سرگوشی کی وہ ہنس ثپین حبیب حضور انکے سر پر لگے جناب عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ حضور نے آپ سے کیا سرگوشی کی تھی۔ جناب فاطمہ نے کہا میں ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز کو افشا نہیں کرنے کی جب حضور اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو میں نے جناب فاطمہ سے کہا میں تمکو اس حق کی جو میرا غیب سے قسم دیکر پوچھتی ہوں کہ مجھے اس کو بتاؤ۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ اب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما چکے ہیں اب میں اسکو بیان کرتی ہوں جسے اس میں مجھ سے حضور نے سرگوشی کو تو بیان کیا کہ ہر ریس میں جبریل مجھ سے ایک دفعہ قرآن مجید کا مقابلہ کرتے تھے اس سال میں دودفعہ مقابلہ کیا ہے میں سوال سکے ہیں دیکھتا کہ میری رحلت قریب آگئی ہے پس تو خدا سے ڈیو اور صبر کر یو میں تیرا احباب آگے جانے والا ہوں۔ جب حضور نے میرے رونے کو ملاحظہ کیا تو پیر مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا یا فاطمہ تو رہنی نہیں ہوتی کہ ہو تو سب اہل حبت کی عورتوں کی سردار اور سب مومنین کی عورتوں کی سردار۔

فضل النساء

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل نساء

اهل الجنة خديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد راخرجه ابو داود

والنساء والحاكم ابن عباس رضوا اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب اہل حبت کی عورتوں سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خير النساء

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير نساء امتي فاطمة

بنت محمد راخرجه الحاكم انس بن مالك روايت کرتے ہیں کہ حضور نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب میری امت کی عورتوں سے بہتر فاطمہ بنت محمد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نساء العالمين مريم بنت عمران وخديجة بنت

خويلد وفاطمة بنت محمد وانسية بنت فراحم راخرجه احمد انس بن مالك روايت کرتے ہیں کہ یہ

تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افضل میں کافی ہیں بڑے لیے سب دیا

کی عورتوں سے ہر عورت میں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور انس بنت

مزامم۔

الصنف الثامن

عن ابی الحسن قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يا اهل اوتيت ثلاثا لم يوفق

احد ولا انا اوتيت صهرا مثلي ولم اوت انا مثلي واوتيت صديقة مثل ابنتي ولم اوت
مثلا واوتيت الحسن والحسين من صلبك ولم اوت من صلبك مثلهما ولا تم مني وانا
منكم اراخرجه الديلي، ابو المحرار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یا علی تجھ کو تین ایسی باتیں عطا ہوئیں ہیں کہ کسی کو نہیں ملیں۔ اور وہ مجھ کو بھی نہیں ملیں تجھ
کو سسر بھسا ملا ہے اور مجھ کو بھسا نہیں ملا۔ تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے اور مجھ کو ویسی نہیں
ملی۔ تجھ کو حسن حسین تیری صلب کے عطا ہوئے ہیں۔ اور مجھ کو ان جیسی نہیں ملی۔ اور البتہ تم مجھ سے
ہو اور میں تم سے ہوں۔

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نزدیک احب اہل بیت ہو جناب کا

عن اسامة بن زيد ان النبي صلى الله عليه قال احب الي فاطمة راخرجه الترمذي والحاكم
قال الديلي قاله حين سألته صلى الله عليه علي والعباس فقال يا رسول الله اي اهلك احب
اليك اسامة بن زيد سورت روايت ہے کہ بتحقيق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
سب میرے اہل سے میرے نزدیک پیاری فاطمہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے
اور وہی فردوس الاخبار میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات مبارک اس وقت
ارشاد فرمائے تھے جبکہ جناب علی اور عباس نے حضور سے پوچھا تھا کہ آپ کے اہل سے کون زیادہ
پیارا ہے۔

(۲) عن جميع بن عمير قال دخلت مع عمتي علي عائشة فالت ائ الناس كان احب الي رسول
الله صلى الله عليه وسلم قالت فاطمة فليل من الرجال قالت زوجها راخرجه الترمذي
والنسائي) جميع بن عمير نقل کرتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ جناب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ
عنها کی خدمت میں گیا اور ان سے پوچھا کہ سب لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ
پیارا تھا فرمانے لگیں جناب فاطمہ پر کہا گیا کہ مردوں میں سے کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا کہ ان کا
خاندان یعنی علی بن ابیطالب۔

(۳) عن بريدة قال كان احب للنساء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة ومن الرجال
علي (استيعاب علمنا بن هبل الب) بريدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سب محدثین
سے زیادہ آنحضرت کو جناب فاطمہ پیاری تھیں اور سب مردوں سے زیادہ جناب علی۔

جناب فاطمہ کا بضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

عن علی قال كنت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم اي شيء خير للمرأة فستقوا فلما رجعت قلت لفاطمة اي شيء خير للنساء قالت ان لا يراهن الرجال فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال ان فاطمة بضعة مني (اخرجه البزار في مسنده) حضرت علی سے منقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے لیے کیا چیز مناسب ہے سب چپ ہو رہے جب میں بول کر گھر میں آیا تو میں نے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ کونسی چیز عورتوں کے لیے بہتر ہے انہوں نے جواب دیا کہ انکو مرد نہ دیکھنی پائین پس میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو بیان کیا آپ نے فرمایا فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ جس نے فاطمہ کو ایذا دی

(۱) عن المسوون محرومة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة بضعة مني فمن اذاها فقد اذاني (اخرجه الدیلمی و احمد والحاکم) مروی ہے سوربن مخزوم سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسکو ایذا دی مجھکو ایذا دی ۔

(۲) عن ابن الزبیر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما فاطمة بضعة مني يؤذيها ما اذاها (اخرجه احمد والترمذی والحاکم) منقول ہے ابن زبیر سے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے ایذا دیتی ہے وہ چیز مجھے جو اسے ایذا دیتی ہے ۔

(۳) روی عن مجاهد قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو اخذ بيد فاطمة فقال من عرف هذا فقد عرفها ومن لم يعرفها فهي فاطمة بنت محمد وهي بضعة مني وهي قلبي وهي روحي التي بين جنبي من اذاها فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى الله (اخرجه ابن عساکر) مجاہد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو شخص اسکو پہچانتا ہو پہچانتا ہو اور جو کوئی نہ پہچانتا ہو پس یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ میرے دل کا ٹکڑہ اور میرا دل ہے اور یہ میری روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے جس نے اسکو ایذا دی مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی ۔

ذکر اس بات کا کہ جناب فاطمہ کا غضب اللہ تعالیٰ کا غضب ہے

عن علی قال ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة یا فاطمة ان الله يغضب بغضبك ويرغو بضالك راخوجا بوجعہ۔ والطبرانی والحاکم وادونعیم فی الحلیۃ والدہلی جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے غصہ کی وجہ سے غصہ میں آتا ہے اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے *

جناب شہید کا حیض و نفاس کے طاہر ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ابنتی فاطمة حوراء ادمیۃ لم تحض ولم تطمت انما ساءها فاطمة لان الله فطمها من النار راخوجہ الدوکی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سیری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جو حیض اور طہمت سے پاک ہے۔ اس لیے اس کا نام فاطمہ رکھا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے جدا رکھا ہے *

(۲) عن علی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعنا لایا رسول الله تقول مریم بتول وفاطمة بتول فقال البتول التي لم ترحم قط ای لم تحض فان الحيض مکروہ فی بنات الانبیاء راخوجہ الحاکم جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا بتول کس کو کہتے ہیں کیونکہ یا رسول اللہ ہم نے بار بار سنا ہے کہ آپ مریم بتول اور فاطمہ فرمایا کرتے ہیں حضور نے ارشاد کیا بتول وہ ہے جو سرحی کو نہ دیکھے یعنی حیض اور طہمت سے پاک ہو۔ کیونکہ حیض نبیوں کی بیٹیوں کے لیے مکروہ ہے *

(۳) عن اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمة بالحسن فلم ار لها دما فقلت یا رسول الله لم ار لفاطمة دما فی حیض ولا نفاس فقال لها صلی اللہ علیہ وسلم اما علمت ان ابنتی طاهرة طاهرة لا یری لها دما فی طہت (مسند اہل البیت) اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ حسن علیہ السلام کے تولد کے وقت میں جناب بایسید کی دائی تھی میں نے انکو کسی قسم کا خون جو عورتوں کو ولادت کے وقت ہوا کرتا ہے نہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے جناب بایسیدہ کے لیے خون حیض اور نفاس کا نہیں دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آیا تو نہیں جانتی کہ سیری بیٹی پاک اور پاکیزہ ہے اس کے لیے طہمت میں خون نہیں دیکھا جاسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب فاطمہ سوز یادہ کو شہید نہیں تھا

(۱) عن ام سلمة قالت كانت فاطمة اشبه الناس شبهاً ووجهاً بالنبي صلى الله عليه وسلم راخوجه ابن عباس
جناب ام المؤمنين ام سلمہ کہتی ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شکل و شمائل میں نہایت
شبہیتیں +

(۲) عن عائشة قالت ما رأيت احداً اشبه سمتاً ودلاً وهدياً وحدثاً برسول الله صلى الله عليه وسلم
في قيامها وتعودها من فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت وكانت اذا دخلت على رسول
الله صلى الله عليه وسلم قام اليها فقبلها واجلسها في مجلسه كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل
عليها قامت من مجلسها فلما مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم دخلت فاطمة على رسول الله
صلى الله عليه وسلم فأكبت عليه فقبلته ثم رفعت رأسها فبكت ثم أكبت عليه ثم رفعت رأسها
فبكت فقلت ان كنت لاطن ان هذه من اعقل النساء فاذا هي من النساء فلما توفى رسول
الله صلى الله عليه وسلم قلت لها رأيت حين أكبت على النبي صلى الله عليه وسلم ورفعت رأسك فبكت
ثم أكبت عليه فرفعت رأسك فبكت ما حملك على ذلك قالت اني اذا لبذرة - اخاف انهم ميتا
من وجه هذا فبكت ثم اخاف اني اسرع اهله لحوقه فبكت راخوجه الترمذی و ابو داود
والنسائی و ابو حاتم باختلاف يسير جناب ام المؤمنين حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ میں نے جناب فاطمہ سے زیادہ قیام و قعود میں بات کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسیکو
شبہ نہیں دیکھا جب فاطمہ تشریف لائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام سے اٹھ کر بڑے ہوتے
اور انکی پیشانی پر بوسہ دیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر لیں ہوئے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس تشریف لائیں اور حضور پر جبک پڑیں اور چہرہ اقدس کو چومنے لگیں پھر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر جبکین اور سر اٹھا کر سینے لگین مینے کہا میں گمان کرتی تھی کہ یہ بیٹے جناب فاطمہ تمام
عورات کے عقلمند ہیں یہ تو معمولی عقل والی عورتوں میں سے نکلیں جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فوت
ہو گئے مینے انے کہا مینے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جبکین تو سر اٹھا کر رونے لگیں
پھر دوبارہ آپ ان پر جبکین اور سر اٹھا کر سینے لگین۔ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برا لگینہ کیا تھا۔
آپ نے فرمایا کہ سہقت اسکی وجہ بیان کرنا باعث افشا ہوتا حضور نے مجھ کو خبر دی تھی کہ ہم اس مرض
میں انتقال فرمائیں گے پس میں رو پڑی پھر مجھ کو خبر دی کہ میں انکو سبیل سے چلے انکے ساتھ
جاملوں گی پس میں اسوجہ سے ہنسنے لگیں +

ذکر اس امر کا کہ جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے تو سب

اول جناب سیدہ علیہا السلام سہ ملاقات فرماتے

(۱) عن ثوبان قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر اخرجه بائین فاطمة واول من دخل علیہ اذا قدم فاطمة) اخرجه احمد والبیہقی ثوبان کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو تشریف لیجاتے تو سب سے آخر جناب فاطمہ علیہا السلام ان سے ملتیں۔ اور جب تشریف لاتے تو سب سے اول جناب فاطمہ سے ملتے۔

(۲) عن ابی ثعلبة قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من غزو او سفر بدأ بالمسجد فضلی فیہ رکعتین ثم اتی فاطمة ثم اتی ازواجہ (اخرجه ابوعمرو) ابو ثعلبہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزو یا سفر سے تشریف لاتے تو مسجد کو شروع کرتے اور اس میں دو رکعتیں پڑھ کر جناب فاطمہ کے پاس تشریف لاتے پھر ازواج کے پاس تشریف لیجاتے۔

(۳) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من سفر قبل فاطمة (الغالب) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو پہلے جناب فاطمہ کے پاس جاتے۔

قیامت کے نزدیک اول حبیبین جناب فاطمہ کا داخل ہونا

(۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول شخص یدخل الجنة علی وفاطمة مثلاً فی هذه الامۃ کمثل مریح بن عثمان فی بنی اسرائیل الی سریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اول جنت میں داخل ہوئے وہ علی اور فاطمہ ہیں فاطمہ کی مثال اس است میں ایسی ہے جیسکی نبی اسرائیل میں مریم بنت عمران۔

(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبعث الانبیاء یوم القیامتہ علی الدواب لیوافق المؤمنین من قومہم ویبعث صالح علی ناقته وابعث انا علی البراق وتبعث فاطمة امامی (مجمع الاحباب فی مناقب الاحباب) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام نبیا علیہم السلام قیامت کو دن ایسے چار پاؤں کے اور سوار کیے جائیں گے جو انکی قوم کے ہونوں کے مطابق ہوں گے اور صالح پیغمبر اذیتی پر سوار کیے جائیں گے اور میں براق پر سوار ہوں گا اور میرے آگے فاطمہ ہوں گی۔

قیامت کے روز جناب سیدہ کے سرور کے وقت اہل موقوف کو سر جہانگو

اور نگاہ نیچے رکھنے کا من جانب اللہ تعالیٰ حکم ہونا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة نادى مناد من بطنان العرش يا اهل الموقف غضوا ابصاركم ونكسوا رؤسكم لتجوز فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم على الصراط واخرجها اسمعيل بن احمد ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا پکارنے والا عرش کے اندر سے پکارے گا اے اہل موقف اپنی آنکھیں بند کر لو اور اپنے سر جھکا دو تاکہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صراط سے گزر جائے ۔

(۲) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة جمع الله الاولين والآخرين في صعيد واحد ثم نادى مناد من بطنان العرش ان الجليل جل جلاله يقول نكسوا رؤسكم وغضوا ابصاركم فان هذا فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم تريد ان تمر على الصراط واخرجها الخوازمي ابو ايوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا پھر ایک پکارنے والا عرش کے اندر سے پکارے گا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اہل موقف تم اپنے سر کو جھکا لو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں صراط سے گزرنے کا ارادہ رکھتی ہیں ۔

(۳) عن علي ازال النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا كان يوم القيامة نادى منادى اهل الجحيم غضوا ابصاركم عن فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم حتى تمر واخرجها الديلمي في المجالسة والجمع في الدلائل والسيوط في بدد السافرة حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا دن قیامت کا ایک پکارنے والا پکارے گا اے لوگو بند کر لو اپنی آنکھیں ۔ جب تک کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ گزرے ۔

جناب سید کو حبت میں ام موسیٰ ام سریم بنت عمران کی ستر قتر یا وہ ملو

عن ابی سعید الخدری انه صلى الله عليه وسلم مر في السماء الشابة قال رأيت فيها لمريم وكلامه و لاسية امرأة فرعون وخديجة بنت خويلد قصور امن ياقوت و لفاطمة بنت محمد سبعين نورا من مرجان الاحمر مكللا بالؤلؤ ابوابها من عود واخرجها بن مردويه ابو سعيد خدری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے ساتوین آسمان پر گندہ کر کے دیکھا کہ مریم امدام موسیٰ اور آسیہ فرعون کی بی بی اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کے لیے یاقوت کے گہر بنے ہوئے ہیں اور فاطمہ

جنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ستر قصر ہونگے کے دیکھئے جو موتیوں سے خربے ہو گئے انکے دروازے
عمود کی ٹکڑی کے تھے +

جنت جنتناہب شیکار و در عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مکان میں ہونا

عن ابی فاختہ قال قال علی زار فارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بات عندنا والحسن والحسين
ناثمان فاستسقى الحسن فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلہ یفعل بصرہا فی القلح ثم جاء
لینقیہ فتناول الحسن فتناول الحسن للشرب فمتعه وید ابی الحسن فقالت فاطمة یا رسول اللہ
کانہ احبہما الیک قال ہوا استسقى ول مرة ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی
اباک و ہذین یعنی حسنا وحسینا و ہذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیامتہ انہما
احمد فی المناقب جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے
اور زینب بیں بسر فرمائی اور جناب حسن اور حسین علیہما السلام دونوں سوئے ہوئے تھے پس حضرت حسن
نے پانی مانگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ٹک کی طرف تشریف لیگئے اور پیائے میں پانی
ڈالا پیر آئے تاکہ پلا دین حسن کو اور پکڑ لیا اسے جناب حسین نے پینے کے لیے پس حضور نے انہیں
روک دیا اور پہلے جناب حسن کو پلایا اور فرمایا جناب فاطمہ علیہا السلام نے یا رسول اللہ گویا آپکو اندرون
میں سے حسن سے زیادہ الفت ہے فرمایا اسی لیے کہ حسن نے پہلو مانگا تا پیر فرمایا کہ میں اور تم اور یہ دونوں
یعنی حسن اور حسین اور یہ سونیا لایئے علی قیامت کے دن مکان واحد میں ہونگے +

اس حدیث سے بعض صاحبوں کا شبہ بالکل جاتا رہتا ہے جو ایک قیاسی سلسلہ پیش کرتے ہیں کہ ام المومنین
جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں کیونکہ اہمات المومنین جنت میں
بمعیت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان اور ایک درجہ میں ہونگے۔ اور حضرت سیدہ بمعیت جناب
مرقنوی دوسرے قصر جنت میں تشریف رکھتے ہونگے۔ لامحالہ جناب مرقنوی کے مکان سے حضور کا مکان
درجہ عالی پر ہوگا اسوجہ سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت سیدہ علیہا السلام سے برتر
مقام میں ہونگے اور جنت میں برتر مقام ہونا دلیل فضیلت ہے۔ لیکن احادیث کے مقابل نزعات
کو پیش کرنا نہ چاہیے۔ اہل حدیث کے معتقدات کو دیکھنا چاہیے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صاف لا
تفضل احد علی بضعة الرسول کے قائل ہیں +

فعلی بن حمزہ اللہ علیہما اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں عن ابن عباس فی قولہ لکما والحقنا بہم ذریۃ ہم قال

ان الله يرفع ذرية المؤمنين في درجة وان كانوا ذرية في العمل ثم قرأ الذين آمنوا واتبعتهم ذرياتهم بايمان والحقنا بهم ذرياتهم والتناهم من عملهم من — شئ قال سيك جلال الدين السمعودي فان كان هذا في ذرية مطلق المؤمن فماذا كذا بدلت عليه الله عليه السلام (جواهر العقدين) ابن عباس رتبہ کریمہ کی تفسیر میں جبکہ ترجمہ ہے کہ کہنے انکی ذریعہ کو ان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم مومن کی ذریعہ کو اسی کے درجہ میں کہے گا اگرچہ چل میں اس سے کمتر ہو مگر پھر اس آیت کو پڑھا جبکہ ترجمہ یہ ہے راوردہ لوگ کہ ایمان لائے اور انکی راہ چلی انکی اولاد ایمان سے پہونچا دیا کہنے ان تک انکی اولاد کو اور گھٹا یا نہیں ان سے ان کا کیا کچھ بھی سید جلال الدین سمعودی کہتے ہیں کہ یہ مرتبہ مطلق مومن کی ذریعہ کو ملیگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریعہ کا درجہ دیکھنا چاہیے +

جناب سیدہ علیہا السلام کے نکاح کا بیان

(۱) عن عبد الله بن جعفر الهاشمي قال انكم رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة بعد واقعة احد وكان عمرها اذ ذاك خمسة عشر سنة وخمسة اشهر ونصف وكان سن علي احدى وعشرين سنة وخمسة اشهر وقال زبير بن بكار تزوجها علي في السنة الثانية من الهجرة وكان عمرها اذ ذاك خمسة عشر وخمسة اشهر (استيعاب) عبد الله بن جعفر بن سليمان بن جعفر الهاشمي کہتے ہیں کہ جناب رستا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا نکاح بعد واقعہ احد کے کیا ہے انکی عمر اس وقت پندرہ برس ساڑھے چھ مہینے کی تھی۔ اور جناب علی کا سن مبارک کہیں سال اور پانچ ماہ کا تھا۔ اور زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ سے جناب علی کا نکاح ہجرت کو دوسرے برس ہوا ہے اور جناب فاطمہ علیہا السلام کا سن اس وقت پندرہ برس اور پانچ ماہ کا تھا +

(۲) عن الحارث عن علي قال خطب ابي بكر وعمر عني فاطمة رسول الله صلى الله عليه وسلم فابي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عمر انت لها يا علي فقلت مالي من شئ الا درعي فزوج رسول الله صلى الله عليه وسلم (اسد الغابة في معرفة الصحابة) حارث جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے واسطے جناب فاطمہ علیہا السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشگامی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہا یا علی آپ جناب فاطمہ کی زوجیت کے لیے مناسب معلوم ہوتے ہیں جناب علی نے کہا میرے پاس تو سواي زرعہ کے اور کوئی سامان

بنیادی نہیں اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے انکا نکاح کر دیا *

(۳) عن عبد بن بريدة عن ابيه قال خطب ابو بكر فاطمة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انها صغيرة فخطبها على فزوجها منه عبد الله بن بريدة اپنے والد کے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابو بکر نے حضرت سستیہ کی خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ابھی چھوٹی ہیں لیکن جناب علی نے خواستگاری کی حضور نے ان سے نکاح کر دیا *

(۴) عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو لم يخلق علي ما كان لفاطمة كفوراً راحقاً (الدیلمی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر علی نہ پیدا ہوتے تو فاطمہ کے لیے کوئی کفو نہ ہوتا *

(۵) عن انس قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فغشي الوحي فلما افاق قال لي يا انس اتدري ما جاءني به جبرائيل من صاحب عرش عز وعلا قلت بآي انت وامى ما جاءك به جبريل قال قال لي ان الله تبارك وتعالى يامر بك ان تزوج فاطمة من علي فانطلق وادع لي ابا بكر وعمر وطلحة والزبير وبعد تصح من الانصار قال فانطلقت فدعوتهم فلما ان اخذوا بحالهم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحمد لله الحميد بنعمته والمعبود بقدرته المطاع سلطانة المهر والنج من عذابه النافذ امر في ارضه وسماؤه الذي خلق الخلق بقدرته ومنيرهم باحكامه واغفرهم بدينه واكرمهم بمحمد صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل جعل المصاهرة نسباً لاحقاً وامراً مفترضاً وحكماً عادلاً وخيراً جامعاً وشيخاً به الارحام والزماً للانام فقال عز وجل وهو الذي خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً وكان ربك قديراً وامر الله تعالى بحجى الى قضائه وقضاءه بحجى الى قدره ولكل قدر اجل ولكل اجل كتاب يحجر الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب ان الله تعالى امرني ان ازوج فاطمة من علي واشهدكم اني زوجت فاطمة من علي على اربعة اشياء مثقال فضة ان رضى بن لك على السنة القائمة والعرضية الواجبة فنجع الله شملهما وبارك الله لهما اطاب الله شملهما وجعل شملهما مفاتيح الرحمة ومعادن الحكمة وامن الامة اقول قولي هذا واستغفر الله لي ولكم ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه وسلم متبهما يا علي ان الله امرني ان ازوجك فاطمة واني قد زوجتكما على اربعة اشياء مثقال فضة فقال علي رضي الله عنهما يا رسول الله ثمران عليا خريسا جبارا شكرا لله فلما رفع رأسه قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم بارك الله لكما وحليكما واسعد جدكما واخرج منكما

کثیر الطیب قال انس واسه لقد اخرج منہما انکثیر الطیب را خوجہ احمد فی المناقب و ابو حاتم انہ
 سے منقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا آپ کو وحی کے سبب ہر
 غش طاری ہوا جب افاقہ میں آئے مجھ سے فرمایا اے انس تعالٰیٰ تہا میرے پاس جبریل خداوند عرش کی
 طرف سے کیا حکم لایا ہے میں عرض کیا میرے مانبا آپ پر فدا ہوں جبریل آپ کے پاس کیا حکم لائے ہیں
 فرمایا کہ جبریل نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو حکم کرتا ہے کہ فاطمہ کی علی سے تزویج کرین پس تو
 جا اور میرے پاس ابوبکر و عمر و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اور انہیں کی تعداد کے موافق انصار میں سے لوگوں
 کو بلالائے۔ انس کہتا ہے کہ میں گیا۔ اور انکو بلالایا۔ پس حسب وقت وہ لوگ آئے اور بیٹھے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا کہ جمیع حمد ثابت واسطے اللہ کے جو محمود ہے پس بیاپنی نعمتوں کے اور عیوب
 پس بیاپنی قدرت کے اور اطاعت کیا گیا ہے پس بیاپنی غالب ہونیکے اور اسکی طرف لوگ گریز کرتے ہیں
 اسکے خدا ہے۔ جاری ہے حکم اسکا اسکی زمین اور اسکی آسمان میں وہ ایسا ہے کہ اسنے خلقت کو
 قدرت سے پیدا کیا ہے اور اپنے احکام سے انکو تمیز دی ہے اور اپنے دین کے سبب سے انکو عزت بخشی
 ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے انکو زندگی عطا فرمائی ہے۔ تحقیق اللہ عزوجل نے ساری شے
 کو نسب تازہ اور امر و حباب اور حکم عادل اور خیر جامع گردانا ہے اور اسکے سبب سے رحمن کو ملا یا ہے اور
 تمام خلق پر سکولام کر دیا ہے اور فرمایا ہے وہ اللہ ایسا ہے کہ اسنے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پس اسکا
 واسطے نسب اور سلسلہ الارشتہ قرار دیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔ اور خدا کا حکم اسکی قضاء
 کی طرف جاری ہوتا ہے۔ اور اسکی قضا قدر کی طرف جاری ہوتی ہے۔ اور واسطے ہر قضا کے ایک قدر
 ہے اور واسطے ہر قدر کے ایک زمانہ معین ہے اور واسطے ہر زمانہ معین کے ایک کتاب ہے محو کذبتا
 اللہ جس چیز کو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے اور اسکے پاس ہے اس کتاب۔ یعنی لوح محفوظ اما بعد
 اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی سے عقد کروں اور میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ
 کا علی سے چار سو شقال جاندی پر عقد کیا ہے۔ اگر علی کہ بات پر رضی ہو یہ سنت قائم ہے اور فریضہ
 و حسب پس اللہ تعالیٰ ان دونوں میں جمعیت عطا کرے اور ان دونوں میں برکت دے اور ان دونوں
 کی نسل کو پاکیزہ کرے اور ان دونوں کی نسل کو رحمت کی کنجیاں اور رحمت کی کان اور ہمت کرے
 امان بنا دے میں یہ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے ہر تقدیر کرتا ہوں بعد
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کہ فرمایا یا علی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ سے
 تیرا نکاح کروں سلور میں نے تم دونوں کا چار سو شقال جاندی پر عقد کیا ہے پس علی نے عرض کیا

راضی ہوں بعد اسکے حضرت علی سجدہ میں گرے شکر کرنے کے لئے پس جب اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے واسطے اور تم دونوں پر برکت کرے اور تم دونوں کی کوشش کو نیک کرے اور تم دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کرے۔ انس کہتے ہیں کہ فاطمہ حق سبحانہ و تعالیٰ اندونون سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کی ہے۔

(۴) عن انس قال لما زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ امہم ان یحجزوها فجعل لها سریرا ووسادۃ من ادم حشوها لیف وقال زنی ابنتی الی علی وامر بہ ان لا یجعل علیہا حق ایتھا فجاءت مع لہم یمزجتہ قدت فی جانب البیت فلما صلی العشاء اقبل برکۃ فیہا ما لا یخل فیہا فقال لفاطمۃ تقدی فقدمت وفتحہ بینہا وعلی رأسہا وقال اللہم انی اعینک بذریعتہا من الشیطان الرجیم ثم قالہا ادبری فادبرت فصب بین کتفہا وقال اللہم انی اعینک بذریعتہا من الشیطان الرجیم ثم قال تقدم یا علی وصب علی رأسہ وبین ثدیہ ثم قال اللہم انی اعینک بذریعتہ من الشیطان الرجیم ثم قال ادبر فادبر فصبہ بین کتفہ و قال اللہم انی اعینک بذریعتہ من الشیطان الرجیم فقال لعلی دخل باہلک لیسم اللہ الرحمن الرجیم فبکت فاطمۃ فقال ما یمیک وقد زوجتک اقدم سلا واحسنہم خلقا فخرج وغلق علیہما الباب بیدہ (اخرجہ احمد و ابو حاتم و النسائی و ابو الخیر الحاکمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا عقد کر دیا تو گون گوانکے جہان کی تیاری کا حکم دیا انکے لیے ایک تخت اور ایک پھونتا چترے کا لیف خرما سے بہرا ہوا بنایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میری بیٹی کو علی کے لیے زینت دو اور جناب علی کو کہلا بھیجا کہ جب جناب فاطمہ پہنچیں تو تجیل نہ کرے۔ پس جناب سیدہ ام امین کے ساتھ جناب علی کے گھر میں تشریف لے گئیں اور گھر میں ایک طرف بیٹھ گئیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک ٹوٹا لیکر تشریف لائے اور اس میں اپنا لعاب دھن مبارک سے ڈالا اور جناب فاطمہ سے کہا آگے آؤ وہ آگے گئیں حضرت نے انکی چپائی پر اور سر مبارک پر اس پانی کے چھپتے دیے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں میری بیواہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اسکی ذریت کے لیے شیطان جیم سے بہراں سے کہا تو ٹوٹوہ لوٹیں اور انکے دونوں کندھوں کے درمیان پانی کے چھپتے دیکر دعا کی کہ اے پروردگار میں میری بیواہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اسکی ذریت کے لیے شیطان جیم سے بہر جناب علی سے کہا یا علی آگے آؤ وہ آگے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی چپائی اور سر اقدس پر اس پانی کے

چنٹے دیے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اس کی ذریت کو لئے شیطان
جیم سے پہر ان کو کہا لوٹو وہ لوٹے اور ان کی دونوں کندھوں کے درمیان میں پانی کے چنٹے دیکر فرمایا اے
پسندگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اس کی ذریت کو لئے شیطان جیم سے پہر جناب علی سے
کہا اب آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لیجا بیٹن ساتھ نام امہ مہربان رحم والے کے پس جناب فاطمہ زہرا
مگین ہرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ تم کیون روتی ہو میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے
کیا ہے جو سب سے پہلے سلام لانیوالا ہے اور سب سے اچھے خلق والا ہے۔ یہ فرما کر آنحضرت بابہ تشریف فرما
اور اپنے ہاتھ سرنگا دروازہ بند کر دیا۔

ذکر اس امر کا کہ جناب سید علیہ السلام کا نکاح پروردگار کے حکم سے ہوا ہے

(۱) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل امرني ان ازوج فاطمة
من علي (اخرجه الديلي في فروع وس الاخبار والطبراني في الكبير ابن مسعود س روايت يركبنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم في ارشاد فرمایا ہے کہ تحقیق پروردگار عزوجل نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا
علی سے نکاح کروں۔

(۲) عن انس بن مالك قال ابوبكر خطب الى النبي صلى الله عليه وسلم ابنته فاطمة فقال صلى الله
عليه وسلم يا ابابكر لم ينزل القضاء ثم خطب عمر مع علة من قریش فقال له مثله لا في بكر فقيل لعل
لو خطبت الى النبي صلى الله عليه وسلم لم تخلق ان يزوجها قال وكيف وقد خطبها اشراف قریش فلم
يزوجها فخطبها فقال صلى الله عليه وسلم قد امرني رب عز وجل بذلك (اخرجه احمد) انس رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جناب فاطمہ کی خواستگاری کی
حضور نے ارشاد فرمایا یا ابوبکر حکم خدا نازل نہیں ہوا۔ پھر حضرت عمرؓ نے چند قریش کے آدمیوں کے ساتھ
خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو یہی ویسا ہی جواب دیا جو کہ جناب ابوبکرؓ کو دیا تھا۔ تب
حضرت علیؓ سے کہا گیا۔ اگر آپ خواستگاری کرتے تو جناب فاطمہ کے لئے زیادہ حقدار تھے جناب علیؓ نے
کہا میں کس طرح سے ہستدعا کروں کیونکہ اشراف قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی نسبت ہستدعا
کی اور حضور نے انکا نکاح نہیں کیا۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ سے انکا نکاح
کر دیا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو اسکا حکم پروردگار نے کیا ہے۔

(۳) عن عمر قال ذكر عند علي قال ذلك صهر رسول الله صلى الله عليه وسلم قد تزك جليل فقال

ان الله يا محمد ان تزوج فاطمة من علي راخرجه ابن السمان روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جناب علی کا ذکر کیا گیا وہ کہنے لگے وہ داماد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیق جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو امر کرتا ہے کہ آپ فاطمہ کا علی سے نکاح کر دیں *

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ان الله زوجك فاطمة وجعل صداقها الارض فتمت مشي عليها مبغضالك مشي حرام ما راخرجه الدليلی) ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا علی تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے سے فاطمہ کا نکاح کیا ہے اور تمام زمین کہ آگامہ قرار دیا ہے پس جو شخص بحالت تیرے بغض کے اس پر چلتا ہو سہرا سکا جتنا حرام ہے

جناب سیدہ علیہا السلام کا مهر

واختلف في مهره اياها روى انه مهرها درعة وانه لم يكن له ذلك الوقت صفراء وبضراء وقيل ارسلها يزوج فاطمة على اربعمائة وثمانين درهم (۱) تبعا ب عبد البر) جناب سیدہ علیہا السلام کے رہن علی کا اختلاف ہے روایت ہے کہ انکا مهر زرہ تھی کیونکہ جناب علی کے پاس سو وقت سونے چاندی کچھ موجود نہیں تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جناب علی نے چار سو اسی درہم پر ان سے نکاح کیا تھا

ذکر اس بات کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کا نکاح ملائکہ کی گواہی سے ہوا ہے

(۱) عن النبي قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد اذ قال لعلي هذا جبرائيل يخبرني ان الله عز وجل زوجك فاطمة واشهد على تزويجها اربعين الف ملك واوحى الى الملك ان انثري عليهم الدوا والياقوت فتثرت عليهم الدوا والياقوت راخرجه الملافة (سیرتہ) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کہ جبریل نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ اللہ عز وجل نے تیرا نکاح فاطمہ سے کیا ہے اور ان کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتے کو گواہ کیا ہے اور طوبی و خیرت کو اشارہ کیا کہ ان پر درو یا قوت نثار کرے پس اس نے درو یا قوت ان پر نثار کیے *

(۲) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لفاطمة يا فاطمة لما اراد الله ان املكك بعلي له امر الله جبرائيل فقام السماء الرابعة وصف الملائكة صفوا ثم خطب عليهم فزوجك من علي ثم اذن للجنات فحملت الحلي والحلل ثم امرها فتثرت على الملائكة

فمن اخذ منهم شيئاً اكثر مما اخذ غيرة افترض به الى يوم القيمة (اخرجه الديلمی) ابن سعد وروایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا یا فاطمہ حبیبہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تمکو علی کی ملکیت میں رکھوں جو جبریل کو حکم دیا اس نے کترے ہو کر چوتھے آسمان پر فرشتوں کی بہت سی صفیں باندھیں پھر ان پر خطاب ارشاد فرمایا یہ جنت کی درخت کو حکم دیا وہ زیورات اور عمدہ حلون سے بارور ہوا پھر اسکو حکم دیا اور اس نے ان زیورات کو فرشتوں پر پھینکا پس جس نے ان میں سے نسبت دوسرے کے کچھ زیادہ لیا وہ اسکی وجہ سے قیامت تک فخر کرتا رہا۔

(۳) عن بلال بن حماتہ قال طلع علينا رسول الله صلى الله عليه وآله ذات يوم متبهما ضاحكا ومشرقاً كدارة القمر فقام اليه عبد الرحمن بن عوف فقال يا رسول الله ما هذا النور قال نبأته انتني من ربي في اخي وابن عمي ابنتي فان الله زوج علياً من فاطمة وامر بصنوان خازن الجنان فهن شجرة الطوبى فصلت رفاقاً يعني صكاً كما بعد محبى اهل بيت وانشأت تحتها ملائكة من نور ودفع الى كل ملك صكاً فاذا استوت القيمة باهلها بالخلأئق فلا يبقى محب لاهل بيتي الا وقعت اليه صكاً فيه فگا له من النار فصارت اخي وابن عمي وابنتي فکاک رجال ونساء من امتي من النار (رواه ابو بکر الخوارزمی) بلال بن حماتہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہماری پاس تشریف لائے۔ اپکارخ انور چاند کے مالہ کی طرح سے نورانی تھا عبد الرحمن بن عوف نے اس پر عرض کیا یا رسول آج جبرہ اقدس پر یہ کیسا نور ہے آپ نے فرمایا مجھے میرے پروردگار سے میرے بہائی اور ابن عم اور میری بیٹی کی نسبت بشارت آئی ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے علی کے ساتھ فاطمہ کا نکاح کیا ہے اور صنوان خازن جنت کو حکم کیا ہے اس نے درخت طوبی کو ہلایا ہے وہ بارور ہو گیا ہے یعنی اسکا ہر ایک ثمرات تجا کاغذ بن گیا اور شجر طوبی کے نیچے فرشتے نور کے پیدا کیے اور ہر ایک فرشتے کو ذرات کا کاغذ یا جیکہ قیامت اپنے تمام لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی پس میرے اہل بیت کا محب باقی نہیں رہے گا۔ کہ اوپر پڑھنا گناہ اور اس میں دوزخ کی آگ سے رہائی کا پروانہ لکھا ہوا ہوگا۔ پس میرا بہائی اور ابن عم اور میری بیٹی مردوں اور عورتوں کے لیے دوزخ کی آگ سے رہائی کا سبب بنیں۔

جناب بیٹہ کی اولاد کا بیان

قال ابو عمر فولدت له الحسن والحسين وامر كلثوم وزينب ولم يزوج علي عليها غيرها حتى ماتت رضى الله عنها ابو عمر کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے جناب علی کے لیے امام حسن و امام حسین و امام کلثوم و امیر زینب

کو جناب ہے۔ اور جناب علی علیہ السلام نے ان کے سامنے انکو سوا دوسرا نکاح نہیں کیا۔ چنانکہ کہ انکا انتقال ہو گیا

جناب سید الخضر صلی اللہ علیہ وسلم کو تاسیس اول آخرت لائحہ عمل

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة انت اول اهل لحو قابی را خرجه
الدیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تم
سب میرے اہل سے پہلے مجھ سے ملو گے۔

(۲) عن عائشة قالت ما رأيت احدا اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت اذا دخلت
على رسول الله صلى الله عليه وسلم قام إليها فلما مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم دخلت فاطمة فأكبت
عليه ثم رفعت رأسها فبكت ثم أكبته ثم رفعت رأسها ففجعت فلما توفي رسول الله صلى الله
عليه وسلم قلت لها رأيت حين أكبته على النبي صلى الله عليه وسلم ورفعت رأسك فبكيت ثم أكبته
عليه فرفعت رأسك ففجعت ما حملك على ذلك قالت اني اذا البذرة اخبرني انه ميت من وجه
هذا فبكيت ثم اخبرني اني اسرع لحو قابه فذلك حين ففجعت را خرجه الترمذی و ابو داؤد و
النسائی) المذرة قال المروى البذرة الذي يفشون ما يسمون من السريقا ليدرت بين الناس
تشبيها بيد راحب جناب ام المؤمنين عائشة صدیقه رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ
کے سوا کوئی شخص نہ تھا جس سے ان کا چہرہ جیسا تھا۔ جب وہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
میں تشریف لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بیمار ہوئے تو جناب سیدہ تشریف لائیں اور حضرت پر جب لگنیں پہر سر اٹھا کر رونے لگیں بہر دو بارہ حضرت
پر جب لگنیں اور سر اٹھا کر سنسنے لگیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو میں نے ان سے کہا کہ
میں نے تمکو دیکھا جبکہ آپ پہلے مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب لگنیں تو سر اٹھا کر رونے لگیں اور بہر دو بارہ
جب لگنیں اور سر اٹھا کر سنسنے لگیں۔ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برا لگتی تھی کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ اس
وقت اسکے فشا کا اندیشہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ ہم اس بیماری سے انتقال
فرمانے والے ہیں اس لیے میں رونے لگی بہر جبکہ خبر دی کہ تم بہت جلدی مجھ سے ملنے واسطے ہو پس اس
وجہ سے میں سنسنے لگی۔

جناب سید علیہا السلام کی وفات کا بیان

(۱) عن عائشة قالت انما لم تضحك في مدة حياتها بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وانها كانت تذرف من الحزن عليه وشوقها اليه (اخوجه بن عساكر في تاريخه) جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سورت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی مدت حیات میں نہیں رہیں اور غم میں پگھلتی رہیں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے شوق میں گھلتی رہیں۔

(۲) عن عائشة رضي الله عنها ان فاطمة بنت عاشت بعد رسول الله صلى الله عليه وآله ستة اشهر ودفنت ليلا (اخوجه بن عساكر) ام المؤمنين جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں اور رات کے وقت دفن ہوئیں۔

(۳) عن عروة ان فاطمة توفيت بعد النبي صلى الله عليه وآله بستة اشهر (استيعاب) عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق حضرت سیدہ علیہا السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ مہینے بعد فوت ہوئیں۔

(۴) وقيل بعضهم ماتت بعد وفات ابيه بمائة يوم (استيعاب) بعض راویوں نے یہی کہا ہے کہ جناب سیدہ نے اپنے والد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سو دن بعد انتقال فرمایا ہے۔

(۵) روى ابن شهاب ثلثة اشهر (استيعاب) ابن شہاب زہری جنہوں نے سب سے اول حدیث کو حکم عمرو بن عبد الغریزیدون کیا ہے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تین مہینے تک زندہ رہی ہیں۔

(۶) عن ابن بريدة قال عاشت بعد النبي صلى الله عليه وآله سبعين يوما (استيعاب) ابن بريدہ کہتے ہیں کہ جناب سیدہ ستر دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہیں۔

(۷) قيل عشرين يوما ونزل الابرار (یہی کہا گیا ہے کہ پچاس دن زندہ رہی ہیں)۔

(۸) قيل باربعين يوما ونزل الابرار (بعض نے چالیس دن ہی کہے ہیں)۔

(۹) قال عبد الله بن حارث وعمر بن دينار توفيت بعد ابيها ثمانية اشهر (استيعاب) عبد اللہ بن حارث اور عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ اپنے والد کے آٹھ مہینے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام نے انتقال فرمایا ہے۔

والاصح المأبوت بعد وفات ابيها بستة اشهر وهو مذہب الجمهور (استيعاب) اور زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ جناب سیدہ اپنے والد ماجد کی وفات کے چھ مہینے تک زندہ رہی ہیں اور یہی جمہور کا مذہب ہے۔

(۱۰) قال الملائكة ماتت الثلاثة لثلاث خلون من شهر رمضان سنة احدى مئتين وخمسة وستين
عشرين سنة (استيعاب) مدائنی کہتے ہیں کہ جناب سیدہ نورِ رمضان کی تاریخِ شہادت گیارہویں ہجری میں
وفات پائی ہے سو قوت اکی عمر انتسٹ برس کی تھی ۔

(۱۱) قال ابن الخشاب توفت لها ثمان وعشرين سنة وخمسين يوما رتار يخرج مواليہ ووفات اهل
بيت) ابن خشاب کہتے ہیں کہ جناب سیدہ کی عمر شریف وفات کو وقت اثنا عشر برس اور پچاس دن کی تھی
(۱۲) قال الزبير بن بكار سالت عن عبد الله بن حسين يا ابا محمد كم بلغت فاطمة بنت محمد صل
الله عليه وسلم من السن فقال ثلثين (استيعاب) زبير بن بكار کہتے ہیں کہ میں نے جناب عبد اللہ بن حسین
سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا یا ابا محمد جناب سیدہ علیہا السلام کا سن
مبارک وفات کی وقت کیا تھا۔ فرمایا تیس برس کا ۔

(۱۳) واختلفوا في غسلها اخرجہ احمد عن ام سلمة قالت اشتكت فاطمة فمرضتها فاصبحت
يوما كانت مثل ما كانت فخرج علي فقال يا امته اسكبي لي غسل فقامت واغتسلت
كالحسن ما كانت تغتسل ثم قالت ناولني ثيابي الجدد ففنا ولها اياها فليستها ثم قالت
قد الفراش الى وسط البيت فقدمت فاضطجعت واستقبلت وجعلت يد يها تحت خدها
وقالت انا مقبوضة وقد اغتسلت فلا يكتفى احد وقبضت فجاء علي فبكى فقال والله لا
يكشفها احد ثم حملها وصلى عليها ودفنها رتد کہ خواص کلمہ) جناب سیدہ کو غسل میں علما
سیر کا اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کرتے ہیں کہ جناب سیدہ بیمار ہوئیں اور ان کا مرض طول پکڑ گیا۔ ایک دن صبح کو ٹہنیں ان کا مزاج
مبارک جیسے کہ تھا ویسے ہی علیل تھا جناب علی گھر سے باہر تشریف لگئے جناب سیدہ نے خادکہ
ارشاؤ کیا کہ ہمیں غسل کرا۔ آپ نے نہایت عمدہ طرح سے غسل کیا اور ایسا غسل کیا کہ حالت صحت سے
بھی بدرجہا بہتر تھا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے نئے کپڑے لاؤ خادکہ نے نئے کپڑے لائے آپ نے انکو پہنا۔ پھر ارشاد
کیا کہ ہمارا بستر گھر کی انگن میں بچھا دو۔ خادکہ نے آپ کا بستر صحن کے درمیان بچھا دیا۔ آپ رو قبیل
ہو کر لیٹ گئیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو حصار کے نیچے رکھ لیا۔ اور فرمایا۔ میں سو قوت انتقال کرتی
والی ہوں اور میں نے غسل کر لیا ہے۔ مجھ کو اب کوئی نہ کوئے یہ فرما کر دارِ آخرت کو رحلت کر گئیں۔ پھر
جناب علی تشریف لائے اور رونے لگے اور کہا کہ خدا کی قسم ہے انکو کوئی نہیں کہو لیگا پس رسول
سے جنازہ کو اٹھا کرے گئے اور نماز ادا کی اور انکو دفن کر دیا ۔

(۱۴) وفي نزل الابرار قد فتنها بغسلها فذلك ولم تغسل بعد الموت وكان ذلك شئ خص به ابوها
صلى الله عليه وسلم اور نزل الابرار میں ملا رختی لکھتے ہیں کہ جناب سیدہ اسی غسل کو دفن ہوئی ہیں جو کہ
بحالت حیات خود انہوں نے کیا تھا اور یہ ایک ایسی بات تھی کہ ان کے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے
لینے خاص مقرر کی تھی *

(۱۵) روى عن محمد بن اسحاق ان الملائكة غسلها (طبقات ابن سعد) محمد بن اسحاق - وایت کرتو
ہیں کہ بعد وفات فرشتوں نے انکو غسل دیا ہے *

(۱۶) روى ان اسماء بنت عميس غسلتها (تذكرة خواص الامم) یہی روایت ہے کہ اسماء بنت عمیر
نے جناب سیدہ کو غسل دیا ہے *

(۱۷) والاحم از عليا غسلها وكانت اسماء بنت عميس فقيب عليها وكان ذلك مخصوصا بعلي
انما انكر علي بن مسعود قال له اما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هي وجتك في الدنيا
الاخرة (تذكرة خواص الامم) زیادہ تر صحیح یہ بات ہے کہ جناب علی نے انکو غسل دیا تھا اور اسماء بنت عمیر
حضورؑ کی جان زمین - اور یہ بات صرف جناب علی کے لیے ہی مخصوص تھی چنانچہ عبد اللہ بن مسعود نے اسکی
نسبت آپ پر اعتراض ہی کیا تھا جناب علی نے فرمایا کہ شاید تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
بارک کو نہیں سنا ہے کہ مجھ سے فرمایا تھا کہ یہ دنیا و آخرت میں میری بی بی ہیں *

(۱۸) قيل صلى عليها علي وقيل عباس (نزل الابرار) روایت ہے کہ جناب سیدہ کے جنازہ کی
تلاز حضرت علی نے پڑھی تھی - اور بعض کہتے ہیں حضرت عباسؓ نے پڑھی تھی

(۱۹) وقيل انها دفنت في زاوية عقيل (تذكرة خواص الامم) یہی روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا
اسلام عقیل بن ابیطالب کے گھر کے کونے میں دفن کی گئی ہیں *

(۲۰) وقيل انها دفنت في البقيع الغرقد (تذكرة خواص الامم) اور بعض کہتے ہیں کہ بقیع غرقد میں لگایا
جسدا طہرہ دفن ہے *

اولاد صالح

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا جناب امیر علیہ السلام کی صلیب ہونا
(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اشهد اني قد بلغت هذا اخی وابن
عمی صہی وابو ولدی اللهم کب من عا داء فی النار راخرجه ابن البخاری ابن عباس رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے پروردگار گواہ رہو کہ میں نے ہنچا دیا ہے
 کہ یہ (یعنی علی بن ابیطالب) میرا بیٹا اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہوا ہے پروردگار
 جو شخص اسکو دشمن رکھے اسکو اوندھا ورنج کی آگ میں گرا۔

(۲) عن ابی عباس قال كنت انا والعباس جالسین عند رسول الله صلى الله عليه وآله اذ دخل علي
 سلمة فمد عليه رسول الله صلى الله عليه وآله وقام اليه وعانقه وقبل بين عينيه واحبسه عن يمينه
 فقال العباس يا رسول الله اتحب هذا فقال يا عم والله اشد حبا مني ان الله جعل ذرية
 كل نبي في صلبه وجعل ذرية في صلب علي راخرجه ابو الخير الحاکمی والخطيب في تاريخه والطبرانی
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عباس بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جناب علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سلام کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جواب سلام دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا
 آیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت کہتے ہیں آپ نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لیے میں ان سے نہایت
 محبت رکھتا ہوں تحقیق پروردگار نے ہر ایک نبی کی ذریت کو اسی کی صلب میں قرار دیا ہے اور
 میری ذریت کو علی کی صلب میں قرار دیا ہے۔

(۳) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان الله جعل ذرية كل نبي في صلبه و
 جعل ذرية في صلب علي راخرجه الطبرانی في الكبير جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آن
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ جل جلالہ عم نواسہ ہر ایک نبی کی ذریت کو خاص
 اسی کی صلب کے قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علی کی صلب کے قرار دیا ہے۔

(۴) عن علي قال طلبنى رسول الله صلى الله عليه وآله ووجدني في حائطنا ثما فقربني
 برجله قال قم فواسه لارضيتك انت اخي وابو ولي راخرجه احمد في المناقب جناب
 علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ڈھونڈا اور ایک دیوار کے نیچے
 سویا ہوا پایہ اٹھنے پر مبارک سے مجھ کو بلا کر فرمایا اٹھ میں تجھے کو خوش کرتا ہوں کہ تو میرا بیٹا
 اور میرے بچوں کا باپ ہے۔

(۵) عن محمد بن اسامة بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعلي ما انت يا علي
 فختني وابو ولي وانت مني وانا منك راخرجه احمد والبخاری والحاکم محمد بن ہمام
 بن زید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے پس یا علی تو ہمارا

واما اور ہمارے بچوں کا باپ ہے۔ اور تو میرا اور میں تیرا ہوں۔

(۲) عن ابن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اشهد قد بلغت هذا اخی وابن عمی وصهری وابو ولدی اللهم کب من عاداه فی النار راخرجه الشیرازی فی الالقاب وابن النجار ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے پروردگار گواہ رہو میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ میرا بہائی اور ابن عم اور داماد میری بچوں کا باپ ہے اور اسے دشمن کہے اُسے اذنا آگ میں دھکیل۔

ذکر اس بات کا کہ جناب سید علیہما السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہوگئی

(۱) وفی اسد الغابہ انقطع نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہذا سدا الغابہ فی تہذیب الصحابہ میں علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ سوائے نسل جناب سیدۃ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہوگئی ہے۔ (۲) قال السہوودی فی جواہر العقیدین لما رای علی بن ابی طالب الحسین یسرع الی الحرب فی الصفین قال یا ایہا الناس امدکوا عنی ہذین الغلامین اخاف ان یقطع بہما نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علامہ جلال الدین سہوودی جواہر العقیدین میں لکھتے ہیں کہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ امام حسینؑ و زین کے میدان میں لڑائی کے لیے تشریف لیجا رہے ہیں۔ فرمایا اے لوگو ان دونوں لڑکوں کو عینے حسنین علیہما السلام کو تمام لوگوں میں ڈرتا ہوں کہ انکے شہید ہو جائیں کیونکہ میں نے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع نہ ہو جائے۔

جناب سید کی ولادہ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی اور عصہ ہونا

(۱) عن فاطمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل بني ابي تميم يمتون الى عصبة الاولاد فاطمة فانا وليهم وعصبتهم راخرجه الطبرانی قال العلامة بن حجر الملقب بقوی بعضہا بعضا رصواعن محرقہ جناب سید علیہما السلام سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک بنی ابی کی نسبت ایک عصہ کی طرح کیجاتی ہے مگر فاطمہ کی اولاد کے لیے میں ولی اور عصہ ہوں۔

(۲) عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لكل بنی ابی عصبة ینتمون الیہ الاولاد فاطمة فانا ولیہم وانا عصبتہم وہم عترتی وخلقوا من طینتی راخرجه الحاکم فی المستدرک وابن عساکر فی تاریخہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ ہر ایک نبی یا کسے لیے عصبہ ہوا کرتا ہے کہ اس کی طرف انکو منسوب کیا جاتا ہے مگر اولاً فاطمہ کے انکے لیے ولی اور عصبہ بن ہون اور وہ میری محترمت میں اور میری طینت سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۳) سال الرشید عن من ہی کاظم کیف قلتما نافذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم ابناؤ علی قلاموسی ومن ذریئہ داؤد وسلیمان الی قال عیسیٰ ولیس لہ اب (صواعق محرقہ) روایت ہے کہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے رشید نے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کہلاتے ہو یا وجود یکا آپ تو حضرت علی کی ذریت ہیں جناب امام نے یہ آیت ٹہری کہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم کی ذریت سوداؤ اور سلیمان تھے۔ اور عیسیٰ جس امام نے فرمایا کہ عیسیٰ کا تو باب نہیں وہ اپنی مان کیوجہ سے ذریت ابراہیم میں سو ٹھیک ہے۔

(۴) عن الشعبي عاصم بن النجود المقری ان الحجاج ابن یوسف الثقفی بلغه ان یحیی بن یمر الثابی یقول ان الحسن والحسین من ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وكان یحیی یومئذ بخراسان فكتب الحجاج الی قتیبة بن مسلم والی خراسان ان ابعت الی یحیی بن یمر فبعث به الیه فقام بین یدیه فقال انت الذی تزعم ان الحسن والحسین من ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اجل یا حجاج قال الشعبي فتعجبت من جوابه فقال الحجاج تاتینی بها بینه واخبر من کتاب اللہ ولا تاتینی بهذا الا لیتدع ابنائنا وابنائکم وبنائنا وبنائکم قال فان خرجت ورا من ذلك واتبك بها بینه واخبر من کتاب اللہ فهو ما فی قال نعم فقال قال اللہ تعالیٰ ووهبنا لہ اسحق و یعقوب کلاھدینا من قبل ومن ذریئہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وھارون کذلک یجری الحسنین و ذکرنا ویجی عیسیٰ الیاس کل من الصالحین ثم قال یحیی بن یمر من کان ابو عیسیٰ قد الحقہ تعالیٰ بذریۃ ابراھیم وما بین عیسیٰ و ابراھیم اکثر ما بین الحسن والحسین ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم رتاد یخبر ابن خلکان۔ وخیق الحیوان للدمیری والرفعی الا زھری (شعبی اور قاری عاصم بن النجود رحمہما اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف الثقفی کو خبر ملی کہ یحیی بن یمر الثابی یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت ہیں اسوقت یحییٰ خراسان میں تھے حجاج نے قتیبہ بن مسلم والی خراسان کو لکھا کہ یحییٰ بن یمر کو میری طرف روانہ کر قتیبہ نے یحییٰ کو حجاج کے پاس بھیج دیا حبیب وہ سامنے آیا حجاج نے کہا آیا تیرا زعم ہے کہ حسن و حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریت ہیں یحییٰ نے کہا ہاں شعبی کہتا ہے مجھے یہ

کے بے وضرر کہان کہنے سے تعجب آیا۔ حجاج نے کہا کوئی دلیل و واضح کتاب اس سے بیان کر۔ اور قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم کی آیت کو دلیل میں پیش کر یو۔ تیجے نے کہا اگر میں نے اس آیت کے سوا دوسری آیت قرآن سے واضح طور پر پیش کی تو تو مجھ کو امان دیگا۔ حجاج نے کہا ہاں تیجے نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے (اور دیا تھیں اسکو اسحاق اور یعقوب سب کو پہننے ہدایت کی اور نوح کو پہننے ہدایت کی اس سے پہلے اور اسکی قدرت سدا ودا اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون اسطرح سے ہم خبا دیتے ہیں محسنوں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس ہر ایک نیکون میں سے) پھر تیجے نے پھر نے کہا جیسے کا کون باپ تھا کہ اسے سب سے بڑا بنایا۔ انکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں ملا دیا ہے اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان فاصلہ جناب حسن اور حسین اور حضرت صلے علیہ وسلم سے سوا ہے +

(۴) عن الطیثم عز ذکوان مولى المعاونیة قال قال لی معاویة لا اعلم احدا سہی ہذین الغلامین ابنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا کن قولوا ابنی علی قال ذکوان فلما کان بعد ذلک امر فی ان اکتب نبیہ فی الشرف قال فکتبت بنیہ وبنی بنیہ وترکت بنی بناتہ ثم اتیتہ بالکتاب ففطر فیہ فقال ویحک اغفلت اکبر بنی فقلت من قال اما بنو فلاتہ بنی لاینتہ قال فقلت اللہ اکبر لیکون بنی بناتک بنیک ولا لیکون بنی فاطمہ بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لایبہن ہذا احد منک (اخرجه الحافظ عبد الغزیز بن الاخضر) امیر معاویہ کا غلام ذکوان بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ معاویہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ ان دونوں لڑکوں (یعنی حسن و حسین) کو کس نے جناب رسالت کی کبھی بٹھے قرار دیا ہے۔ انکو تو علی کے بیٹے کہنا چاہیے۔ ذکوان کہتا ہے کہ اسکے بعد مجھ کو معاویہ نے دفتر میں اپنی اولاد کو نام لکھنے کا حکم دیا۔ میں نے ہسکر سیٹوں اور پوتوں کا نام لکھا اور نوہوں کا نام چوڑ دیا اور وہ کاغذ معاویہ کے دکھانے کو لایا۔ معاویہ مجھے کہنے لگا تو میرے بڑے بیٹوں کے نام درج کر لے بول گیا ہے میں نے کہا وہ کون ہیں معاویہ بولا آیا میری فلائی بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہیں ہیں میرے کہا اللہ اکبر قیری بیٹی کے بیٹے تو میرے بیٹے نہیں اور جناب فاطمہ کے بیٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نہ تھیرے معاویہ نے کہا ارے چہرہ تجھے کوئی یہ بات نہ سن پائے +

قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسب کے کل سبب اور نسب کا منقطع ہونا

۱۱ عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل سبب منقطع یوم القیامت الا

سببی نسبی کل ولد ام فان عصبتهم کابیرهم ما خلا ولد فاطمة فانی انا ابوهم وعصبتهم راخرجہ
ابوصالح۔ وابونعیم فی الحلیۃ۔ وابن السمان۔ والمسلم فی المتابعات والدارقطنی والطبرانی فی
الاوسط والیہقی۔ وابوالحسن المغازی فی المناقب۔ والد ولابی فی الذریۃ الطاہرۃ جناب
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک سبب اور نسب
قیامت کے دن منقطع ہو جائیگی مگر میرا نسب اور سبب۔ اور ہر ایک مان کے بیٹوں کے لیے عصبہ
باپ کی جانب سے ہوتا ہے بجز اولاد فاطمہ کے کہ میں انکا باپ اور عصبہ ہوں۔

(۲) عن فاطمة وابن عمر و صحیح عرجس کما مر انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل
سبب منقطع یوم القیۃ ما خلا سببی نسبی راخرجہ الطبرانی جناب سیدہ علیہا السلام
اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور جیسے کہ صدر مین بیان کیا گیا ہے اسی حدیث کی حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے تصحیح ہو چکی ہے کہ انہوں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ
ہر سبب و نسب قیامت کو دن منقطع ہوگی بجز میرے سبب اور نسب کے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا طیب ہونا

عن انس قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فغشیہ الوحی فلما افاق قال هل تدرک ما جاء به
جبریل قلت اللہ ورسولہ اعلم قال امر فی ربان ازوج فاطمة من علی فادعی ابابکر وعمر فلما
اقبل علی فقال له یا علی ان اللہ امر فی ان ازوجک فاطمة وقد زوجکما علی اربعۃ مائۃ منقال
فضۃ ارضیت قال یا رسول اللہ رضیت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل اللہ منکما الکثیر الطیب
وبارک اللہ فی لشدکما قال انس اللہ لقد اخرج منہما الکثیر الطیب راخرجہ ابو الخیر فروینی
والرویان فی مسند الدولابی والسمهودی فی جواہر العقائد انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے
ہیں کہ میں جب اب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ حضور وحی کے نزول سے ہیوش ہو گئے جبکہ
ہیوش میں آئے مجھ سے فرمایا اے انس تو جانتا ہے کہ جبریل میرے پاس کیا پیغام لایا ہے میں نے عرض
کیا کہ اللہ اور اسکا رسول زیادہ جانتے والا ہے آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں
فاطمہ کا علی سے نکاح کروں تو جا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو بلالاجب جناب علی تشریف لائے آپ نے
ان سے ارشاد کیا یا علی بہ تحقیق پروردگار عالم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح کروں میں نے
تم دونوں کا چار سو شقال چاندی پر نکاح کیا ہے۔ آیا تو راضی ہے۔ جناب علی نے عرض کیا یا رسول

امیرین اضی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی اور کہا اللہ تعالیٰ تم دونوں میں سے بہت سوطیب پیدا کرے یا نہ کرے
میں خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ نے اندونوں میں سے بہت سوطیب پیدا کیے ہیں۔

جناب سید علیہا السلام کی اولاد کا قطعی حجتی ہونا

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان فاطمة احصت فرجها وان الله ادخلها باحسا
فرجها وذريتها الجنة اخرج الطبرانی ابن خزيمة عن منقول ہو کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ بہ تحقیق فاطمہ علیہا السلام نے اپنے آپ کو نگاہ رکھا ہے اور اس نگاہ رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے
اسکو اور اس کی ذریت کو جنت میں داخل کیا ہے۔

جناب سید علیہا السلام کی اولاد پر دوزخ کی آنچ کا حرام ہونا

را، عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا فاطمة تدبرين لم سميت فاطمة قال علي لم سميت
فاطمة يا رسول الله قال قال ان الله قطعها وذريتها من النار اخرج ابو القاسم الدمشقي و
نقله عبد الطبري عن مسند علي بن موسى الرضا جناب امير عليہ السلام سے منقول ہو کہ ایک دفعہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا ہے علی
نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیوں فاطمہ نام رکھا ہے حضور نے ارشاد کیا اسیلے کہ پروردگار نے
اسکو اور اس کی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچا یا ہے۔

جناب سید علیہا السلام کی اولاد کا قیامت کے دن غیر معذ ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لفاطمة ان الله غير معذيك ولا لولدك يوم القيامة
اخرج الطبرانی في الكبير ابن عباس عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی
سے فرماتے تھے کہ بہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ تجھ کو اور تیری اولاد کو قیامت کو دن عذاب نہیں اگر فیوال

صوت لاوت کے باعث جناب امیر کی اولاد کا اپنی آبائی کرام کے نام سے پکارا جانا

عن العباس بن عبد المطلب قال كنت عند النبي صلى الله عليه وآله اذا قيل علي فلما راه اسفروا وجهه
فقلت يا رسول الله انك تسفر في وجه هذا الغلام فقال يا عم والله اشهد حبا مني ولم يكن بني

الا وذریۃ الباقیۃ بعدہ من صلبہ ان ذریۃ من بعدی من صلب ہذا انہ اذا کان یوم القیۃ
دعی لناس باسمائہم واسماءہما تہم سترامن اللہ علیہما لہذا ولینسقا تہم یدعون باسمائہم
واسماء ابائہم لہم ولاد تہم ررجع الذہب للسعودی) جناب عباس بن عبد المطلب نے فرمایا
کہ ایک دفعہ میں جناب سرور انبیاء علیہ السلام نے التنا کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہان جناب علی تشریف لائے
جب حضور اقدسؐ انکو دیکھا چہرہ اقدسؐ زرد ہو گیا مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا چہرہ مبارک اس لڑکے
کو دیکھ کر کیوں زرد ہو گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چچا واسمہ محمد کو اس سو سخت
محبت ہو کوئی نبی نہیں گذرا کہ اسکی ذریۃ اسی کی صلب کے اسکے بعد باقی نہ رہی ہو۔ اور میری ذریۃ
میرے بعد اسکی صلب کے باقی رہے گی۔ جب قیامت کا دن ہوگا لوگوں کو خدا کی طرف سے وجہ انکی پردہ پوشی
کے انکے ناموں سے اور انکی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائیگا۔ الایہ یعنی علی بن ابی طالب) اور اسکی
اولاد کو وہ باعث انکی صحت ولادت کے انکے ناموں اور انکے باپوں کے ناموں سے پکارے جائینگے

مناقبت جناب امام حسن علیہ السلام سبط الاکبر

(۱) قال الزہری ولد الحسن بن فضال من رمضان سنۃ ثلاث من الهجرة (راسد الغابہ) زہری رحمۃ اللہ
علیہ کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت نصف رمضان ہجرت کے تیسرے سال واقع
ہوئی *

(۲) قال ابن سعد وابن عبد البر ولد الحسن سنۃ ثلاث من نصف شهر رمضان وقيل في شعبان
وقيل سنۃ اربع وقيل سنۃ خمس الاول اصح راصابہ فی تذکرۃ العصابہ) علامہ ابن سعد طبقات میں اور
ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ہجرت کے تیسرے برس نصف رمضان
کو اور بعض کے نزدیک چوتھے برس اور بعض کے نزدیک پانچویں برس پیدا ہوئے ہیں اور پہلی بات
صحیح تر یاد ہے *

(۳) روی ابن الخشاب الشيعي انه ولد سنة اشهر ولم يولد سنة اشهر مولود ففاض الا الحسن
وعيسى بن مريم وفي رواية الا الحسن عجي رتاريخه موليد ووفات اهل بيت) ابن خشاب نے ذکر
کرتے ہیں کہ جناب حسن چہ مینے کے پیدا ہوئے ہیں کوئی لڑکا چہ مینے کا نہیں پیدا ہوا اور یہ زندہ
رہا ہو بخیر حسن اور عیسیٰ ابن مریم کے اور ایک روایت میں ہے بخیر حسن اور عیسیٰ بن زکریا کے

(۴) عن ابي الفضل قال قلت يا رسول الله رأيت كان عضوا من اعضاءك في بيتي فقال خيرا

رأيتہ تلد فاطمة خلا ما فترضعہ بلبن قثم (اخرجه البغوی والدولابی) ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خواب دیکھا ہے کہ حضور کے جس اطہر کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں ہے حضور نے فرمایا تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہ ایک بیٹیا جنے گی تو ہو سکوقثم بن عباس کا دعوہ پلائے گی *

(۵) عن علی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن بکبش وقال یا فاطمة احلقی رأسہ وقصدی بزنة شعرة فضة فكان وزنه درهما او بعض درهم (اخرجه الترمذی) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کے عقیقہ میں ایک سینڈ ہاؤ بچہ کیا اور فرمایا اسے فاطمہ کے سر کو منڈوا۔ اسے اسکو بالوں کے برابر چاندی تصدق کر۔ پس ان بالوں کا وزن ایک درہم یا اس سو کچھ کم تھا *

(۶) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن والحسين کبشا کبشا او کبشین (اخرجه ابوحاتم) ابن عباس سے منقول ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین علیہما السلام کا عقیقہ ایک ایک سینڈ ہے سر یا دو دو سینڈ ہون سے کیا تھا *

(۷) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن والحسين وختنهما بسبعة ايام (اخرجه الطبرانی) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین کا عقیقہ اور ختنہ ساتویں دن کیا تھا *

(۸) عن علی قال لما ولد الحسن اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اذنه الیمنی واقام فی اذنه الیسری وختنہ یوم السابع وعق عنه کبشین وزنی شعرة وقصد قبعنه فضة واعطی لقابلة رجل الحقیقة (نزل الابرار) جناب علی سے روایت ہے کہ حبیب حسن علیہ السلام تولد ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے دائے کان میں افان اور اوٹے کان میں افاست پڑھی اور ساتویں ختنہ کیا اور دو سینڈ عقیقہ کیے اور انکے سر کے بالوں کو وزن کر کے اس کے برابر چاندی خیرات کی اور عقیقہ کے سینڈ ہے کے پائے دائی کو عطا کیے *

(۹) عن علی قال لما ولد الحسن سمیتہ باسم عمی خمرۃ فلما ولد الحسن سمیتہ باسم عمہ جعفر (نزل عاتق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی امرت ان اغیر اسم ابنی ہذین فقلت اللہ ورسولہ اعلم فسمی احدا وحسینا (اخرجه احمد والبیہقی کلینک الشاشی والمحاکی فی المستدرک) جناب علی ذکر کرتے ہیں کہ حبیب حسن پیدا ہوئے تو مجھے انکا نام اپنے چچا حمزہ کے نام پر حمزہ رکھا اور

عربی یہ نام جاہلیت میں نہیں رکھے۔

(۱۳) قال ابو محمد العسكري سماء النبي صلى الله عليه وسلم الحسن وكناه ابا محمد لم يكن هذا الاسم في الجاهلية
راسد الغابہ جناب ابو محمد عسکری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسن کا نام حسن اور
انکی کنیت ابو محمد رکھی تھی۔ اور یہ کنیت جاہلیت میں کسی کی نہیں تھی۔

(۱۴) قال النبي صلى الله عليه وسلم سبط من الاسباط (راسد الغابہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ حسن سبط میں اسباط میں سے۔

(۱۵) ويلقب السيد والنقي والطيب والذكي والولي والمجتبي (نزل الابرار) آپکے اشعار القاب میں سے
سید اور نفی اور طیب اور زکی اور ولی اور مجتبیٰ ہیں۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا حلیہ مبارک

كان اوج العيتين سهل الخدين دقيق المصيبة كثر اللحية ذافرهم كان عنقه ابريق فضة عظيم
الكراديس لعبدين المنكبين دبعة ليس بالطويل ولا بالقصير من احسن وجها وكان يخصب بالطلا
وكان حبل الشعر حسن البدن (ذکر الد و لابی) آپکی آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی غلانی خوشنما تھیں۔ خستار
پتے سے تابی خط و خال کے تھوڑے کلاں یا گیل گاؤں تھیں ٹانگیں گنجان کاٹون کی توک بل کہانی تھی تھی۔ گردن چمک مری کی طرح
سفید اور بلند تھی شانے اور بازو گرد گرد اور کمر سے تھوڑا چکلا تھا۔ قد نہ ہقد و راز نہ ہقد ہنکنا بلکہ وسیم تہا آپکی صورت
نہایت پاکیزہ تھی و ممکن گ کیا کرتے تھے آپکے بال گہو گرا تھے جو۔ بدن خوب صورت اور سڈول تھا۔

جناب حسن علیہ السلام کا سب لوگوں کو زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہر ہو نا
راہن علی قال الحسن اشبه الناس بالنبي صلى الله عليه وسلم ما بين صدره الى المراس والحسين اشبه
الناس بالنبي صلى الله عليه وسلم ما كان اسفل من ذلك راخو جہ ابن سعد في الطبقات جناب امام علی
السلام سے منقول ہے کہ حسن علیہ السلام سینے سے لیکر متر تک سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ مشابہ تھے اور حسین علیہ السلام اس سے نیچے یعنی سید سے پاؤں تک حضور کے ساتھ سب سے زیادہ
شبیبہ تھے۔

(۱۶) عن انس بن مالك قال لم يكن اشبه بالنبي صلى الله عليه وسلم من الحسن (راسد الغابہ) انس بن
مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام حسن کو کوئی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم شکل نہیں تھا

(۳) عن عقبہ بن الحارث قال صلی اللہ علیہ وسلم اخرجتم منی و معہ علی فرای الحسن یلعب مع الصبیان فحملہ ابو بکر علی عاتقہ قال بابی شبیہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس شبیہ بعلی قال و علی تعبہم (رواہ البخاری)
عقبہ بن الحارث سے روایت ہے کہ ایک روز جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے جناب علی علیہ السلام بھی انکے ہمراہ تھے امام حسن کو دیکھا کہ ٹوڈوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں ابو بکر نے انکو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور کہا مجھے اپنے باپ کی قسم ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ میں علی کے ہمشکل نہیں اور علی ہنس رہے تھے +

احب خلایق ہو جناب امام حسن علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نزدیک

(۱) عن عبد اللہ بن الزبیر قال اشبه اهل النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجہم الیہ الحسن بن علی رأیتہ یجئ و هو ساجد فیرکب رقبتہ او قال ظہرہ فما یزله حق یكون هو الذی یزل ولقد رأیتہ یجئ و هو راكع فیفرج لہ بین رجلیہ حتی ینخرج من جانب الآخر (اخرجہ ابن سعد) عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امام حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب گہروالوں میں زیادہ آنحضرت کے ساتھ شبیہ تھے۔ اور سب گہروالوں سے آنحضرت کو پیارے تھے۔ تحقیق میں نے انکو دیکھا ہے کہ وہ آتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہوتے اور امام حسن حضور کی گردن مبارک پر بالشت اطہر پر سوار ہو جاتے اور جب تک کہ وہ خود نہ اترتے حضور انکو نہ اتارتے۔ اور یہ تحقیق میں نے انکو دیکھا ہے کہ وہ تشریف لائے ہیں۔ اور حضور حالت رکوع میں ہیں حضرت نے انکے لیے اپنی دونوں ٹانگیں کھول دیں اور وہ ایک طرف سے گیسے اور دوسری طرف سے نکل گئے +

(۲) عن ابی ہریرۃ قال لا زال احب هذا الرجل یعنی الحسن بن علی بعد ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع بھما یصنع بغیر قال رأیت الحسن فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و هو یدخل اصابعہ فی لحیتہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یدخل لسانہ فیہ ثم یقول اللھم انی احبہ فاجہد ذنوبی (عقبی)
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں اس وقت سو سمیٹا اس مرد نبیؐ امام حسن کو دوست رکھتا ہوں جب کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے ساتھ پیش آتے دیکھا ہے کہ انکے سوا کسی کو دوسرے پیش نہیں آئے۔ میں نے جناب حسن کو حضور کے اغوش.... مبارک میں دیکھا ہے کہ وہ حضور کی ریش مبارک مبارک میں اپنی انگلیاں ڈال رہے ہیں اور حضور اپنی زبان اطہر کو انکے مونہ میں ڈال کر... فرماتے ہیں کہ اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو یہی اس کے پیار کرے +

(۳) عن البراء بن عازب قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والحسن على عاتقه وهو يقول اللهم اني احبه فاحبه رواه البخاري) برابر بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسن حضور کے کندھے پر سوار ہیں اور حضور فرماتے ہیں اسے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو ہی اسے پیار کر۔

(۴) عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل بداح لسانہ للحسن بن علی فاذا رای الصبی حمی اللسان فیش الیہ راخرجه بن سعد ابو سلمہ بن عبد الرحمن سرورایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کے لیے اپنی زبان میں مبارک سواں بھڑا اور جب وہ زبان مبارک کی سرخی کو دیکھتے تو انکی جانب جھک پڑتے۔

(۵) عن ابی ہریرۃ انہ لقی الحسن بن علی فی بعض طرق المدینۃ فقال لہ کشف لی عن بطنک فذاک ابی حتی اقبل حیث رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلہ قال فکشف عن بطنہ فقبل سرتہ (اتجر ابو حاتم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے جناب حسن علیہ السلام کو مدینہ طیبہ کی بعض بازاروں میں دیکھا اور کہا آپ پیٹ سے کپڑا اٹھاویں تاکہ جس جگہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا ہے میں بھی وہاں پر بوسہ دوں جناب امام حسن نے اپنا بطن مبارک کھول دیا پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انکی ناف کو بوسہ دیا۔

(۶) عن ابی ہریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فطافوا بالکعبۃ لا یکلنی ولا اکلہ حتی جاء سونوقینقاع ثم انصرف حتی اقی جناء فاطمۃ فقال اثم لکم یعنی حسنا فظننا انہ انما تحبہ امہ لا تغسلہ وتلبسہ مخافا فلما یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منہما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللهم انی احبه فاحبه واحب من یحبه راخرجه احمد والبخاری والمسلم وابن ماجہ وابویعلی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک جماعہ کی نزدیک ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلنا حضور مجھ سے بات کرتے تھے اور نہ میں حضور سے بات کرنے کی جرات کر سکتا تھا۔ کیا تک کہ بنی قینقاع بازار میں تشریف لیگئے۔ اور پھر وہاں سے لہٹے اور جناب فاطمہؑ کے گھر پر تشریف لائے اور فرمایا کیا لوگ ابھی تک مجھ سے نہیں کہنے لگے کہ ان کی شادی انکی والدہ ماجدہ نے انکو کپڑا پہلا ہے اور وہ انکو نہلا ہے ہیں کپڑا اتار دیا کپڑا پہنا رہی ہیں کچھ دیر نہیں گندی تھی کہ وہ دوڑنے ہوئے اور حضور کے سینہ مبارک سے چھپ چکے دونوں نے ایک دوسرے کو سیدھے چٹا لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو ہی اسے پیار کر اور اسے

ہی پایکر جو کہ اس سے پیار کرے ۔

عن المقبری قال کنا مع ابی ہریرۃ فجاء الحسن بن علی سلمہ فرد علیہ المقوم ومضی ابو ہریرۃ لا یعلم فقیل لہ هذا حسن بن علی سلمہ فلحقہ فقال وعلیک یا سیدک فقیل لہ تقول لہ سیدک فقال اشہد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سید (اخرجه الطبرانی) مقبری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم ساتھ ابو ہریرہؓ کے پس آئے حسن بن علیؓ سلام ارشاد کیا پس حجاجؓ ابیہ دیا قوم نے آپکو اور چلے گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور نہ جانتے تھے (کہ یہ کون ہے).... لوگوں نے کہا انکو کہ یہ سلام کہنے والے حسن بن علیؓ ہیں ابو ہریرہؓ دوڑ کر جاسے اور فرمایا وعلیک السلام یا سیدیؓ پس کہا گیا انکو کہ تم نے یا سیدیؓ کیوں کہا ہے ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سید کہا ہے ۔

(۸) عن انس بن مالک قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راقد فی بیوتہ علی قفاہ اذ جاء الحسن بدرج حتی قد علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمئنتہ فقال وحبک یا انس دع ابنی وثمۃ فوادى فان من اذ ا هذا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الماء فصبہ علی البول صبا راخرجه الطبرانی فی الکبیر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گہرین پیٹھ کے بل ہوئے تھے ناگہان حضرت حسرت علیہ السلام تشریف لائے اور سر رکتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر پیٹھ گئے سینے آپکو روکا پس فرمایا آنحضرتؐ نے افسوس ہو تجھکو اے انس چوڑ دے میرے پیٹے اور میرے دل کے پھل کو پس جس نے ایدادی اسکو اس نے ایدادی مجھے اور جس نے مجھے ایدادی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایدادی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مٹکا کر اسکا بول دھو ڈالا ۔

(۹) عن زید بن الارقم قال قام الحسن بن علی یوما یخطب فقام رجل فقال ابی اشہد لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فجاء الحسن یمشی حتی اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفعه علی حائقہ وقال من احبنی فلیحبہ والیبلغ الشاہد منکم الغائب ولو کاکرامۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حدثتک بہ راخرجه الحاکم زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ایک روز جناب حسن علیہ السلام خطبہ فرماتے گئے اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ جناب تشریف لارہے ہیں جب حضور نے انکو دیکھا انکو پکڑ کر انپر کندہ پیراٹھا لیا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھ کو دوست رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ اسکو دوست رکھے اور تم حاضرین پر سلام

ہے کہ یہ بات ان لوگوں کو پہونچا دین جو کہ غائب ہیں اگر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت نہ ہوتی تو میں یہ بات نہ بیان کرتا *

(۱۰) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل الحسن بن علی عاتقہ فقال رجل نعم المکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونعم الراكب هو راخرجه البخاری والمسلم والترمذی والحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حش بن علی کو اپنے دوست اقدس پاشائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے صاحبزادے یہ اچھا مرکب ہے جس پر کہ تم سوار ہو حضور نے فرمایا کہ یہ سوار ہی تو عمدہ ہے *

(۱۱) عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد عن ابیہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ العشاء وهو حامل حسنا فقدم الیہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعه ثم کبر للصلوۃ فصلی فمجد بین ظہران فی الصلوۃ سجدة اٹا لہا قال ابی انی رفعت رأسی فاذا صبی علی ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو ساجد فرجبت الی سجودی فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ قال الناس یا رسول اللہ انک سجدت بین ظہران صلوۃ انک سجدت اطلتها حتی ظننا انہ قد حدث امر او انه یوحی الیک قال کل ذلك لم یکن ولكن ابی هذا ارتحلتی فکرت ان سجدة حق یقضى حاجته راخرجه احمد والبعوی والنسائی والطبرانی والحاکم والبیہقی) عبد اللہ بن شداد بن الہاد اپنے والد سے نقل ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عشا کے نماز کے لیے برآمد ہوئے اور جناب حسن علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے تھے انکو زمین پر بٹھا کر حضور نے تسبیح کہی اور نماز شروع کی جب نماز میں سجدہ کو گئے تو اسکو طول دیا میرا باپ کہتا ہے کہ سینے سے اٹھایا کہ: دیکھتا ہوں کہ جناب حسن حضور کی پشت پر سوار ہیں اور حضور سجدہ میں ہیں پس سینے ہی سجدہ کی طرف رجوع کیا جب حضور نماز ادا کر چکے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ نے نماز کے درمیان چھوٹے سجدہ کو یہاں تک طول دیا کہ ہمیں گمان ہوا کہ کوئی امر حادث ہوا ہے یا وحی نزول فرمایا ہے آپ نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں تھی لیکن یہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تب مجھے برا معلوم ہوا کہ میں اسے جلدی سے اتاروں جیتا کہ اسکی آرزو پوری نہ ہوئے *

(۱۲) عن ابی بکر رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الجنبہ وهو یقول ان ابی هذا سید لعل اللہ ان یصلہ بہ فتین عظیمتین (اخرجه احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی والطبرانی) ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور دنیا و دین کو منبر

پیشتر ہوئے دیکھا کہ پہلو میں جناب حسن علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے یہ میرا بیٹا ہے اس پر وہ کہہ کر پروردگار اسکی وجہ سے دوڑے گروہوں میں صلح کرادینگا (۱۳) اخبر الدارقطنی ان الحسن بن علی جابر لابی بکر وہو علی منیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انزل عن مجلس ابی فقال قتد واسہ انہ ليجلس بیک ثراخذہ واجلسہ فی حجرہ وبکی دارقطنی کہتر ہین کہ جناب امام حسن علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پیشتر لائے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے جناب حسن نے ان کو کہا میرے باپ کی جگہ سے نیچے اتر آؤ حضرت ابوبکر نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے واللہ یہ تیرے باپ کی جگہ ہے پھر ابوبکر نے جناب حسن کو بکر پر اپنی گود میں بٹھالیا۔ اور رونے لگے۔

(۱۲) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من سرہ ان یبصر الی سید شباب اہل الجنۃ فلینظر الی الحسن (صواعق محرقہ) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ جو انان اہل جنت کو دیکھنا پسند کرتا ہے وہ حسن کو دیکھے۔ (۱۴) عن الدہلہ بن عازب ابن مسعود وابی ہریرۃ قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لجنہ فلیحبہ یعنی الحسن (اخرجہ الدہلی) برابر بن عازب اور ابن مسعود اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھے دوست رکھتا ہوا سکو چاہیے کہ اسے دوست کرے یعنی حسن بن علی علیہ السلام۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی کرامات

عن: لا عیش قال تعطل رجل علی قبر الحسن فجعل یبکی کما یتبک الکلب ثم مات فسمع یعوفی قبرہ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ) عیش رحمتہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک خبیث... نے جناب امام حسن علیہ السلام کی نزار طہر پر پاخانہ پھیر دیا پس اسکو جنون ہو گیا۔ اور کہتے کی طرح سے بھونکنے لگا۔ اور مر گیا جب وہ دفن ہوا تو اسکی قبر سے ہی گتے کے بھونکنے کی سی آواز نکلتی رہی۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا زہد

عن زہلہ ماری انہ خرجہ تعالیٰ من مالہ ثلاث مہرات وشاطرۃ مرتین حق فی نعلہ (مراد الجنان اما عبد اللہ یافعی) اور جناب حسن علیہ السلام کے زہد کی نسبت روایت ہے کہ تین دفعہ انہوں نے

و عن جوده انه سألہ اشان فاعطاہ خمسین الف درهم وخمس مائۃ دینار وقال ایت بحال محمل
لک فاتی بحال فاعطاہ طریلسا نہ وقال یکین کراء الحمال من قبلی رملۃ الجنان للیافعی (اور جناب
امام حسن علیہ السلام کی سخاوت کی نسبت بعد ایت ہو کہ ایک شخص نے ان سے کہہ بانگا آج نے اسکو بچا پس ہزار
پانسو درہم بخش دیا اور کہا حمال کو لے آنا کہ اٹھا کر لیجائے وہ حمال کو لے آیا آپ نے اس حمال کو
لیجا چونکہ امار دیا اور ارشاد کیا کہ مزدور کی مزدوری بھی ہماری طرف سے ہوتی چاہیئے ۔

(۲) از رجلا ساله وشکا الیہ خالفہا الحسن وکیلہ وجعل یحاسبہ علی نفقاتہ ومقبوضاتہ
 حتی استقصاها فقال ہات الفاضل فاحضر خمسین الفندھم فہم قال ما فعلت بالخمس مائتہ
 دینار القی معک قال عندی قال فاحضرها فلما حضرھا دفع الدلائلھم والد نائیر الی الرجل
 واعتذر منہ لانوار الابرار ایک شخص نے جناب حسن علیہ السلام سے کچھ مانگا اور اپنے حال زاری کی
 شکایت کی آپ نے وکیل کو بلایا اور آپ اس کی بیٹی آمدنی اور اخراجات کی جانچ کرنے لگے یہاں تک کہ تمام
 جانچ ہو چکی پس اپنے وکیل سے فرمایا اب جو کچھ کہہ اور فاضل ہو اسکو لے آ۔ وہ پچاس ہزار درہم لے آیا
 پھر اپنے فرمایا کہ تیرے پاس پانسو دینار تھے تو نے کیا کیے ہیں وکیل نے عرض کیا وہ میرے پاس
 موجود ہیں آپ نے فرمایا اسکو حاضر کر حیا پس نے حاضر کیا آپ نے وہ سب درہم و دینار اس شخص کو دیدیے
 اور اس کو مقرر خواہی کی ۔

(۳) ومن کرمہ ما قتل عند انہ سمع بجلا لیسال اللہ ربہ انی فی قہ عشرۃ الاف عہدہم فانصوف
الحسن الی منزلہ وبعث بها الیہ (نور الابرار) اور جناب کے کرم کی نسبت نقل ہے کہ آپ نے
سنا کہ ایک آدمی اسہ جل جلالہ سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے جناب حسن علیہ السلام وہاں سے گھر کو
لوٹ چکے اور اسکے پاس دس ہزار درہم بھیج دیے ۔

(م) قيل للحسن كاي شيء نزلك لا ترد سائلا وان كنت على غاية فقال اني قد سائل وفيه راضية
وانا استعيرت كرمي سائلا وارسلته الى الله عز وجل فاستجاب لي فقلت ان تفيض نعمته
على الناس فاختار ان يقطع العادة ان يمن علي لعادة وان شدد اذا ما اتاني سائل قلت حيا
بمن فضله فخرج على مجلس ومن فضله فضل على كل فاضل وفضل اليوم القتي حين يفضل

رہنما لا بصائر جناب حسن ہو لوگوں نے عرض کیا کہ انکو سہم دیکھتے ہیں کہ باوجودیکہ آپ فاقہ سے بھی ہوتی ہیں تو سائل کو رو نہیں کرتے آپ نے فرمایا میں خدا کی درگاہ کا سائل ہوں اور خدا سے مانگنے والا ہوں اور مجھے حیا آتی ہے کہ سائل ہو کر سائل کو رو کروں۔ خداوند تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ عادت جاری کی وہ مجھ پر اپنی نعمتوں کو پہنچاتا ہے اور مینے عادت کی ہے کہ اسکی نعمتوں کو اسکی خلقت پر پہنچاؤں پس میں ڈرتا ہوں کہ عادت اللہ منقطع نہ ہو جائے اگر میں اپنی عادت کو رو کون بہرے شعر پڑھاؤں کہ جیسا میرے پاس سائل آتا ہے تو میں اسکو مر حبا کہتا ہوں۔ اسکے فضل ہی سے ہے مجھ پر حسن کو جلدی ادا کرنا۔ اوسا سی کے فضل سے ہر ایک فاضل پر فضل ہے۔ اور جو ان مرد کی عمر وہ حصہ نہایت فضل جس میں کہ بخشش کرتا ہے +

جناب امام حسن علیہ السلام کی تواضع

ذكر جماعة من العلماء في تصانيفهم انه مر بصبيان معجم كسر خبز فاستضافوه فانزل من على فريسة فاكل معهم ثم حملوا الى منزله وكسا لهم وقال ليد لهم لانهم لم يجدوا غير ما اطعمون ونحن نجد اكثر منه (مرآة الجنان للباحث) علما کی ایک جماعت نے اپنی تصانیف میں اسکا ذکر کیا ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام ایک دفعہ چند لڑکوں کے پاس سے ہو کر گذرے انکے پاس روٹیوں کے ٹکڑے تھے لڑکوں نے آپ کی ضیافت کی آپ گھوڑے پر سے اترے اور انکو ساتھ کمانے کو بیٹھے پیرا انکو اپنے گھر لے گئے اور انکو نئے کپڑے پہنائے اور انکے لیے بدلا دیں کے واسطے حکم دیا اور فرمایا کیونکہ میں سوا اسکی کہ جو کچھ انہوں نے ہکو کھلایا ہے اور کچھ نہیں رہتا۔ اور ہمارے پاس تو اس سے زیادہ ہے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا توکل

ما روی انه بلغه ان ابا خديجة رضي الله عنه يقول الفقرا حب الى من الغنا والسقم احب الى من الصحة فقال رحم الله ابا خديجة انا اقول من اتكل على حسن اختيار الله تعالى لم يخير ما اختار الله له (مرآة الجنان للباحث) روایت ہے کہ جناب امام حسن کو خبر ملی کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تو انکی سے میرے نزدیک فقر بہتر ہے اور صحت سے بیماری آپ نے فرمایا ابو ذر پر خدا رحم کرے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس نے خدا کے حسن اختیار پر توکل کیا کیونکہ خدا کے اختیار کو اور کچھ اختیار کرے +

جناب امام حسن علیہ السلام کا علم

(۱) عن عمیر بن اسحاق قال کان مع ان امیرا علینا فکان یسب علیا کل جمعة علی المنبر والحسن یسمع فلا یرد شیئا ثم ارسل الیه رجلا یقول له بعلی وبعلی وبعلی وبک وبک وبک وما وجدت مثلك الا مثل البغلة یقال لها من ابوک فتقول اخی الغریب فقال له الحسن ارجع الیه فقل له انی والله ما احمو عنک شیئا مما قلت ولكن موعدی وموعدک الله فان کنت صادقا جزا الله بصدقتک وان کنت کاذبا فانه اشد نقمة راخوچه بن سعد) عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ مروان ہم پر حکمران تھا اور وہ ہر جمعہ کو منبر پر چڑھ کر جناب امیر علیہ السلام پر سب کیا کرتا تھا۔ اور جناب حسن علیہ السلام سناتے تھے۔ اور جناب نہ دیتے۔ ایک دن اس نے جناب حسن علیہ السلام کو پاس ایک آدمی کو بھیجا۔ اور یہ کہلا بھیجا کہ علی پر اور علی پر اور علی پر اور تجھ پر اور تجھ پر اور تجھ پر مثال ایک حجر کی ہے کہ جب اس کو پوچھا جاتا ہے کہ تیرا باپ کون ہے وہ کہتا ہے کہ میری ماں گھڑی ہے۔ جناب حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ تو واپس مروان کے پاس جا کر سہار لطیف سے بیان کر دے کہ خدا کی قسم ہے کہ ہم تجھ سے کسی بات کو نہیں بہولے۔ لیکن ہمارے اور تیرے درمیان پروردگار الفصاف کرنے والا ہے اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھ کو جزا دیگا۔ اور اگر تو جھوٹ بک رہا ہے تو پروردگار کی نعمت بہت سخت ہے۔

(۲) عن زبیر بن سوار قال کان بن الحسن وبن مروان کلاما فاقبل علیہ مروان فجعل یغلظ وحسن ساکت فامتنع مروان بہینہ فقال له الحسن ویحک ما علمت ان الیمان للوجه و الشمال للفرج اف لك فسکت مروان راخوچه بن سعد) زبیر بن سوار سے نقل ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام اور مروان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی مروان گالیوں بکنے لگا جناب حسن چپ ہو رہے مروان نے اپنے سیکے ہاتھ سے ناک سنکی جناب حسن نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا کہ سید ہا ہاتھ موند کے لیے ہے اور الٹا فرج کے لیے افسوس ہے تجھ پر مروان چپ ہو گیا۔

(۳) عمیر بن اسحاق قال ما تکل عندی احد کان احب الی اذا تکل ان یتکلم من الحسن ما سمعت منه کلمة فحس قط الامم فانه کان بن الحسن و عمر بن عثمان خصومة فی ارض فخرج الحسن امر الی ریضہ عمر فقال الحسن فلیس علینا الا ما رزم افنہ قال فہذا اشد

کلمہ فخش ما سقتنا منه قط (راخو جہ بن سعد) عمیر بن سحاق کہتے ہیں کہ میں نے میری پاس گفتگو نہیں کی
 نہ مجھے پہلی معلوم ہوئی ہو جبکہ جناب امام حسن بات کرنے لگتے تو اسکا چپ رہنا جناب حسن کے سامنے کھجلا اٹھتا
 ہوتا۔ میں نے کہیں کوئی کلمہ فخش انکی زبان مبارک سے نکلتے ہوئے نہیں سنا۔ مگر ایک دفعہ کہ جناب حسن اور
 عمرو بن عثمان میں ایک زمین کی نسبت جھگڑا تھا۔ جناب حسن علیہ السلام نے ایک امر پیش کیا عمرو بن عثمان
 اس پر رضی نہ ہوا جناب حسن نے فرمایا ہمارے پاس تلک بیک پیٹھی ڈالنے کے سوا اور کوئی امر نہیں۔ عمیر بن
 سحاق کہتے ہیں کہ یہ جھگڑا سخت فخش کا کلمہ تھا جو میں نے بھی جناب حسن سے نہیں سنا تھا۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی عبادت

قبل ان الحسن بن علی حجۃ اہل بیت ما شیا وکان یقول انی لاستیحی من ربی ان القاء ولوامش
 الی سبیلہ (راشد الغابہ) کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام بہت سے حج پیادہ پا کیے تھے اور فرمایا کرتے
 تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اپنے رب کے ملوں اور اسکے گھر کی طرف پیادہ پانچاؤں۔
 (۲) عن عبد اللہ بن عمر قال لقد حج الحسن خمساً وعشرين حجة ماشياً راخو جہ الحاکم (عمید
 بن عمیر ناقل ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام نے پچیس حج پیادہ پا کیے تھے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی خلافت کا بیان

ولی الخلافة بعد قتل بابیه ثلاث عشرة یقیت من رمضان من سنة اربعین وبایعه اکثر من
 اربعین الفا کانوا قد بايعوا اباه وبقی سبعة اشهر خلیفة بالعراق ثم ترك الخلافة لاسد الغابہ
 جناب حسن اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد رمضان کے تیرہ دن باقی رہے چالیسویں سنہ میں
 خلیفہ ہوئے چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نے انکی بیعت کی اور ان لوگوں نے انکے والد زبیر گوار کی
 بیعت بھی کی تھی۔ اور عراق میں سات مہینے خلیفہ رہے پھر اپنے خلافت کو ترک کر دیا۔

(۲) عن سفینة قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول الخلافة ثلاثون عاماً ثم یكون بعد
 ذلك للملک راخو جہ احمد صاحب السنن وصحیح بن حبان سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ
 میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت تیس سال ہوگی پھر بادشاہی ہوگی۔
 احادیث کو امام احمد بن حنبل نے اور صاحبان سنن اربعہ نے روایت کیا اور ابن حبان اکیل صحیح
 کی ہے۔

قال العلماء لم يكن في الثلاثين بعد علي عليه السلام الا الخلفاء الاربعة واما الحسن واما علي بن
الخلفاء علماء کہتے ہیں کہ تیس برسوں میں صرف خلافت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی اور جناب امام
حسن کی خلافت کے دن تھے ۔

(۳) عن سعيد بن جعفر قال قلت لسفيان بن امية يزعمون ان الخلافة فيه قال كذب
بنو الزهراء قاموا بملوك من اشد الملوك واول الملوك معاوية (تاريخ الخلفاء للسيوطي)
سعيد بن جہان کہتے ہیں کہ سنی سفینہ سے پوچھا بنی امیہ کا زعم ہے کہ خلافت ان میں ہے وہ کہنے
لگے یہ گنجی عورت کو پوت جھوٹ بولتے ہیں یہ بادشاہ ہیں سخت ترین بادشاہوں میں سے اور پہلا
بادشاہ معاویہ ہے ۔

(۴) عن يوسف بن سعد قال قام الرجل الى الحسن بن علي بعد ما ترك الخلافة فقال سقوا
وجوه المسلمين فقال ان النبي صلى الله عليه وسلم ارى بنی امیة علی المنبر فساء خلق فترات
اما اترلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراك ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شهر تمکھا بعد
بنو امیة راخرجه الترمذی والحاکم وابن جریر قال حسن (سید الغایہ) یوسف بن سعد نقل ہے کہ جب
جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت کو ترک کر دیا ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا آپ نے مسلمانوں
کا یونہی کالا کر دیا ہے ۔ آپ نے فرمایا یہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ
بنی امیہ حضور کے منبر پر چڑھتے اترتے ہیں حضور کو برا معلوم ہوا حضور کی تسلی کے لیے یہ سورت نازل
ہوئی کہ مجھے اتاری شخص بقدر اور یا رسول اللہ تو کیا جانتا ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے لیلۃ القدر نذر
مہینے سے بہتر ہے ۔ یہ وہی نذر مہینہ ہے کہ میرے بعد بنی امیہ جسکو مالک ہونگے ۔

(۵) وقد اختلف في وقت وفاته قال الواقدي مات سنة ثمان واربعمائة (اصابہ فی تمیز
الاصحابہ) جناب حسن علیہ السلام کی وفات میں اختلاف ہے واقدی کہتے ہیں کہ ہجرت انجاسویں
برس آپ نے انتقال فرمایا ہے ۔

(۶) وقال المدائني مات في ربيع الاول سنة خمسين (اصابہ) اور مدائنی کہتے ہیں
کہ یکپاسوین برس آپ کا انتقال ہوا ہے ۔

(۷) وقال الهيثمي بن هادي مات سنة اربع واربعمائة (اصابہ) اور ہیثم بن ہادی کہتے ہیں کہ
چوالیسویں برس آپ نے رحلت فرمائی ہے ۔

(۸) وكان سبب موته ان زوجته جعد بنت الاشعث بن قيس سقت السم فكان توضع تحت طست

و ترفع اخروی نحو اربعین یوم فمات منه فلما اشتد مرضه قال لایخیه الحسین یا اخی سقیت لکم
ثلاث مرات ولم استقمثل هذا انی لاضع کبدی قال الحسین من سقاک یا اخی قال ما سواک
عن هذا تريد ان تاتلهم اکلهم الی الله عز وجل ولما حضرته الوفاة ارسل الی لعلته فوی
الله تعالی عنها بطلبها ان یدفن مع النبی صلی الله علیه وسلم فاجابته الی الخ لک فقال لایخیه اذا
انامت فاطلب الی عائشة ان ادفن مع النبی صلی الله علیه وسلم فلعلک کنت طلبت منها فاجابت
الی الخ فلعلها تستحب منی فان اذنت فادفنی فی بیتها واما اظن القوم یفتی امیہ میمنہ عونک فان
فعلوا فلا تراجمهم فی ذلک فادفنی فی بقیع الغرقہ فلما توفی جاد الحسین الی عائشة فی ذلک فقالت
نعم وکرامته فبلغ ذلک مرہان وبنی امیہ فقالوا والله لا یدفن هنا لک ابد اقبلہ ذلک الحسین فان
غلبت السلاخ ولعبہ مرہان فصرع ابوہریرۃ فقال والله انه لظلم منعم الحسن ان یدفن مع واهہ انه
لین رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم اتی الی الحسین فکلمہ وناشدہ الله وقال الیس قد قال اخوک
ان حصد فردنی الی مقبرۃ المسلمین ففعل فحملہ الی البقیع ولم یثبہ احد من بنو امیر اسد الغلبہ
جناب امام حسن علیہ السلام کی موت کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت شعث بن قیس نے
زہر دیا ایک ٹشت آگے لے کر کہا جاتا تھا اور وہ خون سے پیرا ہوا اٹھا لیا جاتا تھا یہی حالت چاروتک ہی کہ نکاح مرض
ترقی کر گیا۔ آپ نے بہاوی جناب امام حسین علیہ السلام سے فرمایا اسے بہاوی مجھ کو نہیں دفعہ زہر دیا گیا
ہے لیکن کہی آیا زہر نہیں دیا گیا۔ میرا جگر کٹ کر گر گیا ہے۔ جناب امام حسین نے عرض کیا آپ کو
کس نے زہر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم کیوں پوچھتے ہو آپ کا ان سے لڑیکا ارادہ ہے۔ میں ان کو خدا
کے سپرد کرتا ہوں۔ جب جناب امام کی وفات کا وقت قریب آیا۔ جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا
کی خدمت میں پیغام پہنچا کہ آپ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونے کی اجازت دین
جناب ام المومنین نے اسکو منظور کیا جناب امام حسن علیہ السلام اپنے بہاوی جناب حسین علیہ السلام سے
فرمانے لگے جب ہمارا انتقال ہو جائے آپ جناب ام المومنین سے میرے دفن کرنے کی نسبت کہلا
بیسچین انہوں نے مجھ سے شاید کہ بوجہ یا اقرار کر لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھ کو
جگہ دیجائے گی پس اگر وہ اجازت دیدین مجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرتا
لیکن ہمارا خیال ہے کہ بنی امیہ کی ذمہ آپ کو میرے دہان پر دفن کرنے سے مانع ہونگے پس ان کو
زہر گھڑیں اور آپ مجھ کو بقیع غرقہ میں دفن کر دیں جبکہ جناب امام حسن علیہ السلام کا انتقال ہو گیا
جناب امام حسین علیہ السلام حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاس اسکے لیو تشرف

لے گئے آپؐ فرمایا بہتر ہے اوسان کا دفن ہونا عین کرامت ہے یہ خبر مروان اور بنی اسیر کو پہونچی۔ کہنے لگو ہم اس جگہ کہی نہیں دفن ہونے دینگے حبیب جناب امام حسین علیہ السلام نے سنا سلاح جنگ ذریب تن فرماؤ اور مروان نے بھی ہتھیار باندھ لیے یہ سنکر ابوہریرہؓ کہنے لگے خدا کی قسم ہے ثنا ظلم ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام کو انکے والد ماجد علیہ التحیۃ والتنا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا جائے۔ واسر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ بہر جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ جنگ نہ کریں آیا آپ کے آپکے بہادر بزرگوار نے نہیں کہا تھا کہ اگر آپ کو کسی قسم کا خوف ہو تو مجھ کو سلمانوں کے مقبرہ میں دفن کریں پس جناب امام حسین حضرت امام حسن علیہ السلام کے جنازہ کو حنت لہجے میں لے گئے اور بنی اسیر میں سے کوئی شخص آپکے جنازہ پر نہ حاضر ہوا۔

(۹) وسمتہ امرأتہ جدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفة کان ذلک منها بتد معاویۃ (استیعاب) اور آپ کو آپکی بیوی جدہ بنت اشعث بن قیس الکندی نے نہر دیا۔ اور ایک لڑوہ کا قول ہے کہ یہ نہر دنیا اسیر معاویہ کی سازش سے تھا۔

(۱۰) وذكوان امرأتہ جدۃ سقته المم وقد کان معاویۃ دس لہما ان احتلت فقتل الحسن فجهت لیک بائۃ الف درهم وزوجتک یزید فکان ذلک الذی بعثها علی ہمہ فلما مات ولی لها معاویۃ بالمال وارسل الیہا اناخجبات یزید ولولا ذلک یوفینا لک بتزوجہ (مروج الذهب المستودک) ذکر کرتے ہیں آپ کی بیوی جدہ لڑا آپ کو نہر دیا اس میں معاویہ کی سازش تھی کہ اگر تو نے کسی حلیہ سے جناب امام حسن کو قتل کیا تو میں تجھے کو ایک لاکھ درہم بھیجے گا اور یزید عین سے تیرا نکاح کر دوں گا۔ پس اس فریب سے اسکو جناب امام حسن کی نہر دینے پر راضی ہو گیا تھا جبکہ جناب امام حسن رحلت فرما گئے اسیر معاویہ نے جسے حسب عدہ مال سکے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ میں یزید کی زندگی کا خواہاں ہوں اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرا نکاح اس سے کر دیتا۔

(۱۱) عن الفضل بن عباس قال وفد عبد اللہ بن عباس علی معاویۃ قال فوامہ انی لغی المسجد کبر معاویۃ فی الخضر الکبر اهل الخضر ثم کبر اهل المسجد فکبیر اهل الخضر ثم کبر اهل الخضر فخرجت فاخترت بنت قرطۃ بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف من خوخی لہا فقال سرک اللہ یا امیر ما هذا الذی بلغک قبروت ببقال موت الحسن بن علی فقالت انا اللہ وانا الیہ راجعہ ثم بکت وقالت مات سید المسلمین وابن بنت رسول رب العالمین۔ فقال معاویۃ فما واصلہا

فعلت انه كان كذلك اهلا ان يبكي عليه ثم بلغه الخبر ابن عباس فراح فدخل على معاوية قال علمت
ابن عباس ان الحسن توفي قال الذالك كبرت قال نعم قال والله ما موته بالذی اجلك
ولئن اصابته فقد اصببت بسيد المرسلين وامام المتقين ورسول رب العالمين فحبر
الله تلك المصيبة ورفع تلك العبرة فقال ويحك يا ابن عباس ما كلمتك الا وجدتك معذرا راجح
محمد ابن جرير الطبري في تاريخه فضل بن عباس كہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس بطریق سفارت معاویہ
کے پاس گئے ہوئے تھے وہ ناقل ہیں کہ میں مسجد میں ناگمان معاویہ نے تکبیر بلند کی اور قصر خضر کے آدمی بھی
تکبیر کہنے لگے اور انکی آواز سنکر مسجد کے لوگ بھی تکبیر پڑھنے لگے پس مکر فاختہ بنت قریظ اپنی کمر کی سی
باہر نکلیں اور کہا اے امیر خدا تجھ کو خوش رکھے کون سی ایسی خبر آپ کو ملی ہے کہ جسکی وجہ سے آپ خوش
ہوئے ہیں معاویہ نے کہا جتنا حسن علیہ السلام کے مرثیہ کی خبر سے خوش ہوا ہوں۔ فاختہ اناسہ وانا الیہ جعوب
کہہ کر رونے لگیں اور کہنے لگیں افسوس ہے کہ مسلمانوں کا سردار اور رسول رب العالمین کی بیٹی کا بیٹا
مر گیا ہے۔ معاویہ نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی وہ ہدیکہ اہل تھا جو کچھ کہہ بیٹے گریا ہے۔ وہ ہرگز اس کا
اہل نہیں تھا کہ کوئی اسپر روئے۔ یہ خبر ابن عباس تک پہنچ کر وہ آرام کر کے معاویہ کے پاس گئے معاویہ
کہا اے ابن عباس مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ حسن بن علی کا انتقال ہو گیا ہے عبد اللہ بن عباس نے کہنے
لگے اہا تم نے اسی لیے تکبیر پڑھی تھی معاویہ نے کہا ہاں ابن عباس نے کہا وائے اگر وہ مر گئے ہوں تو تو بھی
باقی نہیں رہیگا۔
اور اگر ہم مر جائیں گے تو سید المرسلین اور امام المتقین اور رسول
رب العالمین کے پاس پہنچ جائیں گے پس خداوند تعالیٰ ہمارے رخصت کی مرہم پٹی کرے گا اور ہماری لٹو
پونچھ جائیں گی معاویہ کہنے لگے تجھ پر افسوس ہے اے ابن عباس کہیں یہی تجھ سے گفتگو نہیں کی کہ
تکو طیار نہ پایا ہو۔

مناقب جناب امام حسین علیہ السلام

- (۱) قال اللیث ابن سعد ولدت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسين بن علي في
ليال خلون سنة اربع (اخرجه الدوكابي) لیث بن سعد کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام پیر کی کچھ تیر
برس کے پھر گزرے ہوئے پیدا ہوئے۔
- (۲) قال الزبير بن بكار ولد الحسين بن خمس خلون من شعبان سنة اربع (اسد الغابة) زبیر بن بكار
کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام شعبان کی پانچویں تاریخ ہجرت کے چوتھے برس تولد ہوئے ہیں۔

(۳) قال جعفر بن محمد لم يكن بين الجمل بالحسين بعد ولادة حسن الاطهر واحد راسد الغائب جناب امام جعفر صادق عليه السلام بن محمد باقر ع منقول ہے کہ حسین علیہ السلام کی حمل اور ولادت حسن علیہ السلام میں فاصلہ ایک طہر کا تھا۔

(۴) وقال القنادة ولد الحسين بعد الحسن بسنة وعشرة اشهر فولد ستين وخمسة اشهر ونصف شهر من المحنة راسد الغائب اور قنادہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام جناب امام حسن علیہ السلام کی ولادت کے ایک برس اور دس مہینے بعد تولد ہوئے بیت ابن جناب امام حسین علیہ السلام ہجرت و سار ہے تین مہینے کے بعد پیدا ہوئے

(۵) قال الواقدي علفت فاطمة بالحسين بعد ولادت الحسن بخمسين ليلة (اصابه) وهذا ارجح المرويات (نزل الابرار) واقدي حرمته امه عليه السلام لکھتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام کا علوق حضرت حسن علیہ السلام کے چچا سوین شریک کے بعد ہوا ہے۔ علامہ ابن حجر نے اسکو اصحابہ فی تنزیل الصحابہ میں لکھا ہے اور نزل الابرار میں علامہ بخشتی لکھتے ہیں کہ سب واقیون ہیں یہ روایت راجح ہے۔

(۶) قال بعض الرواة انه ولد لسته اشهر (نزل الابرار) بعض اوپون کا یہ قول ہے کہ جناب حسین علیہ السلام چھ ماہ کے پیدا ہوئے ہیں۔

(۷) فلما ولد اذن النبي صلى الله عليه وسلم في اذنه اليمنى واما في اذنه اليسرى وخته يوم السابع من ولادته وعق عنه كبشا او كبشين وقال لفاطمة زنى شعرة ونصدي في بونته فضة واعطى لقابلة رجل الحقيقة (نزل الابرار) جب جناب امام حسین علیہ السلام تولد ہوئے حضرت ام سلمہ علیہا السلام نے انکے سید کان میں اذان اور اٹے کان میں اقامت کہی اور ساتویں روز خنثہ کیا اور ایک سینڈ باعقیفہ کیا یا دوسینڈ ہے بچ کیے جناب فاطمہ سے فرمایا۔ اس کے بالوں کو وزن کر کے اس کے برابر چاندی خیرات کرو اور دای کو عقیقہ کے پائے دو۔

(۸) عن محمد بن المنكدر قال ان النبي صلى الله عليه وسلم ختن الحسين بسبعة ايام. راجحه الدواني. محمد بن المنكدر کہتے ہیں کہ جناب بنی امیہ علیہ السلام نے جناب امام حسین علیہ السلام کا ساتویں روز خنثہ کیا ہے۔

(۹) وسماه رسول الله صلى الله عليه وسلم حسينا وكان يكنى ابا عبد الله ويلقب بالسيد والطيب الزكي والسبط والرشيد والاه في والمبارك والتابع لمحنة الله والدليل على ذات الله والشهيد الاكبر (نزل الابرار) اور حضرت ام سلمہ علیہا السلام نے انکا نام حسین اور کنیت

ابا عبد اللہ۔ اور لقب سید اور طیب اور زکی اور سبط اور رشید اور وقی اور مبارک اور تابع لمصنعة السلام
اور دلیل علی ذات اللہ اور شہید اکبر رکھا۔

(۱۰) عن علی قال الحسن اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين الصد إلى الرأس و
الحسين اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم ما كان اسفل من ذلك اخوجه الترمذی جناب
امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے سینہ تک حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ تھے اور حسین صدر
سے پاؤں تک حضور کے مشابہ تھے۔

(۱۱) عن النضر بن مالك قال اتى ابن زياد برأس الحسين فجعل في طست يكت عليه قال في
حسنه شيئا قال النضر كان اشبه بهم برسول الله صلى الله عليه وسلم اخوجه ابو نعیم في الحديث
النضر بن مالك کہتے ہیں کہ ابن زیاد کے پاس جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس ایک طشت میں لایا
وہ چھڑی مار کر آپ کے حسن و جمال میں کچھ کہنے لگا۔ النضر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سب لوگوں کے
زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شبیہ تھے۔

(۱۲) عن يعلى بن مرقا قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حسين مني وانا من حسين احب الله
من احب الحسين حسين سبط من الاسباط اخوجه الدیلمی وابن سعد وابن ابی شیبہ و
احمد و البخاری وابن ماجہ و الترمذی و الحاکم و ابو نعیم و ابن اثیر فی اسد الغابہ علی
بن مرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسین محبوب ہے اور میں حسین کے
ہوں خدا اسکو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھے حسین سبط ہی سبط ہے

(۱۳) عن الغبراء بن جریب: بينما عبد الله بن عمر جالس في ظل الكعبة اذا راى الحسين مقبلا
فقال هذا احب اهل الارض الى اهل السماء اليوم راى صابا في قميص الصفاة غيرة بن جریب
روایت ہے کہ ایک روز عبد اللہ بن عمر کعبۃ اللہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہان جناب امام حسین
علیہ السلام کو تشریف لائے ہو دیکھا اور کہا کہ آج کے دن یہ شخص اہل آسمان کے نزدیک تمام اہل زمین سے
زیادہ محبوب ہے۔

(۱۴) قال الزبير بن بكار حدثني مصعب قال حج الحسين خمس وعشرين حجة ماشيا را اسدا الغبراء
عن مصعب بن عبد الله قال حج الحسين خمساً وعشرين حجة ماشيا را اخوجه الطبرانی في الكبير
زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ مجھ سے مصعب نے ذکر کرتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام نے پچیس حج پا پیا وہ کہتے ہیں
(۱۵) عن أبي هريرة قال ابصرت عيناى وسمعت اذنائى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو اخذ

بکفی حسین و قدما ۱۰ علی قدامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو یقول حزقہ حزقہ ترقی عین
بقہ قال فرق الغلام حتی وضع قدمہ علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتح فاک ثم قبلہ ثم قال اللہم انی احبہ فأحبہ راخو جہ ابو عمر
والطبرانی فی الکبیر ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور دونوں کانوں سے سنا
ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ جناب حسین علیہ السلام کے پکڑے ہوئے تھے
اور جناب حسین کے دونوں قدم حضور کو سینہ مبارک پر تھوڑا آپ فرما رہے تھے کہ مجھے بھلائی دے اور پورا چل۔ پس لشکر
نے یعنی امام حسین نے چلا لیا۔ اسی اور دونوں قدم حضور کے سینہ مطہر پر رکھے یہ آپ نے فرمایا اپنے منہ
کو کھول بہر اپنے انکے منہ کو چوم۔ اور فرمایا اے پروردگار میں بہت محبوب رکھتا ہوں تو یہی اس کو
محبوب رکھ۔ *

(۱۶) عن عبید بن حنین قال حدثنی الحسن بن علی قال اتیت عمر و هو یخطب علی المنبر فصعدت
الیہ فقلت انزل عنی منبر لای و اذهب الی منبر ابیک فقال عمر لم یکن لابی منبر و اخذنی فاجلس
معه اقلب صویدی فلما نزل انطلق بی الی منبر لہ فقال لی من علمک فقلت واللہ ما
علفنی احد قال فأتیتہ وهو خال بمعاویہ وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی الباب
فخرج ابن عمر فوجعت معہ فقلت لی بعد ذلک فقال لمارک قلت یا امیر المؤمنین انی جئت وانت
خال بمعاویہ مع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال انت احق من ابن عمر
رضی اللہ عنہم) سند صحیح عند الخطیب راصابہ، عبید بن حنین کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ
السلام مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر کے پاس گیا وہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے
تھے میں نے اوپر چڑھ کر کہا میرے باپ کے منبر پر سے اتر جا اور جا اپنے باپ کے منبر پر بیٹھ۔ عمر رضی
اللہ عنہ نے کہا میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔ یہ کہہ کر مجھ کو پکڑ کے اپنے پاس منبر پر بٹھالیا۔ میں اس پر
بیٹھا رہا اور کنگروں کو ادھر ادھر لوٹ پوٹ کرتا رہا جب وہ منبر سے اترے مجھ کو اپنے ساتھ اپنے
گہرین لیگئے اور مجھ سے پوچھا کہ یہ بات تم کو کس نے سکھائی ہے۔ میں نے کہا واللہ مجھ سے کہا
کسی نے نہیں سکھائی جناب امام فرماتے ہیں کہ ہم میں انکے پاس گیا وہ معاویہ کے ساتھ
خلوت کر رہے تھے اور ابن عمر دروازہ پر تھے پس ابن عمر لوٹ پڑے اور میں بھی انکے ساتھ لوٹا
آیا۔ پھر اسکے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے جتنے آپ کو نہیں دیکھا میں نے کہا یا
امیر المؤمنین میں تمہارے پاس آیا تھا تم معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے۔ پس ابن عمر انکے

ساتھ لوٹ گیا۔ وہ کہنے لگے تم ابن عمر سے زیادہ تر حقدار تھے۔

(۱۷) عن البراء بن عازب قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حامل الحسين على عاتقه وهو يقول اللهم اني احبه فاحبه رنزل الابرار) برابر بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسین علیہ السلام کو کندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یا اہل امین اس سے محبت رکھتا ہوں تو یہی اس سے محبت کر۔

(۱۸) عن جابر بن عبد الله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سره ان ينظر الى سيد شباب اهل الجنة فليتنظر الى الحسين بن علي ر اخرج بن حبان - وابو يعلى وابو عساكر) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اہل جنت کو سرور کو دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو وہ حسین ابن علی کو دیکھ لے۔

(۱۹) عن ابی ہریرۃ از النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس فی المسجد فجاء الحسن بن علی بنی حتی سقط فی حجرہ فجعل صابغہ فی لحيۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمد ای الحسین فادخل فاه فی فیہ ثم قال اللهم انی احبه فاحبه واحب من یحبه ر اخرجہ خیرم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کی غونٹ مبارک میں لیٹ گئے اور اپنی اذنگلیاں حضور کی ریش مبارک میں ڈالنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے مونہ کو کھولا اور اپنا منہ انکے مونہ میں ڈالا پھر فرمایا اے پروردگار میں اسکو محبوب رکھتا ہوں تو یہی اسے محبوب رکھ۔

(۲۰) عن ابی ہریرۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتصل لعاب الحسین کما یتصل لرجل النترۃ ر اخرجہ ابن العساکر) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کی لعاب دہن اس طرح سے چوستے تھے جس طرح سے کہ آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

(۲۱) عن زید بن زیاد خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من بيت ام المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها فامر علي باب فاطمة فسمع حسينا يبكي فقال له تعالى ان بكاءه يؤذيني رنزل الابرار) زید بن زیاد کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکل کر جناب سیدہ علیہا السلام کی درگاہ پر سے گزرے اور جناب حسین علیہ السلام کو روتے ہوئے سنا اور فرمایا فاطمہ تم نہیں جانتے کہ اس کے رونے سے میرا دل دکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امام حسین کی شہادت پر خبر دینا

عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکوا هذا الصبی یعنی حسیناً قال
وکان یوم امر سلمۃ فتزل جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لا امر سلمۃ لا یجوز
احداً یدخل علی فجارا لحسین فلما نظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت اراد ان یدخل فاختار
امر سلمۃ واعتنقته وجعلت تنأحیه ویسکته فلما اشتد البکا دخلت عنہ فدخل حق جالس فی حجر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال جبریل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امک ستقتل ابتک هذا فتناول جبریل
ترتیه فقال بمکان کذا او کذا فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد احضن حسیناً کاسفاً للبال مغموماً
فطنت امر سلمۃ انه غضب من دخول الصبی فقالت یا نبی اللہ جعلت لک الغدا انک قلت لنا لا تنکوا
هذا الصبی وامرتنی ان لا ادع احداً یدخل علیک فجاؤم فخلت عنہ فلم یرد علیہا جواباً فخرج
الی الصحابة وهم جلوس فقال لہم ان امی یقتلون هذا و فی القوم ابو بکر وعمر وقال صلی اللہ
علیہ وسلم هذا ترتبه وادارہم ایاہا راخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی امامۃ الباہلی (۱) ابی
امر باہلی سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے یعنی امام حسین علیہ
السلام کو تم مت رولا یا کرو۔ اس روز جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی باری تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل
مازل ہوئے حضرت گھر کی کوٹھری میں تشریف لیگئے۔ اور ام سلمہ سے فرمایا میرے پاس کسی کو مت آنے دینا
ناگمان جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت کو دیکھ کر کوٹھری میں گھس کر گئے جناب ام سلمہ نے انکو
پکڑ کر گلے سے لگالیا۔ اور انکو اندر جانے سے روک رکھا اور انکو روکنے سے چپ کرانے لگیں جب وہ سخت
رہنے لگے جناب ام سلمہ نے انکو چوڑ دیا۔ اور وہ حضرت کے پاس جا کر گود میں بیٹھ گئے۔ جبریل علیہ السلام نے
عرض کیا آپ کی بہت انکو عنقریب قتل کر دے گی اور تہہ بڑھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی سی بیٹی دی
اور کہا وہ ایسے مکان میں شہید کیے جائیں گے۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسین کو گود میں بیٹھ کر
نبات نکلیں برآمد ہوئے جناب ام سلمہ نے خیال کیا کہ شاید حضرت جناب حسین کے اندر جانسی ناراض ہوویں وہ عرض کر ڈیو
یا نبی امیرن انکو قربان ہو جاؤں حضرت نے ہمیں فرمایا تاکہ اس لڑکی کو ست رلا یا کرو اور یہی حکم دیتا کہ کسی کو سر یا پر
گھر میں مت داخل ہونے دینا جناب امام حسین تشریف لائے تو میں نے انکو روک رکھا تا حضرت نے جناب
ام سلمہ کو کچھ جواب ندیا اور صحابہ کے پاس تشریف لائے سب صحابہ بیٹھ ہوئے تھے حضرت نے انکو فرمایا تجھ
میری بہت ہنسکو شہید کر لی صحابہ میں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے حضرت نے انکو دکھا کر فرمایا
کہ جہاں پر یہ شہید کیے جائیں گے وہاں کی بیٹی ہے ۔

(۲) عن النضر بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ابنتی هذا تقتل بارض

العراق قال لما ذكر بلا فتر شهيد ذلك منكم فليصبروه فخرج انس بن الحارث الى كربلاء فقتل بها مع الحسين واخرج به بن السكن والبغوى وابن منذر وابو نعيم وابن عساكر) انس بن الحارث كثر مہین کہ مینو جناب سوال اہل علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے امام حسین عراق کی زمین مارا جائیگا جسکو کہ بلا کہتے مین۔ پس جو شخص کہ تم میں سے وہاں موجود ہوا اسکو چاہیے کہ اسکی مدد کرے۔ پس انس بن حارث امام حسن کے رکاب سعادت میں نکلے اور وہاں شہید ہو گئے۔

(۳) عن عائشة رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان ابیہ یقتل بارض الطف جاد فی ہذہ التریۃ واخبرنی ان فیہا مغجیہ راخوجہ بن سعد والطبرانی جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جابر بن عبد اللہ نے مجھکو خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین طعن کی زمین میں مارا جائے گا۔ اور یہی مٹی مجھکو لا کر دکھائی گئی ہے۔ کہ اس میں انکی قبر ہوگی۔

(۴) عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن ان الحسین دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ جابر بن عبد اللہ فی مشربہ عائشہ رضی اللہ عنہا فقال لم جابر بن عبد اللہ ستقتلہ امتک وانشئت اخبرتک بالارض التي یقتل فیہا وانشاء جابر بن عبد اللہ الی الطف بالعراق فاخذ تریۃ حمراء فارادھا ایاہا راخوجہ البیهقی) ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امام حسین علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں تشریف لائے اور ہوقت حضور کے پاس جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جابر بن عبد اللہ شریف رکھتے تھے حضرت جابر علیہ السلام نے حضور سے عرض کیا کہ انکو آپ کی ہمت مار ڈالے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں اس زمین سے خبر دی سکتا ہوں جس میں کہ وہ شہید ہونگے اور جابر بن عبد اللہ نے اپنے ہاتھ سے طعن عراق کی طرف اشارہ کیا اور سرخ مٹی وہاں کی اپکڑ دکھائی۔

(۵) عن ام الفضل بنت الحارث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جابر بن عبد اللہ فاخبرنی ان امتی ستقتل ابی ہذا یعنی الحسین واتانی من تریۃ حمراء راخوجہ ابو داؤد والحاکم ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھکو جابر بن عبد اللہ نے خبر دی کہ میری بہتاس میرے بیٹے یعنی حسین کو عنقریب قتل کرے گی۔ اور مجھے سرخ مٹی وہاں کی لادی ہے۔

(۶) عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً بالحسین فوضعتہ فی حجری ثم جانبہ فی التفانہ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہما فقال اتانی جابر بن عبد اللہ فاخبرنی ان امتی تقتل ابی ہذا فاتانی بتریۃ من حمراء راخوجہ البیهقی) ام الفضل بنت حارث |

کہتے ہیں کہ میں جناب حسین علیہ السلام کو لیے ہوئے ایک دن آنحضرت کے حضور میں گئے اور سینے انکو حضور کے گود میں رکھ دیا پر مجھے ایک کام پیش آگیا جیسا کہ میں فرما رہا ہوں تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور کی چشم مبارک خشک یا زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری ہمت قتل کرے گی اور مجھ کو وہاں کی سرخ مٹی لاکر دکھائی ہے ۔

(۶) عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل على اليوم ملك ولم يدخل على قلبها فقال لي ان ابنك هذا حسينا مقتول وان شئت اريتك من تربه الارض التي قتل فيها فاخرج تربه حمراء واخرج به احمد جناب ام سلمة رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی تھے کہ آج میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہے جہاں گئے اس کے کہی نہیں آیتا کہنے لگا یہ تحقیق یا لکھا بیٹا حسین شہید ہونے والا ہے اگر آپ چاہیں تو جس زمین میں وہ قتل ہونگے اسکی مٹی حضور کو دکھاؤں اور سرخ مٹی مجھے دکھا کر دی ۔

(۷) عن ام سلمة از رسول الله صلى الله عليه وسلم اخطب جمع ذات يوم فاستيقظ وهو ناثر دني بفتح تربة حمراء يقلبها فقلت ما هذا التربة يا رسول الله قال ان ابنك جبريل ان هذا يعني الحسين يقتل بارض العراق وهذا تربها واخرج بها اسحاق بن راهويه والبيهقي وابو نعيم جناب ام سلمة رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت فرما کر اٹھے انکے دست مبارک میں سب مٹی تھی جسکو ٹوٹ پوٹ کر ہے تھے سینہ عرض کیا یا رسول اللہ یہ مٹی کیسی ہے آپ نے ارشاد کیا کہ جبریل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حسین اٹھ کر میرے سینہ شہید ہونگے اور یہ وہاں کی مٹی ہے ۔

(۸) عن ام سلمة قالت كان الحسن والحسين يلعبان في بيتي فانزل جبريل فقال يا محمد ان امك تقتل ابنك هذا من بعدك وادعى الى الحسين واتاه بترتبه فضعها ففعل قال ربحكوب وبلاد وقال يا ام سلمة اذا تحولت هذا التربة دما فاعلى ان ابني قد قتل فجعلتها في قارورة واخرج ابو نعيم جناب ام المؤمنين ام سلمة رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب حسین علیہما السلام میرے گہ میں کہیلے تھے تھے جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ تحقیق اچھی ہمت اس آگے بیٹے کو آگے بعد قتل کرے گی اور حضور کو اس جگہ کی مٹی لاکر دکھائی آپ نے ہنس کر فرمایا اس سے تکلیف اور رنج کی آتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہاں پر اس مٹی کو لوٹو اور خون ہو مٹی پاؤ پس سمجھو کہ یہ میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے میں نے وہ ایک سیشہ میں ڈال دی ۔

(۹) عن سعد بن حنبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاني الى الحسين واتيت بترتبه واخبرت

بقائلہ (اخرجہ الدیلمی) سفاذ بن جہل کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حسیب کی شہادت سو خیر وار کیا گیا ہے اور مجھ کو اسکی مٹی دکھائی گئی ہے اور اسکے قاتل کی خبر دی گئی ہے *

(۱۰) عن ابن عباس قال ما كنا نذكر واهل البيت متوافرين ان الحسين يقتل بارض الطغر اخرجہ الحاکم ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اور بیت سواہل بیت ہرگز اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ حسین علیہ السلام زمین طغ میں شہید کیے جائیں گے *

(۱۱) عن ابن عباس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصف النهار اشعث واغبر بید قارودہ فیہا دم ملقط فسالہ فقال دم الحسین واحمہا بہ لہ ازل اتبعہ منذ الیوم فخطر وا فوجد واملق قتل ذلک الیوم راخرجہ احمد والترمذی والبیہقی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے تو لیدہ سو غبار الوہ انکے ہاتھ میں ایک شیشی تھی اس میں مٹی سے ملا ہوا خون تھا حضور سے استفار کیا گیا آپ نے فرمایا حسین اور اسکے دوستوں کا خون ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اسکو دیکھا کرتا تھا ایک دن اسکو دیکھا کہ بالکل خون ہو گیا ہے پس معلوم ہوا کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں *

(۱۲) عن انس قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال استاذن ملک المطر بہ ان یزود النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذن بہ وکان فی یوم امرسلۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا امرسلۃ احفظی علینا الباب لا یدخل احد فشاہ علی الباب اذ دخل الحسین فاقتحم فوثب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلقہ ویقبلہ فقال الملك اتعبہ قال نعم قال ان ستقتلہ امتک وازنتک اربک المكان الذی یقتل بہ فاراک فجاء بسجلۃ او تراب احمر فاخذتہ امرسلۃ فجعلتہ فی ثوبہا راخرجہ البغوی فی معجمہ وابو حاتم فی معجمہ وابو نعیم فی الحلیۃ واحمد والملا فی سیرتہ دروی احمد نحوہ وفی ردایۃ الملاحات امرسلۃ فمرنا ولنی کفا من تراب احمر وقال ان ہذا من تربۃ الارض التی یقتل بہا فمقی صار دما فاعلی انہ قد قتل قالت سلۃ فوضعتہ فی قارودہ عندی وکنت احول ان یوما یحول فیہ دما النسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ کے فرشتے نے پروردگار عالم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے اذن مانگا خداوند تعالیٰ نے اسکو اذن دیا اسدن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گہر تشریف کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ام سلمہ دروازہ بند کر دے تا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے اتنے میں جناب حسین تشریف لائے اور دروازہ کو دھکیل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ السلام پر گنہگار بنے جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے: یا انکے اوثقون کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ انکے سبب کی جگہ ہے یہ انکے خون کے بہنے کی جگہ ہے۔ ایک گروہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میدان میں شہید ہوگا انہر آسمان اور زمین روئیں گے۔

(۱۵) عن الشعبي قال ان ابن عمر قدم المدينة فاخبر ان الحسين قد توجه الى العراق فلحقه في مسيره ليلتين عن الربذة فقال له ان الله تعالى خير نبيه بين الدنيا والاخرة فاختر الاخرة وانك تضعه والله لا يليها احد منها ابدا وما صرفها الله تعالى عنكم الا للذي هو خير لكم فارحبوا فابي فاعتنفه ابن عمر قال استومعتك الله تعالى من قتل راخرجه اليه (شعبي رحمہ اللہ) علیہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کو آرہے تھے انکو خبر لگی کہ جناب حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف توجہ فرمائی ہے وہ ان کو سفر میں آئے اور ربذہ میں دو راتیں انہیں کے ساتھ رہے پس کہنچ گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درسیان دنیا اور آخرت کے مختار کیا ہے۔ پس حضور نے آخرت کو اختیار فرمایا اور آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی دنیا نہیں ملے گی اور خدا تعالیٰ نے آپ صاحبوں سے انکو نہیں ہٹایا مگر ایسی چیز کے لیے جہاں آپ کے لیے بہت بہتر ہے۔ آپ بیان سوادیش شریف لچلین۔ آپ نے انکار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ۶۰ ہوتا ہوں شہید ہو۔

(۱۶) عن محمد بن عمر بن حسن قال كنا مع الحسين بن علي كربلا ففتظ الى الثمذي الجوشن فقال صلى الله ورسوله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كاتي انظروا الى كلب الملقع بلع في دم اهل بيتي وكان شمرا بص راخرجه ابن عساكي محمد بن عمر بن حسن کہتے ہیں کہ ہم جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہر کربلا پہنچے کہ ناگهان آپ نے شمزدی الجوشن کو دیکھا اور فرمایا اللہ اور اللہ کے رسول نے سچ کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم ایک کنوچکبری کو دیکھ رہے ہیں کہ سیرے اہل بیت کو خون کو چاٹ رہا ہے۔ اور شمربص وار تھا۔

(۱۷) عن امرئسلة قالت رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام باكيا وبأسه ولحيته الغاب فسالته فقال شهدت قتل الحسين انقار راخرجه الترمذي والد يلوح الحواكم واليه (جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا سوتے ہوئے اور سر اقدس اور ریش مبارک غبار آلودہ سینے و جبہ ہستفاری کی آپ نے فرمایا ہم ابھی قتل حسین پر سے آرہے ہیں) (۱۸) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عيشرا بنتي فاطمة ومعها ثياب مصبوغة

بالدم فتعلق بقائم من قوائم العرش فتقول يا عادل احكم بيني وبين قاتل ولدي فحكم لابن
 وبع الكعبة راخرجه الدلیلی، جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 تھے قیامت کو سفیری بیٹی فاطمہ اٹھیں گے اور انکے پاس خواتین ہوں گی اور انکے پاس
 کو پڑ کر کہیں گے لے عادل انصاف کرو در بیان میرے اور میری بیٹی کے قاتل کے۔ پس حکم دیا جائے
 لا حسب منشامیری بیٹی کی۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے *

(۱۹) عن عیسیٰ الحضرمی انه سافر مع علی الی صفین فلما حاذی نینوی نادی صیرا ابا عبد اللہ بنی
 الفرات قلت ما ذی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثنی جدا یئیل ان الحسین یقتل بنی
 الفرات وادانی قبضة من تربته راخرجه ابو نعیم) یحییٰ حضرمی (جنہون نے جناب امیر کے ساتھ صفین
 کی طرف سفر کیا ہے) کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام موضع نینوی کے مقابل ہوئے تو بچے چلا کر فرمانے
 لگے یا ابا عبد اللہ فرات کے کنارے صبر کرو۔ مینے عرض کیا یہ کیا بات ہے جناب امیر علیہ السلام نے
 فرمایا یہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو جبریل علیہ السلام نے آگاہ کیا ہے کہ بے شک
 امام حسین علیہ السلام فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے اور اس جگہ کی مٹی کی ایک مٹی مجھے
 دکھائی ہے *

(۲۰) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتل الحسین فی تابوت من النار علیہ
 نصف عذاب اہل النار راخرجه الدلیلی والحاکم فی المستدرک والذہبی فی التلخیص
 جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جناب حسین علیہ السلام
 کا قاتل آگ کے ایک صندوق میں ہوگا اس پر نصف اہل نار کا عذاب ہوگا۔

عن رأس الجملوت قال کنا نسمع انه یقتل بکربلا ابن نبی فکنت اذا دخلتها رکعت فری
 حتی اجوز عنها فلما قتل الحسین جعلت السیر بعد ذلک علی ہیئۃ راخرجه الطبرانی فی المعجم
 اس حالت کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ سناتا تھا کہ کربلا میں کسی نبی کا بیٹا قتل کیا جائیگا اور طرح میں کربلا میں
 پہنچتا تو ادب کی وجہ سے اپنے گھڑ کو بلند کر دیتا تھا اور چلا کر لیتا تھا حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے بعد ہی میں اسی
 طرح وہاں سے گزرتا رہا *

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

قال العلامة ابوالحاق الاسفہانی فی کتابہ السمی بنو العین فی شہد الحسین فیما

السلام نے ہر ظلم کیست اور ہم میں ظلم اور جبر کو رکھا ہے آپ خدا کو کیا جواب دیں گے اور اس کے حقوق سے
کیونکر چوٹیں گے جب جانا ہا امام حسین علیہ السلام نے خط کو پڑھا اچھے بدن مبارک پر رونگٹے کھڑے ہو گئے
خدا پاک کے خوف سے۔

قال عمار بن معاوية المذنبى قلت لابي جعفر محمد بن علي بن الحسين حدثني عن مقتل الحسين كاني
حضرتہ قال سمات معاوية الوليد بن عتبة بن ابي سفيان علي المدينة فارسل الى الحسين لياخذ بيعة
ليليه فقال اخبرني ورفق به فاحر فخرج الى مكة فاتاه رسل اهل الكوفة انا قد حبسنا افضنا عليك
ولسنا... فخرج الجبعة مع الوالي فاقدم علينا رجل من اهل بيتك قال وكان النعمان بن بشير
الانصاري الى الكوفة فبعث الحسين اليهم مسلما فقال سر الى الكوفة فانظر ما كتبوا فان كان حقا
قدمت اليه فخرج مسلما حتى اتى المدينة فاخذ منها دليلا في ابريه فاصاب بصرة عطش فأت
احد الدليلاين فقدم مسلما الكوفة فقتل على رجل يقال له عويجه فلما علم اهل الكوفة بقدر و سر
لوا اليه فباعه منه صماتنا عشر الفا فقام رجل ممن يهودي يزيد بن معاوية الى النعمان بن بشير
قال انك ضعيف مستضعف قد فسد البلد فقال له النعمان لان اكون ضعيفا في طاعة الله
احب الي ان اكون قويا في معصية الله ما كنت لا هتك ستر فكتب الرجل بذلك الى يزيد فدعا
يزيد مولاه يقال له سرحون فاستشار له فقال له ليس للكوفة الا ابن زياد وكان ممن عز له
عن البصرة فكتب اليه برضاء عنه وانه قد اضاف اليه الكوفة وامره ان يطلب مسلما فان ظفر به
قتله فاقبل بن زياد في وجوه اهل البصرة حتى قدم الكوفة ملتها فلا يمر على احد الا قال له اهل
المجلس عليك السلام يا بن رسول الله يظنونك الحسين قدم عليهم فلما نزل بن زياد القصر دعا
مولاه فدفع اليه ثلاثة الاف درهم فقال اذهب حتى تسال عن الرجل الذي يابعه اهل الكوفة
فادخل عليه اعلم انك من حمص وادفع اليه المال وابيعه فلم يزل المولى يتلطف حتى ولو
على شجرة لي لبيعة فذكر له امره فقال لقد سرق اذ هذا الله وغاني ان امرنا لم يستحكر فما دخل
على مسلم فباعه ودفع له المال وخرج حتى اتى ابن زياد فاخبره وتحول مسلم حين قدم
ابن زياد من تلك الدار الى داره فاني ابن عروة المرادي وكان ابن زياد قال لاهل الكوفة ما بال
هاني ابن عروة لصا تني فخرج اليه محمد بن الاشعث في الناس من وجوه اهل الكوفة وهو علم
باب داره فقالوا له ان الامير قد ذكرك واستبطاك فانطلق اليه فركب معهم حتى دخل
على بن زياد وعنده غريم القاضى فلما سلم عليه قال له يا هاني اين مسلم بن عقيل فقال لا انوي

فخرج اليه المولى الذي دفع الدراهم الى مسلم فلما رآه سقط في يده قال ايها الامير والله ما دعوتني الى
 منزلي ولكنه جاء فطرح نفسه علي فقال اتيتني به فتلكاء فاستدناؤه فادنوه فضربه بالقضيب فامر مجيب
 فبلغ الخبر قومه فاجتمعوا على باب القصر فسمع ابن زياد الجلبة فقال لشريم القاضي اخرج اليهم فاعلمهم
 اني انما حبستكم لا استجيزه عن خير مسلم ولا با من اليه منو فبلغ خبر ذلك ففرقوا ونادى مسلم لما بلغه
 الخبر شعاره فاجتمع اليه اربعون من اهل الكوفة فركب مع ابن زياد الى وجوه اهل الكوفة فجمعهم
 عنده في القصر فامر كل واحد منهم ان يثرف على عشيقته فيردهم فكلبهم فجلسوا يتسللون فامسى مسلم
 وليس معه الا عدد قليل منهم فلما اختلط الظلام ذهبوا فلبسوا ثيابهم وحده تردد في الطريق
 بالليل فاقى يارب امرأة فقال اسقني ماء فسقته فاستمر قائما فقالت يا عبد الله انك متراحم في شأنك
 قال انا مسلم فحل عندك ما وى قالت نعم ادخل فدخل وكان لها ولد من مولى محمد بن اشعث
 فانطلق الى محمد بن اشعث فاخبره فلم يجبا مسلم الا والد ارقد احيط بها فلما رآه في ذلك خرج
 بسيفه يدقوه عن نفسه فاعطاه محمد بن اشعث الامان فامكن من يده فاقى به الى ابن
 زياد فامر به فاصعد على القصر فمات له وقتل هاني بن عروة واصلهما ولم يبلغ الحسين ذلك
 حتى كان بينه وبين القادسية ثلثة اميال فلقية الحزب بن يزيد التيمي فقال ارجع فاني لم ادع لك خيرا
 واخبره الخبر فنهز ان يرجع وكان معه اخوة مسلم فقالوا والله ما نرجع حتى نصيب ثأرك او نقتل
 مناروا وكان ابن زياد قد جهز الجيش بملاقاته فلاقوه بكر بلا فتزلهام ومعه خمسة اربعمائة
 من الفرسان ونحو ثمان مائة رجل فلقية الحسين واميرهم عمر بن سعد ابن ابي وقاص وكان ابن زياد
 وكلامه الرى وكتب له بعهد عليهما اذا رجع من حرب الحسين فلما التقيا قال له الحسين اختر
 مني احد ثلث اما ان الحق تبغ من الثغور واما ان ارجع الى المدينة واما ان اضع يدي في يد يزيد
 فقيل ذلك لعمر بن سعد منه فكتب فيه الى زياد فكتب اليه لا اقبل منه حتى يضع في يدي فامتنع حسين
 فقاتلهم فقتل معه اعمامه ومنهم سبعة عشر شابا من اهل بيته ثم كان آخر ذلك ان قتل واتي
 برأسه الى ابن زياد فارسله ومن بقي من اهل بيته الى يزيد منهم علي بن حسين كان مريضا ومنهم
 عمت الحسين بنت فاطمة فلما قدوا على يزيد ادخلهم على عياله ثم جهزهم الى مدينة راصابه
 في تمنا الصحابة (ابن جهم) عمار بن معاوية وسمي كهنه بين كهنه بناب ابو جعفر محمد بن علي بن حسين عليه
 وعلى آباءه السلام عرض كيا كآب مجھے جبار حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر اس طرح بیان کریں کہ
 انکی تصویر میری آنکھوں میں پڑ جائے آپنے انشاء کیا کہ حیا میر معاویہ پر گیا ان دونوں میں ولید بن عتبہ بنو

ابی سفیان مدینہ کا حاکم تھا۔ اس نے جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف زید کی بیعت کرنے کے لیے پیغام بھیجا آپ نے فرمایا مجھے مصلحت دی اور زمری کی اس نے مصلحت دی آپ مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے پاس کوفیوں کے خط پہنچے کہ ہنسنا چلی وہ سے اپنے آپ کو زید کی بیعت سے روک رکھا ہے۔ اور ہم حاکم کے ساتھ نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے آپ ہماری پاس اپنا آدمی اپنے گھر کے لوگوں میں سے بھیج دیں اند نون نعمان بن بشیر الانصاری کوفہ کا حاکم تھا۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے ان کے پاس مسلم کو بھیجا اور فرمایا کوفہ کی طرف جاؤ اور دیکھو یہ کیا لکھتے ہیں اگر سچ ہے تو ہم کوفہ میں آئیں۔ مسلم وہاں سے مدینہ طیبہ میں آئے اور وہاں سے دو رہنما اپنے ساتھ لیکر میان کوفہ کی طرف نکلے۔ پاس کیوجہ سے ایک ہنمار گیا۔ اور مسلم کوفہ میں پہنچ گئے اور عروج نامی ایک شخص کے گھر میں فرو شک ہوئے جب کوفیوں کو ان کی تشریف آوری کی خبر ملی تو جوق جوق ان کی خدمت میں آنے لگے اور ان میں سے دستدار آدمی نے بیعت کی۔ ایک شخص زید کی ہوا خواہوں میں سے نعمان بن بشیر سے کہنے لگا تو ضعیف ہے اس لیے شہر گر گیا ہے نعمان بن بشیر نے کہا اگرچہ میں خدا کی طاعت میں ضعیف ہوں لیکن میں اس کو اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ خدا کی معصیت میں قوی ہوں میں نے کبھی کسی کی پردہ دہی نہیں کی۔ اس آدمی نے یہ ماجرا زید کو لکھ بھیجا زید نے اپنے غلام سرحدن کو مشورہ کیا اس نے رائے دی کہ ہوقت کوفہ کی حکومت کے لیے ابن زیاد ملعون سے کوئی زیادہ لائق نہیں زید نے اس کو بصرہ سے معزول کیا ہوا تھا۔ زید نے اس کو خط لکھ کر خوشنود کر لیا اور اس کی حکومت میں کوفہ کو اور بڑا دیا اور حکم دیا کہ کوفہ میں پہونچ کر مسلم کو تلاش کر دو اگر وہ ہاتھ لگ جائیں تو مار ڈالے۔ ابن زیاد اہل بصرہ کے سامنے کوفہ کو روانہ ہوا۔ اور لباس بد بکرتا کہ اندھیرے میں وہ اہل کوفہ ہوا۔ کسی آدمی کے پاس پہونچ گئے تا کہ وہ اور اہل مجلس اس کو جناب امام حسین علیہ السلام کا گمان کر کے السلام علیک یا بن رسول اللہ نہیں کہتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں۔ جب ابن زیاد قصر دارالامامہ میں اترا اس نے اپنے ایک غلام کو تین ہزار درہم دیے اور کہا جا کر اس شخص کو تلاش کر کہ جسکی اہل کوفہ بیعت کرتے ہیں۔ اور اس کے پاس پہونچ کر جیلا کہ میں حصص سے آیا ہوں اور یہ روپیہ اس کو دیدے اور اسکی بیعت کر۔ وہ غلام اس طرح سے ہر ایک سے ملائت پوجتا ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کو ایک بزرگ کے پاس لے گئے اس نے اس کے پاس اپنا حال بیان کیا۔ وہ بزرگ بولا کہ مجھے سرت حاصل ہوگی جبکہ تجھے اور مجھے اللہ تعالیٰ ہدایت دیگا۔ یہاں تک کہ ابھی کچھ نہیں ہوا ہے پہر اس کو مسلم کے پاس لے گیا اور اس نے بیعت کی اور وہ مال ان کو دیدیا اور ان سے نکل کر ابن زیاد کے پاس آیا اور خبر بیان کی جس پر ابن زیاد کوفہ میں آیا تا کہ ہوقت مسلم عروج کرے

سے ہانی بن عروہ مرادی کے گھر میں چلے گئے تھے۔ ابن زیاد لوگوں سے کہا کرتا تھا۔ کہ ہانی کا کیا حال ہے وہ میرے
 ملنے کو نہیں آتا۔ پس محمد بن شعبہ کا بھائی کو فہ کے ساتھ اسکے پاس گیا وہ سوقت اپنے گھر کے دروازے
 پر تھا اسکو کہنے لگا اسیر تجھے یاد کرتا ہے اور تیرے نہ ملنے کی وجہ پوچھتا ہے وہ اسکے ساتھ گھوڑے پر سوار
 ہو کر ابن زیاد کے پاس گیا ابن زیاد کے پاس اسوقت قاضی شریح بھی موجود تھا حبیب اس نے ابن زیاد
 کو سلام کیا ابن زیاد بولا اے ہانی مسلم کہاں ہیں وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا ہوں ابن زیاد نے
 اس غلام کو جس نے کہ درہم دیئے تھے اسکے سامنے کیا جب ہانی نے اس غلام کو دیکھا ابن زیاد کے
 سامنے زمین پر گر گیا اور کہنے لگا اے امیر مینے مسلم کو اپنے گھر میں نہیں بلایا وہ خود آگیا ہے ابن زیاد
 نے کہا اسکو میرے پاس لاؤ کہہ سائے لوگوں نے اسکو پکڑ کر نزدیک کیا ابن زیاد نے جیڑی سے ہک مارا اور
 اسکے قید کرنے کا حکم دیا حبیب نے خبر اسکی قوم کو پہنچی قصر دارالامارہ کے دروازے پر اکٹھے ہو کر آئے حبیب
 ابن زیاد نے جنگل سنا قاضی شریح سے کہا نکلو انکو کہہ دے کہ میں نے ہانی کو اسیلے بند کیا ہے کہ
 اس سے مسلم کی خبر پوچھوں مجھ سے کوئی تکلیف اسکو نہیں پہنچے گی۔ لوگ سنکر متفرق
 ہو گئے جب مسلم کو ہانی کے قید ہونے کی خبر لگی کو فہ کے چالیس ہزار درہم اسکے پاس جمع ہو گئے اور مسلم
 سوار ہوئے سوقت قصر میں ابن زیاد کے پاس اکابر کو جمع تھے اس نے انکو حکم دیا کہ اپنے قبیلہ
 سے باقیں کر کے انکو لوٹا دو وہ انکو تسلی دینے لگے شام کی وقت مسلم کے پاس چند نفر کو سوا کوئی باقی نہ رہا
 جب اندھیرا ہو گیا تو وہ بھی جاتے رہے اور مسلم لکیلے رہ گئے رات کو راہ میں ہنگام کر ایک عورت
 کے دروازہ پر پہنچے اس عورت سے کہا مجھے ہانی پلا اس نے ہانی پلایا اور کہا اے بندہ خدا
 تم پریشان معلوم ہوتے ہو تمہارا کیا حال ہے آپ نے کہا میں مسلم ہوں آیا تیرے پاس آمد ام کی جگہ ہے
 اس عورت نے کہا ہان اپنا اندر آئیے آپ اندر گئے اس عورت کا ایک بیٹا تھا جو محمد بن شعبہ کی غلامی
 کیا کرتا تھا۔ اس نے جاکر محمد بن شعبہ کو خبر پہنچائی۔ ناگہان مسلم کو یاد پڑے ہین کہ تمام گھر کا لوگوں نے
 محاصرہ کر لیا ہے جب مسلم نے یہ کیا اپنی تلوار کھینچ کر باہر نکلے اور جنگ کرنے لگے محمد بن شعبہ نے ان کو
 ہان دیکر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ہمراہ لیکر ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انکو قصر کی خیمت پر لے جاؤ
 لوگوں نے خیمت پہنچ کر ایکو شہید کیا اور ہانی بن عروہ کو بھی مار ڈالا اور دونوں کی نعش کو لٹکوا دیا پھر خیمت
 امام حسین علیہ السلام کو نہ مل سکی جب تک کہ نہ تھا وہ سب سے تین میل پر پہنچ گئے۔ آپ صحر بن زید القیمی طا
 اور عروہ بن کیا آپ واپس تشریف لے جایا وین اور انکو مسلم کے شہید ہونے پر آگاہ کیا حضرت کہ۔ کاب سادات میں
 مسلم بن حنظل کے بھائی بھی تھے۔ انہوں نے کہا جب تک کہ ہم بدلائین با قتل نہ ہو جائیں وہ اللہ ہم سے

ہسین جابئین گئے۔ ابن زیاد نے انکو یہ فوج تیار کی ہوئی تھی جو ان سے کربلا میں انکی اس فوج
 کا امیر عمر بن سعد ابن ابی وقاص تھا ابن زیاد نے رسی کی حکومت کا اس وعدہ کیا تھا کہ جناب امام حسین علیہ
 السلام سے جنگ کر نیکیے بعد اس ملک کا اسکو حاکم کیا جائیگا جناب امام حسین علیہ السلام نے اس سے بیان
 فرمایا کہ تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرے یا تو ہمیں کسی قلعہ تک پونچھ جانے دے۔ یا ہم مدینہ
 طیبہ کو لوٹ جائیں یا کچھ نذر دیکے پاس ہو چکا ہو۔ عمر بن سعد پچھلی شرط کو قبول کیا اور ابن زیاد کو
 لکھ بھیجا ابن زیاد نے جواب میں لکھا میں قبول نہیں کرتا حسین کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا جانا چاہیے
 جناب امام حسین علیہ السلام نے اسکو قبول نہ فرمایا۔ سب بات پر جنگ شروع ہو گئی اور آپ کے ساتھ
 تمام آپ کے صحابہ شہید ہو گئے ان میں آپ کا اہل بیت کے سقرہ جو ان تھے آپ کے آخر میں شہید ہو گئے
 آپ کا سر اقدس ابن زیاد کے پاس لائے ابن زیاد نے اسکو اور آپ کے اہل بیت کو نذر دیکے پاس بھیج دیا۔
 ان میں جناب علی بن حسین علیہ السلام رضی تھے۔ اور جناب کچھ پوچی حضرت زینب بنت فاطمہ علیہا السلام
 بھی تھیں نذر دیکے انکو مدینہ منورہ میں بھیج دیا۔

۱۴) وقته سنان بن انس النخعی وقيل قتله رجل من بني مدحج وقيل قتله شمر بن ذی الجوشن
 وکلن شمرا برص واجهت خولی بن یزید الاصبغی من حمیر بآسہ واتی بہ الی بن زیاد واستیعب
 جناب امام حسین علیہ السلام کو سنان بن انس نخعی نے قتل کیا ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ بنی مدحج کے ایک
 آدمی نے بعض کہتے ہیں شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا ہے اور شمر برص اترتا۔ اور خولی بن
 یزید الاصبغی آپ کا سر اقدس نیز پر چڑھا کر ابن زیاد کے پاس لایا تھا۔

۱۵) واختلف فی سن الحین یوم قتله فقيل قتل وهو ابن سبع وخمسين وقيل قتل وهو
 ابن ثمان وخمسين (استیعب) آپ کے سن مبارک میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شہادت کر
 وقت ستاون برس کے تھے بعض اٹھاون برس بیان کرتے ہیں۔

۱۶) عن هلال بن نافع انه قال كنت واقف مع عمر بن سعد احدث واذا الصياح يقول البشر
 ايها الامير فقد قتل الحسين فواء ما رأيت قتيلاً مضطجاً بمسألة وحلى هذا فوجدت
 وجالدي بعد الى السماء ثم حضرت ما في بدنه من جراح السيف والرمح والبنال فوجدت
 مائة وعشرين جرحاً رنود العين في مشهد الحسين) ہلال بن نافع کہتا ہے کہ میں عمرو بن
 سعد کے پاس کھڑا ہوا باتیں کر رہا تھا کہ ایک چلا تا ہوا آیا اسے امیر شہادت ہو حسین ہادی گئے
 ہلال کہتا ہے خدا کی قسم میں نے کسی قتل کو خون میں تھڑا ہوا انکی مانند نہیں دیکھا اور باوجود

قال الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة وزادا بوعيلي وابن حبان والحاكم في روايتهم عن
 ابی سعید و ابو نعیم عن علی والطبرانی عن کلیهما الا ابی خالة عیسی بن مریم و یحیی بن زکویا و
 زاد ابن ماجه عن ابن عمر و الحاكم عنه وعن ابن مسعود والطبرانی عن مالک بن الحویرث والدلیلی
 عن انس و ابن عساکر عن علی و ابن عمر بعد قوله صلى الله عليه وسلم اهل الجنة و ابوهم اخیر منهما
 وفي الطبرانی عن حذيفة و ابوهم افضل منهما وفي رواية الطبرانی عن اسامة بعد قوله
 صلى الله عليه وسلم اهل الجنة اللهم انی احبهما فاحبهما وعند ابن عساکر من احبهما فقد احبنی
 ومن ابغضهما فقد ابغضنی والدلیلی عن ابی هريرة من احب الحسن والحسين فقد احبنی و
 من ابغضهما فقد ابغضنی امام نسائی اور دیلمی اور ضیاء خدیفه رضی اللہ عنہ سے اور ابویعلی ابوسعید
 اور امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان و دونو صاحبون سے اور ابن ماجه ابن عمر سے اور ابن عساکر
 بن سعد سے اور حاکم چارون صاحبون سے اور ابو نعیم جناب علی علیہ السلام سے اور طبرانی ان سے
 اور ابن عمر اور حذیفہ اور ابوسعید اور ابو ہریرہ اور جابر اور براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور
 مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور دیلمی انس اور ابن عساکر جناب علی اور انکے فرزند
 ارجبہ جناب حسن اور ام المومنین جناب عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابی ریشہ سے اور ابن
 النجار ابی ہریرہ اور جناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جنان اہل جنت کے سردار ہیں اور ابویعلی اور ابن حبان اور
 حاکم نے اپنی روایت میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور ابو نعیم نے جناب علی سے اور طبرانی نے
 دونوں صاحبون سے روایت کرنے میں یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 یہی فرمایا کہ سو میری خالہ کے بیٹوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کے اور ابن ماجه نے ابن عمر
 سے اور حاکم نے ان سے اور ابن سعد سے اور طبرانی نے مالک بن حویرث سے اور دیلمی نے
 انس سے اور ابن عساکر نے جناب امیر علیہ السلام اور ابن عمر سے بعد سرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے قول مبارک کے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اور ان دونوں کا بیٹا امام حسین کا
 والد ماجد ان سے بہتر ہے۔ اور طبرانی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ اس کے والدین ہانے افضل
 ہیں۔ اور ایک روایت میں طبرانی نے جو اسامہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے اس میں بعد لفظ اہل
 جنت کے یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ اے میرے پروردگار میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں
 تو ہی ان دونوں سے محبت رکھ۔ اور ابن عساکر کے نزدیک یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو

جو شخص کہ ان دونوں سے محبت کرے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے سادہ کوئی ان سے بغض کہے وہ مجھ سے بغض
نکلتا ہے اور شیخی ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص حسن و حسین سے محبت کرتا ہے اس نے مجھ سے
محبت کی اور حسن نے اسے بغض کہا اس نے مجھ سے بغض کہا +

(۴) عن فاطمة علیہا السلام قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لما حسن فله هیبتی و سودی
و اما الحسن فان له جراتی و جودی را خوجہ الطبرانی (جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن میں میری ہیبت اور پیشوائی ہے اور حسین میں میری
جرات اور میرا جود ہے +

(۵) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الحسن والحسین هما ریحائنا فی الدنیا و اخرجه
الترمذی (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن
اور حسین دو دنوں و نیامین میرے دو پھول کے پودے ہیں +

(۶) عن ابی بکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال از ابی بنی ہذین ریحائتی من الدنیا و اخرجه ابن
عساکر (ابن بکر سے مروی ہے کہ تحقیق جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو
میرے بیٹے تمام دنیا میں سے میرے دو پھول کے پودے ہیں +

(۷) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال دخلت علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسین یقلبان
علی بطنہ و یقول ہما ریحائنا من ہذی الامۃ را خوجہ النسائی (ابن عمر سے روایت کہ میں
ایک دفعہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور جناب حسن و حسین علیہما السلام اکبر بطون
مبارک پر لیٹ رہے تھے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ میری ہمت میرے دونوں پھول کے پودے ہیں +

(۸) عن سلمان قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من احب الحسن والحسین احببتہ ومن
احببتہ احبہ الله ومن ابغضہما ابغضتہ ومن ابغضتہ ابغضتہ الله را خوجہ الطبرانی فی
مسند سلمان (سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے دوست
رکھا جناب حسن اور حسین کو دوست رکھا میں نے اسکو اور جسکو دوست رکھا میں نے دوست رکھا اسکو اور جس نے
اور حسن کے دشمن بنانا ان دونوں کو دشمن بنانا میں نے اسکو اور جسکو دشمن بنانا میں نے دشمن بنانا اس کو
اللہ تعالیٰ نے +

(۹) عن ابی نعیم قال کنت عند ابن عمر فأتاہ رجل من اهل العراق یسال عن دم البعوض یتصیب
الثوب فقال ابن عمر الطیر والی لہم الا یسال عن دم البعوضۃ وقد قتلوا ابن رسول الله صلی اللہ

علیہ السلام وقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الحسن والحسين هما رجاؤنا من الدنيا والآخرة
التساق والدبلي) ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عراق کے آدمی نے آکر
ان سے مجھ کے خون کی نسبت پوچھا کہ اگر گہرے کو گھاتے تو اسکا کیا حکم ہے۔ ابن عمر نے کہا کہ اس آدمی
کی طرف دیکھو کہ مجھ کے خون کی نسبت پوچھتا ہے حالانکہ ان لوگوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور تحقیق سینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حسن و حسین
دونوں دنیا سے میرے لیے پہول کے لئے پودے ہیں۔

(۹) عن ابی ایوب الانصاری قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسين
یلعبان بین یدیه فقلت اتعجبان بالرسول اللہ قال وکیف لا اجمعان وھما رجاؤنا من الدنیا
والآخرة الطبرانی والاضیاء ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ۔ یہ روایت ہے کہ ایک دفعہ
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور جناب امام حسن اور امام حسین علیہما
السلام حضور کے سامنے کھیل رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ
سفر آیا میں کوئی مکان سے محبت نہ کروں۔ اور حالانکہ یہ دونوں اس دنیا سے میرے دوست پہولوں کے
پودے ہیں۔

(۱۰) عن اسامہ بن زید بن حارثہ قال طرقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة لبعض الحاجرة
تخرج وهو مشتمل علی شیء ولا ادری ما هو فلما فرغت من حاجتہ قلب ما هذا الذی انت
مشتمل علیہ فکشف فاذا الحسن والحسين۔ فقال هذا ابناي وابنا بنتی
اللهم انک تعلم ان اجمعان فاجہما راخوجا الذمیل والتمانی والطبرانی) اسامہ بن زید
ابن حارثہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں ایک کی حاجت کے لیے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ
مبارک کے دروازہ کی زنجیر کشکشا لی حضور پرآمد ہوئے حضور کی گزین کوئی چیز منہم ہوتی تھی
میں نہیں جانتا تھا کہ کیا چیز ہے جب میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا تو یہ بتایا کہ یا رسول اللہ
حضور کی گزین کیا ہے آپ نے اپنی ردا کو کھل دیا۔ جناب امام حسن اور حسین گزین تھے آپ نے
ارشاد فرمایا یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اس لیے خدا تر جاتا ہے کہ میں ان کو پیار کرتا ہوں
تو ہی ان سے پیار کر۔

(۱۱) عن بريدة قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب اذا جاء الحسن و الحسين علیہما قیامہ ان
احمران منی لکن و غیر ان فقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المبر فخلعہما ووضعہما بین

بلیہ ثم قال صدق الله ورسوله انما امواركم واولادكم فتنه نظرت الى هذين الصبيين يمشيان
ويعثران فلما صحتي قطعت حلتي ودفعتها راخو جہ احمد والترمذی وابن ماجہ وابن
داؤد والنسائی وابن جہان والحاکم بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ جناب امام حسن اور حسین علیہما السلام گرتے پڑتے تشریف لائے انکو
گلے میں سرخ کرتے تھے حضور انکو دیکھ کر منبر سے نیچا تر آئے اور انکو اٹھالیا اور اپنے سانسے بٹھالیا پھر
فرمایا کہ اے اہل اسلام کہ رسول نے سچ کہا ہے کہ سوا اسکے نہیں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں
میں ان کو کون کو چلتے اور گرتے پڑتے دیکھا اور مجھ میں صبر نہ رہا تاکہ میں نے اپنی بات کو کاٹ کر انکو اٹھالیا
(۱۲) عن عقبہ بن عامر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیفا العرش ولیا بعلمین
راخو جہ الطبرانی عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن
اور حسین دو عرش کی شمشیر ہیں کہ معلق نہیں ہے

(۱۳) عن یعلی بن مرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیطان الاسباط راخو جہ
النجادی والترمذی وابن ماجہ یعلی بن مرہ سے منقول ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں کہ حسن اور حسین دو سیطان ہیں سیاط میں سے ہے

(۱۴) عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احب الی الحسن والحسین راخو جہ الترمذی
انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب سے زیادہ دوست
پیارے حسن اور حسین ہیں

(۱۵) عن ابی ہریرۃ قال قال من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن
ابغضہما فقد ابغضنی راخو جہ احمد وابن ماجہ والحاکم والذہبی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل
ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس نے حسن اور حسین سے پیار کیا اس نے مجھ سے
پیار کیا اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کر لیا

(۱۶) عن ابی ہریرۃ قال وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بیت فاحتمہ فخرج الیہ الحسن او
الحسین فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی بائیک انت عین البقرہ واخت باصبغیہ
فرقی علی عاتقہ وخرج الاخ الحسن والحسین فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا بک انا
بابائنا انت عین البقرہ واخت باصبغیہ فاستوی علی عاتقہ الاخر واخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بافتقہما حتی وضع فواءہما علی فہی ثم قال اللہم انا احبہما فاجہہما واجبہما

لاخروجہ الطہران فی الکبیر ابی ہریرہ روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب بنی غنم کے دروازے پر
 کھڑے ہوئے تھے میں امام حسن یا امام حسین یا ہر ایک حضرت نے اسے اشارہ کیا اے میری آنکھوں کی روشنی کا اپنے پیچ
 کے کانہ سے پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ حضرت کی دونوں انگلیاں بکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا اتنے میں دوسرا صاحبزادہ
 نکلا آیا حضرت اس سے بھی فرمایا شاباش امیر میری آنکھوں کی روشنی کا اپنے باپ کے کانہ سے پر سوار ہو۔ پس وہ صاحبزادہ
 بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں انگلیاں بکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے انکی گردن کو ہاتھ سے پکڑا اور اپنا منہ انکے منہ پر رکھ کر فرمایا اے امیر میں ان کو دوست
 رکھتا ہوں۔ تو یہی ان کو دوست رکھ۔ اور دوست رکھ۔ اس شخص کو جو انہیں دوست
 رکھے +

(۱۸) عن ابی ہریرۃ قال دخل النبی الاقصر بن حابس علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرأاه یقبل اما
 حسنا واما حسینا فقال تقبلہما ولی عشترو من ولد ما قبلت واحدا فقال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم انہما یرحمکم لا یرحمکم الا یرحمہما ابو حاتم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تیسری اقرع
 ابن حابس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور انکو دیکھا کہ کبھی حسن او کبھی حسین
 علیہما السلام کو چوم رہے ہیں کہنے لگا آپ ان دونوں کو چومتے ہیں اور باوجودیکہ میرے دین بچہ ہیں
 میں ایک کو یہی نہیں چومتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہیں رحم کرتا نہیں رحم کیا جاتا۔
 (۱۹) عن عبد اللہ بن مسعود قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی والحسن والحسین تیوثیان
 علی ظہرہ فیما علما الناس فقال صلی اللہ علیہ وسلم دعوا ہابی ہما داعی من احب فیہما
 ہذین لا یرحمہما ابو حاتم والنسائی والحافظ الدمشقی والدیلی وابن السری عبد اللہ ابن
 مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور حسن و حسین
 علیہما السلام آپ کی پشت مبارک پر کودا کرتے تھے ایک دفعہ لوگوں نے انکو ہٹا دیا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا انکو چوڑ دو۔ میری ہان اور میرا باپ ان پر صدق ہوں جو کوئی مجھے پیار کرتا ہے
 مجھے پیار کرے +

(۱۹) عن اسرائیل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب الحسن او
 الحسین فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی راخرجہ ابو سعید فی شرف النبی۔ وعن
 ابی ہریرۃ مثله راخرجہ ابن حبان والطحاوی والحافظ السلفی وادب الطحاوی والنسائی اسرائیل
 رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص

حسن اور حسین کو پیار کر لیا مجھ سے پیار کر لیا۔ اور جس نے ان سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
اسی کی مثل مروی ہے +

(۱۹) عن ابی ہریرۃ قال کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فاذا سجد وثبت الحسن اور
الحسین علی ظہرنا فاذا رفع رأسہ اخذنا ہما یداً من خلفہ اخذنا رفقاً فیضع ہما علی الارض فاذا
عاد عاد احقی قضی صلوٰۃ فاقعد ہما علی فخذ یدہما رواہ احمد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء میں پڑھ کر کھڑے ہوئے جب سرور دین پناہ نے
سجدہ کیا حسین علیہ السلام حضور کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے جب جناب نے سر اٹھایا تو ان دونوں
صاحبزادوں کو اپنے دست مبارک سے اٹھاتے ہوئے پیچھے سے اٹار کر پیچھے بٹھا دیا اور جب پھر حضور سجدہ
کو لوٹے تو وہ دونوں صاحبزادے پھر حضور کی پشت اقدس پر سوار ہو گئے یہاں تک کہ حضور نماز کو
ادا کیا اور ان دونوں کو اپنی زانو پر بٹھالیا +

(۲۰) عن انس بن مالک قال کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لوجہ لوجل عہد فدخل الرجل لیسلم علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو جلی فی رای الحسن والحسین یرکبان علی عنقہ مرتع و یرکبان علی ظہر
مرتع و یرکبان بین یدہ و خلفہ فلما فرغ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ الرجل ما یقطعان الصلوٰۃ غضب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ناولتی عہدک فاخذہ فمزقہ ثم قال من یحجمہ فینا ولم یوقر کینا
فلیس منا ولا امانہ اخرجہ الغسانی وابن ابی القریاء انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے واسطے پروانہ لکھا ہوا تھا وہ حضور میں سلام کے لیے حاضر ہوا
حضور وقت نماز میں تھے اس نے دیکھا کہ حسین علیہ السلام کہیں آگے گردن مبارک پر اور کہیں پشت
اقدس پر سوار ہوتے ہیں اور آگے پیچھے سے ہو کر گزرتے ہیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو اس
شخص نے کہا ان دونوں صاحبزادوں نے کیا نماز کو خراب کیا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
مخسب میں آکر اس آدمی سے کہا اپنا پرمانہ ہمیں دے اور اس سے وہ پروانہ لیکر پھاڑ ڈالا اور فرمایا
جو کوئی ہمارے چہرہ پر رحم کرے اور ہمارے ثبوت کی توقیر کرے وہ ہمارے ہم نہیں ہیں
(۲۱) عن سلمان قال دخل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیسلم علی الحسن والحسین باہم اپنی
ہاتھوں غریب غریب راخوجہ الطبرانی فی الکبیر سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا صلی
اللہ علیہ وسلم نام رکھو انکا حسن اور حسین یا تم نام دونوں فرزندوں ہارون علیہ السلام انکا نام
غیر اور شیر تھا +

۲۱) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم امرت ان اسی هذا بن حسنا وحسینا راخرجه
 اللہ تعالیٰ جناب اعلیٰ السلام سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اندرون کا حسن اور حسین نام رکھنے کا حکم ہوا ہے +

۲۲) عن ابی ہریرۃ قال کان الحسن والحسین بصری عان بین یدئ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حسن فقالت فاطمة یا رسول اللہ تقول من حسن فقالت
 ازجبریل یقول من حسین راخرجه ابن منی فی معجمہ (البوسیریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب
 حسین علیہما السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کشتی کر رہے تھے اور جناب رسالتما ب
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے شاہد باش سے حسن جناب سیدہ علیہما السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ
 حسن کو شاہد باش دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حسین کو جبریل شاہد باش دیتا ہے +

۲۳) عن بن عباس قال بینما نحن ذات یوم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبلت فاطمة تنکی فقا
 لها قد اذ ابوک ما تنکیک قالت ان الحسن والحسین خرجا ولا ادری ابن باتا فقال لہا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکین فان خالفهما الطف بہما منی ومنک ثم رفع یدہ فقال اللہم
 احفظہما وسلمہما فاتی جبریل وقال یا محمد لا تحزن فہما فی طریق بنی النجاشی نائین و
 قد وکل اللہ بہما ملکا یحفظہما فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعاہما حتی اتی الخلیفۃ
 فاذا ہما متعقین نائین واذا الملك الموکل بہما قد جعل احد جناحہ تحمہما والاخر
 فوقہما یظلہما فاکب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہما یقبلہما حتی انتہیما من توہما ثم جیل
 الحسن علی عاتقہ الامین والحسین علی عاتقہ لایسر قتلہما ابوبکر فقال یا رسول اللہ ناولنی احد
 الصبیین احملہ عنک فقال نعم اللطیف مطیعہما ونعم الراكبان ہما وادوہما خیر منہما حتی اتی
 المسجد فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قدسیہ وہما علی عاتقہ ثم قال معاشر المسلمین
 الا اذکر علی خیر الناس خیرا وجدة قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین خیرہما رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخاتم النبیین وجیدتہما خدیجۃ بنت خویلد سیدۃ النساء الخیرۃ
 الا اذکر علی خیر الناس باہا وایا قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین ادوہما علی وادوہما
 فاطمۃ سیدۃ النساء العالمین الا اذکر علی خیر الناس خیرا وجدة قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن
 والحسین خیرہما جعفر بن ابی طالب خیرہما فی بنت ابی طالب الا اذکر علی خیر الناس
 خیرا وخالۃ قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین خالہما القاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ السلام وخالتهما ذینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللهم انک تعلم ان الحسن والحید
 فی الجنة ومن احبهما فی الجنة ومن ابغضهما فی النار یا خوجہ الملائکۃ (سیدہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما
 کہتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں تھے کہ ناگہان جناب سیدہ
 علیہا السلام روتی ہوئیں تشریف لائیں حضور نے اسے فرمایا تیرا باپ تجھ پر فدا ہو تم کیوں روتی ہو عرض
 کیا کہ حسنین گھر سے نکل گئے ہیں انہیں معلوم گمان ہو گئے ہیں حضور نے فرمایا انکا خالق انپر تجھ سے
 اور مجھ سے زیادہ مہربان ہے پھر ہاتھ اٹھا کر آپ کے دعا کی اسے میرے پروردگار انکی حفاظت فرما اور انکو
 سلامت رکھ پس حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور کہا یا محمد آپ غمگین نہ ہوں وہ دونو خطیرہ نبی بخار میں سو
 گئے ہیں خدا تعالیٰ نے انپر ایک فرشتہ کو موکل کیا ہے کہ انکی حفاظت کرے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم اپنے اصحاب کرام کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور خطیرہ میں تشریف لائے اور حسنین علیہما السلام ایک
 دوسرے کے ساتھ لیٹا ہوا اور سوتا ہوا دیکھا اور وہ کمرشتہ جو انپر موکل ہے اس نے اپنا ایک بازو انکے
 نیچے بچھ دیا ہوا ہے اور ایک بازو کا انپر سایہ کیا ہوا ہے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھک کر ان کو
 چوما اور جگایا پھر جناب حسن کو دایسے کندھے پر اور جناب حسین بایں کندھے پر سوار کیا ابوبکر رضی
 اللہ عنہ رستمین کے انہوں نے عرض کیا یا رسول مجھے ایک صاحب زادہ کو دیدین کہ میں اٹھان
 آپ نے فرمایا نہایت عمدہ ہے ساری ناکی اور وہ نہایت عمدہ سوار ہیں۔ اور ان کا بابا نے بہتر ہے پھر آپ
 سید بن تشریف لائے اور دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ اور وہ دونوں صاحبزادی آپ کے کندھوں پر
 سوار تھے۔ آپ نے ارشاد کیا اے گروہ مسلمانان میں تمکو آگاہ کروں ان دونوں شخصوں سے جو سب آدمیوں کا
 از روی دادا اور دادی کے بہترین لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور بیان فرما دیں آپ نے فرمایا وہ
 حسن و حسین ہیں کہ انکا دادا خدا کا رسول اذیمون کا ختم کرینما لایا ہے ادا کی دادی ام المومنین صدیقا
 بنت خویلد اہل جنت کی ہر لون کی سوار ہے بہتر بابا کہ میں تمکو آگاہ کروں ان دونوں شخصوں سے جو سب
 آدمیوں کا از روی دادا اور دادی کے بہترین لوگوں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا وہ حسن و حسین ہیں
 کہ ان کا باپ علی بن ابی طالب ہے ادا کی دادی ام المومنین صدیقا بنت خویلد اہل جنت کی ہر لون کی سوار ہے بہتر
 بابا کہ میں تمکو آگاہ کروں ان دونوں شخصوں سے جو سب آدمیوں کا از روی دادا اور دادی کے بہترین لوگوں نے
 عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا وہ حسن و حسین ہیں کہ انکے چچا جعفر طیار ہیں ادا کی دادی ام المومنین صدیقا
 بنت خویلد اہل جنت کی ہر لون کی سوار ہے بہتر بابا کہ میں تمکو آگاہ کروں ان دونوں شخصوں سے جو سب آدمیوں کا
 از روی دادا اور دادی کے بہترین لوگوں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا وہ حسن و حسین ہیں کہ انکے چچا جعفر طیار ہیں ادا کی دادی ام المومنین صدیقا

صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور خالد انکی زینب صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے پھر آپ نے دعا کی کہ اس میرے
پر درگاہ تو جاتا ہے کہ حسن با وحسین جنت میں ہونگے اور جو کوئی ان سے محبت کرے گا وہ بھی جنت میں
ہوگا اور جو کوئی ان سے بغض کرے گا وہ دوزخ میں ہوگا ۔

(۲۲) عن جابر قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يصلي والحسن والحسين علي
ظهره وهو يقول نعم الجبل جملكما (اخرج به النسائي) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب صلی اللہ
تبارک و تعالیٰ سے ملا اور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور جناب
حسنین علیہما السلام حضور کی پشت مبارک پر چڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا اچھا ہے تمہارا اونٹ
(۲۳) عن سلمان قال كنا حول النبي صلى الله عليه وسلم فجاثت امير المؤمنين فقلت يا رسول الله لقد
صل الحسن والحسين قال وذلك زاد النهار فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قوموا واطلبوا
ابني قال واخذ كل رجل حذاء وجهه واخذت نحو النبي صلى الله عليه وسلم فلم نزل حتى اتي
سفر جبل واذا الحسن والحسين ملتقيا كل واحد منهما صاحبه واذا شجاع قائم على نيه يخرج
من فيه شبه النار فاسرع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسرع مخاطبا لرسول الله صلى الله عليه وسلم
سألت انا ب قد دخل في بعض الاجنحة ثم اتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم فافرق بينهما ومعه
وجوههما وقال يا بني وامي اتما اكرمكما على الله تعالى ان جعل احدهما على عاتقه الايمن و
الاخر على عاتقه الايسر فقلت طوبى لكما نعم المطية مطية كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وفهم الراكبان هما وابوهما خير منهما (اخرج به الطبراني في الكبير في مسانيد الحسن) روایت ہے
سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت ہم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے
ہوئے تھے اتنے میں ام المومنین نے اگر عرض کیا یا رسول اللہ میں بہت آگیا ہے حسنین کہیں گم ہو گئے ہیں
حضرت نے فرمایا میرے بچوں کو تلاش کرو ہر ایک نے اپنی ناک کی سیڑھی پکڑ لی میں حضرت کے ساتھ
ہو گیا۔ ہم ایک پہاڑ کے پیچھے پہنچے حسنین علیہما السلام کو ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے سوتیلے
اور ایک سانپ کو ان پر سایہ کیو ہوئے دیکھا جس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے حضرت اس کی
طرف دوڑے اور حضرت کی طرف دوڑا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ باتیں کرنے لگا
ہیروہ لوٹ کر ایک سوراخ میں گھس گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر کر ان کو جدا
کیا اور ان کے چہرہ کا اخبار پوچھا اور فرمایا میرے مان باب تم پر خدا ہون تم خدا کے
بڑے پیارے ہو۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو ایک کا ندہ ہے اور دوسرے

دوسرے کا نسب پراٹھا لیا۔ سنیو کہا اسے صاحبزادہ تین مبارک ہوتھاری سہاری کیا اچھی ہے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سوار بھی تو اچھے ہیں اور ان کے مان بپ
ان کے بہتر ہیں۔

(۲۴) عن ابن عباس قال لما فتح الله المدائن على أصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایام عمر عمر بن الخطاب
بالأقطاع فبسطت في المسجد فاول من بدء اليه الحسن فقال يا امير المؤمنين اعطني حقة بنافذة
الله على المسلمين فقال عمر بالرحب والكرامة فامر له بالف درهم ثم انصرف فبدر اليه الحسين فامر
له بالف درهم ثم انصرف فبدر اليه عبد الله بن عمر فامر له بخمسمائة درهم فقال له يا امير المؤمنين
اذا رجل مشد خرب بالسيف بين يدي رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والحسن والحسين
طفلان يدرجان في سلك المدينة تعطيهم الف الف درهم وتعطيني خمسمائة قال عمر نعم اذهب
فأتى باب كايهما وامرهما وجد كجد هما وجدتهما وعم كعمهما وعمتهما وخالة
كخارهما فانك لاتاتيني به اما ابوهما علي المرتضى ومهما فاطمة الزهراء وجدتهما محمد مصطفى
وجدتهما خديجة الكبرى وعمهما جعفر بن ابی طالب وعمتهما ام هانئ بنت ابی طالب خالتهما
رقية وامر كلثوم بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وخالهما ابراهيم راخرجه ابو سعيد السمان
ابن عباس بنی الله تعالى عنهما كيتي من كحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحاب پر مدائن کو فتح کیا جتنا ب عمر بن الخطاب کی نصرت کے مال کی تقسیم کرنے کا حکم دیا
سب کے پہلے جناب امام حسن علیہ السلام انکے پاس تشریف لائے اور کہا اے امیر المؤمنین ہمارا حق و کچھ
اس خیر سے جو کہ اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کے لیے فتیہ دی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بزرگی سے اور
گرامت سے پس جناب عمر رضی اللہ عنہ نے انکے لیے ہزار درہم کا حکم دیا تب وہ لوٹے تو جناب امام حسین علیہ
السلام تشریف لائے جناب عمر کے انکو یہی ہزار درہم کا حکم دیا۔ جب وہ لوٹے تو عبد اللہ بن عمر انکے
پاس آئے جناب عمر رضی اللہ عنہ نے انکے لیے پانسو درہم کا حکم دیا عبد اللہ بن عمر کہنے لگے یا امیر المؤمنین
میں مصبوط آدمی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ملو اسے لاتا ہوں اور حسن اور حسین
لڑکے تھے اور مدینہ کے بازاروں میں کھیل کرتے تھے آپ نے انکو ہزار ہزار درہم اور مجھ کو پانسو درہم دیا
ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں جا اور میرے پاس انکے باپ جیسا باپ اور انکی ماں جیسی ماں اور
انکے دادا جیسا دادا اور انکی دادی جیسی دادی اور انکے چچا جیسا چچا اور انکی بہن جیسی بہن اور انکی
مامن جیسا مامن اور انکے خال جیسی خال لیکر آ۔ تو ہرگز نہیں لاسکے گا۔ انکا باپ علی مرتضیٰ

انکی بان فاطمہ زہرا ہے انکے جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انکی مدد کر یہ جناب ام المومنین خدیجہ کبریٰ میں انکے چچا جعفر طیار اور انکی بہن ام ہانی بنت ابی طالب اور انکی خالہ رقیہ اور ام کلثوم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ ان اور آپر ابراہیم علیہ السلام انکے امون ہیں *

اہل عبا علیہم السلام کے فضائل کا بیان

۱۲، عن انس بن مالك قال في قوله تعالى مرج البحرين يلتقيان قال علي وفاطمة يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان قال الحسن والحسين راخرجه صاحب كتاب الدرر النور بن مالك اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ دو دریا باہم ملتے ہیں فرماتے ہیں کہ دو دریا سے مراد جناب علی اور فاطمہ ہیں اور دوسری آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ نکاح میں ان سے موتی اور موتی کی نقیہ ہیں کہتے ہیں کہ ان سے مراد حسن اور حسین ہیں *

۱۳، عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اول من يدخل الجنة انا و انت وفاطمة والحسن والحسين قلت فنجونا قال من وداكم راخرجه ابن سعد والحاکم جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اول جنت میں میں داخل ہونگا پہرہ علی تم اور بہرہ فاطمہ اور حسن اور حسین میں سے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے محبوب آپ سے فرمایا تمہارے پیچھے *

۱۴، عن ابی هريرة قال نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى علي وفاطمة والحسن والحسين فقال انا حبيب لمن حاربكم وسلم لمن سلككم راخرجه احمد والطبرانی والحاکم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نگاہ فرما کر کہا میں لڑنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑے۔ اور صلح کرنا والا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے *

۱۵، عن زيد بن ارقم قال نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى علي وفاطمة والحسن والحسين فقال انا حبيب لمن حاربهم وسلم لمن سلكهم راخرجه الترمذی والطبرانی فی الکبیر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نظر فرما کر ارشاد کیا میں جنگ کرنا والا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنا والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے *

۱۵، عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیم خیمہ وهو سکی علی قوس عربیة فی الخیمۃ علی وفاطمة والحسن والحسین فقال یا عشر المسلمین انا سلم لمن سألهم اهل هذه الخیمۃ وحرب لمن حاربهم وولی لمن والاهم ولا یحبہم الا سعید المجدل طیب المولادۃ ولا یبغضہم الا شقۃ الجدر وحی الولادة نقلہ محب الطبری فی ریاض النضرۃ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خیمہ پر پا کرتے ہوئے دیکھا اور آپ عربی کمان پر تکیہ کیے ہوئے تھے۔ اور خیمہ میں جناب علی اور فاطمہ اور حسین اور حسن علیہم السلام تشریف فرما تھے حضور نے ارشاد کیا اے گروہ مسلمانوں کے میں ہاں خیمہ والوں سے صلح کر نیو، ان کے ساتھ صلح کر نیوالا ہوں اور جنگ کر نیوالوں کے ساتھ جنگ کر نیوالا ہوں اور اسے دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے انکو نہیں دوست رکھو گا مگر نیک بخت پاک ولادت والا۔ اور انکو نہیں دشمن رکھو گیگا مگر بد بخت نام پاک ولادت والا۔

(۶) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ الا ابی خالۃ عیسیٰ بن مریم ویحییٰ بن زکریا واما ایتہ سیدۃ نساء اہل الجنۃ الا ام کلثوم مریم (الخدیج ابوبکر ابن حبیب ابن طاہر ابن الحاکم) ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین ابوبخت۔ جو انوں کے سردار ہیں مگر میری خالہ کے بیٹے ہیں مریم اور یحییٰ بن زکریا اور فاطمہ ابوبخت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۱۶، عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبعث اللہ الانبیاء یوم القیامۃ علی الدواب و یبعث اللہ علی ناقۃ کیمایا فوق یا مینین من اصحابہ المشر و یبعث الحسن والحسین علی ذائقین من ذوق الجنۃ و علی بن ابی طالب علی ناقۃ و انا علی الدراق و یبعث بلال علی ناقۃ فنادی بالادان و شاہلا۔ متاحفا حتی اذا بلغ اشہد ان محمداً رسول اللہ شہد بہا جیم الخلائق من الاولین والآخرین فقہلت ممن قبلت منہ راخرجہ الطہرانی و ابوالشیزہ و الحاکم و الخلیج ابن عساکر ابوبکر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یا نبیغۃ کریم اللہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کو دو بات پر اور صالح نبی کو انکی اوشنی پہنا کہ وہ قیامت کو دن اپنی است کے مومنین کے ساتھ موفقت کریں اور حسن و حسین جنبت کے ناقہ ان پر سوار کیے جائیں گے۔ اور علی بن ابی طالب بے ناقہ پر سوار کیے جائیں گے اور حسین براق پر سوار ہو گا اور بلال اپنے ناقہ پر سوار کیا جائیگا۔ اور اذان میں نکارے گا اور تمام مخلوق حق حق نکارے گی۔

اور حبیب شہدائے محمد رسول اللہ کی گاتام اول و آخر کی خلافت کی شہادت و بیگونی جس سے کہہ سکتے ہیں
رنا ہوگا اس سے قبول کروں گا۔

(۸) عن حذیفة قال قلت لأمی اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاصلی معہ المغرب اسأله ان یستغفر لی
ولک فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلیت معہ المغرب فصل نبی صلوٰۃ العشاء ثم اقبل فقتلته
فمنع صوتی فقال من هذا احدثیفة قلت نعم قال حاجتک غفر لک ولک ان هذا ملک
لم یزل الارض قط قبل هذه اللیلة استأذن ربہ ان یسل علی ویشرف بان فاطمة سیدة
نساء اهل الجنة والحسن والحسین سید شباب اهل الجنة راخرجه الترمذی واخرجه
احمد والنسائی وابن حبان والریحانی والحاکم باختلاف سیرہ الطبرانی فی الکبیر، حذیفة بن
اسعد عن سمری ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں میں
ان کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنے جاتا ہوں اور حضور نبوی سے اپنے لیے اور تمہارے لیے دعائے
مغفرت چاہوں گا۔ پس میں خدمت میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا۔ اور حضور
کے پیچھے مغرب کی نماز ادا کی پھر حضرت نے عشا کی نماز پڑھی اور پھر لوٹ پڑے میں نے حضرت کا اتباع
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا آواز کھینچا فرمایا کون ہے آیا حذیفة ہے میں نے عرض کیا ہاں آپ
نے فرمایا تیری کیا حاجت ہو خداتیری اور تیری ماں کی مغفرت کرے یہ ایک ورشتہ اس کے پل
کبھی زمین پر نہیں نازل ہوا تھا۔ اس نے اپنے پروردگار سے میرے سلام کے لیے اذن پایا ہے اور
مجھ کو بشارت دی ہے۔ کہ فاطمہ ابھیت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسین جوانان اہل
جنت کو سردار ہیں۔

(۹) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ملکاً لمرکن دار فی فاستأذن اللہ
فی زیارتی فیبشرنی ان فاطمة سیدة نساء امتی وان الحسن والحسین سید شباب اهل
الجنة (اخرجه بن عساکر) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ایک فرشتے نے میری زیارت نہیں کی تھی خداوند تعالیٰ نے اسے میری زیارت کا اذن
دیا۔ اس نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ فاطمہ میری بہت کی تمام عورتوں کی سردار ہے اور حسین اور
حسین ابھیت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

(۱۰) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمة وعلیاً والحسن والحسین
فی حضرات القدس فی قبة بیضاء معقہا عرش اللہ تعالیٰ (اخرجه بن عساکر) ابن عمر رضی

اسے عنت سے مروی ہے کہ جناب رسول کا ثناءات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہ تحقیق فاطمہ اور علی اور حسن و حسین رب العزت کی پاک و درگاہ میں گنبد سفید میں ہونگے کہ جسکی سقف خدا کا عرش ہوگا۔

(۱۱) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وعلی و فاطمہ والحسن والحسین یوم القیامت فی قبة تحت العرش (راخرجہ الدیلمی) ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی اور فاطمہ اور حسن و حسین قیامت کے دن عرش کے نیچے ایک قبر میں ہونگے۔

(۱۲) عن بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر رجالکم علی وخیر شباککم الحسن والحسین وخیر نساءکم فاطمہ (راخرجہ الخطیب) ابن عباس کو فی تاریخہما (ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے سب آدمیوں میں بہتر علی ہیں۔ اور تمہارے سب عورتوں میں بہتر حسن و حسین ہیں اور تمہاری عورتوں میں بہتر فاطمہ ہیں۔

(۱۳) عن ابن عباس عن علی ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابناؤا الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنة وابوہما خیر منہما (راخرجہ ابن ماجہ عن ابن عمر والحاکم عنہ وعن ابن مسعود والطبرانی عن ابن الحریث وابن حسا کو عن ابن عمر وعلی) عبد اللہ بن عمر اور جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن و حسین جو انان اہل جنت کے سرور ہیں اور انکا باپ ان سے بہتر ہے۔

(۱۴) عن علی ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید حسن وحسین قال من احبنی واحب ہذین واباہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیامت (راخرجہ الترمذی والدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں کو اور اند دونوں کے مان باپ کو پیارا رکھے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(۱۵) عن علی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا و فاطمہ وحسن وحسین مجتمعون ومن احبنا یوم القیامت فی مکان واحد ناکل ونشرب حتی یفرق بین العباد (راخرجہ الطبرانی فی الکبیر) حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اور فاطمہ اور حسن و حسین ایک مکان میں جمع ہونگے کہا میں گے اور حسین گے یہاں تک کہ لوگ متفرق کیے جا دیں گے۔ و مذخری و مذخری کے لیے۔ اور جہنستی جہنمت کے لیے۔

(۱۵) عن النبي صلى الله عليه وآله قال من ولي عيلاً لم يطلب سادات أهل الجنة أنا وحسنا
وعلى وجعفر والحسن والحسين والمهاجر والمختار والمهاجر والمختار والمهاجر والمختار
لجنتهم من كبريت حطب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فرما ہے کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کے
سوار ہیں میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور علی ۔

(۱۶) عن ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول يا ذنبا والاعمتنا انا عتبة
وعلى لقاحها وفاطمة حملها والحسن والحسين ثمارها ومحبوا أهل بيت ورتقا وكلنا في
الجنة حقا حقا خروجا إلى (ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم سے میں نے ان کا لون کے ساتھ سنا ہے ورنہ دونوں ہر سہ ہجرت میں کہ میں و رخت ہوں اور
علی اسکا پوند ہے اور فاطمہ اسکا حمل ہے اور حسن اور حسین اس کے پل ہیں اور ہم اہل بیت کے محبوب ہیں
اور اہل بیت ہر سہ ہجرت میں ہونگے ۔

(۱۷) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله فاطمة اني واباؤك وهذين يعني حسنا
وصبنا وهذا اللؤلؤ يعني عليا في مكان واحد يوم القيمة اخرجہ احمد (جناب امیر المومنین
روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ میں اور تم
اور حسن اور حسین اور یہ سونیا لا یعنی علی قیامت کے دن ایک مکان میں ہونگے ۔

(۱۸) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انا ميزان العدل وعلي كفتاه والحسن
والحسين محبوه وفاطمة علاقتہ والایم من امتی مودع یوزن فیہ اعمال الصالحین لانا و
المبغضین لانا اخرجہ الدیلمی (ابن عباس کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ میں میزانِ حق و عدل کا کلام ہوں اور حسن اس کی کٹان ہیں اور فاطمہ اسکا ملاوہ ہے اور میری ہمت
کے امام اسکی جھنڈی ہیں کہ جس میں ہمارے محبین اور مبغضین کے اعمال وزن کیے جانے ہیں ۔

(۱۹) عن علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله علي ولي الله وفاطمة أمته والحسن
والحسين صفوة الله علي باخضبهم لعنة الله اخرجہ الدیلمی (جناب امیر المومنین کہتے ہیں
کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے تھے کہ جب شبِ عراج کو ہمیں سیر کرانی گئی تھی جنت
کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا پلچا الہ الا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے فاطمہ
کی کنیز ہے حسن و حسین برگزیدگان خدا ہیں اور ان کے بغض کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہے ۔

فائدہ

خانمان ثبوت یعنی ان ذوات مقدسہ کی شان میں ہر لفظ استعمال ہوئے
میں (۱) آل (۲) البیت (۳) عترت (۴) ذوالقربیہ جنگلی نسبت تفسیر
کے ساتھ محبت و راج ذیل ہے ۔

آل کی تحقیق

لغت میں آل کا لفظ خاص قرابت داروں اور گھر کے لوگوں کے لیے
وضع ہوا ہے اور کہی صود کے رشتہ دار ہی مراد لیے جاتے ہیں۔

بعز کے نزدیک آل اہل وضع میں اہل تبار (۵) یا ہمزہ سے بدل گیا جیسے کہ یہیات اور ایہات میں یا
ہمزہ بجا ہے ہر قوالی ہمزہ میں کی وجہ سے ایک ہمزہ الف سے بدل گیا۔ اسی لیے اسکی تفسیر (اہل)
مستعمل ہے ۔

کسائی امام نحو کے نزدیک اسکی تفسیر (اہل) ہی آئی ہے ۔

اہل کا اطلاق بہ نسبت آل کو عام ہے کیونکہ محاورہ عرب میں اہل البصرہ بولا جاتا ہے نہ آل البصرہ
امام راغب مفردات میں کہتے ہیں آل اہل سے تو بنا ہے لیکن آل کی صافست اعلام نا طعین کے ساتھ
مخصوص ہے اور اسماء نکرہ اور زمانہ اور مواضع کی طرف مضاف نہیں ہوتا بلکہ لفظ اہل کے چنانچہ
کلام عرب میں آل زید یا آل عمر مستعمل ہے نہ آل رجل اس طرح سے آل ہو وضع و آل قریہ اور آل زمان
بہی نہیں نہیں کہے اسکے اہل و اہل ہو وضع اور اہل قریہ اور اہل بلدہ وغیرہ کلام عرب میں شائع
و ذوالک ہے ۔

ابن عرب کہتے ہیں کہ آل سے قریبی رشتہ دار مراد ہیں جو کسی شخص کی طرف قرابت میں رجوع کریں اور یہ
ماخوذ ہے لفظ اہل سے کہ اسکے معنی رجوع کے ہیں در کتاب الغرہین لابن حبیب یا احمد بن محمد بن ابی
عبید اللہ بن عبدی ۔

ابن درید جمہور میں کہتا ہے کہ آل سے قریبی رشتہ دار مراد ہیں ۔
اس بات کے متعین کرنے میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کون ذوات مقدسہ ہیں علماء
کا اختلاف ہے ایک گروہ کے نزدیک ازواج مطہرات اور جناب علی مرتضیٰ نے ادھنا بکسیہ اور حسنین
علیہم السلام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل امجاد ہیں ۔

اس ایک گروہ کا اشتخاص مراد لیے میں جنہر ذرکہ حرام ہے یعنی اولاد عبد المطلب
تیسرے گروہ نے پیروان دین کو بھی آل میں داخل کیا ہے ۔

اس ایک گروہ نے آل سے صوفیات جناب علی جناب بکسیہ اور حسنین علیہم السلام کو ملا دیا ہے

امام رتبہ مفردات میں ملتے ہیں ویستعمل فیمن یختص بالانسان اختصاص ذاتہ او قربة قریبة
 اوجہ فقال ال ابراہیم وال عمران وقال اخلوا ال فرعون اشد العذاب وقیل ال النبی لقابہ
 وقبل المختص من بحیث العلم وذاك اهل الدین ضربان مختص بالعلم المیقن والعمل المحکم
 فیقال لہم ال النبی وامتہ وضرب یختصون بالعلم علی سبیل التقید ویقال لہم امتہ محمد
 ویقال لہم ال محمد وکل ال النبی امتہ له ولیس کل امتہ له الہ یعنی اس لفظ کا استعمال
 عربی میں کیا جاتا ہے جو انسان کے ساتھ خصوصیت یا قرابت قریبہ رکھتا ہو یا دوستی کی وجہ سے نزدیک
 اللہ تعالیٰ آل ابراہیم اور آل عمران کا لفظ قرآن شریف میں وارد کیا ہے اور فرمایا ہے اور
 ال فرعون تم سخت عذاب میں داخل ہو۔ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور کے قریبی رشتہ دار مراد
 بیت عبادت ہیں اور بعض لوگ ان سے بھی مراد لیتے ہیں جو علم کی حیثیت سے حضرت کے ساتھ خصوصیت
 رکھتے ہیں۔ اور ان سے مراد و نیدار لوگ ہیں جنکی دو شہین ہیں ایک وہ لوگ جو علم الیقین اور عمل
 محکم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پس وہ لوگ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی امت کہلاتے جاتے ہیں
 اور دوسرے وہ لوگ کہ بطریق تقلید علم کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں اور وہ محض امت کہلاتے
 جاتے ہیں ان پر آل کا اطلاق نہیں ہوتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کل آل آپ کی امت ہے۔ اور
 کل امت آل نہیں ہے۔

بوعبیدہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک فصیح اعرابی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کہہ یا تھا راہل مکہ
 ال اللہ فقلنا ماتعنی بذلك قال الیوم مسلمین والمسلمون ال اللہ وانما یقال ال فلان
 بلوئیس المتبع وفی شہ مکہ لانہا ام القرے۔ ومثل فرعون فی الضلال واتباع قومہ له
 فقلنا لہ یقال للقبیلۃ الرجل ال قال لا الاہل بیتہ خاصۃ انتہی یعنی اہل مکہ خدا کی
 آل ہیں تنہا اس سے پوچھا کہ اس سے تیری کیا مراد ہے وہ کہنے لگا کیا یہ لوگ مسلمان ہیں۔
 مسلمان خدا کی آل ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آل فلان کی تو اس سے اسکے متبعین مراد ہوتے
 ہیں نہ کہ یہی اسی کے شبیہ ہے کیونکہ وہ ام القرے ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ فرعون کے متبعین
 کو گمراہی میں اسکی آل کہا گیا ہے۔ ہننے کہا کہ کیا کسی آدمی کے قبیلہ کو اسکی آل کہا جاتا ہے وہ
 بولائیں بلکہ اسکے گھر کے لوگوں کو خاص کر اسکی آل کہا جاتا ہے۔

اسی کی سدیدہ حدیث ہے جسکو کہ امام بغوی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے عن عبد الرحمن بن ابی
 لیلی قال لعقیف کعب بن عجمۃ قال الا احدثی لک حدیثہ سمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ

فقت بلی اصدھا الی فقال سالنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف الصلوة علیکم اهل البیت قال قولوا
 اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و آل ابراھیم وبارک علی محمد وعلی
 آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید (واخرجہ البخاری) عبدالرحمن بن ابی
 یسے سے روایت ہے کہ محمد بن کعب بن عجرہ نے اور کہنے لگے کہ میں تجھے ایک تحفہ دوں جو میں نے سرور عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سات مہینوں کا بیان فرمایا کعب کہنے لگے ہنسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا
 کہ یا رسول اللہ آپ اپنی بیت پر کس طرح سے درود بھیجتے ہیں؟ فرمایا کہ تم اس طرح سے پڑھاؤ کہ اسے
 پروردگار رحمت بیچ محمد پر اور آل محمد پر اس طرح سے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے حضرت ابراہیم پر اور انکی
 آل پر اور برکت دے محمد اور آل محمد کو جس طرح کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو تو ہی
 ہے ستودہ بزرگ *

کمال الدین بن طلحہ شافعی رح مطاب ہمسوا من حدیث کورج کر کے نقلت ہین فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اھلہ انا لاخ والمفسر والمفسرہ سوا فی المعنی فیکون الھ اھل بیتہ و اھل بیتہ الھ فیتوارن
 فی المعنی ویکشف حقیقۃ ذلک (نزل آل اھل (۱۳۵)) یعنی جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک کو دو سر
 کے ساتھ تفسیر بیان فرمائی ہے اور مفسر اور مفسرہ بہشت میں برابر ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل
 آپ کے آل بیت ہیں اور اہلبیت آل میں ہیں یہ دونوں معنی میں مستحق ہیں اور اسکی حقیقت کا ثبوت
 اس سے ہوتا ہے کہ آل اہل بیت اس تقریر سے یہ امر تو ثابت ہو گیا کہ آل کو مراد اہل بیت ہے
 اب رہا یہ امر کہ آل اور اہلبیت کیوں کون ذوات مفرد ہیں پس حدیث سند جزیل سکی تعبیر
 نے بے گمانی ثبوت ہے *

عن تھربن حوشب عن ام سلمۃ قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة انتی بروجت
 ابنک فجات بہم فلقی علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کساء ثم قال اللھم ہوذا مال محمد
 فاجعل صلواتک وبرکاتک علی ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید (واخرجہ ابیہقی) شہ بن
 حوشب جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا اپنے خاوند اور دونوں بیویوں کو ہمارے پاس لے آؤ حبیب و دوست اپنے بزرگ
 لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہر اپنی چادر اڑا دی اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ آل
 محمد سے تو اپنی رحمت اور برکت انہر نازل کر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہے
 شک تو ہے ستودہ اور برگزیدہ *

دوسرا فرق اپنے قول کی تائید میں حدیث کو پیش کرتا ہے جسکی سند صحیح ہونے پر مسلم اور نسائی اور ابوداؤد نے اتفاق کیا ہے۔ عن عبد اللہ بن ربیعۃ بن الخثعم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان هذه الصدقات انما اوساخ الناس وانها لا تخل کال محمد یعنی عبد اللہ بن ربیعۃ بن الخثعم کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ صدقات لوگوں کی میل ہیں اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حلال نہیں۔

تیسرا اگر وہ کہے کہ یہ روایں دین کو ہی آگ میں شامل کرتا ہے اسکا شک اس آیت سے ہے رالال لوط المنجی (اجدین) یعنی لوط کی آل کہ ہم سب کو نجات دینے والے ہیں اس پر تمام مفسر متفق ہیں کہ اس آیت میں آل لوط سے تمام متبعین جناب لوط مراد ہیں۔

ابن عساکر میں کہا کہ الدین بن علی بن ابی اسلم نے اسے ظاہر کرتے ہیں رفاہی کلھا مجمعة فہم علیہم السلام فانہم اہل بیتہ وتحرم علیہم الصدقة وھم دایون بدینہ والمتبعون فہم وسبیلہ فاطلاق اسم الال علیہم حقیقۃ وعلی غیرہم مجازا بالاتفاق، یعنی آل کے تمام معانی ان طایفہ ذات مقدسہ علیہم السلام میں مجتمع ہیں۔ کیونکہ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں اور انہیں پوسہ و حرام ہے۔ اور یہی حضور کے دین کے پورے پیرو ہیں اور یہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر شریک چلنے والے ہیں پس آل کے نام کا حقیقت میں انہیں پر اطلاق ہو سکتا ہے اور ان کے غیر پر مجاز ابلا جلتا ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فضائل بہ نسبت میں جقدر کہ احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں کسی جگہ لفظ آل کا اور کسی جگہ لفظ ذریت کا اور کسی جگہ لفظ عترت کا استعمال ہوا ہے پس ان تمام الفاظ کا مفہوم ظاہر اہل بیت ہی ہو سکتے ہیں تمام مفسرین پر آل کا حمل ہرگز نہیں ہو سکتا اسکا ما با اتفاق بہ نسبت و جامعیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص شیعہ سنت نبوی نہیں گذرا۔ پس اگر آل کا لفظ عام ہوتا اور اس سے متبعین مراد ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بات دوسرے لیکر جتا بعلی کو نہ دیتے اور یہ فرماتے کہ اسکو میرے اہل میں سے ایک آدمی لیجا بیگا۔

عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا ابوبکر لبوزۃ التوبۃ وسمعت علیا خلفہ فافہم منہ قال لا ینہی بھا الا انا اور رجل من اہل بیتی وھو فی ما نأمنہ وراخر جہ احد البتانی (یعنی ابن عباس سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو سورہ توبہ دیکر بھیجا اور ان کے پیچھے جناب علی کو روانہ کیا انہوں نے حضرت ابو بکر سے اس حوت کو لے لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی مفسرین کی ایک جماعت نے عبد اللہ بن عباس کے روایت کی ہے۔ کہ وہ آیت سلام علی آل یاسین کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مراد اس کے آل محمد ہے۔ کلمی علیہ الرحمۃ سے نقاشی ہویت کرتے ہیں کہ آل یاسین کے آل محمد مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی یاسین کہا ہے جس طرح ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نام اسرائیل کہا ہے اور احماد اور محمد آپ کے نام رکھے ہیں۔

والثانیۃ فی الطہارت قال اللہ تعالیٰ ای یا طہر ما اتزلنا الیک القرآن لتشیء وقال کلاہل بیتہ ویطہرکم تطہیرا یعنی دوسرا امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے وہ طہارت ہے۔ اللہ تعالیٰ طہارت فرماتا ہے طہر انکی معنی یہ ہیں کہ اے طاہر ہونے ایسے تیری طرف قرآن کو نازل نہیں کیا تو بیک جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے لیے فرمایا ہے کہ طاہر کریگا تم کو حق طاہر کرنے کا۔

والثالثۃ فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحلی اللہ کما فی التہجد یعنی تیسرا امر جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے۔ وہ درود شریف ہے جیسے باب ششم میں ہے۔

عن کعب بن عجرۃ قال لما نزلت ان اللہ وما لا شک لہ یصلون علی النبی یا یاہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلم ایتایا۔ قلنا یا رسول اللہ قلب علینا کیف یصلی علیک فکیف یصل علیک قال قولوا اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی بنی ابراہیم انک حمید مجید (اخرجہ البخاری والمسلم) کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ تحقیق اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور مومنین نے نبی پر اسے دعا کی کہ تم ایمان لکھا شک نہ ہو درود پڑھا تم پر اور سلام بھیجی جو حق سلام پہنچنے کا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں آپ تعلیم فرما دیں کہ ہم آپ پر کس طرح درود پڑھا کریں اور کس طرح دعا سلام بھیجا کریں آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں کہنا کہ اے ہمارے پروردگار! جنت نازل کر محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے جنت نازل کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو ہی سچے ستودہ بزرگ۔

عن ابی سعید البدری قال اتانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی مجلس سعد بن عبادۃ فقال لہ بشیر ابن سعد انما اللہ ان یصلی علیک یا رسول اللہ فکیف یصل علیک فکتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قذینا انما اللہ انما اللہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولوا اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلی علی ابراہیم قال ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک

علی محمد علی آل محمد کما باریک علی ابراہیم وال ابراہیم انک حمید مجید راخوجہ مسلم) وعند الطبرانی
 منکنت حتی جاءہ الوحی فقال تقولون اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو مسعود بدیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم
 پاس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے بشیر بن سعد نے
 عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو امتہ تعالیٰ آپ پر درود پڑھنے کا حکم کیا ہے پس ہم کس طرح سے آپ پر درود پڑھا
 کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے یہاں تک کہ ہم کو خیال پیدا ہوا کہ کاش بشیر بن سعد
 حضور سے نہ سوال کرتے۔ پھر آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں پڑھا کرو۔ اے ہم پر درود گار رحمت نازل کر محمد اور
 آل محمد پر جیسے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے
 ہمارے پر درود گار برکت دی محمد اور آل محمد کو جیسے کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو تجھ تو
 تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے۔ یہ روایت تو مسلم کی ہے احمد طبرانی نے اس روایت کو اس طرح پر روایت کیا ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشیر بن سعد کے پوچھنے پر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ حضور کی طرف جناب الہی
 سے وحی نازل ہوئی اور آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں درود پڑھا کرو اللہم صلی اللہ

عن شہر بن حوشب عن ام سلمة قالت ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة اتینی بزوجة
 و ابنیک فجات بہم فالتقی علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کساء کان تحتی خیبر یا اصباہ من
 خیبر ثم قال اللہم هؤلاء آل محمد فاجعل صلواتک وبرکاتک علی محمد کما جعلتہا علی ابراہیم
 وال ابراہیم انک حمید مجید راخوجہ الیہ ہقی) شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ جناب ام المومنین ام سلمہ
 رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا
 میرے پاس اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو بلال لاؤ وہ انکو اپنے ہمراہ لائیں آپ نے ایک کپڑا جو مجھے خیبر میں
 لگاتھا اور میرے پاس تھا ان پر ڈال دیا اور دعا کی کہ اے میرے پر درود گار یہ آل محمد ہیں پس تو اپنی رحمت اور
 برکتیں ان پر نازل فرما بطرح سے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہیں اور تو ہی ستودہ اور برگزیدہ
 عن عمر رضی اللہ عنہ قال انه لا یكون الصلوة الا بقرادة ویتشهد و صلوة علی النبی واللہ رفقہ
 حافظ بن حجر فی عمل الیوم واللیلۃ) جناب عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہونی مگر ساتھ قرار
 کے اور تشهد کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود پڑھنے کو
 عن انس رضی اللہ عنہ قال لا صلوة لمن لم یصل فیہا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ ابن عبد البر) علی
 بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جیسے حضور نے تشهد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر درود
 پڑھا ہے اسی طرح ہمیں بھی پڑھنا چاہیے

عن الشعبي قال من لم يصل على النبي في التشهد فليعد صلوته (اخرج ابواليهودى) شعبى حجة
 الله عليه کہتے ہیں کہ جس نے تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی آل پر درود نہ پڑھا اسکو چاہیے کہ
 نماز کا اعادہ کرے *

روى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تصلوا على الصلوة البتراء قالوا وما الصلوة البتراء يا
 رسول الله قال تقولون اللهم صل على محمد ولتسكتون بل قولوا اللهم صل على محمد
 وعلى آل محمد رجواهل العقدین لجلال الدین السہودی الشافعی وینابیع جناب سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ پر تم درود اقص نہ پڑھا کرو صحابہ نے عرض کیا یا
 رسولنا قص درود کیا ہے اپنے فرمایا کہ تم لوگ کہا کرتے ہو کہ اے ہمارے پروردگار رحمت نازل
 کر محمد پر اور پر تم خاموش ہو جاتے ہو بلکہ یوں کہا کرو کہ اے پروردگار رحمت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر قد قال الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

يا اهل بيت رسول الله حاكم فخر من الله في القدرات انزلہ
 كفاكم من عظم القدر انكم من لم يصل عليكم لا صلوة له

ابو اہر اوتدین السہودی) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت
 کو خدا نے فرض کیا ہے اور قرآن شریف اسکو لیے نازل کیا ہے تمہارے مرتبہ کی بڑائی اسکیلئے ہی
 کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اسکی نماز نہیں ہوتی -

والمرابعة تحريم الصدقة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تحل الصدقة لمحمد ولا لآل
 محمد صلى الله عليه وسلم يعني چوتھا امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل
 بیت کو شریک اور ساوی کیا ہے وہ صدقہ کا حرام ہوتا ہے جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ہے کہ صدقہ محمد اور آل محمد پر حلال نہیں +

عن الحسين بن علي قال انا آل محمد لا نحل لنا الصدقة رجواهل العقدین السہودی الشافعی
 جناب حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں ہم پر صدقہ حلال
 نہیں *

عن ابی ہریرۃ قال اخذ الحسن بن علی ثمن من ثمر الصدقة فجعلها في فيه فقال النبي صلى الله
 عليه وسلم كنه ليطرحها ثم قال الا شعرت ان لا تحل لنا الصدقة (اخرج ابوالسلم والطحاوی)
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب حسن علیہ السلام نے ایک پہل صدقہ کے پہلوں میں سے

لیکرا اپنے منہ میں ڈال لیا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کون کون کیا تاکہ وہ والدین پہ فرمایا تو نہیں جانتا کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

(والخاصۃ) المحبة قال الله تعالى فاتبعوني जबكم الله قال لاهل بيته قل لا اسألكم عليه اجرا الا المودة في القربى (فقوله السمهودي) یعنی پانچواں نام کہ میں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو مشرک اور مساوی کیا ہے وہ محبت پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیو یا رسول اللہ اتباع کرو۔ پیر اعظم کو اللہ دوست رکھیگا۔ اور حضرت کے اہل بیت کی نسبت فرمایا ہے کہ یا محمد کہہ سکتے نہیں ناگنا میں اس پر اجر مگر دوستی قریبیہ کی۔

احادیث فضائل آل علیہ السلام

(۱) عن الاعمش عن ابي وائل قال قرأت مع محمد بن عبد الله بن مسعود ان الله اصطفى ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران وال محمد وال لعالمين (تفسير ثعلبی) عیسیٰ ابی وائل بن نائل میں کہہ کہتے تھے کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود کو قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے کہ خدا نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران اور آل محمد کو سب جہان سے برگزیدہ کیا ہے۔

عن سلمان قال انزلوا ال محمد بنزل الراس من الجسد وعلى منزلة العين من الواس فان الجسد لا يهتدي الا بالراس وان الراس لا يهتدي الا بالعين (راخرجہ الطبرانی فی الکبیر) سلمان عہد وایت جو جان لوال محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمنزل سر کے ہے بدن سے اور جناب علی بمنزل آنکھ کے سر کے پس تحقیق بدن نہیں رہتا پا تا مگر ساتھ سر کے اور سر نہیں رہتا وپا مگر ساتھ آنکھ کے۔

(۲) وفي تفسير قوله تعالى اهدنا الصراط المستقيم قال مسلم بن حبان سمعت ابا بريد يقول صراط محمد والہ (تفسير ثعلبی مع عالم التنزيل) اور اللہ تعالیٰ کے قول میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دکھا ہم کو راہ سیدھی مسلم بن حبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو بريد سے سنا ہے کہ کہتے تھے کہ صراط مستقیم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل کی راہ ہے۔

(۳) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حب ال محمد يومئذ خير من عبادة ست ومن مات عليه خل الجنة (راخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول پاک صلوٰات اللہ علیہ وسلم علی آلہ نے ارشاد فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دن کا محبت کرنا ایک برس کی عبادت کرنا بہتر ہے۔ اور جو شخص اس پر راہ جنت میں داخل ہوگا۔

۴۷ عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی محمد وعلی آل محمد مائة مرة قضی لہ مائة حاجة (راخو جبال الدلیلی) جناب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سو دفعہ درود پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اسکی سو حاجتیں پوری کرتا ہے *

۴۸ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان رجلا قام علی قدمیہین الرکن والمقام وصام وصلی ثم لقی اللہ تعالیٰ مبغضا لآل محمد دخل النار (راخو جبال الدلیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ وعن والدیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی بامین رکن و مقام اپنے دو نوقد مونپر کھڑا ہو کر روزہ رکھے اور نماز پڑھتا رہے پھر خدا سے جائے وراخا لیکہ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا *

۴۹ عن عبد اللہ الجلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی حب آل محمد مات شهيدا الا ومن مات علی حب آل محمد مات مغفورا الا ومن مات علی حب آل محمد مات فی الجنة کما تزین العروس الی بیت زوجها۔ الا ومن مات علی حب آل محمد فتم اللہ من قبریہ بایان من الجنة الا ومن مات علی حب آل محمد جعل اللہ ذوارقہ ملائکة الرحمة الا ومن مات علی حب آل محمد جاء یوم القيمة مکتوب بین عینیہ ایتہ من رحمۃ اللہ الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافرا۔ الا ومن مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحة الجنة (رواہ الثعلبی) عبد اللہ جلی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آل محمد کی محبت پر راہ شہید مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر راہ مغفور مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر راہ جنت کی طرف خرامان ہوگا جیسکہ دولہن اپنے دولہا کے گھر کی طرف خرامان ہوتی ہے۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر راہ قیامت کے دن آئیگا اسکی پیشانی پر اللہ کی رحمت کی آیت لکھی ہوئی ہوگی اور جو شخص آل محمد کے بغض پر راہ کافر مرے گا وہ کافر مرے گا۔ اور جو شخص آل محمد کے بغض پر راہ گلا وہ جنت کی بوتلک نہیں سونگھے گا۔

۵۰ عن مجاہد عن ابن عباس قال لما خلق اللہ عز وجل آدم ونفخ فیہ من روحہ عطس فاحمد اللہ الحمد لله رب العالمین فقال له رب یرحکم فلما سجد له الملائکة تدخلوا العجب فقال یا رب خلقت خلقا هو احب الیک منی فلم یحب ثم قال الثانی فلم یحب ثم قال الثالث فلم یحب ثم قال الرابع فقال اللہ عز وجل لا نعم ولولا هم ما خلقتک فقال یا رب انبیہم فادعی اللہ

فروجل الملائكة انجسها ففعلوا انجس فلما رقت اذا ادم نجس تراشباح قدام العرش فقال يا رب من هؤلاء
قال يا ادم هذا نبي وهذا علي امير المؤمنين وهذا فاطمة بنت نبي وهذا الحسن والحسين ابنا علي وولد
نبي ثم قال هم الاول ففرج بذلك فلما اعترف الخطية قال يا رب اسالك بمحمد صلى الله عليه وعلى فاطمة
والحسن والحسين لما غفرت لي فغفر الله له فهذا قال الله تبارك وتعالى فتلقى ادم من ربه بكلمات فتا عليه
فلما اصبط الى الارض صاغ خافنا ننقش عليه محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ويكنى ادم بابي محمد
راخو به ابو القم محمد بن علي بن ابراهيم التتري في خصائص العلوية مجلد ابن عباس نقل کہ تو بہن کہ جیس
تعالی نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انکے قالب میں اپنی روح کو ڈالا تو حضرت آدم جب تک کہ الہام ربانی سے
خدا کا شکر بجالائے۔ خدا نے یہ حکم اس کا جواب دیا یہ جب فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا تو حضرت
آدم نے بوجہ عجب خدا سے عرض کیا۔ کہ کیا کوئی مخلوق تو نے مجھ سے زیادہ محبوب پیدا کی ہے جناب الہی
سے اس کا جواب ملا یہ دوبارہ عرض کیا تب بھی جواب ملا اس طرح تیسری مرتبہ پوچھا۔ اور جواب پیا چوتھی
دفعہ کے استفسار پر ارشاد ہوا ہاں اگر ہم انکو نہ پیدا کرتے تو بچے ہی نہ پیدا کرتے۔ آدم نے عرض
کیا ایسی پروردگار وہ شخص جس نے دیکھا کہ کون ہیں۔ خدا تعالیٰ نے عرش کے پردہ کو فرشتوں کو پردہ
اٹھانیکا حکم دیا۔ جب انہوں نے پردہ اٹھایا تو عرش کے سامنے بائیں طرف میں نظر پڑا آدم
نے کہا ایسی پروردگار یہ کون بزرگ ہیں باری تعالیٰ نے ارشاد کیا۔ یہ میرا بیٹا ہے اور یہ امیر المؤمنین علی ہے اور
یہ میری بیٹی کی بیٹی فاطمہ ہے اور یہ حسن حسین علی کے دونوں بیٹے ہیں اور یہی سب سے پہلے پیدا ہوئے ہیں
آدم کو اس نے دیکھ کر خوش ہوئی پس جب آدم سے لعنہ ہر زہری تو آدم نے کہا ایسی پروردگار میں ان
بچہ تن پاک کو کس سید گردان کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری خطا سے درگزر فرما پس خدا نے حضرت آدم کو بخش دیا
پس یہی قصہ ہے جس کا القرآن میں ذکر کیا ہے پس سیکھ لے آدم نے ان پر جب چند کلمہ اور توبہ کی انکو دیا
سے) یہ جب آدم زمین پر اتارے گئے تو انہوں نے ایک انگوٹھی باکرا سید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش
کندہ کیا اور حضرت آدم کی کنیت ابو محمد ہو گئی۔

اہل بیت کی تحقیق

از روئے لغت اہل اہل وہ لگ ہیں جو اسکے ساتھ ایک گہرا ایک نسب میں شریک ہوں اور انہیں دوزخ
کے قاطع مقام ہلکی دین اور صنعت اور شہر کے لوگ بھی اسکے اہل کہلاتے (دیکھو غزوات امام رضا)
اس امر کے متعین کرنے میں کہ اہل بیت نبوی کون کون ذوات متعبد بہو متقدمین اختلاف کیا ہے۔ امام

ہاں کہ رحمة اللہ علیہ کے نزدیک بنی ہاشم مراد ہیں یعنی بنی قصی اور بعض نے تمام قریش کو شامل کیا ہے۔
 زید بن ارثم کے نزدیک صرف بنی عبد المطلب ہیں۔ سعید بن جبیر کے نزدیک ازواج مطہرات اور اولاد
 بیت ہیں۔ قتال اور ابوسعد خدری اور الشعم بن ہاشم اور ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ ادرام سلمہ
 رضی اللہ عنہما کے نزدیک صرف اہل عبا مراد ہیں اور آیت تطہیر نہیں کی شان میں نازل ہوئی ہے
 اور قتادہ وغیرہ تابعین ہی اسی کے قائل ہیں۔

متاخرین نے ان مختلف اقوال میں ایک گود تطبیق پیدا کی ہے کہ بیت دراصل تین ہیں (بیت نسب)
 (بیت سکنے) (بیت ولادت) (۱) بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب اہل بیت نسب ہیں۔

(۲) ازواج مطہرات اہل بیت سکنی ہیں۔

(۳) اولاد امجاد اہل بیت ولادت ہیں۔

اہل عباہ سبب ازویا و قتل انہیں چھتے ہوئے ستاری ہیں۔ اور باوجود منہر جمع مذکر کے ازواج کا اہل بیت
 سے خارج کرنا سابق آیت کے مخالف ہے۔ کیونکہ آیات سابق و لاحق میں انہیں کی طرف خطاب ہے۔ اور
 منہر جمع مذکر تالیف کیوجہ سے ہے کیونکہ رجال دینے جناب علی (کوسنیں) ان میں داخل ہیں۔ لیکن
 زید بن ارثم کی حدیث ثابت ہوتا ہے کہ ازواج کو اہل بیت میں داخل نہیں کیا عن زید بن حبیب

قال انطلقت انا وحصین بن سیدہ و عمران بن حصین الی وید بن ارقم فلما جلسنا قال لا یصبر
 لقد لقیتم یارزید خیرا کثیرا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعت منه وخرت معہ و
 سلیت خلفہ حدیثا یارزید ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا بنی اخی لقد
 کبرت سنی و قدیم عھدکم و نسیت بعض الذی کنت اسمی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فما احدثکم فاقبلو و ما لافلا تکلمو فیہ ثم قال قام فیما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خطبنا
 بما ردد علی نحابین مکہ و المدینۃ فحمد اللہ و اتنی علیہ و عطا و ذکر ثم قال اما بعد ایہا النبا
 نا انا انشر بوشک ان یا نبی رسول ربی قانا ا جیب وافی تارک فیکما الثقلین کتاب اللہ
 ذی الھدی و النور فخذ و بکتاب اللہ و استمسکوا ببخنت و رغب فیہ ثم قال و اهل بیعی
 انکم کما اللہ فی اهل بیعی فقال حصین یارزید البس نساء و اهل بیتہ فقال لا و الیہ اللہ
 ان المرأة تكون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقھا فأتیہم الی ایہا و قومہا۔ اهل بیئہ
 اصلہ و عصبتہ الذین حرصوا الصلۃ بعدہ را خرجہ المسلمون زید بن حبان کہتے ہیں
 کہ میں ام حصین بن سیر اور عمران بن حصین زید بن ارثم رضی اللہ عنہ کی پاس گئے حبیب ہم

انکے پاس بیٹو تو صدیق کمالے زید آپ نے بہت نیکی حاصل کی ہے کہ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ان ہوا حادثہ کو سنا ہے اور حضور کی صحبت میں غزوات کیے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے جو کہ کہنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ہم سے بھی بیان کریں زید کچھ لگو لے میرے بہتجہ میری عمر بہت ہو گئی ہے اور زمانہ سیرا پرانا ہو گیا ہے بعض باتیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں اور مجھے یاد تھیں میں انکو بول گیا ہوں پس جو کچھ کہ میں نے بتایا وہ اسے قبول کرو اور جو کچھ کہ میں نے نہ کہوں اس میں ست کلام کر دیر کہتے تھے کہ ہم میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چشمہ کے کنارے جسو خم بولتے ہیں درمیان مکہ اور مدینہ کے تھیں پڑھنے کو کھڑے ہو پس خداوند تعالیٰ کی حمد و ثناء اور وعظ اور نصیحت بیان فرمائی اور فرمایا اے لوگو میں بھی ایک شہر ہوں اب گمان ہو کہ میرے پاس فتح اکا قاصدا آگیا پس میں اسے مان لوں گا اور میں تم لوگوں میں دو بیماری چیزیں جو پڑھنا ہوں ایک تو خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس تم خدا کی کتاب کو لے لو اور اسکے متمسک ہو جاؤ۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رانگیختہ کیا اور اسکی عزت دلائی۔ پھر فرمایا دوسری چیز اہل بیت ہے میں تم کو اپنے اہل بیت میں خدا کو یاد دلانا ہوں پس حصین نے کہا یا زید آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نہیں زید نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم ہے عورت مرد کے ساتھ بہت تھوڑے زمانہ تک رہتی ہے پھر اسکو وہ طلاق دیتا ہے پس وہ عورت اپنے باپ اور قوم کی طرف رجوع کرتی ہے۔ انکے اہل بیت آپ کی اصل اور خویش میں جنہر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے ائمہ دین کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں رامن اہل بیتہ فشاء مقال لا ہذا دلیل کا بطلان قول من قال ہم قریش کلہا فقد کان فی سائہ قریشیۃ وھن عائشۃ وحفصۃ وام سلمۃ وسودۃ وام حبیبۃ رضی اللہ عنہما یعنی حصین ابن سبہ کے اس سوال پر کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نہیں زید بن ارقم کا یہ کہنا کہ نہیں۔ یہ ایک دلیل ہے اس قوم کے باطل کرنے کے لیے کہ جو شخص کہتا ہے کہ تمام قریش آپ کی اولاد ہیں کیونکہ آپ کی بیبیوں میں قریشی عورتیں ہی تھیں اور وہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ اور جناب حفصہ اور ام سلمہ اور سودہ اور ام حبیبہ ہیں۔ رضی اللہ عنہما اور جناب ام المومنین ام سلمہ کی حدیث سی سی ہی ثابت ہوتا ہے۔

آیۃ القلم

(۱) عن ام سلمة قالت ازھنۃ الایۃ نزلت فی بنی النضر یدل اللہ لیدھب عنکم الرجز اھل البیت وھم کما
تطہروا وانا جالسة عند الباب فی البیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمة وحسن وحسین
فخلعوا کبکبا، وقال اللہم ھو لادھل متی وحامتی اذھب عنھم الرجز وطہرھم تطہیرا
قالت ام سلمة وانا معھم یدل رسول اللہ قال انکم علی الخیر راخرجه المسلم والترمذی والدولابی
والبیہقی) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل
ہوئی (جسکا ترجمہ یہ ہے) سوائے ان کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ لیجائے تم سے پلیدی کو اسے
اہل بیت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا۔ میں دروازہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور گھر کے اندر جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام تشریف رکھتے تھے سیر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انپر کھڑا اثر دیا اور فرمایا میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت
اور میرے مددگار ہیں ان سے پلیدی کو لیجا اور پاک کر دے ان کو پاک کرنا۔ جناب ام سلمہ
فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں میں سے ہوں آپ فرمایا تو خیر یہ ہے
(۲) عن ام سلمة قالت بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سبیتی یوما اذ قالت الخادمة
ازعلیاء وفاطمة بالسدة قالت فقال لی قومی فتخرج عن اھل بیتی قالت فقلت فتخرجت من
البیت قریبا فدخل علی وفاطمة والحسن والحسین وھما صبیان صغیران فاخذ الصبیان
بضعھما واجلسھما فی حجر فقبلھما واعتق علیا بالحدی یدیہ وفاطمة بید الاخری
فقبل فاطمة وعلیاً فاقتد علیہم خمیسہ سوداء فقال اللہم الیک لا الی النار انا واهل
بیتی قالت قلہ۔ انا یا رسول اللہ فقال وانت علی مکانک راخرجه احمد والطبرانی جناب
ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میرے
گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ فلاں نے عرض کیا کہ جناب علی اور سیدہ دروازہ پر ہیں پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اوٹھو اور میرے اہل بیت کو ایک طرف ہو جا ام سلمہ فرماتی ہیں
کہ میں اٹھ کر گھر سے قریب ایک طرف کو ہو گئی۔ پس جناب علی اور فاطمہ اور حسنین گھر میں داخل ہو گئے
اور حسنین ابھی چوٹے لڑکے تھے۔ پس دونوں لڑکوں کے بازو پکڑ کر انکو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور
انکو بوسہ دیا۔ اور جناب علی کی گردن میں ایک ہاتھ ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے جناب فاطمہ کو پکڑا۔ اور
اندرون کو بھی بوسہ دیا۔ اور انپر سیاہ کھل مارا دیا اور فرمایا اے میرے پروردگار میں نے سیر
کرتا ہوں نہ روزخ کی میں اپنے آپ کو اور اپنے اہل بیت کو ام سلمہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول

اندر اور میں بھی فرمایا تو اپنے مکان پر ہے۔

(۳) عن عمر بن ابی سلمہ ریبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نزلت انما یرید اللہ لیدھب عنکم ارجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا فی بیتہم سلمہ قد عا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمہ وحمزاً و حسیناً فحملہم بکساء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس وطہرہم تطہیراً قالت ام سلمہ وانا معہم یا نبی اللہ قال انت علی مکانک راخرجہ الیہم والی الحاکم عمر بن ابی سلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریبہ یعنی جناب ام المومنین ام سلمہ کی بیٹو سے روایت ہے کہ انبار ید السراخ کی آیت جناب ام سلمہ کے گہڑے نازل ہوئی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی ورتیدہ اور حسین علیہم السلام کو بلوایا اور انکو کپڑا اڑھا کر فرمایا اسے سیکر پر دو گاریہ سیکر اہل بیت میں ان کی پیدی کو دو رکڑ پکڑ کر انکو پورا پاک کرنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہی انہیں کے ساتھ ہوں آپ نے فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے *

(۴) عن ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شعل سوڈ فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء حسین فدخل معہم جات فاطمہ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال لئلا یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا راخرجہا سلم و الترمذی جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم گہڑے باہر تشریف لائے اور پیڑیہ بالوں کی ایک گلی تم نقش تھی پس حسن تشریف لائے آپ نے انکو اس میں لے لیا پھر حسین تشریف لائے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہو گئے پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں انکو بھی حضرت نے داخل کر لیا پھر جناب علی تشریف لائے انکو بھی حضرت نے داخل کر کے فرمایا سوا اس کے نہیں کہا اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت تمہاری پیدی کو دو کرے اور پاک کرے تم کو پورا پاک کرنا۔

(۵) عن عائشہ بن الاسقع قال تبت فاطمہ سألہا عن علی فقالت توجہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انتظر مواذ ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اقبل ومعہ علی والحسن والحسین فاخذ بید کل واحد منہم حتی دخل الحجر فاجلس الحسن علی فخذہ الیمنی الحسن فخذہ الیسری وجلس علی وفاطمہ بین یدیه ثم لفت علیہم الکساء ثم قرا ما یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا راخرجہ احمد والیہ حاتمہ والیہ الحاکم والیہ قوی الدلیلی ہواثم بن الاسقع کہتے ہیں کہ میں جناب سید علیہما السلام کی خدمت میں اس غرض سے گیا کہ جناب علی کے ہاتھ میں لون گچھوون وہ فرماتے لگیں کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تشریف لے گئے میں ان کے انتظار میں وہ ان بیٹھ گیا کہ اس نے میں حضرت تشریف لائے اور حضور کے ساتھ جناب علی اور حسین بھی تھے پس آپ نے ان میں سے

پھر ایک کا ہاتھ پکڑا کر حجرہ میں داخل ہو گئے پس جناب حسن کو اپنے دامنی ران پر بٹھایا اور جناب حسین کو بائیں پر اور جناب علی اور سید علیہما السلام کو اپنی سامنے بٹھایا۔ اور انکو دو پر کپڑا پٹا دیا اور پیر ایت کو پڑھا کہ سوا کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اسے اہل بیت پلیدی کو تم سے دور کرے اور پاک کرے تکو پورا پاک کرنا۔

(۶) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمہ ستہ اشہر اذا خرج الی سلق الفجر یقول الصلوۃ یا اهل البیت انما ید الله لیزھب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا۔ (اخرجہ احمد والترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مہینے تک جناب سیدہ علیہا السلام کے دروازے پر سے گذرتے جبکہ نماز صبح کے لیے گہرے باہر تشریف لاتے اور فرماتے الصلوۃ یا اهل البیت اور پیر آیت تطہیر پڑھتے۔

(۷) عزابی الحمر قال صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعة اشہر فکان اذا اصبح اتی علی باب فاطمہ و یقول اهل البیت یرحمکم الله انما ید الله لیزھب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا (اخرجہ احمد) ابو حمزہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے وہینو تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا جب صبح ہوتی تو جناب فاطمہ کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے کہ اے اہل بیت تم پر اللہ رحم کرے اور پیر یہ آیت تطہیر پڑھتے۔

(۸) عن الحسن بن علی قال فی خطبہ نحن اهل البیت لای قال الله سبحانه فینا انما ید الله لیزھب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا (اخرجہ ابن سعد) جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک دفعہ خطبہ میں ارشاد کیا کہ ہم بین اہل بیت جنگی شان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سوا کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کرے اور پاک کرے تکو پورا پاک کرنا (۹) عن ابی سعید فی قولہ تعالیٰ انما ید الله لیزھب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا قال انها نزلت فی حمسة الثبی و علی و فاطمہ و الحسن و الحسین۔

(اخرجہ احمد فی منہ و ابن جریر الطبری مرفوعاً والطبرانی و الشیخ فی تفسیرہ و هذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء و قد صحوہ بعضہم) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت تطہیر پنج تن پاک کے شان میں نازل ہوئی اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مرفوع کرتے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور شعبی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے اور بیہدشت

اکثر علماء کے نزدیک ہیں ہے اور بعض نے اسکی صحت بھی بیان کی ہے ۔

(۱۰) وذهب ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجماعۃ من التابعین منهم مجاہد و
قادة و غیرہما الی انہم علی وفاطہ والحسن والحسین (تفسیر معالم التنزیل) یعنی ابوسعید
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین میں سے ایک جماعت کہ جن میں سے مجاہد اور قتادہ
وغیرہما ہیں انکا یہ مذہب ہے کہ آیت تطہیر میں علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام ہی مراد ہیں
(۱۱) عن علی قال نحن اهل البیت قد اذہب اللہ عزوجل عنا الفواحش ما ظہر منها
وما بطن (بخاری الحدیث) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمیں وہ اپبیت ہیں جسکو کہ خدا
عزوجل نے بُرائیوں کا ظہر و باطن کی دور کی ہیں۔

آیت مباہلہ

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما تلت هذه الآية فقل تعالوا نذبح ابنائنا و ابنائکم
ونسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة اللہ علی الجکاذ بین دعا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیا و فاطمہ و حسنا و حسینا فقال انہم ہولاء اہل بیتی
خرج مسلم و الترمذی و النسائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
جب آیت نازل ہوئی کہ پس کہہ دو یا رسول اللہ نصاریٰ کو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے
بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پیر و عاکرین اور
اسد کی لعنت ڈالیں چہوٹوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم
السلام کو بلایا اور فرمایا اے خدا پر میرے اہل بیت ہیں۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ قال انفسنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی و ابنائنا الحسن والحسین
ونسائنا فاطمہ و رواہ الحاکم فی المستدرک بابا بر ابن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انفسنا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی مراد ہیں اور ابنائنا سے جناب حسنین اور نسائنا سے
حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۳) عن ابن عباس قال ان رجلاً من نجران قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ فقالوا ما شانک
تذکرہا حبنا قال من هو قالوا عیسیٰ تزعم انہ عبد اللہ قال جل قالوا فہل رأیت مثل عیسیٰ او نبی
بہ ثم خرجوا من عند فجاءہ جبرائیل فقال لہ قل لہم اذا اتوک ان مثل عیسیٰ عبد اللہ کمثل آدم

وفی ریتہ ان واحد منهم قال لا اله الا الله وقال اخو المیسر هو الله لا اله الا الله
 من الخیر ویا رب لا کلام ولا یصل من الطین طیراً وقرع ان عبد فکا صلیا علیہ هو عبد الله وکل
 القاه الی مریم فضربوا فقالوا انما نحن لایزعمون ان تقول هو الله قالوا ان کنت صادقاً فانا عبد الله عی
 الملقی ویشع کلام ولا یصل من الطین طیراً فینفخ فی فیطیر فسکت عنهم فترک الملقی یقول
 له کما لقد کفرا لدین قالوا ان الله هو المیسر ابن مریم قوله تعالیٰ ان مثل عیسیٰ عند الله کمثل
 آدم وقوله تعالیٰ من حاجک من بعد ما جائک من العلم فقل تعالیٰ انما انا انبأنا وانبأکم انما انا
 وفساؤکم افنتوا انفسکم ثم یتهل ففعل لعنة الله علی الکاذبین ثم قال لهم ان الله
 امرنی لم تنقادوا للاسلام ایا هلكم ثم انهم وعدوا الی الغد ولما اجمعوا صلی الله علیہم اقبل و
 حسن حسین وفاطمة وعلی وعلی وعلی فقال لهم اسقفانی لاری وجوها لوسا لوالله ان یقل
 لهم جلد لا زال فلا تباہلوا فہتکوا ولا یبق علی وجه الارض نصرانی فقال له صلی الله
 وسلم لا تباہلک (خرجه ابو حاتم نقلت من سیره الحلبیہ) ابن عباس کہتے ہیں کہ بخران کا ایک
 گروہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفایت میں آکر کہنے لگا آپ ہمارا صاحب کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا
 وہ کون ہے وہ بولے عیسیٰ جبکی نسبت آپ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے آپ نے ارشاد کیا کہ میرا گمان
 بجا ہے وہ کہنے لگے آپ نے عیسیٰ کوئی دیکھا ہے یا آپ کو ویسے کی خبر ملی ہے۔ یہ کہہ کر وہ آپ کے پاس چلے
 گئے۔ پس جنہوں نے آپ کو پاس تشریف لائے اور کہا جڑہ امین تو آپ ان سے کہہ دیں کہ
 خدا کے نزدیک عیسیٰ بعینہ آدم کی مثال رکھتے تھے۔ اور ایک دین میں اس طرح سے ہے۔ کہ اگر
 بخران میں ایک شخص نے بخیرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کیا کہ سید خدا کے بیٹے ہیں لگا
 کوئی بابائیں لگے ساتھ واسے دوسرے شخص نے کہا بلکہ وہ خود خدا ہے کیونکہ وہ مرد و کوزندہ کرتے
 تھے اور غیب کی خبریں دیتے تھے اندر اور کوزہ ہی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے
 تھے اور آپ انکو بندہ خیال کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا وہ خدا کے بندے اور اس کا پاک کلمہ ہے
 جو مریم کی طرف القا ہوا تھا وہ غصے ہو گئے اور کہنے لگے ہم نہیں راضی ہوں گے جب تک آپ یہ
 یہ کہیں کہ وہ خدا ہے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی ایسا خدا کا بندہ بتاویں کہ جو مرد
 کوزندہ کرے اور اندر ہے اور کوزہ ہی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور ان میں پہونے اور وہ
 اثر جائیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ میں وحی نازل ہوئی کہ اللہ
 تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ تحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ جبار کہہ دتعالیٰ صلی

فی سند بن الاکثر، سلم بن الاکثر عنی ما سئل عن سیدی ہر کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرما تو
 ہیں کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں ۔
 (۲) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاهل السماء واهل الارض
 لاهل الارض فاذا هلك اهل بیتی جاء اهل الارض من الايات ما كانوا يوعدون
 راخرجه بن المنذر، انس بن مالک کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے
 اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے لیے امان ہیں جب میرے اہل بیت
 ہلاک ہو جائیں گے اہل زمین کو دردناک شانات پیش آئیں گے جن کا ذکر یہود و نصاریٰ کیا ہے ۔
 (۳) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم
 ذهب اهل السماء واهل بیتی امان لاهل الارض فاذا ذهب اهل بیتی ذهب اهل الارض
 راخرجه احمد بن الناقب ومسنده والحاکم فی المستدرک ابو یعلیٰ فی مسنده والطبرانی فی
 المعجم الکبیر والسیوطی فی احیاء المیت۔ وحسنوا ذوالاصول جناب امیر علیہ السلام سے منقول
 ہے کہ جناب رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں جب
 ہلنے رہیں گے تو آسمان والے بھی جاتے رہیں گے اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لیے امان
 ہیں جب میرے اہل بیت کو لوگ جاتے رہیں گے تو زمین والے بھی جاتے رہیں گے ۔
 (۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاهل الارض من
 الغرق واهل بیتی امان لا متی من الاختلاف فاذا خالفتها قبیله من العرب فصاروا
 حزب ابلیس راخرجه للحاکم ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے کہ سردار زمین والوں کے لیے عرق سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت
 کے لیے اختلاف و سوامان ہے جبکہ عرب کا کوئی قبیلہ اس کا مخالف ہو جائیگا تو اس قبیلہ کے لوگ
 شیطان کا گروہ بنیں گے ۔

اہل بیت کا مثل با حطین بنی اسرائیل ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل اهل بیتی فیکرم مثل باب
 حطین بنی اسرائیل من خلیفہ غفر لہم الذل الی عز کے لیے ہمارا حکم فی تارینہ و ابو یعلیٰ
 وساک والہزار و ابو الحسن النخاسی عن ابی ذب الطبرانی فی الکبیر والاوسط عن ابی ذب

وفی الصغیر والاوسط عن ابی سعید الخدری ابن عباس اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے اہل بیت ہم لوگوں میں ایسے ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل میں توبہ کا دوا نہ جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ بختا گیا۔

اہل بیت کا مثل سفینہ نوح بنا

عن حبیش بن المغیرہ قال رأیت ابا ذر اخذ بعضا من باب الکعبۃ وهو یقول من عرفنی فقد عرفنی من لم یعرفنی فانا ابو ذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح فی قومہ من رکبھا نجی ومن تخلف عنها غرق راخرجه الحاكم فی تاریخہ وابو یعلی فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر والاوسط وسماک بن الحریج البزار واول الحسن المغازی حبیش بن المغیرہ کہتے ہیں میں نے ابوذر غفاری کو خانہ کعبہ کے دروازہ کی چوکت پر پڑے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہے تھے میں نے مجھے پہچانا ہو پہچانا ہو اور میں نے نہ پہچانا ہو پہچان لے میں ابوذر غفاری ہوں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو انکی قوم کے لیے تھی جو شخص اس پر سوار ہو نجات پاگیا اور جو اس کے مخالف ہوا غرق ہوا۔

(۲) عن ابی ذر انہ قال ہواخذن بباب الکعبۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنها هلك راخرجه احمد فی مسندہ والبخاری فی تاریخہ ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ وہ کعبہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات پاگیا اور جو مخالف ہوا ہلاک ہوا۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اہل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف فیہا غرق راخرجه الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیۃ والبزار فی المسند) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات پاگیا اور جو مخالف ہوا ہلاک ہوا۔

(۴) عن سلمۃ بن الاکوع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی راخرجه بن المغازی فی المناقب سلم بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اہل بیت کی مثل یہی ہے جیسے کہ

نوح علیہ السلام کی کشتی چھ سپر سوار ہوا نجات یاب ہوا ۛ

(۵) عن عبد اللہ بن النضر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا سلم ومن ترکھا غرق راخو جہا الذاری فی مسند (عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ تحقیق جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اسپر سوار ہوا سلامت رہا جس نے اسے ترک کیا غرق ہوا ۛ

(۶) عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وانما مثل اہل بیتی فیکم کمثل یاجوج فی بنی اسرائیل من دخل غفرلہ راخو جہا الطاریف والصغیر والوسط ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سوار آؤ گے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اسپر سوار ہوا نجات پاگیا اور جو اس سے مخلف ہوا غرق ہوا۔ اور سوا اسکے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت دروازہ توبہ کی مانند ہیں جو نبی اسرائیل میں تاجو اسین داخل ہوا بخشا گیا ۛ

اہل بیت کے ساتھ ورنہ کی قیاس نہیں ہو سکتا

عن النضر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اہل البیت لا یقاس بنا احد راخو جہا الذاری فی فردوس الاخیار والملا فی سیرۃ النضر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہل بیت میں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا ۛ

(۲) عن علی قال علی المنیر عن اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقاس بنا احد راخو جہا ابوبکر بن حدویہ (جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا کہ ہم میں اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا ۛ

اہل بیت کے سوا کسی مرد یا عورت کا جو یا حیض کی حالت میں مسجد نبوی میں

داخل نہ ہوتا

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدک حرام علی کل

حاض من النساء وجنب من الرجال الاصل محمد واهل بيته على وفاطمة والحسن والحسين واخرج جبالہ بنی
والطبرانی (جناب امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ستر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ
فرمایا کہ یہ میری سجدہ چرخ والی عورت اور جہنم کے مرد پر حرام ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی اہل بیت
علی اور فاطمہ و حسین علیہم السلام پر۔

قیامت کے دن سب سے اول اہل بیت کی پوری شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کا متفہیح ہونا

عز ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اول من اشفع امتي يوم القيمة اهل بيتي ثم الاقرب من
الاقرب ثم الاقرب ثم من امن في من اليهن ثم سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع له اولاهو افضل
واخرج جبالہ بنی (ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت
کے روز سب سے اول جسکی کہ بین شفاست کرونگا وہ میرے اہل بیت ہیں بہر قریش میں سے قریبی کشتہ دار
پہر انصار بہرین و اسے جو بچہ پر ایمان لائے ہیں بہر تمام عرب بہر تمام عجم کے باشندے اور جسکی میں پہلے شفاست
کرونگا وہی افضل ہوگا۔

اہل بیت کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

(۱) عن علي قال شكوت الى رسول الله صلى الله عليه وآله من احد الناس فقال لي اما تر حتى تكون
رابع اربعة اول من يدخل الجنة انا وانت والحسن والحسين وازواجنا عن ايماننا واخرج جبالہ بنی
واحمد في المناقب (جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
میں ایک آدمی سے شکایت کی آپ نے مجھے فرمایا کہ تو نہیں رضی ہوتا کہ ان چاروں میں سے تو چوتھا
ہو جنت میں سب سے پہلے داخل ہو گئے وہ میں اور تو اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری بیبیاں ہمارے
سب سے پہلے ہونگی۔

(۲) عن ابی داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبي صلى الله عليه وآله قال امل اول اربعة يدخلون الجنة
انا وانت والحسن والحسين وذريتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذريتنا وشتيعنا عن
ايماننا وثماننا واخرج جبالہ بنی (ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تحقیق جناب یہ سات
آب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ وہ چار شخص جو سب سے اول جنت میں داخل ہو گئے وہ میں ہوں
اور تو ہے اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری اولاد ہمارے پس پشت ہوگی اور انکے پیچھے ہماری بی

وہی اور چارے گروہ کے لوگ ہمارے پاس آئے ہونگے ۔

۱۲ عن ابن عمر قال بیانا انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجميع المهاجرين والانصار الا ان کلنا فی طمریتہ اذا قبل علی میثی وهو متعقب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغضبہ قد اغضبتنی فلما جلس قال مالک یا علی قال اذا ان بنوا حاک قال یا علی اما ترضی ان تکلنا اربعۃ اول من یدخل الجنة انا وانت والحسن والحسین وذوارینا واشیاء عنا عزایمانا شیما ثلثنا واخرجه احمد فی المناقب وابو سعید عبد الملك فی شرف الذوق عبد اللہ بن عمر کثر بن کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مدت میں حاضر تھا۔ اور تمام مہاجر اور انصار ہی موجود تھے مگر وہ لوگ کہ لشکر میں تھے کہ ناگمان جناب علی بن ابیطالب پیادہ پا تشرف لائے اور وہ پیچھے کھڑے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسکو خفا کیا مجھے خفا کیا۔ جب جناب علی میثیہ گئے آپ فرمایا اسے علی تجھ کیا ہوا ہے انہوں نے عرض کیا حضور کے نبی عم نے مجھے ستایا ہے حضرت نے فرمایا آیا تو رخصتی نہیں کہ تو چوتھا شخص ان چاروں کا ہو جو سب پہلے بہشت میں داخل ہونگے میں اور تو اور حسن اور حسین اور ہماری اولاد اور دست ہمارے دہنے بائیں ہونگے ۔

۱۳ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یخرج الحوض اهل بقی ومن اجہم من استیذرا خوجہ الدیلمی والملا فی سیتہ جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول وہ لوگ کہ حوض پر وارد ہونگے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت کے وہ لوگ جو انہیں دست کہیں گے ۔

جنت اہل بیت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دین پنا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمة انی واباک وھذا بن یعنی حسنا وحسینا وھذا الرائد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیمۃ راخرجه احمد فی المناقب والدیلمی فی فردوس الاخبار جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا کہ میں اور یہ دونوں پختہ حسنا و حسین اور یہ دونوں لایعنے علی بنیت کے روز ایک مکان میں ہونگے ۔

اہل بیت کا قطعاً و خوشی نہ ہونا

قال الله تبارك وتعالى وسوف يعطيك ربك فترضى نقل الفطحي عن ابن عباس انه قال رضى محمد صلى الله عليه وسلم انه لا يدخل احد من اهل بيته في النار را حقه فقيه بلخا في ثلثا وابن خزيمة في تفسيره والسبوطي في احكام الميتم الله تعالى في آيت كرميكي تفسير من حبر كل ك ترجمه یہ ہے رك السبوت عنقریب تیرا رب تجھ کو دیگا پس فرمائی دعا ایگا) فطحي ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی کیسے گئے ہیں کہ نہیں داخل کیا جائیگا آپ کے اہل بیت میں سے کوئی ایک شخص آگ میں (۲) عن عمران بن حصین قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت ربي ان لا يدخل النار احدا من اهل بيتي فاعطاني ذلك را خوجه ابو سعيد عيدا الملك الواعظ في شرف النبوة والدبلي في فتوح و الاخبار والملا في سيرة) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سالت تا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ میرے اہل بیت میں سے کسی کا ایک کو وہ آگ میں نہ ڈالے پس خ نے میری دعا کو قبول کیا

اہل بیت کا غیر عذاب ہونا

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدت ربي في اهل بيتي ان لا يعذبهم و آخره (الحاكم) انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے میرے اہل بیت کی نسبت وعدہ کیا ہے کہ انہیں عذاب نہیں کریگا

اہل بیت کا شفیع ہونا

عن ابی ہریرہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشفعاء خمسة القرآن والرحم والامانة و بيہ کم و اہل بیت نبیکم را خوجه الدبلي) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شفاعت کرنے والے پانچ ہیں قرآن اور رحم اور امانت اور تمہارا نبی اور تمہارے نبی کے اہل بیت

اہل بیت کی محبت کا سات جگہ پر کام آنا

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الي يتي نافع في سبع مواطن اموالهن عظيمة عند الموفات وعند القصور وعند النكاح وعند الحساب وعند الميزان عند

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کی محبت ساتا مقام ہیں نفخہ سان ہر جگہ خوف بباری ہیں وفات کے وقت قبر میں ۱۰ ٹہنے کی قوت حساب کتاب کے مقام پر میزان کے قریب اور پھر اسط کے پاس *

مسلمانوں کی اپنی ربیت کی اطاعت کا فرض ہونا

عن ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله فرغ من طاعته وطاعته اهل بيته على الناس خاصة وعلى الخلق عامة قيل يا رسول الله فما الناس ما الخلق قال الناس اهل مكة والخلق ما خلق الله من ذی روح (راخو جہ الدلیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اور میرے اہل بیت کی اطاعت کو لوگوں پر خصوصاً اور خلافت پر عام طور سے فرض کیا ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لوگ کون ہیں اور خلقت کیا ہے۔ آئیے ارشاد کیا لوگ اہل مکہ ہیں اور خلقت جو کہ خدا نے ذی روح پیدا کی ہے ہیں۔

اہل ہریت کے محسب کا خبثی ہونا

عن علی از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید الحسن والحسین و قال من احبني واحب
هذين وامهما و اباهما كان معي في درجتي يوم القيمة راخرجه احمد والترمذی) جنابا میرے
السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو کوئی مجھ
اور ان دونوں کو اور ان دونوں کے مان بابا پر محبت رکھے گا قیامت کو دن میرے ساتھ میرے
درجہ میں ہوگا ۔

اہل بیت کے دشمن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاک و محروم ہونا

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احبوا اهل اهل فاما احبوا اهل اهل من ابغضوا احدا من اهل
بقي فقد حرم عليه شفاعتي اخرج احمد في المناقب، النسائي، ابن ماجه، ابن خزيمة، ابن حبان، ابن
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میرا اہل کو اور علی کو پیار کرو جس نے کہ میرے اہل بیت میں سے
کسی ایک کو بغض کیا، تحقیق اس پر میری شفاعت حرام ہوگئی۔
اہل بیت کے دشمن چہریت کا ~~کلمہ~~ ~~نہیں~~ ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الله حرم الجنة على من ظلم اهل بيتي او قاتلهم او اغارهم او سبهم راخو جہ الامام علی بن موسی الرضا فی مسندہ جناب بابر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے اس شخص پر جو کہ میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا انٹ لڑے یا انکو لوٹے یا انکو برا کہے ۔

اہل بیت کے دشمن کا دوزخی ہونا

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا یغضنا اهل البیت احدا الا کبدہ فی النار راخو جہ الحاکم وابن حبان وروایۃ الاخری عند ابی اکبر الا دخلہ اللہ النار ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلو اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص کی پاک کی قسم ہے کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم اہل بیت کو کوئی نہیں بغض کر سکیگا مگر اسکو اللہ تعالیٰ میں دوزخ کا گراں لگا اور حاکم اور ابان احمد کے نزدیک دوسری روایت میں یوں ہے کہ مگر خدا اسکو آگ میں ڈالے گا ۔

اہل بیت کے دشمنوں پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعاء بکرتا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللهم ارزق من ابغضنی و ابغض اهل بیتی کثرة المال والعیال کفاهم بذلك غیا ان یكثر ما لهم فیطول حسابهم وان یكثر عیالهم فتكثر شیائهم راخو جہ الدلیلی جناب بابر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار جو مجھ سے اور میرے اہل بیت سے بغض کریں انکو مال اور عیال کثرت سے نصیب کر اور ان دونوں کو انکی گمراہی کے لیے کافی گردان تاکہ انکا مال بہت ہو پس ان کا حساب طول بکڑے اور انکا عیال بہت ہو پس ان کا حساب طویل بکڑے ۔

حدیث انی تارک فیکم لتقلین کا بیان

عن زید بن ثابت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی تارک فیکم لتقلین کتاب اللہ و حرقی و انہما لن یتفرقا حقیر علی راخو جہ الطبرانی فی مسند زید بن ثابت و فی روایۃ انی تارک فیکم خلیفتین (میں تم کو دو خلیفے چھوڑتا ہوں) سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں تم کو

دو بھری چیزیں چھوڑ جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عزت وہ دونوں ایک دوسرے سے نہیں جدا ہونگے جب تک کہ میرے پاس نہ آئیں اور ایک روایت میں ہے کہ میں دو ٹھیلے چھوڑے دیتا ہوں ۔

(۲) عن زید بن ارقم قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیباً بایمانی بخا بیکمک والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ وعظ و ذکر ثم قال اما بعد ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یتغیہ رسول ربی فانما اجیب فی تارک فیکم الثقلین اولہم کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاہ اللہ واستمسکوا بہ فخت علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال و اہل بیتی اذ کو کما اللہ فی اہل بیتی اذ کو کما اللہ فی اہل بیتی راخرجہما احمد المسلمو الترمذی والحاکم زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن ایک پانی کے کنارے جسے خم کہا جاتا تھا جو ماہرین کہ اور مدینہ کے واقع ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس غلہ کی صفت و ثناء بیان کی اور وعظ و تذکیر کے بعد فرمایا اے لوگو میں بھی آدمی ہوں گمان کیا جاتا ہے کہ میرے پاس خدا کا پیغام پہونچا نیوالا آئیگا اور میں اسکی اجابت کرنے والا ہوں میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑ نیوالا ہوں اول خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس تم خدا کی کتاب کو لیں اور اس سے خشک کرو۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی کتاب پر لوگوں کو بٹانگھینتہ کیا اور عنبت دلایں پھر فرمایا میرے اہل بیت میں تمہیں اپنے اہل بیت کے لیے خدا کو یاد دلانا ہو تمہیں تمہیں اپنے اہل بیت کے لیے خدا کو یاد دلانا ہوں ۔

(۳) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اوشک ان ادعی فاجیب و انی تارک فیکم الثقلین اما ان تمسکتم بہ لتقنوا و بعدی کتاب اللہ جبل حملہ دمن السماء الى الارض و عزتی اہل بیتی و ازل اللطیف الخیر اخبرنی انہما لن یتفرقا حتی یرجا علی الخوض فاعظوہم فخلعونی فیہما راخرجہ احمد والطبرانی و ابویعلی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بختیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤنگا اور میں اجابت کہوںنگا اور میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑ نیوالا ہوں اگر تم نے ان سے دست کش کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب ہے جو آسمان سے ایک دراز سی پتری ہے اور دوسری میرے خویش اہل بیہم ہیں مجھے سہرا بانی والے خبر دینے والے خبر دی ہے کہ یہ دو نو ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ جو من پرچہ لہ نہ ہوں

(۴) عن جابر بن عبد اللہ قال دایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہم فہو علی ناقۃ

الغضب لا یجلب فیہ معتقون ایہا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتمہ لن تضلوا بعد کتاب اللہ
وعارفی اہل بیتی (اخرجہ الترمذی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرفہ کے دن
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقہ عسبار پر سوار دیکھا کہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور میں نے سنا
کہ آپ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بعد تم میں وہ چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم نے انکو پکڑا تو تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے
وہ اللہ کی کتاب اور میرے خویش اہل بیت ہیں۔

(۴) عن زید بن اسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عز وجل
جل مملوہ ما بین السماء والارض وعرفی اہل بیتی وان ہما لن یفترقا حتی یرداعلی الخوض والحد
احمد فی مسند (الطبرانی) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علیہ فرماتے ہیں تم میں وہ خلیفے چھوڑ دینا لاہوں اللہ عز وجل کی کتاب جو ایک دھار سی درمیاں آسمان
اور زمین کے ہے اور میرے خویش اہل بیت اور ہر شک یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے نہیں جدا ہوئے گئے جیسا
تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۵) عن علی بن النعمان عن علی بن النعمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخذتمہ لن تضلوا کتاب اللہ
بید و سببہ باید یکم و اہل بیتی (اخرجہ اسحاق بن راہوی فی مسند) جناب امیر علیہ السلام مروی
ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تحقیق میں تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم نے اسکو
پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ ایک تو اللہ کی کتاب ہے جسکا ایک سرخدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارا
ہاتھ میں ہے۔ اور میرے اہل بیت ہیں۔

(۶) عن علی بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی مخلف فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب
اللہ عز وجل طر فیہ لیل اللہ و طر فیہ لیلکم و عرفی اہل بیتی ولن یفترقا حتی یرداعلی الخوض والحد
الزار والحدابی (جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑ دینا لاہوں کہ اگر تم نے اسکو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ اللہ عز وجل
کی کتاب ہے جسکا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھ میں ہے اور میرے خویش
اہل بیت ہیں۔ اور ہرگز یہ دونوں نہیں جدا ہوئے گئے جیسا کہ حوض پر زمین اترے۔

(۷) عن ابی خدرانہ عن ابی بکر بن عبد اللہ عن ابی بکر بن عبد اللہ عن ابی بکر بن عبد اللہ عن ابی بکر بن عبد اللہ
فیکم الثقلین کتاب اللہ و عرفی اہل بیتی فانہما لن یفترقا حتی یرداعلی الخوض فانظروا کیف یختلفونی
فیہما (اخرجہ الترمذی) ابی خدری رضی اللہ عنہ کہہ کے دروازہ کا حلق پکڑے کہ اگر مجھے تم

کہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ میں تم میں دو باری چیزیں چھوڑنیوالا ہوں کتاب اللہ اور میری عبرت پس تحقیق وہ دونوں ایک دوسرے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وار نہ ہوں پس یہ کیونکہ تم ان دونوں سے میرے پیچھے کیا رہتاؤ گے ہو۔

(۸) عن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدير خم مصلی عن حجة الوداع فقام خطيبا بالناس بالحاجة فقال ايها الناس اني تركت فيكم الثقل الاكبر والاقبال الاصغر فاما الثقل الاكبر فبيل الله طرفوا الطرف الاكبر بايديكم وهو كتاب الله انتم سكتكم به لتفضلوا ابدا واما الثقل الاصغر فعترتي اهل بيتي ان الله هو الخبير اخبرني انهم لما لن يتفرقا حتى يردوا على الحوض (اخروا بن عقدة) ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع کہتے ہیں کہ جب ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجة الوداع سے لوٹ کر غدير خم پر نازل ہوئے تو لوگوں کو دو بہر کی وقت خطبہ سنانے کے لیے کھڑے کیے اور فرمایا اے لوگو میں نے تم میں دو باری چیزیں چھوڑی ہیں ایک ثقل اکبر اور ایک ثقل اصغر پس ثقل اکبر ایک طرف اسکا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف اس کا تمہاری ہاتھ میں اگر تم نے اس سے دست کش کیا تو ہرگز ابد تک نہیں گمراہ ہو گے اور ثقل اصغر پس میرے خویش اہل بیت ہیں یہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے کہ وہ خبر دینے والا ہے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وار نہ ہوں۔

(۹) ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اني خلفت فيكم اثنين ان تمسكتم بهما لن تضلوا بعد ابد كتاب الله ونسبي ولن يتفرقا حتى يردا على الحوض (اخروا الزبار) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان دونوں کے ساتھ دست کش کیا تو ابد تک گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور میری نسب اور ہرگز یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وار نہ ہوں۔

(۱۰) عن ام هانئ بنت ابي طالب قالت بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة حتى اذا كان بعد يومين امر بدوحات فقمتم ثم قام خطيبا بالحاجة ثم قال اما بعد ايها الناس فاني اوشك ان ادعى فاجيب قد تركت فيكم ما لم تضلوا بعد ابد كتاب الله وطرفه بايديكم وعترتي اهل بيتي اذ كر كما الله في اهل بيتي الا انه لن يتفرقا حتى يردا على الحوض (اخروا الزبار) ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپس ہو کر غدير خم پر پہنچے دو درختوں کے نیچے جا کر ٹوٹنے کا حکم دیا۔ یہ دو بہر کو خطبہ پڑھنے

کے لئے کثرت سے اور فرمایا ہے لوگوں میں گمان کرتا ہوں کہ میں بلا یا طبلوں کا اور میں منظور کروں گا اور میں تم میں
وہ چیز چھوٹی ہے کہ جسکو سائنس تک کرنے سے تم اب تک گمراہ نہیں ہو گئے وہ اللہ کی کتاب ہے کہ جس کا ایک
طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھ میں ہے اور میں نے خلیفہ ابوبکر میں
تمہیں اپنے اہل بیت کی نسبت خدا کو یاد دلایا ہوں شان یہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا
نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ۔

(۱۱) عن ام سلمة قالت اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيد علي بن أبي طالب فرفعا حتى رأى نياض
ابطه فقال من كنت مولاه فعلي مولاه ثم قال ايها الناس اني اخلف فيكم الثقلين كتاب الله و
حزبي ولن يتفرقا حتى يرد علي الحوض يرضونني بذلك فاستسجدوا له فرفعه حتى لم يبق في يده شيء
منقول ہے کہ مقام قدر چم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر دیکھا کہ بلبل کیا کہ
ہے آپ کی بغل کی سفیدی کو مشاہدہ کیا یہ اور فرمایا جس کا کہ میں کہتا تھا اس کا علی ہوا ہے ۔ پھر فرمایا اور
لوگوں میں تم میں دو باری چیزیں ہیں پیچھے چھوڑ دینا لاہوں اللہ کی کتاب اور اپنی عزت اور یہ دونوں ہرگز ایک
دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ۔

(۱۲) عن حماد بن ابی لیلى بن حمزة عن حفصة بن اسيد وزيد بن ارقم قالوا لما صعد رسول الله صلى
الله عليه وسلم من بعد الوداع ولما خرج حيدرا حنك كان بالحجفة نفى عنهما بهن سمات عن البطار
مقاربات لا تملوا تحتهم حتى اذا نزل القوم واخذوا من انزلهم سواهم ارسل اليهم فقمنا
تحتهم من اشواقهم وحمد اليهم فجلس تحتهم ثم قال ايها الناس اني قد نبأني اللطيف الخبير
انه لن يموت بي الا نصف عمر الذي يليه من قسمة وان لا طن ان ادعى فاجيب اني مستولج انتم
مستولون هل بلغت فما انتم قائلون قالوا نقول قد بلغت وما هدت ونصحت فجزاك الله خيرا
قال السمرقنديون ان لا اله الا الله وان محمد عبده ورسوله وان خبته حق وان ناره
حق والبعث بعد الموت حق قالوا بلى ثم قال ايها الناس الاستمعون الان ان الله مولاي
وانا اولي بكم من انفسكم الا ومن كنت مولاه فهذا مولاه فاخذ بيد علي بن ابي طالب حتى عرفه
القوم اجمعون قال الله تعالى من والى والى من عاد من هاهنا ثم قال ايها الناس انا امرتكم
وانكم عاهدون علي الحوض فوضوا بين يدي وصنعوا فيه هذه نجوم السماء فاحذروا الا
ان ساءلكم بين يدي من علي بن الثقلين فانظروا كيف يحلفون فيها حتى تلعفون قالوا وما
الثقلين يا رسول الله الثقل الاكبر كتاب الله وطرفه بايد يكمنا سنسكوا به والا

فضلوا ولا تینوا والقتل الا صغیرا عثرنا کما فی حدیثنا اللطیف الخبیر ان لا یغترق خلق بلقیان
 وسالت الله ربهم ذلك فاعطاهم فلا تسبقوا بهم فتملکوا ولا تقبلهم فیهما یجمل منکر راجح
 ابن عقیلہ وایہو سلی لدائی والطبرانی فی الکبیر غافر بن ابی لیلی بن حمزہ اور حذیفہ بن اسید اور
 زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نقل میں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لائے
 اور اس حج کے بعد اپنے کبر کوئی چھ نہیں کیا۔ اور مجھ میں فروکش ہوئے۔ اپنے دوستوں کو گنگلی
 زمین میں گھڑوانہ تختوں کے جھنڈے کیلئے اترنے سے بند کیا جب لوگ اپنی اپنی فروگا ہوں میں
 فروکش ہوئے ان دوختوں کو برابر کر دیا اور ان کے پیچھے سے کاتھوں کو جاتا دلائے اسی کے نیچے
 ٹھکانا دیا کی پھر فرمایا اے لوگو مجھے میرا بن خبر دینے والے خدا نے خبر دی ہے کہ کسی نبی نے عمر
 نہیں بائی مگر اپنے سے پہلے نبی گندے ہوئے کی گھڑ سے اتری۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ میں بکا
 جاؤنگا پس میں خدا کی دعوت کو مان لوں گا۔ اور میں پوچھا جاؤنگا اور تمہاری پوچھ جاؤنگے کہ آیا اپنے
 خدا کا پیغام پوچھا دیا پس تم کیا کہنے والے تھے سب نے عرض کیا کہ ہم کہیں گے کہ آپ نے پوچھا دیا اور عنایت
 کوشش کی اور نصیحت بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انکو جزا دے۔ فرمایا یا ایہا النبیین گواہی دیتے ہو کہ نہیں
 ہے کوئی معبود سوا خدا کے اور بے شک محمد پاک بندہ اور رسول ہے اور تحقیق جنت اور دوزخ حق ہے
 اور موت کو بعد ہی آئنا حق ہے لوگوں نے عرض کیا ہاں ہم گواہی دیتے ہیں فرمایا اے لوگو تم
 نہیں ستر کہ پورے گار سیر اسولا ہے اور میں تمہاری جانوں کے بھروسہ میں پس چکا کہ سولا میں ہوں
 پس اسکا پہولا ہے حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑ کر بیان تک بلند کیا کہ ساری قوم نے انکو دیکھا پھر فرمایا
 اے میرے پورے گار دوست رکھا ہے جو اسے دوست رکھے پھر فرمایا اے لوگو میں تمہارے آگے
 جانیا لا ہوں انکو تحقیق تم کو عرض پورا ہو چکا کہ عرض میری آنکھوں کے سامنے صفا
 نک ہے اور اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق پیالے ہیں بے شک جبکہ تم میرے
 پاس آؤ گے تو میں تمکو تباری چیزوں سے پوچھنے والا ہوں۔ پس تم کو کہ تم کیا میرے پیچھے
 لے کر تے ہو بیان تک کہ تم مجھ سے ملو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ وہ وہی چیرن کیا میں سفر کیا
 وہ جو بڑی بھاری چیز ہے خدا کی کتاب ہے اسکا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے
 ہاتھوں میں ہے پس تم اس کو شک اختیار کرو اور گمراہ نہیں ہو گے اور اسکو مست بدلا اور وہ
 پہلے چیرن ہی ہے میری عزت ہے پس میرے ہاتھ میں خبر دینے والے خدا نے مجھے بخوبی ہے کہ
 یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے حیات تک کہ مجھ سے ملین گے اسی بات میں

خدا سے طلب کی جائیں شریعت پر عمل فرمائی ہے پس تم میری عزت پر سبقت مت کرو کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور انکو مرگ سکناؤ کیونکہ تم سے زیادہ ہائے وائے ہیں ۔

(۱۳) عن ابی الطفیل (رحمہ اللہ) قال سئل عن علیہ السلام انہ قال انزل اللہ من شہد یوم خدیج خم الاقام ولم یمزل رجل یقول انبت ابی ابرہۃ الا رجل یموت اقلنا وروھا قلبہ فقام سبعة عشر رجلا منهم خزیمہ بن ثعلابہ وسہل بن سعد وعدی بن حاتم الطائی وعقبہ بن عامر وابو ایوب الانصاری وابو لیلہ وابو الہیکم وابو سعید الخدری وشریح الخزاعی وابو قدامہ الانصاری وسال من قریش فقال علی ہاتوا ما سمعتم فقالوا نشہد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع حق اذا کان الظہر خریج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاس تشہرات فذلک من فالتاحلین من ثوبہ فمناوی المصلیٰ فخرجنا فصلونا لشرقام فحمد اللہ واثقی علیہ شر قال ایہا الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللہ فاشہد ثلاث مرات فقال انی اوشک ان ادعی فاجیب انی مسؤل وانتم مستؤلون ثم قال الا وان دماءکم واماؤکم حرام کحرمتہ یومکم هذا وحرمتہ شہرکم هذا اوصیکم بالنساء و اوصیکم بالجار و اوصیکم بالمایک و اوصیکم بالعدل والاحسان ثم قال ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی فانہما لن یتفرقا حق یرود علی الخوارج بنافی بذلک اللطیف الخبیر ثم اخذ یبذل علی فقال من کنت مولاً فعلی مولاً فقال صدقتم وانا علی ذلک من الشاہدین (راخرجہ ابن حقیقۃ) ابو الطفیل عنی اسعد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب امیر المومنین نے کثرت سے ہو کر خطبہ بیان فرمایا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد کہا کہ میں اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جو خدا پر ختم کے دن موجود تھا اور وہ کھڑا ہو جائے اور وہ شخص کھڑا نہ ہو جو یہ کہے کہ مجھے خبر ملی ہے یا یہ کہے کہ یہ بات مجھ تک پہنچی ہے مگر وہ شخص کہ جس کے کانوں نے سنا ہو اور دل نے یاد کیا ہو۔ پس سترہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے ان میں خزیمہ بن ثعلابہ اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم طائی اور عقبہ بن عامر اور ابو ایوب الانصاری اور ابو لیلہ اور ابیہثم ابن البہتان اور ابو سعید خدری اور شریح الخزاعی اور ابو قدامہ الانصاری خلیفہ تعالیٰ عنہم اور قریش میں جو چند نفر یہی تھے جناب امیر المومنین نے کہا بیان کر دیجئے کیا سنا ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجة الوداع سے لوٹے خبیثہ کا وقت ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور درختوں کے نیچے سے جہاز نکال کر دیا اور ان پر بے شکریے ڈال دیئے پھر ان کے لئے لوگوں کو پکارا ہم اپنے اپنے

جنہوں کو باہر نکلے اور نماز ادا کی یہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خدائے پاک کی صفت اور
 شایان کی اور فرمایا ابے لوگو تم کیا کہنے والے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا
 آپ کا تین دفعہ فرمایا ہے میرے خدا گواہ رہیو۔ یہ فرمایا میں لگان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤں گا اور
 خدا کی دعوت کو منظور کروں گا۔ میں ہی پہنچا جاؤں گا اور لاہوں اور تم ہی پوچھے جاؤ گے تمہارا خون اور
 تمہارا مال حرام ہو گیا ہے مثل تمہارے بیچ کے دن کی حرمت کی اور اس تمہارے مہینہ کی حرمت کی
 میں بتائیں عورتوں کے لئے اور ہسایوں کے لئے اور فلاسوں کے لئے عدل اور احسان کی
 وصیت کرتا ہوں۔ یہ فرمایا اے لوگو میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ احد کی کتاب اور
 میرے حلیش اہلبیت پس یہ دونوں جب تک حوض پر وارد نہ ہوں ہرگز ایک دوسرے سے نہیں ہر
 ہر گئے مجھ کو خدائے مہربان خبر دینے والے نے یہ خبر دی ہے پہر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جہاں کہ میں
 سلا ہوں اہل علی ہوں اے جناب علی علیہ السلام فرمانے لگے تم لوگوں نے سچ کہا ہے اور میں ہی
 اس پر گواہ ہوں +

(۱۴) عن امیر المومنین قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي قبض فيه وقد امتلأت
 الهجرة من أصحابه أيها الناس يوشك أن أقبض قبضاً سريراً فينطلق وقد قدمت اليكم القلوب
 فعلى أيكم أني خلف فيكم الثقلين كتابي وحق من وحي وحق مني أهل بيتي ثم اخذ بيده
 فقال هذا من القرآن والقرآن مع علي لا يفرقان حتى يردا إلى الحوض فاما ما خلفتم
 فيهما رانجوب بن صفوان) جناب امام المومنین امیر علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسالت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض میں کہ جس میں حضور خدا تعالیٰ فرما گئے فرمایا اور ہر وقت صحابہ سے مجھ کو ہر
 ہوا تھا کہ اے لوگوں میں کیا جاتا ہے کہ میں بہت جلدی انتقال کر جاؤں اور میں اور میرے خاندان کے ساتھ
 باقی رہیں ساری سب چیزیں ختم ہوں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ اس نے رب نہیگ و برتر کی کتاب
 ادا نہ خلیش اہل بیت پہر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن اس کے ساتھ گئے دو
 جہت تک کہ حوض پر پہنچیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے +

(۱۵) عن محمد بن محمد بن الحسن بن فضال عن محمد بن عمار عن محمد بن عمار عن محمد بن عمار عن رسول
 الله صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي قبض فيه قال قال في مرضه الذي قبض فيه قال في مرضه الذي قبض فيه
 قال علي بن النضر عليه السلام في مرضه الذي قبض فيه قال في مرضه الذي قبض فيه قال في مرضه الذي قبض فيه
 من موت نبيكم اليكم أنفسكم وجميع ما فيكم من خلق الله من موت نبيكم اليكم أنفسكم وجميع ما فيكم من خلق الله

فاخذ بیکر فانی ولاحق پرہا وقد فرکت فیکر ما ان تمسکتم به لن تضلوا معکم کتاباً من بین یدیکم
تقرء صلیحاً ولساء فیما تلتون وما تدعون الا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تأمنوا بحضود کوفوا انزلنا
کتاباً امرکم الله الا نقرأ ونبکره ویترف اهل بیتى احوج السید ابوالحسن محمد بن الحسن فی کتابہ اخبار
المعدنہ روایت ہے محمد بن عبد الرحمن بن ملاذگجا بن عبد اللہ طحاوی عن کے گروہ میں سے تھے جیکے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اور صل بن عباس کا ہاتھ پکڑ کر مرض وفات میں حजरہ مبارک سے باہر قرعین
لائے اور ان دونوں پر نگاہ کی کہ ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور حضور کے سر اقدس کو
اس وقت دستار مبارک بند ہی تھی۔ پس خدا کی صفت دُٹنا کی بعد فرمایا اسے لوگو تم اپنے خاکے مرنے سے کیوں
مراہاتے ہو آیا تمہاری جانوں ہمیں اسکی جان نہیں ہے اور تمہاری جانیں اسکی جان ہمیں نہیں۔ آیا
جو مجھ سے پہلے آیا ہے۔ اور جو لوگ کہ رسالت کے ساتھ بیعت ہوئے ہیں ان میں کوئی ہمیشہ رہا ہے۔
کہ میں ختم میں ہمیشہ رہوں۔ پس میں نے سب کے ساتھ ملنے والا ہوں۔ میں ختم میں وہ چیز چوڑا ہوں
کہ اگر تم نے اسکے ساتھ نہ کیا تو تم میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے وہ خدا کی کتاب ہے کہ تم اسے صبر و شاکم
پڑھتے ہو اس میں وہ امور ہیں جو تمہیں پیش آئیں گے۔ اور جبکہ تمکو وعدہ دیا گیا ہے۔ پس آپس میں
جنگ کرو اور نہ حسد کرو اور نہ دشمنی کرو عیسٰی کہ خدا نے تمکو حکم کیا ہے آپس کے برائی نبھاؤ پھر میں تمکو اپنے
خوبیوں بلبیت کی نسبت وصیت کرتا ہوں ۔

(۱۷) عن ابن عمر قال انما ما تكلم به رسول الله صلى الله عليه وسلم قال استغفوني في اهل بيتي ما انكر
ابن عمر رضي الله عنه سے سنی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا کہ تم میرے
اہل بیت کے ساتھ میرے بعد حسن سلوک سے پیش آؤ +

احادیث متفقہ اہل بیت کے فضائل میں

عن علی ابن رسول اللہ صلی علیہ وسلم قال لما نزلت هذه الآية الا بدنی کراما من حقن الدماء قال فاذ
من احسان الله ورسوله واهل بي حاد قافیر کا فبدا انخرجوا ابو بکر بن مروان وبنو جابر بن عبد الله بن
سعد بن فہر بن عیین کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ خدا کے ذکر سے دل پاک بن جوتے
ہیں انھوں نے پہلے اسے علیؑ کو فرمایا کہ میں سے یہ شخص مراد ہے جو خدا تبارک و تعالیٰ کے رسول اللہ سے
اہل بیت سے رسمی محبت رکھتا ہے۔ بیہوش کر دیا۔

(۱۰) عن علي قال خرج رسول الله صلى الله عليه وآله على النبي صلى الله عليه وآله فاستوى على المنبر فحمد الله وأثنى عليه

قال ما بل لعل يذوقني في اهل بيتي و الذي نفسي بيده لا يؤمن عبد حتى يحبني ولا يجني حتى يحب
 فديني راخرجه بن حبان) جناب پیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نہایت غصہ میں دولت خاند سے باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر ابراہیم کی صفت بتانا بیان فرما
 کر کہا کہ اہل محل پر ان لوگوں کا کہ میری اہل بیت کی نسبت مجھ کو اپنا دیتے ہیں اس ذات پاک کی قسم ہے
 کہ جب تک قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی ہند و متہ تک ایمان نہیں لائے گا جب تک مجھ سے خیر
 نہیں کرے گا۔ اور مجھ سے محبت نہیں کرے گا جب تک کہ میری ذریت سو محبت نہیں کرے گا۔

(۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا خیر فی دین لاہل من عبد راخرجه لہما کم
 و ابوہم اللہ علیہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ہے کہ تم لوگوں کو یہ ہے جو میرے اہل بیت کے ساتھ میرے بعد نیک ہو۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلفکم من نعمتہ فاحبونی
 لہما و احبوا اہل بیئ بھی راخرجه الامذی و لہما کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا سے محبت کرو اس چیز کی وجہ سے کہ تم لوگوں کی نعمتوں
 سے کہلاتا ہے اور مجھے خدا کے لیے محبت کرو۔ اور میرے اہل بیت و میرے لیے محبت کرو۔

(۵) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحبنا اہل البیت الا من تقی کلا بیضنا
 الامنافق شقی راخرجه املا فی سیرتہ) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت کو نہیں دوست رکھو گے مگر وہ من تقی اور نہیں دشمن نہ کرے
 مگر منافق و بدعت۔

(۶) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابغض اہل البیت فهو منافق
 راخرجه احمد فی المناقب) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اہل بیت کو بغض کرے گا وہ منافق ہے۔

(۷) عن ابی بکر الصدیق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حقت فی اہل بیئ فقد اختلف عند اللہ
 راخرجه ابو سعید و الملا فی سیرتہ) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو تحقیق جناب رسالت آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے اہل بیت کی مخالفت کرے گا میں نے اس کے لیے خدا کی
 قسم لے لی ہے۔

(۸) عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا باہل بیئ فانی اخاصکم

خضع غلاما ومن اكن خصمه وخصمه الله ومن اخضع لاهله دخل النار را خوجا ابو سعد الملا (ابو بكر صديق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نیکی کرو میرے اہل بیت
کے ساتھ میں بیشک انکے لیے کل قسم سے جبرگنوں کا اور جس سے کہ میں جبرگنوں کے والد ہوں گا اس سے اللہ تعالیٰ
جبرگنوں کا۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ جبرگنوں کا وہ آگ میں گسیٹا +

(۹) عن عمار قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اذاني في اهل بيتي فقد اذني الله را خوجا الديلي
جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے
میرے اہل بیت کو اذیاد دی اس نے خدا کو اذیاد دی +

(۱۰) عن عبد الله بن مسعود ربي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل قلبا امرئ ايماناً
حجب خواتمی (راخرجه احمد والترمذی) عبد المطلب بن ربیع سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مرد کے دل میں ایمان نہ داخل ہوگا مگر میرے قرابینوں کی محبت سے +
(۱۱) عن جابر قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعه يقول يا ايها الناس من ابغضنا اهل البيت
حشره يوم القيامة يهوديا اخرجنا الطبراني والبيهقي في اخبار الميقات) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ میں فرمایا اور لوگوں میں نے ناراض کیا
جیسے اہل بیت کو اللہ تعالیٰ اسکو دن قیامت کو یورپین میں اوتارے گا۔

(۱۲) عن الحسن بن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل شيء اساس واساس الاسلام حب
رسول الله صلى الله عليه وسلم وحب اهل بيته راخرجه البخاري في تاريخه والسيوطي في احياء
الميت) امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا حضور پر نور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو
ہر ایک چیز کے لیے ایک بنیاد ہوتی ہے اور بنیاد اسلام کی محبت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور
آپ کے اہل بیت کی +

(۱۳) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما في قوله ولست بعلبك رابن خنيس قال رضي الله
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے کہ لا اقریب بہ کہ وہ مجھ سے
راہی ہو جائے گا تو کہہ ماروی نے پس رضی اللہ عنہ جو گنہگاروں کو اگر اہل بیت دفع میں نہ داخل ہو گے۔

(۱۴) عن علي رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خفاصا في كالمق ومن احب
اهل بيتي راخرجه الطبراني والبيهقي في احياء الميقات) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شفاعت میری ہمت کر لے جو اللہ میں خیر کے یو جو میرے اہل بیت کو دوست رکھے

عزت کی تحقیق

بنت کا قول ہے عزت قال ارجل ہوا کے مدعا مراد میں جیسے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہم رحل امہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار اور مدعا میں
 بن سگیت کے نزدیک عزت امہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سے ہیں اور ہط قوم اور قبیلہ کو کہا جاتا ہے اور اس کا
 طلاق عربی زبان میں صرف مردوں پر ہوتا ہے محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالبہ سئل عن کچھ
 میں کہ بعض کے نزدیک عزت مراد ف عشیرۃ اور بعض کے نزدیک مراد ذریت ہے باب واداء کی اولاد کو
 غیرۃ اور نسل کفایت کرتی ہیں۔

اسی کہتے ہیں کہ عزت سے قرعی اہل بیت اور کبھی دور کے کشتہ دار بھی مراد ہو سکتے ہیں (الغریبین لا
 مبیہ) تغلب بن احوالی سے روایت کرتا ہے کہ عزت سے صرف ذریت مراد ہے یعنی وہ اولاد جو اس کی
 سلسلے سے پیدا ہو اور وہ نسل چلے کے چپے ہے۔ عرب اس کے سوا اور کسی کو عزت نہیں کہتے ہیں (اندر
 ی قول کی تائید کرتا ہے) مصباح المنیر۔

پہلے اسی بیٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں سے اولاد جنہا باسیر علیہ السلام کی جو جناب سیدہ کو بطور
 سارکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت کہلاتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح
 اندہا میں کہتے ہیں۔ (رحمۃ اللہ علیہ) بنیوں کے علیہم ہوا کا (فانکلت) میں نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی عزت وہ کلمہ میں جنکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرف کیا جاتی ہے اور وہ جناب سیدہ کی اولاد میں
 بعض اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں نے اعتراض کیا ہے کہ اولاد بنت ذریت میں داخل نہیں۔ باوجودیکہ
 بیٹے کی اولاد کا ذریت میں داخل ہونا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے جس کی بحث ہم پیچھے کر چکے ہیں۔

پہلے ہی اہل علم کے سوا دوسروں کی شان میں وارد نہیں ہوا۔

احادیث فضائل عزت

عن رجل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول اللهم انصر من خلدك فوجي ثم بحسنہ
 وہابی قال فضل راجعہا الملائکی (جناب باسیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیچھے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے ہے کہ اسے کچھ پر مدعا ہو گا کہ میرے دل کی عزت میں ان کے

ہر کوئی کہے بغیر اور ان سب کو میرے لیے بخش دے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہے۔

۲۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعة اربعة انا لهم شفاعتي يوم القيامة المكرم الذريعي القفاي نحو ائمه الساني امورهم عندنا خطر ارم اليها المحب لهم بقلبي لسان راجو حجة الامام علي بن موسى الرضا عليه السلام والثاني مسند اهل البيت جناب امير عليه السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار آدمیوں کو قیامت کو فوراً میری شفاعت پہنچے گی ایک وہ شخص جو کہ میری ذریعہ کی تکریم کر لیا ہے وہ نہ تو وہ شخص جو انکی حاجتوں کو پورا کرتا ہے تیسرے وہ جو کہ اُنکے امجد میں جتنی کہ وہ مضطربین کو شش کرتا ہے چوتھے وہ جو کہ دل و زبان سے اُنکا دوست ہے۔

۲۳) عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان يرفع ذرية المؤمن معني درجته في الجنة وان كانوا دوني العمل ثم قرأ الذين آمنوا واتبعنا هم بايمان الحقنا بهم ذرياتهم الخ وقال فان كان هذا في ذرية مطلق المؤمن فماذا في ذرية صلي الله عليه وآله وسلم نقله السهوي في جواهر العقدين ابن عباس سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جبکہ ترجمہ یہ ہے کہ ملاو یا ہے جہنمے انکی ذریعہ کو رعایت ہو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ بلند کر دیگا مومن کی ذریعہ کا درجہ اس کے ساتھ جنت میں اگرچہ اس مومن سے عمل میں وہ کمتر ہوئے پھر ابن عباس نے اس آیت کو پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور جہنمے انکی ذریعہ کو اُنکا پیر و کیا ہے ایمان کے ساتھ ملاو یا ہے جہنمے اُنکے ساتھ انکی ذریعہ کو اور یہ کہا کہ جب کہ مطلق مومن کی ذریعہ کا حال ہے تو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریعہ کا کیا مرتبہ ہوگا۔

۲۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا علي ان الله قد غفر لك ولذريتك ولولدك واهلك بولبعتك ولحمي شيعتك فابشر فانك تزع العطين (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یزید علی سے فرمایا کہ یا علی تحقیق خدا نے تجھے اور تیری ذریعہ کو اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل بیت کے غم کو مٹا دیا ہے پس تو خوش ہو تو ان سے اور مطمئن ہے۔

۲۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذ كان يوم القيمة كنت انا وانت وولدك علي بن ابي طالب متوجهين بالدر الباب قوت خيام الله بكم الى الجنة والناس ينظرون راجين الامام علي بن موسى الرضا عليه السلام والثاني مسند جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

آلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں اور تو اور تیری اولاد اہل حق کہوڑوں پر سوار ہونگو اور انکو
سروں پر اور یا قوت کو بیڑا قیامت رکھتے ہوئے ہونگے پس تمکو اللہ تعالیٰ جنت کی طرف جانیگا حکم دینگا اور لوگ
دیکھتے ہونگے ۔

(۷) عن عاصم بن النخوع عن ذریعہ بن حبیش عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمۃ احسن
فوجہا فخدم اللہ ذریعہا علی النار اخبر البزار فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی المحلیت
قاری عاصم بن النخوع ذریعہ بن حبیش سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ صادق علیہ السلام نے
نے فرمایا کہ فاطمہ نے اپنے شرگاہ کو محفوظ رکھا ہے۔ پس خدا نے اسکی ذریت پر آگ کو حرام
کر دیا ہے ۔

(۸) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ تدعون لما سمیت فاطمۃ قال علی صحت
فاطمۃ یا رسول اللہ قال بن اللہ قد فطمہا و ذریعہا من النار لا یرجیہ الحافظ ابو القاسم الدمشقی
ونقلہ المحب الطبری فی لریاض عن سند علی بن موسیٰ لرضا علیہ التخت والفتا جناب میر علیہ السلام
کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارا فاطمہ کیون نام ہو ہے
علی نے کہ ہوقت حاضر تھے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے کیون فاطمہ نام رکھا ہے حضرت کو فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا اور اسکی ذریت کو آگ سے چڑھایا ہے ۔

(۹) عن عبد الرحمن بن عوف قال لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ انصرف الی لطائف فحاصرها
سبعۃ عشر او تسع عشر یوما ثم قام خطیباً فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اوصیکم بعترۃ خیرا فان
موعداکم الحوض۔ والذی نفسی بیدہ اتقمن الصلوة واتونن الزکوۃ ولا یثمنکم رجلاً کفسو یقر
اعناقکم ثم اخذ بید علی فقال هو هذا (اخریجہ ابن ابی شیبہ وابو یعلیٰ والحاکم) عبد الرحمن بن
عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو طائف کی طرف
لوے اور اسکا ستروہ دن یا انیس دن محاصرہ کیا پھر علیہ کے لیے کپڑے پہنے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد
فرمایا کہ میں تمہیں اپنی حقارت کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں پس ایک حوض کوثر تھا کہ
وہ ۔۔۔ کی جگہ ہے مجھے اسی کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ضرور
تم نماز پڑھو اور زکوۃ دوور نہ تمہاری طرف دے ایسے ایک آدمی کو بیڑیوں لگا کہ وہ میرے جیسا ہے
وہ تمہاری گردن مارے گا پھر جناب علی کا ہاتھ پکڑ کر منبر پر آیا وہ یہ ہے ۔

(۱۰) عن ابن عمر قال اخرجنا یومئذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخلفونی فی عترتی اهل

ہیثمی (اخرجہ الطبرانی فی الاسط والسیوطی فی احیاء المیت) ابن عمر سے روایت ہے کہ سب سے آخری کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ میرے بعد میری عترت اہلبیت سے نیکی کرو *

(۱۰) عن مغفل بن یسار قال سمعت ابابکر رضی اللہ عنہ یقول علی بن ابی طالب عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الذی حث علی القساک لہم اخرجہ الدارقطنی) مغفل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب علی بن ابی طالب ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت میں جسکے کہ تکلف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو برا ٹیختہ فرمایا تھا۔

(۱۱) عن ابی لیلی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن عبد حقاً اكون احب الیہ من نفسه ویکون عاتق احب الیہ من عاتقہ ویکون اهل احب الیہ من اہلہ ویکون ذال احب الیہ من ذالہم (اخرجہ الدیلمی) ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایمان لائیں گا کوئی بندہ کہ جب تک مجھ پر اپنی جان سے زیادہ محبت نہ کرے اور میری عترت کو اپنی عترت سے سوا پیار نہ کرے اور میرے اہل کو اپنے اہل سے زیادہ محبت نہ کرے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ نہ چاہے *

(۱۲) عن ابی سعید قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما شدد غضب اللہ من وجل علی من اذانی فی عاتق (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کا غضب بڑھتا ہے اس شخص پر جو کہ مجھ پر میری فریت کی باری میں ایزادیتا ہے۔

(۱۳) ومن خطب الحسن فی ایامہ فی بعض مقاماتہ انہ قال عن حبیب اللہ المفلحون وعاتق رسول اللہ اقربون واهل بیتہ الطاہرون والطیبون واولاد الثقلین الذین خلفہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والثانی کتاب اللہ (موسیٰ الذہب للسعوی) جناب حسن علیہ السلام کے خطبات سے کہ آپ نے بعض ایام میں جن مقامات پر فرمائے ہیں نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ہی ہیں خدا کا گروہ جو رستگار ہونے والا ہے اور ہم ہی ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کے وفستہ دار اور اسکے پاک اولاد میں بہت اہل ایمان و دونوں میں سے ایک جنکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچے چچاؤ اور خدا کی کتاب کے دوسرے۔

قری القربی کی تحقیق

ذی القربی سے یہی ذوات مقدسہ مراد ہیں چنانچہ امام ابو الحسن علی بن احمد الواحد علی بنی تفسیر میں
 کہتے ہیں عن ابن عباس قال قلت لعلہ الایۃ قل لا اسألكم علیہ اجراً الا المودة فی القربی قو کو
 من قرأتک ہو لا الذین وجبت علیہم المودة تم قال علی فاطمة وابناہما رابعہ احمد وابن
 ابی حاتم والطبرانی والحاکم والذہبی والشیخ ابو اسحاق بن علی بن ابی حمزہ سے روایت ہو کہ جب
 یہ آیت نازل ہوئی جبکہ ترجمہ یہ ہے کہ کہد یارسول اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اسکی اجرت مگر قریبیوں
 کی مودت۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جنکی مودت کو خدا نے ہم پر واجب کیا ہے پھر
 فرمایا وہ فاطمہ اور علی اور انکے دونوں بیٹے ہیں ۴۰

۴۱ عن ذاذان عن علی قال فینا اهل البیت حم آیت لا یخلفوننا الا کل مؤمن ثم قرأ قل لا
 اسألكم علیہ اجراً الا المودة فی القربی راخبر بہ ابو الشیخ مروی ہے راذان سے کہ جناب امیر
 علیہ السلام فرماتے تھے کہ سورہ حم نیکی اہل بیت کی شان کی نسبت ایک آیت ہو جسکا کہ مضمون یہ ہے
 کہ ہم اہل بیت کی مودت کو محفوظ نہیں رکھنے گا مگر ہر ایک مومن پر اپنے اس آیت کو پڑھا کہد یارسول
 اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اسکی اجرت مگر قریبیوں کی مودت ۴۰

تنبیہ

چونکہ اس فصل میں جناب امیر علیہ السلام کی اولاد صالح کا بیان ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے
 کہ آئمہ علیہم السلام کے مختصر حالات سے اس کتاب کو زینت دی جائے ۴۰

مختصر مونا امامت کے وازوہ امام علیہم السلام میں

(۱) عن جابر بن سمرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال هذا الامر غریزا ینصر من علی ناداهم
 اثنا عشر خلیفہ کلہم من قریش (اخرجه الثیخان وہ طرق والفاظ ومنها لا یزال هذا الامر
 صالحا ومنها لا یزال هذا الامر ماضیا ورواہما احمد) ومنها لا یزالک مطالعا ماضیا بابلوم اثنا
 عشر رجلا (اخرجه المسلمون ومنها عند ان هذا الامر لا ینقض حتی یقضی لہ فیہ اثنا عشر خلیفہ
 ومنها عند لا یزالک لاسلام عزیز منیع الی اثنا عشر خلیفہ ومنها عند لا یزالک سرامق ظمما
 یقضی اثنا عشر خلیفہ جابر بن سمرة مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۰ فرمایا ہر
 کہ ہمیشہ یہ امر عزت والا ہے گاجب تک کہ مدد کریں گواہ غلیف جو سب قریش کے ہیں

نہیں بیٹے بخاری ماہد مسلم نے تو اسی طرح ہر حدیث کو روایت کیا ہے۔ لیکن ہمارے طریقے اور الفاظ
بہت سی ہیں۔ ان میں ایک روایت یہی ہے کہ آپؐ بغیر ہر ایک حدیث پر امر اور نہی کا کلمہ نہ
میں یہ ہے کہ ہمیشہ یہ امر جاری رہیگا کہ ان دونوں کے اسماء صحابہ نے روایت کیا، اور ایک روایت مسلم
کی ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہیگا جبکہ تولیت آپؐ کی بارہ خلیفے کرینگے۔ اور ایک روایت
مسلم کی اور ہے کہ یہ امر نہیں گذرے گا جب تک کہ جاری کرینگے اسکو بارہ خلیفے۔ اور ایک روایت
مسلم کی اور ہے کہ ہمیشہ سلام عزیز اور بنیہ رہیگا جتنا کہ بارہ خلیفے گزر جائیں گے۔ اور زبانی
اس طرح پر روایت کیا ہے کہ ہمیشہ میری امت کا کام قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفے گزر جائیں گے۔
(۲) عن مسروق قال قال الامام عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
بينكم وبينكم بعدكم خليفة قال نعم كعدت نقباء بني اسرائيل راخرجه احمد في المسند والبخاري والطبراني
في الكبير وفي مسند عبد الله بن مسعود مسروق كقوله بينكم وبينكم عبد الله بن مسعود كقوله بينكم وبينكم
قوله كقوله بينكم وبينكم كقوله بينكم وبينكم كقوله بينكم وبينكم كقوله بينكم وبينكم كقوله بينكم وبينكم
قوله كقوله بينكم وبينكم كقوله بينكم وبينكم كقوله بينكم وبينكم كقوله بينكم وبينكم كقوله بينكم وبينكم
(۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما نيران العلم وحل الفتنة والحسن والحسين
في خطبه وفاطمة علاقتهم والائمة من امتي حمود ووزن فيه اعمال الحسين لنا والبقين
لنا (اخرجه الدليلي) ابن عباس كقوله بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم
بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم
امام اس کے حمود ووزن میں اس کے حمود ووزن میں اس کے حمود ووزن میں اس کے حمود ووزن میں اس کے حمود ووزن میں
(۴) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما نيران العلم وحل الفتنة والحسن والحسين
في خطبه وفاطمة علاقتهم والائمة من امتي حمود ووزن فيه اعمال الحسين لنا والبقين
لنا (اخرجه الدليلي) ابن عباس كقوله بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم
بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم بينكم وبينكم
امام اس کے حمود ووزن میں اس کے حمود ووزن میں اس کے حمود ووزن میں اس کے حمود ووزن میں اس کے حمود ووزن میں

الاجل ولا فرغ صلوة مغرہۃ الاجل ولا وفق لاصلاح بین اثنين الاجل وكان اثر المجد فی حیر
موانع حیرۃ فی الجہاد ہذا لک یخصیرک والد علی بن الحسین علیہ السلام حبیبی خدا کی نعمت کا ذکر
کیا کرتے تو سجدہ کرتے اور حبیبی کلام اللہ کی آیت پڑھتے کہ جس میں سجدہ آجاتا تو آپ سجدہ فرماتے اور
جب فرضوں سے فارغ ہوتے تو سجدہ کرتے اور حبیب و شخصوں کی صلح کراتے تو سجدہ کرتے۔ آپ کی تمام
مواضع سجود میں سجدے کا نشان پاتے جاتے تھے ایسے آپ کو سجاد کہا جاتا تھا۔ سید حبیبی آپ کو ذوی
الثقتات بھی کہا جاتا تھا۔

اور آپ کا لقب زین العابدین ہونے کی یہ وجہ ہے کہ آپ ایک رات نماز میں مصروف تھو کہ شیطان نے
مژدہ کی صورت بنکر جا ہا کہ آپ کو عبادت الہی سے باز رکھے حضرت نے مطلق اسکی طرف التفات نہ کی
یہاں تک کہ اوس شخص حضرت کے ہاں مبارک کی مانگی کو کانا لیکر آپ نے نماز ترک نہ کی جب نماز سے فارغ ہوئے
تو غیبی آواز آئی انت زین العابدین رشوا حد الفوق جامع اور امام ہانک گستر میں سمی زین العابد
لکڑہ عبادتہ یعنی جناب کا نام زین العابدین آپ کی کثرت عبادت کی وجہ سے ہوا ہے۔
انکی ولادت کی نسبت اختلاف ہے بعض کے نزدیک شمسہ میں اور بعض کے نزدیک شمسہ میں اور بعض کے
تذوکیہ شمسہ میں اور بعض کے نزدیک شمسہ میں ہوئی۔

قال ابن سعد فی الطبقات وكان علی بن الحسین من الطبقة الثانية من التابعين وكان ثقة
عامونا كثير الحديث عاليا وفعيا ووعا عابدا اخا ثقا يمينه جناب علی بن حسین تابعین کے دور
طبقة میں سے تھے اور نہایت ثقہ مانت دار بہت سچے شیون والے بلند قریب والے خدا سے دنیوالو
عابد اور خائف حیر۔

وكان ابن عباس اذرا قال عرجا بالجیب بن الحبيب رتن كره خاص الامرا اور ابن عباس
حبیب نہیں دیکھتے تو کہتے شاہ با نزل اسے محبوب محبوب کے بیٹے۔

عن صالح بن حسان قال قال رجل لسعيد بن المسيب رأيت احدا اذ رج من فالت قال
فصل رأيت علی بن الحسین قال لا قال ما رأيت احدا اذ رج منه رحلية الامرار للفظ ابی نعیم
صالح بن حسان کہتا ہے کہ ایک آدمی نے سعید بن مسیب سے کہا کہ میں نے فلاں شخص
سے کسی کو زیادہ متورع نہیں دیکھا۔ سعید نے جواب دیا کہ تو نے علی بن حسین کو ہی دیکھا۔ اس نے کہا
نہیں۔ سعید نے کہا میں نے ان سے زیادہ کوی متورع نہیں دیکھا۔

قال الذهبي العلية مارأينا قرضا افضل منه ذی ہا ذہیب کہتے ہیں کہ میں نے کسی ذہیبی

افضل بن زکریا +

من زعم محققان ما رأیت احدا افضل وافقه من علی بن الحسین وکذا قال ابو حازم رحلیۃ الابرار
طبقات (محققان) ابن شهاب زہری بخبر علی بن الحسین کہ میں نے علی بن حسین سے زیادہ افضل اور
فقہ گوی نہیں دیکھا اور ابو حازم نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

قال ابن ابی شیبۃ اخبرنا اسنادا کثیرا عن علی بن الحسین عن ابيه عن علی (طبقات
المحققان) ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ تمام صحیح ترین وہ اسانید میں جو زہری جناب علی بن حسین
سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ جناب امیر المومنین سے روایت کرتے ہیں۔

قال مالک کان من اهل الفضل وطبقات المحققان امام مالک کہتے ہیں کہ جناب اباجم زین العابدین
اہل فضل میں سے ہے۔

وفي رواية كان اهل المدينة يقولون ما فقدنا الصداقة المبرقة مات علي بن الحسين
رحلیۃ الابرار) اور ایک روایت میں کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے جب تک کہ جناب علی بن حسین زندہ رہے
ہم سے جو چیزیں خیرات ہوئی۔

قال ابن عائشة سمعت اهل المدينة يقولون ما فقدنا الصداقة المبرقة مات علي بن
الحسین قال ابن اسحاق کان ناس من اهل المدينة يعيشون لا يدرون کون من این معانیثم وما ظلم
فلما مات علي بن الحسين فقد واما كانوا يقولون به ليلا الى سنازلهم قال سفيان وكان
يحمل جراب الخبز على ظهره في الليل يتصدق به فلما عثروا جالوا ينظرون الى سواد في
في ظهره فقليل ما هذا فقالوا كان يحمل جراب الدقيق ليلا على ظهره يعطيه فقراء اهل المدينة
وصواعق حرقه ابن عائشة کہتا ہے کہ میں نے اہل مدینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہماری مختصر خیرات علی
بن حسین کے مرنے سے جاتی رہی۔ ابن اسحاق کہتا ہے اہل مدینہ کے بعض آدمی اپنا اپنا کھانا یا آتی
تھے لیکن انکو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کہاں سے پاتے ہیں۔ اور کون انکو پہنچاتا ہے۔ جب علی
بن حسین فوت ہو گئے تو رات کو انکا کھانا ان کے مکانوں پر نہ آیا۔ سفيان کہتے ہیں کہ رات کو آپ
روٹیوں کا تھیلا اپنی پیٹھ پر لٹکاتے تھے جب انکو فصل لینے لگے تو انکی سیاہ
درج آتیکے رشتہ سب کو دکھائی دیتا تھا کہ یہ کیا ہے تو گویا نے بیان کیا کہ آپ رات کو آٹے کا
تھیلا اٹھا کر غوراً اہل مدینہ کو دیتے تھے۔

قال ابو عثمان عمر بن حنبلہ خلعنا علی بن الحسین علی اختلاف المذاهب مجمعون علیہ

لا یتقی احد فی تدبیر ولا شک احد فی تقدیر وکان اهل الحجاز یقولون لہ ثلاثۃ فی الدھر یجئوا
الی اب قریب کلام لیس علیا وکلمہ یصلح للخلافة لشکامل خصال الخیر فہم یضون علی بن الحسین
ابن علی بن ابی طالب وعلی بن عبد اللہ بن جعفر وعلی بن عبد اللہ بن عباس وعلیہم السلام
عثمان عمرو بن بحر الجاحظ لکھتے ہیں باوجود اختلاف مذاہب جناب علی بن الحسین کی نسبت تمام لوگ تفرق
ہیں اور کوئی شخص آپ کی ہنسگی سکے بارے میں شک نہیں رکھتا۔ اہل حجاز کہہ کرتے تھے کہ ہمارے دنیا میں
کوئی نہیں آدمیوں جیسا نہیں دیکھا کہ بالکل اپنے دادا کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے اور ان قبول
کا نام علی تھا اور ہر ایک ان قبول میں سے بیاحت کامل ہونے خصال خیر کے خلافت کی صلاحیت
رکھتا تھا۔ وہ ہیں یحییٰ علی بن حسین بن علی۔ اور علی بن عبد اللہ بن جعفر۔ اور علی بن عبد اللہ بن عباس
کات زین العابدین عظیمہ الجاوز والعود الصفر حتی انہ سبہ رجل فتقال عند فقال لہ بالک
اخی فقال عنک عرض و اشار الی فوالکما خذ العفو و امر بالعرف و دع عنہ عن الجاہلین
وصاحق محتر۔ جناب امام بن العابد بن ثوبے تجاؤ کر قبولے اور عفو کرنے والے اور گناہوں سے
درگزر کرنے والے۔ بھانٹک کہ ایک شخص نے آپ کو برا کہا آپ نے اس سے تعافل فرمایا۔ اس نے کہا آپ مجھ سے
بے پروا ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تجھ سے اعراض کرتا ہوں۔ اور اپنے اس آہستہ کلمات اشارہ فرمایا۔ جسکا
ترجمہ یہ ہے عفو کو اختیار کر اور اپنے کام کا حکم دے اور جاہلوں سے نہ پیہرے۔

عن حصہ الفرہی قال کان علی بن الحسین اذا قوضاً اصفر او نہ فقیل لہ ذلک فقال کلاک دون
بین یدی من زلفت و حک انہ یصلی فی الیوم واللیلۃ الفدکۃ وصوا حق معروفہ حصہ فرہی
کہتے ہیں کہ جناب امام علی بن حسین علیہ السلام جبکہ حضر کرتے تو آپکا رنگ مبارک زرد ہو جاتا۔ آپ کی حرکت
میں اسکی نسبت عرض کیا آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں تو یہی ہوتا
ہے کہ جناب و زرات میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔

عن ابی الفرج الاصبہانی قال وقع فی حمار علی بن الحسین حریق و هو ساجد فظلموا النار النار
یا بن رسول اللہ فیا رفع لاسہ عنہ طغیت فقیل ما الذی اوالک عنہ فقال النار لاخو و کما
خاص الامتد علامہ ابی الفرج الاصبہانی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے گھوڑے آگ لگی۔ آپ بوقت
سب سے پہلے لوگ آگ بجھانے لگے۔ حضرت نے سب سے پہلے فرمایا یہاں تک کہ آگ بجھ گئی
تو گونے عرض کیا یا بن رسول اللہ! کون جس نے آگ سے قائل نہ کیا تھا آپ نے فرمایا یہ حق کی
آگ ہے۔

قال القزنی جلد رحل الی علی بن الحسین فقال ان فلان یقع فیک فقال قدینا الیہ فقام معروضا
 یظن انه یتنصر لنفسه فلما وصل قال له بالملان ان کان ما قلت حقا ففراہم فی ذلک
 افتراء ففراہم لک رزقاً خواص کلامہ علامہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص منہ جناب
 امام علی بن الحسین علیہ السلام سے جا کر بیان کیا کہ فلان آدمی آپ کی بدگویی کر رہا ہے اسے اپنے دلیا
 اسکے پاس سے ساتھ چل رہے ہیں اسکے ساتھ ہولیا ہے۔ سیال ہے آپ کہ آپ بیٹھے ہیں ہمد کے لیے
 ساتھ لے چلے ہیں جب آپ اس آدمی کے پاس پہنچے تو فرمایا اسے قتل کر دے کہ تم نے کہا ہے
 اگر سچ ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے بخشے اور اگر جھوٹ ہے تو مجھے جلائے۔

اخرج ابو نعیمانہ لما سجد عتاش بن عبد الملک بن حنیفۃ ابیہ فاجتہد ان یتہ لم یجد فقام
 من الازحام فصب منہ الی جانبہ فصر وجلس یصر الی الناس وحولہ جاعل من اہل
 اہل الشام فیہما ہو کذلک اذا قبل زین العابد بن فلان انتہی الی الخیر شیخی امامنا صلی اللہ علیہ
 فقال رجل من اہل الشام لہشام من هذا قال لا اعرف فخان فکان یوحب اہل الشام فکان
 العابد بن فقال النذوق انا اعرفہ ثم اشار ماوطا ابو نعیم طابا لہشام بن حنیفۃ کہ سبب
 ہشام بن عبد المطلب بنو بابہ کی زندگی میں حج کو نہ گئے لیے گیا۔ اس نے حجر الاسود کو
 لیے نہایت زور مارا لیکن لوگوں کے بہتر کی وجہ سے اس کو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا۔ پس لوگ کہہ
 نزم کے قریب بیٹھ گیا اور لوگوں کی آمد و رفت دیکھنے لگا اسکے کردار عیان ہوا بل شام کی بات
 کثرتی وہ اسی ہی حال میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہان جناب امام زین العابدین علیہ السلام تشریف
 لائے جب حجر الاسود کے پاس پہنچے تو لوگ منتشر ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے حجر الاسود کو چھوا کر
 ہشام بن سے ایک آدمی لے ہشام بن عبد الملک کو چھو یا کہ کون بزرگ ہیں جن کی کہ لوگ اس قدر تعظیم
 کرتے ہیں ہشام اس خوف سے کہ سیاہی لوگ امام زین العابدین کی جانب گردیدہ ہو جائیں گی کہ
 لگا ہین ہین ملتا کہ یہ کون ہیں۔ ابو فراس فرزدق جو اس زمانہ میں مشہور شاعر تھا کہنے لگا میں
 ایک عجیبی جان تھا ہوں۔ اور اس نے فی البدیہہ یہ قصیدہ پڑھ کر سنا یا۔

قصیدہ فرزدق

ما قال لا قط الا في تشهده

کہی اس بجز وقت تشہد کے لایین کہا

لا يخلف الوعد صيرون نقية

وہ کا خلاف نہیں کرتا یہ مبارک نفس والا ہے

عم البرية بالاحسان فانقشعت

اس احسان کو ساتھ خلقت کو گہیر لیا ہے پس دور ہو گیا ہے

من معشرهم دين و بغضهم

یہ اس کے ساتھ دین کی محبت دین ہے اور ان کا بغض

ان عدا اهل التقى كانت ائمتهم

اگر پرہیزگاروں کا شمار کیا جائے تو یہ ان کے امام ہیں

لا يستطيع جواد بعد غايتهم

جہاں پہنچیں ہاں کوئی جو انہوں سے کثرت کرنا لائیں نہیں پہنچا

هم الغيوت اذا ما ازمت ارميت

یہ بڑے بڑے ابراہیم قحط کی تکلیف لوگوں کو بگاڑ دیتی ہے

لا يفيض العسر لسطام من كفهم

ان کو اتنے کی فراخی کو لینا نہ سکا کہ غصہ نقصان نہیں پہنچا تی

مقدم بعد ذكر الله ذكرهم

ان کا ذکر خدا کے ذکر کے بعد مقدم ہے

لو لا التشهد كانت لا وة نعم

اگر تشہد نہ ہوتا تو اس کا لایہی نعم ہوتا

رحب القناء اريت حين يعاينم

بہا تو مجھے اپنے گہر کا صحن فراخ ہو رہا ہے جبکہ وہ قصد کرتا ہے

عنها العناية والا ملاق والعدم

خلقت سو رنج اور گدائی اور انسا اس

كفر وقربهم مني ومعتصم

کفر ہے اور ان کا قرب بخت دین والا ہے اور نہ خدا کی توفیق ہے

اوقيل من خيرا اهل الارض فيهم

اور اگر پوچھا جاوے کہ زمین پر کون سے لوگوں کی افضل میں تو جلد یا بدلتا کہتا ہیں

ولا يدانهم قوم وان كرموا

ان تک کوئی قوم نہیں پہنچ سکتا اگرچہ وہ شہادت کرنیوالوں میں

والاسد لسد الشرب والباس مجتدم

وہ شیریں شیر کھار کی جیکہ جیکہ کا معرکہ گرم ہوتا ہے

سيان ذلك ان اثر و اوان عدا

یہ دونوں چیزیں تنگی اور فراخی کو شجر ابرہہ اگر وہ لدا رہتا ہے

في كل بيت ومختوم به الكلم

ہر گھر کے آغاز اور اختتام پر

۱۔ تشہد اشہد ان لا اله الا الله ۲۔ نقیب یعنی جان منہ فلان میری نقیب لے کاٹن ۳۔ رجب یعنی فراخ ۴۔ فناء اگر دیکھو منہ فناء والدار ۵۔ ارب خوردند ۶۔ یحرم یعنی مہار عفا مع اعترام یعنی قصد کردن ۷۔ نقیبت ماضی انقشاع یعنی کشادہ شدن ۸۔ اطلاق در پیش شدن ۹۔ عنا یہ و بجز دین کے ۱۰۔ دم نیستی ۱۱۔ درویشی صراح ۱۲۔ ارمہ یعنی سختی و قحط ۱۳۔ الشری رومی ست در کوہ سلمی کہ جائو باش شیلین ۱۴۔ محترم از احدی افرودختہ شدن آتش ۱۵۔

خیر کریم اید بالندکھم

سعادۃ اعلیٰ ہوتی ہے اور انکے ماتہ مجلس میں ہر چلے ہیں

لاولیۃ هذا اولہ نعم

انکے پیشوا ہونے کی وجہ سے انکے صاحب بیت ہونے کی وجہ سے

والدین مزینت هذا نالہ الام

اور دین انکے گہر سے استون بنے پایا ہے

یا بلہم انجیل الذم ساحتہم

انکے گہر کے صحن آتھنے سوزدست انکار کرتا ہے

ای الخلاق لیستے رقابہم

وہ کوئی لوگ ہیں کہ انکے غلاموں کے شمار میں نہیں

من یعرف اللہ یعرف اولیۃ ذہا

جو شخص خدا کو جانتا ہے انکو بشوا جانتا ہے

فلما سمعوا هشام غضب وحبس فرزوق وامولہ ذین العابدین باثنی عشر الف دہم وقال باعذا ولوکان عندنا اکثر لوصلناک بہ فقال امتدحتہ اللہ لا لعطاء فقال ذین العابدین انا اهل البيت اذا وہبنا شیئا لاستعیدۃ فقبلہا فرزوق (صواعق محرقة) جب ہشام نے اس عقیدہ کو سنا تو غصہ میں آکر فرزوق کو قید کر دیا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے بارہ ہزار دہم فرزوق کو دینے کا حکم دیا کہ اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو اور زیادہ صلۃ پہنچتے فرزوق نے کہا میں نے خدا کے لیے واپسی نہیں لیتے۔ فرزوق نے وہ دہم قبول کر لیے۔

عن الزہری قال حل عبد الملك بن مروان علی بن الحسین معقدا عن المدنیۃ فاقبلہ حدیدا وکل بہ حفلة قال فاستاذنتہ فی وداعہ فاذا نواذ دخلت علیہ القیو فی رجلیہ وغل فی یدیہ وصوتی قیۃ فیکت وقلت وددت انی مکانک وانت سالم فقال یا زہری انتظن ذلک یکم بنی لو شئت لما کان مانہ لتذکرۃ فی عذاب اللہ ثم اخرج رجلیہ من القید ویدیہ من الغل ثم قال لا جرت علی ہذا یومین من المدنیۃ قال فما مضت الا اربع لیل الا وقد فقدتہ وقدام الموکلون الذین کانوا مع الی المدنیۃ یطلبونہ فما وجدہ فما وجدہ فسال بعضہم فقالوا انا نراہ انہ لنازل ونحن لہ مترصد حتی طلعت الفجر فلم نجدہ ووجدنا حدیدۃ وقال الزہری فقلت بعد ذلک علی عبد الملك فاسالنی عنہ فاخبرتہ فقال قد جاءنی یوم فقد الاخوان فدخل علی فقال ما انا وانت فقلت اقم عندی فقال لا احب شیخیر فواللہ لقد امتلا قلبی منہ خیفۃ (صواعق محرقہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عبد الملك نے خیم چون جیم عادت خوشہ اللہ سے جو انہری ملکہ ہضم خرچ کتہ۔

ابن مروان کے حکم سے عاملون شیخ امام زین العابدین کو قید کر دیا اور پاؤں میں بیڑیاں اٹھا ہتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائیں۔ میں عاملون سے اجازت لیکر امام کو لینے کے لیے گیا۔ جب میں ان کا یہ حال دیکھا تو مجھ سے نہ رہا گیا اور دلوں لگا اور عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بجائے آپ کے اس قید میں ہوتا اور یہ حال آپ کا میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا امام نے فرمایا کہ اے زہری کیا تو یہ خیال کرتا ہو کہ میں اس قید سے تکلیف میں ہوں مگر میں چاہوں تو آپ ہی اس سے چھوٹ سکتا ہوں بندگان خدا کو کوئی قید نہ سکتا ہے۔ یہ صرف ایسے ہے کہ ہم اس عذاب کو دیکھ کر ہر وقت عذاب آخرت کو یاد کرتے رہیں۔ یہ کہہ کر پاؤں بیڑیوں سے نکال لیو کہ میں حیرت میں رہ گیا۔ فرمایا کہ ہم صرف دو منزل تک ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ چوتھوں عبد الملک کے نوکر جو امام پر موکل تھے مدینہ میں پلے آئے اور امام کو ڈھونڈ لگے ان کو کہیں پتہ امام کا نہ ملا۔ میں نے ان میں سے ایک کو پوچھا کہ کیا ماجر گذرا ہے اس نے بیان کیا کہ جب ہم ایک منزل میں فروکش ہوئے تو ہم رات بھر سب بیدار تھے صبح کو جب خیمہ میں گئے تو بجز بیڑیوں کے کچھ نہ دیکھا نہ سہی کہتے ہیں کہ جب میں عبد الملک کو پاس گیا تو میں اس وقت کو اس سے نقل کیا۔ اس نے کہا کہ جو وقت میرے گماشتوں کے ہاتھوں سے کل گئے اس میں میری پاس شریف کا بیڑیاں تھیں کہ میرے اوپر پھر میان کیا عداوت ہو کہ جس کے بدلے میں تو ہم کو یہ تکلیف دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اب آپ میرے پاس اقامت فرماؤ میں انکار کیا اور چلے گئے مجھ کو ان کے چہرے سے اس قدر خوف آیا کہ میرا تمام جسم خوف سے بہر گیا۔

منہال بن عمر کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں جمع کے لیے گیا اور سجاد علیہ السلام کی قدیم سی سی مشرف ہو امام نو پوچھا زخریمہ بن کاہل الماصغری کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا میں اس کو کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا ہوں فرمایا۔ اللہم اوقہ حرا بعدید۔ اللہم اوقہ حرا بعدید۔ جب میں لوٹ کر کوفہ میں آیا ان دنوں میں مختار ابن ابی عبیدہ بن جراح نے خروج کیا ہوا تھا میری اس دوستی تھی۔ ایک روز میں سوار ہو کر اسکے گھوڑے کو چارہ داتا تھا۔ جب اسکے مکان کے قریب پہنچا تو وہ سوار ہو چکا تھا میں بھی اسکے ساتھ ہو گیا ایک مقام پر پہنچ کر وہ پتھر گیا۔ اس نے میں خرمیہ کو لوگوں نے گرفتار کر کے حاضر کیا۔ مختار نے حکم دیا کہ زنی المصغری کے ہاتھ قطع کر ڈالو۔ جلا دے اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے پھر لکڑیوں کے انبار میں ڈال کر ملا دیا۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو بے اختیار سجانا مد پڑھنے لگا۔ مختار نے مجھ سے اس کا سبب استفسار کیا میں نے اس سے حضرت سجاد علیہ السلام کی دعا کا قصہ بیان کیا۔ اس نے مجھ کو دوبارہ قسم لگا کر پوچھا کہ کیا میں اس امر میں امام پر جھوٹ بول سکتا ہوں۔ مختار گھوڑے سے اتر کر

خدا کا شکر بجالایا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ کیا۔ تو ماضی میں میرا گھر پڑتا تھا جب میرا گھر
نزدیک آگیا تو میرا سکو دھوت کے لپیٹ کر لے لگا کر لے منہاں آج تو مجھے سوا ماہ کی دعا کی خبر بیان
کی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج وہ میرے مائتوں کی پوری ہوئی ہے جھکو چاہیے کہ میں آج اس کے
شکر میں تمام دن روزہ رکھوں۔ یہ کہہ کر مجھ سے مرض ہو گیا (شواہد النبوة)

نقل ہے کہ جناب سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک روز محمد خنیفہ
اصد عنہ حضرت سجاد کے پاس تشریف لائے اور کہا میں تمہارا چچا ہوں۔ اور عمر میں بی بی آپ کے
بڑا ہوں۔ آپ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر علیہ السلام کی تبرکات مجھ کو دیدیں۔ کیونکہ بعد حضرت
امام حسین علیہ السلام کے امامت میرا حق ہے۔ جناب سجاد و ارشاد فرمایا کہ اس امر کا فیصلہ کر لینا ضروری
ہے کہ بعد شہید کر بلا علیہ التحیت والتساکے امام برحق کون ہے۔ تشریف لائے ہم حجر الاسود
سے پوچھ لیتے ہیں۔ دونوں صاحب حجر الاسود کے پاس تشریف لے گئے سجاد علیہ السلام کو اسما
ماثرہ الہی کو پڑھ کر حجر الاسود کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسے حجر الاسود اس امر کا فیصلہ تیرے
ماتہ میں ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کے بعد کون امام برحق اور وصی اور جانشین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہے حجر الاسود حکم رب العزت بزبان فصیحہ گویا ہو کہ اے محمد بن خنیفہ امامت
حضرت سجاد علیہ السلام کا حق ہے کل اموزین میں آپ پر انکا اتباع واجب (شواہد النبوة)

نقل ہے کہ جناب امام امیر روز اپنے خدمتگاران کے ساتھ جانب صحر تشریف لینگے۔ جب چاشت
کے وقت کہانا حاضر کیا گیا۔ اسی وقت ہرن ایک ہرن آکر سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت فرمایا۔ میں علی
ابن الحسین بن علی ہوں میری ماں فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ بن اسمعہ ہوں میرے ساتھ اگر
کہانا کھالے ہرن نے اللہ حاضر ہو کر مودبانہ گوشہ بساط پر بیٹھ گیا۔ اور کھانا کھا کر چلا گیا
حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ پہلو سکو بلائیں حضرت فرمایا میرا
زہناری ہی ہرگز اسکو نہ چھیڑنا۔ حاضرین نے کہا کہ کیا مجال ہے کہ حضور کی زہناری کو ہم چھیڑیں حضرت نے
آواز دی وہ ہرن پہر اگر حاضر ہو گیا۔ ایک شخص نے اسکی پیٹ پر ہاتھ رکھا وہ فی اللہ بیباک گیا
حضرت فرمایا تنویری زہناری کو کیوں چھیڑا اب وہ ہرگز تمہاری واپس نہیں آئیگا (شواہد النبوة)
عمر سبع و خمسون مہاستقان مع جدہ علی بن ابی طالب عشرہ مع عبدالحسن ثم احدى
عشرہ مع ابی الحسن علیہم السلام یقال سمع الولید بن عبدالمطلب و دفن بالبقیع عند عمہ
الحسن و توفی شہداء و شہدہ تذکرہ خواص الامم) آپ کے عمر شان و برس کی تھی دو برس

آپ اپنی جد امجد جناب علی علیہ السلام کی کنارت طفت میں پرورش پاتے تھے۔ اور دس برس اپنے چچا حسن علیہ السلام کے گھٹنے کیلے رہے اور گیارہ سال اپنے والد بزرگوار جناب حسین علیہ السلام کے ساتھ رہے کہا جاتا ہے کہ آپ کو ولید بن عبد الملک نے زہر دیا تھا۔ آپ اپنے چچا جناب حسن علیہ السلام کے پلو میں دو سیان فرستان بقیع مدفون ہیں ۹۲۰ھ یا ۹۳۰ھ میں آپ کی وفات واقع ہوئی ہے۔

قال ابن الصباغ المالکی المکی مات مسموماً وان الذی سمی الولید بن عبد الملک ابن صباغ مالکی کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال زہر سے ہوا ہے اور یہ تحقیق ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دیا تھا۔

وکان یخطب بالحناء والکندر وقیل بالسواد رتد کرہ خواص الامہ اور آپ اپنی ریش مبارک کو حنا اور کتھم سے خنسا بکھا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ رسمہ کیا کرتے تھے۔

توفی فی ثانی العشر محرم ۹۳۰ھ وکان عمرہ اذ ذاک سبعاً و خمسین سنۃ رتد کرہ خواص الامہ آپ کا انتقال بارہویں محرم ۹۳۰ھ کو ہوا ہے اس وقت آپ کی عمر ستاون برس کی تھی۔

واولادہ خمسۃ عشر احد عشر ذکراً واربعة اناث۔ واشہرہم محمد المکنی بابی جعفر الملقب بالباقر۔ آپ کی پندرہ اولاد ہیں تین گیارہ مرد چار عورتیں سب سے زیادہ تر شہرہ امام محمد بن حنفی ابو جعفر کنیت اور باقر لقب ہے۔

مناقب امام محمد باقر علیہ السلام

وهو ابو جعفر الباقر محمد بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب امہ ام عبد اللہ بنت الحدیہ ابن الحسن بن علی وهو عاشی من ہاشمیین واما سبب الباقر من کثر سجودہ بقبر السجود جہتہ ای فقہا ووسعها وقیل لغزارہ علمہ۔ قال الجوهري فی الصحاح البقرۃ التوسع فی العلم۔ قال وکان یقال لمحمد الباقر للبقرۃ فی العلم ولیمی المشاکر والهادی رتد کرہ خواص الامہ) وفی صواعق محرقہ سبب بلایہ من بقرا الارض ای شقها واثار غیباتها ومکانها فکلذلک هو اظهر من غیبات کتوز المعارف وحقائق الاحکام واللطائف ما لا یحقی الا علی مہ تسوئ وفاسد الطویۃ والسریق ومن ثم قیل هو باقر لعلمہ وجامعہ وشاہدہ ودرندہ وصفاۃ لہ فی ذکاء علمہ وطہرت نفسہ وشرف خلفہ وعمرت اوقاته بطاعۃ اللہ ولہ من الرسوخ فی مقامات العائزہ ما تکل عند السنۃ الواصلین ولہ کلمات کثیرۃ فی السلوک والمعارف لا یجملها ہذا الجمل وکناہ شرفان بن المدینی روی عن جابر انہ قال لہ وهو صغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

یسم علیک فقیل له وکوت خلائک قال وکنت جالسا وعند الحسن فی حجره ویلاعبه فقل یا جابر
یولد له مولود اسمہ علی اذا کان یوم القیامۃ ینادی منادی یلقیہ سید العابدین فیقوم
ولہ خیر یولد له ولد اسمہ محمد خازن رکبہ یا جابر فقرأہ منی السلام یقے باقرت من بقر
الارض ہواخوہ ہے یعنی زمین کو پہاڑ کر اسکی مخضیات کو ظاہر کرنے والا جناب امام کو اسلئے باقر
کہتے تھے کہ وہ نبی صاف اور حقان احکام اور حکمت اور لطائف کے سرستہ خزانے ظاہر فرمائی
تھے جو بصیرت کے اندر ہے اور فاسد طبیعت والے پر نہیں ظاہر ہوتے۔ اور اسوجہ سے ہی ان کو
باقر کہا جاتا تھا کہ وہ علم کے باقر اور جامع اور مشہور کرنیوالے اور کچھ کو بلند کرنے والے تھے جناب
امام کا قلب صاف اور علم روشن اور نفس پاک۔ اور خلقت شریف تھی۔ انکی اوقات خدا کی
طاہت سے معمور تھے۔ اور عارفوں کی سیر و مقامات میں ہتھکڑی رہتے تھے۔ کہ وصف کرتے
والوں کی زبان اس سے قاصر ہے۔ سلوک اور معارف میں انکے اقوال نہایت کثیر ہیں۔ اس
رسالہ میں ان کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ابن عدنی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں
کہ جابر رضی اللہ عنہ امام باقر علیہ السلام سے کہتے گئے۔ وہ اتنا لیکر وہ ابی نہایت صغیر السن
تھے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حاضرین نے پوچھا یہ کیوں کر
ہو سکتا ہے۔ جابرنے کہا کہ میں ایک روز سرور عالم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا
اور حسین علیہ السلام انکی گود میں کھیل رہے تھے سرکار نے فرمایا کہ اسے جابر حسین کا ایک لڑکا ہوگا
جسکا نام علی رکھا جائے گا۔ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا کہ سید العابدین اثنین اثنین
امام حسین علیہ السلام کا وہ بیٹا اٹھے گا۔ پیر اسکا ایک میاں محمد ہوگا۔ اسے جابر اگر تو ہوقت
زندہ رہے تو ہیکو میرا سلام کہیو۔

قال المنادی فی طبقاتہ سمی باقر لانہ بقرا العلم ای شقہ فعرف اصلہ ولد محمد باقر
بالمدينة فی ثالث صفر سنہ قیل قیل جدہ الحسن ثلاث سنین۔ کنیتہ ابو جعفر۔
القابہ الباقر۔ والشافکر۔ والہادی عبد الرؤف منادی اپنی طبقات میں لکھتے ہیں کہ آپ
کا نام باقر اسلئے رکھا گیا ہے کہ انہوں نے علم کو پہاڑا ہے۔ باقر مشتق ہے بقر کے جس
کے معنی پہاڑ نے کہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام کے صغر کی تیسری تاریخ کو اپنے جد امجد امام
حسین علیہ السلام کی شہادت کے عین میں بس پہلے مدینہ شریف میں تولد ہوئے انکی کنیت ابو
جعفر اور القاب باقر اور شاکر۔ اور ہادی ہیں۔

قال ابن سعد محمد الباقر من الطائفة الثالثة من التابعين من اهل المدينة كان عالماً عابداً ثقة ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ امام محمد باقر تابعین اہل مدینہ کے تیسرے طبقہ میں سے تھے بڑے عالم اور عابد اور ثقہ تھے ۔

روى عن ابيه وجده الحسن والحسين وجابر وابن عمر وطائفة وعنه ابنه جعفر الصادق و عطاء وابن جريح و ابو حنيفة و الاوزاعي و الزهري و خلق و ثقته الزهري و غيره ذكره النسائي في فقهاء التابعين من اهل المدينة لطبقات الحفاظ للذہبی) آپ کے اپنے والد اور اپنے اجداد امام حسن و حسین علیہم السلام اور جابر بن عبد اللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر ایک طائفہ صحابہ سے حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور آپ کے آپ کے بیٹے امام جعفر صادق اور عطاء اور ابن جریج اور امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی اور زہری وغیرہ نے حدیث کو لیا ہے اور ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ جس نے کہ سب سے اول حدیث کو تدوین کیا ہے آپ کو حدیث میں ثقہ لکھا ہے اور امام نسائی نے اہل مدینہ کے فقہائے تابعین میں آپ کا ذکر کیا ہے ۔

قال ابو يوسف قلت لابي حنيفة لقيت محمد بن علي قال نعم وسالته يوماً فقلت اراد الله المعاصي فقال ابص الى به قهراً قال ابو حنيفة فما رأيت جواباً الفخر منه (تذکرہ خواص الامم) قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا آپ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے وہ کہنے لگے ہاں میں اس نے ملاقات اور یہ پوچھا تھا آیا خدا تعالیٰ کا ارادہ کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا آیا اللہ تعالیٰ قرعے گناہ کر سکتا ہے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اس سے کوئی شاندار جواب نہیں دیکھا ۔

قال عطاء ما رأيت العلماء عند احد اصغر علماً منهم كعند ابي جعفر لقد رأيت المحكم عند كل من مغلوباً (تذکرہ خواص الامم) عطاء کہتے ہیں علما کو از رو سے علم کسی کی پاس بقدر اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتی ہوئے نہیں دیکھا جس طرح سے کہ وہ اپنے آپ کو جناب امام ابو جعفر محمد باقر کی روبرو سمجھتی تھے۔ میں نے حکم کو ان کے سامنے مغلوب پایا ہے ۔

وقوفي مسموماً كابية وهو علوي من جعتابيه وامه ودفن ايضا في قبة الحسن توفي مثله عن ثمان وخمسين (صواعق محرقہ) آپ ہی اپنے والد ماجد کی طرح سے سوم شہید ہوئے ہیں آپ مایاب دونوں کچلرن سے علوی تھے آپ ہی نزار نقیر میں جناب امام حسن علیہ السلام کے گنبد کے اندر دفن ہوئے ہیں آپ کی وفات ۸۰ سالہ میں ہوئی۔ آپ نے اثنائے برس عمر پائی ۔

قال الذهبی فی طبقاتہ مات سنۃ ۳۳۰ وھو ابن سنیۃ ذہبی بنی طبقاتہ میں اپنی سند وفات ایک سو چودہ برس اور عمر تہتر برس لکھتا ہے *

قال صاحب الارشاد لم ینظر من احد من علم الدین والسنن وعلم القرآن والمسیر والفنون الا کذا ما ظہر عن ابی جعفر رحمہ اللہ الباقی وعلی ابائنا السلام صاحب ارشاد لکھتا ہے کہ جب تک علم دین اور سنن اور علم قرآن اور سیر اور فنون اور دیگر جناب ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے ظاہر ہوئی ہیں وہ کسی ایک سے ظاہر نہیں ہوئے *

عن زید بن ابی حازم قال کنت مع ابی جعفر محمد بن علی الباقی فرمنا زید بن علی الخو فقال ابوجعفر اما رأیت هذا لیخرجن بالکوفة ولیقطن ولیطافن برأسه فکان کما قال (صواعق محرقہ) زید بن ابی حازم سے منقول ہے کہ میں امام ابوجعفر محمد علی الباقی علیہ السلام کی وصیت میں حاضر تھا کہ زید بن علی آپ کے چوٹے بہائی ہمارے پاس سو ہو کر گذرے جناب امام نے فرمایا ہر کو دیکھتے ہو کہ یہ کوفہ کی طرف جا بیگا اور مارا جا بیگا اور اسکا سر تمام شہر میں پھرایا جائیگا پس جب کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا *

امام جعفر صادق علیہ السلام

هو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ علی ابائنا السلام وروی عنہ ان ابی سمانی جعفر اعلم علی اسم کثر فی الجنة کنیتہ ابو عبد اللہ وقیل ابو اسمعیل ویلقب بالصادق والصابر والفاضل والطاهر (تذکرہ خواص الامہ) آپ کا اسم مبارک جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ خود آپ روایت فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرا نام جنت کی ایک نہر کے نام پر جعفر رکھا ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور بعض نے نزدیک ابو اسمعیل ہے۔ صادق اور صابر اور فاضل اور طاہر آپ کے القاب ہیں *

ولد بالمدينة سنۃ ۳۳ وقیل سنۃ ۳۴ (طبقات المنادی) آپ سنۃ ۳۳ میں تولد ہوئے ہیں۔ امہ فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وام القاسم اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ولد لک کان یقول ولد فی ابوبکر مرتین (طبقات الخاظ للذهبی وطبقات المتکون) آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہے۔ اور قاسم کی ماں کا نام اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہے ہی لیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

محمد و فوج جناب ہے ۔

روی عن ابيه والزهري وناضر وابن المنكر وعنه الثوري وابن عيينة وشعبة ويحيى القطان ومالك وابنه موسى الكاظم وطبقات الحفاظ) آپ اپنے والد ماجد اور زہری اور نافع اور ابن المنکر سے حدیث کو اخذ کر رہے ہیں اور آپ کے سفیان ثوری اور ابن عیینہ اور شعبہ اور یحییٰ القطان اور امام مالک اور آپ کے فرزند ارحمہ جناب امام موسیٰ کاظم نے حدیث کو روایت کیا ہے ۔
وفي الصواعق روی عنه جماعة من اعيان الائمة كعبيد بن سعيد وابن جريم ومالك بن انس و
الثوري وابن عيينة وابو حنيفة وابو ايوب السجستاني وقال ابو حاتم جعفر الصادق ثقة لا يسل
عن مثله ملازمین حجر صواعق محرقین لکھتے ہیں کہ اعیان ائمہ میں سے ایک جماعت مثل عجب بن
سعید و ابن جریر اور امام مالک النسر اور امام سفیان ثوری اور عثمان بن عیینہ اور امام ابو حنیفہ ابو ایوب
السجستانی نے آپ کے حدیث کو اخذ کیا ہے اور ابو حاتم کا قول ہے کہ جناب جعفر صادق ایسے ثقہ ہیں کہ دوسرے
شخصوں کی نسبت ہرگز نہیں پوچھا جاتا ۔

قال علماء السيرة قد اشتغل بالعبادة عن طلب الرياسة وذكر حافظ ابو نعیم في حلیۃ الابرار عن
عمر بن المقدم قال كنت اذ افطرت مالي جعفر بن محمد علمت انه من سلالۃ النبیین (صواعق
محرقہ) تمام علماء سیر کا اتفاق ہے کہ آپ ہمیشہ ریاست کی طلب کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہے ہیں
حافظ ابو نعیم علیہ السلام لا بار میں عمر ابن المقدم سے ناقل ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ حبیب میں امام جعفر صادق
علیہ السلام کو دیکھتا تو مجھے خیال ہوتا کہ یہ انبیاء کرام کے سلالہ ہیں ۔

وسعی بعند المنصور لما حمله فاحصر الساعی بلبث شهيد قال له اتخلفت قال نعم فحلف يا الله
العظيم فقال احلف يا امير المؤمنين بما اراد فقال حلفه فقال له قل - برئت من حول الله
وقوته - والقيات الرجل وقوى لقد فعل جفركذا وكذا فامتنع الرجل ثم حلف حق مات
مكافه فقال امير المؤمنين لجعفر كما باس عليك انت المبرأ الساحة المأمون الغاية ثم انصرف فلحقه
الربيع لجائن حسنة وكسوة مستغنية (صواعق محرقہ) لکھتے ہیں کہ جب منصور مجھ کو گایا تو کسی شخص نے
اسکے پاس جناب امام کی نسبت ایک بہتان بیان کیا جب وہ بہتان دوسرے نے والا شہادت ادا کرنے کے
لیے آپ کے سامنے حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہے یا نہیں کہ میں کھا سکتا ہوں
اور خدا کے قسم کھائی ۔ آپ نے منصور سے فرمایا یا امیر المؤمنین جس طرح سے ہم چاہتے ہیں اس طرح سے
ہم اسکو قسم کھلائیں منصور نے کہا آپ اس طرح سے اسکو قسم کھلائیں ۔ آپ نے اس شخص سے کہا تو اس طرح

سے قسم کھا کہ میں خدا کی قسم اگر اپنی قوت اور توانائی کی طرف پناہ پکڑتا ہوں بے شک جبر
نے ایسا ویسا کیا ہے پہلو اس کے کسی نے ایسی قسم کھانے سے انکار کیا ہے قسم کھائی اور اسی جگہ پر گیا
منصور نے آپ کو عرض کیا آپ جے عمر پر میں اپکا ساحت شک سے پاک ہے اور آپ آخر کار اس میں پیر
حبیب آپ وہاں سے لوٹے تو آپ کو منصور کا غلام ربیع نامی عمدہ جائزہ اور بیماری کسوت لپی ہوئے ملا۔

قتل بعض الطغاة مولانا فلم یزل لیلة یصلی ثم دعا علیہ عند السحر فسمعت الاصوات یقولون
ولما بلغه قول الحكم بن عباس الکلبی حصلنا لکم زیاد علی جن وعفلة + ولم نزل

علی الجذع یصلب + قال اللهم سلط علیہ کلبا من کلابک فاستر سدا لاسد رصواعق

محرقہ) روایت ہو کہ ایک کے بعض معاشقوں میں سے ایک کو ایک غلام کو مار ڈالا۔ آپ تمام رات غارتی
رہے صبح کے قریب آپ نے دعا فرمائی اور اسکے نزدیک آوازہ سنا۔ اور حبیب آپ کو حکم بن عباس کے

شعر کی خبر لگی کہ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اپنے تمہارے زید کو درخت کے تنہ سے پھانسی دیا ہے اور
کسی عہد ہی کو نہیں دیکھا کہ کسی درخت کے تنہ سے ویسا کیا ہو آپ نے شعر سن کر اپنے کتوں میں ایک کتا اُس پر سلا کر اس کو شیر نے ہار ڈالا

ومن مکاشفاتہ اراد بنو هاشم مبايعه محمد الملقب بالنفس الزكية واخيه في اواخر دولت
بنی امیہ وضعفهم وارسل جعفر لیبایعہما فامتنع فقال والله لیست لی ولا لہما۔ انہما

لما احب القیاد الاصفہ لیلین بہا صبیانہم وغلا انہم وكان المنصور العباسی یومئذ
حاضرا وعلیہ قبالہ اصفہ فما زالت کلمۃ جعفر تعمل فیہ حتی ملکوا۔ وسبق جعفر الی الخ لک والد

الباقر فانه اخبر المنصور بملک الارض شرقها وغربها وبطول مدتها۔ قال له المنصور مدتی بنی
امیہ اطول ام مدتہا فقال مدتی ولیلین بهذا الملك صبیانکم کما بالاکتہ فلما

الخلافۃ للمنصور تعجب من قول الباقر رصواعن محرقہ آپ کے مکاشفات میں سے ہے کہ دولت
بنی امیہ کی آخری وقت میں جبکہ ان کو ضعف پیدا ہو گیا بنی ہاشم نے محمد الملقب بالنفس الزکیہ اور

اسکے بہائی سے بیعت کرنا چاہا۔ اور جناب امام جعفر کو یہی بیعت کی تکلیف دی آپ نے بیعت سے
انکار فرما کر کہا واللہ بینہ میرے لیے ہے نہ ان دونوں کے لیے بلکہ زرد کپڑے والے کو واسطے ہر

اسکے بچے اور لڑکے اسکے ساتھ کہیں بھیجے منصور عباسی اس وقت موجود تھا۔ اور زرد رنگ کے کپڑے
پہنے ہوئے تھا۔ پس آپ کے پیش گوئی نبی عباس میں ظہور کیا اور منصور سلطنت کا مالک ہو گیا اور

آپ سے پہلے آپ کے والد ماجد امام محمد باقر نے منصور کو بادشاہ ہونے سے آگاہ کیا تھا۔ اور اس کی
سلطنت کو حدود شرقیہ اور غربیہ اور طول مدت سے خبر دی تھی منصور نے حضرت باقر سے پوچھا

تہا کہ نبی امیہ کی مدت سلطنت زیادہ ہوئی یا پہلی مدت سلطنت اچھے اس کے بیان کیا تھا کہ تمہاری مدت سلطنت بہت زیادہ ہوگی اور تمہارے بال بچہ اس ملک کے ساتھ کہیں گے جس طرح سے کہ گیند کے ساتھ کہیلا جاتا ہے جب منصور کو خلافت ملگئی تو جناب باقر علیہ السلام قول کو یاد کر کے تعجب کیا کرتا تھا ۔

اخرج ابوالقاسم الطبري من طريق بن وهب قال سمعت الليث بن سعد يقول حججت ثلاثاً وعشرواًة فلما صليت في المسجد رقيت ابا قبيس فاذا رجل خالس يدعوني فقال يا رب يا رب حتى انقطع نفسي ثم قال يا حي يا قاضي انقطع نفسي ثم قال الهوان في اشتى العنب فاطحنه والله ما ن بردى قد خلقا فاكسني - قال الليث والله ما استتم كلامه حتى نظرت اليه في مملوق وليس علي الا من يومئذ عنب واذا برين موضوعين لم ار مثلهما في الدنيا فاراد ان ياكل فقلت انا شريكك فقال ولم فقلت لانك دعوت وكنت امن - فقال تقدم وكل فقد مت واكلت عنباً لم اكل مثله قط ما كان به جم فاكلنا حتى شبعنا ولم تتغير الصلة فقال لا تدخروا ولا تجاء منه شيئاً ثم اخذ احد البردين ودفع الى الآخر فقلت انا بعني عنه فاتز به باحدهما وارتي بالآخرى ثم اخذ برديرا فخلقين ونزل وهما بيضاء فلقيه رجل بالسعي نقلاً اكسني يا بن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما كسانا الله فانتى عريان فدفعها اليه فقلت له من هذا قال جفرا الصادق فطلبته بعد ذلك لاسمع منه شيئاً فلما قد راع عليه رصواعق محرقه ابوالقاسم طبري اپنی تاریخ میں ابن درہب کے طریق سے نقل کرتے ہیں کہ سینے لیٹ ابن سعد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں سترہ میں حج کرنے کو گیا۔ میں عصر کی نماز پڑھ کر جبل البقیس پہنچا۔ کہا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا دعا مانگ رہا ہے اور یارب یارب کہتا ہے بہا شک کہ اسکی آواز منقطع ہوگئی پھر اس نے یا حی یا قیوم کہا یہاں تک کہ پھر اسکی آواز بند ہوگئی۔ پھر دعا کی کہ اے ہی میں انگوڑی اتر دو رکشا ہوں تو مجھے انگوڑی کہلا۔ اور میری دو نو چادرین پانی ہو گئی ہیں بچے نیا لباس پہنا۔ لیٹ کہتا ہوں والدہ اپنی انکی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ سینے انگوڑی کے پھری ہوئی ایک پیاری دیکھی ان دنوں دنیا میں کہیں انگوڑی کا پتہ ہی نہیں تھا۔ اور دونوں چادرین اس کے ساتھ دھری ہوئی تھیں کہ میں دنیا میں دسی چادرین نہیں دیکھی تھیں پس وہ انگوڑی کھانے لگے سینے کہا میں ہی آپ کا شریک ہیں کہنے لگے کیوں سینے کہا جب آپ دعا کرتے تھے تو میں آمین کہتا تھا کہنے لگے آگے بڑھ آمین آگے بڑھ کہانے لگا سینے ایسے لذیذ انگوڑی نہیں کھاتے اور ان میں وہ نہیں تھا

پہم کہا کر سیر ہو گئے اس ٹپاری کو دیکھا کہ وہ بھی ہجری ہجری آیا ہے اس سے ذخیرہ مت کر سیر
 نہ چپا سیر پر ایک چادر بھکودی میں نے کہا مجھے اسکی ضرورت نہیں آپ نے ایک کو اوڑھ لیا اور دوسری کا
 تہ بند بنایا اور دونوں پرانی چادرین ہاتھ میں لیے ہوئے نیچے اترے ایک آدمی ملا کہنے لگا یا بن
 رسول اللہ آپ مجھے لباس پہنائیں تصدق اسکے کہ خدا نے آپ کو لباس پہنایا ہے کیونکہ میں رنگاہوں
 اپنے دونوں چادرین اسکو دیدین میں نے اس سائل سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے کہا یہ امام جعفر صادق
 علیہ السلام ہیں۔ اسکے بعد پیر مینے آپ کو بہت ڈھونڈا تا کہ میں آپ سے کوئی حدیث سنوں لیکن
 میں نے آپ کو نہ پایا۔

توفی مسئلہ اربع و ثمانین و مائتہ مسموماً (صواعق محرقہ) آپ مسئلہ ہجری میں زہر سے فوت
 ہوئے۔

قال ابن الصباغ المالکی المکی مات جعفر الصادق مسئلہ فی شوال ولہ من ثمان وستون سنہ
 فقال انہ مات مسموماً فی ایام المنصور ودفن بالبقیع واولادہ سبعة وستہ واشہرہم کاظم
 ومن تصنیفاتہ کتاب الجفر (تذکرہ خواص الامہ) ابن الصباغ المالکی المکی کہتے ہیں کہ جناب امام
 جعفر صادق مسئلہ شوال کے مہینے میں زہر سے فوت ہوئے اہل ارشاد برس کی قوی منصف کی غلات
 کے دنوں میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور ضرار بقیع میں دفن ہوئے آپ کی اولاد چھ بیاسات تھے جن میں
 سے زیادہ مشہور جناب امام کاظم ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں کتاب جفر و النجاس ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ہو موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابی طالب السلام ولد موسیٰ کاظم
 بالابواء مسئلہ امہ اولد بقال لہ حمید البربریہ کنیتہ ابو الحسن والقبابہ کثیرۃ کاظم
 والصابر والصلح والامین (تذکرہ خواص الامہ) آپ کا نام موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین
 بن علی ہے آپ کا تولد ابوار ایک موضع کا نام ہے جو بامین نکہ اور مدینہ کے ہے جانیہ جناب رسالت
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مادر مہربان آمنہ خاتون کا مرقہ مطہر ہے۔ اور صاحب قاموس کے نزدیک ابوا
 میں عبداللہ والد ماجد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے اور حضرت آمنہ خاتون کا مزار
 دار اربعہ میں ہے۔ جو مکہ کے ایک گھر کا نام ہے (بعض کے نزدیک امام محمد باقر بھی ابوا میں ہی قلم
 ہوئے ہیں) میں مسئلہ کو سہا امایکی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا اسم مبارک حمیدہ ہر پیتھا

آپ کی کنیت ابو الحسن ہے اور الکاظم اور الصابر اور الامین آپ کے القاب ہیں۔

وكان يكنى عبداً للصالح لكثرة عبادته واجتهاده وقيامه الليل وكان اذا بلغه عن احد يؤذيه يبعث اليه بال (طبقات الحفاظ للذی) باعث کثرت عبادت اور اجتماعات اور بیداری کے آپ کو عبد الصالح ہی کہتے تھے جیسا آپ آگاہ ہو جاتے کہ کوئی آپ کی انذار سالی کے درپے ہے تو آپ کچھ مال اس کے پاس بھیج دیتے۔

فی فصول المهمة كان موسى الكاظم عبداً لاهل زمانه واعلمهم واسخاهم كفاوا كرمهم نفساً وكان يفتقد فقراً اهل المدينة فيحتل اليهم الدراهم والدنانير الى بيوتهم ليلا وكذلك التفقات ولا يعلمون من اي جهة صلحهم ذلك ولم يعلموا بذلك الا بعد موته فصول مهمة ہیں کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ عابد اور سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ سخی ہاتھ والے اور بزرگ نفس والے تھے آپ فقراء اہل مدینہ کے حال پر مہربانی فرماتے اور ان کے گھروں میں درسم و دینار اور کماز وغیرہ بھیجتے اور ان لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ کسان سے آتا ہے اور یہ راز ان پر امام کی وفات تک کھلا ہے۔

وفي السواحق وكان معروف عند اهل العراق بباب قضاء الخواجة عند الله اعبد اهل زمانه واسخاهم علام من حجر صواحق محرقه میں کہتے ہیں کہ جناب کاظم علیہ السلام اہل عراق میں خدا کی طرف سے حاجتوں کے پورا ہونے کا دروازہ مشہور تھے اور اپنے زمانہ میں سب لوگوں سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ عابد تھے۔

(روایضا فیہ) سالہ الرشید کیف قلتم نحن ذریت رسول الله صلی الله علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَاٰلِہٖ وَسَلَّم علی قتلا موسیٰ ومن ذریتہ داؤد و سلیمان الی اترقالی عیسیٰ و لیس لہ اب ایضا فنزحاج بک من بعد ما جاء من العلم فقل قالوا ندع ابناؤنا وابنائکم الایہ ولیدع رسول الله صلی الله علیہ وسلم عند سبائل النصارى غیر علی وفاطمة والحسن والحسين فكان الحسن والحسين هما الابناء کہتے ہیں کہ مارتن رشید نے آپ کے بچھا کہ آپ اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کہلاتے ہیں۔ اور آپ تو علی کی اولاد ہیں۔ جناب امام موسیٰ کاظم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی کہ ابراہیم کی ذریت کو داؤد اور سلیمان تھے۔ بیان تک کہ حضرت عیسیٰ کے نام تک پہنچو اور فرمایا کہ عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا۔ اور دوسری یہ آیت پڑھی کہ پس جو کوئی تجھے جگڑے اس کے بعد کہ جسکا تجھے علم آگیا ہے پس کہہ دے کہ آؤ ہم پکاریں اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو۔ آخر آیت کہ

پڑ کر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اہل نصاریٰ کے مقابلہ میں سوا علی اور فاطمہ اور حسین علیہم السلام کے دوسرے کسی کو نہیں لے گئے۔ پس حسین آپ کے اپنا بھائی ہے۔

ومن بدیع کراماتہ ما حکا ابن الجوزی ورامہ مہزی وخیرہما عن شقیق البلیخی انہ خرج حاجا سنہ تسع واربعین ومائۃ فراءہ بالقادسیۃ متفرحا عن الناس فقال فی نفسہ ہذا فقی من الصوفیۃ ازیکوت کلا علی الناس فمقی الیہ فقال یا شقیق اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم فاراد ان یحالیہ فغاب عنہ عن عینیہ فماریاہ الا بواقصہ یصلی واعضائہ تضطر ودموعہ تتجاوز۔ فجاد الیہ لیعتذر فحقف فی صلوٰتہ فقال لہ وانی غفار لمن تاب امن فلما نزلوا رمالہ راہ علی بئر سقطت رکوۃ فیہا فذعی فطغی الماء حق اخذھا وقوض وصلی اربع رکعات ثم مال الی کثیب رمل فطرح منہ فیہا وشرب فقال لہ اطعمنی من فضل ما رزقک اللہ تعالیٰ فقال یا شقیق از سرید لم تزل انعم اللہ علیک ظاہرہ وباطنہ فاحسن ظنک بربک فتاولینہا فشریت منها فاذا سویق وسکر وما شربت واللہ الذی منہ ولا الحیل یحافضت ورویۃ واقبت ایا ما کلا اشتی شرایا ولا طعاما ثم لمرارۃ الا بمکۃ وهو بغلمان وغاشیۃ وامور علی خلاف ما کان علیہ بالطریق (صواعق محرقہ) آپ کی کرامات بدیعہ میں سے ایک وہ حکایت ہے جس کو ابن الجوزی اور اہل مہرزی رحمہما اللہ نے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ۱۲۹ھ ایک سوانچاس میں شقیق حج کرنے کو گئے اور قادیان میں جناب امام کاظم کو دیکھا کہ لوگوں سے جریدہ طور پر پشیریت لیجا رہے ہیں شقیق اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ نوجوان صوفی یہ جاہتا ہے کہ لوگوں کا بار خاطر بنے آپ شقیق کے پاس سے ہو کر گذرے اور یہ آیت پڑھی کہ راسے شقیق (تم یہ پیر کرو بہت سارے لوگ ان کے بعض گمان ہیں شقیق کا کہ کہیں ایک جگہ آپ کی معیت میں فروکش ہوں۔ لیکن آپ شقیق کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے پھر آپ کو واقصہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے تمام عصا کاٹ رہے ہیں اور آنسو جاری ہیں شقیق آپ کی خدمت میں عذر کرنے کے لیے حاضر ہوئے آپ نے اپنی نماز میں تخفیف فرما کر یہ آیت پڑھی کہ زمین بخشنے والا ہوں اس کو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا) جب رمالہ میں پہنچے تو شقیق نے پیرانگو دیکھا کہ ایک کوئین میں آپ کا لوتا کر گیا ہے اور آپ پناہ دے لے کو لٹکا اور کوئین میں باہنی بلند ہو گیا بیاسک کہ آپ نے لوتا پکڑ لیا۔ اور وضو فرمایا اور نماز کی بار رکعات پڑھیں پھر ریت کے ایک ٹیلے کی طرف متوجہ ہوئے اس سے تھوڑی سی ریت لیکر لوٹے

میں ڈالی اور پینے لگے شقیق نے عرض کیجو کچھ کہ آپ کو خدا نے کمایا ہے آپ کا چوٹا مجھ کو عنایت فرما دین آپ نے فرمایا نہیں اے شقیق اگر تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ ظاہر و باطن خدا تجھے اپنی نعمتیں عطا فرما کرے پس تو اپنے رب کی جانب اپنا گمان نیک رکھا کر پھر اپنے وہ ٹوٹا مجھے دیدیا میں نے اس سے پیاتو وہ ستوا و شکر سے بہرا ہوا پایا۔ میں نے کبھی ایسے لذت مند نہیں چہے تھے اور نہ اس سے زیادہ خوشبودار دیکھے تھے۔ پس میں سیر ہو گیا کئی دن تک مجھ کو پیر ہو کر اور پیاس نہ لگی۔ میں نے پیر راستے میں آپ کو نہ دیکھا جب مکہ میں پہونچا تو دیکھتا ہوں کہ آپ نوکروں اور خدمت گاروں کے درمیان ہوا و شریف لیجا تے ہیں اور جن امور کو میں نے راہ میں دیکھا تھا ان کے برخلاف ٹہری شان و شوکت سے آپ کی سواری جا رہی ہے۔

وكان موسى الهادي حبيباً اولاً ثم اطلقه لانه رأى علياً يقول له هل شئتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم فانته وعرف انه المراد فاطمته لئلا ولما قال له الرشيد حين رآه جالساً عند الكعبة انت الذي يبايعك الناس سراً فقال انا امام القلوة وانت امام النجوم ولما اجتمع امام الوجه الشريف على صاحب الفضل الصلوة والسلام قال الرشيد السلام عليك يا بن عم فقال الكاظم السلام عليك يا ابيت و كانت سبباً لامساكه وحمله معه الى بغداد فحبسه فلم يخرج من حبسه الا ميتاً مقيداً ودفن بجانب الغربي من بعد اذ رصوا عرقاً محرقاً خليفه موسى الهادي نے پہلے آپ کو قید کیا تھا پھر چوڑ دیا کیونکہ اس نے ایک دفعہ جناب علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ اس سے فرما رہے ہیں تم اسی کے سے خلافت چاہتے تھے کہ تم لوگ زمین میں فساد اور قطع رحم کرو۔ موسیٰ الهادی نے خواب سے بیدار ہو کر معلوم کیا کہ اس سے مراد جناب امام ہیں پس آپ کو رات ہی میں رہا کر دیا۔ اور پھر حبس شکنی آپ کو کعبہ کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تو کہا آپ ہی لوگوں سے پوشیدہ بیعت لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں دونوں کا امام ہوں اور تو حسین کا امام ہے جس روز کہ دونوں کا امام اور حسین کا امام دونوں ملکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد بروکڑے ہونگے رشید حضرت سے عرض کرے گا اے ابن عم السلام علیک اور کاظم عرض کرے گا السلام علیک اے میرے باب یہی آپ کی گرفتاری کا سبب ہوا ہارون کشید آپ کو گرفتار کر کے بغداد میں لے آیا اور قید رکھا تا وقت انتقال آپ اس سوراہہ میں ہوئے۔ اور بغداد کی غریب جانب مدفون ہوئے۔

ولما حج الرشيد سعى به اليه قبان الا ووال يحمل اليه من كل جانب حتى يشري صيغة بطلاة

لف دينار فقبح عليه ان قد لامع بالبصر وعيسى بن جعفر بن المنصور طبعته ثم كتب اليه
 رشيد في دمه فاستغفر و اخبرانه لم يبلغ على الرشيد ان لم يمكن يرسل من يسله والاخلى
 بيده فبلغ الرشيد كتابه فكتب للسك ابن شاهرهك بتسليمه وامره فيه فجل له سما في طعامه
 قدامه في طبع فتوكل ومات بعد ثلاثة ايام وعمره خمسة وستون سنة (رمو اعق محرقه
 بخله بارون رشيد حج کرنے کو گیا تو جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کی نسبت کے بغیر کہ پاس کایت کی
 ی کہ آپ کے پاس ہر طرف سوال آتا ہے اور آپ نے تیس ہزار دنیا کی زمین خریدی ہے رشید کو اس پر
 نہندہ کر لیا اور عیسی بن جعفر بن منصور کو عالم بھیج کر آپ کو قید کر دیا۔ ایک سال تک آپ قید میں رہے
 پر ان کے قتل کے لیے عیسے کو لکھا عیسے نے آپ کا قتل کرنے سے معافی چاہی اور یہ لکھ بھیجا کہ خلیفہ کسی
 ذمی کو بھیج دین تاکہ میں امام کو اسکے سپرد کر دوں۔ اگر نہیں بھیجے گا تو میں انکو جو بڑا لگا جب رشید
 کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے لکھ بھیجا کہ امام کو سدی بن شاکر کے سپرد کر دے اور سدی کو جناب
 امام کے قتل کرانیکا حکم بھیج دیا اور سدی آپ کے کہانے میں نہ ہر ملا دیا۔ کہتے ہیں کہ کچھ دن میں آپ
 وزیر ہو گیا جس سے آپ لوٹ پوٹ ہوتے تھے تین دن کے بعد انتقال فرما گئے آپ کی عمر ہر وقت پیشہ
 برکت تھی *

وتوفي في جنس من شهر رجب سنة ۳۱۰ و اولاده في فصول المهمل سبعة وثلاثون واشهرهم
 على الرضا آپکا انتقال پانچویں رجب ۳۱۰ کو ہوا۔ اور فصول ہمد کے مصنف نے ۷۳۱ آپکی اولاد
 کے آدمی لکھے ہیں *

ومن مصنفاته مسند الامام موسى بن جعفر الكاظم رواه ابو نعیم الاصفهانی صاحب جلیة
 الابرار رکتف الطنون فی اسامی لکتاب والفتون ایک مشہور تصانیف میں جو سند پر ہے اور
 ابو نعیم اصفہانی صاحب جلیة الارباب نے آپ پر روایت کیا ہے *

امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام

ولد علی بن موسی الرضا بالمدينة سنة ۳۱۰ وقيل سنة ۳۱۱ امام ولد يقال له امام البنين و
 اسمها روى كنية ابو الحسن القاب الرضا والصابر والزكي والولي ركن خواص الامم
 جناب امام علی بن موسی الرضا علیہ التتمة والثناء سنة ۳۱۱ کو مدینہ طیبہ میں تولد ہوئے آپکی
 والدہ ماجدہ ام الولد تھیں جنکو بعض نے ام البنین لکھا ہے۔ انکا اسم خدیجہ اردی تھا

جناب امام کی کنیت ابو الحسن اور القاب ضامن اور صابرہ اور زکی اور ولی ہیں *

قال ابراهيم بن العباس ما رأيت اعلیٰ منة كان المأمون یمتحنه بالسؤال عن كل امر فحجبه الجواز الثاني وكان قليل النوم كثير الصوم لا يفوت صوم ثلاثة ايام من كل شهر وكان كثير الخیر اكثر ما يكون في الليالي المظلمة وكان جلوسه الصیف علی صیر في الشتاء علی مسجد تذكره خواطی الامیر ابی اسیم بن عباس کہتا ہے کہ میں نے ان سے زیادہ کسی عالم نہیں دیکھا مامون اکثر سوالات میں ان کا امتحان لیا کرتا تھا۔ اور آپ اسکو جواب شافی دیا کرتے تھے۔ آپ بہت کم سوتے تھے۔ اور روزے کثرت سے رکھا کرتے تھے۔ ہر مہینے کے تین دن کے روزے آپ نے کبھی نہیں فوت کیے آپ اکثر اندر ہی راتوں میں خیرات دیا کرتے تھے۔ اور گرمی کے دنوں میں چٹائی پر اور جاڑے کے دنوں میں کنبل پر بیٹھا کرتے تھے *

وفي الصواعق هو ابنهم ذكرا واجلهم قدام من ثم احله المأمون محل محجة وانكح ابنته واشترکہ فی مملکتہ وفوض الیہ امر الخلافة فانه كتب يده كتابا سنة احدى ومائتين با على الرضا ولي عمه واشهد عليه جمعا كثيرا لكنه توفي قبله فاسف عليه كثيرا واخبر قبل موته بانه ياكل عذبا اور مانا مسموما وان المأمون يريد دفنه خلف الرشيد ولم يستطع وكان في لك كله كما اخبر به (صواعق محرقة) صواعق محرقہ میں ہے کہ سیادت سوارز و ذکر کے روشن ترین اور قدر میں سب سے برتر میں اسوجہ سے مامون نے اپنے سینہ میں انکو جگہ دی تھی اور اپنی بیٹی کے ساتھ انکا نکاح کیا تھا۔ اور اپنی مملکت میں شریک بنایا تھا اور خلافت انکی طرف سپرد کر کے نشہ ہجری میں ایک جماعت کی گواہی سے آپکی ولی عہدی کا عہد نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا۔ لیکن آپ اس سے پہلے انتقال فرما گئے جس پر مامون کو نہایت افسوس ہوا آپ نے اپنی موت سے پہلے آگاہ کیا تھا کہ آپکو زہر دارانگور یا انار کھلا یا جابنگا مامون کا ارادہ تھا کہ مرنے کے بعد رشید کے پہلو میں خود دفن ہو لیکن یہ بات اسکو حاصل نہ ہوئی اور مامون کی جگہ پر جناب امام دفن ہوئے۔ یہ سب خبریں جناب امام نے اپنے انتقال سے پہلے بیان فرمائی ہیں *

عن موسى بن عمران قال رأيت عليا الرضا في مسجد المدينة وهارون الرشيد يخطب قال تروني اياه ندفن في بيت واحد رتد كن خواص الامہ موسى بن عمران ناقل ہیں کہ میں نے جناب امام علی الرضا علیہ التحیۃ والتنا کو مدینہ کی مسجد میں دیکھا اسوقت ہارون رشید منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا آپ فرمایا میں کہتا ہوں کہ میں اور یہ بیٹے ہارون رشید ایک گھر میں دفن ہونگے *

ومنہ الیہ معروف الکوفی استاذ السری لسطی لانه اسلم علی یدہ رواۃ الحاکم (معروف کوفی ہستی
سری سطلی حجتہ اسد علیہ جناب امام علیہ السلام کے غلاموں میں سے تھے کیونکہ وہ آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ سلام
ہوئے تھے)۔

عن محمد بن عیسیٰ بن جریب قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ فی المنام فی مسجد الذی یتزل الجحجر فیہ
بلدنا فملت فوجدت عند طبعها من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فناولنی عنہما فی تمر فقلنا
کان بعد عشرين یوما قدام ابو الحسن علی المرتضیٰ من المدینۃ وتزل فذلک المسجد وھرج الناس للسلام علیہ
فمضیت نحو فاذا ھو جالس فی موضع الذی رأیت النبی صلی اللہ علیہ سجد جالساً فیہ وبن یدہ یطبق
من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فملت علیہ فاستدنا فی وناولنی قبضۃ من ذلک التمر فاذا اعدتھا
بعد ما ناولنی النبی صلی اللہ علیہ لعل فی التمر فقلت لہ زدنی فقال لو زادک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ لزدناک رواۃ الحاکم محمد بن عیسیٰ بن جریب کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب میں دیکھا کہ ہمارے شہر کی مسجد میں آپ فروکش ہوئے ہیں میں حضور کے سلام کے لیے حاضر
ہوا ہوں اور سرکار کے سامنے مدینہ کی کجیروں کے بتوں کا طبق رکھا ہوا ہے جس میں صیحانی کجیروں
ہیں اپنے مجھ کو ان میں سے آٹھ کجیروں عطا فرمائی ہیں جیسا اس خواب پر بیس دن گزر گئے تو جناب
امام ابو الحسن علی المرتضیٰ مدینہ شریف لائے اور اسی مسجد میں اترے اور لوگ سلام کے لیے دوڑے
میں ہی آپ کے پاس گیا دیکھا تو آپ اسی مقام پر تشریف رکھتے ہیں جس جگہ پر کہ میں نے جناب نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ اور مدینہ کی کجیروں کے بتوں کا طبق صیحانی کجیروں سے بھرا ہوا
آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے میں سلام عرض کیا اپنے مجھے قریب بلا کر مٹی بھر کر ان کجیروں میں سے
عطا فرمائیے میں نے انکو شمار کیا تو اسی تعداد کے مطابق پائین جو مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم نے خواب میں عطا فرمائی تھیں۔ میں نے جناب امام علیہ السلام سے عرض کیا آپ مجھے زیادہ عطا
کرین آپ نے فرمایا اگر تجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ عطا کرینگے تو ہم ہی زیادہ دینگے۔
وفی الصواعق لما مغل نیسا بورکما فی نارینھا وشرقھا وعلیہ ظلمۃ لا یری من ورائھا تعرض
لہ الحفظان ابو ذرعة الرازی و محمد بن اسلم الطوسی معہما من طلبۃ العلم والحدیث ما
لا یحصى فتضرعا الیہ ان یریسر وجہہ و یروی لھم وحدیثا عن ابائہما فاستوقف البغلة واعم
علما ندان یکشف المظلمۃ واقرب عیون تلك الخلاق برویت طلعتہ المبارک فكانت لہ ذواتان ملانہ
علی عاتقہ والناس بین صارح وبارک وتمرغ فی التراب مقبل الحافر بغلته۔ فصاحت العلما

یامعاشر الناس فاصتوا واستملی منه الحافظ المذکور ان فقال حدثنی ابی موسیٰ کاظم عن
 ابیہ جعفر عن ابیہ محمد الباقر عن ابیہ زین العابدین عن ابیہ الحسین عن ابیہ علی بن ابیطالب
 قال حدثنی حبیبی وقرع عینی ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنی
 جبریل قال سمعت رب العزت سبحانہ یقول لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالها دخل حصنی ومن دخل حصنی
 حللنی۔ ثم ارخى الست و سار ضد اهل الحبار والدوی لذلک یکتبون فانافوا عشرين الفا وفي
 رواية ان الحديث مروي۔ الايمان معرفة بالقلب واقرار باللسان وعمل بالاركان۔ اعلمها فافقتان۔
 وقال احمد لو قرأت هذه الاسناد على مجنون لدبر من جنته صوامع مخزومين علماء ابن حجر تارخ
 نيساپور سے ناقل ہیں کہ جب جناب امام علی موسیٰ الرضا نيساپور میں تشریف لیگئے تو زائرین کے ازدحام
 سے چلنا دشوار تھا۔ آپ ایک حجر پر سوار تھے اور آپ پر چھاتا لگا ہوا تھا۔ جسکی وجہ سے لوگ آپ کو نہیں دیکھ
 سکتے تھے ابو زرہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی اس زمانہ کے مشہور حافظان حدیث تھے ان کے بزرگ باگ تہام
 لی۔ طلبہ علم اور محدثین کی جماعت کثیران دونوں کے ہمراہ تھی جو شمار میں نہیں آسکتی تھی۔ دونوں بزرگوں
 نے نہایت عجز سے عرض کی کہ حضور لوگوں کو اپنے جمال باکمال سے شرف فرمائیں۔ اور اپنے آباء کرام کی
 کوئی حدیث سنائیں۔ آپ نے حجر کو کھڑا کر دیا اور چٹری کو اتار دیا۔ آپ کی طلعت مبارک کو دیکھ کر خلقت کی
 آنکھ کو ٹنڈک حاصل ہوئی۔ دو گیسو آپ کے کندھوں پر لٹکے ہوئے تھے لوگ روتے اور جلاتے اور مٹی میں
 لوٹتے۔ اور حجر کے پاؤں کو جوستے تھے۔ علمائے پکار کر کہا اسے لوگو خاموش ہو جاؤ تمام لوگ خاموش ہو گئے
 دو حافظان حدیث کی اہماس پر آپ نے فرمایا مجھ سے میرے باپ امام موسیٰ کاظم نے بیان کیا ہے۔ امان
 سے انکے والد ماجد امام جعفر صادق نے کہا ہے۔ اور ان سے ان کے پد بزرگوار امام محمد باقر نے روایت
 کیا ہے اور ان سے انکے اب مکرم امام زین العابدین نے نقل کیا ہے۔ اور وہ اپنے باپ امام حسین سے ناقل
 ہیں کلا۔ اپنے والد مہربان جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میری آنکھوں کی ٹنڈک
 ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل نے آگاہ کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کل لا الہ
 الا اللہ میرا حصہ ہے اور جو میرے حصہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے محفوظ ہوا۔ یہ کہ جناب امام
 نے پوچھ پوڑ دیا۔ اور تشریف لیگئے۔ جو لوگ کہ دعوات اور قلم لیکر اس حدیث کو لکھتے ہیں انکا شمار کیا گیا تو
 انکی تعداد بیس ہزار کے قریب ہو چکی گئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جناب امام نے اس حدیث کو بیان فرمایا تھا
 کہ ایمان قلب کی معرفت حاصل ہونے اور زبان کے ساتھ اقرار کرنے اور ارکان کے ساتھ عمل کرنے کا
 نام ہے۔ شاید یہ دونوں دلائل علیہ علیہ ہوئے ہوں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر

اس حدیث کو انہیں سند کے ساتھ پیکر دیوانہ پر پوز کا جائے تو البتہ اسکی دیوانگی جاتی رہے گی۔ اور وہ
تذرت ہو جائیگا۔

وكانت وفاته سنة في اخو صفرو وعمر خمس وخمسون ودفن بسنا بأرستان من اعمال طوس و
اولاده خمسة واشهرهم جواد (صواعق) آپ کی وفات سنہ میں مسگر خزانے تاریخن میں ہوئی ہے
ہوقت اپنی عمر پچیس برس کی تھی۔ آپ فریسن آباد میں جو شہر جو طوس کا ایک گائون ہے دفن ہو
ہیں آپکی پانچ اولاد تھیں جن میں زیادہ مشہور امام جواد علیہ السلام ہیں۔
ومن مصنفاته مسند اهل البيت (كشف الظنون) آپ کی تصنیفات میں مشہور کتاب سند
بیت ہر جس میں اہل بیت کے روایات کو جناب امام نے جمع فرمایا ہے۔

امام جواد علیہ السلام

امہ امر الولد يقال لها سكينه المرسية وكنيته ابو جعفر لكنية جده محمد الباقر ولقبه - فقی
والجواد والقانع والمرضى ولد بالمدينة تاسع عشر رمضان سنة (تذکرہ خواص الامہ) آپ کی
والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جبکہ نام نامی سکینہ المرسیتہ تھا جناب امام کی کنیت آپکے جدا مجد امام محمد باقر
علیہ السلام کی کنیت پر ابو جعفر تھی آپکے شہر القاب ثقی اور جواد ہیں اور القانع اور المرضی کے
القاب سے بھی مشہور ہیں انیسویں رمضان سنہ کو مدینہ منورہ میں آپکا تولد ہوا۔

(وفي الصواعق) كان واقف والصبيان يلعبون في ازقة بغداد وهرالمون فقر او وقف محمد
وعمره تسع سنين فالتقى محبته في قلبه فقال له يا غلام ما منعك من الانصراف فقال له يا
امير المؤمنين لم يكن بالطريق ضيق فاوسع ملك وليس لي جرم فاخشى الظن بك حسن ان
تفر من لا فنب له فاعجبه كلامه وحسن صورته فقال ما اسمك واسم ابيك فقال محمد بن
علي الرضا فترحم عليه وعلى بيه وساق جواده وكان معه بزة للصيد فلما بعد عن العراء
وارسل باز على دراجة فغلب عنه شرهاده وفي متقاربه سمكة وتعب من ذلك غاية التعب و
رجع فرأى الصبي على حالهم ومحمد عندهم فقر الا محمد فدنا منه وقال يا محمد ما
في يدك فقال يا امير المؤمنين ان الله خلقني بمرقدته سمكا صغيرا راقصا لها بزة الملوك
والخلفاء فيخبرونها سلالة اهل المصطفى عليه عليهم السلام فقال له انت ابن الرضا حقاً
واخذن معه واحسن اليه وما بلغ في اكرامه ولم يزل مشفقاً به مما ظهر له بيد ذلك

من فضله وعلمه وكمال عقله وظهور برهانه مع صغر سنه وعزم على تزويج بنته امر الفضل وصمم على ذلك فمنعه العباسيون من ذلك خوفاً من ان يعهد اليه كما عهدوا لابيهم فذکر لهم انما اختارتميزه على كافة اهل الفضل علماً ومعرفة وحلاً مع صغر سنه فتنازعوا في اقتصاف محمد بن ذلك ثم تواعدوا علماً ان يرسلوا اليه من يجتاز فارسلوا اليه يحيى بن اكرم وخواص الدولة فامر المأمون بفرش حسن لمحمد فجلس عليه فسأله يحيى مسائل فاجابها باحسن جواب ففتاى له الخليفة حسنت يا ابا جعفر فازارت ان تسال يحيى ولو مسألة واحدة فقال له ما تقول - رجل نظر الى امرأة اول النهار حرماً ثم حلت له عند ارتفاع الشمس ثم حرمت عليه عند الظهر ثم حلت له لعصر ثم حرمت عليه المغرب ثم حلت له العشاء ثم حرمت عليه نصف الليل ثم حلت له الفجر فقال يحيى لا ادرى فقال محمد امته نظرها اجنبى وهو حرام ثم اشتراها عند ارتفاع النهار واعتقها لزمه وتزوجها العصر وظاهر منها المغرب وكفر العشاء وطلقها رجياً نصف الليل وراجعها الفجر فعند ذلك قال المأمون للعباسيين قد عرفتم ما تتكرون ثم زوجني ذلك المجلس بنته ام الفضل ثم توجه بها الى المدينة فارسلت تشكى منه لابيها انه تترى عليها فارسل اليها ابوها انا لم نزوجك له لنعوم عليه جلالاً فلا تقوى بمثله صواعق محرقه من به كرايك دن آب بغداد كي گلي بين گهرى ہوئے تھے لڑکے کہیل ہے تھے مامون کی سواری آئی لڑکے بھاگ گئے آپ کٹرے رہے سوقت آپ کی عمر نوربس کی تھی مامون نے حبیب جناب امام کو دیکھا - تو اسکے دل میں امام کی محبت پیدا ہو گئی اور آپ کو پوچھنے لگا اے لڑکے تو کیوں نہیں بھاگ گیا - آپ نے جواب دیا یا امیر المومنین رہتہ تنگ نہیں تھا کہ میرے ہٹ جانے سے تمہاری سواری کا رستہ کشادہ ہو جاتا - اور میں مجرم نہیں تھا کہ آپ کے خوف سے بھاگ جاؤ اور تمہاری نسبت میرا گمان ہی نیک تھا - کہ بغیر حرم کے کسی کو نہیں بہکا میں گئے - مامون کو یہ کلام نہایت پسند آیا - اور آپ کی صورت بھلی معلوم ہوئی - پوچھا تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے آپ نے فرمایا محمد بن علی الرضا - مامون کو آپ پر اور آپ کے والد ماجد پر نہایت ترس آیا اور اپنی گھوڑا بڑا دیا - مامون اس وقت شکار کیلئے کے لیے نکلا تھا - اور اسکے ساتھ چند بازتے حبیب آبادی سے دو رنکل گیا تو ایک باز کو تیر چڑھا وہ غائب ہو گیا جب لوٹ آیا تو اسکی چونچ میں نئی سی ایک مچھلی تھی - مامون دیکھ کر نہایت متعجب ہوا اور وہاں سے لڑکا لڑکے کہیل ہے تھے جناب امام کے سوا سب بھاگ گئے مامون نے قریب ہو کر پوچھا یا محمد میرے ہاتھ میں کیا ہے آپ نے فرمایا یا امیر المومنین خدا تعالیٰ نے اپنی دریا قدرت میں ایک نئی سی مچھلی پیدا کی ہے جسکو کہ بادشاہوں کے باز شکار کرتے ہیں اور اہل بیت مصطفیٰ علیہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اس سے خبر دیتے ہیں مامونؑ کو گناہ کا پاپا مام علی الرضاؑ کے فرزند ہیں آپ کے اپنے ساتھ لیگیا اور نہایت مکرم سے ہمیشہ آپ جس قدر کا سپر آپ کے علم فضل اور کمال عقل اور ظاہر بیان و حقیقت پہنچتی تھی یہی قدر وہ آپ کی تعلیم و تکریم میں سب لفظ کرتا گیا۔ آخر میں اس نے جناب امام سے اپنی بیٹی ام الفضل کے نکاح کرنے کا قصد کیا۔ بنی عباس اس میں خوف سے مانع ہوئے۔ کہ ان کے باپ کی طرح سے کہیں انکو بھی ولیعہد نہ بنائی۔ مامونؑ نے عباسیوں سے کہا میں نے باوجود اس صغر سنی کے تمام اہل فضل پر علم اور فضل اور علم میں آپ کے ممتاز ہونے کی وجہ سے اس کام کے لیے منتخب کیا ہے بنی عباس آپ کے ان اوصاف میں تنازع کرنے لگے اور ان لوگوں نے مقرر کیا کہ ہم ایک ایسے آدمی کو لاؤں گے جو ان امور میں انکا امتحان کرے۔ اس بات کو لیے انہوں نے اس شخص مانس کے ذریعہ دست عالم اور بے نظیر منظر بھیجے بنی القتم کو پیش کیا سب اراکین دولت اس وقت جمع تھے خلیفہ نے جناب امامؑ کے لیے ایک مکلف مسند بچپانیکا حکم دیا جناب نے اس پر جلوس فرمایا بھیجے نے ان سو چند مسائل پوچھے آپ نے دلائل و دھار سے جواب دیئے خلیفہ نے کہا یا ابوجعفر آپ بہت ہی اچھی طرح سے انکے مسائل کا جواب دیا ہے۔ اگرچہ ایک ہی مسئلہ ہو مگر آپ بھیجے سے ضرور پوچھیں آپ نے بھیجے سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ صبح کو ایک مرد نے ایک عورت کی طرف دیکھا۔ اور وہ اس وقت اس پر حرام تھی۔ پھر آفتاب کے طلوع کے وقت وہ اس پر حلال ہو گئی۔ پھر ظہر کی وقت اس پر حرام ہو گئی اور عصر کے وقت پھر حلال ہو گئی پھر مغرب کے وقت حرام ہو گئی پھر عشا کو حلال ہو گئی اور آدھی رات کو حرام ہو گئی۔ پھر فجر کو حلال ہو گئی۔ آپ نے کہا میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا۔ جناب امامؑ نے فرمایا صبح کو ایک اجنبی نے ایک کنیز کی طرف دیکھا وہ اس وقت اس پر حرام تھی اور آفتاب کے طلوع کے وقت اسکو خرید لیا وہ اس پر حلال ہو گئی ظہر کے وقت اس نے اسکو آزاد کر دیا اور عصر کے وقت اس کو نکاح کیا۔ اور مغرب کے وقت ظنار کیا اور عشا کو کفار دیا۔ اور آدھی رات کو اسے طلاق دے دی اور فجر کو اس سے رجوع کیا یہ سنکر مامونؑ نے بنی عباس سے کہا جس بات پر تم جھگڑتے تھے اب تم نے دیکھ لیا۔ پھر اسی مجلس میں جناب امامؑ کے ساتھ اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح کر دیا۔ جناب امام مامونؑ کی بیٹی کو لیکر مدینہ شریف چلے گئے وہاں سے اس نے اپنے باپ کے پاس شکایت کر دی کہ بنی عباس امام کنیزوں کے ساتھ خلا و ملا کر ممتز ہیں مامونؑ نے جواب میں کہا میں بھیجا کہ تمہارے تیرا نکاح اس نے اس لیے نہیں کیا کہ تو اپنے خدا کے حلال کو حرام کرے ہرگز ایسی باتیں نہیں کرے۔

و توفي من المحرم سنة عشرين ومائتين ودفن في مقابر قرطبة في ظهر جلاء الكاظم وعمره خمس و

عشر ظہر باکسر فتن روزہ خدا کو تو برین پہنچا بہت اور مری دہا بن فتن بن بہرام پیشوا کاغذہ نہ ہلال نمیکردہ نہ منتخب

ودارت حوله وهو يسميها بكمه ثم رجعت فصعد المتوكل ويحدث معساعة ثم نزل ففعلت معساة لا
 حتى خرج فاتبع المتوكل بجائزة عظيمة فقبل للمتوكل افعل كما فعل ابن عمك قال اتريدون قتلى رصوا
 محرقه) آپ کا نام عسکری ہو جیسا ہوا کہ آپ مدینہ منورہ سے سرس مرہ میں جیسا مرہ کہتے ہیں نکالے
 گئے تھے اور سامرہ کا دوسرا نام عسکری ہی تھا سیدے آپ عسکری شہر ہوئے۔ آپ علم اور سخاوت میں
 اپنے والد ماجد کے وارث تھے ایک دفعہ کوفہ کے اعراب میں سوا ایک اعرابی آپ کی خدمت میں آکر کہنے
 لگا میں آپ کی جدا محبت کی دوستی کے ساتھ متمسک ہوں اور فرض کے بوجہ سے وہ گیا ہوں میں آپ کے
 سوا اسکے ادا ہونے کی سبیل نہیں جانتا آپ نے فرمایا تجھے کتنا فرض دینا ہے کہنے لگا دس ہزار درہم
 آپ نے فرمایا تو عمر نہ کہا انشاء اللہ ادا ہو جائیگا۔ آپ نے اسکو دس ہزار درہم کا تمسک لکھ دیا اور کہا کہ
 اس تمسک کو لیکر تو مجلس عام میں ہمارے پاس آئے اور سخت تقاضا کیجیو۔ اس نے ویسا ہی کیا اس
 میثقی باتیں کر کے تین دن کا وعدہ کیا خلیفہ متوکل کو یہ معلوم ہوا اس نے تیس ہزار درہم آپ کی
 خدمت میں بھیجے آپ نے وہ سب اس اعرابی کو دے دیئے اعرابی نے عرض کیا یا بن رسول اللہ میری بہت
 درجہ کی آرزو دس ہزار درہم تھے میں ہزار آپ لے لیں آپ نے تیس ہزار میں سے ایک درہم بھی
 واپس لینے سے انکار کیا۔ اعرابی حضرت کی خدمت میں یہ کہتا ہوا لوٹا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کو
 مقام کو خوب پہچانتا ہے بعض عافطان اخبار بیان کرتے ہیں کہ متوکل کے سامنے ایک عورت نے
 سیدانی ہونیکا دعویٰ کیا۔ متوکل نے کہا کوئی طریقہ ایسا ہے کہ جس سے اس عورت کے اس دعویٰ
 میں آزمائش کی جائے لوگوں نے جناب امام علی عسکری کی طرف دلالت کی متوکل نے جناب امام کو
 بلا کر اپنے تخت پر بٹھایا اور اس عورت کو دعوے سیادت میں امتحان کرنے سے پوچھا آپ نے فرمایا
 کہ پروردگار نے درندوں پر حسین کی اولاد کا گوشت حرام کیا ہے تم درندوں کو اسکے پیچھے ڈال دو
 پس اس عورت نے اپنے جھوٹ کا اقرار کیا۔ لوگوں نے متوکل سے کہتم انکا تجربہ کیوں نہیں کرتے متوکل
 میں درندے قصر کے صحن میں چڑھادیئے۔ پھر جناب امام کو بلوایا آپ کو اس میں داخل کر کے دروازہ
 بند کر دیا اور خود چہیت پر چڑھ کر ٹاشا دیکھنے لگا جب درندوں نے دروازہ کے کہلنے کی آواز سنی
 تو خاموش ہو گئے جب آپ صحن میں پہنچے پھر یہی پرچہ پھینکے گئے تو درندے اہل طرف بڑھے۔ اور
 شیر گئے۔ اور آپکو چوکر گرد پھرنے لگے آپ اپنی استین انپر ملتے تھے پھر درندے کہنے لگے
 بیٹھ گئے۔ متوکل جناب امام کے ساتھ چہیت پر سے بائیں کرتار ہوا اور اترا یا پھر جناب صحن سے
 باہر تشریف لے آئے متوکل نے آپ کے پاس گمان بہا صمد بیجا لوگوں نے متوکل سے کہا تو یہی ایسا

کہہ دیا۔ جس طرح سے تیسرا بن عم نے کیا ہے متوکل کہنے لگا شاید تم میرے قتل کے خواہاں ہو۔
 وقوف ابو الحسن علی النعمانی ولہ من العمر اربعون سنہ یوم الاثنين لحسن لیل بقیت من جمادی الاخر
 سنہ ودفن فی دارہ بمرین راہ یقال انہ مات مسموماً واولادہ اربعۃ اشقر حسن الخالص۔
 وصواعق محرقہ جناب امام ابو الحسن لہادی پر کے دن پچیسویں جمادی الآخر سنہ کو فوت ہوئے
 آپ کی عمر پالیس برس کی تھی اور سارہ میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی ہی زہر سے
 رحلت ہوئی ہے آپ کی چار اولادیں تھیں جن میں سے جناب امام حسن الخالص زیادہ تر مشہور ہوئے۔

الامام حسن الخالص علیہ السلام

امہ ام ولد یقال لہا سوسن وکنیتہ ابو محمد والقابہ الخالص السراج والعسکری لدی اللہ
 ثمان خلون ربیع الآخر سنہ (بتذکرہ خواص الامم) آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جبکہ نام
 سوسن تھا۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور آپ کے القاب الخالص اور السراج اور عسکری تھے۔ آپ آٹھویں
 ربیع الآخر سنہ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

وقع لہلول معہ انہ راہ وهو صبی یبکی والصبیان یلعبون فظن انہ یقتصر علی ما فی یدہم
 فقال اشتہرے ما تلعب فی قال یا قلیل العقل ما للعب خلقتنا فقال له فلما ذاخلقتنا قال للعلم والعبادۃ
 فلما من ابن لك ذلك قال من قول الله تعا انما خلقتکم عبثاً وانکم الینا لاترجعون
 فمرآلہ ان یظہر فوعظہا بآیات ثم خرا الحسن مغشياً علیہ فلما افاق قال لہ ما تری وانت
 صغیر لا ذنب لك فقال الیہ حتی یا بھلول انی رأیت والدی توکل النار بالخطب الکبار فلا
 تقدیر لایا بالصغار وانی اخشون اکون من صفار خطب جہنم۔ ولما حبس فخط الناس لہ
 من رای قحطاً شدیداً فامر الخلیفۃ المتمدین المتوکل بالخروج للاستسقاء ثلاثۃ ایام
 فلم یبقوا فخرج النصارى وموہم راہب کلما مد یداً الی السماء عطلت ثم فی یوم الثانی
 كذلك فشکہ بعض الجملۃ وارقد بعضهم فشق ذلك علی الخلیفۃ فامر باحضار الحسن الخالص
 فقال ادرك امتجدك رسول الله صلی الله علیہ وسلم قبل ان یقولک فقال الحسن یجب
 خلوا وازیل القحط انشاء الله تعا وحکم الخلیفۃ فی اطلاق اصحابہ من السجن فاطلقہم لہ
 فلما خرج الناس للاستسقاء رفع الراہب یدہ مع النصارى غیمت السماء فامر الحسن بالقبض
 علی یدہ فاذا فیہا عظم ادمی فاخذ من یدہ وقال استسقی فرفع یدہ فزال الغیم وطلعت الشمس

لعجب الناس من ذلك فقال الخليفة الحسن ما هذا يا ابا محمد فقال هذا عظم نبي خضر به هذا الراهب
 من بعض القبور ما كتف عن عظم النبي تحت السماء الا هطلت بالمطر فامتصوا ذلك العظم
 فكان كما قال وزالت الشيعة عن الناس ورجع الحسن الى داره واقام غريزا مكرها وصلاته
 الخليفة نصل اليه كل وقت (صواعق محرقه) آپ ابی ٹکے ہی تھے کہ آپ ببلول وانا فی دیکھا کہ
 ٹکے کیل رہے ہیں اور آپ ٹکے قریب کپڑے رو رہے ہیں ببلول کو خیال آیا کہ شاید آپ چیز کے لیے
 روتمے میں جس سے کہ ٹکے کیل رہے ہیں ببلول نے کہا سیان صاحبزادی میں ایسی کہیلنے کی
 چیز تمہیں ہی سولے وطن آپنے فرمایا ہے کہ محل ہم کہیلنے کے لیے نہیں پیدا ہوئے۔ ببلول
 نے کہا پھر ہم کس چیز کے لیے پیدا ہوئے ہیں آپنے فرمایا علم اور عبادت کے لیے ببلول نے کہا آپ نے
 یہ بات کہاں سے حاصل کی ہے آپنے کہا خدا ہی پاک کے کلام مبارک سے کہ آیا تم یہ جانتے ہو کہ تم
 بیکار پیدا ہوئے ہو اور تم ہماری طرف نہیں رجوع کرو گے۔ پھر ببلول نے آپ سے چند نصیحت کی باتیں
 پوچھیں آپنے چند پند اتنی شمر کر دیے۔ پھر جناب حسن علیہ السلام بیوش ہو کر ببلول پر گر گئے۔ جب بافاقہ
 میں آئے تو اس نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا ہے۔ آپ ابی بچے میں آپنے تو ابی کوئی خطا نہیں کیا آپ
 نے فرمایا ببلول میرے پاس سے ہٹ جا میں نے اپنی والدہ کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا کہ سوئی لکڑیوں
 کو آگ نہیں لگی جب تک کہ اس نے پہلے چوٹی چوٹی لکڑیاں نہیں جلائیں اس طرح سے ہی مجھ
 ہی شد ہے کہ کہیں میں ہی جہنم کی چوٹی لکڑی نہ بن جاؤں۔ اور جب آپ سامرہ میں قید ہو گئے تو گون
 میں قحط شدید پڑ گیا۔ خلیفہ سعد بن سواد نے لوگوں کو تین دن کی نماز ہشتقار کے وسط شہر سے باہر
 نکلنے کا حکم دیا۔ لیکن سینہ نہ رہا۔ عسائیون کا گروہ بھی شہر سے باہر نکلا ان میں ایک راہب تھا
 جب اس نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے بارش ہونے لگی دوسرے روز بھی اسی طرح ہوا۔ بعض جاہلون
 کو شک پیدا ہو گیا۔ ایدوین سے لوٹنے لگے خلیفہ پر یہ بات نہایت شاق گذری حسن خالص علیہ
 السلام کو بلا کر کہا اپنی جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت کی دستگیری فرما دیں قبل اسکے
 کہ ہلاک ہو جائے جناب امام نے فرمایا لوگوں کو چاہیے کل شہر سے باہر نکلیں انشاء اللہ میں شک
 زائل کروں گا۔ خلیفہ نے امام کے تمام صحاب کو قید خانہ سے نکال دینے کا حکم دیا وہ سب رہا کیے گئے
 جب نماز ہشتقار کے لیے شہر سے باہر نکلے راہب نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے۔ بادل پیدا ہو گیا
 جناب حسن نے راہب کے ہاتھ پکڑنے کا حکم دیا اس میں ایک آدمی کی ہڈی پائی گئی آپنے وہ ہڈی
 اسکے ہاتھ سے لے لی اور کہا کہ بارش طلب کر اس نے ہاتھ اٹھا یا ابر کہل گیا آفتاب نکل آیا

لوگ اس بات کو نہایت متعجب ہوئے خلیفہ نے جناب امام سے کہا یا ابامحمد یہ کیا چیز ہے۔ فرمایا کیسی نبی کے جسم مبارک کی ہڈی ہے۔ جو کسی قبر سے اس اس کے ہاتھ لگ گئی ہے اور نبی کے جسم اطہر کی ہڈی کا یہ خاصہ ہے کہ جب آسمان کو برہنہ کر کے دکھائی جائے فوراً ابر پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا امتحان کیا گیا۔ ویسا ہی پایا گیا جیسے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا لوگوں کا شبہ بٹ گیا۔ جناب امام اپنے گھر کو تشریف لیگئے۔ اور نہایت عزت اور تکریم سے اقامت گزین رہے۔ اکثر بادشاہی انعامات انکی خدمت میں پہنچتے رہتے تھے *۔

وفي فصول المهمة ولما اذا علم خبر وفاته ارتجت سمن راي وقامت صيحة واحدة عطلت الاسواق وغلقت دكاكين وركب بنوهاشم القواد والكتائب القضاة والمعدلون وسائر الناس الخيازة فكانت سمن راي يومئذ شبيهة بالقيامة فلما فرغوا من تجهيزه بعث الخليفة الى عيسى بن المتوكل ليصل عليه صلى عليه دفن بالبیت الذي دفن فيه ابوه وكانت وفاته في يوم الجمعة لثمان خلون من شهر ربيع الاول سنة وعمر ثمان وعشرون سنة ويقال سم ايضا وله بخلافه غير ذلك ابى القاسم محمد الحجة فصول المهمة من لکھا ہے کہ جب امام کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تمام سامرہ بل گیا اور غوغا برپا ہو گیا بازار و بازار ہل ہو گئی دکانیں بند ہو گئیں تمام بنی ہاشم اور قضاہ کا حکم دینے والے اور قاضی اور عدالتی اور عامر خلافت انکے جہاز سے کر دوڑی سمن رائے اس من قیامت کا نمونہ تھا جب لوگ آپ کی تجہیز سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے اپنے بہائی عیسیٰ بن المتوکل کو نماز کے لیے بھیجا اس نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اسی گھر میں دفن کیا جس میں کہ آپ کے والد ماجد دفن ہوئے تھے۔ آپ نے ربيع الاول کی آٹھویں تاریخ کو جمعہ کے دن ۲۷ سال میں وفات پائی۔ آپ کی عمر اس وقت اٹھائیس سال کی تھی کہتے ہیں کہ آپ کو یہی زہر دیا گیا تھا۔ آپ کے پیچھے آپ کے فرزند ارجب ابو القاسم محمد الحجة کے سوا۔ آپکی اور کوئی اولاد نہ رہی

الامام المہدی علیہ السلام

اسمہ محمد کنیتہ ابو القاسم لقبہ الحجة والمہدی والخلف الصالح والقائم والمنظر حسا الزمان۔ وعمر عند وفات ابیہ خمس سنین لکن اناہ الله فیہا الحکمة ویعملی لقائم قبل لکنہ تسار وغاب فلم یعرف این ذہب رصواعق محرقہ علامہ ابن حجر ضواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کا نام مبارک محمد اور کنیت ابو القاسم ہے۔ یعنی نام اور کنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے نام مبارک اور کثرت کے مطابق ہیں اور آپ کا لقب الحجة اور المہدی اور الخلف الصالح اور القائم اور المنتظر اور صاحب الزمان ہے۔ آپ کے والد کی وفات کی وقت آپ کی عمر پانچ برس کی تھی۔ لیکن خدا سے اس چوٹی سی عمر میں آپ کی حکمت عطا کی تھی اور اس لیے آپ کا نام قائم رکھا گیا کہ آپ پوشیدہ ہو گئے اور نہ معلوم ہوا کہ کہاں تشریف لے گئے۔

قال الشيخ ابو عبد الله محمد بن يوسف الكنجي الشافعي رحمه الله عليه في كتابه البيان في اخبار صاحب الزمان من الادلة على بكون المهدي حيا باقيا بعد غيبة الی الان وانه لا امتناع في بقاءه بقاء عيسى بن مريم والخضر والایاس من اولیاء الله وبقاء الاعداء الدجال والابليس للمعين من اعداء الله تعالى وهو لا قد ثبت بقاءهم بالكتاب السنة شیخ ابو عبد الله محمد بن يوسف الشافعي رحمه الله علیہ اپنی کتاب التمسی بالبیان فی اخبار صاحب الزمان میں جہاں پر کہ انہوں نے بعد قایم ہونے امام مہدی علیہ السلام کے اب تک انکے زندہ اور باقی ہونے پر دلائل لکھے ہیں ایک دلیل یہی بیان کی ہے کہ شعل عیسیٰ بن مریم اور خضر اور الایاس کے جو خدا کے دوست ہیں اور اعداء دجال اور ابلیس لعین کی بقاء کے جو دشمنان خدا میں سے ہیں جنہاں مہدی علیہ السلام کے بقاء میں بھی کوئی مانع نہیں اور ان لوگوں کا باقی ہونا کتاب سنت و ثبات پر۔

احادیث مرویہ تعلق وجودنا الامیر علیہ السلام

(۱) عن عبد الله بن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وآله يخرج المهدي وعليه غمامة بنادي منا هذا المهدي خليفة الله فاتبعوه واخرجوه ابو نعیم) والیوطی فی حرف الوردی فی اخبار المہدی (عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اسکے سر پر ایلی کی ہوی ہوگی غیب سے نڈا کرنے والا نڈا کرے گا کہ یہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے اسکا اتباع کرو۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله المهدی منی وهو اجل الوجہ اقرب الاقرب بملا الارض قسطا کما ملئت ظلما وجورا (اخرجہ الطبرانی وابدوا ابو نعیم والدیلی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بیان کیا ہے کہ مہدی محبوبین سے ہے چمکتی ہوی پیشانی اور اونچی ناک والا وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بہرہ دے گا جیسے کہ وہ ظلم اور جور سے بہرہ لیتی ہوگی۔

(۳) عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ليبعث الله من عاتق رجلا
افرق الثنايا اجل لجهنم يلاقها وعد لا يخرج ابو نعيم عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تحقیق اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے ایک
ایسے آدمی کو پیدا کرے گا جس کے لگے دانت کشادہ ہونگے اور اسکی پیشانی چمکتی ہوگی وہ عدل
اور انصاف سوزین کو ہر دیگا ۔

(۴) عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله المهدي راجل من ولد وجهك القمر الذي
واللون لون عري والجسم جسم سرائيلي خلق الا من خال كانه كوكب دري يملأ الارض عا
كما ملئت جورا يرضى بخلافته اهل السماء والارض والطير في الجور اخرج ابو نعيم والرواية
في مسند السيوطي في عرف الوردی فی اخبار المہدی (حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ایک آدمی ہوگا میری اولاد میں سے اسکا چہرہ
مثل چودہویں رات کے چاند کی چمکتا ہوگا اسکا رنگ عرکے لوگوں کی مانند اور جسم سرائیلی قوم کے
مشابہ ہوگا۔ اسکے واسطے حسار پر ایک خال چمکتا ہوا آسمان کے ستارہ کی طرح سے ہوگا زمین کو عدل
سے ہر دیگا جس طرح کہ وہ ظلم سے بری ہوگی اسکی خلافت سوا آسمان اور زمین کے باقی ہوا کو
پزندے خوش ہو جائیں گے ۔

(۵) عن ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله علي بن المهدي من اهل الذي يصلي عيسى ابن
مریم خالفه اخرج ابو نعیم بن الحلیة والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ہم
میں سے ایسا شخص ہوگا کہ عیسیٰ ابن مریم اسکے پیچھے نماز پڑھیں گے ۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله قال ان تفلت امة انا اولها وعيسى بن مريم آخرها
والمهدي وسطها اخرج احمد في مسنده وابو نعيم في عواليه وابن ماجه (ابن عباس رضی اللہ عنہ
عنہ سے روایت ہے کہ یہ تحقیق مخبر صادق صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ امت سرگز
ہلاک نہیں ہوگی کہ میں اسکے اول ہوں اور آخر اسکے عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور مہدی علیہ السلام
اسکے پچھلے ہیں ۔

(۷) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لولم يبق من الدنيا الا يوم واحد
لطول الله تعالى ذلك اليوم حتى يعيث الله فيه رجلا من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي واسم ابائتي

اسم ابی یحییٰ قسطا وعدا کما ملئت جورا وظلما رخرجه احمد وابوداؤد وابو نعیم
لتعذی قال حسن حبیب ابن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا ابی باقی نہیں رہے گا تو خدا تعالیٰ اس دن کو اس قلم
پر بائیکا کہ اس میں میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو پیدا کرے گا اس کا نام اور اسکے باپ کا نام
میرے نام اور میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل سے بہرہ دے گا جس طرح
میں نے اس کو ظلم اور جور سے بہرہ دیا ہوگا۔

(۸) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولم یبق من الدنیا الا یوم لیبعث اللہ فیہ
رجلا من خلقی یملأہا عدلا کما ملئت جورا رخرجه احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ
ونحوہ ما یة احمد وابوداؤد والیہ ذی والدابی کما تذهب الدنیا حتی یملأہ رجل من اہل بیتی
یواظ علی اسمہ اسی جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے
کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا ابی باقی نہیں رہے گا۔ تو خدا تعالیٰ اسی ایک دن میں میری
عترت میں سے ایک آدمی کو پیدا کرے گا جو زمین کو عدل سے بہرہ دے گا جس طرح میں نے اس کو ظلم سے بہرہ
دیا ہوگا۔ اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل اور ابوداؤد اور ترمذی اور دلمی نے یوں بیان کیا
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ زمین گزرے گی دنیا تب تک میرے اہل بیت میں
سے ایک آدمی اس کا مالک نہیں ہوگا۔ اے گا جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

(۹) عن ثابت بن قرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لتملأن الارض جورا وظلما فاذا ملئت
جورا وظلما لیبعث رجلا منی اسمہ اسمی اسم ابیہ اسم ابی فیملأہا عدلا وقسطا کما ملئت
جورا وظلما فلا تمنع السماء غیثا من قطرها ولا الارض شیئا من نباتھا یکث فیکم سبعا
او ثمانیا فان اکثرہا رخرجه الطبرانی والذاری ثابت بن قرة رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ زمین ظلم اور جور سے بہرہ دے گی اور جب ظلم
اور جور سے بہرہ دے گی تو پھر دو گارے میں سے ایک آدمی کو رہا کرے گا اس کا نام میرے نام
اور اسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا وہ اس کو عدل و انصاف سے بہرہ دے گا جس
طرح میں نے اس کو ظلم اور جور سے بہرہ دیا ہوگا۔ اے گا جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ زمین
کو انصاف سے بہرہ دے گا جس طرح میں نے اس کو ظلم اور جور سے بہرہ دیا ہوگا۔ اے گا جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ زمین
کو انصاف سے بہرہ دے گا جس طرح میں نے اس کو ظلم اور جور سے بہرہ دیا ہوگا۔

(۱۰) عن زید بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذہب لک دنیا حق یملک العرب رجل من اہل یتی یواطی اسمہ اسی (راخرجہ ابوداؤد) زید بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تب تک نہیں جائے گی جب تک کہ عرب کا ایک ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے نہ ہو جائیگا جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا ۔

(۱۱) عن ابی سعید زالنہجی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقلان الارض ظلما وعدوانا ثم یخرج من اہل یتی رجل یلاھا قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وعدوانا ویقسم المال بالسویۃ ویجعل اللہ الغنی فی قلوب ہذا الامۃ فیملک سبعا وتسعا ولا خیر فی عیش الحیوۃ بعد المہدی (راخرجہ ابن الحارث واحمد وابونعیم والسیوطی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تحقیق مخبر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین ظلم اور سرکشی سے بھر جائیگی پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلو گا جو اسے عدل انصاف سے بھر دیگا جس طرح سے کہ وہ ظلم اور سرکشی سے بھری ہوگی ۔ وہ مال کو لوگوں میں برابر تقسیم کر دیگا ۔ اللہ تعالیٰ تو نگری کو اس امرت کو لوگوں کے دل میں بھر دیگا ۔ وہ سات برس یا نو برس بادشاہ رہے گا ۔ اور بعد مہدی کے زندگانی میں بہتری نہیں رہے گی ۔

(۱۲) عن حامل الصدق ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیکون بعدی خلفاء وبعدا الخلفاء امراء وبعدا لامر مملوک وبعدا لملوک جابرۃ ثم یملک من اہل یتی رجل یملا الارض عدلا کما ملئت جورا (راخرجہ الطبرانی) حامل الصدق روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلفاء ہونگے ۔ اور خلفاء کے بعد امراء اور امراء کے بعد بادشاہ اور بادشاہوں کے بعد ظالم پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا جو عدل و زمین کو بھر دیگا جس طرح سے کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی ۔

(۱۳) وانه لعنہ الساعة قال مقاتل ومن تبعہ من المفسرین ان ہذا الایۃ نزلت فی المہدی (صواعق مہرہ) اور تحقیق وہ جانتے والا ہے قیامت کو ۔ اس آیت کے شان نزول میں مقاتل اور اسکے پیروں نے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی

(۱۴) عن کعب قال انما سمی المہدی لانہ یمہدی الامم قد خفی یستخرج التابوت من ارض یقان لھا انطاکیہ (راخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی فی عرف الوردی) کو یہ روایت ہے کہ انکا نام مہدی اس لیے رکھا جائیگا کہ وہ پوشیدہ امروں کی طرف لوگوں کو ہدایت کریں گے تا بوقت سکینہ کو انطاکیہ کی زمین سے نکالیں گے ۔

(۱۷۱) عن سليمان بن عيسى قال بلغني انه على يد المهدي يظهر تابوت سليمان من جيرة طابرة حتى يحمل فيوضع بين يدي بيت المقدس فاذا نظر اليه اليرموق اسلمت الاقلية منهم (اخرجه ابو نعيم بن حماد الكوفي والبيهقي في معرفة الوردی) سليمان بن عيسى کہتا ہے کہ مجھے خبر ملے گی ہے کہ مہدی تابوت سکینہ کو بحیرہ طبریہ سے نکال کر اپنے سامنے بیت المقدس میں رکھیں گے سے دیکھ کر بیت تھوڑے عرصہ میں ہی اسلام لائیں گے۔

(۱۷۲) عن جعفر بن یسار الشامی قال يبلغ رد المهدي المطالم حتى كان تحت خروص الانسان شيئا انتزع حتى يرده (اخرجه نعیم بن حماد والسیوطی) جعفر بن یسار الشامی کہتا ہے کہ مجھے خبر ملے گی ہے کہ مہدی تمام مظالم کو توڑ دینگے یہاں تک کہ ظالم شخص کے دانتوں کی خروں سے نکال کر وہ چیز واپس دلا دینگے۔

(۱۷۳) عن علي قال ويجال للظالمات فان الله كنوز البست من ذهب لافضة ولكن بهل حال عرفوا الله حق معرفته وهم انصار امهك اخو زمان (اخرجه نعیم الكوفي في كتابا لقات والسیوطی فی عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ ظالمین پر افسوس ہے۔ خدا کے خزانے ہمیں نہ سونے کے اور نہ چاندی کے بلکہ وہ انسان ہیں جن کو خدا کی پوری معرفت حاصل ہے۔ اور وہ مہدی آخر الزمان کے انصاری ہیں۔

(۱۷۴) عن كعب قال قتادة - المهدي خير الناس اهل نصرته وبيعته من اهل كوفان واليمن وابدال الشام على مقلسته جبريل وساقته ميكائيل - محبوب في الخلائق بظفي الله ببالقته الحميا وتامن الارض ان المرأة تجوز في خمسة اشواق ما معهن رجل لا تنقي شيئا الا الله تعالى يعطي الارض زكوتها واسماء بركاتها (اخرجه نعیم بن حماد والسیوطی فی عرف الوردی)۔ کعب کہتا ہے کہ قتادہ کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر مہدی کے انصار اور اسکے ہاتھ پر بیعت کرنے والے لوگ اہل کوفان اور یمن اور ابدال شام ہونگے جبریل انکے مقدمہ بحیث ہیں اور میکائیل سب سے پچھلے فوج ساتھ میں تشریف رکھتے ہونگے۔ خدا سے پاک مہدی کی برکت سے اندام و ہند کے فتنوں کو بٹھا دینگا۔ یہاں تک کہ زمین میں امن پھیل جائیگا۔ کہ ایک عورت پانچ عورتوں کے ساتھ جو کرنے کو نکلے گی کوئی مرد انکے ساتھ نہ ہوگا وہ سوا خدا کے کسی شے سے خوف نہ کما ئیگی۔ زمین اپنی زکوٰۃ ادا کرے گی۔ آسمان اپنی برکت نازل کرے گا۔

(۱۷۵) عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا وی الی المہدی امہ کما یا وی الخ

الی بصوبہا وبلا الارض حدکما ملئت جودا حق یكون الناس علی مرہم الاول لا یوقظ
 فاقا ولا یہرق دما راخرجه نعیم بن حماد الکوفی والسیوطی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سمری
 ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہدی کی طرف لوگ اس طرح اگر مجتمع ہو جائیں گے
 جس طرح سے شہد کی مکہ میں اپنے بادشاہ کے قریب جمع ہو جاتی ہیں وہ زمین کو حدل ہی یون بہر دیگا
 جس طرح کہ وہ پہلے ظلم سے بہری ہوگی یہاں تک کہ سب لوگ اپنے پہلے امر پر متفق ہو جائیں گے۔ بہری
 نہ کسی ہوتے کو جگائیں گے اور نہ کسی کا خون بہائیں گے۔

المہدی کا جناب سیدہ کی اولاد میں سے ہو

عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول المهدى من عترتي من ولد فاطمة
 راخرجه ابوداؤد والنسائي والبيهقي والذہبی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
 مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مہدی میری آل میں
 کی اولاد سے ہوگا۔

(۲) عن ام سلمة قالت ذكرت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم احق المهدى فقال نعم هو حق
 وهو من ولد فاطمة رواه ابن المنار في الملاحم) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ذکر کیا کہ کیا مہدی کا
 ہونا سچ ہے آپ نے فرمایا ہاں سچ ہے وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوگا

(۳) عن الزهري قال المهدى من ولد فاطمة وما الخلافة الا فيهم راخرجه نعیم بن حماد
 الکوفی والسیوطی) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی جناب سیدہ کی اولاد سے ہوئے گے
 اور خلافت انکے سوانہ میں ہے۔

(۴) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه ولي البيت وقال والله ما ادرى ادع خزائن
 البيت وما فيه من السلاح والمال اواقمه في سبيل الله فقال له علي بن ابي طالب مضيا
 اميل المؤمنين فلست بصاحب انما صاحبه مناشا بقرائش يقمه في سبيل الله في اخر
 الزمان راخرجه نعیم بن حماد والسیوطی) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک روز بیت اللہ کے خزانہ
 میں تشریف لیا کر کہنے لگے میری سوجھ بوجھ میں نہیں آتا کہ بیت اللہ کے خزانے کا مال اور اسکے
 ہتھیار لوگوں کو تقسیم کروں یا اس طرح پر رکھا رہنے دوں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے

اسی طرح جس طرح پر ہے اسی طرح پاسکور ہے دو۔ آپ اہل تقسیم کر نیکیا اہل نہیں ہیں اہل تقسیم کرنے کا اہل ناکہ نوجوان ہم اہل قریش میں سے آخر زمان میں پیدا ہوگا۔ وہ ہر خود اکی راہ میں تقسیم کرے گا
عن ابن عباس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تمضوا ليام واللالي حتى يلي منا اهل البيت
فتمت بلبس الفتن ولم يلبسها فقال بيان عباس بعجز عنها مشيختكم ولا ينالها شبا نكم وهو
امر الله يؤتيه من يشاء راخر جبار بن شيبه في مصنفه والسيوطي في عرف الوردی فی اخبار المهمل
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: تہنوت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دین اور رات کا
سلسلہ تبتک نہیں گزرنے پاے گا جب تک کہ ہم اہل بیت میں سے ایک نوجوان نہیں آئیگا نہ ترنتے
اس کے مشابہ ہونگے اور نہ وہ فتون سے مشابہ ہوگا۔ اے ابن عباس تمہارے بڑے است سے تہنوت
آجائیں گے۔ اور تمہاری نوجوان اس سے نہیں ہٹیں پائیں گے۔ یہ ایک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جسے چاہے
عطا کرے۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ملكت مومنان وكافران فالمومنان نحو
القرنين وسليمان والكافران نمرود ونجث نصر وسيلكمنا خامس من اهل بيتي راخر جبار بن
الجوزی فی تاریخہ والسیوطی فی عرف الوردی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبار سالہ
تاپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سونہین سو اور کافرون سے درود آدمی تمام سونہین کے مالک
ہوئے ہیں۔ مومنون سے ذوالقرنین اور سلیمان علیہما السلام اور کافرون سے نمرود اور نجث نصر
پانچوں ہم اہل بیت میں تمام سونہین کا مالک ہوگا۔

(۷) عن علي بن الهلال المكي قال حدثت علي رسول الله صلى الله عليه وسلم في شكايته التي قص
فيها فاذا فاطمة عند رأسه فبكت حتى ارتفع صوتها ففر رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفه
اليها فقال جيتي فاطمة ما الذي يبكيك فقالت اخشي الضيعة من بعلي فقال جيتي اما علمت
ان الله عز وجل طلع الى اهل الارض اطلاعة فاختر منها اباك فبعثه بالرسالة فما طلع
اطلاعة فاختر منها بعلي فادعى الى ان انكحك اياه يا فاطمة نحن اهل البيت قد اعطانا
الله سبع خصال لم يعط احدنا قبلنا ولا يعطى احد بعدنا انا خاتم النبيين واكرمهم على الله
واحبا المخلوقين الى الله وانا ابوك ووصي خير الاوصياء واحبهم الى الله عز وجل وهو بعلي
وشهيدنا خير الشهداء واحبهم الى الله وهو خيرة بن عبد المطلب هو عم ابيك وعم بعلي و
نائبنا له جناحان اخضران يطيران في الجنة مع الملائكة حيث يشاء وهو ابن عم ابيك واخو بعلي

و مناسباً ہذا الامۃ و ہما ابنا الحسن والحسین و ہما سید شباب اہل الجنۃ و ہما والک خیرینما و یا فاطمۃ والذی
 نعنی بالحق ازمنہا صد سے ہذا الامۃ اذا صارت الدنیا ہرجاً و مرجاً و ظاہرت الفتن و تقطعت
 السبل و اغار بعضہم علی بعض فلا کیر یرحم صغیراً ولا صغیر یؤتی کبیراً و یبعث اللہ عند ذلک
 منہما من یفتح حصون الضلالتۃ و قلوبہا غلغلاً یقوم بالادین فی اخر الزماں کہ امنت بہنی اول النور
 تیل اللہ فاعدا کہ آملت جوراً یا فاطمۃ لا تخزنی ولا تبکی فان اللہ عزوجل ارجم بک وارو
 علیک منی ذلک بمکافی منی و موضعک فی قلابی و زوہبک ہوا شرف اہل بیتی حسا و اکرمہم
 منصباً و ارجمہم بالرعۃ و اعد لہم بالودیۃ و ابصرہم بالفصیۃ و قد سالت ربی عزوجل ان تکل
 اول من بلغنی قال علی فلما قبض الذبی علی اللہ علیہ لمتبق فاطمۃ الایمۃ و سبعین یوماً
 الخفقہا اللہ تعالیٰ بذا اخیہ الطہران فی الکبیر ابو نعیم والسیوطی فی عرف النوریدی علیہما السلام
 الکبیر سے مروی ہے کہ بناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں حضور کے پاس گیا جناب فاطمہ
 حضرت سے اور علیہ وسلم کے سر ہاتھ بیٹھی ہوئی تھیں حضرت کی حالت کو دیکھ کر روتے روتے جناب فاطمہ
 کی گنگلی بند ہو گئی حضرت تھے اللہ علیہ وسلم نے آنگہ اٹھا کر انکی طرف دیکھا اور فرمایا میری پیاری فاطمہ
 تم کو ان روتی ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت
 نے دنیا یا میری پیاری کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پروردگار نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھ کر ان میں
 سے تمہارے والد کو انتخاب کیا اور انکو بدست برسائے کیسے بیجا پروردگارہ اہل زمین کو دیکھ کر تمہارے
 شوہر کو منتخب کیا اور مجھے غلام یا اور سینے مٹھا رکھا ان سے کیا یا فاطمہ ہم اہل بیت کو خدائے سات
 ایسی باتیں عطا کی ہیں کہ نہ ہم سے پہلے کسی کو دی گئی ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دی جائیگی میں خاتم النبیین
 اور خدا کے نزدیک سب مخلوق سے محبوب اور مکرم ہوں اور میں تمہارا والد ہوں اور ہمارا وصی
 سب وصیوں کو بہتر اور خدا کے نزدیک ان سے محبوب تر ہے اور تمہارا شوہر ہے اور ہمارا شہید
 سب شہیدوں سے افضل اور ان سے خدا کے نزدیک محبوب تر ہے وہ جنوں کو طلب تمہارے
 والد ماجد اور تمہارے شوہر کا چچا ہے اور ہم اہل بیت میں سے ایک وہ ہے جس کے دو شیریں ہیں اور
 فرشتوں کے ساتھ جہان جاہتا ہے جنت میں اثر مایہ ہے الازمتہار کو والد کا ابن عم اور تمہارے
 شوہر کا بھائی ہے اور اس امت کے اسباب ہی ہم میں سے ہیں اور وہ دونوں تمہارے بیٹے حسن و
 حسین ہیں جو جو ان اہل جنت کو سردار ہیں اور قسم ہے اس خدا کی جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ
 بھیجا ہے انکو والدین اسے بہترین اصدا سے خدا کی قسم ہے کہ جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے اس

امت کا ہمدی ہی اندونون میں پیدا ہوگا جبکہ دنیا میں جب تک بکھیرے پیدا اور فتنے نمودار ہو جائیں گے
 اندونون کے رستہ رک جائیں گے ایک دوسرے کو لوگ نوٹنے لگیں گے نہ تراچوٹے پر رحم کھائی گئی
 اور نہ چوٹا بڑے کی توقیر کرے گا۔ پس ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اسکو برا بکھیر کرے گا اور وہ گمراہی
 کے تمام مضبوط قلعوں کو فتح کرے گا۔ اور پروردہ جہالت میں لپٹے ہوئے دلوں کو کو لینگا۔ جیسے کہ میں نے
 ابتداء امر میں دین کو قائم کیا ہے اور وہ آخر زمانہ میں اسکو قائم کرے گا۔ جس طرح کہ دنیا ظلم سے
 بھری ہوئی ہوگی وہ عدل سے بھر دینگا۔ یا فاطمہ تم غم مت کرو مت رُو۔ خدا تم پر بہت مہربان ہے تمہارا
 درجہ میرے نزدیک بلند ہے تم نے میرے دل میں جگہ پائی ہے تمہارا شوہر حسب میں میری سب
 اہل بیت سے افضل ہے اور اسکا منصب ان سب کے منصب سے مکرم ہے اور وہ رعیت کو ساتھ رکھے
 زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور سب سے زیادہ جہنم کی تہ کو پہنچنے والا ہے۔ میں نے خدا سے
 التجا کی ہے کہ وہ سب سے پہلے تمہیں مجھ سے ملا لینگا علی ابن ابی طالب ہیں کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام پچتر دن سے زیادہ زندہ نہیں
 رہیں۔ خدا نے بہت جلدی انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا۔

(۸) عن علی قال اذا نادى من السماء ان الحق في آل محمد صلى الله عليه وسلم فخذ ذلك
 يظهر المهدى على افواه الناس ويشربون حبه ولا يكون له ذكر غير اخيه ابو نعيم و
 السيوطي في عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آسمان سے پکارنے والا
 پکارے گا۔ کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اس آواز کے قریب ہمدی ظاہر ہوگا لوگوں
 کو اسکی محبت پیدا ہو جائے گی۔ اسکے ذکر کے سوا کسی دوسرے کا ذکر انکی زبان پر نہ ہوگا

(۹) عن ابی جعفر قال ينادى من السماء ان الحق في آل محمد صلى الله عليه وسلم
 وينادى من الارض ان الحق في آل عيسى وقال العباس انما الصوت الاسفل
 كلمة الشيطان والصوت الاعلى كلمة الله العليا اخرجها ابو نعيم والسيوطي) ابو جعفر امام
 محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب پکارنیوالا آسمان سے پکارے گا کہ حق آل محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم کا ہے تو ایک پکارنیوالا زمین سے پکارے گا کہ حق آل عیسیٰ کا ہے۔ عباس کہتا
 ہے کہ صوت اسفل شیطان کی آواز صوت اعلى خدا سے برتری کی آواز ہوگی *

(۱۰) عن مسعود بن علي قال قلت يا رسول الله انما المهدى ام من غيرنا يا رسول الله قال
 بل منّا يختم الله له كما ينالنا فخر اخرجها ابو نعيم والسيوطي في عرف الوردی

محمد جناب امیر علیہ السلام سوعدایت کو تمہیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مہدی ہم میں سے ہوگا یا کہ ہمارے غیر میں ہے حضرت فرمایا بلکہ ہم میں سے ہوگا۔ اللہ بھی غائب کرے گا جیسے کہ ہم سے آغاز کیا ہے۔

(۱۱) عن ابی ہریرۃ قال حدثنی خلیل ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتی ینخرج علیہم رجل من اہل بقی فیضی بہم حتی یرحبون الی الحق قلت وکرمک قال خسا واثنین (اخرجہ ابویعلیٰ والسیوطی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے دوست جنتی ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگوں پر ایک آدمی میرے اہل بیت کا نہیں برآمد ہوگا پس وہ انکو مارے گا۔ پھر حق کی طرف رجوع کریں گے میں نے کہا وہ کتنے روز بادشاہی کریگا آپ نے فرمایا پانچ دن دو برس۔

(۱۲) عن سعید بن بن المسیب قال کنا عند ام سلمۃ فذا اکونا المہدی فقالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد فاطمۃ راجحہ ابن ماحی سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ ہم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھے ہوئے مہدی کا ذکر کر رہے تھے جناب ام سلمہ نے فرمایا میں نے مخبر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مہدی فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ راجحہ ابوداؤد) ابن عباس ہندایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی آل اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۴) عن علی بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ المہدی من ولدک راجحہ ابو نعیم جنتی امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا کہ مہدی تیری اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۵) عن قتادۃ قلت لسعید بن المسیب الحق المہدی قال نعم هو حق قلت من من هو قال من قریشی قال من ای قریشی قال من بنی ہاشم قلت من ای بنی ہاشم قال من ولد عبد المطلب قلت من ای ولد عبد المطلب قال من اولاد فاطمۃ قلت من ای اولاد فاطمۃ قال حبیبہ (رواہ المناوی فی الملاحم) قنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے خیراتنا حسین بن علی علیہ السلام سے کہا کہ آیا مہدی کا ہونا حق ہے وہ کہنے لگے ہاں انکا ہونا حق ہے میں نے کہا وہ کس قسم میں سے ہونگے وہ کہنے لگے قریش میں سے میں نے کہا قریش کے کس گروہ میں سے وہ کہنے لگے بنی ہاشم میں سے میں نے کہا

کون سوشی یا عظم بن سوره کہنے لگے عبد المطلب کی اولاد میں سے سینے کا عبد المطلب کی کس اولاد میں سے وہ بولے فاطمہ کی اولاد میں سے سینہ کا فاطمہ کی کس اولاد میں سے وہ بولے اب تجھے اتنی بات ہی کافی ہے +

(۱۶) عن النبی بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن بنو عبد المطلب سادات اہل الجنة انا وحمزة وعلی وجعفر والحسن والحسین والمہدی وراخوہ بن مہاجر والد یحییٰ) ابن بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کو سرور ہیں۔ مین۔ اور حمزہ۔ اور علی۔ اور جعفر۔ اور حسن۔ اور حسین۔ اور مہدی +

(۱۷) عن حدیثہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ما ہو کائن ثم قال لولم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ تعالیٰ ذلک الیوم حتی یبعث فیہ رجلا من ولد من اسمہ اسمی نقام سلمان وقال یا رسول اللہ ای ذلک ہو قال من ولدی ہذا وضرہ بیدہ علی الحسن راخوہ ابو نعیم فی عمالیہ) عذیقہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خطبہ پڑھا۔ اور جو ہوئے والی باتیں بتیں انکا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن کے سوا باقی نہیں رہیگا تو ادا رہ جائے اسے ہر دروازہ کر لیا کہ اس میں میری اولاد میں سے ایک آدمی پیدا کر لیا جسکا نام میرے نام پر ہوگا۔ سلمان نے کہہ کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے کس فرزند میں سے ہوگا۔ آپ نے فرمایا میرے اس فرزند میں سے ہوگا۔ اور ہر دروازہ پر حضرت حسین علیہ السلام ہمارا +

(۱۸) عن ابی ہارون العبدی قال اتیت اباسعید الخدری فقلت لہ اهل بیتہ بد را فقال نعم فقلت الاخذ فی بیئہ ما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبارک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضہ ونفد ودخلت علی فاطمہ تعودہ وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خفتہا العبرۃ حتی بدت دموعہا علی خدہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یکیک فاطمہ فقلت اخشی البیت بعدک یا رسول اللہ فقال یا فاطمہ ان اللہ تعالیٰ اطلع علی اهل الارض اطلاعت فلما رآک ثم اطلع ثانیۃ فاختار منہم بطلک فاوحی الیہ انک انت منک واتخذہ وصیا اما علما انک بکرامتہ ایاک زوجتک اعلمہ علما واكثرہم حلما واقد مومنا ففکت فاطمہ واستبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتزوج

منہد الخیر کلہ الذی قصہ اللہ بحمدہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعابا قاتل
 لعلی ثمانیۃ اصرا س عینی مناقب یمان بآلہ ورسولہ وحکمتہ وزوجتہ وسبطاۃ الحسن والحسین
 وامرۃ بالمعروف ونصیۃ عن المنہر یا فاطمۃ عن اہل البیت اعطینا ست خصال لم یعطھا احد
 من الاولین ولا ید رکھا الاخرین غیریۃ۔ نبینا خیر الانبیاء وهو ابولہ ووصینا خیر الاوصیاء
 وهو بعلک وشہیدنا خیر الشہداء وهو خمرہ عم ابیک ومناسبطاۃ ہذا الائمۃ وھما ابناک و
 منامہدی الائمۃ الذی یصلی علیہ جسی خلفہ ثم ضرب علی منکب الحسن فقال من ہذا مہدی
 الائمۃ راخو جہ الدار قطی (ابو ہارون العبیدی کہتے ہیں کہ سینے ابوسعید خدری کے پاس جا کر کہا آپ
 جنگ بدر میں موجود تھے۔ وہ بولے ہاں میں موجود تھا سینے کہا کیا تم مجھ سے کہی حدیث بیان کر
 سکتے ہو جو تم نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کے حق میں سنی ہے۔ وہ کہنے لگے ارے
 میری بیڑ میں تجھ سے بیان کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الموت سے بیمار ہو کر
 ضعیف ہو گئے۔ تو جناب فاطمہؑ آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائیں۔ میں حضرت کی دہنی طرف
 بیٹھا ہوا تھا۔ جب جناب فاطمہ علیہا السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ضعیف کو دیکھا تو رونے
 سے انہیں اچھو آگیا۔ اور خسارون پر آنسو ظاہر ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا
 اے فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کے بعد میں اپنی تباہی سے
 ڈرتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ پروردگار زمین کے باشندوں پر اطلاع پا کر تیرے باپ کو
 چن لیا۔ پھر دوبارہ اطلاع پا کر ان میں سے تیری خاوند کو برگزیدہ کیا۔ پھر خدا نے میری جانب وحی کی
 اور سینے اس سے تیرا نکاح کر دیا۔ اور اس کو اپنا وصی بنایا۔ تو میں جانتی خدا کی مہربانیوں کو کہ خاص
 تیرے حق میں کی ہیں۔ سینے تیرا نکاح ایسے سے کیا ہے کہ علم میں سب سے زیادہ اور علم میں سب سے
 اچھا اور صلہ میں سب سے مقدم ہے۔ پس جناب فاطمہ سنس پڑیں اور خوش ہو گئیں۔ پھر آنحضرت نے
 جاباکہ ان تمام مہربانیوں کے بیان کرنے سے جوابہ تقالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی
 آل کے نصیب کی ہیں۔ انکا اور دل بڑھائیں۔ پس آپ نے فرمایا اے فاطمہ علی کے آئندہ دانت غیر ساقب
 ہیں۔ خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اور حکمت کا حاصل کرنا۔ اور اسکی نزدیکی کو کہہ گا پاک ہونا۔
 اور حسن حسین کا اسکی اولاد میں سے ہونا۔ اسکا امر بالمعروف ونہی عن المنکر یا فاطمہ سم اہل
 بیت میں ہیں چہ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہم پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پہلے
 ہی ان چیزوں کو نہیں حاصل کر سکیں گے۔ ہمارا اپنی سب نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ کا

اور ہمارا دھی سب صیون کو بہتر ہے۔ اور وہ تیرا خاوند ہے۔ اور ہمارا شہید کشت ہیدون سے بہتر ہے
 اور وہ تیرے باپ کا چچا ہے۔ اور اس امت کے سبط بھی ہم مین سے مین اور وہ تیرے دونوں بیٹے
 مین۔ اور اس امت کا مہدی بھی ہم مین سے ہے۔ کہ جسکے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں
 ہر جناب حسین علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اس سے اس امت کا مہدی ہوگا۔
 اگر جناب امیر علیہ السلام کی باقی اطفال کا حال کی تفصیل یا اجمال سے لکھا جائے تو یہ عجبالہ ہرگز
 مستعمل نہیں ہو سکتا۔ علامہ جمال الدین احمد المعروف بابن عقبہ کی کتاب۔ عمدة الطالب فی انساب
 آل ابیطالب کو مطالعہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔ کہ جناب امیر کی نسل میں کیسے کیسے چمکتے ستارے
 پیدا ہوئے ہیں جن کو کہ روز زمین پر بدایت کی روشنی پہیلی ہے۔ *

قَدْ تَمَّ الْبَابُ الثَّلَاثُ مِنْ لَوْحِ الْمَطْلَبِ فِي عَدِّ مَنَاقِبِ سَيِّدِ اللَّهِ الْعَامِلِ

أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْبَابُ الرَّابِعُ

چوتھا باب جناب امیر علیہ السلام کے خصوصیات میں

المی

بالعروة الوثقی فی خصائص المرتضی

جناب امیر علیہ السلام کی ولادت باسعادت

عن فاطمة بنت اسد ام علی قالت لما مضت اربعة اشهر من حملی ابی طالب کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا نظر الی یقول یا احمی مالک قد تغیر لونک قلت اما علمت انی حامل فقال محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا بی طالب ان کانت انتی فزوجینہا فقال ابو طالب ان کان ذکرا فهو لک عبد وان کانت انتی فحمی لک امة فلما وضعتہ جلست فی غیابة فقال ابو طالب لا تقصو حتی یاتی محمد فیاخذ حقہ فجاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفقم النساء ماخرج منها غلاما حسنا ففصلہ بید وسماء علیا وبنق فی فیه واصطلم امرع فمر انہ القمه لسانہ فمال علی یصد حتم فلما کان من الغد طلبنا لہ ظئیرا فابی ان یقبل ثدیا فذعننا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فالتقم لسانہ فنام فکان کذلک ما شاء اللہ راخرجه الامام الفقیہ الحسین الکاکی فی کتابہ باحتکاء الصلابہ فی محبۃ العصابۃ جناب فاطمہ بنت اسد حضرت علی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کہتی ہیں کہ جب حضرت علی کو میرے پیٹ میں رہے ہوئے چار مہینے گزر چکے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اکثر ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے مجھے دیکھ کر فرمانے لگے امان جان تم سفید ہو کیونکہ رسد پھرتی جاتی ہو سینے عرض کیا آپ کو نہیں معلوم کہ میں حاملہ ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لڑکی پیدا ہو تو اس سے سیر نکاح کر دینا۔ ابو طالب کہنے لگے اگر لڑکا پیدا ہو تو وہ آپ کا غلام ہوگا اور اگر لڑکی ہو تو وہ آپ کی لونڈی ہوگی جب مجھے لڑکا پیدا ہوا تو سینے سے ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا ابو طالب کہنے لگے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائیں

اسکرت کون مد اگر خود اپنے حق کو لے لین گے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قشر لب لائے اور اس کپڑے کو کھولا اور ایک خوبصورت لڑکا اس میں سونکا لایا اور اپنے ہاتھ سے اسے غسل دیا اور علی اسکا نام رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لحاب دھن ڈالا وہ لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کو چوسنے لگا اور چوستا چوستا سو گیا دوسرے روز ہم نے وہ بچہ بیانیوالی عورت بلائی اس لڑکے نے اس عورت کا پستان سونہ میں دیا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا حضرت نے آکر اپنی زبان مبارک کو اس کے منہ میں ڈالا وہ حضرت کی زبان مبارک کو چوستا چوستا پھر سو گیا اس طرح نے خدا نے حبیب تک کو چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہی کو چوستا رہا *

قال محمد بن طلحة القافى ولد في ليلة الاحد الثالث والعشرين من شهر رجب سنة تسعمائة وعشرين من التاريخ الفارسى المضاف الى اسكندرية اليونانى وكان ملك فارس يومئذ ابو يزيد هرمز وولد بالكعبة البيت الحرام وكان مولاه بعد از زواج رسول الله صلى الله عليه وآله بخديجة بنت ثعلبة سنين وكان عمر رسول الله صلى الله عليه وآله يوم ولادته ثمانيا وعشرين رالمطالب السعوى (محمد بن طلحة) ررحمة الله عليه لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا تولد اقرار کی رات رجب کی تیسویں شبہ اسکندریہ کو ہوا ان دونوں ہرگز کا بیٹا پرویز فارس کا بادشاہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تین برس خاوی ہو چکے بعد آپ ہمیں خانہ کعبہ بیت اللہ شریف میں تولد ہوئے بہت وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک اٹھائیس برس کا تھا۔

عن علي بن الحسين قال كنا زوارا للحسين وهناك نسوة كثيرة اذ اقبلت منهن امرأة فقالت من انت رحمة الله قالت انا زينة بنت العجلان من بنى ساعدة فقلت لها هل عندك عن شي تحذني به قالت اى واحد حذاني عما رعى بنت عباد بن نضلة بن مالك بن العجلان الساعى انها كانت ذات يوم في نساء من العرب اذ اقبل ابو طالب كئيبا حزينا فقلت ما شانك قال ان فاطمة بنت اسد في شدة من الحزن وادخل بيدها وجردها الى الكعبة وقال اجلسي على اسم الله فطلعت طليقة واحدة فوالى خلافا مسرورا نظيفا منظفا لما ركب من وجهه فماتت عليا وحمل النبي صلى الله عليه وآله حتى ناء الى منزلها قال علي بن الحسين فوالله ما سمعت شي قط الا وهلا احسن منه راخبرني الفقيه ابن المغيرة الشافعي في المناقب جناب الاميرين العابد بن فرات بن كهم كرم الله على كى زيارت كرسى ہے جسے وہاں بہت سی عورتیں بھی موجود تھیں ان میں سے ایک عورت بڑے بڑے پاس آئی کہنے اس سے بوجہ تیرا کون ہے اس نے بیان کیا میں قبیلہ بنی ساعدہ میں سے ہوں میرا نام زینہ بنت العجلان ہے کہنے کما اگر تجھے کوئی واقعہ

یاد ہو تو ہم سے بیان کر دے کہنے لگی مجھ سے عمارہ بنت عبادہ بنت نضالہ بن مالک بن عجلان الساعدی کہتی تھی کہ میں ایک روز عرب کی عورتوں میں موجود تھی اتنے میں ابوطالب تشریف لائے انکو چہرہ سے آثارِ حزن نمایان تھے میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے وہ فرماتے گئے فاطمہ بنت اسد کو دردِ دل ہے یہی ہے۔ یہ فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ بکڑ کر کعبہ میں لٹکے اور کہا خدا کا نام لیکر یہیں بیٹھ جا ابھی وہ اچھی طرح بیٹھنے نہ پائی تھی کہ ایک پاک اور پاکیزہ خوش رو لڑکا اسکو پیدا ہوا اس حسن و جمال کا لڑکا میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسکا نام ابوطالب نے علی رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور فاطمہ بنت اسد کو لگو اٹھا کر گھر کو لے گئے جناب امام زین العابدین فرماتے ہیں و امہ ہم نے اس سے بہتر کبھی کوئی باوجود نہیں سنی ہے *

جناب امیر علیہ السلام کا غمِ مرقیہ بیت پاتا

عن ابی الحجاج مجاہد بن جابر قال کان من نعمۃ اللہ علی و ما اراد اللہ بہ من الخیر ان قریشاً اصحاباً ازمتہ شذیۃ و کان ابوطالب ذاعیال کثیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعبد العباس و کان من ایسر بنی ہاشم باعم ان اخاک اباطالب کثیر العیال و قد اصاب الناس ما نری فانطلق بنا الیہ فلنخفف من عیالہ اخذ من بنیہ جلا فنکدھما عنہ قال العباس نعم فانطلقا حتی اتیا اباطالب فقالا انا نرید ان نخفف عنک من عیالک حتی ینکشف عن الناس ما هم فیہ فقال لھما ابوطالب اذا ترکتما لی عقیلا فاصنعما ما شئتما فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فضعہ الیہ واخذ العباس جعفر فضعہ الیہ فلم یزل علی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بعثہ اللہ عز و جل نبیا فاتبعہ و امن بہ و صدقہ مطالب السؤل فی الیامین النضرہ) ابوالحجاج مجاہد بن جابر سے روایت ہے کہ جناب علی کے حق میں خدا کی نعمت تھی اور خدا نے انکے حق میں نیکی کا ارادہ کیا تھا کہ اہل مکہ کو دردِ دل کا قحط پیش آیا اور ابوطالب کثیر العیال تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے کہہ ان دونوں نام نہی ہا ختم میں بڑے مالدار تھے۔ جا کر کہہ دو۔ ابوطالب بڑے مالدار ہیں اور آپ بیکدہ رہے ہیں کہ ہفت لوگوں کو کیا مصیبت پیش آرہی ہے تم سب سے ساتھ ابوطالب کے پاس چلو تاکہ ہم انکا عیال بانٹ سکیں انکا ایک لڑکا میں نے لون اور ایک غم لے لیا اور ہم ان دونوں کا تکفل حل کریں عباس کہتے تھے بہت بے خبر بات ہے۔ دونوں کو ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگو ہم آپ کو عیال کے بوجہ سے کسی قدر سبکدوش کرنا چاہتے ہیں تا وقتیکہ قحط لوگوں کے سر سے اٹھ جائے۔ ابوطالب نے

کما اگر عقل کو میرے لیے چوڑا اور جو چاہو سو کرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لپیٹا اور عباس نے جعفر کو لے لیا علی ہمیشہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جتے رہے یہاں تک کہ پھر دگارتے حضرت کو نبی مقرر کیا۔ جناب علی نے حضور کا اتباع کیا اور ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔

جناب امیر علیہ السلام کی سبقت اسلام

(۱) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول اول الناس من هذا الامۃ ورودا علی الحوض اولها سلاما علی بن ابی طالب (راخرجه ابن عبد البر فی الاستیعاب) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلا سنا ہے کہ اس امت کا حوض پر پہلے وارد ہونیوالا اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر هذه الامۃ بعدی اولها سلاما علی بن ابی طالب (المستزید) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء فرماتے جتے کہ میرے بعد اس امت کا بہتر اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۳) عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قالَا اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال ان هذا اول من امن بی وهذا افارق هذه الامۃ وهذا یعسوب المومنین وهذا اول من یصافح یوم القیمۃ وهذا صدیق اکبر (راخرجه الطبری والدیلی) سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت کو حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے یہ مومنوں کا عیوب (یعنی امیر) ہے اور یہ سب سے پیشتر قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرنے والا ہے اور یہ صدیق اکبر ہے۔

(۴) عن ابی ذر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لعلی انت اول من امن بی و صدق (راخرجه الحاکم) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی سے فرما رہے تھے کہ تو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تو نے میری تصدیق کی ہے۔

(۵) عن زید بن ارقم قال اول من اسلم علی بن ابی طالب (راخرجه احمد والترمذی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

(۷) عن ابن عمر والنس بن مالک وجابر بن عبد الله عنهما قالوا بعث الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين واسم علي يوم
الثلاثاء واخرجوا اليه واذنوا له ... (والطبرانی) ابن عمر والنس بن مالک اور جابر رضی اللہ عنہم
روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن بعثت ہوئے اور شگل کے دن علی سلام لائے ۔
(۸) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلت الملائكة على وعلى علي سبع سنين
وذلك لانه لم يرفع شهادة ان لا اله الا الله الى السماء الا مني ومن علي بن ابي طالب اخرجوا الخوارج
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھ پر اور علی پر سات
یرس تک فرشتے درود بھیجتے رہے ہیں اس وجہ سے کہ پھر میرے اور علی کے آسمان کی طرح کسی کی لارا لارا
اللہ پر شہادت دینے کی آواز بلند نہیں ہوئی تھی ۔

(۹) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلي بن ابي طالب
اسلاما واول المؤمنين معه ايماناً واعلموا يا ائمة ما وافاهم بعد الله واولوهم بالبعثه و
اقسمهم بالحق واعلموا انهم عند الله منزلة راجحة احمد) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کلمہ میں
یہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم سلام لانے میں سب مسلمانوں سے پیش
قدم اور پیمانہ لانے کی وجہ سے سب سے مقدم ہو اور تم ان سے سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے ہو
اور رعیت پر ان سے زیادہ مہربان ہو اور ان سے سب سے پورا پورا تقسیم کرنے والے اور ان سے سب سے خدا کو
نزدیک بڑی منزلت والے ہو ۔

(۱۰) عن ابي سعيد معاذ بن جبل رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب
سبع خصال لا يحدك فيهن احد يوم القيامة انت اول المؤمنين بالله ايماناً ووافاهم بعد الله
واروهم بالبعثه واقسمهم بالحق واعلموا انهم عند الله منزلة راجحة احمد) ابو سعيد خدری
رضی اللہ عنہ سے اور حاکم مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر
الزمان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تجھ میں سات خصلتیں ایسی ہیں کہ قیامت کے روز ان میں
کوئی تجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تو خدا پر ایمان لانے میں سب مومنوں سے پہلا ہے اور خدا کے
عہد کو پورا کرنے میں ان سے سب سے برتر۔ اور رعیت پر مہربانی کرنے میں ان سے سب سے مہربان اور پورا پورا
میں ان سے سب سے پورا تقسیم کرنے والا اور ان سے سب سے جگہ جگہوں کے فیصلہ کرنے میں زیادہ علم والا۔ اور
قیامت کے روز خدا کے پاس سے سب سے پہلے اور سب سے پہلے والا ہے ۔

(۱۰) عن العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب هو يقول كفوا عن ذكر علي بن ابي طالب فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في علي ثلاث خصال ووددت لو ان لي واحدة منهن كل واحدة منهن احب الي مما طلعت عليه الشمس كنت انا وابوبكر و ابو عبیدہ بن الجراح و نفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم على كتف علي فقال يا علي انت اول المسلمين اسلاما وانت اول المؤمنين ايمانا وانت مني بمنزلة هارون من موسى كذب يا علي من زعم انه يحبني ويبغضك (اخرج الطبري وابن السمان) عباس بن عبد المطلب رضي الله عنه كہتے ہیں میں نے عمر بن الخطاب رضي الله عنه کو کہتے ہوئے سنا کہ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ جناب علی کی غیبت کرنے سے باز رہو میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی بن ابی طالب تین خصلتیں ہیں اگر ان میں سے ایک ہی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک ان سب چیزوں سے بہتر تھی کہ جس پر آفتاب کا پرتو پڑا ہے میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن الجراح چند صحابہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے علی تو اسلام لانے میں سب مسلمانوں کا پیش قدم اور ایمان لانے میں سب مومنوں کا پیش رو ہے اور تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسکہ ہارون کا موسیٰ سے۔ وہ بالکل جہوٹا ہے جو یہ زعم کرتا ہو۔ کہ مجھے دوست رکھتا ہو۔
ابو تجھے عداوت رکھے۔

(۱۱) عن سعد بن ابی وقاص و ابی سعید و ام سلمة و أسماء بنت عمیس و جابر بن عبد الله قالوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت اول المسلمين اسلاما (اخرج الدیلمی) سعد بن ابی وقاص اور ابو سعید اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم سب مسلمانوں سے پہلے اسلام لائے ہو۔
(۱۲) عن معاذة العدوية قالت سمعت عليا يقول علي المنبر منبر البصرة انا صديق الاكابر امتي قبل ان يؤمن ابوبكر واسلمت قبل ان يسلم ابوبكر (اخرج ابن قتيبة في المعازف) معاذة العدوية رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے جناب علیؑ کو بصرہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لایا ہوں اور ان سے اول ایمان لایا ہوں۔
(۱۳) عن ابن عباس قال نظر علي في وجه الناس فقال اني لا خور رسول الله صلى الله عليه وسلم ووزيره ولقد علمت اني اولكم ايمانا بالله عز وجل و برسوله ثم دخلت من بعدى في الاسلام رسلا رسلا و اني لابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم و شريك في نسب و ابو ولد و زوج سيدة

لساء اهل الجنة راليواقيت لابن عمارة ايمانا ابن عباس رضي الله عنه بيان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب علیؑ نے لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور وزیر ہوں تم مجھ کو جانتے ہو میں تم سب خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہو تم میرے بعد میں کروں گا گروہ داخل اسلام ہوئے ہو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور نسب میں شریک ہوں ان میں انکے بچوں کا باپ ہوں میں تمام اہل جنت کی عورتوں کی سرشار کا خاوند ہوں۔

(۱۴) عن ابي الغفارية قالت كنت امرأة اخرج مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وادى الحجرجي فلما كان يوم الجمل اقبلت مع علي فلما فرغ دخلت علي زينب عشيبة فقلت حدثيني هل سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا الرجل شيئا قالت نعم دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو وعائشة على فراش وعليهما قطيفة قالت فاقعي علي كجاسته الاعرابي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذا اول الناس ايمانا واول الناس لقاءي و اخرا الناس بي عودا عند الموت

راليواقيت لابن عمارة ايمانا ابن عباس رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ میں اسی عورت تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمیعت میں غزوات میں جایا کرتی تھی اور زخمیوں کے علاج کیا کرتی تھی جب جمل کا دن ہوا تو میں ہی جناب علیؑ کے ساتھ جنگ کو نکلی آپ جب اس جگہ سے فارغ ہوئے تو میں رات کو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئی سینے ان کو کھانچا کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کو حق میں سنا ہو مجھ سے بیان کرو۔ کہنے لگیں میں ایک روز بنی ہاشم کے دربار میں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی وہاں ایک عورت اور بی بی عائشہؓ ایک بستہ پر لیٹے ہوئے ہیں اور دونوں پر ایک کپڑا ہے مجھ پر بھی جلد اعرابی کی برابر بگڑی ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تحقیق یہ شخص (یعنی علیؑ) ایمان لانے کی وجہ سے سب لوگوں سے اول ہے۔ اور سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے ملنے والا ہے۔ اور میری موت کے وقت سب آخرت میں سے بات کرنے والا ہے۔

(۱۵) عن ابن عباس قال قال علي اول من اسلم بعد حاميته وقال ابو عمر هذا حديث صحيح الاسناد لا مطعن في روايته لاحد (اخرجه ابن عبد البر في الاستيعاب) ابن عباس رضي الله عنه کہتے ہیں کہ علی جناب صدیق اکبرؓ کے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سب سندیں صحیح ہیں کسی شخص کو اس کی روایتوں میں طعن کی گنجائش نہیں۔

(۱۶) قال الثعلبي في تفسير قوله تعالى والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار قد اتفقت

العلماء ان اول من آمن بعد خلد بحجة رضوا الله عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم من الذكور على ابن
ابی طالب هو قول ابن عباس وسلمان والی یزید وجابر بن عبد الله الانصاری وزید بن ارقم و
خباب بن الارت ومحمد بن المنکدر وریعة الرازی ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں آیہ کریمہ والسابقون
الاولون الخ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ یہ تحقیق تمام علماء نے ہمہ اتفاق کیا ہے کہ بعد از نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے مروجین میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب علیؓ کے پہلے ایمان لائے ہیں۔ یہ ابن عباس اور
سلمان اور ابوذر اور جابر بن عبد اللہ انصاری اور زید بن ارقم اور خباب بن الارت ومحمد بن المنکدر
اور ریعة الرازی رضوان اللہ علیہم کا قول ہے۔

(۱۷) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السابق ثلاثا
فالسابق الى موسى يوشع بن نون والسابق الى عيسى صاحب الياسين والسابق الى محمد صلى
الله عليه وسلم بن ابی طالب راخرجه الدیلمی (ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایمان میں سبقت کرنے والے تین ہیں۔ پہلے
حضرت موسیٰ سے کیطرف سبقت کرنے والے یوشع بن نون ہیں اور حضرت عیسیٰ کیطرف صاحب الیاسین
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف علی بن ابی طالب ہیں۔)

(۱۸) عن ابن عباس في قوله تعالى السابقون الاولون من المهاجرين والانصار قال سبق يوشع
ابن نون الى موسى وسبق صاحب الياسين الى عيسى وسبق علي بن ابی طالب الى محمد بن
عبد الله صلى الله عليه وسلم راخرجه الطبرانی والصفحاك وابوبكر بن محمد (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
السابقون الاولون کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کی طرف اور صاحب الیاسین
نے حضرت عیسیٰ کی طرف اور علی بن ابی طالب نے جناب محمد بن عبد اللہ کی طرف سبقت کی ہے۔)

(۱۹) عن ابن عباس وابی لیل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصد يثلاثا حبیب النجار
مومن الیاسین الذی قال يا قوم اتبعوا المرسلين وخرقيل مومن الی فرعون الذی قال تقتلون
رجلا ان يقول رب الله وعلى بن ابی طالب وهو افضلهم راخرجه ابن البخاری عن ابن عباس
واحمد بن ابی لیل (ابن البخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
علی ابی لیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے
کہ صدیق تین ہیں حبیب النجار الیاسین یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حارمین پر ایمان لانے والا
جس نے کہ کہا تھا اسے قوم کے لوگو رسولوں کا اتباع کرو۔ اور خرقل فرعون کے گروہ سے ایمان

لانیوالا جس نے یہ کہا تھا کہ اسے لوگوں میں سے تم کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پالنے والا خدا ہی ہے اور علی بن ابی طالب وروہ ان سب کے افضل ہیں۔

(۲) عن ابن عباس في قوله تعالى من يطع الرسول فاطع الله واولئك مع الذين انعم الله عليهم قال علي يا رسول الله اهل نقدر على ان نؤثر في الجنة كما روينا في الدنيا قال يا علي ان لكل نبي رفيقا اول من اسلم من امتي فانزلت هذه الآية اولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصدّيقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا فدا عار رسول الله صلى الله عليه وآله عليا فقال ان الله عز وجل قد ازال بيان ساسات فجعلت رفيقي لائلا من اسلم وانت صدّيق الاكبر (تفسير ابن الجحّام) ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فرما یا علی یا علی یہ نبی کا ایک رفیق ہے جو نبی پر اسامہ لائلا ہے۔ یہ نبی نازل ہوئی کہ وہ لوگ اُنکے ساتھ ہیں جنہیں کہ خدا نے نعمت نازل کی جو بیت منوران و صدیقون و شہیدون اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ اُنکے اچھے رفیق ہونگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے علی کو بلا کر فرمایا۔ یا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے۔ اور تجھ کو میرا رفیق بتایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(۳) عن سعید بن حمزة عن حماد بن سعید بن العاص قال قلت لعبد الله بن عباس بن ربيعة بن عامر الاحقر بن عزی بن بکر وعلی فان ابابکر رضی اللہ عنہما کان لہ السن والسابقة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الناس کا اصعب والی علی قال ی ابن ابی ان علیا کان لہ ما شئت من مرضی قاطع فی العلم والبسط فی النسب قرابة من رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاهرتہ والسابقة فی الاسلام العلم بالقرآن والفقه فی السنة والتجدة فی الحرف الجوهرا لما عون (اخر جلالہ جی) سعید بن عمرو ابن سعید بن العاص کہتا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس بن ربيعة بن عامر کو چاہا کہ اسے چچا کیا تم مجھے ابو بکر اور علی کے حالات سے خبر دار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہیں سال تہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلام میں بیعت ہی کہتے تھے۔ یہ ایسی بھیا بات تھی کہ لوگ جناب علی رضی اللہ عنہ کی بیعت تھے۔ انہوں نے جواب دیا اے میرے بھتیجے۔ جو تو چاہتا ہے اسی کے مطابق علم و فضل میں علی رضی اللہ عنہ انہوں والا تھا۔ نسب فراخ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت۔ اور حضرت کا داماد ہونا اور سلام میں

سبقت اور قرآن کا علم اور سنت میں پوری آگاہی۔ اور جنگ میں بہادری اور سخاوت میں بخشش کہتے تھے
 (۲۲) عن ابی ہارون العبدی قال اتیت اسعیلا الخداری فقلت لہ هل شہدت ہذا فقال نعم فقلت
 الا تخذ ثقی بشئ مما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبیرک ان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فرختہ وقتہ فدخلت علیہ فاطمہ تعودہ وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فلما رأت ما یرسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ من الضعف خفتہا العبرة حتی بدت دموعہا علی
 خدہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یمیک یا فاطمہ قالت اخشی الضیفہ یا رسول اللہ فقال
 یا فاطمہ ان اللہ اطلع علی اهل الارض طلادۃ فاختر منہا اباک ثم اطلع ثانیۃ فاختر منہم بعک
 فاوحی لک فانکحت بک واتخذتہ وصیاً اما علم انک بکرامۃ اللہ ایاک زوجک اعلمہم علما واکثرہم
 حلما واقدہم سلما فصمکتہ واستبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزید ہا من زید الخیر
 کلہ الذی قسم اللہ بحمدہ والحمد للہ علیہ فقال لہا یا فاطمہ لعلی ثمانیۃ اضر اس یعنی
 مناقب ایمان باللہ وراسولہ وحکمتہ وزوجتہ واسبطاء الحسن والحسین وامرہ بالمعروف
 ونہیہ عن المنکر یا فاطمہ انا اهل البیت اعطیناہ شرفا لہ یعطیہا احد من الاولین ولا
 یدرکها احد من الاخرین غیرنا نبینا خیر الانبیاء وهو ابوک ووصینا خیر الاولیاء وهو
 بعک وشہیدنا خیر الشہداء وهو خمرہ عم ابیک ومن اسبطاء هذا الامۃ وھما بیتک و
 منامہک الامۃ الذی یصلی خلف عیسی ثم ضرب علی منکب الحسنین فقال من هذا منہدی
 الامۃ خر خدجہ الدار فطنی ابو ہارون العبدی کہتے ہیں میں نے ابوسیدہ خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 پاس چل کر کہا کیا تم بدر کے جنگ میں حاضر تھے کہنے لگے ہاں میں نے ان سے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے
 کہ کچھ جتنے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جواب دیا۔ کہ میرے بیٹے میں تجھے
 سنا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر نہایت ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کر لیں تشریف لائیں یہ حضرت کے داہنی جانب
 بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرت پر ضعف کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں رونے سے ان کی سہک بند ہو گئی ایسا نہ کہ
 کہ ان کے رخسار پر آنسو جاری ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ آپ کیون رونے میں عرض کیا
 کہ میں آپ کو بعد اپنے ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت نے فرمایا۔ یہ تحقیق بہت گارنے زن کے باشندے
 کو اجبی طرح دیکھ کر تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر انتخاب
 کیا پھر میری طرف متوجہ ہوئی اور میں نے تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ

نے خاص تمہارے لیے کیا مہربانی کی ہے۔ تیرا خاوند سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور سلام لانے میں سب سے پیش قدم ہے۔ پس جناب فاطمہؑ سکرا میں اور خوش ہو گئیں حضرت نے چاہا کہ انکو از زیادہ اس خیر سے حصہ دین کہ پروردگار نے محمدؐ اور آل محمدؑ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حصہ عطا فرمایا ہے۔ پس آپ نے فرمایا یا فاطمہ علی کے آئندہ تیز دانت ہیں یعنی مناقب میں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ اور اُس کے دانائی اور اسکا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چہ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکتے ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب وصیا سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے وہ حمزہ ہے جو تیرے باپ کا چچا ہے اور اس کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور ہمیں سے اس امت کا مہدی بھی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امام حسینؑ کے دوش مبارک پر ماتہ مار کر نہ مایا مہدی اس ہی ہو گا۔

(۲۳) عن ابی ایوب الانصاری قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ فانتہ فاطمۃ تعودہ فلما مات عاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الجہد والضعف استعبرت فبکت حتی سال اللہ مع علی خدیجاً فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ ان لکرامۃ اللہ ایاک زوجتک من اقدمہم سلماً واكثرہم علماً واعظمہم حلماً ان اللہ تعالیٰ اطلع علی اهل الارض اطلاعتہ فاختارنی منہم فبعثنی نبیاً مرسلانہ اطلع اطلاعتہ فاختار بعلک فادھی اللہ الی ان ازوجہ ایاک واتخذہ وصیاً (اخرجه الدارقطني) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مریض ہو گئے حضرت فاطمہؑ عبادت کے لیے تشریف لائیں حضرت پر ضعت اور تکلیف کی شدت کو دیکھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ اُنکے رخسار مبارک پر قطرات اشک جاری ہو گئے یہ دیکھ کر حضرت نے ارفا کیا یا فاطمہ تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ سلام لانے میں وہ سب سے مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور سب سے زیادہ علیم ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب سادیکہ کر مجھے انتخاب کیا اور نبی مرسل بنایا پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے وحی بھی مینے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔

(۲۴) عن رید قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يبكيك يا بختي قالت قلت الغم وكثرت الهم وشدة السقم قال لها اما والله ما عند الله خيرا مما ترهبين اليه يا فاطمة اما ترضين ان زوجك بخير امتي اقدمهم سلما واكثرهم علما واعظمهم حلما والله ان بك سيدا شباب اهل الجنة (اخرجه الخوارزمي في المناقب) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اسے بریدہ اجمہ ہمارے ساتھ چلے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیاہری سی کرین جب ہم جناب فاطمہ کے پاس پہنچے وہ ہمیں دیکھ کر روتے گئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ای میری بیٹی تم کیوں روتی ہو عرض کیا قلت طعام اور کثرت غم۔ رشتہ بیماری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم یہ کیا جو کچھ خدا کے پاس ہو اس سے بہتر کہیں ہے جسکی نہ تم متنا کرتی ہو؟ یہ تحقیق تیرا شہر میری گامی ہے بہتر اور ان سے اسلام لانے کی وجہ سے مقم اور ان سے علم میں زیادہ اور ان سے علم میں بڑا ہے۔ اور تیرے دونوں فرزند اہل بیت کے جوانوں کے ساتھ ہیں۔

(۲۵) عن مغفل بن سبار قال وضنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یوم فقال هل لك في فاطمة تعودها فقلت نعم فقام صوكتنا على خضت دخلنا عليها فقال كيف نجدك قالت والله اشتد حزني واشتد فاقق فقال اما ترضين اني زوجتك اقدم امتي سلما واكثرهم علما واعظمهم حلما (اخرجه احمد في المناقب) مغفل بن سبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہم فاطمہ کی عیادت کو لیے طہین میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ حضرت مجھ پر تکبیر لگا کر اٹھے اور جناب فاطمہ کے پاس گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تمہاری یہ کیا حالت ہے عرض کیا و اللہ مجھ پر غم کا غلبہ ہے اور فاقون نے ستایا ہے حضرت نے ارشاد کیا تم راضی نہیں ہوتے ہو کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ میری تمام امت میں اسلام لانے میں مقدم ہے اور سب زیادہ علم والا اور سب زیادہ علم والا ہے۔

(۲۶) قال ابو حازم۔ ومحمد بن المنکدر و ربيعة بن عبد الرحمن والكلبي عن علي بن ابي حمزة عن ابن جابر الطبري في تاريخه (ابو حازم اور محمد بن المنکدر اور ربيعة بن عبد الرحمن اور کلبي رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جناب علی رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لائے ہیں۔)

(۲۷) عن سحاق قال كان اول ذكر من رسول الله صلى الله عليه وسلم وصداقه بماء من عبد الله بن علي بن ابي طالب (اخرجه ابن جابر الطبري في تاريخه) بہت حقیرہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مردوں

من اظہار اسلام) یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے باب میں زیادہ تر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا ہے ۔

لیکن اکثر احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اظہار اسلام ہی جناب علی ہی نے کیا ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی اور علامہ جریر طبری وغیرہ رحمہم اللہ عنہم نے کئی کئی روایات سے روایت کرتے ہیں (رجال ج ۱، فی الجاہلیۃ الی مسکۃ فانزلت علی العباس بن عبد المطلب فلما ارتفعت الشمس و حلقت فی السماء وانا انظر الی الکعبۃ فاقبل شاب فرمھا ببصرہ الی السماء ثم استقبل الکعبۃ فقام مستقبلاً فالمریلت حتی جاء غلام فقام بیمنہ حتی جاءت امرأۃ فتامت خلفہما فرفع انشاب فرفع الغلام ۱۰ المرأۃ فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأتا فخرالت اب ساجداً فمجدل معہ فقلت یا عباس اور عظیمہ فقال هل لک من الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہذا ابن اخی فقال هل لک من هذا الغلام فقلت لا فقال علی بن ابی طالب سن عبد المطلب ہذا ابن اخی و ہل تدعی من ہذا المرأۃ التي خلفت لک قال ہذا خدیجۃ بنت خویلد زوجۃ ابن اخی ہا احادیثی ان ربہ رب السموت والارض امر لہذا الدین ہو علیہ ساجداً فی روض کملھا احد علی هذا الدین غیر ہؤلاء الثلاثین) یعنی ابومحمبت سین میں ایک وفد مکہ میں گیا اور جاکر حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس ٹھہرا جب آفتاب بلند ہوا اور وسط پہاڑ سے ڈھلایا گیا کہ بیضیوں و دیگر باتھما آتے ہیں ایک جوان نے آگے بڑھ کر آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھا اور قبیلہ کی طرف بڑھا اور سبکی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا پھر تڑپ کر کے دیر کے بعد ایک لڑکا آیا اور اس جوان کے واسطے بانو پر کھڑا ہو گیا پھر ایک عورت آئی اور وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی پھر اس جوان نے رکوع کیا اور اس لڑکی اور عورت نے بھی اس کے ساتھ رکوع کیا پھر جوان نے ہی رکوع سے سر اٹھایا ان دونوں نے بھی رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر اس نے سجدہ کیا ان دونوں نے بھی سجدہ کیا مینے عباس سے کہا کیا ایک انوکھی بات ہے عباس کہنے لگے تو جانتا ہے کہ یہ جوان کون ہے میں نے کہا نہیں وہ کہنے لگے یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب سے بہائی کا بیٹا ہے ۔ اس کے بعد یہی معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے مینے کہا نہیں کہنے لگے یہ علی بن ابی طالب سے بہائی کا بیٹا ہے اور یہ جانتے ہو کہ یہ عورت کون ہے مینے کہا نہیں عباس کہنے لگے یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بی بی ہے اس نوجوان نے مجھے بتایا ہے کہ بہا پروردگار آسمان اور زمین کا پروردگار ہے یہی اللہ دین ہے تمام زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس میں پر نہیں ۔

علامہ جریر طبری علیہ الرحمۃ نے اپنی تاریخ الرسل والملوک میں اس کے بعد ان الفاظ کو روایت کیا ہے (قال العقیف بعد ما سلم ورثنا الاسلام فی قلبہ بالمیثنی کنت راجعا) یعنی اسلام لانے کے بعد جبکہ عقیف کے دل میں اسلام کا خوب سوچ ہو گیا تو یہ کہا کرتے تھے کاش میں ان تینوں کے ساتھ چوتھا ہوتا۔ پس جناب عباس کے قول سے کہ ما علی الارض کلھا احد علی هذا الدین غیرہ (لا الذلثۃ) ثابت ہوتا ہے کہ مہنوز جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام نہیں لائے تھے کہ جناب علی کا اسلام لانا عباس سے عقیف کنت رضی اللہ عنہ پر ظاہر ہو چکا تھا۔ اور لفظ ہولاء الذلثۃ کی قید سے اور عقیف کو یہ لہفت سے کہ کاش اگر میں اس وقت اسلام لانا تو میں اس وقت اسلام کا چوتھا رکن ہوتا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب ابوبکر ایسی شرف باسلام نہیں ہوئے تھے ورنہ حضرت عباس ہولاء الذلثۃ کی قید نہ لگاتے اور عقیف کنت راجعا کہتے بلکہ کنت خاصا کہتے۔ پس قیاس میں نہیں کرتا کہ یہ راجعیت عباس کو معلوم ہو گیا ہو۔
 وراہوطا لیسے منہی رہا ہو۔

بعض زوجہ جناب علی علیہ السلام کی سبقت اسلام کو تسلیم کر کے یہ کہا ہے کہ انکا اسلام بہ نسبت اسلام میں پیش فضل نہیں سمجھا جاسکتا۔ کیونکہ یہ در عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو وقت جناب علیؑ بنو ہاشم میں ہوئے تھے چنانچہ خود انکا قول ہے کہ سبقتکم الاسلام طرہ علاءا ما ملکت اولادہ۔
 جسے سینے میں ایسی حالت میں اسلام لائیں سبقت کی ہے کہ میری سین ہبیگ، یمن، یمن، یمن بھی پڑا
 کی حالت میں تھا۔ ابھی حد اسلام تک نہیں پہنچا تھا پس ایک کہ سن لڑکے کا اسلام منشاخ قریش کے
 سلام فائق نہیں ہو سکتا۔
 لہذا جواب دو طرح پر ہو سکتا ہے

جناب امیر کی عمر اسلام لانے کے وقت

۱۱۱) بعض کے نزدیک مشرف باسلام ہونیکے وقت جناب علی پندرہ یا سولہ برس کے تھے لیکن سب سے زیادہ معتبر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ اس وقت تیرہ سال کے تھے۔ اور ابو عمر تابعی نے ابن ابی کوحیم مانا ہے (دیکھو استیعاب) اس سے زیادہ تر ثبوت محمد بن حنفیہ کی روایت سہلتا ہے کہ وہ جناب امیر کی عمر (۶۵ سال) کی بیان کرتے ہیں (اسد الغابہ) معروف نے بھی جناب ابوجعفر محمد بن علی الرضا علیہ التوحید والثناء سے حضرت امیر کی عمر اتنی ہی روایت کی ہے اور مطالب السؤل کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی نے بھی اسی کو صحیح مانا ہے۔

پس حکمت تدوین کے بعد بلا خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ سال تک اس دار فانی میں رونق افروز رہے ہیں اور حضرت کے انتقال کے بعد جناب امیر (۲۹ھ) ساڑھے اونتیس برس زندہ رہے ہیں پس
 (۶۵) - (۲۳ + ۲۹) = ۵۲ رہے یعنی پینتیس سال تئیس اور ساڑھے اونتیس لگانے کو بعد
 ٹھیک ساڑھے بارہ برس باقی رہے۔

اس ہر صاف ظاہر ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایسے وقت میں اسلام لائے ہیں جب کہ انکی عمر بلوغ کے
 قریب ہو چرچکی تھی اور ان کی عقل خداداد میں بچگی آگئی تھی۔ نہ یہ کہ بالکل طفولیت کے عالم میں تھے
 (ب) اگر یہی تسلیم کیا جائے کہ جناب علی علیہ السلام لاپنگے وقت بالغ نہیں تھے تو اسپر کوی شرعی
 دلیل موجود نہیں ہے کہ قبل از بلوغ ایک لڑکے عاقل ہو شیار ہونہار۔ بچہ مغزو کی الطبع کا اسلام
 قبول نہ کیا جائے *

اسی طرح سے جناب امام عظیم ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عاقل لڑکے کا اسلام اگرچہ وہ بالغ نہوا
 ہو۔ مقبول ہو قال الشیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی فی مسندنا حدثنا اسمعیل بن ادریس قال حدثنی
 ابی عن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیاً
 الی الاسلام وهو ابن تسع سنین او یقول دون التسع ولم یعبدا الا وثان قط لصغره انتہی قال فلو لم
 یکن الاسلام مقبولاً عندہ لما دعاه الیہ وکذا دعا شریکاً عن اطفال الصحابة الی الاسلام وقبلہ منهم
 کما یظهر عن کتب الاش و قد بایع عبد اللہ بن الزبیر وعبد اللہ بن جعفر وجعفر بن الزبیر وھم
 ابنا سبع سنین۔ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند جس کا نام سند ابو حنیفہ ہے، میں لکھتے
 ہیں کہ اسمعیل بن ادریس نے مجھے روایت کی ہے اور اس نے اپنے والد سے سنا ہے کہ کتنا عجیبے حسن
 بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو
 اسلام کی دعوت کی اور وہ نو برس یا اس سے بھی کم تھے اور انہوں نے بچپن سے مطلق بتوں کی پرستش
 نہیں کی تھی۔ اسکے بعد شیخ قاسم بن قطلوبغا کہتے ہیں۔ اگر لڑکے صغیر السن کا اسلام مقبول نہوتا
 تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو کبھی اسلام کی جانب مدعو نہ کرتے اس طرح سے حضرت نے صحابہ کے اکثر
 اطفال کو اسلام کی طرف مدعو کر کے انکا اسلام قبول کیا تھا چنانچہ کتب احادیث سے بخوبی ظاہر ہے علیہ
 ابن زبیر اور عباس بن جعفر اور جعفر بن زبیر نے حضرت کی محبت کی اور انکا سن سات سات برس کا تھا
 حافظ ابو نعیم اور ابن عساکر اور طبرانی علیہم الرحمۃ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت
 کرتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایع الحسن والحسین وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن جعفر

ہم صنادید مبعولوا ولدیغوا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسن و حسین اور عبداللہ بن عباس
اور عبداللہ بن جعفر کی بیعت قبول فرمائی ورنہ اٹھا لیکہ وہ کم سن ہی پوری تمیز نہیں رکھتے تھے اور
ابھی بالغا ہی نہیں ہوئے تھے ۔

اس کے سوا یا مری جناب امیر کی فضیلت کا کافی ثبوت ہو کہ وہ ایسے سن میں اسلام لائے ہیں کہ خبر
میں لوگوں کی طبیعت اکثر لہو و لعب کی طرف مائل ہوتی ہے تو حید کے غوہ مض کا سمجھنا اور منشا ثبوت
کے مطابق عمل کرنا۔ اور معاد کی حقیقت تک پہنچنا ان کے عقول سے باہر ہوتا ہے۔ پس ایسے سن و سال میں
بناب امیر کا اسلام لانا صاف اس امر پر دال ہے کہ آپ عہد طفولیت ہی میں عقل خدا داد کے وسیلہ سے ایسے
موسم کی تہ کو پہنچ گئے تھے جس کو سمجھنے سے شبہ و شک مشائخ قریش کی عقلین و ذکاوتین۔

جناب امیر کا ہرگز تبوں کی پیشکش نہ کرنا

من جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة ما كفر أباه قطع موطن الياسين وعلى بن أبي طالب وأسيه امرأة فرعون وأخو جابر بن عبد الله وأبن عساكر والسيوطي في الدلائل المشهور جابر بن عبد الله
منه منقول هو کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ تین مخصوص بچے ہرگز خدا سے کفر نہیں کیا ہے مومن الیاسین (یعنی حضرت یوشع) پر
بیان لایا (والا) اور علی بن ابی طالب اور فرعون کی بیوی اسیہ *

عن الحسن بن مديني قال لا يعبد الاوثان قط لصغرهم ومن ثم يقال كرم الله وجهه دون غيره من
العصاة بتدبيره بن سعد في الطبقات وابن عبد البر في الاستيعاب وشيخ قاسم بن قطلوبغا الخفي
في مسند المشهور بمسند ابن خزيمة حسن بن مديني رحمه الله عليه کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے
بچپن سوہرگز جنوں کی پرستش نہیں کی، سید سے انکو کرم اور وجہ کہا جاتا ہے یعنی خدا نے انکے
سوز کو بیدار کیا تھا کہ وہ جنوں کے آگے نہیں جھکے۔ اور یہ لقب انکے سوا اور اصحاب کے حق میں نہیں
بھلا جاتا، (نزل الابرار علامہ بدخشی)

جناب ایشیکا صاحب سے پہلے حضرت کی تسمنا پڑنا

[illegible]

سوا کسی دو کمر میں نہیں ہو۔ ہر ایک عربی اور عجمی سے پہلے حضرت کو ساتھ نماز میں شریک ہو اور وہ ایسی شخص
ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک جنگ میں حضرت کا علم انکے پاس تھا اور انہوں نے سختی کے دن اپنی
جان سے حضرت کے ساتھ صبر کیا۔ اور انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲۲) عن النبی قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاثنین وصلی بعد علی یوم الثلاثاء واخرجه
المبغوی فی معجم النسخ ضرابہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کے دن سبوت ہو
اور منگل کے دن جناب علی نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی۔

(۲۳) عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلت خدیجۃ یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلاثاء
قبل ان یصلی معنا احد من الناس واخرجه احمد فی مناقب ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہو
کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جناب ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے پیر کے روز نماز پڑھی ہے اور حضرت علی علیہ السلام منگل کے روز نماز پڑھی ہے قبل اسکے کہ لوگوں میں سو
کوئی شخص ہمارے ساتھ نماز میں شرکت کرتا۔

عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت غداۃ الاثنین وصلی خدیجۃ یوم الاثنین فی
اخر النہار وصلی علی یوم الثلاثاء فمکث علی یصلی مستخفیا سبع سنین واشہر قبل ان یصلی معنا
احد من اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی رافع ابی رافع روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے
تھے کہ پہلی صبح کو کہ میں نبوت عطا ہوئی اور خدیجہ نے ہی سزا کر بچپے وقت میں نماز پڑھی اور علی نے منگل کے روز نماز پڑھی علی نے
سات سال تک بچپے پچھلے روز نماز پڑھی قبل اسکے کہ کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھتا۔

(۲۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت علی لتبوء یوم الاثنین وصلی علی یوم
یوم الثلاثاء واخرجه الطبرانی جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ ہم پہلے صبح نبوت نازل ہوئی اور منگل کے روز علی نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

(۲۵) عن جناب العرب قال سمعت علیا یقول انا اول من اسلم وصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
احد والنساء احسنی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں وہ
پہلا شخص ہوں جو اسلام لایا ہے اور میں نے حضرت کے ساتھ پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۲۶) عن زید بن ارقم قال اول من صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی (اخرجه النسائی) زید
بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ پہلے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

(۲۷) عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا صدیق اکبر لا یقول

ذلك بيك الا كاذب صليت قبل المئاس سبع سنين (اخرجه احمد في المناقب والنسائي في الخصائص
وحافظ ابو زيد عثمان بن ابي شيبة في سننه وابن عاصم في السنة والحاكم في المستدرک و ابو نعیم
في الحلیة والعقیلی) عباد بن عبد الله سور وایت ہو کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے
رسل کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں میرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جبرٹ کہنے والا میں نے سب
سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے *

(۹) عن ابن عباس وجابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلت الملائكة على علي عليه
سبع سنين قبل المئاس وذلك بانه كان يصلي ولا يصلي مغنا غيتا (اخرجه الديلمي) ابن عباس
اور جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سات برس تک ملائک
مجھ پر اور علی پر درود پڑھتے تھے اور یہ سوجھ سے تھا کہ علی میرے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم دونوں
کے بغیر کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں تھا *

(۱۰) عن علي قال عبد الله قبل ان يعبد احد من هذه الامة سبع سنين (اخرجه الخليلي)
من رياض النضرة في فضائل العشرة المحب للطبري جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے
تھے کہ میں نے خدا کی بندگی سات برس قبل سکے کی ہے کہ اس امرت میں سے کوئی خدا کی بندگی کرتا *
(۱۱) عن مجاهد عن ابن عباس قال نزلت هذه الاية اقبوا الصلوة واتوا الزكوة واركعوا مع الراكعين في
رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى خاصة وهما اول من صلا ودك (اخرجه الطبراني في الخصائص
وفقيه بن المغازلي في المناقب وحافظ ابو نعیم في الحلیة) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ کہ (قائم کرو تم نماز کو اور دو تم زکوٰۃ کو اور جب کو تم جکے والوں کے ساتھ) خاص کر جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی علیہ السلام کی نشان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ انہیں دونوں صاحب
نے پہلے نماز پڑھی ہے *

(۱۱) عن عفيف الكندي قال جئت في الجاهلية الى مكة فنزلت على لعل بن عبد المطلب فلما
ارتفعت الشمس حلقت في السماء وانا انظر الى الكعبة اقبل شاب فرح ببصره الى السماء ثم استقبل
الكعبة فقام مستقبلا فلم يلبث حتى جاء غلام فقام عن يمينه فلم يلبث حتى جاءت امرأة
فقامت خلفهما فرحم الشاب فرحم الغلام والمرأة فرحم الشاب والمرأة فخر الشاب
ساجدا فجل معه فقلت يا عباس امر عظيم فقال هل تدري من هذا الشاب فقلت لا فقال
محمد بن عبد الله بن عبد المطلب هذا ابن اخي هل تدري من هذا الغلام فقلت لا فقال علي

ابن ابی طالب بن عبدالمطلب هذا بن اخی۔ هل تدري من هذا المرأة التي خلفها ما قلت لا قال هذا خديجة بنت خويلد زوج ابی اخی هذا حدثني ان ربه رب السموات والارض امر بهذا الدين هو عليه الله ما على الارض احد على الدين غير هؤلاء الثلاثة راخرجه احمد والنسائي وزاد حريير الطبري قال عفيف بعد ما اسلم ورسخ الاسلام في قلبه ياليتني كنت راجعا وزاد احمد قال عفيف لو كان الله يزقني الاسلام يومئذ فاكون ثانيا مع علي بن ابی طالب عفيف كندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایام جاہلیت میں مکہ میں گیا اور عباس بن عبدالمطلب کے پاس فروکش ہوا جب آفتاب نے بلند ہو کر گھبراڈالا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک جوان نے آکر آسمان کی طرف نکاد اٹھا کر دیکھا اور بڑھکر کعبہ کی طرف موند کر کے کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک لڑکا آیا اور جوان کے دلہنے بازو کی طرف کھڑا ہو گیا پھر کچھ دیر نہیں گزری ہوگی کہ ایک عورت آکر ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ پس جب اس جوان نے رکوع کیا تو اس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ اور جب اس جوان نے سر اٹھایا تو ان دونوں نے بھی سر اٹھایا۔ پھر اس جوان نے سجدہ کیا تو ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ پس عباس سے کہا یہ ایک انوکھی بات ہے وہ کہنے لگے تو جانتا ہے یہ جوان کون ہے میں نے نہیں جانتا اس نے کہا یہ محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ اور یہ بھی بچہ معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے میں نے نہیں جانتا۔ اس نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب میرے بھائی کا بیٹا ہے اور یہ بھی بچہ معلوم ہے کہ یہ عورت کون ہے میں نے نہیں جانتا معلوم کہنے لگے یہ خدیجہ بنت خویلد ہے میری بیٹی کی بی بی۔ اس جوان نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میرا خدا آسمانوں اور زمین کا خدا ہے صرف اسی بات پر انکو دین کا مدار ہے تمام روز زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں۔ علامہ جبریل الطبري نے ان الفاظ کو اور زیادہ روایت کیا ہے کہ جب عفيف رضي الله عنه اسلام سے مشرف ہو گئے اور اسلام ان کے دل میں خوب راسخ ہو گیا تو وہ کہا کرتے تھے کاش میں ان تین شخصوں کے ساتھ جوتھا ہوتا۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں عفيف رضي الله عنه کی زبان سے یہ الفاظ اور زیادہ روایت کیے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر اس خدا تعالیٰ مجھے اسلام نصیب کرتا تو میں جنتی علیہ السلام سے دوسرے درجہ پر ہوتا۔

(۱۲) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال ان اول شئ علمته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قدمت مكة في عمومة لي فارتدت ناعلي العباس بن عبدالمطلب فانهيئنا اليه وهو جالس في الكعبة من ثم جلسنا اليه في بيتنا نحن عند اذنا قبل رجل من باب الصفا فقلوه حمزة وله و فرقة جعدة

صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بجا رہا وہ وقت و صلیت معہ اتبعہ فقال اما انت لم يدعك الا الى الخیر
 فالزمہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیرت میں اور ابن اسحاق قدس سرہ الغزیر لکھتے ہیں کہ جب نماز کا وقت
 ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو ساتھ لیکر اپنے چچا ابوطالب اور دیگر اعمام اور قوم سے مخفی
 مکہ کے پہاڑوں کی غاروں میں تشریف لیجاتے اور نماز پڑھتے اور رات کو وہاں سے واپس آتے جب تک
 کہ یہ روزگار کا ارادہ تھا اسی بات پر نہیں رہے یہی ایک روز حضرت کے ساتھ جناب علی نماز پڑھ رہے تھے
 کہ ابوطالب آپہنچے اور انکو نماز پڑھتے دیکھ کر کہنے لگے اے میرے بیٹے یہ سنا دین ہے کہ جس پر تم
 عمل کر رہے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان یہ امر اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں
 اور ہمارے باپ ابیہیم کا دین ہے اور مجھ کو خدا نے اس دین کے لیے لوگوں کی طرف بھیجا ہے
 چچا جان آپ زیادہ تر خدا پر ہیں اس شخص سے جسکو کہ میں نصیحت کروں اور ہدایت کی طرف بلاؤں اور
 آپ میری بات کو ماننے اور میری مدد کرنے کے زیادہ تر مستحق ہیں۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بیٹے مجھ
 سے نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دوں۔ لیکن خدا کی قسم یہ تمکو کہ قسم کی برائی
 نہیں ہو چکے گی جب تک کہ میں زندہ ہوں اکثر رواتہ نے یہی ذکر کیا ہے کہ ابوطالب نے جناب علی سے
 پوچھا اے میرے بیٹے یہ کون سا طریقہ ہے کہ جس پر تم عمل کر رہے ہو جناب علی نے جواب دیا کہ میں خدا کے
 رسول پر ایمان لا رہا ہوں اور جو کچھ کہ وہ لائے ہیں میں نے اسکی تصدیق کی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ
 میں نے انکے ساتھ نماز پڑھی ہے اور میں نے انکا اتباع کیا ہے۔ پس ابوطالب نے اسے کہا تم انکی بات ضرور
 مانو کیونکہ وہ تمکو سونیک بات کے اور کچھ نہیں بتا رہے گے ۴

(۱۷) عن حبة العرف قال رأيت علياً ضحك على ابنه لماره ضحك ضحكاً أكثر منه حتى بدت نواجذ
 انه قال قول ابوطالب ظهر علينا انا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فصليان بيطن نخلة
 وان ماذا تصنعان يا بن اخي فدعاه رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الاسلام فقال ما بالذي تصنعان
 من باس ولكن والله لا تغلوا استي ابدل وضحك تعباً من قول ابیه ثم قال اللهم لا اعرف لك
 عبداً من هذا الامة عبدك قتلى غير نبيك ثلاث مرات - لقد صليت قبل ان يصلي الناس تسعين
 حبة عرني سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے جناب ابیہیم کو منبر پر بیٹھتے ہوئے دیکھا کہ کبھی اس سے زیادہ منبر
 پر بیٹھتا دیکھا یہاں تک کہ میں نے انکی دائرہ میں نظر نہ لگایا پھر ابوطالب کا قول بیان کیا کہ ایک
 دفعہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک محلستان کے اندر نماز پڑھ رہا تھا کہ ابوطالب آپہنچے
 اور کہنے لگے اے میرے بیٹے تم یہ کیا کر رہے ہو حضرت نے انہیں اسلام کی طرف دعوت فرمائی۔ ابوطالب

کہنے لگے اس بات میں جو کچھ کہہ کر رہے ہو کچھ خوف نہیں ہے لیکن وہ لوگوں کے سامنے میرے چوڑ
کبھی اونچے نہیں ہونگے۔ جناب امیر کو اپنے والد کی بات سے اثر کے تحت کبھی ہنسی آئی تھی۔ بہر فرمایا۔ اسے
پروردگار تو گواہ ہے کہ اس امت کا کوئی تیرا بندہ سوائے نبی محمد بنی نہیں جانتا کہ جس نے میرے سوا مجھ سے
پہلے تیری عبادت کی ہو۔ بتنے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

جناب امیر کا حضرت کے دوش اقدس پر سوار ہوتے ہوئے کوٹونا

(۱) عن علی قال انطلقت انا والنبي صلى الله عليه وسلم حتى اتينا الكعبة فقال لي رسول الله صلى الله
عليه وسلم اجلس فعد علي منكبي فذهبت لا نقض به فرأى مني ضعفا فنزل وجلس لي النبي صلى الله
عليه وسلم فقال اصعد علي منكبي فصعدت علي منكبيه قال فتعوض بي قال فيتغيل الي
اني لو شئت لملت افق السماء حتى صعدت علي البيت وعليه تمثال صفر او نحاس فجعلت اذا ول
عن يمينه وشماله ومن بين يديه ومن خلفه حتى اذا استمكن منته قال لي رسول الله صلى الله
عليه وسلم اقدف به فقد فت به فتكر كما تنكر القوارير ثم نزلت فانطلقت انا ورسول الله صلى
الله عليه وسلم لانتبى حتى تواري بنا بالبيوت خشيتم ان يلقانا احد من الناس راخرجه احد من
المناقب والمستند - والنسائي في الخصائص) جناب امیر علیہ السلام سے سوا تیرے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ میں گیا موجب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا بیٹھ جا میں بیٹھ
گیا آپ میرے کندھے پر سوا ہوئے حبیب میں اٹھنے لگا حضرت نے میری انا توانی کو دیکھ کر فرمایا بیٹھ جا
آپ اثر پڑے اور اس خدا کے نبی نے مجھے کہا تیرے کندھے پر چڑھ میں دوش اقدس پر سوار ہوا اور
آپ مجھ کو لیکر اٹھے اسوقت مجھ پر گمان ہو سکتا تھا کہ اگر میں جاہلون نہ آسمان کے کنارے تک پہنچ
جاؤں۔ یہاں تک کہ بیت اللہ پر چڑھ گیا اس پر کانسی یا کتانے کی مورت تھی میں نے اسے دامنے بائیں
اگے پیچھے سے ہلانے لگا اسوقت کہ میں نے اس پر قابو پا لیا مجھے حضرت نے فرمایا اسے پیٹکدے
میں سے پیٹکدے یا مورت کا پچھریطح سے ٹوٹ گئی بہر میں اثر آیا اور جناب سور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ دوش کر گھر میں چپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہمیں نہ دیکھے۔

جناب امیر کا کعبہ کے بتوں کو ٹوڑنا

واخرجه الحاکمی وقال بعد قوله فصعد علي الكعبة فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم

اکبر و کان من غاس موتد با و ناد و من حدید الی کارض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم
 ازل اعالجہ حتی استمکت منه فقال لی اقد فہ فکان قتہ۔ ثم ذکر باقی الحدیث ابو الخیر الخاکمی اس حدیث
 میں جناب امیر کے اس قول کے بعد کہ جب بن کعب پر چڑھ گیا، اس طرح سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر نے
 کہا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر شاؤ کیا کہ ان میں سے بڑے بت کو پسینکدے وہ تانبے کی سیون
 سے جکڑا ہوا اور لوہے سے زمین میں گڑا ہوا تھا مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جنبش دینا اس
 کو ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں اس پر قابو پا گیا پھر حضرت نے فرمایا اسے پسینکدو میں نے اسے پسینکدیا پھر جناب امیر
 نے باقی حدیث کو روایت کیا ۔

(۲) عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکة یوم الفتح وحو لثلاثمائة وستون صنما لقیاطل
 العرب لکل قوم صنم فجل یطعنھا ویقول جاد الحق وزهق الباطل فینکب المصنم بوجه حتی القاهما
 جمیعا وبقی صنم خراعة فوق الکعبة وکان من قواریر صفر فقال یا علی ارم بہ فحملہ النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم حتی سعد فرم بہ فکسرہ فیسرا لیسابوری فی قواریر حتی جاد الحق وزهق الباطل (عبد اللہ بن
 مسعود مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز حضرت کعب بن زہل ہوئے تو کعب کے گرد و قریب سو ساٹھ بت قابل عجب کے دیکر ہوئے تو ہر ایک
 قبیلہ کا جدا جدا بت تھا حضرت چٹری کے ساتھ انکو ٹکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے کہ حق اکیلا اور باطل
 ہباگ گیا پس ہر بت کے بل ہر بت گرتے تو یہاں تک کہ سب بت گرا دیے صرف کعب کی جیت پر نبی خراء کا ایک بت باقی رہ گیا
 جو صیقل کہے ہو اور ڈھیل ہوئی بیتل سے بنا ہوا تھا حضرت جناب امیر کو کندی پاشا فرمایا یا علی یہ کو پسینکدو وہ جناب امیر نے چکر پسینکدیا
 اور ٹوٹ گیا ۔

جناب امیر کا شرح ہجرت حضرت کی بستر مبارک پر سونا

(۱) عن عمرو بن ميمون قال اتى لجالس الى ابن عباس اذا اتاه رهط يقولون في علي بن ابي طالب فود
 عليهم ابن عباس وقال لما هاجر رسول الله صلى الله عليه وسلم على ثوبه ونام على فراشه وكان المشركون
 يؤذون رسول الله صلى الله عليه وسلم فصاح ابو بكر يا بنی الله فقال له علی ان رسول الله صلى الله عليه
 وسلم قد انطلق نحو بئر ميمون فادركه فانطلق ابو بكر حتى لحق رسول الله صلى الله عليه وسلم ويات
 والكفار يرمون عليا بالحجارة وهو قد لف رأسه في الثوب الى الصبح راخو به احمد والنسائي
 عمرو بن ميمون سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند لوگ انکے پاس آکر
 جناب امیر علیہ السلام کی غیبت کرنے لگے ابن عباس انکی طرف لوٹ پڑے اور کہا جب آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اختیار کی حضرت علی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا اوڑھ لیا اور حضرت کے بستر پر

سویں۔ مشہد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اگر حضرت کو پکارا جناب علیؑ تھے ان کو کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیویوں کی طرف تشرف نے گئے ہیں آپ وہاں اسے جاملین ابو بکر رضی اللہ عنہ وہاں حضرت سے جا ملے اور جناب علیؑ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر پورے رکھ کر ان پر تہہ پہنچاتے تھے اور وہ اپنے سر کو صبح تک چادر میں چھپا پڑ رہے۔

(۲) عن اسامة بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعبد العباس ان عليا قد سيفك بالحجرة واخرجك الطيراني في الكبير اسامة بن زيد رضي الله عنه کہتے ہیں کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے فرمایا کہ یہ تحقیق علیؑ نے حجرت میں تہہ سبقت کی ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال لما اراد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يهاجرا الى المدينة خلفت علي بن ابي طالب لقضاء ديونه ورد الودائع التي كانت عنده وامر تلك الليالي ان ينام على فراشه قال وا تسجد بردي هذا الحضرمي لا تخضرقم فيه فانه ان يخلص اليك شي تكريه منه صاحب ربا يصيبون بمكره والقوم قد احاطوا بالدار قال فارتحل الله الحجة بائيل وميكائيل اذ قد اخيت بينكما و جعلت عمر احدكما اطول من عمر الاخر فانيكما يؤثر صاحب بالحيات فاخذت رحلاهما الحجة فاجي الله اليهما فلا كنتا مثل علي بن ابي طالب اخيت بينه وبين محمد صلى الله عليه وسلم فبانت علي مر اشه فيديه بنفسه ويؤثره بالحياة اهبطا الى الكرض فاحفظاه من عدوه فتزلا جبريل عند رأسه والميكائيل عند قدميه والملائكة تنادي بخروجي من مثلك يا ابن ابي طالب الله فاهمي بذلك والملائكة ثم توجه رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المدينة فانزل الله تعالى عليه في شان علي ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤوف بالعباد قال ابن عباس من يشري نفسه ابتغاء مرضات علي بن ابي طالب وعن ابن عباس انشد علي شعرا في تلك الليالي ع وقتت بنفسي خيرا من وطئ الحصى + ومن طاف بالبيت العتيق وبالحجج + رسول الله الخلق اذ مكرو به + فنجاه ذو الطول الكريم من المكر + وبات رسول الله في انفرادنا + مع قافي حفظ الاله وفي ستر + وبات اراعيهم متى ينشرونني + وتدنطت نفسي على القتل وبكاه + اخرج ابو اسحاق الثعلبي في تفسيره ابن عباس رضي الله عنہ سے مروی ہے کہ حبیب سرور نے نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائے گا ابراہہ کیا جناب علیؑ السلام کو اپنے قرض ادا کرنے کے لیے اور لوگوں کی امانتیں سپرد کر نیکی کے واسطے اپنے پیچھے مدینہ میں چھوڑا اور اپنے بستر پر سو نیکی کے یو حکم دیا اور فرمایا کہ یہ ہماری سبز رنگ حضرمی چادر کو اوڑھ کر سو سو ہرگز تمہیں کوئی امر بکروہ

ان لوگوں کے ہاتھ نہیں پہنچے گا۔ کفار تمام گمراہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حیرل اور میکائیل کو فرمایا: تم نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ اور تم دونوں میں سے ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی تم میں سے کون ایسا ہو کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا۔ خدا کا حکم ہوا تم دونوں علی کی مثل ہو۔ یعنی ہسکوا اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے۔ دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرنا چاہتا ہے اور اپنی زندگی کو اپنی فدا کرتا ہے تم دونوں زمین پر جا کر ہسکوا کے دشمنوں سے بچاؤ۔ حیرل جناب علی کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل باؤں کی طرف اترے اور تمام رات انکی حفاظت کرتے رہے انکے سوا اور فرشتے کہتے تھے واہ واہ اے علی بن ابی طالب تیرا کوئی مثل نہیں خدا اور اسکے فرشتے تجھے فخر کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف متوجہ تھے کہ جناب علی علیہ السلام کی شان میں حضرت پر یہ آیت نازل ہوئی رکون ہے جو بیچ اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے اور اللہ اپنے بند و پیروں کے لیے ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ شخص جس نے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے بچاؤ علی بن ابی طالب ہیں اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب علی نے اس آیت میں یہ چند اشعار تصنیف فرمائے: رنگاہ رکما میں نے اپنی جان سے بہتر اس شخص کو جس نے سنگریزوں کو روندنا۔ اور جس نے کہ خانہ کعبہ اور حجاز سود کا طواف کیا۔ خلق خدا کے رسول جیسا کہ قوم نے مکر کیا۔ پس خدا بڑے بزرگ کو انکو مکر سے بچایا۔ اور اس میں رسول خدا غار میں پناہ پزیر ہوئے۔ خدا کی نگہبانی اور حفظ اور پرہیز میں۔ اور سینے رات کو ایسی حالت میں گذرا۔ کہ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ (یعنی کفار) مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ اور بے شک میرا نفس قتل ہونے پر اذیت ہونے پر قائم رہا۔

(۴) عن ابی رافع قال دخلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الیہا ہلہ وامرہ ان یؤدی عنہا مائتہ ووصایا من کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوصی الیہ وکان یؤتمن علیہ من مال فادی علی امانۃ کھا وامرہ ان یضطجع علی فراشہ لیلۃ خروجہ وقال ان قریشا لم یفقدونی ماداً وک فاضطجع علی علی فراشہ وکان قریش ینظرون الی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیرون علیہ علیا فیظنونہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا اصبحوا راو علیہ علیاً فقالوا لو خرج محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیخرج علی معہ فحبسہم اللہ بذلک عن طلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین رأوا علیاً وامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیاً ان یتھتھ بالمدينة فخرج فی طلبہ بعد ما خرج الیہا ہلہ عینی للیل ویکمن النہار حتی قدام المدینۃ فلما بلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدمہ قال ادعولی علیاً قبل یا رسول اللہ لا یقدر ان یشی فانہ النبی صلی

ﷺ ﻓﻼ ﺭﺍﻩ ﺍﻋﺘﻨﻘﻪ ﻭﺑﻜﻰ ﺣﺘﻰ ﻋﺎﻟﻰ ﺍﻟﺮﺍﺑﻌﻴﻦ ﻣﻦ ﺍﻟﻮﺭﻡ ﻭﻛﺎﻧﺘﺎ ﺗﻘﻄﻠﺎﻥ ﻣﺎ ﻗﻔﻞ ﺍﻟﻨﺒﻰ ﺻﻠﻰ ﺍﻟﻠﻪ
 ﻋﻠﻴﻪ ﻭﺍﻟﻪ ﺳﻼﻡ ﻓﻰ ﻳﺪﻯﻩ ﻭﻣﺴﺢ ﺑﻪﻣﺎ ﺭﺟﻠﻴﻪ ﻭﺩﻩﺍﻟﻤﺎ ﺑﺎﻟﻌﺎﻓﻴﻪ ﻓﻠﻪ ﻛﺸﺘﻜﻪ ﻣﺎ ﺣﻘﺎ ﺳﺘﺸﻪﺩ ﺍﻟﻠﻪ ﺍﻟﻴﻪ ﺍﻟﺴﻼﻡ ﺭﺍﺧﺮﺟﻪ
 ﺍﺑﻦ ﺍﻳﺰﺍﺭﺍﺗﻰ ﻓﻰ ﺍﺳﺪ ﺍﻟﻐﺎﺑﻴﻲ ﻓﻰ ﻣﻌﺮﻓﺘﻪ ﺍﻟﻤﻌﺘﺎﺑﻪ) ﺍﺑﻮﺭﺍﻓﻊ ﻛﺘﺒﻪ ﻫﻦ ﻛﻪ ﺟﻨﺎﺏ ﺳﺮﻭﺭ ﻛﺎﺗﺎﺕ ﺻﻠﻰ ﺍﻟﻠﻪ ﻋﻠﻴﻪ
 ﺳﻠﻢ ﻧﻪ ﻋﻠﻰ ﺍﻟﻴﻪ ﺍﻟﺴﻼﻡ ﻛﻮ ﺍﺳﻴﻪ ﻣﺪﻳﻨﻪ ﻣﻦ ﺍﻧﭙﻪ ﭘﭽﻪ ﭼﻮﺯﺍﺗﺎ ﺍﻧﺎ ﺍﭘﻨﻪ ﺍﻫﻞ ﻛﻮ ﺳﺎﻗﺪﻩ ﻟﯿﻜﺮﺍ ﺍﻭ ﺣﻀﺮﺕ ﻣﻜﻪ
 ﭘﺎﺱ ﻛﻰ ﺍﻣﺎﻧﺘﻴﻦ ﺍﻭﺭ ﻭﺳﻴﺘﻴﻦ ﻟﻮﮔﻮﻥ ﻛﻮ ﺳﭙﺮ ﻭﻛﺮﻛﻪ ﻣﺪﻳﻨﻪ ﻛﻮ ﭼﻠﻪ ﺁﻣﻴﻦ ﻛﻨﻮﻧﻜﻪ ﻣﺸﺮﻛﻴﻦ ﺣﻀﺮﺕ ﻛﻮ ﺍﻣﻴﻦ ﺟﺎﻧﺘﺮ
 ﺗﻪ ﺍﻭﺭ ﺍﭘﻨﻰ ﺍﻣﺎﻧﺖ ﺍﻭﺭ ﻭﺳﻴﺖ ﺁﻧﻜﻪ ﺳﭙﺮ ﻭﻛﻴﺎ ﻛﺮﺗﻪ ﺗﻪ ﻋﻠﻰ ﺍﻟﻴﻪ ﺍﻟﺴﻼﻡ ﻧﻪ ﻭﻩ ﺗﺎﻣ ﺣﻀﺮﺕ ﻛﻰ ﺍﻣﺎﻧﺘﻴﻦ
 ﺍﺩﺍﻛﻴﻦ ﺣﻀﺮﺕ ﻧﻪ ﭘﻬﺮﺕ ﻛﻰ ﺭﺍﺕ ﻛﻮ ﺍﻧﻬﻴﻦ ﺍﭘﻨﻪ ﻟﺒﺘﺮ ﻣﺒﺎﺭﻙ ﭘﺮ ﺳﻮﻧﻪ ﻛﻪ ﻟﻴﻪ ﺍﺭﺷﺎﺩ ﻛﻴﺎ۔ ﺍﻭﺭ ﻓﺮﻣﺎﻳﺎ
 ﻛﻪ ﺑﻰ ﻗﺮﻳﺶ ﺗﻤﻴﻦ ﻭﻛﻤﻴﻦ ﮔﻪ ﺗﻮ ﺑﻪﻛﻮﮔﻢ ﺧﺪﻩ ﻧﻬﻴﻦ ﺧﻴﺎﻝ ﻛﺮﻧﯿﮕﻪ ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﺍﺭﺷﺎﺩ ﻧﺒﻮﻱ ﻛﻪ ﻣﻮﺍﻓﻖ
 ﻟﺒﺘﺮ ﺍﻗﺪﺱ ﭘﺮ ﺳﻮﺭﻩ ﻗﺮﻳﺶ ﺍﺱ ﻟﺒﺘﺮ ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﻛﻮ ﻟﯿﺘﺎ ﺑﻮﺍ ﺩﯨﻜﻬﺮﺍ ﺍﻭﺭ ﺍﻥ ﻛﻮ ﭘﻨﻐﻤﻴﻦ ﺧﺪﺍ ﺳﺠﺪ ﻛﺮﺗﺎﻡ ﺷﺐ ﺍﻥ ﭘﺮ
 ﭘﺘﺮ ﭘﻴﻨﮕﺘﻪ ﺭﻩ ﺟﻪ ﻛﻴﻮ ﻗﺖ ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﻛﻮ ﺩﯨﻜﻬﺮ ﻛﻬﻨﻪ ﻟﮕﻪ ﺍﮔﺮ ﻣﺤﻤﺪ ﺻﻠﻰ ﺍﻟﻠﻪ ﻋﻠﻴﻪ ﻭﺍﻟﻪ ﺳﻼﻡ ﻧﻜﻞ ﮔﺰﻭﺗﻪ ﺗﻮ
 ﻋﻠﻰ ﺑﻰ ﺍﻧﻜﻪ ﺑﻤﺮﺍﻩ ﺑﻮﺗﻪ ﺍﺳﻮﺟﺮ ﭘﺮ ﭘﻮﺭ ﺩﮔﺎﺭ ﻧﻪ ﻗﺮﻳﺶ ﻛﻮ ﺣﻀﺮﺕ ﻛﻪ ﻃﻠﺐ ﻛﺮﻧﻪ ﺳﻪ ﺑﺎﺯﺭ ﻛﻤﺎ ﺣﻀﺮﺕ
 ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﻛﻮ ﺍﺭﺷﺎﺩ ﻛﻴﺎ ﺑﻮﺍﺗﻤﺎ ﻛﻪ ﻣﺪﻳﻨﻪ ﻣﻦ ﺑﻤﻪ ﺁﻣﻠﻴﻦ ﺑﺎﻧﻮﻥ ﺍﺩﻝ ﺍﭘﻨﻪ ﺗﺎﻣ ﺍﻫﻞ ﻛﻮ ﺭﻭﺍﻧﻪ ﻣﺪﻳﻨﻪ ﻛﻴﺎ ﭘﺮ
 ﺍﭘﻨﻪ ﺭﻭﺍﻧﻪ ﺑﻮﺗﻪ ﺭﺍﺕ ﻛﻮ ﭼﻠﺘﻪ ﺗﻬﻪ ﺍﻭﺭ ﺩﻥ ﻛﻮ ﭼﻮﭘ ﺭﻫﺘﻪ ﺗﻬﻪ ﺑﻴﺎﺗﻜ ﻛﻪ ﻣﺪﻳﻨﻪ ﺷﺮﻳﻒ ﻣﻦ ﭘﻨﭽﻮ
 ﺟﺐ ﺣﻀﺮﺕ ﻛﻮ ﺍﻥ ﻛﻪ ﭘﻮﺧﻨﭽﻮ ﻛﻰ ﺧﺒﺮ ﻣﻠﻰ ﺗﻮ ﻓﺮﻣﺎﻳﺎ ﻛﻪ ﻋﻠﻰ ﻛﻮ ﺑﺎﺭﻩ ﭘﺎﺱ ﻻﻭ ﻋﺮﺿ ﻛﻴﺎ ﮔﻴﺎ ﻳﺎ ﺭﺳﻮﻝ ﺍﻟﻠﻪ ﻭﻩ ﺧﺎﻧﻪ
 ﺑﻮﺗﻪ ﺳﻪ ﻣﻌﺰﻭﺭ ﺑﻴﻦ ﺣﻀﺮﺕ ﺧﻮﺩ ﺑﺪﻭﻟﺖ ﺗﺸﺮﻳﻒ ﻟﻪ ﮔﺰﺍ ﺍﻭﺭ ﺍﻥ ﺳﻮ ﺑﻐﻠﮕﻴﺮ ﺑﻮﺗﻪ ﺍﻭﺭ ﺍﻧﻜﻰ ﺣﺎﻟﺖ ﺩﯨﻜﻬﺮ
 ﺭﺣﻤﺖ ﺳﻮ ﺁﺑﺪﻳﺪﻩ ﺑﻮﺗﻪ ﺍﻭﺭ ﺍﻧﻜﻪ ﻗﺪﻣﻮﻥ ﻛﻮ ﺩﯨﻜﻬﺮﺍ ﻛﻪ ﻭﺭﻡ ﻛﺮﺍﺗﻪ ﺑﻴﻦ۔ ﺍﻭﺭ ﺍﻥ ﺳﻪ ﺧﻮﻥ ﺷﯿﻚ ﺭﻩ
 ﺑﻪ ﺣﻀﺮﺕ ﻧﻪ ﺍﭘﻨﻪ ﺩﻭﻧﻮﻥ ﺑﺎﺗﻮﻥ ﻛﻮ ﻟﻌﺎﺏ ﺩﻣﻦ ﺳﻪ ﺗﺮﻛﺮﻛﻪ ﺍﻧﻜﻪ ﭘﺎﺩﻥ ﭘﺮ ﻣﻼ ﺍﻭﺭ ﻋﺎﻓﻴﺖ ﻛﻰ
 ﺩﻋﺎ ﺩﺍﮔﻰ ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﺑﺎﭼﻪ ﺑﻮﺗﻪ ﭘﺮ ﻛﻴﻮ ﻭﻗﺖ ﺷﻬﺎﺩﺕ ﺗﯿﻚ ﭘﺎﺩﻥ ﻛﻪ ﺩﻛﻬﻨﻪ ﻛﻰ ﺍﻧﻜﻮ ﺧﺸﺎﻛﺎﺕ ﻧﻬﻮﻱ ﺩ
 (ﻩ) ﻋﻦ ﻣﺤﻤﺪ ﺑﻦ ﻛﻪﺏ ﺍﻟﻘﺮﻅﻰ ﻗﺎﻝ ﻗﺎﻡ ﺣﻠﻰ ﻋﻦ ﻓﺮﺍﺵ ﺭﺳﻮﻝ ﺍﻟﻠﻪ ﺻﻠﻰ ﺍﻟﻠﻪ ﻋﻠﻴﻪ ﻭﺍﻟﻪ ﺳﻼﻡ ﻓﺪﻭﺍ ﺍﻟﻘﻮﻡ ﻣﻦ
 ﻓﻌﺮﻕ ﻧﻘﺎﻟﻮﺍﻟﻪ ﺍﻳﻦ ﺻﺎﺣﺒﻚ ﻗﺎﻝ ﻛﺎ ﺍﺩﺭﻯ ﺍﻭﺭ ﻗﻴﺎ ﻛﻨﺖ ﻋﻠﻴﻪ ﺍﻣﺮﺗﻢ ﺑﺎ ﺍﻟﺨﺮﻭﺝ ﻓﺎﻧﺘﺮﻭﻩ ﻭ
 ﻭﺯﺭﻭﻉ ﻭﺍﺧﻮﺟﺐ ﺍﻟﻰ ﺍﻟﻤﺴﺠﺪ ﻓﺒﺴﻮﻩ ﺳﺎﻋﺔ ﺷﺮﺗﻮﻛﻮﻩ ﺭﺍﺧﺮﺟﻪ ﺑﻦ ﺟﺮﻳﺎ ﺍﻟﻄﺒﺮﻱ ﻓﻰ ﺗﺎﺭﻳﺨﻪ ﻣﺤﻤﺪ ﺑﻦ ﻛﻪﺏ
 ﺍﻟﻘﺮﻅﻰ ﻛﺘﺒﻪ ﻫﻦ ﻛﻪ ﺟﺐ ﻋﻠﻰ ﺍﻟﻴﻪ ﺍﻟﺴﻼﻡ ﺟﻨﺎﺏ ﺳﺮﻭﺭ ﻋﺎﻟﻢ ﺻﻠﻰ ﺍﻟﻠﻪ ﻋﻠﻴﻪ ﻭﺍﻟﻪ ﺳﻼﻡ ﻛﻪ ﻟﺒﺘﺮ ﺍﻗﺪﺱ ﺳﻮﺍﺗﻪ ﺍﻭﺭ
 ﻗﺮﻳﺶ ﻧﻪ ﻧﺰﺩﯨﻚ ﺑﻮﺍ ﻛﺮﺍ ﻧﻜﻮ ﭘﭽﺎﭘﺎ ﺍﻥ ﺳﻪ ﭘﻮﭼﺎ ﻛﻪ ﻣﺘﺎﺭﻩ ﺩﻭﺳﺖ ﻛﻤﺎﻥ ﺑﻴﻦ ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﻧﻪ ﺟﻮﺍﺏ ﺩﻳﺎ ﻣﻦ
 ﻧﻴﻦ ﺟﺎﺗﺎ ﻛﻤﺎﻥ ﺑﻴﻦ ﻛﻴﺎ ﻣﻦ ﺍﭘﻨﻪ ﻧﮕﻤﻴﺎﻥ ﺗﻬﺎ ﺗﻨﻪ ﺍﻧﻜﻮ ﭼﻠﻪ ﺟﺎﻧﻨﻪ ﻛﻪ ﻟﻴﻪ ﻛﻤﺎ ﻭﻩ ﭼﻠﻪ ﮔﻴﻪ ﻗﺮﻳﺶ
 ﺟﻨﺎﺏ ﻋﻠﻰ ﻛﻮ ﺑﺎﺭﺍ ﺍﻭﺭ ﺑﺎﺭﺍ ﺑﻪﻟﺎ ﻛﻤﺎ ﺍﻭﺭ ﻛﻤﻴﻦ ﺑﺎ ﻧﻜﻮ ﺩﻛﺎﻝ ﻻﺗﻪ ﺍﻳﻜﻮ ﮔﻨﺸﺘﻪ ﺗﯿﻚ ﻗﻴﺪ ﺭﻛﻤﻜﺮ ﭼﻮﺯﺩﻳﺎ۔

جناب امیر کی خصوصیت جناب سیدہ نکاح کے

عن بريدة رضي الله عنه قال خطبا بوبكر وعمر رضي الله تعالى عنهما فاطمة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انهما صغيرا فخطبها علي فزوجها راخرجه ابو حاتم والنسائي) سیدہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدہ علیہا السلام کی خواہش تکا رکھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چوٹی ہیں بہر جناب علیؑ نے انکی خواہش تکاری کی اور حضرت نے ان سے جناب سیدہ کا نکاح کر دیا۔

جناب امیر کا گھر حضرت کے گھر کے درمیان میں ہونا

(۱) عن غار قال سالت عبد الله بن عمر، فقلت الا تحدثني عن علي وعثمان قال اما علي فها بيتي من بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا احد ثلث عنه بغيري واما عثمان فانه اذن ذنبا عظيما يوم احد فعفى الله عنه واذن قبكي ذنبا صغيرا فقتلتمو راخرجه النسائي في الخصائص وغار كرتا ہے ميٹھے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم علی اور عثمان کے مرتبہ سے مجھ کو خبردار نہیں کرتے وہ کہنے لگے پس علی انکا گھر یہ دیکھ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے پاس ہے انکے سوا کسی دوسرے کا گھر وہاں بچے نہیں بیٹھا۔ اور عثمان پس انہوں نے احد کے کھن بہاری گناہ کیا۔ لیکن خدا نے نہیں بخش دیا۔ اور تمہارا ایک چوٹا گناہ کیا اور تم نے انکو مار ڈالا۔

(۲) عن سعد بن ابی عبدیة قال جاد رجل الى بن عمر فسأله عن علي فقال لا تسأل عن علي ولكن افضل السبب اوسط بيوت النبي صلى الله عليه وسلم راخرجه البخاري والنسائي) و زاد البخاري و زاد ثم قال لعل ذاك يسؤك قال اجل قال فارخم الله فافتك انطلق فاجهد على جهلك و زاد النسائي قال فاني ابغضه قال ابن عمر ابغضك الله عز وجل سيد بن صبيدہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے جناب علیؑ کی نسبت سوال کیا ابن عمر نے کہا انکی نسبت مت پوچھا انکا گھر یہ دیکھ کہ حضرت کے گھر کے پیچ میں ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں کہ پھر ابن عمر اس شخص سے کہنے لگے شاید تجھے یہ بات بری معلوم ہوئی ہوگی۔ اس نے کہا ہاں ابن عمر بوسے خدا تیری ناک پر مٹی ڈالے گا اپنے رنج میں ہر جا امام علیؑ علیہ الرحمۃ علیہ السلام میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں اس شخص نے عبد اللہ بن عمر سے کہا میں نے اپنے جناب علیؑ سے نصیحت کرتا

(۶) عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بفتح الابواب کلھا ففتحت الابواب علی راجعہ
احمد والنسائی والطبرانی والترمذی وفعیہ بن المغازی) وفي رواية أخرى امر بفتح الابواب
المسجد غیر باب علی فكان یدخل المسجد وهو جنب لیس لہ طریق خیر) ابن عباس رضی اللہ عنہما
ہے کہ بحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کرنیکا حکم دیا اور وہ بند کیے گئے
مگر علی کا دروازہ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کرنیکا حکم
دیا سوا علی کے دروازے کے اور وہ مسجد میں نہ آتے جاتے تھے بجا التیکہ وہ جنب میں ہوا کرتے تھے اور مسجد کے
سوا انکے گھر کا دوسرا راستہ نہیں تھا۔

(۹) عن الحریب بن مالک قال اتیت مکة فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت هل سمعت لعل منقبة قال کنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المسجد فنودی فینا لیخرج من فی المسجد الا ال رسول الله صلی الله علیه وسلم وال علی فخرجنا فلما اصبح انا و عمه فقال یا رسول الله اخرجت اصحابک و اعمامک و اسکت هذا الغلام فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما انا امرت بالخراج ولا باسکان هذا الغلام ان هو امر به راخرجه النساء فی حرب بن کک کثیر بن مکة من مکة من جابر سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه سے ملاقات کر کے پوچھا آیا آپ نے جناب علیؑ کی کوئی منقبت سنی ہے کہنے لگو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں رہا کرتے تھے ایک رات ہم لوگوں کو پکار کر کہا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علیؑ کی آل کے سوا سب جد سے نکلی ہیں صبح کو حضرت عائشہؓ نے پوچھا اگر کہنے لگو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا اور اپنے صحابہ کو مدینہ سے نکال دیا ہے۔ اور اس لڑکے کو رکھ لیا ہے حضرت عائشہؓ فرمایا یہ میں نے تمہارے نکلی جانے اور اس لڑکے کے رکھنے کے لیے حکم نہیں دیا بلکہ خدا نے دیا ہے۔

(۱۰) عن جابر بن سمرق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سدوا ابواب المسجل الا باب علي فقال رجل اترك لي قدرا ما اخرج منه وادخل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما امر بذلك فقال فبقدر راسي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما امر بذلك فانصرف عنه باكية حزينا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم سدا ابواب كل ما غير باب علي فربا مرفيه وهو جنب لا يخرج به الطيراني جابر بن سمير رضي الله عنه في رواية يروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في حكم ديا كه سوا علي كذا ذروا نه كس مسيح كس سب سوا نه نه كروا كس شخص نه كسا يا رسول الله ميجي صرف اتني جگه عطا فوا مین كس جس سے مین آجا سكون حضرت بتے فرمایا مین حکم نہیں دیا گیا۔ پھر وہ شخص التجا کرنے لگا کہ مجھے

صف آتی جگہ دی جائے کہ جس میں میرا سر نکل سکے حضرت نے فرمایا میں اسکا حکم ہی نہیں دے رہا ہوں اور نہایت تنگین واپس ہو گیا پھر آپ نے فرمایا علی کے دروازے کے سوا سب دروازے بند کر دو پس کہی وہ اس دروازے سے گذرے اور جنب میں ہوا کرتے ۔

(۱۱) عن علاء بن عزا قال سألت عبد الله بن عمر عن علي وعثمان فقال اما علي فلا تستل عنه احدا وانظر الى منزلة من رسول الله صلى الله عليه وسلم قد سدا ابوابا في المسجد واقربا به واما عثمان فانه اذن في نيا عظيم يوم القة انجمان ففعل الله واذهب فيكم ذنبا صغيرا فقتلتموه (اخرج النسائي) علاء بن غزاکثر ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جناب علی علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے علی کی نسبت کسی سورت پوچھا اور انکی منزلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھ لے کہ ہمارے سب کے دروازے مسجد میں سے بند کر دیے اور انکا دروازہ برقرار رکھا۔ اور حضرت عثمان نے جس قدر کہ دونو گروہ اکٹھے ہوئے ایک بیماری گناہ کیا پھر خدا نے انہیں تختہ دارا ایک چوٹا سا گناہ کیا اور تم نے انکو مار ڈالا ۔

(۱۲) عن اهل المؤمنین ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان مسجدك حرام على كل حائض من النساء وجنب من الرجال الا على محمد واهل بيته علي وفاطمة والحسن والحسين (اخرج ابواليهق والطبرانی في الکبیر) جناب اہل المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنب مرد پر حرام ہے مگر محمد اور اسکی اہل بیت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر ۔

(۱۳) عن عثمان بن عبد الله القرظی من حديث طويل قال خلب علي في اول يوم بويبر فيه عثمان فقال فيها اناشدكم الله هل تعلمون كان يدخل المسجد غيري جنبا قالوا اللهم لا (اخرج ابن صاكر) عثمان بن عبد الله قرظی ایک حدیث طویل کے درمیان بیان کرتے ہیں کہ جس دن عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئی اس دن جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں قسم دیکر لوگوں سے پوچھا کہ آیا تم میرے بغیر کسی آدمی کو جانتے ہو جو جنب کی حالت میں مسجد کے درمیان جاسکتا تھا سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں جاسکتا تھا

(۱۴) عن ناصح بن عبد الله التميمي صلی اللہ علیہ وسلم امر بحد الابواب كلها غير باب علي فقال العباس يا رسول الله اترك لي قدرا مما دخل انا وحدى فقال ما امرت بشئ من ذلك فسد ما (اخرج الطبرانی) ناصح بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے دروازے کے سوا سب کے دروازوں کو بند کرنے کا امر کیا عباس نے کہا یا رسول اللہ آپ میرے لیے صرف اتنی جگہ چھوڑ دیں کہ جہاں میں میں اکیلا

وخل ہو سکون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکا مجہ کو حکم نہیں ہے پس سببہ وازہ بند کر دیے ۔
(۱۵) عن علی قال اخذ رسول الله صلے اللہ علیہ وسلم بیگہ فقال ان معی سالہ از یطہر مسجد یعادہ
وانا سالت ربی از یطہر مسجدک بک ثم ارسل الی ابی بکر ان تسد بابک قال سمعاً وطاعة فسد بابہ ثم
ارسل الی عمر بمثل ذلک ثم ارسل الی العباس بمثل ذلک ثم قال رسول الله صلے اللہ علیہ وسلم ما انا
بسد دت ابوا بکم وفتح باب علی ولیکن الله فتح باب علی وید ابوا بکم لا خیرہ لالزار فی مسئلہ جنتہ
امیر علیہ السلام سرور ایت ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا
کی تھی کہ وہ انکی مسجد کو بارون کے ساتھ پاک کرے میں نے بھی خدا سے طلب کیا ہے کہ میری مسجد کو تجھ سے
پاک کرے پیر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دے بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کرین انہوں نے سمعاً وطاعة ککر حکم کی
تعمیل کی پہر سیطرح سے عمر رضی اللہ عنہ کو کھلا بھیجا پہر اسی طرح سے عباس رضی اللہ عنہ کو کھلا بھیجا پہر خباب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کیے اور نہ علی کا دروازہ کھولا ہے
مگر خدا نے تمہارے دروازے بند کیے ہیں ۔

[illegible]

(١٤) عن حبة العرف قال لما امه رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يوبى الى المسجد حتى عليهم
قال حبة كافي لا فضل الى حمزة بن عبد المطلب هو تحت قطيعة حمل روحينا تدركان ويقول اخذت
حك و ابا بكر وعمر والعباس واسكت ابن حك فعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قد شق عليهم
فنودي للصلاة جامعة فصعد المنبر فلم يسمع من رسول الله صلى الله عليه وسلم خطبة كان ابلغ منها نجيها وتوحيدا
فلما فرغ قال ايها الناس ما انا سادتها ولا انا فتحها ولا انا اخرجتكم واسكتته ولكن الله هو امره

مین کو بند کر اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سماعت طاعت لکھ کر حکم کی تعمیل کی۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حضرت
 رضی اللہ عنہ کے پاس سجاد کو بھیجا انہوں نے یہی سماعت طاعت لکھ کر روزہ بند کر لیا جناب علی علیہ السلام
 متروک تھے اور انکو معلوم نہیں تھا کہ آیا میں یہی رہتا ہوں یا کہ نکالاجاتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے انکا گھر مسجد کے درمیان اپنے گھروں کے چکر میں بنوایا ہوا تھا۔ فرمایا یا علی تم مسجد میں پاک اور پاک
 کر نیوالے ہو کر رہو یہ بات حمزہ رضی اللہ عنہ کو معام ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر
 عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہمارے نکالنے میں اور نبی عبدالمطلب کے لوگوں کو۔ ہنسنے کا حکم دیتے
 ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ کہہ میں نے کیا ہے حکم کے مطابق کیا ہے جو تمہاری کسی کے لیے نہیں
 تھا۔ خدا کی قسم ہمارے یہ مرتبہ خدا کے سوا اور کیسے اسکو نہیں دیا اور اللہ اور اللہ کے رسول کی جانب
 نیکوترین ہو۔

(۱۹) عن علی بن ثابت قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المسجد فقال ان الله اوحى
 الى نبيه موسى ان ابن لي مسجد ظاهر لا يكتنه الا انا وعلی وابنا هارون وابنا هارون ان الله اوحى الى
 ان ابن لي مسجد ظاهر لا يكتنه الا انا وعلی وابنا علی راخرجه بن الغازی رعدی بن ثابت رضی
 اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے
 اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیج کر ارشاد کیا تھا کہ میرے لیے پاک مسجد بنا جس میں موسیٰ اور ہارون
 اور ہارون کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ ہے اسی طرح سے خدا تعالیٰ نے مجھے وحی بھیج کر فرمایا ہے کہ میرے
 لیے پاک مسجد بنا جس میں میرے اور علی اور علی کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ ہے۔

تفسیر علامہ ابن حجر فخر العابدی شرح صحیح بخاری میں سدا ابواب کی نسبت ایک دل چسپ بحث لکھی ہے۔
 جو مختصراً درج ہے۔

جاء في سدا ابواب التي حول المسجد احاديث منها حديث سعد بن ابی وقاص اخرجها احمد والنسائي
 واسناده قوى ورواية الطبراني في الاوسط ورجالها ثقات وحديث يزيد بن ارقم اخرجها احمد
 والنسائي ورجالها ثقات وحديث ابن عباس اخرجها احمد والنسائي ورجالها ثقات وحديث
 جابر بن سمرة اخرجها الطبراني وحديث بن عمر اخرجها احمد واسناده حسن واخرج النسائي من طريق
 العلاء بن عمار ورجالهم رجال الصيغ الاخرى وقد وثقه يحيى بن معين وغير هذه الاحاديث بقوى
 بعضها بعضا وكل طريق صالح للاحتجاج فضلا عن مجموعها وقد اورد ابن الجوزي هذا الحديث
 في الموضوعات واخرج عن سعد بن ابی وقاص وزيد بن ارقم وابن عمر فتصرا على معنى طرفه من هذه

بعض من تكلم فيه من رواته وليس لك علاج لما ذكرت من كثرة الطرق واحداً يتقرب به بحال ولا يترك
 الصحة الثابتة في باب أبي بكر وزعم انه من وضع المرافضة قابلو ابه الحديث الصحيح في باب أبي بكر
 رضي الله عنه وخطأ في ذلك خطأ شنيعاً فانه سلك رذائل احاديث الصحة بتوهم المعارضه مع
 ان الجمع بين القضيتين ممكن وقد اشكر لك ذلك النزار في مسنده فقال ورد من روايات اهل
 الكوفة الجمع بينهما عادل عليه حديث أبي سعيد الخدري الذي اخبره عن النبي صلى الله عليه وسلم
 قال لا يحل لاحد ان يطرق هذا المسجد جنباً غيري وغيرك والمعنى ان باب علي كان الى حجة المسجد
 ولم يكن لبنيه باب غيره فلذلك لم يورثه وبيد ذلك ما اخرج اسمعيل القاضي في احكام
 القرآن من طريق المطلب بن عبد الله بن حنطب ان النبي صلى الله عليه وسلم لما اذن لاحد ان يمر في
 المسجد وهو جنب لا لعل لان بيته كان في المسجد ومصل الجمع ان الامر بسد الابواب في قم
 مرتين فمرة الاولى استثنى علي وفي الاخرى استثنى ابو بكر ولكن لا تتم ذلك الا بان يحمل ما
 في قصة علي على الباب الحقيقي وما في قصة أبي بكر على الباب المجازي والمراد به الخوخة كما صرح
 به في بعض طرقه كما نهرنا امره بسد الابواب فسدوها واحداً ثوا اخواناً يستفرون الدخول
 الى المسجد منها فامرهم بسد ذلك بسدها فهدت طريقة لا بأس فيها في الجمع بين الحديثين و
 اشار بها ابو جعفر الطحاوي في مشكل الآثار وابو بكر الكلاباذي في المعاني والكلابي وصرح بان
 بيت أبي بكر كان له باباً من خارج المسجد وخوخة الى داخل المسجد وبيت علي لم يكن له باب الا من داخل
 المسجد انتهى كلامه ملخصاً. يعني وہ در شمار مسجد کے ارد گرد تھے ان کی نسبت بہت سی حدیثیں وارد
 ہوئی ہیں ان میں سے سدا بن ابی قحاص کی ایک حدیث ہے جسکو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی نے
 روایت کیا ہے اسکی سند میں سب قوی ہیں۔ طبرانی نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا ہے جسکو سب
 رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک حدیث زید بن ارقم کی ہے جسکو امام احمد اور نسائی رحمہما نے روایت کیا
 ہے اسکے رجال بھی ثقہ ہیں اور دو حدیثیں ابن عباس کی ہیں جسکو امام احمد اور نسائی نے روایت
 کیا ہے انکے بھی سب رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک جابر بن سمرہ کی حدیث ہے جسکو طبرانی نے روایت کیا
 ہے اور ایک ابن عمر کی حدیث ہے جسکو امام احمد نے روایت کیا ہے ان دونوں کے راوی حسن
 یعنی اچھے ہیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام نسائی نے علامہ ابن عساکر کے طریق سے روایت
 کیا ہے۔ غرار کے سوا اسکے رجال بھی ثقہ ہیں۔ اور غرار کو یحییٰ بن معین نے ثقہ مانا ہے یہ تمام
 حدیثیں ایک دوسری سے قوی ہیں۔ انکے مجموعہ سے قطع نظر کرکے انکا ہر ایک طریق احتجاج کی

صلاحت رکھتا ہے۔ ابن جوزی نے احمدیث کو موضوعات میں لکھا ہے اور سعد بن ابی وقاص اور زید بن ارقم اور ابن عمر سے ہکدیکر کے بعض طریقوں پر اسکا اقتصار کیا ہے۔ اور ان لوگوں کی باتوں سے اس میں تنقید پیدا کیا ہے جن لوگوں نے احمدیث کے بعض ادویوں میں کلام کیا ہے لیکن اس امر سے ہماری بات میں رخنہ پیدا نہیں ہو سکتا جب کہ ہم نے احمدیث کو بہت سے طریقوں سے ثابت کر دیا ہے۔ ابن جوزی نے ایک اور حجت بیان کی ہے کہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کو مخالف ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازہ کی نسبت وارد ہے۔ ابن جوزی کو خیال پیدا ہوا ہے کہ اس حدیث کو بقابلہ اس صحیح حدیث کو جو حضرت ابوبکرؓ کی شان میں وارد ہے رافضیوں نے وضع کیا ہے۔ لیکن ابن جوزی نے بڑی بہاری غلطی کی ہے۔ اور اس نے تعارض کے دسمت صحیح حدیثوں کے رو کرنے کا سہل اختیار کیا ہے۔ باوجودیکہ جمع بین القضیتین ممکن ہے چنانچہ ہزار احزاب علیہ السلام نے اپنی مسند میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اہل کوفہ کی روایتوں میں ان کا جمع واقع ہے۔ اور ان دونوں کے جمع کرنے کے لیے وہ حدیث ہے جو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سوا اور یا غنی تیرے سوا کسی کو جنب کی حالت میں مسجد سے عبور کرنا جائز نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ علی علیہ السلام کا دروازہ مسجد میں تھا اور اس طرح وہاں کے سوا انکے گہ کا اور کوی دروازہ نہیں تھا اسی لیے حضرت نے اس دروازے کے بند کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور اسی کی مؤید ہے وہ حدیث جس کو کہ قاضی سمیع نے کتاب احکام القرآن میں مطلب بن عبید اللہ بن حنظل کے طریقے سے روایت کیا ہے کہ حضرت نے کسی کو علی کے سوا جنب کی حالت میں مسجد سے گزرنے کی اجازت نہیں دی تھی اور دونوں حدیثوں کے جمع کا حاصل یہ ہے کہ دروازوں کے بند کرنے کا وہ دفعہ حکم ہوا تھا پہلی دفعہ میں جناب علی علیہ السلام اور دوسری دفعہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہے گئے۔ لیکن یہ بات ہو تو پوری ہو سکتی ہے کہ جناب علیؓ کے قصد میں حقیقی دروازہ اور جناب ابوبکرؓ کے قصد میں مجازی دروازہ یعنی خوفہ مراد لیا جائے۔ چنانچہ احمدیث کے بعض طریقوں میں اسکی تصریح ہو چکی ہے۔ جب پہلی دفعہ دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا تو صحابہ نے دروازے بند کر دیے اور خوفہ یعنی درتچے مسجد کی طرف بنا لیے تاکہ نماز کا وقت دیکھ کر مسجد میں آجائیں لیکن جناب علی کا دروازہ آندوشت کے لیے بدستور کھلا رہا بعد میں ان دیکھوں کے بند کرنے کا حکم ہو گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خوفہ یعنی درتچے کے سوا سب صحابہ کے درتچے بند کیے گئے۔ پس یہی ایک طریقہ لا باس فیہ ان دونوں حدیثوں کے جمع میں ہے اور اسی طریقہ کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کو ابوجبر الطحاوی نے مشکل الآثار میں اور ابوبکر کلاباذی نے معالی الآثار میں جمع کیا ہے کہ صاف اسکی تصریح کی ہے کہ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ

کا خوف تھا اور دروازہ مسجد کی جانب سے مسجودہ تھا۔ اور جناب علیؑ کی

جناب امیر کے سوا کوئی شخص نہایت حالت میں نہ تھا

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 هذا المسجد غیرہ وغیرک راخرجه البزارم ابوسعیدہ رضی اللہ عنہ
 صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ یا علی میرے اوتارے
 آنا جائز نہیں۔

(۲) عن ابن عباس سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی المجد
 ہو جنب وهو طریقہ وليس له طریق غیرہ راخرجه احمد والنسائی
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سے سب صحابہ کو دروازہ
 دروازے کے اور وہ مسجد میں بجا لیت جنبہ داخل ہوا کرتے تھے اور
 اور کوئی انکار نہ کرتے تھے۔

(۳) عن مطلب بن عبد اللہ بن خطیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم باذنت
 ہو جنب لا علی لانہ سیتہ کان فی المسجد راخرجه اسمعیل القاسمی
 عبد اللہ بن خطیب اوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو کبار
 گھرنے کا اذن نہیں دیا تھا مگر علیؑ کو کہ انکا گھر مسجد ہی میں تھا۔

(۴) عن ام المؤمنین ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علی کل حائض من النساء وجنب من الرجال الا علی محمد واهل بیتہ
 راخرجه الطبرانی فی الکبیر جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ یہ میری مسجد ہر حائض عورت اور میری ہر پرانہ گھر محمد اور اسکے اہل
 بیت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر۔

(۵) عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب لقد اعطی علی ثلاث خصال لان تربتہ لی واحدة منہن
 احب الی من ان اعطی حمرا النعم فسل ملہ قال تزوجہ ابنہ فاطمہ واسمکنا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لعلہ ما لا یجل لغیرہ والراۃ یوم خیبر راخرجه احمد وابو یعلیٰ الزحاکم فی المستدرک
 ابوسریرہ رضی اللہ عنہما نقل ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہہ کرتے تھے کہ علیؑ اللہ ام کو ایسی تین باتیں

وہاں میں کہ اُردان میں سے مجھ ایک ہی حامل ہوتی تو میری زندگی میں شہر والی اونٹ سو ہی زیادہ تر محبوب ہوتی کہ بڑے لٹنے سوائے کیا وہ کیا ہیں کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی جناب فاطمہ سے انکا نکاح کرنا اور مسجد میں اپنے ساتھ انکو رکھنا اور جو بات کہ مسجد میں انکے بیٹے جائز تھی ان کے سوا دوسرے کسی کو جائز نہیں تھی۔ اور حنیف کے مذہب کا دیا جانا۔

(۶) عن جابر بن عبد اللہ قال جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن مصطفون في المسجد فبدا عسب يلب قال اترقدون في المسجد وقد اجفنا واجعل على معنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انك في المسجد ما يحل لي ان اترقد في مكان مني بمنزلة هارون من موسى لا تنق والذی نفسى بيد انك لاذن عن حصى يوم القيامة تد ودعنه رجلا كما يناد بعير الضأ عن الماء بعضا لك من حوصی كانی انظر الى مكانك عن حوصی (راخو جہ الحوازی فی المناقب) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں سوئے ہوئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی تھی فرمایا کیا تم اذگہ رہے ہو۔ ہم دوڑنے لگے جناب علیؓ بھی ہمارے ساتھ دوڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی او سر آؤ تم کو جائز ہے مسجد میں جو کچھ کہ مجھے جائز ہے آیا تو رضی نہیں ہوا کہ میری منزلت مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مجھ زنبور کے اس ذات کی قسم ہے جبکہ قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک تو قیامت کو روز میرے حوص سے لوگوں کو ہانک دیگا جبریل علیہ السلام سے کہ ہانکا ہوا اونٹ پانی سے ہانک دیا جاتا ہے عوص کا عصا تیرے ہاتھ میں ہو گا گویا کہ میں تیرے مقام کو اپنے حوص سے ہوقت دیکھ رہا ہوں۔

(۷) عن عثمان بن عبد اللہ القروسی من حدیث طویل قال خطب علی یوم یوم قی عثمان فقال قیما انا شد کما اللہ هل تعلمون معشر المہاجرین والانصار ان احدا کان یدخل المسجد غیرہ جنبا قالوا اللہ اعلم (راخو جہ ابن عساکر) عثمان بن عبد اللہ قروسی ایک حدیث طویل میں ذکر کرتے ہیں کہ خبر روز عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے صحبت کی جناب علیؓ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں فرمایا اے صحابہؓ اور انصار کے گروہ میں تمکو خدا کی قسم دیکر بچتا ہوں کہ تم میرے سوا کسی ایسے شخص کو جانتو ہو کہ حالت جنب میں وہ داخل مسجد ہوا کرتا تھا۔ سب کے کما خدا گواہ ہے آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

(۸) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يحل لي ان اترقد في مكان مني بمنزلة هارون من موسى لا تنق والذی نفسى بيد انك لاذن عن حصى يوم القيامة تد ودعنه رجلا كما يناد بعير الضأ عن الماء بعضا لك من حوصی كانی انظر الى مكانك عن حوصی (راخو جہ الحوازی فی المناقب) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہم مسجد کے تمام دروازوں کے بند کر کے کھڑے ہوئے اور ان سے کہے وہ وہاں سے گزرا کرتے تھے اور جنب میں ہوا کرتے تھے

(۹) عن ابی ارقم از النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الله عز وجل امر موسى هارون ان يبتوا القوم ههنا تاروا
وامرهما ان لا يبيتا في مسجد هما جنب ولا يقربوا فيه النساء الا هارون وذريته ولا يحل لاحد ان يقرب
النساء في مسجدي هذا ولا يبيت فيه الا على وذريته (اخرج ابن عساکر والسيوطي في الدر المنثور) ابو
رافع سے منقول ہے کہ حضرت نے خطبہ میں ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون کو حکم دیا آ اپنی قوم کے لیے گھر بناؤ مسجد
میں کوئی جنب نہ رہو پاؤ اور ہمیں محمد لون سے صحبت نہ کریں سوا ہارون اور اس کی ذریت کو اور کسی حلال نہیں کہ
سیری یا مسجد میں رہے اور عورت سے صحبت کرے سوا جناب علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کی
ذریت کے ۔

حضرت کا بعض صحابہ کو فرمانا کہ سینے تک نہ بیٹیں لہذا اور علی کو نہیں داخل کیا بلکہ حد

(۱) عن ابراهيم بن سعد بن ابی وقاص قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم وعنده قوم جلوس فدخل
علي فلما دخل خرجوا تلاموا فقالوا والله انما اخرجنا وادخله فرجعوا فقال صلى الله عليه وسلم ما انا اذ دخلت
واخرجتكم بل الله ادخله واخرجكم (اخرج ابن النجاشي) ابراهيم بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ہم
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور چند لوگ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے ان کے
آتے ہی وہ لوگ حضرت کے پاس سواٹھ گئے وہ باہم ملاست کر نو لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہلکے نکلے یا ہے
اور علی کو اپنے پاس کہا ہے جب وہ لوگ حضرت کے پاس لوٹ کر آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا میں تمہیں نہیں نکالا اور علی کو داخل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو داخل کیا ہے اور تم کو نکالا ہے ۔
(۲) عن الحبيب بن مالك قال اتيت مكة فقلت لعليت سعد بن ابی وقاص فقلت هل سمعت لعليت منقبة
قال كذا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد فتودى فينا ليلة ليخرج من في المسجد الا ال رسول
الله صلى الله عليه وسلم وال علي فخرجنا فلما اصبنا اتانا حمزة فقال يا رسول الله وخرجت اصحابك
واعمالك واسكنت هذا الغلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما انا امرت بالخواجك ولا باسكانك هذا
الغلام ولكن الله هو امره (اخرج ابن النجاشي في الخصائص) حرب بن مالك کہتے ہیں کہ میں مکہ میں سعد
بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ جناب علی کے بارے میں تم نے بھی کوئی منقبت
سنی ہے کہنے لگے ہم مسجد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے ایک رات ہم میں مناجات
کی گئی کہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل علی کے سوا سب مسجد سے نکل جائیں جسے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہتے تھے کہ لاٹھیاں اور عصاں نہ لگے یا رسول اللہ اپنے اعمام اور اصحاب کو مسجد نکال دیا ہے اور اس لڑکے کو رکھ لیا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے نکالنے اور اس کے رکھنے کے لیے نہیں حکم دیا بلکہ خدا نے حکم دیا ہے ۔

(۳) عن حبة العرف قال لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يواب لنتي في المسجد شق عليه قال حبة كافي لا نظر الى خمر بن عبد المطالب بن عني الله عنه تحت قطيفة حمراء وعيناك تذه فان و يقول اخو حبة عمك و ابا بكر و عمر بن العباس و اسكنت بن عمك فلعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم قد شق عليهم فتودى جامعة للصلوة فصعد المنبر فحمد الله و صلى على النبي و صلى على ابي طالب و صلى على علي و صلى على حبة و بلغ منها تحجيدا و توحيدا فلما فرغ قال ايها الناس ما انا سددتها ولا انا فقتها ولا انا خرمتها و اسكنته ثم قرء و النجم اذا هوى ما ضل صاحبكم و ما غوى ان هو الا وحى يوحى راخو حبة ابو بكر بن مردويه حبة عري كبتة بين كحبة تنفرت صلي الله عليه وسلم نے ان دروازوں کے بند کر دیا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر یہ بات نہایت شاق گذری حبة لختے ہیں ابا بکر میرے آنکھوں پر ہیں کہ جناب حرمہ سرخ رنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور رو رہے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے چچا کو اور ابو بکر اور عمر کو اور عباس کو نکال دیا ہے اور اپنے ابن عم کو رکھا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ امر ان لوگوں پر شاق گذرا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جامع کی منادی زالی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تحجید و توحید میں اس کے بلیغ تر خطبہ کہی نہیں سنا گیا تھا احمد و ثنائے باری تھے بعد فرمایا اے لوگو میں نے دروازے بند نہیں کیے اور نہ تم کو نکالا ہے اور نہ اسکو رکھا ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ النجم کی یہ آیتیں پڑھیں خبکما ترجمہ یہ ہے قسم ہے ستار کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تھا صاحب اور نہ ہٹکا اور نہیں بولتا ہے اپنی خواہش کے مگر جبکہ اسکی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اسکو سکھاتا ہے ۔

(۴) عن سعد بن ابی وقاص و کان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد قال فتودى فينا ليرج من في المسجد الا رسول الله صلى الله عليه وسلم و صلى فخرجنا باجمعنا فلما اجمعنا اتاه عم فقال يا رسول الله اخرجنا عما لك و اصحابك اسكنت هذا الغلام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل امر موسى ان يبني مسجدا طاهرا لا يكره الا هو و هارون و ابنا هارون و ان الله قد امرني ان ابني مسجدا لا يكره الا انا و علي و الحسن و الحسين و هذا الباب الا باب علي قبل

ان ينزل العذاب فخرج الناس مبادرين وخرج حمزة بجرق طيفة له حمراء وعيناها تذرغان وسبى ويقول
يا رسول الله اخرجت عمك واسكنت ابن عمك فقال صلى الله عليه وسلم ما انا اخرجتك ولا انا اسكنته و
لكن الله عز وجل اسكنه واخرجه ابو سعد في شرف النبوة سعد بن ابوقحاص هو منقول ہے (کہ وہ ہی حضرت
کی سمیت بن سہ بن ہا کرتے تھے) ایک ات ہکو پکار کر حکم دیا گیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی
کے سوا سب لوگ مسجد و تکلیفائین صبح کو حضرت کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ
حضرت نے اپنے اصحاب اور اعمام کو نکال کر اس لڑکے (یعنی علی) کو رکھ لیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا
نے موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ ایک یا ایک مسجد تعمیر کرے ہمیں بجز موسیٰ اور ہارون اور انبایہ مارون کے کوئی رہنما پائی اس طرح
سے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک مسجد بناؤں جس میں میرے اور علی اور حسنین کے سوا کوئی نہ رہے ہم لوگ غلام کے
نازل ہونے سے پیشتر اپنے دروازے بند کر دیں لوگ دوڑ کر دروازے بڑا کرنے میں مشغول ہو گئے حمزہ و بان ہوا ہمارے سر
کھینچے ہوئے انہوں میں آنسو ڈھبائے ہوئے باہر نکلے اور کہنے لگی یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو نکال کر اپنے بھائی کو رکھ
لیا ہے حضرت نے فرمایا نہ مینے نکال دیا ہے اور نہ سہو کر رکھ لیا ہے بلکہ خدا نے اسکو رکھا ہے ۔

(۵) عن علی قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدى فقال ان موسى سال ذبہ ان يطهر مسجد
بهارون وانا سالت ذبہ ان يطهر مسجدى بك ثم ارسل الى ابى بكر ان سد بابك فاسترجع ثم قال
سمعا وطاعة فسد بابہ ثم ارسل العباس بمثل ذلك ثم ارسل العباس بمثل ذلك ثم قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ما انا سادت ابوا بكم وفقت باب على ولكن فتح باب على وسد بابكم واخرجه
الزوار في مسند الوصافي في الاكفاء بفتح امل الاربعاء الخلفاء جناب مروی ہے کہ حضرت کے سوا کوئی نہ پڑ کر
ارٹا دیا کہ موسیٰ نے اپنے خدا سے درخواست کی تھی کہ وہ موسیٰ کی مسجد کو ہارون کے وسیلہ سے پاک کرے اور سب سے بڑی
ریح التجا کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تہ سے پاک کرے پھر حضرت نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند
کر لے انہوں نے سمع و طاعت کیا مگر دروازہ بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ اور عباسؓ رضی اللہ عنہما کو بھی بھی کہلا بھیجا ہر
بعد حضرت نے ارشاد کیا کہ میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کیے ہیں اور نہ علی کا دروازہ کہلا چوڑا ہے۔ مگر خدا
نے علی کا دروازہ کہلا چوڑا ہے اور تمہاری دروازے بند کیے ہیں ۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان موسى سال ربه ان يطهر مسجد
بهارون وذريتہ وانی سالت الله ان يطهر مسجدى لك ولذريتك من بعدك ثم ارسل الى ابى بكر ان
سد بابك فاسترجع وقال سمعا وطاعة فسد بابہ ثم ارسل الى عمر كذا لك ثم ارسل الى علي فقال ما انا ساد
ابوا بكم ولا فتحت باب على ولكن الله سد ابوا بكم وفتح باب على واخرجه ابو نعیم فی فضائل العترة

ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت جناب امیر سوار شاہ کو کیا کہہ سکتے تھے خدا سے التجا کی تھی کہ اسکی سجدہ ماروں اسکی قدرت کو ذریعہ سے پا کرے اور سنیو بھی خدا سے خواہست کی ہو کہ وہ میری سجدہ کو تیرے لیے اور تیری قدرت کو میرے پاک کروانے پر حضرت فرما دیا کہ ابھی جا کہ اپنا دروازہ بند کرے انہوں نے سجدہ طاعتہ لکھ کر دروازہ بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ کو یہی ایسا ہی کہلا بھیجا پھر حضرت نے سب پر چڑھ کر فرمایا میں نے تمہارے دروازے بند کیے اور نہ علیؓ کا دروازہ کھلا چھوڑا ہی بلکہ خدا نے ایسا ہی فرمایا ہی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر علیؓ کو اپنی آخرت کی خصوصیت دینا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال اخبرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی بن ابی طالب فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخیت بین اصحابک ولم توادخ سینی و بین احد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخ فی الدنیا والاخرۃ (راخو جہ الدار قطنی) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھیجا چارہ قائم کیا جناب امیرؓ نے ہونے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب میں بہائی بندی کا رشتہ جوڑا ہے اور مجھے کسی کا بہائی نہیں بنا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دنیا اور آخرت میں میرا بہائی ہے۔

(۲) عن ابن عمر قال اخبرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ حتی بقی علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان اکون اخاک قال بلی یا رسول اللہ رضیت قال فانت اخ فی الدنیا والاخرۃ (راخو جہ الخلق) وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم اپنے اصحاب میں بھیجا چارہ بنا یا علیؓ باقی رہ گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علیؓ کیا تو رضی نہیں کہ میں تیرا بہائی ہوں جناب امیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں رضی ہوں فرمایا تو دنیا و آخرت میں میرا بہائی ہے۔

(۳) عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنا بین اصحابہ فبقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر وعمر واخی بن ابی بکر وعمر و قال لعلی انت اخی (راخو جہ احد فی مسند) سعید بن مسیبؓ نے فرمایا کہ میں نے تحقیق سے روایا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان بھیجا چارہ قائم کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود نبات اقدس اور ابو بکر وعمر اور علیؓ باقی رہ گئے حضرت نے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا بہائی بنایا اور جناب علیؓ سے فرمایا تو میرا بہائی ہے۔

(۴) زید بن عبد اللہ بن ابی و فی قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد فقال این فلان و این فلان فجعل ینظر فی وجہ الصحابۃ و ینفقذ ہم و یعبث الیہم حتی توافوا عندہ

فاخی بینہم فقال لہ علی بن ابی طالب لقد اہبت روحی یا رسول اللہ حین رأیتک فعلت بأصحابک ما فعلت
 غیرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والذی بعثنی بلیغی نبیاً ما اخبرتک الا لتنفی عنی بمنزلة ہارون
 من سوی و انت اخي و وارثی فقال یا رسول اللہ ما اراث منک قال ما وراث الا نبیاً و قبلی قال و ما وراثی
 قال کتاب اللہ و سنن انبیائہ و انت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة اخی و الحسن و الحسین و انت رفیقی
 ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اخوانا علی ہر متقابلین راخوہ احمد فی المسند و المناقب و المتقی فی
 کنز العمال زید بن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سمر دایت ہر کہ میں ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس مسجد میں گیا آپ ہر شخص کی نسبت استفسار فرماتے تھے فلان شخص کسان ہے اور فلان شخص کسان ہے
 آپ اپنے اصحاب کو تلاش کرتے تھے اور جو شخص کہ موجود نہیں تھا اسے بلواتے تھے یہاں تک کہ تمام اصحاب حضرت
 کے حضور میں جمع ہو گئے پھر آپ نے ان میں بیباچارہ قائم کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب علی علیہ السلام
 نے عرض کیا یا رسول اللہ میری جان تو نکل گئی تھی جبکہ میں آپ کو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب کے
 ساتھ جو کچھ کہنا تھا کیا۔ حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے
 سچے اپنی ذات کے لیے سبکے پیچھے چھوڑا ہوا تھا تو مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ بارون موبے سے اور میرا بیبا
 اور وارث ہے پس علی نے کہا یا رسول اللہ میں کیا چیز حضور سے میراث میں لو لگا فرمایا جو کچھ اگلے نبیوں نے
 لیا ہے جناب علی نے عرض کیا اگلے نبیوں نے کیا چیز میراث میں لی تھی فرمایا خدا کی کتاب اور نبیوں کی سنتیں
 تو بہشت میں میرے ساتھ میری قبر میں ہوگا۔ میری بیٹی فاطمہ اور حسن اور حسین کے ساتھ تو میرا رفیق ہے
 پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہ ہای آمنے سامنے تختوں پر ہونگے۔

(۵) عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فقال لہ مواخ بیکم
 کما اخي اللہ بین الملائکۃ ثم قال لعلی انت اخي و رفیقی ثم تلا ہذا الایۃ اخوانا علی ہر متقابلین
 راخوہ (بو بکر بن مرد و یہ) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضرت فرما رہے تھے میں تم میں برادری قائم کرنا والا ہوں پھر جناب علی علیہ
 السلام سے فرمایا تو میرا بیبا ہے اور رفیق ہے پھر آپ نے اس آیت کو ارشاد کیا کہ ہای آمنے سامنے تختوں پر ہونگے
 (۶) عن دا قح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم قال لعلی انت اخي و انا اخوہ راخوہ
 المطہرانی فی الکبیر) ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پھر تحقیق جناب علی علیہ السلام
 سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا بیبا ہے اور میں تمیرا بیبا ہوں
 (۷) عن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اخي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین

المہاجرین والانصار کان یواخی بین الرجل ونظیرہ ثم اخذ بید علی فقال هذا اخي قال
 خذ يفة فرسول الله صلى الله عليه سيد المرسلين وامام المتقين ورسول رب العالمين
 لذي ليس له شبيه ولا نظير وعلى اخوة راخرجه احمد في المناقب وابو بكر بن مردويه (خليفة بن
 ليان رضي الله عنه سے روایت ہے کہ سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کے درمیان
 رشتہ اخوت ملاتے تھے تو ہر ایک صحابی کو اسکی نظیر کے ساتھ اسکا بہن چارہ قرار دیتے تھے۔ پھر علیؑ
 کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرا بہائی ہے خلیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید
 المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین میں انکی شبیہ و نظیر کوئی نہیں علی علیہ السلام انکے
 بہائی ہیں ۛ

(۸) عن ابن عباس قال لما اخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اصحابه من المهاجرين
 والانصار وهو انه صلى الله عليه وسلم اخى بين ابوبكر وعمر واخي بين عثمان بن عفان و
 عبد الرحمن بن عوف واخي بين طلحة والزبير واخي بين ابي ذر الغفاري والمقداد بن
 ابي لهب ثم اخى بين علي وبين احد منهم فخرج على مضض حتى اتي جد ولا
 من الارض وتوسل راعه ونام فيه فلفه عليه الرية التراب فطلبه النبي صلى الله عليه وسلم
 فوجده على تلك الحالة فوكزه برجله وقال له قم فما صلت ان تكون ابا تراب غضبت حين
 حين اخيت بين المهاجرين والانصار ولما واخ بينك وبين احد منهم اما تصفان
 تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي الا من احبك فقد جف بالامن و
 الايمان ومن ابغضك اما ته الله متبة الجاهلية وحوسب في الاسلام راخرجه الطبراني و
 المستطوع في جمع الحيوام والمنقى في كثر الحال ابن عباس رضي الله عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا نامنا اس طرح پر قائم کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی
 اللہ عنہ کا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اور طلحہ کو زبیر کا اور ابو ذر غفاری کو
 مقداد کا بہائی قرار دیا اور علی کو کسیکا بہائی نہ بنایا جناب علی نہایت غصہ ہو کر نکل گئے اور زمین پر گر گئے
 اور اپنی کلائی کا تکیہ کر کے سو گئے ہوا سے مٹی اڑ کر انکے بدن پر پڑ گئی حضرت نے انکو تلاش کیا اور
 ایسی حالت میں پایا حضرت نے انکو اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا اٹھ بھائی کو بچو ابو تراب غصے کے کچھ صلاہت
 نہیں ہے کیا تو خدا ہو گیا جیکہ میرے صاحب کے درمیان اخوت کو قائم کیا اور تجھ کو کسیکا بہائی نہ بنایا کیا تو
 رضی نہیں کہ تو مجھ کو ایسا ہو جیسکہ ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے جو شخص کہ تجھے دوست رکھے

وہ اس اور ایمان میں گہرا پیگا۔ اور جو تجھے دشمن رکھے گا خدا اس کو کفار کی موت سے ماریگا۔

(۴) عن انس رضی اللہ عنہ قال لما كان يوم البأهلة اخى النبي صلى الله عليه وسلم بين المهاجرين والانصار وعلی واقف یراه ویعرفه مكانه ولم یواخر بدینه و بین احد فانصرف علی باکی العین فانقده النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما فعل ابوالحسن قالوا انصرف باکی العین قال یا بلال اذهبی فاتی بنفسی بلال الی علی وعلی قد دخل منزله باکی العین فقالت فاطمة ما یمیکک لا ابلک سے عینیک قال یا فاطمة اخی النبي صلى الله عليه وسلم بین اصحاب المهاجرین والانصار وانا واقف یرانی ویعرف مکانی ولم یواخر بینی و بین احد قالت لا یخزنک الله لعلہ انما اخرتک لنفسه فقال بلال یا علی اخی النبي صلى الله عليه وسلم فان علی النبي صلى الله عليه وسلم فقال لہ ما یمیکک یا ابا الحسن فقال اخیت بین المهاجرین و بین الانصار وانا واقف تراہی وتعرف مکانی ولم یواخر بینی و بین احد قال انما اخرتک لنفسی لا یرک ان تکون اخا نبیک قال بلی یا رسول الله فاخذ بیدہ فارقاہ المنین فقال اللهم ان هذا منی وانا منه الا انہ منی بمنزلہ ہارون من موسی الا ان من کنت مولاہ فعلی مولاہ قال فانصرف علی قریب العین فاتبعہ عمر بن الخطاب فقال یا ابا الحسن اصبحت مولاہی ومولا کل مومن راخرجہ ابوالحسن فقیہ ابن المغالہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب ابہ کے رہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بیابا چارہ قائم کیا علی کثرت سے ہوئے تھے حضرت انکو دیکھ رہے تھے اپنے انکے ساتھ کسی کو شریک اخوت نہ کیا جناب روتے ہوئے گھر کو چلے گئے جب حضرت نے انکو نہ دیکھا تو فرمایا ابوالحسن کیا کر رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا وہ روتے ہوئے لوٹ گئے ہیں حضرت نے بلال سے فرمایا اے بلال جا کر انہیں بلال او بلال انکے بلانے کے لیے گئے جناب علی اسوقت تک گھر میں داخل ہو چکے تھے جناب سیدہ انہیں رو رہا ہوا دیکھ کر کہا خدا تمہیں نہ رلائے تم کیوں روتے ہو جناب علی کہنے لگے آج حضرت نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت جوڑا ہے اور مجھے حضرت دیکھ رہے تھے لیکن مجھے کسی کا بیائی نہ بنا یا جناب فاطمہ نے جواب دیا آپ انہیں ہنوں شاید حضرت نے تمہیں اپنی ذات مقدس کے بیائی بنانے کے لیے پیچھے رکھا ہو۔ اتنے میں بلال نے بکا کر کہا یا علی حضرت کے پاس تشریف لے چلے جناب علی حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے اپنے فرمایا ابوالحسن تم کیوں روتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بیابا چارہ کیا تا جوڑا ہے لیکن مجھے کسی کا بیائی نہیں بنا یا فرمایا۔ یا علی میں نے تمکو اپنی ذات کے لیے پیچھے ہٹنے دیا تھا۔ آیا تم اپنے بنی کے بیائی بننے سے خوش تہیں جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خوش ہوں۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں منبر پر چڑھایا۔ اور فرمایا یا مہاجرین یا انصار میرا ہے میں اسکا ہوں یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے

ہے سو سے جسکا کہ میں مولا ہوں اسکا علی ہوا ہے انس کہتے ہیں کہ جناب علی نہایت ٹھنڈی آنکھوں سے گہر کو دالیں تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکے پیچھے اور کہنے لگے اے ابو الحسن آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ میرے اور ہر مومن کے مولا بن گئے ہیں +

(۱۰) عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی حین النبی صلی اللہ علیہ وسلم افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا یقلب علی عقابنا بعد اذ ہدانا اللہ واللہ لا ین مات او قتل ان انقلبتم علی اعقابکم لا قتلن علی ما قاتل علیہ حق اموت او اقتل واللہ فی لاخوہ و ولیہ و وارثہ و ابن عمہ و من انخی بینی و بینہ راخوہ احمد والنساق) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی ہے کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم اپنی اڑیوں کے بل پر جاؤ گے (خدا کی قسم ہے بعد اسکے کہ خدا نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے اپنے اڑیوں کے بل پر گز نہیں پھرینگے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں اور تم اپنی اڑیوں پر پھرنا چاہو تو میں تم سے جہاد کروں گا جس بات پر کہ حضرت کے جہاد کیا ہے واللہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہائی اور وارث اور ابن عم ہوں اور وہ شخص ہوں جسکے ساتھ حضرت نے اپنی برادری کا رشتہ ملا یا ہے +

(۱۱) عن عمر بن عبد اللہ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخا بین الناس وترك علیا حتی یقی اخرهم لا یری لہ اخا فقال یا رسول اللہ اخیت بین الناس وتركنی قال ولم تلاف ترکک انما ترکک لنفسی انت اخي وانا اخوك فانی اذا کرک قل انا عبد اللہ و اخو رسولہ لا یدعیہا بعدک الا کذاب (راخوہ احمد) عمر ابن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دنیا کا رشتہ برادری قائم کیا علی سے کہ پیچھے رہ گئے انکا بہائی بنتا ہوا کوئی نظر نہیں آتا تھا حضرت عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ آپ کے رشتہ اخوت ملا دیا ہے اور مجھے یوں ہی چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا تو جانتا ہے کہ تم نے تجھے کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ ہم نے صرف اپنے ذات کے لیے چھوڑ رکھا ہے۔ تو میرا بہائی ہے اور میں تیرا بہائی ہوں۔ ہم تجھے بتاتے ہیں یوں کہا کر میں خدا کا بندہ امرا کے رسول کا بہائی ہوں۔ تیرے سوا اگر کوئی یہ بات کہہ گا تو وہ جہنم ہے۔

(۱۲) عن یحییٰ بن مرقا قال اخي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن المسلمین وجعل خلعہ علیا حتی یقی اخرهم و لیس بعد اخر فقال لہ اخیت بین المسلمین وتركنی فقال انما ترکک لنفسی انت اخي فی الدنیا والاخرۃ وانا اخوك انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی وانت معی فی قصری نے

الجنتہ معاہدتی فاحلہ وانت اخى ورفیقى ثم تلا رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سر متقلبین فخر
قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ذاکمک احد نقل انا عبد اللہ و اخو رسولہ ولا یدعہا بعدی الا کذا
مقرر اخبرہ جمال الدین الحدیث حین روضۃ الملاح: بی (الادیبین) یسین بن و کتبتہ من کاتب حضرت
امیر علیہ السلام نے مسلمانوں میں اخوت کا رشتہ قائم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باعلی کو پیچھے چھوڑتے چلے گئے
یہاں تک کہ وہ سب آخر گھٹے اور زکا بہائی بنتے گئے یہ کوئی باقی دراجہ باعلی نے عمن کیا حضورؐ مسلمانوں
کو ایک دوسرے کا بہائی قرار دیدیا ہے اور مجھے چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا بیٹے تجھے اپنی ذات کے لیے چھوڑا ہے
تو دنیا و آخرت میں میرا بہائی ہو اور میں میرا بہائی ہوں تو مجھے ہر باروں کی جگہ پر ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے
تو میرا سادہ میرے گھر کے میں جنت میں ہوگا۔ تو میرا بہائی ہو اور میں ہے میرے حضرت نے اس آیت کو ارشاد فرمایا کہ بہائی بہائی
اپنے آمنے سامنے کے تختوں پر ہوں گے میں تجھے کہتا ہوں کہ اگر تجھے ہر کوئی پہچنے تو یہ کہیں اس کا بندہ اور اس کے رسول کا
بہائی ہوں میرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہے گا مگر کہ وہ جھوٹ کہنے والا شیرے گا۔

رسول عن عباد بن عبد الله قال قال علي بن ابي طالب: اخو رسول الله وانا صديق الاكبر لا يقول فلك
بعد الاكاذب صليت قبل الناس سبع سنين الا خرج احد في المناقب والنسائي في الخصائص
الحافظ ابو زيد عثمان بن ابي شبيب في مسنده والحاكم في المستدرک والحافظ ابو نعيم في الحلية
والعقيلي. عباد بن عبد الله سے روایت ہے کہ جناب امیر مومنین علیؑ نے فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے
رسول کا بہائی اور صدیق اکبر ہوں میری سوا یہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جو ہٹا کاذب میں نے سب پہلے
ساتھ میں نماز پڑھی۔

(م ۱) عن ابی الطفیل قال لما جعل اهل الثوری بن علی عثمان وطلحة والزبیر وعبد الرحمن بن
 عوف وسعد بن ابی وقاص اوسعید بن زید فقال علی صل فیكما احدا منی وحدثنا ابو سعید
 بنیہ وینہ اذا اخی بین المسلمین قالوا اللهم لا راسیعا بعد الیوم ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
 کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کر لی تھی جناب علی اور عثمان اور طلحہ وزبیر اور عبد الرحمن بن عوف
 اور سعد بن ابی وقاص با سعید بن زید کے درمیان مشورت کرنے کے لئے جوڑ دیا جناب ہامیر نے
 فرمایا میرے سوا کوئی تم میں ایسا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ادا کے درمیان
 رشتہ بادی قائم کیا ہو سب کہنو گئے خدا گواہ ہے بہن

۱۵۱. عن علي قال طلبني النجاشي به حلي بصل فوجدني في حائط قائما فقمي بي برحله وقال
فمر لي بالله لا أرضيكم انت اخي وابو ولدي تقاتل على سنتي من مات على عهدى يموني

(۲۰۰) عن مطلب بن عبد الله بن حنظل عزابہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا ايها الناس
 امسكوا بذي قرنها اخي داود بن عمي علي بن ابي طالب فانه لا يجبد الا مؤمن راخوہ احمد في
 المناقب (مطلب بن عبد الله بن حنظل بنہ والد ماجد بن اہل بیت کتب غیر ہذا ص ۱۰۰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 اے لوگو میں تمہیں اس استے ذوالقرنین کی محبت کہیے وصیت کرتا ہوں وہ میری بانی اس ابن عم علی
 ابن ابی طالب ہے۔ پس تحقیق اس سے محبت نہیں کریگا مگر مومن ۔)

(۲۱) عن محمد بن یزید الہمدانی عن رسول الله صلى الله عليه وآله اخي بين المسلمين ثم قال يا علي انت
 اخي بمنزلة هارون من موسى غير انه لا نبي بعدي اما علمت يا علي ان اول من يدعى يوم القيامة بي و
 اقام عن يمين العرش فاكسى حلة خضراء من حلل الجنة الاواني اخبرك يا علي ان امتي اول الامم
 يوم اسبون يوم القيامة ثمانت اول من يدعى لك بقلبتك ومنزلة عندك فيدفع اليك لوائى
 وهو لواء الحمد تسير بين السماء والارض جميع خلق الله يستظلون بظل لوائى وطوله مسير الف
 سنة فسنانه باقوة حمراء له ثلاث ذوائب من نور ذوائبه في المشرق وذوابة في المغرب والثالثة وسط
 الدنيا مكتوب عليها ثلاثة اسطر الاول بسم الله الرحمن الرحيم الثاني الحمد لله رب العالمين الثالث
 لا اله الا الله محمد رسول الله طول كل سطر الف سنة وعرض الف سنة ونسب الحسن بن محمد
 والحسين عن يسارك حتى تقف بيني وبين ابراهيم في ظل العرش ثم تكسى حلة خضراء من الجنة
 ثم ينادى مناد من تحت العرش نعم الاب ابراهيم ونعم الاخ اخوك علي البشريا علي ذلك تكلم
 اذا اكتسبت وتلحق ذاد عيت راخوہ عبد الله بن احمد في ذوائد المناقب (محمد بن یزید الہمدانی کہ
 مروی ہے کہ جناب رسالتا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے اخوت قائم کر کے علی سے کہا
 یا علی تم میرے بہائی ہارون کی جگہ پر ہو سو سے بغیر اسکے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے یا کیا تم نہیں جانتے
 ہو کہ قیامت میں سب کے اول میں ملا یا جاؤ گے۔ اور عرش کے داہنے بازو پر کھڑا کیا جاؤ گے۔ اور مجھے
 جنت کے حلوں میں سے سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ یا علی میں تجھے مصلح کرتا ہوں کہ قیامت کے
 روز سب استون سے پہلے میری بہت حساب دہو گی۔ پھر سب پہلے لو میری عزت کی وجہ سے بلا یا جاؤ گے۔ اور مجھے
 میرا علم پہنے لو اور الحمد و یا جاؤ گے۔ نو و نوں مسعود کے بیچ بیچ ٹھٹھے گا۔ آدم اور ساری دنیا میرے علم کے
 سایہ میں پناہ گزین ہونگے۔ اسکی پسائی ہزار سالہ راہ کی ہوگی۔ اسکی بھال سرخ یا قوت سے بنی ہوگی اور
 تین گیسو فذ کے ہونگے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں۔ اور ایک دنیا کے بیچ بیچ میں۔ اور
 تین سطرین لکھی ہوئی ہوں گی ایک بسم الله الرحمن الرحيم۔ دوسری الحمد لله رب العالمين۔

تیسری لالہ الہ اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر طر کا طول و عرض ہزار سالہ راہ کا ہوگا۔ حسن تیرے واسطے
 مقرر اور حسین بائیں ہاتھ ہوئے بیان تک کہ تو میرے اور ابراہیم کے درمیان سایہ عرش کے نیچے آکر
 تھیرے گا۔ اور بچے جنت کی سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ اور منادی عرش کے نیچے سے ندا کرے گا
 کہ اچھا باب ہی تیرا ابراہیم اور کیا اچھا بدائی ہے تیرا علی بن ابی طالب جو بچے سے علی کہ جب مجھ کو لباس پہنا یا جاوے گا تو
 مجھ ہی پہنا یا جاوے گا۔ اور جب میں بلا یا جاؤں گا تو تو ہی بلا یا جاوے گا۔

(۲۲) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت مکتوباً علی
 باب الجنة قال لا الا الا اللہ محمد رسول اللہ وعلی اخو رسول اللہ قبل ان یخلق السموات والارض
 راخو جبرئیل فی القلوب والذلیل فی فہم و من الاخبار جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے زمین و آسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پیشتر جنت
 کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ سوا خدا کے کوئی سب و نہین محمد اسکے رسول میں۔ علی اسکے رسول کے
 بہائی میں۔

(۲۳) عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت علیاً ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انا اخو
 المصطفیٰ لکشف فی نبی + بہ ربیت و سبطاً ما ولدی + جدی و جد رسول اللہ منقر +
 وفاطمة زوجی لا قول ذی قند + صدقہ و جبرئیل الناس فی کلمہ + من الضلالة والاسراک
 والنکد + قال فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال صدقت یا علی رقت من مطالب
 انسؤل لمحمد بن طلحة الشافعی مروی ہے جابر بن عبد اللہ سے کہ میں نے جناب علی کو فرماتے ہوئے
 سنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سن رہے تھے کہ میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بہائی ہوں
 میری نسب میں کسی طرح شبہ نہیں ہے۔ میں نے ان کے پاس پرورش پائی ہے۔ انکے دونوں نوہری
 میرے بیٹے میں میرا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا ایک ہے۔ اور جناب فاطمہ علیہا السلام
 میری زوجہ ہے یہ قول دروغ نہیں ہے۔ میں نے اس وقت حضرت مسلم کی تصدیق کی ہے کہ تمام لوگ گمراہ
 اور شرک اور انکار کی وجہ سے مشبہ ہیں تھے حضرت نے ہنر کر تبسم فرمایا اور کہا یا علی تم سچ کہتے ہو۔

(۲۴) عن ربيعة بن ناجد از رجلا قال لعلی یا امیر المؤمنین لہ وراثت ابن عمک و ابن عمک قال
 لما نزلت فانذرت عتیه تہک الا قرین دہالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا علی ان اللہ امرت ان
 انذرت عتیه الا قرین فاصم لنا صاعاً من الطعام واجعل علیہ وجہ شاة واملاء بنا عصاراً من لبن
 ثم اجعل لی نبي عبد المطلب وابغضهم ما امرت بہ ففعلت ما امرت بہ ثم دھو ثوبہ لہ وہم یوشن

میں اس وقت ان تمام لوگوں کو غمگین کر دیا۔ کثیرا سوا حضرت نے مجھے فرمایا بیٹہ جا میں بیٹہ گیا حضرت نے دوبارہ اور دوبارہ ان کو ہی ارشاد کیا۔ میں بھی ایک، دو، اٹھارہ بار تیسری بار حضرت نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا ہاتھ اور دست اور وزیر ہے۔ اسی لیے میں نے اپنے چچا کے سوا اپنے ابن عم کا ورثہ حاصل کیا ہے۔

تنبیہ، یہ مواخات بھی جتنا بامیر علیہ السلام کے فضل ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ مواخات مساوات کی دلیل ہے۔ لیکن مساوات منصب نبوت میں محال ہے۔ پس لامحالہ مساوات فی العمل بھی جاسکتی ہو اور مساوات فی العمل منجہ کثرت ثواب ہو۔ اور کثرت ثواب برہان فضیلت ہو۔

رانت منی بمنزلة هارون من موسى،

ان صحابہ کرام کے اسماء جن کو تیسرے زواہر ہوئی ہو

وقد صنف القاضی ابوالقاسم علی بن الحسن بن علی التتوخی کتاباً باسماء ذکاء الروایات من نسخة ثلاثین ورقة عتیقة علیها تاریخ الروایة سنة خمس اربعین واربعمائة وروى التتوخی حدیث انت منی بمنزلة هارون من موسى عن عمر بن الخطاب عن علی وسعد بن ابی وقاص وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ ابن عباس وجابر بن عبد اللہ الانصاری۔ وابی ہریرة۔ وابی سعید الخدری۔ وجابر بن سمرة۔ رمالک بن الحویرث۔ والبراد بن عازب۔ وزید ابن ارقم۔ وابی رافع۔ وولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وعبد اللہ بن ابی اوفی۔ واخلیہ زید بن ابی اوفی۔ وابی سرجند۔ وحذیفہ بن اسید۔ وانیس بن مالک۔ وابی بريدة الاسلمی۔ وابی ایوب الانصاری۔ وحقیل بن ابی طالب وحبتی بن جنادة السلولی۔ ومعاویة بن ابی سفیان۔ وامرسلہ زوجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ واسماء بنت عیس۔ وسعید ابن المسیب۔ ومحمد بن علی بن الحسین۔ وحبیب بن ابی ثابت۔ وفاطمة بنت علی وشرحبیل بن سعد یعنی قاضی ابوالقاسم علی بن الحسن بن علی التتوخی فی سنہ چار سو وپنجاہتیس من

۱۔ انکی نسبت ابن خلدان و فیات الاعیان میں لکھتے ہیں ابوالقاسم بن علی التتوخی لکان ادیباً فاضلاً

و ذکرہ الخطیب فی تاریخہ و علا فی شیوخہ الذین روی عنهم و سما فی انساب میں لکھتے ہیں قال

الخطیب کتبت عنه و سمعته یقول ولدت بالبصرة فی النصف من شعبان سنہ سبعین و

ثلاثمائة و قد قبلت شہادۃ رعا الحکام فی حدیثہ و لم یزل علی خلائک مقبولا الی الخ و

بمان متغظا فی الشہادۃ معنا طاصدہ قافی الحدیث۔

اس حدیث کے متعلق ایک تیس ورق کا رسالہ لکھا ہے جس میں اس حدیث کو عمر بن الخطاب اور جناب علی اور سعد ابن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس وغیرہ الرضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

اصحیہ نش کا متواتر ہونا

(۱) قال ابن حجر في الصواعق المحرقة واهل هذا الحديث متواتر فانه ورد من حديث عائشة و
ابن مسعود وابن عباس بن عمر وعبد الله بن زمعة وابي سعيد وعلي وحفصة عا قظا بن حجر صواعق
محرقة من يكتسب من كذا آگاه ہو کہ یہ حدیث متواتر ہے کیونکہ یہ حدیث ام المومنین عائشہ اور ابن مسعود اور ابن
عباس اور ابن عمر اور عبد اللہ بن زمرہ اور ابوسعید اور علی اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہوئی ہے
(۲) قال الحافظ بن عبد البر في الاستيعاب في معرفة الاصحاب روى قوله صلى الله عليه وآله انا
منى بمنزلة هارون من موسى جماعة من الصحابة وهو من اثبت الاخبار واحملها رواه عن النبي
صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص وطريق حديث سعد فيه كثرة جدلا وقد ذكر بن خيثمة وغيره
ورواه ابن عباس بن ابو سعید الخدری وام سلمة واسماء بنت عمیس وجابر بن عبد الله وجماعة بطول
ذكرهم حافظ ابن عبد البر کتاب مستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ کی حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ نہایت
ثابت شدہ ترین اخبار اور صحیح ترین روایات میں سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ... سعد بن ابی
وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور سعد رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بہت طریقوں سے
روایت ہوئی ہے جسکا ذکر ابن خثیمہ وغیرہ نے کیا ہے اور سعد کے سوا ابن عباس اور ابوسعید خدری اور
ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبد اللہ اور ایک جماعت نے روایت کیا ہے جسکا ذکر باعث طول
(۳) روى قوله صلى الله عليه وآله انت منى بمنزلة هارون من موسى جماعة من الصحابة وهو من
اثبت الاخبار واحملها رواه عن النبي صلى الله عليه وآله سعد بن ابی وقاص ابن عباس بن عمر وعبد الله بن
الخدري وجابر بن عبد الله وام سلمة واسماء بنت عميس وجماعة بطول ذكرهم وذكر ابو الهجاء جمال
الدین یوسف بن عبد اللہ بن الحسن بن النعمان المزنی فی تہذیب الکمال ابو الہجاء یوسف بن عبد اللہ
بن عبد الرحمن بن الزکی المزنی تہذیب الکمال فی اسما الرجال میں لکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حدیث انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ کی حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کر لی ہے اور یہ حدیث
نہایت ثابت شدہ تراویث میں سے ہے اور نہایت صحیح حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس اور ابوسعید خدری اور جابر بن عبد اللہ اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے خبر کا ذکر کرنا باعث طوالت ہے
(۴) قال الحافظ محمد بن یوسف الکبیری الشافعی فی کتابہ الطالب ہذا حدیث متفق علی صحیحہ وادام
الائمۃ الاعلام الحافظ کا بی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری فی صحیحہ ووسلم بن الحجاج فی صحیحہ
وابوداؤد فی سننہ وابو عیسیٰ الترمذی فی جامعہ وابو عبد الرحمن النسائی فی سننہ وابن ماجہ
فی سننہ واتفق الجميع علی صحیحہ وصار ذلک اجماعاً منہ فقال الحاکم النیشابوری ہذا حدیث
دخل فی حدیث التواتر حافظ محمد بن یوسف الکبیری الشافعی کتابہ الطالب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ایسی
ہے کہ جسکی صحت پر ائمہ اعلام اور حافظان حدیث اتفاق کیا ہے ابوم عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری
نے صحیح بخاری میں اور مسلم نے مسلم میں اور ابوداؤد نے سنن میں اور ابوعیسیٰ ترمذی نے جامع الصحیح
میں اور ابوعبد الرحمن النسائی نے سنن میں اور ابن ماجہ نے سنن میں روایت کیا ہے اور ان تمام
ائمہ حدیث نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ اس حدیث کی صحت
پر اجماع ہو گیا ہے خاتم نیا بوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب تدرک کا قول ہے کہ یہ حدیث حدیث تواتر کو پہنچ
چکی ہے *

(۴) قال السیوطی فی الاذہار المتناثرة فی الاحادیث المتواترة حدیث اما ترضی ان تكون منی
بمنزلة هارون من موسى اخو جده احمد بن ابی سعید الخدری واسماء بنت عمیس والطبرانی عن
امرئ بن عباس بن حبشہ بن جنادہ و ابن عمر و علی جابر بن سمرة والبراء بن عازب و زید ابن
ارقم رضی اللہ عنہم و هكذا ذکره المتقی فی منتخب قطف الاذہار۔ وقال محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی المعارج
العلی و هذا حدیث متواتر عند السیوطی حافظ جلال الدین ابی بکر السیوطی کتاب الاذہار المتناثرة
فی الاحادیث المتواترة میں لکھتے ہیں کہ حدیث اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى کو امام
احمد بن حنبل نے ابوسعید خدری اور اسماء بنت عمیس اور طبرانی نے ام سلمہ اور ابن عباس اور حبشہ
ابن جنادہ اور ابن عمر اور جابر بن سمرة اور عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا
ہے اور متقی رحمۃ اللہ علیہ نے منتخب قطف الاذہار میں بھی اس طرح سے ذکر کیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کتاب المعارج العلی میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سیوطی کے نزدیک متواتر ہے۔

(۵) وقال مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فی انزالہ الخفافین المتواترة حدیث انت منی بمنزلة
هارون من موسى روى الحسن سعد بن ابی وقاص واسماء بنت عمیس و علی بن ابی طالب رضی اللہ

ابن عباس وغیرہم سولانا شاہ ولی امر صاحب کثرت و ہوی ازالہ اختتامین لکھتے ہیں کہ حدیث انت منی منزلة ہارون بن موسی کواثرات میں سے ہے احمدیث کو سعد بن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن عباس وغیرہ نے روایت کیا ہے *

(۷) وقال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحرافۃ فی المنہاج ازہد الحدیث صحیحہ بلا ریب ثبت فی الصحیحین وغیرہما شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحرافۃ منہاج میں لکھتے ہیں کہ یہ تحقیق یہ حدیث صحیح ہے بے شک ہے صحیحہ میں درج ہے *

اسامی مخرجین حدیث نزلت

اخج البخاری ومسلم والترمذی والنسائی عن سعد بن ابی وقاص (والبزار عن ابی سعید الخدری) واحمد (عن کلثما) والعلی (عن ابن عباس) والطبرانی (عن اسماء بنت عمیس وام سلمہ وحذیفہ ابن جنادہ وابن عمر ابن عباس وجابر بن سمرة والبراء بن عازب وزید بن ارقم ومالك بن الحویرث) والخطیب (عن عمر) وقال معہم از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعل ما ترضی ان تكون منی بمنزلہ ہارون من موسی مفتاح النجا لہذا محمد معتد خان اللہ خٹکان) یعنی امام بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے سعد بن ابی وقاص سے اور تہارنے (ابو سعید خدری) سے اور امام احمد بن حنبل ان دونوں سے اور علی نے (ابن عباس) سے اور طبرانی نے (اسماء بنت عمیس اور ام سلمہ اور حبشی بن جنادہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور جابر بن سمرة اور البراء بن عازب اور زید بن ارقم اور مالک ابن الحویرث) سے اور خطیب بغدادی نے (عمر بن الخطاب) سے روایت کیا ہے کہ یہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ کیا نور منی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون علیہ السلام کا جناب موسی علیہ السلام سے تھا *

اب ہم ان ائمہ حدیث کے نام کی فہرست سلسلہ وار

دیتے ہیں جنہوں نے احمدیث کی

مخریج کی ہے

ابجہان تہجدیث کی نام کی فہرست سلسلہ وار دیتے ہیں خیرین احمد کی تخریج کی ہے

مختصر شہرہ نام	پورا نام	مختصر تلمذ شہرہ	نام پورا
ابن ہشاق	محمد بن اسحاق صاحب سیرۃ	ابو یعلیٰ	حافظ احمد بن علی ابو یعلیٰ الموصلی صاحب سند
ابوداؤد الطیالسی	محمد بن سلیمان بن داؤد الطیالسی شمس	ابن جریر	حافظ محمد بن جریر الطبری صاحب ریختہ اراک والملوک والتفسیر
محمد بن کاتب	محمد بن سعد بن منیع الزہری کاتب الدواقدی	ابو حمانہ	حافظ یعقوب بن ہشاق ابو حمانہ الاسفہانی
الواقدی	صاحب الطبقات الکبیر	ابو حمانہ	ابو حمانہ صاحب تلمیذ سلم
ابن ابی شیبہ	عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان	ابو شیعہ	ابو محمد عبد اللہ بن جعفر بن حبان الاصبہانی
احمد	امام احمد بن حنبل صاحب مسند متنب	ابو شیعہ	المعروف بابی الشیم
بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری	الطبرانی	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی
	صاحب جامع الصمیم		صاحب جامع ثنائی
ابن عرفہ	حافظ ابو علی الحسن بن عرفہ بن ربیع الکعبی	الحافظ الترمذی	الحافظ الترمذی
مسلم	امام مسلم بن الحجاج قشیری صاحب جامع	ابو الیث	حافظ ابواللیث نصر بن محمد اسمرقندی الحنفی
ابن ماجہ	حافظ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی صاحب جامع	حاکم	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بالحاکم النیابوری
ابن حبان	ابو حاتم محمد بن حبان التیمی صاحب جامع		صاحب المستدرک
ترمذی	حافظ ابو عیسیٰ بن سعید الترمذی صاحب جامع	ابو سعد	ابو سعد عبد الملک ابن ابی عثمان محمد بن
	الصمیم		ابو اسیم المعروف صاحب نفوس النبۃ
عبد اللہ بن احمد	حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل صاحب دلائل	ابو بکر الشیرازی	احمد بن عبد الرحمن ابو بکر الشیرازی صاحب
	فی المسند		کتاب الاقواب
ابن ابی شیبہ	حافظ احمد بن ابی شیبہ زہیر بن حرب	ابن مردیہ	ابو بکر احمد بن ابی بن مردیہ الاصبہانی صاحب
بخاری	حافظ احمد بن عمر بن عبد اللہ الخاقانی صاحب جامع	ابو نعیم	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب
نسائی	حافظ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی		حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب
	صاحب السنن	ابن سلیمان	حافظ اسماعیل بن علی بن حسین بن زنجبیل

مختصر نام شهید	پورا نام	مختصر نام شهید	پورا نام
ابن السمان الرازی	ابن اثیر	ابو اسعادات المبارک بن ابی الکریم محمد بن محمد عبدالکریم الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب جلیع الاصول	ابو اسعادات المبارک بن ابی الکریم محمد بن محمد عبدالکریم الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب جلیع الاصول
التنوخی	حافظ ابی القاسم علی بن الحسن بن علی التنبیجی	الصالحانی	حافظ سعد الدین ابو حامد محمود بن محمد بن حسین بن یحیی الصالحانی
خلیب	حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی صاحب التاریخ	الرازی	امام فخر الدین الرازی صاحب تفسیر کبیر
ابن عبدالبر	حافظ ابو عمر یوسف بن عبد الوہاب المعروف بابن عبد البر النمزی القطری صاحب الاستیعاب	ابن اثیر	ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب اسد الغایہ
ابن المغازلی	حافظ ابو الحسن علی بن محمد بن طیب الجلابی البغدادی بابن المغازلی الشافعی صاحب المناقب	البیہقی	ابو الریبع سلیمان بن سالم البیہقی
الدلمی	حافظ بشیر بن شمر دار الدلمی صاحب فردوس الاخبار	ابن التجار	حافظ محمد بن محمود بن الحسن مجاہد الدین ابو عبد اللہ بن التجار صاحب تاریخ
بنوی	امام محی السنۃ حسین بن مسعود الفرار بنوی صاحب مفرج السنۃ و صاحب السند	ابن طلحہ	الشیخ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ القرطبی الشافعی صاحب طبیب السؤل
العبدی	حافظ دین بن علوی العبدی صاحب الجمع بین الصحاح الستہ	سبط ابن الجوزی	حافظ شمس الدین ابو یوسف یوسف بن قزعلی بن عبد اللہ البغدادی سبط ابن الجوزی صاحب تذکرہ خواص اللامہ
العاصمی	حافظ محمد احمد بن محمد بن علی العاصمی صاحب زین الفتنہ	ابو یوسف کتبی	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی صاحب کفایت الطالب
السلامی	حافظ عمر بن محمد بن خضر الارودی البلی المعروف بالسلامی صاحب سیرۃ	النووی	امام تبحر بن شرف النووی شارح سلم و صاحب تہذیب الاسماء و اللغات
ابن عساکر	حافظ ابو القاسم علی بن الحسن بن ہشام المعروف بابن عساکر صاحب تاریخ	محیط الطبری	حافظ ابو عباس محمد بن احمد بن عبد اللہ بن محمد الکی الشافعی الطبری صاحب الریاض النضرہ
السلفی	حافظ ابو طاهر احمد بن محمد بن احمد بن ابرہیم السلفی الاصبہانی	الحموینی	الشیخ صدر الدین ابو الحجاج ابرہیم بن
الخوانساری	حافظ ابو السوید الخوافی بن احمد بن محمد الکی		
خاندنم	الشمیر خطیب خاندنم		

مختصر نام مشهور	پورا نام	مختصر نام مشهور	پورا نام
	الموید محمد بن عبد الله بن علی بن محمد الحموی حنابل	الدولت آبادی	ملک العلماء قاضی شهاب الدین بن شمس الدین
	قراکد السطین		از اولی ثم الدولت آبادی صاحب بیت السعد
ابن سید الناس	محدث ابو لغتم محمد بن محمد المعروف بابن سید الناس صاحب عیون الاثر	ابن حجر عسقلانی	الحافظ احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر
ابن قیم	حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم الجوزی الحنبلی صاحب زاد المعاد	ابن الصبیغ	الحافظ نور الدین علی بن محمد المعروف بابن الصبیغ المالکی المالکی صاحب فضول مہمہ
عبد الله بن قیس	امام عبد الله بن اسعد بن علی بن یحییٰ الیافعی صاحب ہدایۃ الجنان	السیوطی	الحافظ جلال الدین ابو بکر عبد الرحمن السیوطی
ابن کثیر	حافظ اسمعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر صاحب تاریخ	ابن حجر مکی	الحافظ احمد بن محمد بن علی بن حجر البیتیمی المالکی
علاء الدین سیدنا شیخ احمد بن محمد بن احمد الملقب بعلاء الدولہ	اسمائی صاحب العروة الوثقی		صاحب تاریخ حمینس
انصاف بن الدین	الحافظ ولی الدین ابو عبد الله محمد بن عبد الله الخطیب صاحب مشکوٰۃ المصابیح	المتقی	الحافظ علی ابن حاتم الدین المتقی صاحب کنز العمال
المرزی	الحافظ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن المرزی اشافعی صاحب کتاب تحفہ الاشراف	جمال الدین محمد	الحافظ علی بن محمد بن فضل الدین المعروف بجمال الدین
الزندی	الحافظ محمد یوسف الزندی صاحب نظم و رد السطین	السنادی	المحدث الشیرازی صاحب ہفت الاحباب
سید علی الہدائی	العارف الربانی السید علی الہدائی صاحب فتاویٰ الہدائی	السنادی	شیخ محمد بن عبد الرؤف بن تاج العارفین
ابن شمس	حافظ محمد بن محمد بن محمود صاحب الدین ابو الولید الحلبي المعروف بابن شمس صاحب وضع النہاظر فی علم الاکل والادواخ	عیدروس	السنادی صاحب کتاب البیسی فی شرح جامع
عبد الرحیم السراقی	الحافظ ابو نذیر احمد بن عبد الرحیم السراقی صاحب الفیہ الحدیث و شرح تقریب	محبوب عالم	شیخ عبد الله بن عبد ربه صاحب کتاب عقد نبوی و سر مطفوی
		السجستانی	شیخ احمد بن الفضل بن محمد باکثر المالکی صاحب کتاب رسیۃ المال
			الموید محمد بن علی بن جعفر طالقانی صاحب سیرۃ محمد مستغان البخستانی صاحب تہلک الامبار

ابو عزہ سے روایت ہے کہ معاویہؓ نے ان کو کہا کہ آپ ابو تراب پر سب کیون نہیں کرتے۔ سعد نے کہا کیا میں نے تم کو
ان تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں ہرگز انہیں سب نہیں
کر سکتا۔ کیونکہ ان میں سے الگ ایک بات یہی ہے کہ جو حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ پوشم والے اونٹ سے
بہتر نہی مینے جب باہر رو کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ تھا کہ ایک آیت ہے ان کو بعض غزوات میں
اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ حضرت سے جناب علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے محمد قون اور لڑکوں میں چھوڑ
جاتے ہیں حضرت نے فرمایا کیا تو رضی نہیں کہ تو مجھ سے بہتر لڑکوں کے ہوتے سے لیکن نبی میرے بعد
نہیں ہے۔ و نیز میں نے خیبر کے روز حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کل ہم اپنا علم ایسے شخص کو دین گے
کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کے رسول سے پیار کرتے ہیں سعد کہنے
لگے پس مجھے گردن اٹھا کر دیکھا اور حضرت نے فرمایا علیؓ کہاں ہے اسکو میرے پاس لے آؤ جو یہ حاضر ہے
اکل آٹکوں میں آشوب تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکل آٹکوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور علم انکے
حوالہ کیا اور خدا نے انکو فتح دی۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے محمدؐ جب کوئی والدین سے آگاہ ہو
ہم اپنے بیٹے اور تمہاری بیٹی اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو حضرت
نے جناب علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ کو بلا بھیجا اور دعا کی کہ اے میرے پورے گھر یہ میرے اہل بیت ہیں۔

و عن محمد بن المنکدر قال سئل عن السید الخیر ابی ہاشم سعد انہ سمع اباہ سعدا وهو یقول قال اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ اہل توحی ان تکون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا اللہ لا نبوۃ بعدی قال سعید
فلما رجع حتی اتی سعدا فقلت فی حدیث بہ ابنک قال وما ہو یا بن اخي فقلت هل سمعت من النبی صلی
اللہ علیہ وسلم یقول لعل کلنا او کذا قال نعم و اشار الی اذنیہ و قال سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم قال فمنا راخریہ النسانی فی الخصال (محمد بن المنکدر سعید بن اسحاق نقل ہے کہ محمد بن اسحاق
بن سعد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؓ کو
فرماتے تھے کہ کیا تو راضی نہیں کہ میری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسکہ ہارون کی ہو گئی ہے لیکن نبوت
میرے بعد نہیں ہے سعید بن المسیب کہنے لگے مجھ پر اس پریم کے کہنے پر اطمینان نہ ہوا اور خود جا کر
سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تیرے بیٹے نے ایک بات بیان کی ہے سعد نے کہا وہ کیا بات ہے میں نے
کہا کیا تم نے سنا ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؓ کے حق میں اس طرح سے ارشاد
کیا ہے سعد اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے میں نے ان سے یہ حدیث حضرت کو فرمائی ہے جو
سنا ہو حضرت یہ دونوں مجھ سے ہوا میں

(۴) عن ابی سعید قال غزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوة تبوک وخلف فی اہلہ علیا فقال بعض ما منعہ ان یخرج بہ الا انکرہ صحبہ فبلغ ذلك علیا فذکر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا بن ابی طالب ما ترضی ان تنزل منی بمنزلة ہارون من موسی راخرجه محمد بن سعد کاتب الواقفی فی کتابہ الطبقات الکبیرہ و ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء ابو سعید خدری عن ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کو مدینہ میں چھوڑ کر غزوہ تبوک کو تشریف لے گئے بعض لوگ کہنے لگے حضرت انکی صحبت پر کارہ تھی اسلئے ان کو چھوڑ چلے میں جناب امیر نے سکر اس بات کو حضرت سوبان کیا حضرت نے فرمایا اے ابن ابی طالب کیا تو رضی نہیں کہ قیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسکہ ہارون کا موسی سے۔

(۵) عن البراء بن عازب و زید بن ارجحہ رضی اللہ عنہما قالما کان عند غزوة جیش الصغیرہ وہی تبوک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انہ لا بد من ان اقیما و تقیمہ فخلفہ فلما فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غازیہ قال ناس ما خلفہ الا بشیء کھم منہ فبلغ ذلك علیا فاتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی الیہ فقال لہ ماجدک یا علی قال یا رسول اللہ الا انی سمعت ناسا یزعمون انک انما خلقتنی بشیء الا کرہتمنی فتصلحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال یا علی اما ترضی ان تكون منی بمنزلة ہارون من موسی خیر انک لست بنبی قال بل یا رسول اللہ قال فانه کذلک راخرجه محمد بن سعد کاتب الواقفی فی کتابہ الطبقات الکبیرہ) بار بن عازب اور زید بن ارجحہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ جیش الصغیرہ کو جسے تبوک بھی کہتے ہیں تشریف لے چلے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ یا ہم بیان تمہارے یا تم تمہارے جس حضرت انکو پیچھے چھوڑ گئے حبیب حضرت وہاں سے تشریف لے گئے بعض لوگ کہنے لگے حضرت کو کوئی بات انکی بری معلوم ہوئی ہے جس کی وجہ سے انکو پیچھے چھوڑ گئے میں حبیب جناب امیر نے یہ بات سنی حضرت کے پیچھے ہوئے یہاں تک حضور کو بلے حضرت نے فرمایا یا علی تم کہیں آئے ہو عرض کیا یا رسول اللہ میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ کو میری کوئی بات بری معلوم ہوئی ہے جسکی وجہ سے آپ مجھے چھوڑ کر تشریف لیچکے ہیں۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس کر فرمانے لگے کیا تو رضی نہیں کہ قیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسکہ ہارون کا موسی سے مگر یہ کہ تو نبی نہیں ہے حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہیں یہ ایسی ہی بات ہے۔

(۶) عن علی بن ابی طالب قال خلقتک لان تكون خلیفۃ قلت لخلعت عنک یا رسول اللہ قال لا توفی ان تكون منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدک راخرجه الطبرانی فی الاوسط

المتقی کثر العمل) جناب امیر علیہ السلام کو مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم نے تجھ کو ایسی
 انچھ پیچھے چھوڑا ہے تاکہ تو ہمارا خلیفہ ہو مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے پیچھے رہوں گا۔ حضرت
 نے فرمایا کیا تو رضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ ایسا ہو جیسکہ ہارون کا سو سے لے کر بنی میرے بعد نہیں ہے
 (۷) عن جابر قال غزا رسول الله صلى الله عليه وسلم اهل الخلفاء في اهل فقال يا رسول الله يقول
 الناس خذل ابن عمه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما ترضى ان تكون مني منزلة هارون من موسى
 الا انت لا تنى بعدك راخو جابر بن المغازلي في المناقب) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میرے اہل کے ساتھ میرے پیچھے ٹھہرو۔ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول
 اللہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نے اپنے ابن عم کو چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا کیا تو رضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ
 مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا سو سے لے کر بنی میرے بعد نہیں ہے *

(۸) عن علي بن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اراد ان يغزو غزاة له فدخلها جفرا وامره ان يتخلف على
 المدينة فقال لا تخلف بعدك ابد فدخلني رسول الله صلى الله عليه وسلم فغرم علي لما تخلفت قيل ان
 انكلم قال فبكيت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يبكيك يا علي قلت يا رسول الله خصال غير
 واحد تقول قرئت ما اسرع ما تخلف عن ابن عمه وخذله وبيكيتي خصلة اخرى كنت اريد ان اتعرض
 للجهاد في سبيل الله فكنت اريد ان اتعرض للاجر بيكيتي خصلة اخرى كنت اريد ان اتعرض بفضل
 الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما قولك تقول قرئت ما اسرع ما تخلف عن ابن عمه وخذله فان
 لك بي اسوة قد قالوا ساحر وكاهن وكذابي واما قولك اتعرض للاجر ما ترضى ان تكون مني منزلة
 هارون من موسى الا انت لا تنى بعدك واما قولك اتعرض بفضل الله هذا ابها من قتل جافا
 من اليمن فبعده واستمتم به انت وفاطمة حق ياتيكما الله من فضله فان المدينة لا تصلح الا بي اوبك
 راخو جابر الحاكم في المستدرک وقال هذا حديث صحيح الاسناد والبرار واما نوكر العاقولي في مواضع
 وابن مردويه وابراهيم بن عبد الله الوصابي العيني في الاكتفا في فضائل الاربعة الخلفاء) جناب امیر
 علیہ السلام نے روایت ہے کہ جب جناب امیر نے عرض کیا کہ میں آپ کے پیچھے رہوں گا تو حضرت
 کو بلا کر مدینہ منورہ میں پیچھے رہنے کا حکم دیا جعفر نے عرض کیا میں کہی حضور کے پیچھے نہیں رہوں گا۔ یہ
 حضرت نے مجھے بتایا اور پیشتر اس کے کہ میں ہارون حضرت نے مجھے قسم دیکر اپنے پیچھے نہ ہٹنے کی بات ارشاد کیا
 کیا نہیں میں رہنے لگا حضرت نے فرمایا تم کہیں نہ دو تو عرض کیا ایک بات نہیں جس کے لیے رقا ہوں۔

لے دو حضرت نے فرمایا تم کہیں نہ دو تو عرض کیا ایک بات نہیں جس کے لیے رقا ہوں۔

کل قریش کے لوگ کہیں گے حضرتؐ اپنوں غم کے کس قدر جلدی بیزار ہو کر اسکو چوڑ دیا۔ دوسرا سیٹے رونا ہوں کہ
سیر الارادہ فی سبیل اللہ جہاد کرنے کا تھا +

میں جا رہا تھا کہ مجھے اجر حاصل اور اس وجہ سے بھی قنا ہوں کہ میری خواہش تھی کہ خدا کی مہربانی سے مجھے
غنیمت میں سے حصہ ملے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا یہ جو تم کہتے ہو کہ قریش یہ کہیں گے کہ
حضرتؐ اپنے غم کے کس قدر جلدی بیزار ہو کر اسکو چوڑ گئے ہیں پس اس میں تیرے لیے ایک میری منت
مقتدا ہے کہ مجھ لوگ اس حرام کا ذی بہتو ہیں اور یہ جو تم کہتے ہو کہ میں احقر کے ملنے کی بات نہ کر رہا ہوں پس کیا تو رضی نہیں
کہ میری منزلت مجھ پر ایسی چھوڑا دین کی موسیٰ کو گنہگار میری بعد نہیں ہو اور وہ تم کہتے ہو کہ مجھے خدا کی مہربانی سے غنیمت ہو
حصہ ملے گا پس یہ سب جو کچھ کہو جو بہارک پاس میں سے آئی ہیں تم انکو پھر اہل علم اور علم اس کے فائدہ اٹھاؤ جانتا کہ خدا
کی مہربانی سے تمہیں غنیمت ہو حصہ ملے گا کیونکہ مدینہ میرے یا تیرے سوا شہید نہیں رہ سکتا +

(۹) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي
بعدي وعافني اهلہ راخو بن المغازلی فی المناقب) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر
نبی میرے بعد نہیں ہوگا اپنے انکو اپنے اہل میں اپنا خلیفہ بنا کر پیچھے چوڑا۔

(۱۰) عن ابن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى الا
انه لا نبي بعدك راخو بن المغازلی) انس ابن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جناب امیرؐ سے فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے +
(تفسیر) بعد ازاں ایک کہ صدر میں بھی گئی ہیں وہ سب موقع نبوک کے متعلق ہیں۔ لیکن انھیں سے
علوم ہوتا ہے کہ حضرتؐ نے احادیث کو موقع نبوک کے سوا اور چند مواقع میں بھی ارشاد کیا ہے جہاں
جناب امام جعفر الصادق علیہ السلام روایت فرماتے ہیں عن جعفر الصادق عن ابائہ علیہم السلام قال
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلي في حشره مواضع انت مني بمنزلة هارون من موسى راخو بن المغازلی
المصدق فی اللوۃ القریب بنے امام محمد بن مطلق جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبا سے کہ امام علیہم السلام نے
حدیث فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے اس موقع پر
یوں ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے +

از انجلا چند مقام درج ذیل ہیں +

بالحق (موقع ولادت حسنین علیہما السلام

۱۱) عن جابر بن عبد اللہ قال لما ولدت فاطمة الحسن قالت لعلی سمعہ فقال ما کنت لاسبقی باسمہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما کنت لاسبقی باسمہ ربی عز وجل فاحی اللہ
 عز وجل الحی ہما یل انہ قد ولد للحمد ولد فاطمہ وحسنہ وقل لہ ان علیا منک بمنزلة ہارون
 من موسیٰ نعمہ باسمہ بن ہارون فہبط جبریل فہناہ من اللہ عز وجل ثم قال ان اللہ تعالیٰ ذکرہ
 امر لہ ان یسمیہ باسم بن ہارون فقال فما کان اسم بن ہارون فقال شبر فقال صلی اللہ علیہ وسلم لسان
 عربی فقال فسمی الحسن راخرجہ الملائکۃ فی کتابہ وسیلۃ المتعبدین فی متابعتہ سید المرسلین طہر ابن
 عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب جن پیدا ہوئے جناب بکسیدہ نے حضرت علی سے کہا اے کانام
 رکھو جناب علی نے فرمایا میں اس کے نام رکھنے میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سبقت نہیں کر
 سکتا ہر جا کہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے فرمایا میں اسکی نام رکھنے میں اپنے پروردگار پر
 سبقت نہیں کر سکتا پس پروردگار نے جناب جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں
 لڑکا ہوا ہے انکو مار کر تختیت دو اور کہو یہ تحقیق علی تم سے بہتر لڑکا ہارون کے ہے موسیٰ سے بہتر اس کے
 بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر کہو۔ پس جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر رسم مبارک با د ادا
 کی اور کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ آپ اسکا نام ہارون کے بیٹے کا نام پر رکھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے پوچھا ہارون کے بیٹے کا کیا نام تھا جبریل نے کہا شبر حضرت نے فرمایا میری زبان عربی ہے جبریل
 نے کہا پس آپ اسکا نام حسن رکھیں۔

(ب) موقع النسا د ابواب مسجد

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ان موسیٰ قال ربہ ان یطہر مسجدہ لہارون
 وفدیتہ وانی سالت اللہ ان یطہر مسجدی لک ولذہریتک من بعدک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد
 بابک فاسترحم وقال سمعنا وطاعة فسد بابہ ثم االی عمر کذا لک ثم سعد المنبر فقال ما انا سدت
 ابوابکم ولا فقت باب علی ولكن اللہ سد ابوابکم وفتح باب علی راخرجہ ابو نعیم فی الخلیۃ ابن
 عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے ارشاد کیا کہ حضرت کو
 علیہ السلام نے پروردگار سے دعا کی تھی کہ انکی مسجد کو ہارون اور اسکی ذریت کے لیے پاک کرے اور میری
 خدا سے دعا کی ہے کہ میری مسجد کو میرے اور میری اولاد کے لیے میرے بعد پاک کرے پھر حضرت نے
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کھلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر دے اور لوٹ جا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بستر شرم
 لے کر دروازہ بند کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ کی طرف ہی ایسا ہی کہلا بھیجا۔ پھر سیر پر پھر فرمایا نہ میں نے تم

فوارہ بند کیمین اور نہ علی کا دروازہ کھولا ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے تمہاری دروازہ بند کیے اور جبار علی بن عباس
دروازہ کھولا ہے +

(۲) عن جابر بن عبد اللہ انہ قال جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن مضطجون فی المسجد فی
عصیہ یطرب قال اترقدون فی المسجد واجعلوا علی معنا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعال
اعلیٰ وہ یجل لك فی المسجد ما یجل لک الا ترضون تكون منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا الذبیق
بالذی نفسی بیدہ لک لئلا یتذ عن حوضی یوم القیامۃ تذ ودعہ رجلا کما یزاد البعیر الضال عن
الماء بصارک من ہویہ کانی انظر الی مقامک من حوضی راخرجه الخوارزمی فی المناقب جابر
ابن عبد اللہ کہتے ہیں ہم مسجد میں سو رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے انکے ہاتھ میں
کھجور کی چٹری تھی فرمانے لگے کیا تم مسجد میں اونگڑے ہو ہم انکے پیالے اور علی بھی ہمارے ساتھ
بہانے حضرت نے فرمایا اے علی ادھر آؤ تجھے مسجد میں وہ امر جائز ہے جو کچھ کبھی جائز ہے کیا تو رضی
ہنہیں کہ قبری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے ہارون کی سو سے سوا نبوت کے قسم ہے اس فرشتہ کی
جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تو میرے حوض سے لوگوں کو اس طرح سے ہانکے گا جس طرح
سے ہتھکڑیا اونٹ پانی سے ہٹکا دیا جاتا ہے تیرے ہاتھ میں جو بیچ کا عصا ہوگا میری آنکھوں میں پھر رہا
ہے تیرا مقام میرے حوض سے +

(ج) موضع عقد سواغات

(۱) عن زید بن ابی اوفی قال لما اخى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فقال علی لقد ذهبی
وانقطع ظہری حین رأیتک فعلت باصحابک ما فعلت غیری فان کان هذا من سخط علی فلک العتبی
والکرامۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی بعثنی بالحق ما اخذک الا لنفسی وانت منی بمنزلة
ہارون من موسیٰ خیرانہ لانی بعثک وانت اخى ووارثی قال وما اریث منک یا رسول اللہ قال ما ورثت
الا نبیاء من قبلی قال وما ورثت الا نبیاء من قبلک قال کتاب اللہ وسنتہ نبیہم وانت معی فی قصری فی
الجنة مع فاطمة ابنتی وانت اخى ورفیقى راخرجه احمد فی المسند والمتقی فی کتالعمال والخطیب
ابو الشیخ والصالحانی والنسبندی زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان بیابا چاہا یا علی کہنے لگے میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی جب
میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب میں رشتہ انوث قائم کر رہے ہیں اگر یہ مجھ پر کسی
آپ کی ہمارا خشکی کی وجہ سے تو اچھا مجھے آپ کی رضا ہے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نہ فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس نے مجھے حق ساتھ مبعوث کیا ہے۔ مہنے تجھے پیچھے نہیں چھوڑا
تھا مگر خاص اپنی ذات کے لیے اور تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہوسے سے۔ مگر نبی میرے بعد نہیں تو میرا
بہائی اور وارث ہے جناب علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حضور سے کیا وراثت حاصل کروں گا حضرت نے
ارشاد کیا مجھ سے پہلے انبیاء نے جو وراثت کہ پاپ ہے۔ جناب علیؑ نے عرض کیا آپ کے پہلے انبیاء نے کیا وراثت
پاپ ہے فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور لوحِ ہستین میرے ساتھ میرے قہر میں میری بیٹی فاطمہ
کی محبت میں ہوگا اور تو میرا بہائی اور رفیق ہے۔

(د) موقع فتح خیبر۔

عن جابر بن عبد الله قال قال علي بن ابي طالب ففتح خيبر قال له النبي صلى الله عليه وسلم لولا ان
تقول فيك طائفة من امتي ما قلت النصراني في حبيبي ابن مريم اقلت فيك مقال لا تمر على
من المسلمين الا اخذوا الاواب من تحت رجلك ففضل ظهورك ليتشفون بها ولكن حسبك
ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى خيرا مني لانني بعدك وانت تبرى ذمتي وتسرع عوق وتقاتل على
علي سنتي وانت غدا في الآخرة اقرب الخلق مني وانت علي الخوض خليفتي وان شيعتك علي
منابر من نور بيضة وجوه محمولى اشفع لهم ويكونون في الجنة حديرا لان حرك حرك
وسلك سلمى سريرتك سريري وان ولدك ولدي وانت تفضي ديني وانت تنهن همتك وان الحق
علي لسانك وفي قلبك ومعك وبين يديك ونصيب نيك الايمان من الطالحك ودمك كما نحا
لحمي ودمي لا يرد علي الخوض منفض لك وبقيتني محب لك تفزع علي ساحل اوقال الحسد لله الذي
من علي بالاسلام وعظمى القران وحبيبى الى خير البرية واعز الخلقه واكرم اهل السموات والارض
علي ربه وخاتم النبيين وسيد المرسلين وصفوه الله في جميع الاولين والآخرين واحسانا
من الله وتفضلا منه علي فقال النبي صلى الله عليه وسلم لولا انت يا علي ما عرف المومنون من
بعدي لقد جبل الله عز وجل نسل كل نبي من صلبه وجبل نسل من صلبك يا علي انت اعز الخلق
واكرمهم علي واعزهم عندى وحبك اكرم من يزد علي الخوض من امتي لا يخرج من المنازلى
في المناقب والحوائد عن علي والملا في وسيل المتعبدين ومحمد بن يوسف الكوفي في كتابه
الطالب و ابراهيم بن عبد الله الهنئ الوصابي الثاني في الاكتاف في فضائل الائمة الخلفاء
وابن اسير الاندلسي في كتاب ائمة اجداد في شرف النبى جابر بن عبد الله بن عبد الله
سمايت بن جابر بن علي بن ابي طالب في كتابه في فضائل الائمة الخلفاء

اٹھا دیکھا کہ اگر میری بہت تیرے حق میں وہی بات نہ کہنے لگے طائین جو ہے علیہ السلام کے حق میں اٹھ کر
 کہ ہے میں تو میں تیری نسبت میں بات بیان کرتا کہ نہ گذرتا تو مسلمانوں کے کسی مجھ پر مگر کہ تیرے پٹون
 کی مٹی اٹھا لیتے اور تیرے وضو کے پانی کو لیکر اس سے شفا چاہتے۔ لیکن تیرے حق میں اتنی بات ہی
 کافی ہے کہ تو مجھ سے جبرل ہارون کے ہے موسیٰ سے سوا اسکے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے۔ تو میری
 ذمہ داری کو پورا کرے گا اور میرے ننگا پن ڈھانپے گا۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لٹے گا۔ اور
 توکل قیامت میں سب خلقت سے میرے نزدیک ہوگا اور تو حرمین پر میرا خلیفہ ہوگا۔ اور تیرے خیمہ نقد
 کے منبروں پر خیمہ موندے مجھے گھیرے ہوئے ہونگے میں انکی شفاعت کروں گا وہ جنت میں میرے
 ہمسا یہ ہونگے۔ کیونکہ تیرے ساتھ لڑنا میری ساتھ لڑنا ہے اور تیرے ساتھ صلح کرنا میرے ساتھ صلح کرنا
 ہے۔ اور تیرا راز میرا راز ہے۔ اور تیری اطلاع میری اطلاع ہے۔ تو میرے فرض کو ادا کرے گا اور میرے
 وعدوں کو پورا کرے گا۔ حق تیری زبان اور تیرے دل میں اور تیرے ساتھ اور تیرے سامنے اور تیری
 آنکھوں کے آگے ہے۔ ایمان تیرے گوشت اور خون میں ایسا ملا ہوا ہے جیسے کہ میرے گوشت اور خون
 میں ملا ہوا ہے۔ حرمین پر تیرا دشمن وارد نہیں ہوگا۔ اور تیرا محاسب سے غائب نہیں ہوگا۔ جناب امیر
 میں گر گئے اور کہنے لگے شکریہ ہے۔ اس ذات کا جس نے مجھ پر اسلام سے احسان رکھا ہے اور مقرر
 مجھ کو سکایا ہے اور مجھ کو تمام خلائق کے بہتر اور تمام مخلوق سے زیادہ عزت والے اور سب ہائے شہنشاہان
 آسمان زمین سے خدا کے نزدیک زیادہ بزرگی والے خاتم النبیین اور سید برسلان برگزیدہ اولین
 اور آخرین کا دوست بنایا ہے خدا کا نہایت احسان اور فضل ہے مجھ پر پہلی کھشت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا اگر باعلیٰ تو نہ ہوتا تو مومنوں کی شناخت نہ ہو سکتی یہ تحقیق خدا تعالیٰ نے ہر ایک نبی کی
 نسل اس کی صلب سے بڑائی ہے اور میری نسل تیری صلب سے بڑائی ہے پس تو میرے پاس خد
 خلقت سے بزرگ تر اور عزیز تر ہے۔ میرا محبوب سب سے محبوب ہے جو حرمین پر میرے پاس آئے والے میں
 بزرگ تر ہے۔

(۵) موقع خطائے خاتم درگاہ

(۱) عن حباب بن الربیع قال بینا عبد اللہ بن عباس جالساً علی شہیر زعمہ یقول قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ اذا قبل رجل محمداً بما جعل بن عباس یقول قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ فقال ابن عباس سالتک یا رسول اللہ عن انتقام
 فکشف العمامۃ عن وجهی فقال ایہا الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا جند فی جہنم

السیدی ابو ذر الغفاری سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقولین والافعیما ورأیت یقولین والافعیما یقول
 علی قائم الدرة وقاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله انما انی صلیت مع رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم من الايام صلوۃ الظهر فسال سائل فی المسجد فلم یعطہ احد شیئا فرجع السائل
 ید الی السامع قال اللہم اشهد ان سالت فی مسجد نبیک فلم یعط فی احد شیئا فکان علی را کما فاکو
 الیہ فخصر الیمنی وکان یختم فیہا فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم من خصره وذلك یمین النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم وهو یصلی فلما فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوۃ رفع رأسہ الی السماء وقال
 اللہم ان اخي موسی سالت فقال رب اشرح لی صدرك ویر لی امری واحلل عقدی من لسانی یفقر
 قولی واجعل لی وزیرا من اهل ہارون اخي شد بہ ازری واشکرک فی امری فانزلت علی قرآنا
 ناطقا مستشدا به عضدک باخیک ونجیل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما اللہم فانما محمد
 بیئتک وصفیک اللہم فانشرح لی صدرك ویر لی امری واجعل لی وزیرا من اهل علیا اخي اخذ
 بہ ازری قال ابو ذر فاستقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا حتی نزل علیہ جبریل بن عندا شد
 فقال یا محمد اقرأ قال ما اقرأ قال اقرأ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون
 الصلوة ویؤتون الزکوة وهم را کون راخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ المسمی بکشف البیان فی
 تفسیر القرآن وکمال الدین محمد بن طلحة الشافعی فی مطالب السؤل وسبط ابن الجوزی فی تذکرة
 خواص الامة ومحمد بن الرندی فی نظم در السطین وابن الصباغ المالکی فی الفصول المهمہ
 والامام فخر الدین الرازی فی تفسیر الکبیر عباس بن الریسی سور رایت ہو کہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ
 عنہما چاہے فرمے کہ کناری پر بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ ایک شخص نے
 ایک آدمی کو مار پوٹا نکلا ابن عباس حدیث کے بیان کرنے سے رک گئے وہ شخص حدیث بیان کرنے لگا
 ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کہن ہے اس نے اپنا چہرہ
 کھول دیا اور کہنے لگا جینے مجھے پہچانا ہو اور جینے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں جنید بن جنادہ
 السیدی ابو ذر غفاری ہوں۔ میں نے آنحضرت سے ان اپنے دونوں کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ
 دونوں ہرے ہو جائیں اور ان دونوں کانوں سے دیکھا ہے ورنہ دونوں ٹہم ہو جائیں۔ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم جناب علی کی شان میں فرماتے تھے وہ نکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے
 فتحمذہ ہوا جلتی اس کی مدح اور چوڑا گیا وہ شخص جس نے اسکو چوڑا میں ایک دفعہ جناب سالت آیا
 جسے ابو علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھنا تھا ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا کسی

اسے کہہ دیا سائل آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے خدا گواہ رہو میں نے تیرے رسول کی مسمیٰ میں ہوا کیا تھا مجھے کس قدر کو نہیں دیا جناب امیر کو عزم میں رہے سائل کی طرف اپنے دامن ہاتھ کی چنگلی سے شام کیا اس میں ہلکوتھی تھی سائل نے بڑبڑاتا دلی یہ سارا ماجرا حضرت کے سوا اجہ میں ہوا حضرت نماز سے فارغ ہو کر دعا کرنے لگے الہی میرے بہائی دوسری نے تجھے استدعا کی تھی کہ اسے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا میری زبان کی گرہ کو دکھانا کہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بہائی بارون کو میرا وزیر بنا اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک بنا پس الہی تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بہائی کی وجہ سے میرے بازو کو قوی کر دینگے اور مہم دونوں کو غالب بنائیں گے کہ وہ لوگ تم تکملین ہو پھر سکین گے الہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں۔ الہی پس میرے ہی سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا اور میرے گھر والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ابھی حضرت نے اپنی دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبریل علیہ السلام خدا کے پاس سے تشریف لاکر کہنے لگے اے محمد پڑھ حضرت نے فرمایا کیا پڑھوں جبریل نے کہا پڑھ بھرا بسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور ہمارا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور انھیں لیکہ وہ رکوع میں ہیں۔

(۲) عن اسحاق بن عمار قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقول اللهم اني اسألك بما سالك اخو موسى ان تشرح لي صدري وان تيسر لي امري وان تخل حقتي من لساني يفتقها قولي واجعل لي زليلا من اهل عليا اخي شدا بيا زدي واشركني امري كي ينحك كثيرا وندك كثيرا انك كنت بنا بصيرا راخو جة الخطيب بن عساكر في تاريخه ما وا بن مردويه في المناقب ومحمد صدر عالم في المعارج العلى) اسحاق بن عمار نے فرمایا کہ اے اللہ میں نے تجھے دعا کی کہ میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھول تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے اہل میرے بہائی علی کو میرا وزیر بنا اور اس کے ساتھ میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک بنا تاکہ ہم حیرت نسیم اور تیرا ذکر کثرت سے کریں اور تو ہمیں دیکھتا ہے۔

(۳) عن موسى بن جعفر قال دخلت على فاطمة بنت علي فقال رفيقي ابو محمد كملك فقالت

ست و ثمانون سنت قال ما سمعت من اييك شيئا قالت جلتى اسماء بنت عميس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعل انت منى بمنزلة هارون من موسى الا ابداً ولا نبى بعديك راخوه الامام احمد بن حنبل في المناقب والنسائي في الخصائص الخطيب في تاريخه موسى بن يحيى بن اقل بن كمين فاطمة بنت علي في خدمت من كذا سيرة رفيق ابو حمدي ان من عرض كونه لگا آپ کا ستر و سال کیا ہے وہ فرماتے لگین ستماسی بر سر گل ہے وہ کہنے لگا آپ اپنے والد صاحب سے کوئی بات سنی ہے فرماتے لگین مجھ سے اسماء بنت عمیس روایت کرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی علیہ السلام سے ارشاد فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کا ہے سو سے لیکر نبی میرے بعد نہیں ہے +

(۴۷) عن أسماء بنت عمیس قالت حبط جبرئیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد ان ربک فیرسلک السلام ویقول لک علی منک بمنزلة هارون من موسیٰ راخبر بالامام علی بن موسیٰ الزنادی مسند اهل البيت) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نازل ہو کر فرمایا کہ یا محمد آپکا پروردگار آپ پر سلام کہتا ہے کہ ادرکتا ہے کہ علی تم سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے ۔

(و) مرفوع تھا خرقہ عقیل و جعفر جناب علی رضی اللہ عنہم
عن عقیل بن ابی طالبؓ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عقیل و اے انی لا احبک الخصالین
لقرابتک و لمحبة ابی طالب ایاک و اما انت یا جعفر فان خلقتک فی شبہ خلقی و اما انت یا علی فانک
منی بمزلۃ ہارون من موسیٰ خیرا نہ لانہی بہک راخو جہ ابن ہسا کرم تارخچہ و ابو بکر بن محمد الحاکم
فی جزء من حدیثہ و ابواہیم بن عبد اللہ الوصافی فی الاکتفا فی فضائل الادبۃ الخلفاء عقیل بن ابی
طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پسر در کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارٹھا و فرمایا کہ عقیل
میں دو باتوں کی وجہ سے تجھ سے محبت رکھتا ہوں یا یک تو تیری قرابت کے سبب ہے جو میرے ساتھ ہے
دوسرے ابو طالب کی محبت کے باعث جو جو خاص تیرے ساتھ تھی اور اسے جعفر تیرا خلق میرے خلق
کے مشابہ ہے اہل اسے علی پس تو مجھ سے مجزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بکر اسکے کہ نبی میرے بعد نہیں
(ن) ابو جعفر حضرت ابو بکر و ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم۔

عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب: قد عن ذكر علي فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
في علي ثلاث خصال لا تشككن واحدة منهن احب الي مما طلعت عليه الشمس كنت انا و ابو بكر و ابو جبير
ابن الجراح و فخر بن ابي طالب رسول الله صلى الله عليه وسلم و النوح صلى الله عليه وسلم متكى على علي حق خرب

یہ علیؑ کی تہذیب ہے۔ قال انت باطل اول المؤمنین ایمانا واولهم اسلاما ثم قال انت منی بمنزلة هارون من موسی وکتاب علی من ذم انہ چھٹی وینخصک راخرجہ الحسن بن بدیع فیما رواہ الخلفاء واما فی الکوفی والشیعہ فی الاقوال ابن النجار والمتقی فی کتالعمال (وابن السمان والمواقفة ومحب الطبری فی الرایض النضرة فی فضائل العشرة) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے علیؑ کے ذکر سے باز رہو۔ میں نے جناب رسالتؐ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علیؑ میں اس میں باتیں ہیں۔ گالگ ان میں سے ایک یہی ہے کہ حاصل ہوتی تو سپاہ چہیزون سے کہ جو پر آفتاب طلوع ہوتا ہے میں اسکو بہتر سمجھتا ہوں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور حضرت جناب امیر کے سینہ کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ حضرت نے علیؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا کہ اس علیؑ تو سب مومنوں سے ایمان لانے میں پہلا ہے اور سب مسلمانوں سے اسلام لانے میں مقدم ہے اور تو مجھے بہتر پہنچا رہا ہے کہ ہر مومن سے اس نے مجھ پر چوٹ بولا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے درآنحالیکہ تجھ سے بغض رکھتا ہو۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله في بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي راخرجہ الخليلی المتقی فی کتالعمال (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتؐ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علیؑ مجھ سے بہتر ہارون کے ہر موسیٰ سے۔ (ح) جناب ام المؤمنین ام سلمہ کے گھر کا موقع۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا ام سلمة هذا علي بن ابي طالب الحجة ودمه حي وهو مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي راخرجہ الحافظ ابو جعفر العقیلی والد یحییٰ بن فرج وبن الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ کو مخاطب کیا کہ فرمایا اسے ام سلمہ یہ علی بن ابی طالب ہے اسکا گوشت میرا گوشت ہے احساس کا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بہتر ہارون کے ہر موسیٰ سے بہتر ہے۔ (ط) انس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا موقع۔

عن انس بن مالك قال بينا انا عند رسول الله صلى الله عليه وآله فقال صلى الله عليه وآله الان يدجل سيدا المسلمين وامير المؤمنين وخليفا للمؤمنين واول الناس بالدين اذ طلع عليه فقال رسول الله صلى الله عليه وآله والي والي قال فجلس بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله فاجلس رسول الله صلى الله عليه وآله

سنابہ کہ صلوات کے ساتھ تھے کیا تم کو معلوم ہے کہ صحیحانی کجیروں کا نام کیوں صحیحانی رکھا گیا ہے۔ وہ غلط
 کرنے لگے بخدا ہمیں نہیں معلوم ہے۔ جناب پیر نے فرمایا ایک دفعہ میں جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 سعیت میں مدینہ کے باہر کے کھٹوں میں جا رہا تھا ہم ایک کجیروں کے جھنڈ کے پاس سو ہو کر گذرے
 ایک کجیروں کے درخت نے دوسرے سے کہا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰ علیہ السلام
 ہیں پیر ہم وہاں ہو آگے بڑھے ایک دوسری کجیروں کے درخت سے تیسرے سے کہا یہ موسیٰ ہیں اور یہ ہانکے
 بہائی ہارون ہیں پیر ہم وہاں سے ہی آگے بڑھے چوتھی ٹہنی پر پہنچیں سے کہا یہ نوح ہے اور یہ ابراہیم
 ہے پیر ہم وہاں سے ہی آگے بڑھے۔ چوتھی ٹہنی کے ساتویں سے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کو سوار
 ہیں اور یہ علی علیہ السلام وصیوں کے سوار ہیں جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شکر منہس
 بڑے پیر حضرت نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ ان کجیروں کو صحیحانی کہنے لگا رنے والی کجیروں کا جاتا
 ہے۔ کیونکہ میری اور تیری فضیلت پر پکارتی ہیں۔

(تفسیر) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دیا اللہ محبوب میں لکھتے ہیں۔ و
 یکے از انواع تر صحیحانی است کہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ بثبوت رسندیہ کہ در حضرت رسالت پنا
 صلی اللہ علیہ وسلم دست در دست علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہما در بعضی از باطنین مدینہ میگذاشتند
 از میان محمد آواز برآمد کہ ہذا محمد سید الانبیاء و ہذا علی سید الاولیاء۔

(۱) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انا نرضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى
 الا انه لا نبى بعدى ولو كان لكانت (الطبقات الكبرى) جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ کیا تو رضی نہیں ہے کہ ہو تو مجھ سے ہارون
 ہارون کے موسیٰ سے مگر یہ کہ نبی میرے بعد نہیں آوا کرتا تو البتہ تو ہی ہوتا۔

(۲) عن سعيد بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انا نرضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى
 راخرجه احمد) سعيد بن زيد سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے
 تھے کہ تو مجھ سے ہارون کے برابر ہے۔

(۳) عن مالك بن الحويرث قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انا نرضى ان تكون منى بمنزلة هارون
 من موسى الا انه لا نبى بعدى راخرجه عبد الله بن احمد في رواثه للسند والطبرانی في الكبير ہا
 ابن الحویرث سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ کیا تو رضی نہیں کہ
 ہارون تو مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں آوا کرتا۔

۴۴، عن حبشی بن جنادۃ السلولی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلہ ہارون من
موسی الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الطبرانی) حبشی بن جنادۃ السلولی عنی الدرعی سے روایت ہے کہ جناب
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسیٰ سے
۴۵، عن ابی سرحیۃ وزید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی بمنزلہ ہارون من
موسی الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ وزید بن معاویۃ البدری فی جمع بین الصحاح الستۃ فی الخمر
ثالث فی ثلاثۃ الاجزاء فی باب مناقب علی) ابو سرکیا و زید بن ارقم عنی الدرعی سے روایت ہے کہ یہ
حقین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے
لہذا نبی میرے بعد نہیں ہے *

۱۴) عن بکربن احمد القصری حدثنا فاطمة بنت علی بن موسی الرضا حدثتني فاطمة وزینب ام کلثوم بنات موسی بن جعفر قلن حدثتنا فاطمة بنت جعفر بن محمد الصادق حدثتني فاطمة بنت علی بن الحسین حدثتني فاطمة وسکينة ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمة بنت النبی صلی الله علیه عن فاطمة بنت النبی صلی الله علیه ورضی عنہا قالت الشیخة قول رسول الله صلی الله علیه یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه وقوله صلی الله علیه ل انت منی بمنزلة هارون من موسی رکلنا اخرجہ الحافظ الکبیر ابو موسی الملبانی فی کتابہ المسلسل بالاسماء وقال هذا الحديث مسلسل من وجه وهو ان کل واحدة من الفواطم تروی عن بنت لهما فخورا یتة خمس بنات اخ کلوا حلة منهن عن عمتها ر اخرجہ شمس الدین بن محمد الجزیری فی اسنی المطالب بکربن احمد القصری سور وایت ہر کہ ہم سے جناب فاطمہ بنت علی بن موسی الرضا بیان کرتی تھیں کہ مجھ سے فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم جناب موسی بن جعفر کی بیٹیاں تھیں۔ کہ ان سے فاطمہ بنت جعفر بن الصادق نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ بنت محمد بن علی نے بیان اور ان سے فاطمہ بنت علی بن الحسین نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ اور سکینہ جناب حسین علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے روایت کیا اور ان سے جناب کلثوم بنت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ جناب فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں غدیر خم کے روز جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھول گیا کہ جبکا میں ہولا ہوں اسکا علی ہولا ہے۔ و نیز حضرت کا ارشاد کہ یا علی کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے ہے۔

اس حدیث کو حافظ ابو موسیٰ المدینی نے کئی یا مسلسل بالاسمار میں رسالت کیا ہے اور کہتا ہے

کہ ایک دم سے پھر یہ سلسلہ ہے کیونکہ اس حدیث کو ہر ایک فاطمہ نام مسکونے اپنی بی بی صاحبہ سے روایت کیا ہے یہ روایت پانچ بابنجیوں کی ہے اپنی بی بیوں سے +

(۷) عن عامر بن واثلة سمعت علياً يوم الشورى يقول: لقد تكلم بالله هل فيكم واحد وحدث الله قائلوا اللهم لا قال تشد تكلم بالله هل فيكم واحد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انت متي بمنزلة هارون بن موسى الا انه لا نبي بعدي خيري قالوا اللهم لا راجع بالخوارزمي في المناقب ابو الطيب عامر بن واثلة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے شوری کے روز جب با میر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرماتے تھے میں تم کو قسم دیتا ہوں آپ آقا تم لوگوں میں میرے سوا کوئی ہے کہ جس نے خدا کی توحید کا مجھ سے پہلے اقرار کیا ہو سب سے کہنا بخدا کوئی نہیں جناب امیر نے کہا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کو حضرت نے کہا ہو کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے تو سے کہنے کہا بخدا کوئی نہیں +

(۸) عن قيس بن حازم قال جلد رجل الى معاوية سألته عن مسألة فقال سل عنها علي بن ابي طالب وهو اهل فقال اريد جوابك وعيذك لقد كرهت رجلا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفرح بالعلو فرأى ولقد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انت متي بمنزلة هارون بن موسى ولقد كان عمر بن الخطاب اذا اشكل عليه شيء اخذ منه راحية احمد في المناقب وابن المغازلي في المناقب فقيه ابو الليث نصر بن محمد السمرقندي في كتاب المجاز وعبد الطبري في الرأى والنظر في فضائل العشرة والسيد السهودي في حواهر العقدين وابن حجر المكي في الصواعق المحرقة قيس بن حازم نقل ہے کہ ایک آدمی نے معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہنے لگا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے پوچھ سائل نے کہنے لگا میں تجھ سے ہی جواب چاہتا ہوں معاویہ نے کہا تجھ پانچوس ہے کہ تو نے ایسے آدمی کو خیر سمجھا ہے کہ جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ علم کے ساتھ برا ہے پورا ہوتا اور ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور جب کہی عمر بن الخطاب نے معاویہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرنی تھی تو ان سے علم حاصل کیا کرتے تھے +

(۹) عن ابن جابر قال قلت لعلي بن الحسين عليه السلام يا سيدي ان ابي حدث عن ابي جعفر و هب بن الخيران ابا عبد المنبر قال خير هذا الامة بعد نبينا ابو بكر وعمر رضي الله عنهما فقال ابن نذهب بك يا حكيم حدثني سعيد بن المسيب ان النبي صلى الله عليه وسلم قال انت متي بمنزلة هارون بن موسى ان المؤمن يهضم نفسه لراخيه الخطيئة تاربع هذا في ترويض طريف بن عبد الله الميموني

ابن حبرہ نقل ہے کہ علیؑ جناب اہل بنی ہاشم سے عذر کیا یا سیدی مجاہد سے تیرے اپنے بیان کیا کہ ابی حمزہ وہب بن النخیر روایت کرتے تھے کہ آپؐ کے والدہ ماجدہ جنابہ علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت میں جسکا بچہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما میں جناب سجاد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے عقل! اے ہم تجھے کہاں بھیجیں ہم سے صید بن اسیدؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو مجھ سے بجز لہ باریون کے ہے موسیٰ سے۔ بے فکد و من کسر نفسی کیا کرتا ہے۔

(۱۰) عن الخضر بن یزید الحدادی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی بین المسلمین ثم قال یا علی انت انی بنزلہ ہارون من موسیٰ فیما نہ لا بنی بیک (اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی مناقب المناقب) محمد بن ابی یزید القلی سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا باہم رشتہ اخوت ملایا اور جناب علیؑ سے ارشاد کیا یا علی تو میرا بھائی ہے اور مجھ سے بجز لہ باریون کے ہے موسیٰ سے لکن نبی میرے بعد نہیں ہے *

حدیث یا علی انت منی وانا منک

(۱) عن ابی ہریرہ قال لما قصد صاحب لواء المشرکین یوم احد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ علی نفسه وحمل علی صاحب لواء فقتلہ فذلل جبریل فقال یا محمد ان هذه لھی المواساة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا منہ فقال جبریل انا منکما (اخرجہ احمد والطبرانی فی الکبیر) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب احد کے روز مشرکوں کے علمدار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حمل کیا جناب امیرؐ نے حضرت پر اپنی جان کو فدا کر کے اس علمدار پر حمل کیا اور اسکو مارتا لاکھیر میں علیؑ سلام لے ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہ اسکے لیے صلہ ہونا چاہیے آپؐ نے فرمایا علیؑ میرا ہے اور میں علیؑ کا ہوں جبریل علیؑ السلام نے فرمایا میں تم دونوں کا ہوں *

(تفسیر) قال الثمری رحمہ اللہ علیہ انما قال جبریل ان هذه لھی المواساة لان الناس فروا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد (نہ کو خواص کلامہ) میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ اسکے لیے صلہ چاہیے یا علیؑ تھا کہ احد کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ بہاگ گئے تھے *

(۲) عن حبشی بن جنادہ کان قد شہد حجة الوداع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

ذات الیوم علی منی وانا منہ ولا یفخے دینی سواہ رانحیہ النساء فی والترشح و ابن ماجہ والبیہقی وابن
عاصم وابن قتیبہ والنسائی والباوردی والطبرانی (جستی بن جنادہ سے کہ وہ حجۃ الوداع میں ہی حاضر تھے
روایت ہر کہ میں نے سہی و جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں
اور سوا اسکے کوئی میرے فرض کو اور نہیں کرے گا۔

(تفسیر) احمدیث کے شان و شوہ کی نسبت علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامارین لکھتے ہیں
وقیل لما قالہ يوم نزل علیہ واندھشیریک الاقربین یعنی علی منی وانا منہ کی حدیث کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسے فرما دیا تھا جس سے وہ کہ آیت کریمہ واندھشیریک الاقربین نازل ہوئی تھی۔
لیکن کتب حدیث کی سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اکثر مواقع میں احمدیث کو جناب امیر کی نسبت ارشاد
فرمایا ہے کہی علی منی سے اور کہی انت منی کے الفاظ مبارک سے۔

(۳) عن النبی بن مالک قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براۃ من ابی بکر ورضولہ عنہ ثمرہ
فقال لا ینبغی لاحد ان یرسل عنی الا رجل هو منی وانا منہ فدعا علیا فاعطاه اباہا راخرجه
الترمذی) السنن بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر
رضی اللہ عنہ کو بات دیکر کہ والوں کی طرف ارسال کیا ہے آپ نے بلایا اور فرمایا مجھ سے وہ اس حدیث کو لایا
کتا ہے جو میرا ہے ہر چہ باہل کو سورہ بات دیکر روانہ کیا۔

(۴) عن عبد خیر عن علی قال اھدی لنبی صلی اللہ علیہ وسلم قنوموز ففعل فیشتر الموزة وجعلها
فی خبی وقال لہ فائل یا رسول اللہ انک تحب علیا فقال فیما واما علمستان علیا منی وانا منہ
راخرجه الخوارزمی فی المناقب) عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کیلہ کا خوشہ تھخہ میں آیا حضرت کیلے چیل چسکے میرے سونہ میں ڈالنے لگے
ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ آپ علی کو دوست رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا شاید تو نہیں جانتا
کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں

(۵) عن علی قال صدق من مکتہا فانہ عزہ تنادی باعم یاعم فتناولھا علی فقال لھا طمہ دونک
ابنہ تمک فحملتھا فاحتصم فیہا علی وجسر و زید فقال علی انا اخذھا وھی انہی تمی قال جسر
ابنہ عنی وخالھا ففعل و قال زید ابنہ انی ففعل بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لھا طمہ و قال
لھا طمہ لھا طمہ و قال علی انت منی وانا منک و قال لجسر انی سمعت خلقی و قال لہ طمہ و قال
مولانا راخرجه النساء فی المناقب) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب ہم مکہ سے چلے

ناگاہ جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اسے چچا اے چچا پکارنے لگیں علیؑ نے انکو بیکرجنب قاطع کے حوالہ کیا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس بیٹھا حضرت سیدہ نے اسے اپنے پاس اونٹ پر بٹھا لیا۔ جناب علیؑ اور جعفر اور زید رضی اللہ عنہم من جب گڑا ہونے لگا جناب علیؑ کہنے لگے میں نے اسکو پکڑا ہے وہ میرے چچا کی بیٹی ہے جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے چچا کی بیٹی ہے اور اسکی خالہ میرے نکاح میں ہے زید کہنے لگے میرے بہائی کی بیٹی ہے حضرت نے اسکا فیصلہ کیا اور اسکو اسکی خالہ کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ خالہ بہنہ زلمان کے ہوتی ہے اور جناب علیؑ سے فرمایا تو میرا ہے اور میں تیرا بہن اور جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا تیری صفت اور تیرا خلق میری مانند ہے اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا تو بہا یا دوست ہو۔

(۶) عن محمد بن اسامہ بن زید عن ابيہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انت یا علی فحقق وابو ولدی انت منی وانا منك لا اخرجہا لہدی واحد والطہران والحاکم محمد بن اسامہ بن زید اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن یا علی تو پس میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اور تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۷) عن بريدة الاسلمی قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الہین مع خالد بن الولید وبعث علیا علی جیش اخر وقال ارجعیتما فعلی وان تفرقتما فکل واحد منكما علیما فلقینا بنی زبید من اهل الہین وظهر المسلمون علی المشرکین فقاتلنا المقاتلة وسببنا الذریۃ فاصطفی علی جریۃ یوسف منہن فکتب بذلک خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامن ان انال منہ فدفعت الی کتاب الیہ وقلت من علی فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت هذا مکان العائد یشتفی مع رجل والنوتی بطاعۃ فقلت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقن یا بريد فی علی فان علیا منی وانا منہ وهو ولیکم بعدی (اخرجه احمد والنسائی) بريدہ سلمی روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن ولید کے ساتھ مین کی طرف روانہ کیا اور ایک دوسرے لشکر پر جناب امیر علیؑ سلام کو اسیر بنا کر ارسال کیا۔ اور فرمایا کہ اگر دونوں لشکر باہم لجا بیٹیں تو علیؑ امیر سچے جاوین اور اگر جدا جدا ہو گئے تو ہر دو میں سے ہر ایک جدا جدا امیر ہوگا۔ پس ہمارے دونوں لشکر مین کے قبیلہ بنی زبید کے نزدیک ملے اور مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کے ساتھ لڑائی مین فتح حاصل کی جسے انکے بال بچوں کو اسیر کر لیا جناب امیر علیؑ سلام نے اپنے لیے ان میں سے ایک نوٹھی کو منتخب کیا خالد بن ولید نے اس حقیقت کو حضرت کی طرف لکھ دیا اور مجھے حکم دیا کہ میرے اس لشکر کے ساتھ حضرت کی خدمت میں پہنچ کر زبانی یہی اس بات کو عرض کروں جسے وہ خط حضرت کو

دیا اور زبانی ہی کہ سنا یا حضور کا چہرہ جسکی وجہ سے تنہا ہو گیا مینے کہا میں حضور کے غصہ و خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کے ساتھ روانہ فرمایا تھا اور اسکی اطاعت کو مجھ پر لازم کیا تھا جو کچھ کہ اس نے کہا مینے ہر کوئی چھوڑ دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا رب یہ تم علی کے پیچھے مت چلو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد تھا راوی ہے ۔

(۸) عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشا واستعمل علی بن ابی طالب فی فسطی فی السریۃ فکسا بجاریۃ فانکرا علیہ و تعافدا ریتہ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا اذ القینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فثکوا الیہ اخبرنا ما صنع و کان المسلمون اذا رآوا من سفر ید او ابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالہم فلما قدمت السریۃ فسلموا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ انزلنا علیک صنع کذا و کذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قام الثانی فقال مثل ذلک ثم قال الثالث فقال مثل مقالہ ثم قال الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والغضب یعرف فی وجہہ فقال ما تريدون من علی ما تريدون من علی زعلنا مفی وانا منہ و هو ولی کل مؤمن من بعدی راخرجه احد والنسائی والحاکم عمران بن حصین عن امیر عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر چنایا جناب علی کو امیر بنا کر روانہ کیا جب جناب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے ایک کنیز غنیمت میں انکے ہاتھ لگی حضرت امیر نے اس میں اپنا تصرف کر لیا تو گون گویا بات ناگوار ہوئی ان میں سے حضرت کے چار صحابیوں نے باہم عہد کیا کہ جب ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں گے تو حضرت سے اس بات کی شکایت کریں گے صحابہ کا یہ طریق تھا کہ جب سفر سے آتے تو حضرت کو سلام کے لیے پہلے حضرت کے حضور میں حاضر ہوتے پھر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف رجوع کرتے سب خور و خور و فوج کا دستہ ہی سلام کے لیے حاضر خدمت ہوا ان چاروں میں سے ایک نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ جناب علی سے ایسا رویہ کیا ہے حضرت نے اس سے مؤخرہ پیر لیا۔ پھر دیکھ کر نے اٹھ کر یہی بیان کیا آپ نے اس سے ہی اعراض فرمایا پھر تیسرے نے یہی بیان کیا پھر چوتھے نے یہی انہیں تینوں کی ہی کہی حضرت ان کی طرف لوٹ بیٹھے اور غضب کے آثار چہرہ اقدس سے نمایان ہو رہے تھے فرمایا تم علی سے کیا چاہتے ہو تم علی سے کیا چاہتے ہو پختہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے ۔

(۹) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوة ذات السلاسل وکنت اظن ان لیس احد احب

رسول الله صلى الله عليه وسلم منى فقلت يا رسول الله اى الناس احب اليك قال عائشة قلت انى است
اسالك عن النساء قال ابوها قلت اى الناس احب اليك بعدى بى بكر قال حفصة قلت لست اسالك
عن النساء قال فابوها قلت يا رسول الله فابى علي فالتفت الى اصحابه فقال انظروا الى هذا يفتي
عن النفس راخيه بن النجاشي عمر بن عامر عن روایت ہے کہ حبیب میں غزوہ ذات السلاسل سے واپس آیا
مجھے گمان تھا کہ حضرت کو مجھ سے زیادہ کوئی عزیز نہ ہوگا سینے عرض کیا یا رسول اللہ تمام لوگوں میں
سے حضور کو کون زیادہ پیارا ہے فرمایا عائشہ منیر عرض کیا میں عورتوں کی نسبت نہیں پوچھتا
ہوں فرمایا اسکا باپ سینے پہر پوچھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد کون عزیز ہے فرمایا حفصہ منیر گفتار
کیا کہ عورتوں کی نسبت میں نہیں پوچھتا فرمایا اسکا باپ سینے کہا یا رسول اللہ علی کمان رہے حضرت
نئے صی کبیطوف التفات فرما کر ارشاد کیا دیکھو یہ مجھے میری جان کی نسبت پوچھتا ہے۔

(۴) اخراج الدارقطنی ان حلیا یوم الثوری حنیہ علی اہلہا فقال لہما تشدکم باللہ هل فیکم
احدا قرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحرم من جملہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ نفسہ ابناہ ابناہ
خیرہ فقالوا اللہم لا وار قطنی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے ثوری کے دن
اہل ثوری محبت قائم کرنے کے لیے فرمایا میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کوئی تم میں ہے کہ رحم میں خباب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نزدیک رشتہ دار ہو۔ اور میرے سوا کس شخص کے نفس کو حضرت نے اپنا
نفس اور اسکے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنایا ہے۔ سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں +

(۵) عن ام المؤمنین عائشہ قالت یا رسول اللہ من خیر الناس بعدک قال ابو بکر قالت ثم من قال
ثم عمر قالت فاطمة الا تقول فی علی شینا قال علی نفسی (ابخرجه النظاری فی خصائص العلوی)
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت مروی کہ سینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد سب لوگوں میں کون بہتر ہے حضرت نے فرمایا ابو بکر
پھر عرض کیا کیا اسکے بعد کون ہے آپ نے فرمایا عمر جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور علی کے حق میں کچھ ارشاد فرماتا
فرماتے حضرت نے فرمایا وہ تو میری جان ہے +

(تفسیر) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اربعین فی اصول الدین میں کہتے رہت بہاخبار الصحیحۃ
ان المراد من قوله تعالى وانفسنا هو علی ومعلوم انه یقتنع ان یکون نفس علی هو نفس محمد صلی
اللہ علیہ وسلم بعینہ فلا بد ان یکون المراد هو المساواة بین النفسین وهذا یفید ان کل ما حصل
لحمد صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل والمناقب قد حصل مثله لعلی ما وراء صفة النبوة ثم لا شک
ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق فی سائر الفضائل فلما کان علیاً متساوياً فی تلك الصفة

وجہ ان یکتا افضل الخلق میں اخبار صحیحہ سے ثابت ہر کہ آیت مبارکہ میں انفسنا سے جناب علی مراد ہیں۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ نفس جناب علی بنین ہو سکتا۔ پس بالضرور بیان مساوات سے مراد ہے اور اس طے سوریہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باریکات میں تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اس میں شک نہیں کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام فضائل میں تمام خلقت سے افضل تھے۔ جبکہ ان صفات میں جناب علی حضرت کے مساوی تھے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑے گی کہ جناب علی بعد رسول آہی افضل البشرین *

جناب امیر کا نظیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

عن ابن بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من بنى الا وله نظير في امة فاعلى نظيرى راخو جہ الخلق الدلیلی، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بنی کی نظیر اسکی امت میں ہوتی رہی ہے پس علی میری نظیر ہے *

جناب امیر کا نظیر جناب مسیح ہونا

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده لو ان تقول فيك طوائف من امتي ما قالت النصارى في عيسى بن مريم لعلت فيك اليوم مقالا لا تم باحد من المسلمين الا اخذ اللزاب من ما ثر قد منك بطلبون فينا البركة راخو جہ الدلیلی نے فرمادوس اخبار جناب علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس فرات کی کہ جبکہ قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میری امت کے لوگ میرے حق میں ایسی بات نہ کہ گندیرو کہ جو نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے حق میں کہہ رہے ہیں تو البتہ آج میں میرے حق میں ایک بات کہتا کہ تو کسی سلمان کے پاس سے ہو کر نہ گنتا کہ وہ تیرے پاؤں کی مٹی لیکر اس میں اپنے لیے برکت طلب نکرتا *

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيك مثل عيسى انفضته اليه حتى فعتوا امه واحبته النصارى حتى نزلوه بالمازلة التي ليس له راخو جہ احمد والناسی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی تم عیسیٰ کے مثل ہو کہ یہودیوں نے ان سے بغض کیا یہاں تک کہ انکی والدہ ماجدہ پر پتھران دھروا۔ اور نصاریٰ نے ان

محبت کی یہ بات کہ انکار تہہ ایسا بڑا ایوان کے لیے نہیں تھا

جناب امیر فضائل مرید نبی علیہم السلام کی مانت ہونا

(۱) عن ابی الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان ينظر الى ادم في علمه
فان نوح في فضله والى ابراهيم في حمله والى يحيى بن زكريا في زهده والى موسى بن عمران في بطشه
فليتنظر الى علي بن ابي طالب (اخرجه احمد ابو النضر القزويني) واليه في فضائل الصحابة (ابن حجر
رضي اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو اور فہم
میں حضرت نوح کو اور علم میں جناب ابراہیم کو اور زہد میں حضرت یحییٰ بن زکریا کو اور حلاوت میں حضرت موسیٰ بن
عمران کو دیکھنا چاہتا ہو تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه ان رسول الله صلي الله عليه قال من اراد ان ينظر الى ادم
في علمه والى ابراهيم في حمله والى نوح في حكمه والى يوسف في جماله فليتنظر الى علي بن ابي طالب
(اخرجه الملا في سيرته) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو اور علم میں حضرت ابراہیم کو اور علم میں حضرت نوح کو اور
جمال میں حضرت یوسف کو دیکھنا چاہے وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

(۳) عن الحارث الاعور صاحب بایة علي قال بلغنا ان النبي صلي الله عليه كان في جمع
من اصحابه فقال اريد ادم في علمه ونوحا في فضله و ابراهيم في حكمته فلم يكن باس من
ان ظلم علي فقال ابو بكر رضي الله عنه يا رسول الله اقست رجلا بثلاثة من الرجال فخرج هذا
الرجل من هو يا رسول الله قال النبي صلي الله عليه يا ابا بكر قال الله ورسوله اعلم
قال يا ابو الحسن علي بن ابي طالب قال ابو بكر فخرج بذلك يا ابا الحسن (اخرجه ابو بكر بن مردويه)
حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علم دار ناقول ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز تھے کہ ارشاد فرمایا میں تم میں ایسا شخص دیکھا ہوں
کہ اپنے علم میں وہ جناب آدم اور فہم میں جناب نوح اور حکمت میں جناب ابراہیم ہے کچھ دیر نہیں گزرتی
تھی کہ جناب علی علیہ السلام نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور نے
ایسا آدم بیان فرمایا ہے کہ خصال میں تین عیسوں کے مساوی تقاس کیا جاسکتا ہے وہ کون ہے
حضرت نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اس کو نہیں جانتے حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا خدا اور خدا کا رسول فرمائیے

جانتے واسلمین فرمایا وہ ابو الحسن علی بن ابی طالب ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے شاہناشا ہے ابو الحسن ترافیل
کہاں ہے ؟

و تنبیہ) محدث کذیل میں فخر اسلام امام فخر الدین از می علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں هذا الحديث يدل على ان عليا
كل مساويا لحواله الانبياء في هذا الصفات ولا شك ان هؤلاء الانبياء كانوا افضل من سائر الصحابة
والمساوي للافضل فوجيان يكون على افضل منهم (اربعين في اصول الدين) جتنے یہ حدیث
دال ہے کہ جناب علی ان صفات میں انبیاء کے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے اور کسی قسم کا شک نہیں کیا
جاسکتا کہ یہ انبیاء تمام صحابہ سے افضل اور مساوی الا فضل افضل ہو کرتا ہے اس لیے جناب یہی ان سے افضل
تھیں۔ *

جناب امیر کا عنایت میں مثل حضرت کے حصہ مانا

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم على يوم غزوة تبوك امانا رضى ان يكون لك من الاموال
مثل مالي ولك من الغنم مثل مالي (اخرجه البخاري نقلت من رياض النضر) روايت هو النسخ ضاع
عنه كغزوة تبوك كروز جناب رسالت ما يصل الله عليه وسلم نے علی سے فرمایا کیا تم رضی نہیں کہ تمہیں
وہیابی اجر ملے جو مجھے ملا ہے اور غنیمت میں ہی تمہارا حصہ مثل میرے حصے کی ہو۔

[illegible]

وہ جبریل علیہ السلام تھے جنہوں نے مجھ سے کہا تاکہ میرا حصہ نبی علیہ السلام کو دیدینا زائدہ کہنے لگا بدرک
ہما لیس حصہ پانچواں لے کر۔

جناب امیر کا ہاتھ عدوین حضرت کے ہاتھ کی مثل ہونا

عن حبشی بن جادة قال كنت جالساً عند أبي بكر فقال من كانت له عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم أقوم فقال يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدني بثلاث حثيات من تمر قال فقال يا أبا الحسن ان هذا يزعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدني بثلاث حثيات من تمر فاحتها له قال فاحتها له قال ابو بكر عدوها فوجدنا في كل حثية ستين تمر لا تزيد واحدة على الآخر فقال ابو بكر صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الى الليلة المجمع ونحن خارجون من الغار نريد المدينة يا أبا بكر كفى وكفى علي في العدد سوار راخرجه ابن السمان نقلت من رياض النضرة حبشي بن جادة کہتا ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے جس شخص کے ساتھ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو اس کو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے ایک شخص نے کترے ہو کر بیان کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے حضرت نے تین لب بہر کر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا حضرت ابو بکر نے کہا اس کو جناب علی علیہ السلام کے پاس لے جاؤ اور عرض کرو یا ابا الحسن اس شخص کا زعم ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تیرے لب بہر کر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ اس کو کھجور دینے کے تین لب بہر کر دیدین جناب امیر نے وہ کھجوریں اس کو دیدیں حضرت ابو بکر نے کہا ہر ایک لب کے چارے شمار کرو۔ ہر ایک میں ساڑھے ساڑھے چارے تھے کسی میں ایک کھجور ہی زیادہ نہیں تھی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے امیر اور امیر کا رسول سچا ہے۔ ہم ہجرت کی رات غار سے نکل چکے تھے کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا یا ابوبکر میرا ہاتھ اور علی کا ہاتھ تعداد میں برابر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا شجرہ واحد ہونا

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا وعلی من شجرة واحدة والناس من اثنائها رشتی (اخو جہ الطبرانی والدیلی والحاکم و ابو بکر بن مردویہ والخوارزمی وابن المغازی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں

اور علی ایک شجرہ سے مین اور دوسرے لوگ متفرق شجرہ بن گئے مین +

(۲) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نہ سمع النبی صلی اللہ علیہ یقول یا علی الناس من اشجار شتی وانا وانت من شجرة واحدة نفقة وجات من عتاب وندع ونخیل صنوان وغیر صنوان یقفے بلم واحد (الخروجہ بن مرویہ وهو حیم علی رأی الحاکم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جابا بامیر سے فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ متفرق شجرہ بن گئے مین اور مین اور تو یا علی ایک شجرہ سے مین پر حضرت فرماتے کہ آیت کو پڑھا اور بانگ مگورون سے اور کہتے ہیں اور کہو مین ایک شجرہ مین کی اور بن علی شجرہ بن گئے مین ایک تھائی مین ایک کہو ر پلائی جاتی مین ایک اپنی سے +

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم من شجرة واحدة والناس من اشجار شتی (الخروجہ الحاکم) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مین اور علی ایک شجرہ سے مین اور دوسرے لوگ متفرق شجرہ بن گئے مین -

(۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم من شجرة واحدة والناس من اشجار شتی (الخروجہ الطبری فی فضائل الصحابة) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مرد و عاالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا تیرا خلق اور تیری خلقت میرے مشابہ ہے اور تو ایسے شجرہ سے ہے جس سے کہ مین اور

(۵) عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ان الله خلق الانبياء من اشجار شتی وخلقني وعليا من شجرة واحدة فانا اصلها وعلی فرعها وفاطمة لقاحها والحسن والحسين ثمها فمن معلق من اعصانها نخا ومن زاد عنهما هوی ولوان عبد اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بین الصفا والمروة الف عام ثم لم يدرك محبتنا اکیہ الله علی مغفیه فی النار ثم تلا قل لا اسألكم علیہ اجرا الا المودة فی القرب (الخروجہ الطبرانی) ابوالاسود باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ انبیاء کو متفرق شجرہ بن گئے مین اور علی کو ایک شجرہ سے بنایا ہے پس مین اسکی شجرہ ہوں اور علی اسکی شاخ ہے اور فاطمہ اسکا پیوند مین اور حسن اور حسین اسکے پھل مین پس جس شخص نے اسکی شاخ کو پکڑا وہ نجات پا گیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ نذر نکل گزرا اور اگر کوئی بندہ ہزار برس صفا و مروہ کے درمیان خدا کی عبادت کیے اور پھر ہماری محبت کو حاصل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ناک کے بل آگ مین گرائیگا۔ یہ حضرت نے اس آیت کو پڑھا کہ مین و محمد بن مین با نکت

۱۔ محل را بوسه گشتی و سپند ۲۔ منتخب ۳۔ زنج میل کردن از حق و شک نمود

۴۔ ہوئے از بالا فرو افتادن ۵۔

ہوں میں تم سے اس پر کچھ زوری مگر قراہیوں کی دوستی +

(۶) عن ابی الزبیر المکی قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من غزوات وعلی قیامہا وعلی انبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی وقال ادن منی فذنا علی منہ فقال خمسک فی خمسین کفک فی کفہ یا علی خلقتک انا وانا انت من شجرہ انا اصلہا وانا فرعہا والحسن والحسین اخضاغنا فمن تعلق بغصن منها ادخلہ اللہ الجنة یا علی لو ان امتی صاموا حتی یكونوا کالغنایا وصلوا حتی یكونوا کالاولیاء ثم ابغضوا لکبہم اللہ تبارک وتعالی علی وجہہم فی النار راخرجہ عبد اللہ ابن احمد بن حنبل وابونعیم وابن المغازی فی المناقب الطبری فی دوا بن عساکر) ابو الزبیر مکی کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کوہ عرفات پر رونق پڑا تو جناب امیر حضرت کے سامنے آ رہے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اشارہ سے اپنے پاس بلا یا حبیبہ حضور میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد کیا اپنا پنجہ میرے پنجہ میں ڈال یا علی میں اور تو ایک شجرہ سے پیدا ہوئے ہیں میں اصل ہوں اور تو اسکی فرع ہے حسن حسین اسکی شاخیں ہیں جس کس نے اسکی شاخ کو پکڑا خدا نے اسے جنت میں داخل کیا یا علی اگر میری ہمت کو لوگ اس قدر زور سے رکھیں کہ مثل کان کان ہر ہر ہو جائیں اور یہاں تک نماز پڑھیں کہ مثل تار کی باریک ہو جائیں پھر اگر تجھ سے بغض رکھیں تو خدا تعالیٰ انکو موتہ کے بل مخرج کی آگ میں گرائیگا +

(۷) عن عاصم بن حمزہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلقنی وعلیاً من شجرة انا اصلہا وعلی فرعہا والحسن والحسین ثمرہا والشیعۃ ورقہا فل یخرج من الطیب الا الطیب انا مدینۃ العلم وعلی بابہا من اراد العلم فلیات الباب راخرجہ الخطیب فی تاریخہ ومحمد یوسف الکلبی الثاقبی فی کفایۃ الطالب) عاصم بن حمزہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ یہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اور علی کو ایک شجرہ سے پیدا کیا ہے میں اسکی اصل علی اسکی فرع ہے حسن حسین اسکی ثمرہ ہیں پھر سے شیعہ اسکے پتے ہیں کما پاک سے پاک کے سوا کچھ پیدا ہو سکتا ہے؟ میں علم کا شہر ہوں علی اسکا دروازہ ہے جو شخص کہ علم کے شہر تک پہنچنا چاہتا ہے اسکو چاہیے کہ دروازہ کے پاس آئے +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا ایک نور سے ہونا

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد من قبل ان

يخلق ابونا ادم بالف عام فلما خلق ادم صرنا في صلبه ثم نقلنا من كرام الاصلاب الى معطرات الارحام حتى صرنا في صلب عبد المطلب ثم انقسمنا نصفين فصرت في صلب عبد الله وصار علي في صلب طالب اختارني بالنبوۃ واختار عليا بالشيعة والعلم والفصاحة وانتق لنا اسمين من اسمائه فانا محمّد وانا محمد والله الاعلى وهذا علي راخو جابر السبوع الاندلسي في كتابه الشفا والعالم والكلالة وسيد محمد جعفر مكي وابراهيم وصافي جناب امير علي السلام سے مروی ہے کہ شافع روز خیر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میں اور علی حضرت آدم سے دو ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کے صلب میں چلا گیا پھر وہ بزرگ پشتون سے پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبد المطلب کی صلب میں پہنچا پھر وہ نور دو ٹکڑے ہو گیا میرا نور عبد اللہ کی صلب میں اور علی کا نور ابوطالب کی صلب میں چلا گیا۔ پس خدا تعالیٰ نے مجھ کو نبوت کے ساتھ اور علی کو شجاعت اور علم اور فصاحت کے ساتھ انتخاب فرما کر اپنے اسماء مبارک سے ہمارے لیے دو نام مشتق کیے پس اللہ تعالیٰ محبوب ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور علی علی ہے۔

(۲) عن الحسين بن علي عن ابيه عليهما السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا انا و علي نور ابين يدي الله تعالى من قبل ان يخلق ادم باويعه عشر الف عام فلما خلق الله تعالى ادم سلك خلات النور في صلبه فلم ينزل الله تعالى ينقلب من صلب الى صلب حتى اقرع في صلب عبد المطلب فصار نصفين فصارت في صلب عبد الله وقسم في صلب ابی طالب فلی منی وانا منه محمد الحی وحمدی فمن احبه فبحی احبه ومن ابغضه فببغضه راخو جابر بن مردويه والخوارزمي وشهاب الدين احمد والمطريفي والعاظمي جناب امام حسين عليہ السلام اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جناب آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے جب خدا تعالیٰ نے آدم کو مخلوق کیا تو وہ نور اس کی صلبا طر میں چلا گیا پھر پورے عالم اس نور کو ہمیشہ ایک صلب کے دو ٹکڑے صلب میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ عبد المطلب کی صلب میں وہ نور جاگزین ہوا پھر خدا نے اس کے دو ٹکڑے کر دیے ایک حصہ عبد اللہ کی صلب کو اور ایک ابوطالب کی صلب کو تقسیم کیا۔ پس علی محبوب ہے اور میں علی سے ہوں ہسکا گوشت پیرا گوشت ہوا اس کا خون میرا خون ہے جس نے اس سے محبت کی پس اس نے میری محبت کی وجہ سے اس سے محبت کی اور جس نے اس کو بغض کیا پس میرے بغض کی وجہ سے اس سے بغض رکھا۔

(۳) عن سلمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت انا وعلی بن ابی طالب یومئذ یومئذ خلق الله تعالیٰ ان
یخلق ادم باربعة آلاف عام فلما خلق الله ادم قم ذلك النور جزین فجوز انا وجزی علی راخرجه احمد
فی المناقب وعبد الله بن احمد بن حنبل و الخوارزمی وابن عساکر والحموینی ومحب الطبری وابن
المنازلی عنه وعن ابی خدا الغفاری رضی الله عنه) وفی رواية الدیلمی خلقت انا وعلی من نور واحد
قبل ان یخلق ادم باربعة الف عام فلما خلق الله تعالیٰ ادم رکب فی ذلك النور فی صلبه فلم یزل فی شئ
واحد حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوة وفی علی الخلافة وفی رواية ابی القحطیر محمد
ابن علی بن ابراهیم النظری فی خصائص العلویة عن سلمان قال قال رسول الله صلى الله علیه وسلم
بقول خلقت انا وعلی من نور عن یمین العرش تسبیحاً الله ونقل منه من قبل ان یخلق الله عز وجل
ادم باربع عشرة الف سنة فلما خلق الله ادم نقلنا الی اصلاب الرجال وارضام النساء الطاهرات
ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب فتمتاً بنصفین فجعل النصف فی صلب عبد الله وجعل الاخر فی
صلب ابيطال فجعلت من ذلك النصف وخلق علی من النصف الاخر واشتق لنا من اسمائه اسماء الله
محسنة وانا محمد والله الاعلیٰ اخی علی والله فاطمة وابنتی فاطمة والله محسن وابناؤی الحسن والحسین
فکان اسمی فی الرسالة وکان اسمه فی الخلافة والنجاة فانا رسول الله وعلی سیف الله سلمان رضی الله
عنه سے روایت ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے
میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے خدا نے آدم کو پیدا کر کے اس نور کو دو جزوؤں میں تقسیم کیا پس ایک
جزو تو میں ہوں اور ایک خبر علی ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور ان کے فرزند رحمہ اللہ اور اخطب خوارزم
الساہن عساکر اور حموی اور محب طبری نے سلمان سے اور فقہاء بن المنازلی نے سلمان اور ابو ذر غفاری
سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور دیلمی نے فروس الاخبار میں حضرت سلمان سے اس طرح پر روایت
کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے میں اور علی
ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی صلب بن ملاو یا پس ہمیشہ
ایک ہی چیز میں ہم باہم اکٹھے رہتے چلے آئے ہیں یہاں تک کہ یہ ہم عبد المطلب کی صلب بن ایک دو سے
سے جدا ہو گئے پس مجھ میں نبوت اور علی میں خلافت ہے اور ابو القحطیر محمد بن علی بن ابرہیم النظری
خصائص العلویہ میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
ہوئے سنا ہے کہ آدم سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی عرش کے واسطے طرف ایک نور سے پیدا ہوئے
ہیں ہم خدا کی تسبیح اور تقدیس کیا کرتے تھے جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو ہم کو دو جزوؤں میں تقسیم کیا

سے عورتوں کی پاک رحمن کی طرف منتقل فرمایا یہاں تک کہ ہم منتقل ہو کر عبدالمطلب کی صلب تک پہنچنے پر
 پہلو دو حصوں پر منقسم کر دیا ایک حصہ عبدالمطلب کی صلب میں اور ایک حصہ ابوطالب کی صلب میں تقسیم کر دیا مگر
 ایک حصہ سر اور علی کو دوسرے حصہ سے بنایا اور سہارے لیے اپنے اسہارنے میں سے نام مشتق کیے
 پس اللہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور میرا بہائی علی ہے اور اللہ تعالیٰ فاطر
 ہے اور میری بیٹی فاطمہ ہے اللہ محسن ہے اور میرے دونوں بیٹے حسن و حسین ہیں میرا نام پیغمبری
 میں اور علی کا نام خلافت اور شجاعت میں درج کیا۔ میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں اور علی علیہ السلام
 اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے *

(۴) عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عز وجل انزل قطعتہ من نور
 فاسکنہا فی صلب ادم فساقتها حتی قسما جرتین جزا فی صلب عبد اللہ وجزا فی صلب ابیطالب
 فاخرجنی نبیا و اخرج علیا وصیا و اخرجہ فقیہا ابن المغازلی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے نور کا ایک ٹکڑا نازل فرمایا
 اور اس کو جناب آدم کی صلب میں شیرایا پیر کو آگے چلایا یہاں تک کہ اسکی دو جزوین بنائیں ایک جزو
 کو عبد اللہ کی صلب میں اور ایک جزو کو ابوطالب کی صلب میں رکھا پس مجھ کو نبی اور علی کو وصی بنا کر رکھا
 (۵) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ تعالیٰ
 قضیبا من نور قبل ان یخلق الدنیا باربعین الف عام فجعلہ امام العرش حق کان اول مبعوثی
 فشق منه نصفاً فخلق منه نبیکم فالنصف الاخر علی بن ابی طالب و اخرجہ الخطیب البغدادی
 فی تاریخہ و محمد بن یوسف الکلبی الشافعی فی کفاۃ الطالب الزہندی و شعایب الدین احمد و
 الحموی عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی خلقت انا و انت من
 نور اللہ تعالیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور دنیا نبی علیہ السلام ارشاد
 فرماتے تھے کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار برس پہلے خدا تعالیٰ نے ایک نور کی چٹری پیدا کر کے
 جس کے سامنے گاڑی یہاں تک کہ میری پیدائش کا آغاز ہوا۔ اس سے آدمی کو توڑ کر تمہاری نبی کو
 پیدا کیا اور دوسرا آدمی سے ٹکڑے سے علی بن ابی طالب کو بنایا *

حموی عن ابن عباس سے نقل ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب پیر سرور فرماتے
 ہوئے سنا ہے کہ میں اور تو خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں *

(۶) عن الشیخ عبد القادر الجیلانی رحمہ اللہ علیہ و فوقہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم انتقال لما خلق الله تعالى ابا البشر ونفخ فيه من روحه التفت ادم بمينة العرش فاذا
نوحسما شباح بجلا وكما قال ادم يا رب هل خلقت احدا من طين قبل قال لا يا ادم قال فمن
هو اول الخمسة الذين اراهم في هيتي وصورتي قال هو اولاد خمسة من ولدك ولا مما خلقتك هو اولاد
خمسة شققت لهم خمسة اسماء من اسمائ اولادهم ما خلقت الجنة ولا النار ولا العرش ولا الكرسي
ولا السماء ولا الارض ولا الملائكة ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وهذا محمد وانا العالی وهذا
علی وانا الفاطم وهذا فاطمة وانا الاجسان وهذا الحسن وهذا الحسين اليت بعرفي
انه لا ياتيني بمثقال حبة من خردل من بغض احدهم الا ادخلته ناري ولا ابالي يا ادم هو لا يصفو
بهما نجيهم وبهما هلكهم فاذا كان لك حاجة فيهم تولى توصل فقال النبي صلى الله عليه وسلم
عن سفينة النجاة من تعلق بها نجي ومن حاد عنها هلك فمن كان له الى الله حاجة فليال
بنا اهل البيت راخرجه ابو القاسم عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم الرافي وابراهيم بن
الحسين بن شيخ عبد القادر حيلاني رحمه الله عليه حديث کے سنا دیکھا کہ ابو ہریرہؓ تک پہنچاتے ہیں کہ انہوں
نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابو البشر
صلی السلام کو پیدا کیا اور اس کے جسم میں اپنے روح کو پونکھا جناب آدمؑ عرش کے دانے بازو کی طرف
لگا ہوا تھا کہ دیکھا کہ اس میں پانچ قرن پاک کے جسموں کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے۔ آدمؑ نے عرض کیا
اے میرے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ سے پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے رب العزت نے فرمایا نہیں آدمؑ
نے عرض کیا پس یہ کون اخص من کہ جن کو میں اپنی مہیت اور صورت میں دیکھ رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ
نے فرمایا یہ تیری اولاد میں سے پانچ شخص ہیں اور جس چیز سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے یہ اس سے نہیں ہیں
انکے لیے میں نے اپنے ناموں سے پانچ نام مشتق کیے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت دوزخ عرش
کرسی آسمان زمین فرشتے انسان جن وغیرہ ہر شے کو نہ پیدا کرتا پس میں محمود ہوں اور یہ محمد ہے اور
میں عالی ہوں یہ علی ہے۔ میں فاطم ہوں یہ فاطمہ ہے میں احسان ہوں یہ حسن ہے میں محسن ہوں
یہ حسین ہے۔ مجھ اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ کے برابر ہی اذکا بعض بیکریر
پاس آئیگا تو میں اسی شخص کو ضرور دوزخ میں دیکھوں گا اور مجھے اسکی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ اے
آدمؑ میرے برگزیدہ ہیں میں انکی وجہ سے بہتے لوگوں کو نجات بخشوں گا اور انکی وجہ سے بہت سے
لوگوں کو ہلاک کروں گا جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو انکی ذات کے ساتھ میری جناب میں
وسیلہ پکڑ کر۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم نجات کی کشتی ہیں جس سے اس

لشقی کے ساتھ اپنا قلوب اختیار کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ پس جس کی
 کو خدا کی جنابت سے اپنی حاجت روائی منظور ہو اس کو چاہیے کہ ہم اہل بیت کو درگاہ الہی میں وسیلہ لائے
 (۷) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد سجد
 الله عز وجل فی مبدیۃ العرش قبل خلق الدنیا ولقد سکن ادم الجنة وخن فی صلبه ولقد ركب
 نوح السفینة وخن فی صلبه ولقد قذت ابراهیم فی النار وخن فی صلبه فلم نزل یقلبنا الله عز
 وجل من اصلا ب طاهر حتی انتہی بنا الی صلب عبد المطلب فجعل ذلک النور بنصفین فجعلنہ
 فی صلب عبد الله وجعل علیا فی صلب طالب جعل فی الذبیق والربالة وجعل فی علی الفردوسیة
 والفصاحة واشتقلنا اسمائنا من اسمائہ فرب العرش محمد وانا محمد وهو الاعلی وهذا علی
 راخوہ ابو حاتم و ابو محمد احمد بن علی العاصمی فی زین الفقی فی شرح سورہ هل اتی انس بن
 مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں اور علی ایک نور سے
 پیدا ہوئے ہیں ہم خلقت کی پیدائش سے پہلے عرش کے داہنے بازو کی طرف خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے
 جب خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں سکونت کرنیکا حکم دیا تو ہم انکی صلب میں موجود
 تھے۔ پس جب حضرت نوح علیہ السلام گشتی میں سوار ہوئے تو ہم اسوقت ہی انکی پشت میں موجود تھے۔ جب
 حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو ہم انکی پشت میں موجود تھے۔ جب طرح سے ہم کو پروردگار
 ایک پشت سرورہ سری پاک پشت کی طرف منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم کو عبد المطلب کی صلب کی طرف منتقل
 کر کے اس نور کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ مجھے عبد اللہ کی صلب میں اور علی کو ابوطالب کی صلب میں
 منتقل کر دیا۔ مجھ کو نبوت اور رسالت سے اور علی کو شہداء اربعی اور فصاحت و ممتاز فرمایا۔ اور ہمارے اپنے
 اسماء حسنہ میں سے دو نام مشتق فرمائے پس عرش کا پروردگار محمود ہے اور میں محمد ہوں اور وہ اسے
 ہے اور یہ علی ہے *

جناب سرور کائنات سیدنا علی کا جسم اطہر ایک خالک سربا ہے

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل مولود یولد فھو فی سدرۃ
 من التریۃ التي خلق منها وانا علی ابن ابی طالب خلقنا من تریۃ واحدة راخوہ العاصمی ہاشر
 بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سروردنیا و دین علیہ الف الف التحیۃ و الثنا فرماتے تھے کہ جو بزرگوار
 کہ قولہ ہوتا ہے اسکی نافرین خاص اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے کہ وہ پیدا کیا جاتا ہے۔ لیکن میں

اور علی ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں *

جناب امیر کے نور سے فرشتوں کا پیدا ہونا

عن عثمان ابن عفان قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه ان الله تعالى خلق ملائكة من نور وجه علي بن ابي طالب واخرجه ابو المؤيد موفق بن احمد بن ابي سعيد اسحاق المعروف بابن خوارزم في المناقب جناب عثمان بن عفان رضي الله عنه حضرت عمر بن الخطاب رضي الله عنه سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے اپنے فرشتوں کو علی بن ابی طالب کو نور سے پیدا کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کو قربانی میں شریک کرنا

قال ابن الجوزي في سيرة حدثني عبد الله بن نجيم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان بعث عليا الى خيبر فلقية بمكة وقد احرم قد دخل على فاطمة فوجدوها قد حلت ونهيات فقال مالك يا بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نحل بجمع فحلنا قال نعم اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما فرغ من الخيرة من سفره قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انطلق فطف بالبيت وحل كما حل احمالك قال يا رسول الله اني قلت حين احرمت اللهم اني احل بما احل ببنيك وعبدك ورسولك قال فعل معك من هدي قال لا فامركه رسول الله صلى الله عليه وسلم في هديه وثبت على احرامه مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى فرغ من الحج ونحس رسول الله صلى الله عليه وسلم عنهما ابن اسحاق سيرة النبية من لکھتے ہیں کہ مجوس عبد بن نجیم نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کو بخیران کی طرف بھیجے پورا تھا جب وہ وہاں پہنچے تو احرام باندھے ہوئے مکہ میں حضرت سولات کی اور جناب سیدہ کو دیکھا کہ احرام سونگھنے کی تیاری کر رہی ہیں جناب امیر نے کہا اے رسول خدا کی مٹی آپ کیوں احرام کھینچ رہے ہیں جناب سیدہ نے فرمایا کہ مجھ کو حضرت نے عمرہ کا احرام کے کھینچنے کا حکم دیا ہے اس لیے میں احرام کھینچ رہی ہوں جناب امیر نے فرمایا کہ مجھ کو حضرت نے عمرہ کا احرام کے کھینچنے کا حکم دیا ہے اس لیے میں احرام کھینچ رہی ہوں پس تشریف لے گئے جب سفر کے حالات حضرت سے عرض کر چکے تو حضرت نے فرمایا جاؤ طواف کر کے اپنی دوستوں کی طرح سوئم باجی لگاؤ کہ لڑاؤ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا احرام باندھنے کی وقت دعا کی تھی کہ اس پر دعا کر جس فریہ سوئم باجی اور تیرا بندہ اور تیرا بندہ اپنا احرام کھینچا میں ہی ہوں فریہ سوئم باجی احرام کہ وہ لگا حضرت نے فرمایا کیا تیرے پاس قربانی کے پیڑ کوئی چیز ہے عرض کیا نہیں ہے حضرت نے جناب امیر کو اپنی قربانی میں شریک بنایا اور جناب امیر پرستہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے رہے یہاں تک کہ حضرت نے حج سے فارغ ہو کر جناب امیر کی طرف ہی قربانی کی *

(۱) عن جابر قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم وثلاثا وستين بدنة واعطا عليا المنحرفين ما غير منها واشركه فهدية ثم امر من كل بدنة ببضعة فجعلت في قدر فطبخت فاكلوا من لحمها وشربا من مرقها
 (اخرجه المسلم) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیا علیہ السلام نے اپنے خاص دست مبارک سر
 تریشہ اونٹ قربانی کیے انکے علاوہ جب قدر کہ قربانی کے لیے باقی اونٹ رو گئے انکی قربانی کے لیے
 جناب امیر کو بچھا دیا اور انکو قربانی میں شریک کیا پھر ایک اونٹ سے تھوڑے سے ٹکڑہ کاٹنے کا
 حکم دیا۔ پس وہ ایک ہندیا میں پکوا کر دو ٹون صاحبوں نے کھایا اور اسکا شور بایا۔

(۲) عن علی قال امرت رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اقوم علي بدنة وان اصدق بلحمها وحلوتها
 وازلا اعطى الجزاء منها شيدا فتال مخنطية من عندنا (اخرجه المسلم) جناب امیر علیہ السلام کہتے
 ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے اونٹ کی قربانی کے لیے حکم دیا اور فرمایا کہ اسکے تمام
 گوشت اور پوست خیرات کروے اور قصاب کو اس میں سے کوئی شے نہ بجائے جناب امیر علیہ السلام فرماؤ
 ہیں کہ ہم قصاب کو اپنی طرف سے دیتے ہیں *

جناب امیر کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنا

عن علي قال امرت رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اضحى عنه ابدان فكان يضحى عنه الى ان استشه (بکشتن
 الملاحين (اخرجه احمد والترمذي) جناب امیر علیہ السلام تو مروی ہے کہ مجھے جناب رسول اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس جناب امیر اپنی شہادت تک حضرت کی جانب
 سے دو بکے سینڈے قربانی کیا کرتے تھے *

(تفسیر) احمد بن محمد بن شهاب الزہری جنہوں نے سب سے اول بحکم عمرو بن عبد العزیز حدیث
 کو مدون کیا ہے کہتے ہیں، انما خص عنيا بذلك دون اقدربوا اهل القرب من ذكنا لعل الله عليه وسلم فعل
 نفسه (تذکرہ خواص الامم بسبب ابن الحوزی) یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اقارب
 اور اہل کے سوا جناب امیر کو اس قربانی کے لیے بوجہ انکی قرابت قریبہ کے مخصوص فرمایا ہے۔ گویا کہ جناب
 امیر کا قربانی کرنا خود حضرت کا قربانی کرنا تھا *

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا قبضہ انہیں کی مشیت پر ہونا *

عن ابي خدر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اسروني * بعت بثلث جالس على سريري بنو اعداء

جلية في المشرق والآخرى في المغرب بين يديه لوح ينظر فيه والدنيا كلها بين عيديه والمخلق بين
 يمينيه ويد تبليغ المشرق والمغرب فقلت يا جبريل من هذا قال هذا عزرائيل تقدم فسلم عليه فقلت
 وسلمت عليه فقال وعليك السلام يا احمد ما فعل ابن عمك علي فقلت اتعرف ابن عمي علي قال وكيد
 لا اعرفه وقد وكلني الله بقبض ارواح الخلائق ما خلا روحك وروح بن عمك علي بن ابي طالب
 كما بمفئته راخرجه الملا في سيرة) ابو ذر رضي الله عنه سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے تھے کہ شب معراج میں مجھے ایک فرشتہ نور کی کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا اور اسکے آگے ایک
 لوح تھی جس میں وہ دیکھ رہا تھا۔ تمام دنیا اسکے سامنے اور خلائق اسکے زانوں میں تھی اسکا ہاتھ
 مشرق سے مغرب تک پہنچتا تھا مجھے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے جواب دیا یہ عزرائیل ہے
 آپ بڑھ کر سلام کریں میں نے بڑھ کر سلام کیا اسنو جواب سلام دیکر کیا یا احمد بڑھ کر چاندی علی بن ابی طالب کی طرف ہنر کیا کہ
 علی بن ابی طالب کو پہچانتے ہو کہنے لگا میں کیوں نہیں پہچانتا خدا نے مجھے خلائق کے ارواح قبض کرنے
 پر مومل فرمایا ہے بجز آپ کے اور ابن عم کے ارواح کے کیونکہ وہ آپ دونوں کے ارادہ پر موقوف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب ابی ثریب کو اپنی ہر ایک دعا میں شریک کرنا

(۱) عن عبد الله بن الحارث رضي الله عنه قال قلت لعلي بن ابي طالب خبرني بافضل منزلة لك
 من رسول الله صلى الله عليه قال بينا انا نائم عنده وهو يصلي فلما فرغ من صلاته قال يا علي
 ما سألت الله عز وجل من الخير الا سألت لك مثله وما استعذت الله من الشر الا استعذت لك
 مثله راخرجه الحاملي في اعاليه) عبد اللہ بن الحارث سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے
 کہا کہ آپ مجھے اپنی بہترین منزلت سے خبردار کریں جو آپ کی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 تھی فرمایا میں ایک دفعہ سویا ہوا تھا حضرت میرے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے
 مجھ سے فرمایا یا علی مجھے کوئی ایسی نیکی خدا سے طلب نہیں کی کہ ویسی ہی میرے لیے طلب نہ کی ہو اور
 اور کسی شر سے اپنے لیے خدا سے پناہ نہیں مانگی کہ ویسی ہی میرے لیے نہ مانگی ہو۔

(۲) عن علي قال وجعت وجعا شديدا فأتيت النبي صلى الله عليه فاقامني في مكانه وقام
 يصلي والقى علي طرف ثوبه ثم قال قم يا علي فقد برئت لا بأس عليك وما دعوت الله لنفسي
 شيئا الا دعوت لك بمثله وما دعوت الا قد استجب الي الا انه قيل لا نبى بعدك راخرجه
 النسائي في الخصائص وابن عاصم وابن جرير وصحاح ابن شاہين في السنن جناب امیر علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ درو شدید لاحق ہوا۔ میں حضرت کے حضور میں گیا۔ مجھے حضرت ہٹا کر نماز کو کھڑے ہو گئے اور قانع ہو کر اپنے کپڑے کا کونا مجھ پر جھاڑ دیا اور فرمایا یا علی اٹھ کھڑا ہو۔ یہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے اب تجھے کوئی قسم کا خوف باقی نہیں ہے۔ میں نے اپنے کوئی دعا نہیں کی کہ وہی ہی تیرے لیے نہ کی ہو اور میں نے کوئی دعا نہیں مانگی کہ وہ قبول نہ ہوئی ہو۔ مگر یہ بات کسی گئی کہ تیرے بعد نبی نہیں ہوگا

(۳) عن سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث عن جده عن علی قال مررت فعادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یدخل علی وانا مضطجع فأتکب بالجنبی فلما رأی قد ضعفتم سجدت سجدة وثوبہ وقام الی المسجد فیلطم فلما قف صاوتہ جلدیہ الثوب عنی وقال قم یا علی قد برأت فقامت وقد برأت کانا لمر اشتک شیئاً قبل فقلت فقال ما سألت ربی شیئاً فی صلواتی الا اعطانی ومألت لنفسی شیئاً الا قد سألت ان یراجعہ الذناتی فی الخصائص وانی نعیم فی فضا تل الصحابۃ سلیمان بن عبد اللہ ابن الحارث اپنے جد اجد سے اور وہ جہاں میرے سلام سے ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کے لیے تشریف لائے میں لیٹا ہوا تھا آپ میرے پہلو کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے سب آپ میری ناتوانی کا ملاحظہ فرمایا اپنا کپڑا مجھے اڑا دیا اور نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے نماز سے فارغ ہو کر پھر تشریف لائے اور جب یہ کپڑا اٹھا کر فرمایا یا علی اٹھ کھڑا ہو یہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے میں اٹھ کھڑا ہوا بے شک تندرست ہو گیا گو یا کہ میں بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔ پھر اپنے ارشاد کیا کہ میں نے اپنے خدا سے نماز میں کوئی چیز طلب نہیں کی کہ وہ مجھ کو نہ دی گئی ہو۔ اور میں نے اپنی ذات کے لیے کوئی دعا نہیں کی کہ وہی ہی تیرے لیے نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت جناب امیر کے حال پر

عن ابراہیم بن عبیدہ بن رفاعہ بن رافع الانصاری عن ابیہ عن جده قال اقبلنا من بدر ففقدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففناحت الرقعات بعضها بعضاً فیکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوق فواحتی جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومع علی بن ابیطالب فقالوا یا رسول اللہ فقد ناکنا قال ان ابی احسن وجد مفضل فی بطنہ ففعلت علیہ راجحہ بن عبد البری الاستیعاب) ابراہیم بن عبیدہ بن رفاعہ بن رافع الانصاری اپنے باپ کے اور وہ اسکے دادا سے روایت کرتا ہے کہ جب ہم بدر سے آئے تو ہم سب جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے رفیقان راہ ایک دوسرے کو بھار کر پوچھنے لگے کہ آیا تم لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اسی آیت میں

حضرت جناب علی کے ساتھ تشریف لائے تھے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو پہننے تلاش کیا تھا۔ فرمایا ابو الحسن کے پریشمین پچپن ہو رہی تھی ہم اس لیے ان کے ساتھ پیچھے رہ گئے *۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ کے وقت جناب امیر کے کوئی حضور بات نہیں کر سکتا تھا

عن امرئہ قالت رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا غضب لم یجتوی احد ان یکنہ الا علی راخرجه الطبرانی فی الاوسط والحاکم صحیحہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضب میں ہوتے تو سوا جناب امیر کے کسی کی جرات نہیں تھی کہ حضرت سے بات کر سکتا *۔

جناب امیر کی تر کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک

(۱) عن علی قال کنت اذا سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدانی راخرجه الترمذی والنسائی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو حضرت مجھے عطا فرماتے اور جب میں چپ رہتا تو حضرت ابتداء فرماتے۔

(۲) عن علی قال کان لی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما دخل ما دخل باللیل وما دخل بالنهار فکنت اذا دخلت باللیل تخفی لی راخرجه النسائی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو دفعہ حاضر ہونے کے وقت مقرر تھے ایک دفعہ رات میں اور ایک دفعہ دن میں جب کبھی میں رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تو حضرت کما لشریعتی *۔

(۳) عن علی قال کانت لی منزلة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لاحد من من الخلائق فکنت اتیتہ کل یوم فاقول السلام علیک یا بنی اللہ فان تخفی انصرف الی اہلی ولا دخلت علیہ راخرجه النسائی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا مرتبہ تھا کہ تمام خلایق میں سے کسی کا نہ تھا۔ میں ہر صبح حاضر خدمت ہو کر یا بنی اللہ السلام علیکم کہا کرتا تھا اگر حضرت کما لشریعتی تو میں اس چلا آتا ورنہ حاضر خدمت ہو جاتا *۔

(۴) عن الشعبي قال ان ابا بکر نظر الی علی فقال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرأتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظمہم منزلة عنا فلینظر الی علی بن ابی طالب راخرجه

ابن السان شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السلام کو طرف نظر کر کے کہا کہ جس شخص کی خوشی ہوگا ایسے آدمی کو دیکھئے کہ جو ہم سب کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بشتہ قرابت اور ملکہ مرقبہ رکھنے والا ہو تو وہ علی کو دیکھئے +

(حدیث علی منی بمنزلہ الراس من جسد)

(۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي مني بمنزلة الرأس من جسد (راخو جہا الخطیب) برابر بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے ایسا ہے جیسکہ سر میرے جسم سے۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي مني مثل رأس من بدني (الخطیب) تاریخ ابو بکر بن مردوبہ فی فوائد والدیلی فی فردوس الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے مثل سر کی ہے بدن سے +

جناب امیر کا بمنزلہ حضرت کے خدا سے ہونا

عن الشعبي قال جاء ابو بكر وعلي يزوران قبولتي صلى الله عليه بعد وفاته بستان ايام قال علي تقدم يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر رضي الله عنه ما كنت اتقدم رجلا سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول علي مني كما تزلني من ربي رنقله عبد الطبري في رياض الصغرى في فضائل الحسن بن شعبي رحمه الله عليه ناقل ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت کی قبر اطہر کی زیارت کے لیے تشریف لائے جناب علی علیہ السلام نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ آگے بڑھیں حضرت ابو بکر نے کہا میں ہرگز ایسے شخص پر تقدیم نہیں کر سکتا جسکی شان میں میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ میری خدا سے +

جناب امیر کے سوا آنحضرت کے نام پر نام رکھنا اور اسکے ساتھ حضرت کی کنیت کو شامل کرنا جائز نہیں

(۱) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يولد لك ابن قد غلبت اسمه فكنيتي راخو جہا حدیث جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تجھے ایک بیٹا پیدا ہوگا

جیسکے لیے میرا نام اور میری کنیت جائز ہوگی *

(۲) عن محمد بن الحنفیة عن ابيه علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان والدك غلام فسمه باسمه
وكنه بكنی وهو لك رخصه دون غيلة اخوجه الذهبي في التلخيص محمد بن حنفيا بنی والد ماجد جناب امیر کے
ناقل ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تجھے لڑکا پیدا ہو تو میرے نام پر نام اور میری
کنیت پر کنیت رکھنا اور لوگوں کے سوا اسکی تہمین رخصت ہو *

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کے مونہ سے فرما لیا

عن سمرق بن جندب رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعجبه الفأل الحسن فسمه علياً
يوماً وهو يقول ها حصره فقال يا ابا الحسن لبيك قد اخذنا فالا من فيك قال فخرج رسول الله صلى
الله عليه وسلم الى خيبر فمات سيف الاسيف على راخوجه عجب الطبرى في رايض النضرة سمرق بن جندب
رضي الله عنه سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن کی نال بہلی مام ہوا کرتی تھی
وفو حضرت نے جناب امیر علیہ السلام سے سنا وہ کہ یہ لیا حضرت نے فرمایا ہاں ہننے یا ابا الحسن تیرے مونہ
سے فال لی ہے سمرق بن جندب کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشہیف لے گئے وہاں
جناب امیر کی تلوار کے سوا کسی کی تلوار نہ چلی *

جناب امیر کی جزم کی وجہ سے حاطب بن ابی بلتعہ کا خط دستیاب ہونا

نقل الامام ابو الحسن الواحد في كتابه المسمى باسباب النزول في سبب نزول قوله تعالى يا ايها الذين امنوا
لا تتخذوا عدوى وعدوكم ارباءا تلقون اليهم بالمودة قال ان مولا لعمر بن صيف بن هشام بن
عبد مناف قد مات من مكة الى المدينة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يجهز لقصد فتح مكة فلما
جاءت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها امسلي جئت قالت لا قال فلما جاء بك قالت اتم
الاهل والعشيرة وقد اجمعت حلقة شديدة فقد مات عليك يقطون فتكسوفى فحث رسول الله
صلى الله عليه وسلم بني عبد المطلب في بني عبد مناف فكسوها وحملوها واعطوها فانصرفت فنزل
جبريل فاخبره ان حاطب بن ابی بلتعہ قد كتب كتابا الى اهل مكة يقول فيه من حاطب بن ابی
بلتعہ الى اهل مكة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يريدكم فخذوا حذرکم وان دفع الكتاب الى
الخصيعة المذكورة واعطاها عشرة من انير على ان توصل الكتاب الى اهل مكة فلما اخبر جبريل

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذات اختار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فبعت معہ الزبیر والمقداد وقال لہم
 انطلقوا الی روضہ فان فیہا طعینۃ معہا کتاب من حطب الی المشرکین فخذوا منہا واخلوا سبیلہا
 فان لحد فعد الیکم فاخربوا عنقہا فخرجوا حتی ادرکوها فی ذلک المكان فقالوا ین الکتاب
 فحلفت باللہ ما معہا کتاب ففتشوا مناعہا فلم یجدوا کتابا فھموا بالرجوع وتركوها فقال علی
 واللہ ما کذبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیفہ وجزم علیہا وقال اخرجی الکتاب وابلو
 اللہ لا ضربن عنقک وصمد علی ذلک فلما رآہ الجدا اخرجت الکتاب من ذواتہا قد خبتہ فی
 عفاصہا فاحذ الکتاب منہا واخلو سبیلہا وعادوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحذ الکتاب
 فوجدہ علی اخبرہ ببجبریل فاستخرج علی بقوۃ ظہرہ وتصمیم اقدامہ وحزمہ ومنانتہ واحتیاطہ
 ذلک الکتاب مطالب السؤل امام ابواحسن واحدی کتاب سباب النزل من اس آیت کریمہ کہ
 راہ وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بیکڑ اور دوستی سے ان سے مت ملو
 اکی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن صفی بن ہشام بن عبد مناف کی ایک نوٹھی وہ مکہ سے
 مدینہ میں آئی۔ ان دنوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی فتح کی تیاری کر رہے تھے جب وہ نوٹھی
 جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پر نوہیں پہنچی حضرت نے اس سے پوچھا کیا تو مسلمان بن کر
 آئی ہے کہنے لگی نہیں حضرت نے فرمایا پھر کیوں آئی ہے۔ عرض کرنے لگی آپ میرے اہل اور میرا کنبہ
 ہیں مجھے ایک سخت ضرورت پیش آئی ہے جس کے لیے یہاں آئی ہوں آپ مجھے کچھ دین اور کچھ پہناؤ
 حضرت نے نبی عبدالمطلب اور نبی عبدمناف کو آمادہ کیا اونہوں نے اسکو کپڑا روپیہ دیا وہ بیکر مکہ کو واپس
 چلی اسکے جانے کے بعد حضرت جبریل نازل ہوئے اور فرمایا کہ حاطب بن ابی بلتہ نے مکہ والوں کی طرف ایک
 خط اس مضمون کا لکھا ہے کہ حضرت تمہاری طرف آنیکا قصد رکھتے ہیں تم اپنا بچاؤ کرو۔ اور وہ خط
 طعینہ کو دیا اور اسکو دس دینار اس خط کے پونچانے کی اجرت دیے ہیں جب جبریل نے حضرت سے یہ
 بیان کیا۔ آپ نے اس کام کے لیے جناب امیر کو منتخب فرمایا اور ان کے رکاب سعادت میں زبیر امیر مقداد
 کو روانہ کیا اور فرمایا کہ فلان روضہ میں طعینہ شیری ہوئی ہے اسکے پاس حاطب بن ابی بلتہ کا خط ہے
 جو مشرکین مکہ کی طرف اس نے لکھا ہے تم وہ خط اس سے لے لو اور اسے چوڑو۔ اگر نہ دے تو اسے مار
 ڈالو۔ تینوں صاحبوں نے اسکا پیچھا کیا۔ اور اسی مقام پر سکو جا لیا جہاں کا حضرت نے پتہ دیا تھا اس
 سے کہنے لگے حاطب کا خط کہاں ہے اس نے بجائے انکار کیا۔ تینوں صاحبوں نے اسکی تلاشی
 لی لیکن جیب وہ خط دستیاب نہ ہوا۔ تو انہوں نے اسے چوڑا کر دیا اور اسی کا قصد کیا جناب امیر نے

فرمایا مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے جھوٹ نہیں بیان فرمایا اور تم لو ان کا لکر سجدہ ہو کر بوسے خط لکال
 ہو ورنہ ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے۔ یہ آپ نے اپنے ایک قتل کا مصمم غم کر لیا اور اس نے جناب امیر کی ہٹ کو دیکھا
 تو خط چلنے کے سوا ہٹ میں سے نکال کر جناب امیر کے حوالہ کیا۔ وہ خط لیکر حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت
 نے اس خط کو پڑھا اور حضرت جبریل کے فرمانے کے مطابق پاپا۔ محمد بن طلحہ الشافعی اس روایت کیا کہ نفل کر کے
 لکھتے ہیں کہ جناب امیر سیدی کے غم مصمم اور متانت اور احتیاط سے ماطب کا خط ملا ورنہ کبھی نہ ملتا۔

جناب امیر کا اپنے گھر کی چوٹ جبریل کے پروں کے آواز کو سنا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وقد کتبت عنہ علی قال انکلمتک کرون رجلا کان یجمع و علی جبریل
 فوق بیتہ (بخاری و المسند) ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس چند آدمی جناب امیر
 کا ذکر کر رہے تھے ابن عباس کہنے لگے تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو جو جبریل کے آنے کی آواز اپنے
 گھر کی چوٹ پر سے سنا کرتا تھا۔

فرشتوں کا جناب امیر کو سلام کرنا

عن علی قال لما کان لیلة یوم بدر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یبقی لنا من الماء فاجم
 الناس فقام علی فاحتضن قرۃ اقی یثربا بیڈ القوم مظلمۃ فاحذر فیہا فاحی اللہ عز وجل الی
 جبریل و میکائیل و اسرافیل تاہبوا النصر محمد صلی اللہ علیہ وسلم و حزبه فہبطوا من السماء لہم
 دوشی یذہل من ینہم غلما حازوا بالید سلوا علیہ اکراما و تبجیلا (بخاری و المسند)
 جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ بدر کے روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی ہے جو ہمیں
 پانی بلائے لوگ پانی کی تلاش کر کے لوٹ آئے جناب امیر علیہ السلام اپنی مشکیزہ کو بغل میں لیکر ایک اندر سے
 کمرے تنوین پر تشریف لے گئے جب ہمیں خبر خدا تعالیٰ نے جبریل و میکائیل کو حکم دیا کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم امدان کے گروہ کی مدد کو دوڑو وہ دونوں آسمان سے اترے جس نے اترنے میں ان کے
 پروں کی آواز کو سنا خوف زدہ ہو گیا جب کوئین کے قریب ہو کر گندے جناب امیر کو پل ہونے اور
 اکرام و بندگی کا سلام عرض کیا۔

جناب امیر کے لیے فرشتہ کا لاسیف الاذوالفقار و لا فتی الاعلیٰ پکارنا

(۱) عن ابی جعفر محمد بن علی قال نادى ملك من السماء يوم بدر يقال له رضوان لاسيف الاذوالفقار ولافتى الاعلى راخرجه الحسن بن العرفه العبد (نقلت من رياض النخوة في فضائل العشرة لمحب الطبري) جناب امام ابو جعفر محمد باقر بن علي عليه السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ بدر کے روز ایک فرشتہ جس کا نام رضوان ہے آسمان سے پکار کر کہا نہین ذوالفقار کے سوا کوئی تموار اور نہین سید علی کے سوا کوئی بہادر۔

(۲) وقال ابن اسحاق في سيرة وفي هذا اليوم اى بدر حاجت يبع منهم على هاتفا يقول لاسيف الاذوالفقار ولافتى الاعلى (نقلت من كفاية الطالب ليوسف الكنجي) ابن اسحاق اپنی کتاب سیرت میں لکھتے ہیں کہ بدر کے روز ایک ہوا کے چلنے سے جناب امیر نے سنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے ذوالفقار کے سوا کوئی تموار نہین اور علی کے سوا کوئی بہادر نہین۔

(۳) وذكر احمد في الفضائل انهم سمعوا تكبيرا من السماء في ذلك اليوم اى خيرا وقال يقول لاسيف الاذوالفقار ولافتى الاعلى فاستاذن حسان بن ثابت رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يمشد شعرا فاذن له فقال ه جبريل نادى معلنا فالتقم ليلن فجل + والمسلمون قد اهدقوا - حول النبي المرحل + لاسيف الاذوالفقار + ولافتى الاعلى رتد كره خواص الامم) امام احمد فضائل میں ذکر کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے خیر کے روز آسمان سے ایک نکیر کی آواز سنی کہ ایک کہنو والا کہہ رہا ہے نہین ہے ذوالفقار کے سوا کوئی تموار۔ اور علی کے سوا کوئی بہادر۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں شعر کہنے کا اذن طلب کیا حضرت نے اذن دیا انہوں نے یہ شعر کہے جبریل نے آواز بلند کیا + غبار ابھی کہنا نہین تھا۔ مسلمان ہر شخص نے صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد تیر چلا رہے تھے۔ کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تموار نہین اور علی کے سوا کوئی بہادر نہین۔

(۴) عن ابن عباس رضي الله عنه قال لما قتل علي طلحة بن ابی طلحة حامل لواء المشركين صالح صاحب من السماء لاسيف الاذوالفقار ولافتى الاعلى رتد كره خواص الامم) ابن عباس نے فرمایا کہ بدر کے روز جناب امیر نے فرعون کے ملکہ طلحہ بن ابی طلحہ کو قتل کیا ایک چلانے والی نے چلا کر کہا ذوالفقار کے سوا کوئی تموار نہین اور علی کے سوا کوئی بہادر نہین۔

تشمیه قال بن الجوزی فی تذکر خواص الامم فان قبل قل من هذا القط لاسيف الاذوالفقار قلنا دمره او الواقعة كانت يوم نزلت في يوم بدر

اسم في المناقب ولا كلام في يوم احد قالوا في اسناد روايته بن عباس عيسى بن مهران تكلموا فيه وقالوا
كان شيعياً اما يوم خيبر فلم يطق فيها احد من العلماء وقيل ذلك كان يوم بدر الاول اجمع علامه
سبط ابن الجوزي تذكر خواص الامم من يكتنه بين - کہ اگر یہ کہا جائے کہ لاسیف الاذوالفقار کی شہادت کی بجز
لوگوں نے تصنیف کی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ہر کو احد کے دن کا واقعہ بیان کیا ہے مگر
ہمارے نزدیک یہ خیر کے دن کا واقعہ ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل نے المناقب میں ہی اس کا ذکر کیا ہے
اور احد کے دن میں ہم کلام نہیں کرتے کیونکہ محدثین کہتے ہیں کہ ابن عباس کی حدیث کے اسناد میں
ایک راوی عیسیٰ بن مهران ہے جسکی نسبت لوگوں نے کلام کیا ہے کہ وہ شیعہ تھا۔ لیکن خیر کے دن
کے واقعہ کی نسبت علماء دین کے سینو طعن نہیں کیا۔ اور یہی روایت ہے کہ یہ بدر کے روز کا واقعہ
ہے مگر پہلی بات یعنی خیر کے روز کا واقعہ ہونا زیادہ صحیح ہے *

(تفسیر) قال يوسف الكنجي الشافعي كان السيف المنبئ بن الحجاج السهمي كان مع ابنه العاص
بن منبه يوم بدر فقتله علي وجاهد بالسيف الى رسول الله صلى الله عليه وآله فاعطاه علياً فقتل
دونه يوم احد - وروى ان بلقيس هدت الى سليمان سبعة أسياف كان ذوالفقار منها - و
قد جاد في بعض الروايات من علي قال جاء جبريل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان صنما باليمن
معرفي حديد فابعت عليه علياً فاوقفه وخذ الحديداً قال علي دعاني رسول الله صلى الله عليه
ويعتني اليه فذهبت فدفقت الصنم واخذت الحديد فجئت به الى رسول الله صلى الله عليه وآله فأتته
من السهقين فمأخذهما ذوالفقار والاخر مخدماً مقلداً رسول الله صلى الله عليه وآله فاعطاني
مخدماً ثم اعطاني بعد ذلك ذوالفقار وانا قاتل دونه يوم احد علامه يوسف الكنجي الشافعي عليه
الرحمة كفاية الطالبين يكتنه بين کہ ذوالفقار منبئ بن الحجاج السهمي کی تلوار تھی بدر کے روز اسکے
بیٹے عاص بن منبہ کے پاس تھی جب جناب امیر نے اسکو قتل کیا اسکی تلوار لیکر حضرت کے پاس آئے
حضرت نے وہ تلوار جناب امیر کو عطا فرمائی۔ آپ نے احد کے روز اسی کے ساتھ جنگ کیا۔
اور ایک روایت میں ہے کہ بلقیس نے جناب سلیمان علیہ السلام کو سات تلواریں تھن میں دی تھیں ذو
الفقار ان میں سے تھی۔

اور بعض روایتوں میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے آکر بیان کیا کہ میں میں ایک بت ہے جو لوہے میں پوشیدہ ہے۔ علی کو وہ بت عید وادھر اسکو
اکھاڑ کر اسکا لوہا لے۔ جناب امیر کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک میں

میں بھیجا سینے ہاگر اس بت کو اکھاڑا اور اسکا لویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا حضرت نے اس کے
دو تلواریں بنائیں ایک کا نام ذوالفقار رکھا اور دوسری کا نام مخدوم رکھا حضرت نے ذوالفقار کو باندھ لیا
اور مجھے مخدوم علی کی پہر آپ کے ذوالفقار بھی مجھے دیدی میں نے امد کے روز اسی سے جنگ کیا ۔

(۴) عن عبد الله بن مسعود انه قال ازجبرائیل اذی بذی الفقار من الجنة فقال یا رسول الله ان
الله یقرک السلام ویقول یا محمد فی الارض ذی الفقار لحد من بنی ادم تستحق اسکا لایکون لایه غلک
وهو یصیر بامرک فضعفی ید من هو اهل للممارسته الحروب وقطع هائمات الکفرة والمعاندين المساقین
علیک فقال یا حبیبیلا من هو قال هو علی فناوله رسول الله صلی اللہ علیہ علیا رزقہ الربا من
عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل جنت سے ذوالفقار لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش فرمایا
لائے اور کہا خدا سے تعالیٰ بعد سلام کے فرماتا ہے کہ ہم نبی آدم سے اس تلوار کے پڑنے والا کسی کو ملین
پاتے ۔ مگر وہ شخص کہ وہ تیرا ولی ہو ۔ اور یہ تلوار تیرے حکم میں رہے گی پس جسکو فن حرب میں پوری مہارت
حاصل ہو اور تیرے دشمن کفار کا سر کاٹ سکے اسکو دیدی حضرت نے کہا اے جبریل وہ کون ہے جبریل
کہنے لگے وہ علی ہے حضرت نے ذوالفقار علی کو دیدی ۔

(۵) عن ابن عباس قال لما رجع علی بعد فتح خیبر معہ ذوالفقار فقال یا فاطمة رأیت ذی الفقار فإرس
فتحہ بہ خیبر قال فضحکت فقال علی یا فاطمة اتعرفین فضل ذی الفقار فقالت انی عرفتہا قبل ان تعرف
فتعجب علی من قولہا ثم مضی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فجاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی فاطمة فقالت
اخبرینی یا فاطمة حتی اسمعہا من لسانک فاخبرہ فقال من این لك هذا فقالت حین عرجت الی المسجد
قال الله لجبریل اطلم محمد اعلی منزله فی الجنة وبما اعدت له فیها ولامتہ من النعم فدخلت الجنة
وقال لك جبریل كل من ثمار الجنة وکنت جینت عند شجرة تفاح احمر وفي اصلها ذوالفقار مخزون
مکتوب علیہ لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الا علی وزوجته زهرا فجینت عرفت فضل ذی الفقار
فناولت من تلك الشجرة تفاحة واحدة فاکلت نصفها والنصف الثاني اهدته لانی خدیجة حملتها
الیها فاکلته فسللت منك ومن امی وایة ذلک انک کما جلست عندک تقول کما حبست عندک
کافی اجلس فی اصل فجرة التفاح لان رائحتک تشبه رائحتها فی طیب نفحها فقال رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم صدقت وقبل عینیها رعن زهرا الرباض للشیخ الامام تاج الاسلام سلیمان بن داود
السقینی ابن عباس کہتے ہیں کہ جب خیبر سے جبریل لائے ذوالفقار ہاتھ میں تھی جناب سیدہ سے کہنے لگا یا فاطمہ
آپنے ذوالفقار کے جوہر دیکھ کہ خدا نے اس کے فدویہ خیبر کو فتح کیا ہے جناب سیدہ ہنس ثین حضرت ہاجر کے فرمایا یا فاطمہ

کیا لکھو ذوالفقار کی فضیلت کی آگاہی ہے جناب سیدہ نے فرمایا میں اتنا دیکھ جانتے سے پہلے اسکو جانتی ہوں جناب
امیر حضرت سیدہ کی بات سے مستوجب ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مدت میں جا کر جناب سیدہ کا قتل قتل کیا
حضرت نے جناب سیدہ کو اگر فرمایا یا فاطمہ میں تمہارا بے موندہ کو اس بات کو سننا چاہتا ہوں کہ یہ بات تم کو کتنے
سے معلوم ہے جناب سیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حب جناب آسمان پر تشریف لے گئے پروردگار نے جبریل
سے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں اس مقام پر لیجاؤ جو انکے لیے اور انکی بہت کئے لیے جنت کی
نعمتوں سے سجا یا گیا ہو ایک جنت میں لیکن جبریل نے عرض کیا ثمرات جنت میں جو آپ کچھ تناول فرماویں اسوقت آپ ایک سرخ
سیکے درخت کو نیچے تشریف لے کر توجہ اور اسکی جڑ کے نیچے ذوالفقار دلی ہوئی تھی اسپر لکھا ہوا تھا ذوالفقار کے
سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں اسکی زوجہ زہرا امین ہیں اسوقت سرزمین اسکی فضیلت کو جانتی
ہوں پہر آپ نو اس درخت کے سیب میں سے آدھا ٹکڑا کھا یا اور آدھا سیری والدہ خدیجہ کے لیے رکھ لیا۔ حب سیری اللہ
نے وہ ٹکڑا کھا یا اور میں جناب سوانکے بطن اقدس میں قرار پا گئی اسکی نشانی یہ ہے کہ حب آپ میرے پاس بیٹھتی ہیں
تو فرماتے ہیں کہ گویا ہم اسی سیکے درخت کے پاس بیٹھ ہوئیں اور مجھ سے فرمائی میں کہ تیری خوشبو اسی درخت کی خوشبو کی مانند ہے
جناب سرور انبیاء علیہ السلام والثناء انشاء اللہ کیا تم سچ کہتی ہو اور جناب سیدہ کی لکھنوں کو حضرت نے چوم لیا *

جناب امیر کا حضرت کے دوش اقدس پر سوار ہونا

عن علی قال انطلقت انا والنبي صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبة فقال لی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اجلس وصعد علی منکبی فذہبت لانهض به فرای متی ضعفا فتزل وجلس لی نبی اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وقال صعد علی منکبی فصعدت علی منکبہ قال فنهض بی قال فیتخیل الی افی لوشئت
لذلت افق السماء حق صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر انعام فجلت اذا ولعن یمینہ وعن
شمالہ ومن باین یدیه ومن خلفہ حق اذا استمكنت منه قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقدف
به فقد فت به فتکسر کما تنکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق
حق قواریرنا بالیدوت خشیة ان یلقانا احد من الناس راخرجه احمد والنسائی والحاکم جناب امیر
علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک نعمت سے سروسرگانات صلی اللہ علیہ وسلم خاندان میری محبوب سے حضرت نے
فرمایا بیٹھ جا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے حب میں اٹھنے لگا حضرت نے میرے ضعف کو دیکھا اور میرے
کندھے سے اتر کر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے کندھے پر سوار کیا اور کمرے ہو گئے اسوقت میری نسبت خیال
کیا جاسکتا تھا کہ اگر میں جا ہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں۔ یہاں تک کہ میں بیت امیر کی
جنت پر چڑھ گیا اس پر تانے پیتل کے ایک صورت تھی میں اسکو مدین بائیں آگے پیچھے سے بلانے لگا یا تھا

کہ سچے اسپر قابو پایا حضرت نے مجھے فرمایا اے پدینک کو سینے سے پدینک یا وہ شیش کی طرح سے چور چور ہو گئی۔ میں جہت پر سوات آیا اور حضرت کے ساتھ دوڑ کر گھر میں چھپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہلکونہ دیکھ لے

جناب امیر کا ایمان میں اسخ ہونا

عن ابن عباس ان علیاً کان یقول فحیوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل یقول افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا یقلب علی اعقابنا بعد ان فہدانا اللہ ولئن مات او قتل لا نقبل علی ما قاتل علیہ حتی اموت اخی لاخوہ وولیہ وابن عمہ ووارثہ ومن اتق بہ منی راخوہ احمد لکن ابن عباس نے امیرؑ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات یا برکات ہی میں فرمایا کرتے تھے کہ خدا تمہارے فرماتے ہے کہ اگر میرا رسول مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر ہر جاؤ گے۔ و امیرؑ جبکہ ہلکے خدا نے ہدایت کی ہے ہم ہرگز اپنی ایڑیوں پر نہیں پھریں گے۔ اگر رسول امیر صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو جس امر پر انہوں نے جہاد کیا ہے میں بھی اسی پر جہاد کروں گا۔ یہاں تک کہ میں بھی مر جاؤں۔ و امیرؑ میں اسکا بیانی اور ولی اور ابن عم اور وارث ہوں مجھ سے انکا کن حقدار زیادہ ہے۔

جناب امیر کے ایمان کی تہذیب کا جبریلؑ کو دل کو پہنچنا

عن عمر بن عبد الغزین ان قوماً یقصدوا علی بن ابی طالب فضعف المنیر محمد اللہ واثنی علیہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر علیاً و فضلہ و سابقہ ثم قال حدثنی حماد بن مالک الغفاری عن امر المؤمنین امر سلمۃ رضی اللہ عنہا قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی اذا نام جبریل فنا جاء فقبلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکاً فلما سری عنہ قلت یا بی انت و اخی یا رسول اللہ ما اضحکت فقال اخبرنی جبریل انہ مر جلی و هو یرعی ذوقاً لہ و هو نا ثم قد ابدی بعض جسدہ قال فرددت علیہ ثوبہ فوجدت برداً ایمانہ قد وصل الی قلبی راخوہ الخواندہا نقل ہے کہ خلیفہ عمر بن عبد الغزیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند لوگ بیٹھے ہوئے تھے جناب امیرؑ کی شان میں برا کھ رہے تھے۔ عمر بن عبد الغزیر نے منبر پر چڑھ کر خدا کی صفت و ثناء کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوة کر کے جناب امیرؑ کے فضائل اور سابق الاسلام ہونے کا ذکر کر کے سب ان کو ایمان دیا اور جس باقی بن مالک

(رفود) یقہ النال من الابل من التلاتہ الی عشرہ

انفاری المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے کہ ام المومنین فرماتی تھیں ایک سوز سور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف رکھتے تھے کہ ناگمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلمؐ پاس جبریل علیہ السلام تشریف لاکر حضرت سے سرگوشی کرنے لگے۔ جب سرگوشی کر چکے حضرت ہنسنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیون ہنستے ہیں ارشاد فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا ایک چراگاہ میں گزرا وہاں علی اپنے اونٹ چراتے ہوئے سو گئے تھے ان کا سینہ کھلا ہوا تھا میں نے انہر کٹڑا لوٹ دیا انکے ایمان کی تہتہ کہ میرے دل کو محسوس ہوئی ۔

جناب امیر کے ایمان کا زمین و آسمان کی بھاری ہونا

عن ابی القاسم محمود البخاری عن رجالہ قال جلد رجلان العثمین الخياط فقال ما ترى في طلاق الامة فقام الخياط فيها اصلع فقال ما ترى في طلاق الامة فقال لما جئناك وانت امير المؤمنين فناداك عن طلاق الامة فحدثت الرجل فقال عمر يلك اذرى من هذا هذا علي بن ابي طالب اشهد علي رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعته وهو يقول لو ان السموات السبع والارض باين السبع وضعت في كفة ووضع ايمان علي في كفة لفرح ايمان علي راخجه بن السمان والحافظ السلفي والفضائي و الدبلي والخوازمي) ابو القاسم محمود البخاری اپنے رجال سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شخص جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کنیز کی طلاق کے مسئلہ کو پوچھنے کے لیے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر جس محلہ میں کہ جناب علی رونق افروز تھے تشریف لے گئے اور ان سے پوچھنے لگے آپ کنیز کی طلاق کی نسبت کیا حکم دینے ہیں ان میں سے ایک شخص حضرت عمر سے کہنے لگا۔ آپ اسیر المومنین ہیں ہم آپ سے مسئلہ پوچھنے کو آئے تھے آپ اسے پوچھنے کو آئے ہیں حضرت عمر کہنے لگے افسوس ہو تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ علی بن ابی طالب ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین کے طبقے ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور علی کا ایمان ایک پلہ میں رکھا جائے تو علی کا ایمان ہی بھاری رہیگا

جناب امیر کا خدا کی ذات میں نہایت سخت ہونا

(۱) عن کعب بن جحرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علیا فحشوش فی ذات اللہ عز وجل (اخرجه ابو عمر) کعب بن جحرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انہیا علیہ الصلوٰۃ و

السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق علی خدا کی ذات میں نہایت سخت ہو۔

عن یزید بن طلحة بن یزید بن دکانة قال لما اقبل علی من الیمن لیلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمكة تعجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف علی جندہ الذین معہ رجلا من اصحابہ فعمل ذلک الرجل فکسی کل رجل من القوم حلة من البز الذي کان سم علی فلما دنی جنیشہ خرج لیلقیہم فافا علیہم الخلل قال ویک ما هذا قال کسوت لادم لیتحملوا به اذا قدموا فی الناس قال ویک انزع قبل ان تنتهی بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانزع الخلل من الناس فخرجها فی البز قال واظهر الجنیش شکواه بما۔ نعم نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا الناس لا تشکوا علیا فواللہ انہ لا یشتر فی ذات اللہ وفی سبیل اللہ (سید ابن اسحاق) یزید بن طلحہ بن یزید بن دکانہ مروی ہے کہ جناب امیر مکی فرج کو ساتھ واپس ہو کر کہ میں حضرت کو حضور پر آ رہے تھے تو جناب امیر نے فرج میں سے ایک شخص کو افسر مقرر فرما کر آپ پر سے حضرت کے حضور میں تشہید لیا کہ جناب امیر کو تشہید لیا گیا بعد اس شخص نے جناب امیر کے گوشہ خانہ میں سے فوج کے ہر ایک آدمی کو کپڑے نکال دیے حسین فرج کے کو قریب پہنچی حنا۔ امیر انکے ملنے کو تشہید لیا کہ لوگوں کو گوشہ خانہ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھ کر اس کے بوجہ ان لوگوں نے کپڑے کہا کہ پہنے میں لست کہہا میں فرج کو کپڑے والے پہنائے ہیں کہ جو میں لوگوں سے عزت کے ساتھ ہو جناب امیر نے کہا فوج کے حضرت کو حضور میں پہنچنے سے پہلے ان لوگوں کو کپڑے واپس کر کے اس شخص نے ویسا ہی کیا اور لوگوں کو کپڑے پہن کر گوشہ خانہ میں واپس کر دیے فوج کے لوگوں نے حضرت کو ساتھ اس بات کی شکایت بیان کی حضرت نے فرمایا ای لوگو علی کا شکوہ بہت کرو وہ خدا کی ذات میں اور خدا کے راہ میں بہت سخت ہے +

(۳) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال اشتک الناس علیا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیباً فقال لا تشکوا علیا فواللہ انہ لا یشتر فی ذات اللہ عز وجل راخوجہ احمد والحاکم والاضی والدیلی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند آدمی جناب علی علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خطبہ میں بیان فرمایا حضرت علی کی شکایت بہت کرو وہ خدا کی ذات میں نہایت سخت ہو +

(تفسیر) الاخیشن تصغیر اخیشن افضل التفصیل من خشن خشونة وفی الاساس فلان خشن فی دینہ اذا کان متشدداً فیہ والمعنی انہ شدیداً لصلب التشدد فی امور الدینیۃ والمبتغیر للتعلیم) اخیشن اخیشن کی تصغیر ہے جو باب خشن خشونة کی افضل التفصیل کا صیغہ ہے۔ اساس الہدایۃ میں علامہ زکریا لکھتے ہیں فلان شخص اپنے دین میں خشونت والا ہے۔ یہ بات ہر وقت کسی جاہل سے کہے کہ وہ دین میں نہایت تشدد والا ہو اسکے سننے میں کہ وہ امور دین میں نہایت سخت اور مضبوط ہے

اور تصنیف کا صیغہ اس مقام میں تعلیم کے لیے مستعمل ہوا ہے +

جناب امیر کا خدا کی ذات بابرکات میں دیوانہ ہونا

عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ ممسوس فی ذات اللہ راخرجه ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء کعب بن عجرۃ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو برا مت کہو نہیں تحقیق وہ ذات الہی میں دیوانہ ہے +

عن ابی ہریرۃ ولید بن خالد رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ ممسوس فی ذات اللہ (تکار اخرجہ الدلیلی) ابو ہریرۃ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کو برا مت کہو وہ تو خدا کی ذات میں دیوانہ ہے۔ (تفسیر) ممسوس مجنون و فی الاس ممسوس الذی مس بہ الجن یعنی ممسوس کے معنی مجنون کہہ میں اساس البلاغۃ میں علامہ زبیدی نے لکھتے ہیں کہ ممسوس وہ شخص ہے جس کو کہ پری کا سایہ ہو گیا ہو +

جناب امیر کے گوشت اور خون میں ایمان کا مخلوط ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم ففتح خیبر لولا ان تقول فیک من امتی ما قالت النصارى فی عیسے بن مریم لقلت الیوم فیک مقل لا تمہ علی ملا من المسلمین الا اخذوا تراب رجلیک وفضل طهورک یششفون بہ ولكن نصیبک ان تكون منی وانا منک ترثنی وارثک انت منی بمنزلة ہارون من موس الا انہ لا نبی بعدک انت قودی دینی وتقاتل علی سنتی وانت فی الآخرۃ اقرب الناس منی وانتک غذا علی الوحوش خلیفتے تذ ودعنا المنافقین وانت اول من یرد علی الوحوش وانت اول من دخل الجنة من امتی حربک حربی وسلمک سلمی وسرک سری علانیۃک علانیۃ و سریرۃ صدک سریرۃ صدقی وانت باب علی وان ولدک ولدی ولحمک لحمی ودمک دمی وان الحق علی لسانک وفی قلبک و بین عینک والا یمان فخالط لحمک ودمک کما خالط لحمی ودمی وان امہ عز وجل اعرف ان یدبیرک انک وقرتک فی الجنة وعد لک فی النار لا یرد علی الوحوش من حق لک ولا یحییٰ عنہ بحسب اللہ والی علی ففوت اللہ سبحانہ ساجدا وحمدا علی ما انعم بہ علی من الاسلام وقرآۃ القرآن راخرجه الخوارزمی جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جس نے میرے خیر کو فتح کیا مجھے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اگر میری بہت بڑی حق میں ایسی بات کہی جو نصیر

جناب یحییٰ بن مریم علیہ السلام کے حق میں کہتے ہیں تو البتہ میں ایک ایسی بات تیرے حق میں کہوں کہ نگذیرے
تو زندگان اہل اسلام پر کہ مگر تیرے پاؤں کی مٹی نہ اٹھائیں اور تیرے وضو کا پانی نہ لیں اور اس سے شفا کے
طلبگار نہ ہوں۔ لیکن تیرا حصہ یہی ہے کہ تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں تو مجھ سے ورثہ پاس لے اور میں تجھ سے ورثہ
پاؤں اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسو کہ ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہوگا تو میرے فرض کو ادا کرتے
والا ہے۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لڑنے والا ہے۔ آخرت میں تو سب سے میرے نیا و مقرب ہوگا۔ کل
قیامت کے روز تو میرے حوض پر میرا خلیفہ ہوگا۔ تو منافقوں کو حوض سے ہٹا دے گا۔ اور تو سب کے اول و آخر
پر وارد ہوگا۔ تو میرے ساتھ سب میری امت و پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ تیری لٹائی میری لٹائی تیری
صلو میری صلو ہے تیرا بید میرا بید تیرا اعلان میرا اعلان ہے تیرے دلکا بید میرے دل کا بید ہے
تو میرے علم کا وردانہ ہے۔ تیرا خون میرا خون ہے تیرا گوشت میرا گوشت تیرا بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ سچ تیرے
ساتھ ہے اور سچ تیری زبان پر اور تیرے دل میں اور تیرے دونوں انگوٹوں کے درمیان ہے۔ ایمان تیرے
گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں بچے بشارت دوں کہ تو اور تیری امت
جنت میں ہونگے۔ تیرا دشمن و فرخ میں ہوگا۔ حوض پر تیرا دشمن نہیں وارد ہو سکے گا۔ اور تیرا دوست
اس سے کہی غارت نہیں ہوگا۔ جناب علی کہتے ہیں میں یہ بشارت سن کر خدا کے سجدہ میں گر گیا اور اسلام
اور قرآن کی نعمت جو خدا نے مجھے عطا کی ہے اس کا شکر بجالانے لگا۔

جناب امیر کے دلو خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان کیا ہوتا تھا

(۱) عن رجب بن قراش قال حدثنا علي بالرحبة قال لما كان يوم الحديبية خرج اليها ناس من المشركين
فيهم سهيل بن عمرو فقال يا رسول الله خرج اليك ناس من ابائنا و اخواتنا و قاربنا ليس فيهم فقه
في الدين فاردعهم اليك فقال رسول الله صلى الله عليه و آله يا معشر قريش انتم و اوليائكم و اوليائكم
من يضرب عنا قكم على الدين قد امتحن الله قلبه على الايمان قالوا من هو يا رسول الله قال هو
خاضف النعل و كان اعطى عليا نعله فحفظها قال فما التفت اليها علي فقال ان رسول الله صلى الله
عليه و آله لم قال من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده في النار (اخبره الترمذي) رجب بن قراش و سماعت
کہا ہے کہ جناب امیر نے جبہ میں سے بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز قریش کے چند مشرک ہمارے پاس آئے سہیل
انہی ہی ان میں تھا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ہمارے لشکے اور ہمارے
اور غلام جنگو دین کی کچھ سوجھ بوجھ ہیں آپ ہمیں ہماری طرف واپس کر دیں حضرت

فرمانے لگے اے قریش کے لوگو تم اسے باز رہو نہ مدد تمہاری اسے شخص کو بھیجا جو دین پر پتھاری گردن کاٹے گا خدا نے ایمان کے ساتھ اسکے دل کا امتحان کر لیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے فرمایا جو تار سینے والا ہے حضرت نے اپنا جو تار علی کو سینے کے لیے دیا تھا۔ یہ جناب امیر ہمدانی طرف متوجہ ہو کر فرماؤں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ مجھ پر دہشتہ جہوٹ پوٹے اس کو چاہیے کہ اپنا ہتھکا ماروزخ میں ڈھونڈ لے *

۲۰ عن علی قال جئنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم اناس من قریش فقالوا یا محمد انا حیرانک وحلفائک و ان اناس من عبیدنا قد اتواک لیس فیہم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فرموا من ضیاعنا و اموالنا فارددہم الینا فقال لا بی بکرماتقول فقال صدقوا انہم لحیرانک وحلفائک ثم قال لعمری اتقول فقال صدقوا انہم لحیرانک وحلفائک فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ بالایمان فلیضربکم علی الدین قال ابو بکر انا هو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا هو یا رسول اللہ قال لا ولكن هو الذی یخصف نعلًا وکان اعطى علیا بغلہ یخصفہا راخرجه النساء فی اللیلة ارض جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ کفار قریش کے چند آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا محمد ہم آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد میں جناب کی خدمت میں ہمارے غلام چلے آئے ہیں جنکو نہ دین کی رغبت ہو نہ فقہ کی خواہش ہے بجز اسکے نہیں کہ وہ ہماری کمیتی اور مال سے بہاگ کر آئیں میں آپ انکو ہمیں واپس دیدیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس میں کیا کہتے ہو وہ عرض کرنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد میں یہ حضرت کے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس میں کیا کہتے ہو وہ بھی عرض کرنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد میں حضرت کا چہرہ مبارک مسخ ہو گیا۔ فرمانے لگے اے قریش کی جماعت خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ تمہاریسے شخص کو بھیجے گا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ دین پر تہیں قتل کرے گا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ میں ہوں فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں ہوں فرمایا نہیں ولیکن وہ شخص ہے جو جو تار سینا ہے اور حضرت نے علیؑ کو جو تار سینے کے لیے دیا ہوا تھا وہ حضرت کا جو تار سینا ہے تہے *

جناب امیر کے دل کو خدا تعالیٰ کا نہایت کرا اور زبان کو ثابت کنا

(۴) عن علی ابن النعمان علیہ السلام عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ افی لست بالسن ولا بالخطیب قال لا بد لی ان اذهب بها انا وتذهب بها انت قال فانک ان لا بد فاذهب بها انا قال یا نطلق فان الله یسد لسانک ویعکس قلبک قال ثم وضع یدہ علی فہم راخرجه احمد جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ جبکہ مجھے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سورہ برات دیکر بھیجے گئے مینے عرض کیا یا رسول اللہ نہ میں زبان آور ہوں اور نہ خطیب حضرت نے فرمایا یا مجھے یہ سورہ لیکر جانا پڑے گا یا تمہیں اسکے سوا چارہ نہیں مینے عرض کیا جبکہ ایسی ہی ناچار سی ہے تو جانشین کے لیے حاضر ہوں فرمایا جاؤ خدا تمہارا زبان کو درست کہے گا اور دلوں کو ہدایت کرے گا۔ پھر حضرت نے اپنا دست مبارک میرے مونہ پر رکھا

جناب امیر کا ہنر کعب کے ہونا

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل حلی فی هذه الامة کمثل الکعبۃ الملتطس الیہا
عبادۃ والحدیج الیہا فریضۃ راخوجا بن النخازلی فی المناقب) ابو ذر غفاری کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے
کہ علی مثل کعبہ کے ہے کہ اسکی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے اور اسکا چھو فرض ہے ۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ يا علي انت بمنزلة الكعبة توقي ولا تأتي فان اناك هؤلاء
القوم فسلمك هذا الامر فا قبل منهم وان لم ياتوك فلا فاتهم حتى ياتوك راخو جبال ديلي في غم و
الاخبار واخوه ابن الاثني عشر من حلي في اسد الغابه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی سالت
ما بصلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تو بمنزلہ کعبہ کے ہے چاہیے کہ لوگ تیرے پاس آئیں نہ کہ تو لوگوں کے
پاس جانے لے پس اگر یہ قوم تیرے پاس آکر امر خلافت کو تیرے سپرد کریں تو تو ان سے قبول کر دو اور اگر نہ آئیں
تو تو ان کے پاس مت جاؤ یہاں تک کہ حدودہ تیرے پاس آئیں ۔

جناب امیر کا مثل قل ہوا سہ کے ہونا

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل علی فی الناس مثل قل ہوا اللہ فی القرآن (اخرجه الدیلمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کی مثال لوگوں کے درمیان ایسی ہے جیسو کہ قل ہوا سہ قرآن میں *۔

جناب امیر کا لوگوں کے لیے بابِ خطہ ہونا

عن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب حطۃ من دخلہ کان مؤمنا ومن یخرج کان کافرا (اخرجه الدارقطنی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ علی بابِ خطہ ہے یعنی گم ہون کے کفارہ کا دروازہ ہے جو شخص اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو شخص اس سے نکلے گا وہ کافر ہے *۔

جناب امیر کی ایک ضرب کا تمام ارث کے اعمال پر افضل ہونا

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمبارزۃ حلوا بین ابی طالب لعمر بن عبدالمطلب یوم الخندق وبقۃ علی افضل من عمل امتی الی یوم القیامۃ (اخرجه الدیلمی فی فردوس الخصال) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز عمرو بن عبدود کو ساتھ جناب امیرؓ کے مقابلہ کرنے کی نسبت فرمایا تمام ان اعمال کو کہ قیامت تک امیری ہست کی لوگ کرتے رہیں گے علی کی یہ ایک ضرب افضل ہے *۔

(۲) عن شہر بن حکیم عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خندق لمبارزۃ علی لعمر بن عبدود افضل اعمال امتی الی یوم القیامۃ (اخرجه الحاکم) شہر بن حکیم اپنے والد سے نقل ہیں کہ خندق کے روز جناب رسالتؐ تا بصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کا عمرو بن عبدود سے مقابلہ کرنا تمام ان اعمال کو کہ قیامت تک امیری ہست کے لوگ کریں گے۔ افضل ہے۔

جنگ میں جناب امیر کے چپے است میں جہرین کا میل کا ہونا

راہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر لا یطین الرایۃ لعل

جناب امیر کا کسی جنگ کے بغیر فتح کے نہ پھرنے

عن الحسن انہ قال حین قتل علی قتلتہ واسہ رجلاً فلیسۃ نزل فیہا القرآن وفیہا فہم عتسی بن مریم وفیہا قتل یوشع بن نون فقی موسی واسہ ما سبقہ احد کان قبلہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعثہ بالسریۃ وجابریل عن عیسیٰ بنہ ومیکائیل عن شامالہ لا ینصرف حتی یفتح علیہ (راخرجه الدلائل) جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پاگئے جناب امام حسن علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا واسہ تمہنے ایک ایسے آدمی کو اسی رات میں قتل کیا ہے کہ جس رات میں قرآن شریف نازل ہوا ہے اور جس میں جناب عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور جس میں جناب موسیٰ علیہ السلام کا نوحوان یوشع بن نون مارا گیا ہے گویا سب سبقت نہیں لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ فوج کے ساتھ بیٹھے تھے حیران کے واسطے طرف اور میکائیل اسکی بائیں طرف ہوا کرتے تھے وہ بغیر فتح کے نہیں واپس آتا تھا

جناب امیر کا دنیا و آخرت میں حضرت کا علم دار ہونا

(۱) عن علی قال کسرت ید علی یوم احد منقط اللواء من ین ید یہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ید الیس فانہ صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (راخرجه المحضری والخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب احد کے روز علی کا ہاتھ زخمی ہو گیا اور علم انکے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اسکے بائیں ہاتھ میں پکڑا دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علم دار ہے (۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتووی دینی وتوارینی فی حفرتی وتغی بذا متی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (راخرجه الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم ہمارے جسم اطہر کو غسل دو گے اور ہمارے قرص کو ادا کرو گے اور ہمارے قبر میں رکھو گے اور ہمارے ہمارے دوسرے ہمارے پورا کر دو گے اور تم دنیا و آخرت میں ہمارے علم دار ہو۔

حضرت امیر کا کل غزوات میں توبہ کے سوا حضرت کا علم دار ہونا

(۱) عن ابن عباس قال لعلی ربع خصال لیسک لا غیرہ ہوا اول عرب وجمع صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی کان لواءہ معنی کل زحف وهو الذی صبر معہ یوم فحہ حیر وهو الذی

غسلہ وادخلہ فی القبر راخرجہ للترمذی وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام میں چار صفتیں ایسی ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں وہ سب عرب اور عجم کے باشندوں سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ آنحضرت کا علم ہر ایک غزوہ میں انکے پاس تھا۔ اور وہ ایسے شخص ہیں کہ جس روز حضرت کے پاس ہر لوگ ہباگ گئے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبر کیے رہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲) عن ثعلبہ بن ابی مالک قال کان سعد بن عبادۃ حصاً رایۃ رسول اللہ ﷺ فی المواقن کلھا فاذا کان وقت القتال اخذنا علی راخرجہ بن الاثیر الجزری فی اسد الغابہ) ثعلبہ بن مالک کہ روایت ہے کہ ہر ایک غزوہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے جب لڑائی کا وقت ہوتا تھا تو جناب علی علیہ السلام کو اٹھالیتے تھے۔

(۳) عن ابن عباس قال کان علی اخذ رایۃ رسول اللہ ﷺ یوم بدر والمشاہد کلھا راخرجہ احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر اور تمام دیگر مشاہد میں جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے۔

خیبر کے روز آنحضرت کا جناب امیر کو علم دینا

اخرج احمد البخاری والمسلم عن سهل بن سعد واحمد والنسائی والبخاری عن ابن عباس والطبرانی عن علی بن عمر والنسائی وابو حاتم (عن ابی ہریرۃ) والبخاری والمسلم وابو حاتم (عن سلمۃ ابن اکوع) والنسائی والطبرانی (عن عمران بن حصین وابی لیلی) واحمد والنسائی (عن ابی ہریرۃ بن مریم) واحمد والنسائی والترمذی (عن سعد) واحمد (عن ابی سعید الخدری) وابن اسحاق (عن سلمۃ) والنسائی عن عبد اللہ بن بریقہ باختلاف یشی ان رسول اللہ ﷺ علیہ السلام قال یوم خیبر لا عطا ین الراۃ غدا ارجوا یفتی اللہ علیہ فیہ رسولہ فبات الناس یدوکون لیلۃ فما یعطیہا فلما اصبح فلما اصبح الناس غدا علی رسول اللہ ﷺ قال کلہم یرجوا ان یعطیہا فقال ابن علی بن ابی طالب فقال ہو یا رسول اللہ فینک یتہی قال قال رسول اللہ ﷺ فی عینیہ ودعا لہ خیرا حق کان لم یکن بہ وجہ فاعطاہ الراۃ ففتی اللہ علیہ امام احمد اور بخاری اور مسلم نے (سهل بن سعد سے) اور احمد اور نسائی اور بخاری نے

نے (ابن عباس) سے اور طبرانی نے (جناب امیر اور ابن عمر) سے اور نسائی اور ابوحاتم نے (ابو ہریرہ) سے اور بخاری اور مسلم اور ابوحاتم نے (سلمہ بن الاکوع) سے اور نسائی اور طبرانی نے (عمران بن حصین اور ابولیلی) سے اور احمد اور نسائی نے (سید ابن مریم) سے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے (سعد) سے اور احمد نے (ابو سعید خدری) سے۔ احمد ابن اسحاق نے (سلمہ) سے اور نسائی نے (عبد اللہ بن ربیعہ) سے تھوڑے قبلان کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ تحقیق خیر کے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل تم ایسے شخص کو علم دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے فتح دیگا۔ وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ لوگ تمام رات بچیاں کرتے رہے کہ دیکھیں علم کس کو عطا ہوتا ہے صبح لوگ حضرت کے پاس گئے ہر ایک شخص علم کے عطا ہونیکا امیدوار تھا حضرت نے فرمایا علی کسان میں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انکی آنکھیں دکھ رہی ہیں آپ نے فرمایا اسکے پاس آدمی بھیجو۔ پس وہ آگئے حضرت نے انکی آنکھوں میں اپنا لعاب دھین لگایا اور انکے لیے دعا فرمائی وہ ایسے ہو گئے کہ گوا انکی آنکھوں میں درد تھا ہی نہیں۔ پھر آپ نے علم ان کے سپرد کیا +

(۱) عن سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تطعن الراية فلا رجلا يفتخر الله على يديها قال فبات الناس يدركون ليلتهم ارحم بطاها فقال ابن جلي بن ابي طالب قال لو يشكك عني يا رسول الله قال فارسلوا اليه فلا جاء بعثتني حينئذ دحالة فبرأ حق لم يكن به وجه واعطاه الله فقال علي اقاتلهم حتى يكونوا مغلنا قال انفذ علي رسالا حتى تنزل بسخطهم ثم ادعهم الى الاسلام واخبرهم بآية عليهم من حق الله فيه فواضه لان يهدي الله بك رجلا واحد خيالك من ان يكون لك حمر النعم (اخرجه احمد والبخاري والمسلم باختلاف بعض الفاظ) سهل بن سعد عني انه عذبه من ان يكون له كتحقيق جناب رسالتنا صلي الله عليه وسلم نے فرمایا کہ ہم کل علم ایسے شخص کو دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ سے فتح دیگا رات بھر لوگ فکر کرتے رہے کہ کس کو دیاجائیگا پس حضرت نے فرمایا علی کسان میں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انکی آنکھیں دکھ رہی ہیں آپ نے فرمایا انکے لیے آدمی بھیجو وہ آئے حضرت نے انکی آنکھوں پر اپنا لعاب دھین لگایا اور انکے لیے دعا فرمائی وہ ایسے ہو گئے کہ گوا ان کو درد نہیں تھا آپ نے ان کو علم دیا۔ علی کہنے لگے یا رسول اللہ آیا میں ان سے جنگ کروں جب تک کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں حضرت نے فرمایا پس جگہ جاؤ یہاں تک کہ تم انکے سید ان میں جاؤ پونچو۔ اور جو کچھ خدا کا حق ہو وہ ہے اس کو انہیں خیر وار کرو واللہ اگر خیر ہی وجہ سے خدا ایک آدمی کو ہدایت دیدے تو میرے لیے سب بڑا دالے اونٹ سے بہتر ہے +

(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا دمن الراۃ الیوم رجلا عجباً وہ رسول اللہ عجبہ اللہ ورسولہ قتلوا ول القوم فقال ابن علی فقالوا یشکل عینیہ فذہا فہزی فی یدہ وسمی عجباً ابن علی ثم دفع الیہ الراۃ ففتحہ اللہ علیہ (اخرجہ النسائی و ابو حاتم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم آج علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول سے دوست رکھتے ہیں پس قوم نے ہاتھ بڑھائی حضرت نے فرمایا علی کہ ان میں لوگوں سے عرض کیا اکی آئیں وہ کہتی ہیں حضرت نے انکو بلوایا اپنی ہاتھوں پر لعاب دہن کو ملکر علی کی آنکھ کو لگا یا پھر انکو علم دیا اللہ نے انہیں فتح عطا کی ۔

(۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیر لا یعطین ہذا الراۃ رجلاً عجباً وہ رسولہ و عجبہ اللہ و رسولہ یفتحہ اللہ علیہ قال عمر رضی اللہ عنہ فما احببت الامارۃ الا یومئذ فتارفت فلما حار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فاعطاه ایاہا وقال امش ولا تلتفت فصار علی شیئاً ثم وقف ولم یلتفت فصرح برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علی ما اقاتل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق یثقل الازل الالہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ فاذا فعلوا فقد منعوا دملہم واموالہم الا حسابہ علی اللہ عز وجل (اخرجہ النسائی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کے روز فرمایا کہ البتہ ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول سے دوست رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے فتح دیگا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس موقع کے سوا میں نے کبھی امارت کی آرزو نہیں کی میں نے نگاہ نہ کر دیکھا پس حضرت نے علی کو بلوایا اور علم انکو دیا اور فرمایا جاو اور دست لوڑ۔ علی تھوڑی دور جا کر شیر گئے مگر لوٹے نہیں حضرت کو باز بندہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں کس بات پہان سے جنگ کرتا حضرت نے فرمایا ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پگوا ہی دین جب ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہوں نے اپنا خون اور مال بچا لیا گھنہا کر حساب دینا اپنی رہیگا ۔

(۴) عن سلمۃ بن اکیحہ قال خرجنا بخیرہ وکان معہ عامر بن قحین بالقوم وہ اللہ لوک اللہ ما اہتدینا + ولا تصدقنا ولا صلینا + ونحن من فضلك ما استغفینا + فثبت الاقدام اخلاقنا وارتل سکینۃ علینا + فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ہذا فقالوا عامر فقال غفر اللہ لک یا عامر وہا استغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل خصہ الا استشهد قال عمر رضی اللہ عنہ ہا رسول اللہ لو متعتنا بعامر۔ فلما قد منا خیر خیرہ من خیر یخطر لبینہ وہو سلککم وہو یقول ہ قد علمت

خیرانی موجب + شاکی السلاح بطل مجرب + منزل عامر - فقال - قد علمت خیرانی عامر + شاکی السلاح
 بطل من عامر + فاختلعا ضربتین فوقہ سیف مرحب فی فرس عامر فذهب لیثقل له فوقہ سیفہ علی
 نفسہ فقطع کحل فکان فیما نفسہ واذا نقر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولون بطل
 عمل عامر قتل نفسہ فأتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی فقلت یا رسول اللہ ابطل عمل عامر
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال قلت ناس من اصحابک فقال بل لا اجر مرثین ثمار یسلتی من
 اللہ علی اللہ علیہ وسلم الم علیہ فالتفتہ - وهو ارمدا فقال لا عطاء لک الیوم رجلاً یحب اللہ ورسولہ
 ویحب اللہ ورسولہ فنجت بہ اقودہ وهو ارمدا حتی اتیت بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصق فی عینہ
 فبرء واعطاه المارۃ وخرج مرحب فقال قد علمت خیرانی موجب - شاکی السلاح بطل مجرب + اذا
 اللیوث اقبلت تالھب + واجمعت عن صولتہ المحجوب + خلعت حای ابدلاً لا تقرب + اطعن احیاناً
 وحبنا اضرب + ان غلب الدھر فانی اغلب والقرن عندی بالدماء محضب - فقال علی - انا انکما
 سمعتنی امی حیدر + کلیث غابات کربہ المنظر + ضرغام اجام ولیث ضرورہ + عبل الذرا حین فتد
 القصرہ + اکیلکم بالسیف کیل المسندہ + اضربکم ضرباً بین الفقر + واترك القرن بقلع خرد
 اضرب بالسیف رقاب الکفر + ضرب غلام ما جل خورده + من یترك الحق یقوم صغرم + اقتل
 منهم سبعة او عشرہ + فکلھم اهل فسوق فھرم + قال فضربہ فغلق راس مرحب فقتلہ وکان
 الفقہ علی یلے علی بن ابی طالب راخرجہ ابو حاتم - سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہم
 خیر کو جانے لگے میرا چچا عامر قوم میں خبر کد رہا تھا - اگر ہم کو خدا ہدایت نہ کرتا - نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز
 پڑھتے - ہم تیرے فضل سے بے پرواہ نہیں - پس جب ہم دشمنوں کے گلیوں تو تو ہمارے قدم ثابت رکھ - او
 تو میری تسلی نازل کر - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کوئی لوگوں نے عرض کیا یہ عامر ہے - حضرت نے
 فرمایا اسے عامر کہتے تھے بخشنے حضرت کہی کسی کو خصوصیت سے دعا نہیں دیتے تھے کہ وہ شہید نہیں ہو
 جاتا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ عامر کے ساتھ ہیں ہی دعا میں شریک کہتے تو کیا اچھا
 ہوتا - جب ہم خیر میں ہیں پھر جب نیکو راہی تلوار اچالنے لگا وہ انکا بادشاہ تھا اور یہ رجب کد رہا
 تھا خیر جاتا ہے میں مرحب ہوں - تیز ہتھیاروں والا بادشاہ اور تجھ یہ کار ہوں - عامر رضی اللہ عنہ اسکے
 مقابلہ پر تھے ہم یہ خبر کہنے لگے - خیر جاتا ہے میں عامر ہوں - تیز ہتھیاروں والا بادشاہ ہلاکت
 کی جگہ میں - بے اندیشہ گہنے والا ہوں - وہ دن نے وار کیے مرحب کی چوٹ عامر کے گٹھ کے کو لگی
 وہ ان کو گریا نے لگا انکی اپنی تلوار انکو لگ گئی جس سے انکی شاہ رگ کٹ گئی یہی ہمیں سانس باقی تھے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہنے لگے علم کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ اس نے خود آپ کو ہلاک کیا ہے میں۔ دنا ہو حضرت کے پاس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا علم کا عمل باطل ہو گیا ہے۔ حضرت فرماتے لگے کون کہتا ہے۔ میں نے کہا حضور کے اصحاب کہتے ہیں۔ آپ نے ارشاد کیا ملک اس کے لیے دودھ کی شہادت کا اجر ہے۔ پھر حضرت نے مجھے علی علیہ السلام یہ بھیجا میں انکا ہاتھ پکڑیے۔ آنحضرت کے پاس لایا انکی آنکھیں دکھ رہی تھیں آنحضرت نے فرمایا البتہ ہم آج علم ایسے آدمی کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول کو محبت رکھتا ہو اور اللہ اور اس کے رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ میں انکو لیکر آیا وہ آشوب چشم کہتے تھے یہاں تک کہ میں انکو اپنے ہمراہ حضرت کے پاس لیکر آیا حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگا یا وہ اچھے ہو گئی حضرت نے انکو علم دیا۔ حرب نکھر۔ رجز کہنے لگا خیر جاتا ہے میں حرب ہوں۔ تیز ہتیاروں والا مبارک تجربہ کار ہوں۔ حبش میرے ملک میں ڈالتے ہیں انکو شعلہ رتی میں اور ہٹ جاتی ہیں حملے سے۔ حرب کے کہ صاحب بادشاہ کا۔ ظالم ہو کہ خوف کی جگہ میں کوئی نزدیک نہیں ہٹکتا۔ کہی میں فیروز مارتا ہوں۔ اور کہی تلوار لگاتا ہوں اگر زناہ مغلوب ہی ہو جائے تو ہی میں غالب رہوں۔ اور ہمہ سر سے تڑپا خون میں رنگا ہوا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں وہ ہوں کہ سیری مان نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ جیسے پیشہ کا شیر ڈراوٹی صورت والا۔ شجاعت کے پیشہ کا شیر اور رنہ مشیر۔ قوی بازو اور سخت گروں والا میں تلوار کے ترسے پہانے سے تھیں ناتوا ہوں تم کو ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کے ہوا ایک ایک ہو جائیں گے۔ میں سخت زمین میں نیزے کو گاڑتا ہوں۔ تلوار سے کافروں کی گروں مارتا ہوں۔ نوجوان قوم کے بزرگ زور و سند کی ضرب سے اس شخص کے لیے جو حق کو چھوڑ کر دولت کو قائم کرتا ہے۔ میں ان میں سے سات یا دس آدمی قتل کروں گا۔ کہ وہ سب فاسق و فاجر ہیں۔ پھر جناب امیر سے حرب پاک ایسا وار کیا کہ حرب کا سر کٹ کر گر گیا اور فتح جیتا امیر کے ہاتھ پر رہی۔

(۵) عن عبد اللہ بن ربیع الأسلمی عن ابیہ قال لما کان یوم خیبر اخذ ابو بکر اللہاد فلما کان من الغد اخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لادفعن لوائی الی رجل لم یرجم حتی یفتقر اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العتاة ثم حاک باللائم فلما حاک علیا وھو نیشکی جنبہ فسمھا ثم دفع الی اللہاد فقہر لہ النابہ عبد اللہ ابن ربیعہ الأسلمی اپنے والد سے نقل ہیں کہ خیبر کے روز حضرت ابو بکر علیہ السلام کو لے کر نکلے علم لیکر گئے۔ پھر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا میں اپنا علم ایک ایسے شخص کو دے گا جو فتح کے نشین ہوئے گا۔ پھر حضرت نے اشراق کی فتلا دی اور علم لے گا یا اور علی کو بلایا انکی آنکھیں دکھ رہی تھیں حضرت نے انپر ہاتھ پیرا جناب علی علیہ السلام کو علم دیا۔ اور خیر اہل حق نے علم لیا۔

(۶) عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابیہ انہ قال لعلی وکان یسیر معہ من الناس قد انکروا منک انک تخرج فی البرد فی البلاد وتخرج فی الحر فی الحثوث والثلث لخلیط قال اولئکن معنا نجیبہ قال فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر وعقدا الرایۃ فرجع فیما یمشی وحقدہ الرایۃ فرجع بالناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عطلین الرایۃ رجلاً یحب اللہ ورسولہ وحبہ اللہ ورسولہ کما لیس لہما وارسل الی وانا ارمد فقلت انی ارمد فقتل فی عینی وقال اللہم اکفہ اذی الحرح والبرد فما وجدت حراً بعد ذلک ولا یعدا راخرہ احمد والنسائی عبد الرحمن بن ابی لیلی اپنے والد سے نقل ہیں کہ وہ سفر میں جناب امیر علیہ السلام کے ہمراہ تھے جناب امیر کے کہنے لگے۔ لوگ آپ کی بات کو براہ جانتے ہیں۔ کہ آپ حارے میں باریک کپڑا اور گرمی میں بھرتی کا اور ٹھنڈا کپڑا پہنتے ہیں جناب امیر فرماتے تھے کیا تم خبیثین ہمارے ساتھ نہیں تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم انکے ساتھ دیا اور وہ لوٹ آئے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم انکے ساتھ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آئے پھر حضرت نے فرمایا البتہ ہم علم ایسے آدمی کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں آپ نے مجھے آدمی بھیجا بلوایا میری آنکھیں دیکھ رہی تھیں میں نے عرض کیا مجھے آشوب ہے آپ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دھن لگایا اور فرمایا اے پردہ گار گرمی اور سردی کی اینا سے اے بچا کیوں پس بچھا سکے بعد گرمی نے ستا یا نہ سردی نے ۔

(۷) عن ابی بردۃ قال حاصرنا خیرہ اخن اللواد ابو بکرۃ فلم یفتقر لہ فمأخذہ عمر من العدا فانصرف فلم یفتقر لہ واصاب الناس یومئذ شدۃ وجہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکمنا فی دفع لوائی غدا لرجل یحب اللہ ورسولہ وحبہ اللہ ورسولہ لا یرجع حق یفتقر اللہ لو تدنا طیبۃ انفسنا از الفترۃ فخذنا ما احب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوات الغداۃ ثم قام قائماً ودعا باللواد والناس علی صافم فاما انسان لہ منزلة عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وہو یحیوان یکون صاحب اللواد فذہا علی ابن ابی طالب وهو ارمہ فقتل فی حنینہ وسمی عنہ ودفع الیہ اللواد فقسم اللہ علیہ قال انا فیمن تطاول لہا راخرہ احمد والنسائی والبیہاق بن جریر الطبری ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیرہ کا محاصرہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی دو سر روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی۔ اس روز لوگوں کو سخت تکلیف پیش آئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کل اپنا علم ایک ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں وہ غیر فتح کے نہیں لوٹے گا۔ ہم رات کو خوشدل ہو کر سو گئے کہ کل فتح ہوگی جب صبح

ہوئی اور حضرت اشراق کی نماز پڑھ کر سرفرد کھڑے ہو گئے اور علم طلب کیا لوگ صفت باندھے کھڑے تھے ہم
میں سے کوئی آدمی نہ تھا کہ جسکی کچھ بھی حضرت کے پاس منزلت تھی گو وہ صاحب علم ہو نیکی آرزو رکھتا ہو۔ پس
حضرت نے علی بن ابی طالب کو بلوایا انکی آنکھوں میں آشوب تھا حضرت نے ہاتھ پیرا اور علم انکے سپر
فرمایا اور اسے قہالے نے انکو فتوح دی ابو بردہ کہتے ہیں کہ میں بھی انہیں لوگوں میں سے تھا جنہوں نے علم کی
طرف ہاتھ پڑایا تھا +

(۱۸) عن بريدة الأسلمي قال لما كان يوم خيبر نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم بحضرة اهل خيبر فاعطى
عمر لواء فنقض معه من نفوس من الناس فلقوا اهل خيبر فأنكشت عرما حيا به فرجعوا الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عطيين اللواد رجالا يحب الله ورسوله ويحب الله و
رسوله فلما كان العتد تبادر ابو بکر فذاع رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا و هو ارمدا فتقل في عينيه و
اعطاء اللواد ونقض معه من الناس من نفوس فلقوا اهل خيبر فاذا مرحب يرتجن وهو يقول
قد علمت خيبر لني مرحب الا فاختلف هو وحلي خربت في فخرية علي علي هاتم حتى عض منها البيض و
انتهى الى دأسه وسمع اهل العسكر صوت خريه فمات تمام - اقر الناس مع علي حتى فتح الله عليه را حوجبه
احمد الناساني (بريدة الاسلمي) عن النبي صلى الله عليه وسلم ان خيبر كانت في يده فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم
سائنه جاترے حضرت نے عمر رضی اللہ عنہ کو ملدیا انکے ساتھ جن لوگوں نے اٹھنا تھا وہ اچھے پس اہل خیر سے
آئے حضرت عمر کے دوست پرانہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے حضرت نے فرمایا البتہ ہم
علم ایسے ایک آدمی کو دینگے جو اسلوا اسلوا کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اسلوا اسلوا کے رسول اس محبت
رکھتے ہیں جب دوسرا روز ہوا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے حضرت نے جناب علی کو بلوایا انکی آنکھوں میں
اشوب تھا حضرت نے انکی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا کر علم انکو دیدیا۔ اور جس نے انکے ساتھ اٹھنا تھا
اٹھ کھڑا ہوا۔ پس اہل خیر آئے مرحب جس نے کہہ رہا تھا کہ خیر جاتا ہے میں مرحب ہوں اسکی اور جناب
علی کے درمیان وار چلی جناب امیر نے اسکے سر پر تلوار ماری کہ خود کو کاٹ کر اسکے سر میں بٹیر گئی تمام اہل لشکر
نے جناب امیر کی ضرب کے آواز کو سنا۔ ابھی آپ کی ضرب پوری ہی نہ ہونے پائی تھی کہ لوگوں نے حمل کیا اور
اسقہالے نے جناب امیر کو فتوح دی +

(۱۹) عن عمران بن حصين قال ان النبي صلى الله عليه وسلم اعطى الراية لابن جحش بن عبد الله ورسوله وحب
الله ورسوله فذاع عليا و هو ارمدا فتقامه علي بن ابي طالب (عمران بن حصين) عن النبي صلى الله عليه وسلم
ان خيبر كانت في يده فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم سائنه جاترے حضرت نے فرمایا البتہ ہم علم ایسے ایک آدمی کو دینگے جو اسلوا اسلوا کے رسول کے

صبت کرتا ہے اور اسے اور اسے کا رسول اس سے پیار کرنے میں پہنچنے علی کو بلوایا وہ آشوب چشم سے تھا اس نے آنکھوں سے آنسو بہا۔

۱۰ عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الراية وجرها فقال من ياخذها جنتها فبادر فلان فقال انا فقال امض على سلك ثم قال والذي كرم وجهه محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا عطين هذه الراية رجلا يفتخر الله على دينه فذلما فاعطاه ففتح الله عليه خيبر وفذلك راخوجا احمد في التنازع ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم پکڑ کر بلایا یہ ارشاد لیا کون ہے جو اس علم کو پکڑے اس کے حق پکڑنے کا پس فلان شخص آیا اور کہنے لگا۔ میں۔ حضرت نے فرمایا اپنے رستی پر چلا جا۔ یہ ارشاد کیا قسم ہے اس فطرت کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو بزرگ کیا ہے میں یہ علم ایک ایسے آدمی کو دوں گا کہ اسے قحط سے فتح دیگا۔ پس علی کو بلایا اور علم انکو دیا اور تعالیٰ نے خيبر اور مدینہ پر انکو فتح دی۔

۱۱ عن سلمة قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله ابا بكر الصديق بالراية الى جنح حصون خيبر فقاتل ولم يكن فتح له وقد جهد ثم بعث الغد عمر بن الخطاب فقاتل ثم جرح ولم يكن له فتح وقد جهد فقال رسول الله صلى الله عليه وآله لا عطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يفتح الله على يديك اذ ليس بغدا فدا رسول الله صلى الله عليه وآله عليا وهو ارمق قفل في عينيه قال خذ هذه الراية فامض بها حتى يفتح الله عليك قال فخرج والله بها بصرى لم يهرهلة وانا خلفه اتبع اثره حتى ركن رأيت في روضيم من حجارة تحت الحصن فاطلم عليه يهودى من راس الحصن فقال من انت فقال انا علي بن ابي طالب قال والله قد علوت عما نزل على موسى بانك قال فارجع حتى فتح الله عليه يدى راخوجا بن ابي حناق سلمه رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خيبر کے بعض قلعوں کی طرف روانہ کیا وہ جا کر دہان ٹرے باوجودیکہ انہوں نے نہایت کوشش کی فتح نہ ہوئی۔ پھر حضرت نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ بھی دہان جا کر ٹرے اور نہایت کوشش کی فتح نہ ہوئی۔ اس وقت وہی وہاں پہنچا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل یہ علم ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اسے اور اس کے رسول کو پیار کرتا ہے اور اسے اور اسے کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں اور اس کے ہاتھ سے اسے فتح دیگا وہ حملہ کرے گا لاہیے بہا گئے والہ امین میں حضرت نے علی کو بلوایا انکو آشوب چشم تھا اس نے آنکھوں سے آنسو بہا اور اپنا لعاب دھین لگا یا اس علم کو لیکر جاؤ وہ علم لیکر روانہ ہوئے خيبر تک کہ اس نے انکو فتح دی سلمہ کہتے ہیں وہ اس علم کو لیکر وڑتے ہوئے نکلے میں آنکھوں سے آنسو بہا ہاتھ

انہوں نے اپنا علم سخت پھرنی زمین پر لگا کر کھجور کا ٹہنہ لٹکے اور پے ایک بیوی نے چڑھ کر کہا تو کون ہے جناب اس نے جواب دیا میں علی بن ابی طالب ہوں وہ کہنے لگا واسع تم غالب آؤ گے موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹا نازل نہیں ہوا سہلہ کہتے ہیں پس جناب امیر فتح کے ہونے تک واپس ہوئے ۔

(۱۲) عن علی ما رمدت عینی منذ مسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہی تفل عینی یوم خیبر حین اعطانی الراية (راخوہ احمد و ابو یعلیٰ) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خیبر کے روز جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علم عطا کیا اور میرے مونہ پر ہاتھ پیرا اور میری آنکھوں میں اپنے دہن لعاب لگایا تب ہی میری آنکھیں بین و کمین ہوئیں ۔

(۱۳) عن عمر بن مہیون قال انی لجالس عند ابن عباس اذا تاء تسعة رهط فقالوا اما ان تقوم معنا واما ان تخلون بهؤلاء و هو یومئذ حیحہ قبل ان یمی قال انا اقوم معکم فتحدثوا ولا آدری ما قالوا فجاء ینفض ثوبہ ویقول اف وقت یقعون فی رجل له غر وقعوا فی رجل قال لما لزم صلی اللہ علیہ وسلم لا عطین الراية فذل رجلا لا یخوبہ اللہ ابدا فاستشرت من استشرت فقال ابن علی قالوا هو فی الرجا یطعن قال وما کان احدکم یطعن من قبلہ فدعاه و هو ارمدا ما کان ان یمصر فنفث فی عینہ ثم ہذا الراية ثلثا فدفعها الیہ راخوہ احمد و النسانی و ابن جریر) عمر بن مہیون سے مروی ہے میں ایک روز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند آدمی آئے ابن عباس سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے ہمارے ساتھ چلو یا انکو تکلیف میں مبتلا کرنے کی اجازت آند لون ابن عباس سخت تھے انکی آنکھیں نہیں کھلی تھیں ابن عباس کہنے لگے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد اسکے انکے ساتھ جا کے کچھ باتیں کریں۔ میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کیا حساب بن عباس پہر کر آئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں۔ اور ان اور تع ان لوگوں پر کہتے ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے نہیں چلے ہین کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اور ایسے شخص کو مہربان کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے باب میں فرمایا ہے میں اپنا علم ایسے شخص کو دنگا جو اللہ کو اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے پس جب نے اسکی طرف جہانمباتا تھا جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہ ان لوگوں نے عرض کیا وہ چکی پس ہے ہین ابن عباس کہتے ہیں کہ ان سے پیشتر کوئی چکی نہیں پیا تھا پس حضرت نے انکو بلوایا انکی آنکھوں میں آشوب تھا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے حضرت نے اپنے لعاب دہن انکی آنکھوں پر لگایا بعد اسکے علم کو تین دن بعد میں دیکر انکو دیدیا ۔

(۱۴) عن شیخ بن مریم قال خرج الیہ الحسن بن علی علیہ السلام وعلیہ ما ترسودا و حین قتل علی

[illegible]

کہتے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر وہ مجھے دیجائیں تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ کے ملنے سے بہتر تین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہسٹنگلی مسجد میں - خیر کبر فذہم کا دیا جانا - اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا +

(۱۸) عن ابو ہریرۃ ان عمر بن الخطاب قال لقد اعطی علی ثلاث خصال کان یكون لی واحدة منهن احب الی من حر النعم فستل ماہی قال زوجہ ابنتہ فاطمہ وسکناہ فی المسجد یجلی لہ ما لا یجلی لی والراۃ یوم خیبر (راخو جہ بن السمان) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بات بھی دی گئی ہوتی تو میرے لیے سرخ پشم والے اونٹ سے بھی بہتر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا اور انکو مسجد میں بائیں دینا کہ انکے لیے وہ امر جائز ہے جو مجھ نہیں رہے جناب کی حالت میں مسجد کے اندھا جانا اور خیر کے روز کا علم دیا جانا +

(۱۹) عن ابن عمر قال کتا مقول خیر الناس ابو بکر ثم عمر ولقد اعطی علی بن ابی طالب ثلاث خصال لا یكون لی واحدة منهن احب الی من حر النعم زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ وولدت لہ وصد الابواب الا بابہ واحطاء الراۃ یوم خیبر (راخو جہ احمد فی المناقب) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابو بکر ثم عمر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام ایسی تین باتیں ملی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی ملجائی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بھی بہتر ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا - اور انکے دروازہ کے سوا سب کے دروازہ بند کرنا اور خیر کے روز انکو علم دیا جانا +

(۲۰) عن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ - وكان علی ارمد العين یتغی - دوار فلما لم یجد مداویا - فساد رسول اللہ بنقلہ - وبعوک مر قیا وبعوک راقیا + وقال ساعطی الراۃ الیوم فارسا - فذلک الحب للہول موانیا - یجل لہ والالہ حبہ - فیفتقہا تلک الحصون التوالیا - فخص بھادوت اللہ بکھا علیا وسماء الوعی المواخیا (رحیق مشرق البخاری) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں کہ علی کو آشوب چشم تھا اور دوا تلاش کرتے تھے پس جبکہ کوئی دوا کرنے والا نہ پا پا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنے لعاب دہن سے شفا دی - اور مبارک کلام فسون کیا گیا ہوا - اور مبارک تھا فسون کرنے والا - اور فرمایا میں ابھی آج کے دن علم اس شہسوار کو دینگا - جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے اور موافقت کرنے والا ہے - وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اسے دوست رکھتا ہے پس

فتح کرے گا بیان سب قلمون کو جو لگتا ہیں پس مخصوص کیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خلقت کے سوا علی کو۔ اور انکا نام وصی اور امیر رکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کو سورہ براءت کے ساتھ مکہ میں بھیجنا

(۱) عن سعد قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله ابابكر ببراءة حتى اذا كان ببعض الطريق ارسل علياً فاخذنا منه ثم سار بها فوجد ابو بكر في نفسه فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله لا يؤدى عنى الا انا ورجل منى راخو به النساء عن سعد بن ابى وقاص رضى الله تعالى عنه كثر من جناب رسول الله صلى الله عليه وآله ابوبكر رضى الله عنه سورہ براءت کے ساتھ مکہ کو روانہ کیا ابنی وہ تھوڑی دور نہیں گئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو انکے پیچھے روانہ کیا وہ اپنے سورہ براءت لیکر مکہ کو چلی گئی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں طال گذر! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد کیا مجھے کسی دوسرا دامن کر سکتا ہیں آدمی جو میرا ہو۔

(۲) عن انس قال بعث النبي صلى الله عليه وآله براءة مع ابى بكر ثم دعاه فقال لا ينبغي ان يبلغ هذا الرجل من اهل فداء علياً واعطاه اياها راخو به النساء انس رضى الله عنه سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ براءت دیکر مکہ کو بھیجا پھر انکو بلایا اور فرمایا میرے گھر کے آدمی کے سوا یہ سعۃ کوئی نہیں پہنچا سکتا +

(۳) عن علي بن ابي طالب قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله براءة مع ابى بكر ثم اتبعه لعل فقال لاخذنا هذا الكتاب فامض يا اهل مكة فلحقته واخذت الكتاب منه قال فانصرف ابو بكر وهو مكتئب قال يا رسول الله انزل في شئ قال لا الا انى امرت ان ابغض انا ورجل من اهل بيتى راخو به النساء جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ براءت دیکر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ پھر علی کو انکے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کاغذ لے لیا وہ غمگین ہو کر لوٹ آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے فرمایا نہیں مجھ پر حکم ہوا ہے کہ میں اس سورت کو خود پہنچاؤں یا میرے گھر کا کوئی آدمی پہنچا لے۔

(۴) عن ابن عباس قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله ابابكر بسورة التوبة وبعث علياً خلفه فاخذها منه وقال لا يدين هذا رجل من اهل بيتى هو منى وانا منه راخو به احمد والنسائي ابن عباس رضى الله عنه کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تورات دیکر روانہ کیا انکے پیچھے

جناب علی کو روانہ کیا انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سورت کو لے لیا۔ حضرت نے فرمایا اس کو کوئی نہیں لے سکتا مگر وہ آدمی کہ میرے گھر کا ہوا اور وہ میرا ہوا زمین اسکا ہون۔

(۵) عن ابی سعید الخدری وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قالوا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر رضی اللہ عنہ مع براءۃ فلما بلغہم جنان سمع براءۃ علی فعرفہ فاناہ فقال ما شافی قال خیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی ببراءۃ فلما رجعنا انطلق ابو بکر رضی اللہ عنہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ مالی قال خیر انت صاحبی فی الغار وانہ لا یبلغ غیرہ اور جل منی یعنی علیاً راخوجہ احمد والنسائی ابو سعید۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے سوا میت ہو کہ سورہ و جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دیکر مکہ کی طرف روانہ فرمایا جب وہ جنان تک پہنچے تو جناب علی علیہ السلام کے ناقہ کی آواز کو سنا حضرت علی کو بھی پکرا کر قریب گئے اور پوچھا مجھے کیا ارشاد ہوا ہے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا خیر ہے۔ حضرت نے سمجھ کر برات لی جانے کے واسطے حکم دیا ہے۔ اس پر چل پڑا۔ پھر لوٹ کر سرکار کے حضور میں حاضر ہوئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے کیا کوئی حکم ہے؟ حضرت نے فرمایا تم میرے رفیق غار ہو۔ سو اس کے کوئی اور بات نہیں کہ میرے سوا یا میرے گھر کے آدمی کے سوا اسکو کوئی دوسرا نہیں پہنچا سکتا تھا۔

۶۱۔ عن علی قال لما نزلت عشر آیات من براءۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا ابابکر فبعثہ بھا لبقیمہ علی اہل مکہ ثم دعانی فقال لی ادرك ابابکر فخذت ما لقیته فخذت الکتاب فاذهب بہ الی اہل مکة فاقرا علیہم فلحقته بالحقۃ فلخذت الکتاب منہ ورجع ابو بکر فقال یا رسول اللہ انزل فی شیء قال لا وکن جبریل جانی فقال لا یودی عنک الا انت اور جل منک راخوجہ احمد والنسائی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب سورہ برات کی دس آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو وہ سورت دیکر مکہ والوں کی طرف روانہ کیا۔ کہ وہ جا کر سورہ برات انکو سنائیں پھر حضرت مجھے ملو اگر ارشاد کیا جاوے ابو بکر جہان پر ہوں ان سے کاغذ لیکر مکہ والوں کو تم جا کر یہ سورت سنائو میرے ان سے جھڑپیں جا ملا اور ان سے خط لے لیا ابو بکر جب واپس آئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن جبریل علیہ السلام نے اگر مجھ سے کہا ہے کہ آپ کی جانب سے ہرگز کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا مگر یا تو خود آپ یا کہ وہ آدمی جو آپ کا ہو۔

(۶) عن علی ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث ببراءۃ قال لانی لست باللسن ولا بالخطیب قال ما بدلی ان اذهب بھا انا او یدہ بھا انت قال فان کان ولا بد فاذهب انا قال انطلق فان اللہ لیسئلک ویہدی قلبک قال ثم وضع یدہ علی فیہ راخوجہ احمد جناب امیر علیہ السلام سے

روایت ہے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سورہ برات کو ساتھ روانہ کیا میں نے عرض کیا نہ تو میں زبان
آورد ہوں اور نہ مقرر فرمایا بجز اسکے چارہ نہیں اس حدیث کو یاسین لیجاؤں یا تم لیجاؤ علی نے عرض کیا جبکہ چارہ
نہیں تو میں ہی لیجاتا ہوں حضرت نے فرمایا جافا اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو سیدہ ہار دیگا اور تمہارے دلوں
میں بات کر دیگا یہ حضرت نے اپنا ہاتھ لٹکے دینے پر رکھا ۔

(شمسیہ) قال الزہری رحمۃ اللہ علیہ از امیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ان یقرء بیدادۃ لا یعزلان عادت
العرب ان لا یعزلا العہود والمواثیق الا بسید القوم او زمیمہ او رجل من اہل بیتہ یقوم مقامہ کاخ
ادابن عم فاجراہم علی عادتہم رتد کرہ خواص الامہ و ریاض النضرہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ برات دیکر اس لیے جناب انیر کو مکہ کی طرف بھیجا۔ کیونکہ
عرب کی عادت ہے کہ عہد اور مواثیق قبیلہ کے سردار یا اسکے شریک یا اسکے گھر کے آدمی کے سوا جو ہر
قائم مقام ہو سکے مثل بہائی کو یا ابن عم کو نہیں تو پس حضرت نے ہی انہیں کی عادت کو موافق اپنے
ابن عم کو برات دیکر بھیجا ۔

حضرت فرمایا مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں یا علیؑ

(۱) عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا منہ ولا یؤدی حق الا
انا وعلی راخوہ احمد والترمذی والنسائی والبخاری وابن ابی عاصم وابن قاتم والاضیاء والباقر
والطبرانی وابن ماجہ وابن ابی قتیبۃ والحافظ الدمشقی حبشی بن جنادۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں
یا علی۔ علیہ السلام ۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا منہ ولا یؤدی حق الا انا
او علی راخوہ الدلیلی) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا علی میرا ہے میں علی کا ہوں مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں یا علی۔

جناب امیر کا حضرت کی طرف سوامتوں کا ادا کرنا

(۱) عن ابی ذافع فی حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وخلفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی علیؑ بجزج الیہ
باہل وامرہ ان یؤدی عنہ امانتہ ووصایا من کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ وکان یؤتمن علیہ

من مالها فادى عليه ثمانته كلها واخرجه ابن الاثير في اسد الغابه (ابو رافع رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر مبارک کی نسبت روایت کرتے ہیں کہ حضرت انکو بیٹے علی کو اپنے پیچھے چھوڑ کر کہا کہ اپنے اہل کے ساتھ مدینہ کو آئیں اور امر کیا کہ جن لوگوں نے اپنی امانتیں اور وصیتیں حضرت کے پاس رکھی ہوئی تھیں انکو انکے مالکوں کو سب ادا کر آئے ۔

جناب امیر کا حضرت کے قرضوں کو ادا کرنا

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یقضى ديني (اخرجه الزوار) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی میرے قرض کو ادا کرے گا ۔

(۲) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يا علي انت تغسل جثتي وتؤدى ديني وتواريني في حفرة وتغني بذا متي وانت صاحب لوائي في الدنيا والاخرة (اخرجه الدليلي) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم میری غسل دو گے اور ہمارے قرض کو ادا کرو گے اور ہمیں قبر میں رکھو گے اور ہمارے ذمہ کو پورا کرو گے اور ہم دنیا و آخرت میں میرے علمدار ہو۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علي بنحو وعدتي ويقضى ديني (اخرجه الدليلي) ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میرے وعدہ کو پورا کرے گا اور وہ میرے قرض کو ادا کرے گا ۔

جناب امیر کا حضرت کے وعدہ کو پورا کرنا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علي بنحو وعدتي ويقضى ديني (اخرجه الدليلي) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی میرے وعدہ کو پورا کریگا اور میرے قرض کو ادا کریگا ۔

(۲) عن حشیش بن جنادة قال كنت جالسا عند ابي بكر فقال من كانت له عدة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فليقوم فقام رجل فقال يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدني بثلاث حثيات من تمر فقال ارسلاوا الى علي فقال يا ابا الحسن ان هذا يزعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدني بثلاث حثيات من تمر فاختها له فاختها له (اخرجه بن السمان) حشیش بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ کہنے لگے جسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہوا اسکو چاہیے کہ کثرا ہو کر بیان کرے ایک شخص نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ حضرت نے مجھ سے تین لب تہر کر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابوبکر کہنے لگے جناب علی کو بلا لاؤ حبیبہ تشریف لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یا ابا الحسن یہ شخص خیال کرتا ہے۔ کہ جناب رسالت ملیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لب تہر کر کھجور کے دینے کا وعدہ کیا تھا آپ اس کو دیدین جناب امیر علیہ السلام نے اس کو یقین لب تہر کر دیدین *

جناب امیر کا منجانب البسحر کی تائید کے لیے مخصوص ہونا

(۱) عن ابی الجعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ لیلۃ اسری بی الی السماء نظرت الی ساقی العرش الایمن فرأیت کتاباً فہمتہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بہ راخرجہ الملائکۃ فی سیرتہ وقاضی عیاض فی الشفا ابو حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سورا بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شب معراج میں جب آسمانوں پر چار آگندہ ہوا عرش مجید کی ذہنی ساق پر لکھا ہوا پایا جسکے معنی ہمیں سجدہ میں آنے کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں انکی تائید اور نصرت کے لیے علی پیدا کیے گئے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ فاذا بطائر فی فیہ موزۃ خضراء فالقاهما فی حجر النبی صلی اللہ علیہ فاخذنا فقبلنا ثم کسرہا فاذا فی جو فہا دودۃ خضراء مکتوب فیہا بالاصفر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نصرتہ بعلی راخرجہ نغیم وسعائی وصاحب ترہہ المجالس ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگمان ایک طاٹر آیا اور اس کے سونہرے منہ پر ایک سبز بادام تھا اس طاٹر نے وہ بادام حضرت کی گود میں ڈال دیا حضرت نے اسکو لیکر چومایا پھر اسکو تورا اسکے پیچ میں سے ایک سبز رنگ کا کپڑا نکلا جس پر درخط سے لکھا ہوا تھا نہیں ہے کوئی سجدہ مگر خدا تعالیٰ اور محمد اسکے رسول ہیں اور ہم نے انکی مدد علی کے ساتھ مخصوص کی ہے۔

(۳) عن ابی ہریرۃ فی قولہ تکاھوا الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ مکتوب علی العرش لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد عبیک ورسولی ایدتہ بعلی بن ابی طالب الخ ابو نعیم فی الحلیۃ والمعانی والسیوطی فی اللہ المنقول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تفسیر میں قول اللہ کے کہ اس نے میری تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں کے ساتھ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے کہ نہیں سجدو سوا اللہ کے دراتھا لیکہ وہ واحد ہے کوئی اسکا شریک نہیں محمد میرا بندہ

ہے اور میرا رسول جو سینے علی بن ابی طالب کے ساتھ ہلکی تائید کی ہے *

جناب امیر کا حضرت کی طرف سے صلح حدیبیہ کے روز کا تبصرہ

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان کاتب کتاب الصلح یوم الحدیبیۃ علی بن ابی طالب راخو جہد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے عہد نامہ کے کاتب جناب امیر علیہ السلام تھے
(۲) قال عبد المزیق قال معمر بن النضر عن الزہری فضوٹ وقال ہو علی ولوسالت فو لافا لوا ہو عثمان یعنی بنو امیہ (ریاض النضر) عبد الرزاق اپنی کتاب مصنف میں لکھتے ہیں کہ عمر حجتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سینے نبوی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا صلح حدیبیہ کی کتابت کس نے کی ہے وہ منہس کر کہنے لگے جناب علی علیہ السلام تھے اگر تم ان لوگوں سے پوچھو تو وہ یہی کہیں گے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے *

(۳) عن علقمہ بن اسحاق قال قلت لعلی بنک و بیان کلمۃ الاکباذ حکما قال انی کنت کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ فکتبت ہذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ فقال علی بن عمر لو حملنا اند رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما قاتلنا۔ اعمہا فقلت ہو واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وان دغم انک لا واللہ لا اعموہا فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ ارفی مکانہا فاربتہ فحماہا وقال اما لک مثلاً مناتہا مضطہدا (راخو جہا النساء) علقمہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سینے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کیا آپ اپنے اور حکم کہاں سے علی کے بیٹے رہنے ہندہ اور معاویہ کہ جس نے جناب سید الشہداء حضرت رضی اللہ عنہ کا حکم چاہا تھا کہ درمیان حکم مقرر کرتے ہیں جناب امیر نے ارشاد کیا کہ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صلح حدیبیہ کے لکھنے پر حاضر ہوا جب سینے لکھا کہ یہ وہ امر ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ہے سہیل بن عمرو کہنے لگا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم ان سے لڑائی نہ کرتے تم اے ثناء و سینے کہا خدا کی قسم ہے وہ یہ تحقیق اللہ کے رسول ہیں تیرے ناک پر پٹی ڈالوں گا اور واللہ میں نہیں ٹوٹا گا سورہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی ہمیں بتاؤ وہ کونسا مقام ہے سینے حضرت کو وہ مقام بتا دیا جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لکھا گیا تھا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا اور فرمایا عقرب تیرے لیے ہی الیا ہی جو نیوالا ہے اور تو ہی مغلوب ہو کر الیا ہی کو سکا۔

حضرت کا جناب امیر کو مسبقاً کہنا کہ یہ مخصوص فرمانا

عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ قال لما سال اهل قباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبني لهم سجدا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقم بعضکم فیرکب الناقة فقام ابو بکر رضی اللہ عنہ فركبها فلم تنبعت فرجع فقام فقام عمر رضی اللہ عنہ فركبها فلم تنبعت فوجم فقام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صحابہ لیقم بعضکم فیرکب الناقة فقام علی فلما وضع رجله فی غرزلو کاب قنبت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارجع زمامها و ابنوا علی ملاحها فانها ماموره راخو حبه الطبرانی فی الکبیر خلاصۃ الوفا للہم ھودی وحذ بالقول استیعہ عبد الحق قد ثلث اللہ ھودی جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبا کے بنے والوں نے جناب سیدنا امیر صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد کی بنیاد ڈالنے کے لیے سہتہ عاکی آٹنے ارشاد کیا تم میں سے کوئی شخص اس ناقہ پر سوار ہو۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ناقہ پر سوار ہوئے مگر اونٹنی نہ اٹھی۔ پس وہ واپس آکر بیٹھ گئے۔ بعدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اونٹنی نے حرکت نہ کی وہ بھی چلے آئے اور بیٹھ گئے۔ تب حضرت عائشہؓ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم میری اس ناقہ پر سوار ہو۔ اس مرتبہ جناب علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور رکاب میں پاؤں ڈال دیے۔ کہ اونٹنی کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا اس کی باگ چھوڑ دو یہ مامور ہے۔ یعنی جہاں تک کہ خدا کا حکم ہوگا اور جہاں تک کہ یہ دورہ کرے گی وہاں تک بنا کر دو۔

حضرت کا جناب امیر کو لوگوں کی تہدید کے لیے مخصوص فرمانا

(۱) عن المطلب بن عبد اللہ بن خطیب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو قد ثقیف حین جاردہ مسلمین تبتہم اولادہم علیکم رجلا مثل نفسی فلیضربن اعناقکم ولیمسینا ذلاریکم ولیاخذن اموالکم قال عمر فواللہ ما تمنیت الا ما رآہ الا یومئذ فجلدی انصب صدی رجاء ان یقول ھو ھذا قال فالتفت الی علی فاخذن بیدہ وقال ھو ھذا راخو حبه عبد الرزاق وابوعبیدہ۔ و ابن السمان) مطلب بن عبد اللہ بن خطیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حبشہ میں ثقیف کے قاصد پہنچ گئے۔ ان سے حضرت نے ان سے فرمایا تم باز آ جاؤ ورنہ تمہارا ایک محبوب آدمی رہا تمہارے لیے لڑائی کا اور تمہارا بچہ کو لڑائی اور غلام بنائیگا اور تمہارا مال لوٹ لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے اس دن کے سوا کبھی اسیر ہونے کی خواہش نہیں کی اس امیر پر۔ منیہ اپنا سینہ ابھاراکہ شاید حضرت فرما دیں کہ وہ یہ شخص ہے لیکن حضرت جناب علی رضی اللہ عنہ مستوجہ ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے وہ یہ شخص ہے۔

(۲) عن نذیر بن نفعی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لئن ہن بنو ولیعہ او لا یعثن الیکم رجلا کتفی فیہم امرے یقتل المقاتلۃ ویسبیل لذرتہ قال فقال ابو ذر فما را عنی الا بردکف عمرنا حنجرتی من خلفی فقال من تراہ یعنی من تعنی۔ قال لا اعدیک ولكن خاصف النعل یعنی علیا را حوجہ احمد فی المناقب (زیر ابن نفعی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ہے کہ بنو ولیعہ باز رہیں ورنہ میں ان پر ایک ایسا آدمی بھیج دوں گا جو میری زبان کی مانند ہے ان میں سے ایک حکم جاری کرے گا اور ان کے بچوں کو نوڈی اور غلام بنائے گا اور جتنی امر عنہ کہتے تھے کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی مروی انار بند کے پاس بھیجے محسوس ہوئی حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا ہماری مراد اُن سے نہیں بلکہ جو مانسے والے یعنی علی علیہ السلام سے ہے۔

(۳) عن منصور بن ربحی بن فراس قال حدثنا علی بالرحبۃ قال لما کان یوم الحدیبیہ خرج لنا ناس من المشرکین منہم سہیل ابن عمرو فقالوا یا رسول اللہ خرج الیک ناس من ابنائنا و اخواننا و ارقابنا فاردہم الینا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر قریش لئن ہن اولیبعثن اللہ علیکم رجلا من بصری رقابکم بالسیف علی الدین قدامتھن اللہ قلبہ علی الایمان فقالوا من ہو یا رسول اللہ قال ہو خاصف النعل وکان اعطی علیاً نعلہ یخصفہا قال فالتفت الینا علی فقال او ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعل فلیتبوا أمقعد فی النار قال احمد اولجہ فی النار را حوجہ احمد النسائی و قال الزمذی حسن صحیح منصور بن ربحی بن فراس سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم سے حربین بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز چند مشرک ہمارے پاس آئے ان میں سہیل بن عمرو بھی تھا وہ لوگ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے بیٹوں اور غلاموں اور بہائیوں میں چند شخص اب آپ کی خدمت میں چلے آئے ہیں آپ انہیں ہمارے پاس لوٹا دیں حضرت نے فرمایا اسے قریش کے لوگوں سے آؤ ورنہ خدا تمہارے تیرا کیا ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تنوار سے تمہاری گردن کا ٹیڑھا بختیق خدا تعالیٰ نے ایمان پر اس کے دل کا امتحان کر لیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے حضرت نے فرمایا وہ جو تہ سینے والا ہے۔ اور حضرت علی کو جو تہ سینے کے لیے دیا ہوا تھا پہر چناب امیر ہمارے طرف متوجہ ہو کر بہنے لگے کیا سینے حضرت کو فرماتے ہو کہ نہیں سنا کہ جو شخص مجھ پر دہشتہ جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے۔ امام احمد سے روایت ہے کہ وہ دوزخ میں دھکیل جائیگا۔

(۴) عن علی قال جاء ناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک و حلقامک و ان ناسا من عیدنا قد اتوا لیس فیہم رغبۃ فی الدین انما فروا من ضیاعنا فاردہم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال

صدقوا انهم ليجيرانك وحلفاءك ثم قال لعمر ما تقول فصدقوا انهم ليجيرانك وحلفاءك فتغير وجه رسول
 الله صلى الله عليه وسلم ثم قال يا معشر قریش والله لیبغتن الله علیکم رجلاً قد اسحق الله قلبه بالایمان
 فلو ضربتکم علی الدین قال ابو بکر انما هو یا رسول الله قال لا قال عمر انما هو یا رسول الله قال لا قال
 وکن هو الذی یخسف النعل وکان اعطى علیاً نعلہ یخسفها راخرجه النساءى وابدواؤد) جناب
 امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لگے عرض کرنے لگے یا محمد
 ہم آپ کے ہمسایہ اور ہم عمر ہیں ہمارے غلام آپ کی خدمت میں آگئے ہیں جبکہ اسود دین میں کچھ ہی
 عزت نہیں وہ ہمارے کمیتوں سے بہا گئے ہیں آپ ہمیں داپس لے دین حضرت نے ابو بکر رضی اللہ عنہ
 سے فرمایا تم اس کی بابت کیا کہتے ہو وہ کہنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں یہ حضور کے ہمسایہ اور ہم عمر ہیں
 بہر حضرت نے جناب عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم کیا کہتے ہو وہ بھی کہنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں یہ لوگ حضور
 کے ہمسایہ اور ہم عمر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جبرہ اقدس غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا پھر آپ نے
 فرمایا اے قریش کے لوگو تم باز آؤ اور تم پر خدا ایسے ایک آدمی کو بھیجے گا کہ جس کے دلوں کو خدا نے ایمان کو
 ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ تمہیں دین کے لیے قتل کرے گا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے لگے یا رسول
 اللہ کیا وہ شخص میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں
 لیکن وہ جو تاسینے والا ہے اور علی کو جوتا سینے کے لیے دیا جوتا تھا۔

(۵) عن ابی ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليتبعن بنو وليعة اولادو وكيعة اولادبعاش
 عليك رجلا كفتي فيقتل المقاتلة ويسبى لذينة فاراعني الا بردكف عمر في حنق من خلفه
 فقال من تعق قال فاصف النعل وعل يخسف نعل راخرجه احمد والنسائي) ابو ذر رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہیے کہ بنو ولید یا بنو کیعہ باندہ میں وردہ انہر ایک
 ایسا آدمی بھیجا جائیگا کہ وہ میری جان جیسا ہے وہ ان سے لڑے گا اور ان کے بچوں کو نوٹسے غلام
 بنائیگا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سوی پیچھے سے میرے ازار بند کے پاس پھیرا
 ہوئی وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد کہتے ہیں فرمایا جوتا سینے والی سے اور علیؑ
 جوتا ہی رہتے تھے۔

جناب امیر المومنین کے نسبت پیشگوئی محمد عتیق میں

ایسیابی کی کتاب کے باب ۱۳- آیت ۲۰ میں ہے کہ بابل کا سچا بادشاہ شد و پشت در پشت

گا ہے سمور نخواستہ گردیدہ پندار محض عرب خیمہ بخوانہ زردینہ بابل کا شہر ایسا برباد و ویران ہو گا کہ عرب کے لوگ ہلاک خیمہ ہستادہ نہ رہیں گے۔

یہ پیشین گوئی جناب امیر علیہ السلام سے پوری ہوئی پھر روضۃ الصفا و دیگر کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ خیمہ امیر علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ معاویہ کی لڑائی کے لیے صفین کو تشریف لے چلے تو حبشہ خلیفہ سے کوچ فرما کر بابل پہنچے اس وقت آپ کی فوج نے عرض کیا کہ نماز عصر قریب ہو اگر آپ فرما دیں تو ہم اپنے خیمہ بیان ہستادہ کریں حضرت نے فرمایا بیان خیمہ ہستادہ برت کر وہ خدا کا غضوب ٹھہرے اس جگہ پر روانہ ہو جاؤ۔

محمد خاندن روضۃ الصفا میں کہتے ہیں۔ روز چہارم طبل جیل کو فتہ از تخنید کوچ کردند چون بیریالی مدینہ بابل رسیدند امیر المومنین علی فرمود کہ این شہر لیت کہ بکرات ثمرات سمور و مدروس گشتہ باید کہ چہار پایان را بتجلیل برانید کہ نماز دیگر بر خارج این دیار بگذاریم و خلائی در سیر سرعت نموده چون از مدینہ بابل بیرون رفتند از مراکب فرود آمد و اقامت باہم لمسلمین کردہ باداے صلوٰۃ عصر قیام نمودند انتہی کلام پس یہ بیان نبی کا نوشتہ جناب امیر علیہ السلام سے پورا ہوا کہ بابل میں عرب اپنا خیمہ ہستادہ نہ کریں گے چنانچہ اسی غرض کے لیے اس مقام پر جناب امیر علیہ السلام کے واسطے حضرت یوشع بن نون کی طرح سے روشنی ہوئی واقع ہوا چنانچہ مطالب رسول میں علامہ کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی علیہ الرحمۃ اور علامہ یوسف کنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں و بعد النبی حین اراد ان یعبی الفراتہ بابل داشتغل کثیر من اصحابہ بتعبید و ابھم و صلی علی مع طائفۃ من اصحابہ العصر وفاتت الجھود فتکلموا فی ذلک فلما سمع سال اللہ عزوجل فی ردھا ليجتم کافۃ اصحابہ علی الصلوۃ فاجابہ اللہ تعالیٰ و ردھا و کانت کما لھا وقت العصر فلما سلموا بقوم غایت و سمع لھا وجیب شدید ہال الناء و اکثروا التسیب و التقلیل و الاستغفار و انتہی کلاما میں نے ایک دفعہ اور یہی روشنی سرور کا ذکر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام کے لیے واقع ہوا جبکہ وہ فرات کو گنا گھٹھ بابل سے عبور کر رہے تھے انکے اکثر دوست اپنی اپنی بار برداریوں کو فرات کی گھاٹوں میں مشغول تھے جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز اپنے وقت کی پڑھ لی۔ لیکن اکثر لوگ نماز سے رہ گئے۔ لوگوں نے اسکا چرچا کیا جب جناب امیر نے سنا خدا تعالیٰ سے دعا کی تاکہ سب لوگ عصر کی نماز اپنے وقت پہنچا دے اسکیں خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا و آفتاب کو لوٹا دیا اور شامیک عصر کا وقت ہو گیا جیسے کہ پہلے تھا۔ تمام قوم نے عصر کی نماز پڑھی جب انہوں نے سلام پیرا۔ آفتاب غروب ہو گیا اور اسکے غروب ہونے سے ایک سو گنت

آقاؐ سنا گیا تمام لوگوں کے گلچے و بل گنواؤں سے بہرہ و تہنیل و بہتفقار کثرت سے ٹپے سننے لگے۔

جناب امیر کا حق امت محمدیہ پر

(۱) عن عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق علي بن الحسين حق الوالد على المولد (راخو جہ الدائم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سلا لوں پر علی کا حق ایسا ہے جیسکہ باپ کا بیٹو پر۔

(۲) عن حابر بن عبد الله و أبي ايوب الانصاري رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال حق علي هذا الامه كحق الوالد على ولد (راخو جہ الدائم) حابر بن عبد اللہ اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کا اس امت پر حق ایسا ہے جیسکہ والد کا بیٹے پر۔

خدا اور جبریل کا جناب امیر سے راضی ہونا

(۱) عن ابي رافع ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث علياً فبعثا فلما قدم له رسول الله صلى الله عليه وسلم الله ورسوله وجبريل عنك راضون (راخو جہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی سانیہ ابو رافع) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو ایک فرج میں روانہ کیا جب وہ ان سے تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول اور جبریل تجھے راضی ہوئے۔ (۲) عن عمر بن الخطاب قال توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو علة راض (راخو جہ البخاری) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے وہ جناب امیر سے ہمیشہ خوش رہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا محبوب خدا ہونا

(۱) عن سفينة قال اهدت امرأة من الانصاريين رسول الله صلى الله عليه وسلم طيرين مابين رغيفين فقدمت اليه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم استغني باحب خلقك اليك والي رسولك فاذا بالباب على فدخل فاكل معه (راخو جہ احمد فی المناقب الطبرانی فی معجم الکبیر فی مسند سفينة) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری عورت دو

مرغ و شیون پر کہہ کر بلور پکچہ لائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار جو شخص کہ سب خلقت کے نیرے اور تیرے رسول کے نزدیک بہت پیار اور اہل سے میرے پاس بھیج دے ناگمان دروازہ کہو لکھ جناب امیر و اہل ہوتے اور حضرت کے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔

(۲) عن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم كان عند طائفة فقال اللهم انتني باحب خلقك اليك يا كل من هذا الطائر فجار ابو بكر فردة ثوب جاد عمر فردة ثوب جاد علي فاذن له راخرجه النساء في الخصائص الطبراني في الكبير في مسانيد انس بن مالك) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرغ لپکا ہوا تھا حضرت نے فرمایا اے میرے رب جو شخص کہ سب خلقت سے تجھے زیادہ محبوب ہے اے میرے پاس بھیج دے کہ وہ میرے ساتھ اس مرغ کے کھانے میں شریک ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے حضرت نے انکو لوٹا دیا یہ عمر رضی اللہ عنہ آپ کے حضرت نے انکو بھی لوٹا دیا یہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت تھے انہیں داخل ہونے کا اذن دیا۔

(۳) عن محمد بن عمرو بن علقم قال حدثني ابي عن جده علي قال احدثني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يقول يا كل من هذا الطائر فجار ابو بكر فردة ثوب جاد عمر فردة ثوب جاد علي فاذن له راخرجه النساء في الخصائص الطبراني في الكبير في مسانيد انس بن مالك) عجبہ فرقعہ النبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیاہ الی اللہ فقال اللهم انتني باحب خلقك اليك يا كل من هذا الطائر قال انس فجار علي فا ستاذن فقال له انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم علي حاجة ثم اعد رسول الله صلى الله عليه وسلم الدعاء فجار علي فردة ثوب جاد عمر فردة ثوب جاد علي فجار علي فادخله فلما رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما جئتك يا علي قال هذه اخر ثلث كرات يرد في انس انه يزعم انك علي حاجة قال يا انس ما حلك علي ما صنعت قال سمعت دعائك فاحسبت ان يكون في رجل من قومي فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الرجل قد يحب قومه فاكل معه ثم خرج علي فقال انس فقلت يا ابا الحسن استغفر لي فان لي اليك ذنب وان لي اليك بشارة فاخبرته بما كان من دعاء النبي صلى الله عليه وسلم فحمد الله واستغفر لي ورفعتني راخرجه ابو حاتم محمد بن عمر بن علي اپنے باپ کے اور وہ اسکے دادا سے ناقل ہے کہ کوئی شخص حضرت کے پاس ایک مرغ حبیبی لپکا کر مدیر لایا حبیب حضور کے سامنے رکھا گیا حضرت نے ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا کی کہ پروردگار جو شخص کہ تجھے تمام خلقت سے محبوب ہو اے میرے پاس بھیج دے تاکہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ناگمان جناب علی تشریف لائے اور اندر آئیں انکا اذن طلب کیا انس نے انکو لوٹا دیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صرف کارہین پر دو بارہ حضرت نے دعا کی اور علی تشریف لائے انس نے پڑا انکو واپس کر دیا حضرت نے پھر دعا کی اور علی تشریف لائے انس رضی اللہ عنہ نے انکو اندر جانے دیا۔

انہوں میں لگا یا وہ بالکل اچھی ہو گئیں گو یا کہ مدت ہی نہیں بہر حضرت نے انکو علم دیا۔ علی نے عرض کیا یا رسول
 اللہ میں ان سے لڑوں تاکہ وہ ہمارے جیسے مسلمان ہو جائیں حضرت نے فرمایا سب سے پہلے جاؤ بیاتک کہ تم انکو
 میدان میں جاؤ پھر انکو سلام کی دعوت کرو اور جو کچھ کہ انہر خدا کا حق و حبیب اس کے انکو اطلاع دے پس
 اسکا گریہ فریاد سے خدا ایک آدمی کو بھی ہدایت کرے تو تیرے لیے سرخ ریشم والے اونٹ سے بہتر ہے۔
 (تفسیر) پس احادیث صدر سے ثابت ہوا کہ جناب امیر محبوب خدا تعالیٰ تھے اور محبت میں عبارت پر کثرت
 فاب سے چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ شرح منہاج میں لکھتے ہیں۔ و محبت اللہ تعالیٰ بہد ممکنہ من طابقہ
 عصمتہ و توفیقہ و تیسیر الطافہ و ہدایہ و افاضہ برحمۃ علیہ ہلا مبادیہا و انما غایتہا فکشف الحجب عن
 قلبہ حتی یراہ ببصیرتہ فیکون کما قال فی الحدیث الصیبر لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فان
 حببہ کنت سمع الذی یمعبہ و بصرہ الذی یبصرہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بندہ کے ساتھ
 خدا تعالیٰ کی محبت کرنے سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بند کو عبادت پر قادر کرتا ہے اور عصمت کی
 شریف سے مشرف فرماتا ہے اور امتثال امر کی توفیق دیتا ہے اور اپنے الطاف اس کے حق میں ہل کر دیتا
 ہے اور راہ ثواب کی ہدایت فرماتا ہے۔ اور اپنی رحمت کو اس پر افاضہ فرماتا ہے یہ تمام امور مبادی محبت
 تھی ہیں اور اس محبت کی غایت یہ ہے کہ اس کے دل کے پردے کو ہل دیتا ہے بیاتک کہ وہ اپنی بصیرت
 سے اپنے معبود کو دیکھتا ہے چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حبیب میرا بندہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا
 ہے تو میں اسکو دوست بناتا ہوں اور حبیب میں اسکو دوست بناتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں کہ وہ
 ن سے سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں کہ وہ اس کو دیکھتا ہے۔

جناب امیر کا محبوب رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہونا

(۱) عن جمیع بن عمر التیمی قال دخلت مع عقی علی ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فسالته ای
 الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت من النساء فاحلہ ومن الرجال زوجہا راحلہ
 (ترمذی) جمیع بن عمر التیمی کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی
 خدمت میں گیا سینے ان سے پوچھا لوگوں میں سے کون زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب
 تھا کہنے لگے عورتوں میں سے فاطمہ اور مردوں میں انکا شوہر۔

(۲) عن عروۃ قال قلت لعائشۃ رضی اللہ عنہا من کان احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قالت علی قلت ای فی کان سبب خروجک علیہ قالت لمرزوج ابوک امک قلت ذلک من قدام اللہ

قالت وكان ذلك من قدس الله راجح المتقى في كثر العمال (عروہ کہتے ہیں کہ سینہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بقیہ شیخو
 امہ عنہا سے پوچھا کہ سب لوگوں سے کون حضرت کا پیارا تھا فرمایا علیؑ سینے کے برابر پیر آپ کی چڑھائی کا کیا
 تھا فرمائیے مگر تیرے باپ نے یہ مان سے کیوں شادی کی تھی میں نے کہا یہ خدا کی تقدیر تھی نہ میری
 وہ بھی خدا کی تقدیر تھی +

(۳) عن مجمع قال دخلت مع امی علیؑ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا۔ عن سرہا۔ یوم الجمل فقالت کما
 قدیرا من الله وسالتهما عن علیؑ قالت۔ الت عن احب الناس الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 الطبری فی الرایض النضرہ مجید ضعیف "نعمه ناقل ہے کہ میری اپنی والدہ کے ساتھ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا
 ضعیف امہ عنہا کی خدمت میں گیا اور پتھر چل کر وہ پوچھیں فرمائیے مگر میں یہ حد اگر تقہر نہ کرے۔ پر بہت
 جناب امیر کی نسبت پوچھا فرمائیے مگر میں نے ایسے شخص کی نسبت پوچھا ہے جو دشمن ہے امیر
 سلم کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا +

(۴) عن النعمان بن بشیر قال۔ قال ابو بکر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت
 عائشہ رضی اللہ عنہا عالتا وهي تقول، والله لقد علمت ان عليا احب اليه من ابى فاهوى ابو بكر
 رضی اللہ عنہا عند بلطها رة ال، يا رب: لانك ترفعين صوتك على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 فامسك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بلسانك، ومخرج ابو بكر رضی اللہ عنہا عن بعض روادى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 عليه السلام كيف رايتي انعدنا من الرجل فما استاذن ابو بكر رضی اللہ عنہا عن عبد ذاك، فقلت
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عليا وعائشہ فقال ادخلا في سلم لما امة لما في الحرف فقال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم قد فعلنا راجح الدنائي في انك ما تخرجي نعمان بن بشير رضی اللہ عنہا عن امہ عنہا
 ہے کہ ایک دفعہ جناب ابو بکر رضی اللہ عنہا حضرت علیؑ کی خدمت میں گئے اور حاضر ہو کر اجازت
 چاہی۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عجز کیا کہ آپ نے اس کے ساتھ نہ گئے۔ یہ کہہ کر وہ
 مستعجب ہو گئی جانتی ہو میرے باپ سے آپ کو علیؑ سے اور عزیز ہیں۔ حضرت ابو بکر نے بڑے قہر سے کہہ دیا کہ
 اٹھائیں اور کہنے لگے اے فلاں کی بیٹی حضرت پر چلائی ہے۔ حضرت علیؑ نے اس کو روک دیا کہ
 بکر علیؑ ابو بکر خا ہو کر نکل گئے حضرت نے ام المومنین عائشہ سے فرمایا کہ کیوں یہ کہتے ہیں اس سے
 بچنے کیا بچا یا۔ ہر اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہا نے حاضر ہو کر اجازت مانگی اور حضرت ام المومنین عائشہ سے
 صلہ ہو چکی تھی ابو بکر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اب آپ مجھ کو صلہ میں ہی شامل کریں جس طرح سے کہ میں
 آپ کے جگڑے میں دخیل ہوا تھا حضرت نے فرمایا میں نے آپ کو صلہ میں ہی شامل کر لیا ہے

جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب آگیا حضرت نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھا اپنا سراقدس بالین پر رکھ دیا اور فرمایا میرے محبوب کو بلاؤ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بھی دیکھا اور دیکھا کہ سراقدس بالین پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں سے کہا افسوس ہو تیر علی کو بلاؤ واللہ حضرت ان کے سوا کسی دوسرے کو نہیں طلب کرتی جب حضرت نے انکو دیکھا اس پر کچھ حضرت اور ہوتے اٹھا دیا اور جناب علی علیہ السلام کو اسکے اندر لے لیا حضرت کے انتقال فرمانے تک آپ انکو اپنے سینہ سے لگاؤ ہوئے تھے۔

(۱۱) عن عکرمہ قال لما زوج رسول الله صلى الله عليه وآله فاطمة قال لها امرت ان لا انكح احب اهل الى راخر جعفر الرضا قبي جامعه) عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح کیا تو ان سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوتا تھا تیرا نکاح اس سے کروں جو سب سے اہل سو مجھے محبوب ہے۔

(۱۲) عن اسامة بن زيد عن ابيہ قال اجتمع علي وجعفر وزيد بن حارثة فقال جعفر انا احبكم الى رسول الله صلى الله عليه وآله قال علي انا احبكم الى رسول الله صلى الله عليه وآله وقال زيد انا احبكم الى رسول الله صلى الله عليه وآله قال فانطلقوا بنا الى رسول الله صلى الله عليه وآله فنسأله قال واستاذنوا على رسول الله صلى الله عليه وآله وانا عنده قال اخرج فانظروا هؤلاء فخرجت قمم حيت فقلت هذا جعفر وعلي وزيد بن حارثة يستاذنون قال ايذن لهم فدخلوا فقالوا يا رسول جئناك نسألك من احب الناس ليك قال فاطمة قالوا انما نسألك عن الرجال قال اما انت يا جعفر فليشبه خلقك مخلقه ومخلقتك خلقى واما انت يا زيد من شجرة واما انت علي فختنى وابو ولدك واحب القوم الى راخر جعفر الخوارزمي في المناقب) اسامہ بن زید اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ ایک مقام پر جناب علی اور زید بن حارثہ اور جعفر بن ابیطالب اور علی علیہ السلام مجتمع تھے جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تم سب سے حضرت کو پیارا ہوں زید بن حارثہ کہنے لگے میں تم سب سے حضرت کو پیارا ہوں علی علیہ السلام کہنے لگے میں زیادہ عزیز ہوں۔ باہم یہ مشورہ شمیرا کہ چلو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں۔ دروازہ ہوا اگر اذن طلب کیا میں اس وقت حاضر خدمت تھا مجھ سے ارشاد ہوا باہر دیکھو کون لوگ ہیں میں نے عرض کیا جعفر اور زید اور علی ہیں اجازت چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا آتے دو حبیبوہ حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کون زیادہ پیارا ہے فرمایا فاطمہ انہوں نے عرض کیا ہم سب کو توں کی نسبت

نہیں پوچھتے بلکہ مردوں کی نسبت عرض کرتے ہیں حضرت نے فرمایا اے جعفر تیرا خلق اور خلقت میری مشابہ ہے اور اے زید تو میرے شجرہ میں سے ہے اور اے علی تو میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ اور بہت سے زیادہ مجھے پیارا ہے ۔

شب معراج میں جناب امیر کی آواز سے خدا پاک کا حضرت کے ساتھ کلمہ پڑنا

عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسئل بای لفت خاطبتك ربك لیلة المعراج فقال خاطبتنی ربی، بلغت علی فقلت یا رب خذ طبتی انت ام علی فقال یا احمد انا شیء لیس کلا شیء ولا انا قال بالناس ولا اوصف بالاشیاء مخلقتك من نوری وخلقت علیاً من نورك فاطلعت علی سر ائرت قلبك فلم اجد القلب احب من علی بن ابی طالب فخطبتك بلسانہ کما یطمان قلبك راخرجه الخوارزمی فی المناقب) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ لوگوں نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا فرمایا علی کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا کہ علی فرمایا کہ احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے میں تیرے دل کے بہید پر واقف ہوں کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہے میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہم کلام ہوا تاکہ تیرے دل کو تسلی رہے ۔

(۲) عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وقد سئل بای لفت خاطبتك ربك لیلة المعراج قال خاطبتنی بلسان علی فقلت یا رب خذ طبتی انت ام علی فقال یا احمد انا شیء لیس کلا شیء ولا اوصف بالاشیاء خلقتك من نوری وخلقت علیاً من نورك اطلعت علی سر ائرت قلبك ولم اجد فی قلبك احب من علی فخطبتك بلسانہ کما تطمان قلبك راخرجه الخوارزمی فی المناقب) حضرت علی سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا لوگوں نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا فرمایا علی کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا کہ علی فرمایا کہ احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے میں تیرے دل کے بہید پر واقف ہوں کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہے میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہم کلام ہوا تاکہ تیرے دل کو تسلی رہے ۔

جناب امیر کی ذات پر پورو گار کا سبب بات کرنا

(۱) عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لما جرت والارضار صنفين واخذ بيد علي فربين الصنفين فضحك فقال له رجل من ابي ثعلب صحتك يا رسول الله فذلك ابو دحي قال هبط اوسر . بان الله باسما بالمهاجرين والارضار على اهل سموت وباهي في وبت حلة الارش باعدن بقا
 بولف ميم في فعتائل العباس ابن عباس رضوا عنه سے روایت ہے کہ یہ تحقیق جناب سادات ۱۲ پہلی امیر علیہ وسلم نے مهاجرین اور انصار کی دو صنفیں بنائیں اور علی کا ہاتھ پکڑا ان دونوں صفوں میں سے جو گزرتے اور تیسرے فرمایا ایک شخص نے عرض کیا میرے مان باپ آپ پر خدا بن آپ کس قسم سے شستہ ہیں جنت کے فرمایا جب ابراہیم بکر بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مهاجرین اور انصار کی وجہ سے اہل آسمان پر مہاباات کرتا ہے۔ اور اسے علی تیسرے ساتھ سلطان عرش بھی سب بات ایسے فیض کرتے ہیں۔

(۲) عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعليهما السلام التخرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من مكة بآية عرفه فقال ان الله عز وجل باهي بكم وغفر لكم عامه وعلی خاصه وانی ذیول الله غیر عاب لقرا بتي از السعيد كل السعيد من احب عليا في حيوته وبعد مماته وان الشقو كل الشقو من ابغض عليا في حيوته وبعد مماته راخرجه الطبراني واحمد والديلي عن ابن عمر جناب سید لبنا فاطمة الزهراء علیہا التحية والتا فرماتی ہیں کہ محبوب با العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام عرفہ کی۔ ان کو باہر نکال کر فرمانے لگے کہ یہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر نازل کرتا ہے اور تم کو عام طور پر بخش دیتا ہے اور علی کو خاص کر بخشا ہے میں خدا کا رسول ہوں میں اپنے قریبیوں کو وحشت ملا لیا لائیں بے شک نیک بخت اور پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے انکی زندگی میں اور انکے مرنے کے بعد ان کو محبت رکھتا ہے اور بد بخت اور پورا بد بخت وہی ہے جو علی سے انکی زندگی میں اور انکے مرنے کے بعد ان سے بغض رکھتا ہے۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله عز وجل باهي بكم وغفر لكم عامه وعلی خاصه وانی ذیول الله الیکم غیر محلب لغوی هذا جریل بخاری ان السعيد كل السعيد من احب عليا في حيوته وبعد مماته راخرجه الديلي ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر نازل کرتا ہے اور تم کو عام طور پر اور علی کو خاص طور سے میں خدا کا رسول ہوں میں اپنے قریبیوں کو وحشت دلائیو لائیں یہ تحقیق پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے انکی زندگی میں اور انکی موت کے بعد ان کو محبت رکھتا ہے۔

(۴) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أيها الرجل من جلي بياهي بعلی کلوم والملائكة المقربين حق يقول بخيرك يا علي راخرجنا الدلی (جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز فخر کرتے ہیں حتیٰ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے شاباش علی)۔

(۵) نقل الامام حجة الاسلام ابو حامد محمد الغزالی رحمہ اللہ علیہ فی کتابہ احیاء العلوم ان لیلۃ بات علی علی فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ارحم الراحمين وميكائيل انى قد اخبت منكها وجعلت عمر احدكم اطول فأيكما يؤثر صاحبه بالحقيق فاختار كل واحد منهما الحيوة فادخل الله اليهما فلا كنتا مثل علي اخيته بينه وبين محمد صلى الله عليه وسلم وبات علي فرأى يقد يه بنفسه ويؤثر بالحياة فاهبطا الى الارض فاحفظا آدم من عده فقتل جبريل عند رأسه وميكائيل عند رجليه فنادى بخيرك من مثلك يا علي يا أيها الله ملك الملائكة فانزل الله عز وجل من يشري نفسه بتغارضا الله والله رؤف بالعباد حجة الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ جس شب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اقدس پر جناب امیر علیہ السلام تشریف لے کر پورے عالم نے سیرت و میکائیل علیہ السلام سے ارشاد کیا میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بہنوئی کیا ہے اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے پس تم دونوں میں کوئی ایسا ہو گا جو بہنوتی کو ایشیج سے کچھ حصہ دے۔ دونوں اپنی ہی طول حیات کے مستحق بنے۔ پورے عالم نے فرمایا جاؤ تم علی کی شہزادی پر۔ میں نے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بہنوئی بنا یا ہے وہ اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر رہا ہے۔ تم زمین پر جا کر اسے اسکے دشمنوں سے بچاؤ۔ پس جبریل انکے سر ہانے اور میکائیل انکی پائنتی آترے اور دیکارنے لگے شاباش ابو علی تیرا مثل کوئی نہیں خدا اور فرشتے تجھ پر فخر کرتے ہیں پس علی علیہ السلام پر اسی شب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لوگن میں سے وہ آدمی بھی ہے کہ اپنی بیوی کو خدا کی رضا کے لیے بچتا ہے اور اسے جہان ہے اپنے بند و نیر۔

(۶) نقل انه قال فی مجلسه العام۔ سلوف نبل ان تفقد و فی سلوف من عمادون العرش فاف اعلمها زقاوا ولبك بلکا فقال رجل من الحاضرين حيث ادعيت ذلك فاخبرني ابن جبريل هذه الباعة فطس، قليلا وتفكر في الاسرار ثم رفع رأسه قائلا اني طفت السموات السبع فلم اجد جبريل و اظنه انت ايها السائل فقال السائل بخيرك من مثلك يا بن ابی طالب وربك يا أيها الملك (كشف الغم) نقل جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أيها الرجل من جلي بياهي بعلی کلوم والملائكة المقربين حق يقول بخيرك يا علي راخرجنا الدلی (جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز فخر کرتے ہیں حتیٰ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے شاباش علی)۔

گم کرو۔ پوچھو مجھ سے عرش کے ستونوں کا حال کہ میں انکے تمام کوچوں سے واقف ہوں حاضرین میں سے ایک شخص نے لگا جبکہ آپ نے یہ دعوے کیا ہے تو آپ مجھے بتائیں جبریل اس وقت کہاں ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے تہوڑی دیر تک سر جھکا کر اسرار میں گفتگو کیا پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ میں ساتوں آسمان کی سیر کی لیکن جبریل کو کہیں نہیں ملا میں گمان کرتا ہوں کہ اے سائل تو ہی جبریل ہے۔ سائل نے کہا شاہ شراے ابن امیاط الب تیرا مثل کوئی نہیں تیرا رب اور فرشتے تجھ پر سب بات کرتے ہیں۔

جناب امیر کی ہودت کا عبادت ہونا

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق ومودتہ عبادۃ (اخرجہ الدالی) ابو ذر غفاری نے اللہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے۔ اور اس بات کو کہ جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میری ہمت پر ظاہر کرنے والا ہے اسکی محبت ایمان اور اسکا بغض نفاق اور اسکی دوستی عبادت ہے +

جناب امیر کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہونا

(تفسیر) اخرج الطبرانی والحاکم وابن المغازلی عن ابن مسعود وعمران بن حصین (وابن عساکر عن ابی بکر الصدیق وعثمان بن عفان ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد اللہ والنس ورفیئ بن واثم المؤمنین عا) والحاکم (عزانی علی) والذہبی عن ابی ہریرۃ والبخاری وابن الساکع عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انظر الی وجہی عبادۃ نزل الابرار میں علامہ بخاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ طبرانی اور حاکم اور ابن المغازلی اور ابن مسعود اور عمران بن حصین (سے) اور ابن عساکر (ابو بکر صدیق اور عثمان بن عفان اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور انس اور رفیئ بن واثم المؤمنین عائشہ صدیقہ (سے) اور حاکم (ابن علی) سے اور ذہبی (ابو ہریرہ) سے اور بخاری اور ابن السمان (ام المؤمنین عائشہ صدیقہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے +

(۱) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت رأیت ابا بکر یکنز النظر الی وجہ علی فقلت یا ابی ابی رأیتک تکنز النظر الی وجہ علی فقال یا بنت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ ابن السمان) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ

جناب علی علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے تھے مینے کہا اباجان میں دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا اے بیٹی مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۲) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان اذا دخل علینا علی وابی عندنا لایمل النظر الیہ فقلت یا ابت انی رأیت قد تكثر النظرات الی علی فقال یا بنت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی علی عبادۃ (راخو جہ النجندی) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب جناب علی علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہمارے پاس ہمارے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوتے۔ تو وہ جناب علی کے چہرہ سے اپنی نگاہ نہ ہٹاتے۔ مینے ان کو کہا اے اباجان کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کو کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا اے میری بیٹی مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔

(۳) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (راخو جہ الطبرانی و ابو الحسن المغازی و حاکم اسنادہ حسن) عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سورتوں میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۴) عن معاذۃ الغفاریۃ قالت کان لی التی الی التی صلی اللہ علیہ وسلم یرجع معہ فی الاسفار و اقوم علی المرضی و ادوی الجرحی فدخلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت عائشہ و علی خارج من عندہ فمعتہ یقول یا عائشہ ازلہذا احب الی الی واکرم علی فاعرفی لہ حقہ واکرمی منواہ فلما ان جری بینہا و بین علی ما جہرا رجعت عائشہ الی المدینۃ فدخلت علیہا فقلت لہا یا ام المؤمنین کیف قلبک الیوم بعد ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لک ما قال قالت یا معاذۃ کیف یکون قلبی لرجل کان اذا دخل علینا و ابی عندی لایمل من النظر الیہ فقلت یا ابت انک لتدین النظر الی علی فقال یا بنتی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (راخو جہ النجندی) معاذہ غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت پس ہتی میں اکثر سفر میں حضرت کے ساتھ رہا کرتی تھی اور مرضیوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی سرہم ٹھی کیا کرتی تھی ایک دفعہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی آپ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رونق افروز تھے علی حضرت کے پاس اس وقت موجود نہیں تھے مینے سنا کہ حضرت بی بی عائشہ سے فرما رہے ہیں کہ یا عائشہ یہ شخص سب لوگوں سے مجھے پیارا ہے اور

زیادہ تر مکرم ہے اسکے حق کو پہچانیو۔ اور اسکی عزت کیجیو۔ حبیبِ بحرِایِ جبلِ مین جو کچھ جناب امیر اور ام المومنین کے درمیان گزرتا تھا گزرتا تھا اور وہ مدینہ مین واپس آگئیں مین ان کی خدمت مین گئی اور مینے ان سے کہا یا ام المومنین آج آپ کے دل کی کیا حالت ہو۔ بعد اسکے کہ آپ سن چکی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جناب امیر کی نسبت کیا کچھ فرمایا تھا۔ ام المومنین فرمانے لگیں اے معاذہ میری دل کی حالت ایسے شخص کے لیے کیا ہوتی کہ حبیبِ کبھی وہ ہمارے پاس تشریف لاتے اور میرے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس ہوتے اور میرے والد انکے چہرے سے نگاہ نہ پھرتے مینے ان کو کہا کہ آپ ہمیشہ علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھتے رہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے فرمانے لگے مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہو۔

(۵) عن جابر بن عبد اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فأنه مر بفض فأتت فأتاه علی وحدثه معاذ و ابو هريرة رضی اللہ عنہما فاقبل عمران یجد النظر الی علی فقال له معاذ لم تجد النظر الیہ یا عمران فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجه علی عبادۃ قال معاذ انا سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو هريرة انا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ صاحب الطبری فی الریاض) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ عمران بن حصین بیمار ہیں جاؤ انکی بیماری پر پی کر و مین انکو پاس گیا پس انکے پاس جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے عمران کے پاس معاذ بن جبل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران تو کچھ جناب امیر کی طرف تیز نگاہ سے دیکھنے لگے معاذ نے ان سے کہا تم کیوں انکی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہو؟ ان کہنے لگے مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے معاذ نے کہا مینے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ابو ہریرہ کہنے لگے مینے بھی حضرت سے سنا ہے۔

(۶) عن ابی بکر الصدیق انہ قیل لہ وقد اداہم النظر الی وجه علی مالک تقدم النظر الیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجه علی عبادۃ (اخرجہ الحاکم) جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ جناب علی علیہ السلام کی طرف اکثر دیکھتے رہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے وہ کہنے لگے مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (۷) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجه علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہو۔*

جس نے جناب امیر کو چوڑا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چوڑا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیاً فقد فارقنی ومن فارقنی فارق اللہ عز وجل (اخرجه البخاری والدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو چوڑا مجھ کو چوڑا جس نے مجھ کو چوڑا اسے خدا چوڑا (۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیاً فقد فارقنی ومن فارقنی فارق اللہ عز وجل (اخرجه احمد والدیلمی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے علی کو چوڑا اس نے مجھ کو چوڑا جس نے مجھ کو چوڑا اس نے خدا کو چوڑا۔*

جناب امیر سے دشمنی کرنے والے سے خدا دشمنی کرتا ہے

عن ابی ذر مولى لعائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند اللہ من عاد علیاً زلّٰہ (ابو ذر جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ خدا دشمنی کرتا ہے اس شخص سے جو علی سے دشمنی کرتا ہے۔

جس نے جناب امیر کی شان گھٹائی اس نے حضرت کی شان گھٹائی

عن بريدة الاسلمی رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ينقص علیاً فقد ينقصنی (اخرجه الديلمی فی فروع دین الاخبار) بريدة اسلمی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کی شان گھٹائی اس نے میری شان گھٹائی۔

جس نے جناب امیر کو حسد کیا اس نے حضرت کو حسد کیا

عن انس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حسد علیاً فقد حسدنی ومن حسدنی فقد کفر (اخرجه ابویکرم بن مردويه) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔*

جس نے جناب امیر کی طاعت کی اس نے حضرت کی طاعت کی

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیاً فقد اطاعنی ومن عصاه فقد عصانی (اخرجه الحاکم ابو ذر سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری طاعت کی اس نے خدا کی طاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی جس نے علی کی طاعت کی میری طاعت کی اور جس نے انکی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

جس نے جناب امیر کی مدد کی اس نے سبکی مدد کرنا ہے

عن عمر بن شراحیل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصر من نصر علیاً اللہم انصر من نصر علیاً اللہم اکرم من اکرم علیاً اللہم اخذل من خذل علیاً (اخرجه الدیلمی) عمر بن شراحیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای پروردگار جو علی کو مدد دے اسے مدد دیجیو اور جو اسے بزرگی دے اسے بزرگی رکھیو اور جو علی کو چھوڑے اسے چھوڑ دیجیو۔

جس نے جناب امیر کو جنگ کی اس نے حضرت کی جنگ کی

اخرج احمد والطبرانی والحاکم عن ابی ہریرۃ قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی والحسن والحسین وفاطمة انا حاربنا حاربکم وسلمنا لمن سالکم وعند الترمذی عن زید بن ارقم انا حاربنا حاربکم وسلمنا لمن سالکم ومعہ الطبری فی الراض عن ابی الصدیق (رضی اللہ عنہ) امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کر کے ارشاد کیا کہ میں لڑنے والا ہوں اس سے جو تم سے لڑے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اس طرح پر اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے۔

معہ طبری نے سلم بن الفضل فی فضائل عشرہ میں اس حدیث کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جنات میں کالغرض علی المرتضیٰ

ع۔ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آقا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال یجوز المؤمن ولا یفصا
۱۶۱ ق۔ راجعاً للسائقی ح۔ یام المؤمنین اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر!
اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر!

ع۔ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ع۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال یجوز المؤمن ولا یفصا
۱۶۱ ق۔ راجعاً للسائقی ح۔ یام المؤمنین اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر!
اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر!

ع۔ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ع۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال یجوز المؤمن ولا یفصا
۱۶۱ ق۔ راجعاً للسائقی ح۔ یام المؤمنین اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر!
اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر!

ع۔ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ع۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال یجوز المؤمن ولا یفصا
۱۶۱ ق۔ راجعاً للسائقی ح۔ یام المؤمنین اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر!
اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر! اے اللہ کے پیغمبر!

کہتے ہیں جب: بائیر نے فرمایا میں نے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنا کر عرض کیا یا رسول اللہ سنا ہے کہ میں نے نبی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنا ہے کہ جو دہر کی راہ سے جائزہ ہوتی ہو وہ کہنے لگو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے میں دہر کی راہ سے جائزہ ہوتی ہوں اور میرے مان باپ کو بھی اسکی خبر نہیں ہے

(۱۱) عن ابی ذر الخدری رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علی وهدیتی ومبین لامتی ما ارسلت من بعدی حباً ایماناً وبنیة تفیق والنظر الیہ عبادة (اخرجہ الدیلمی) ابو ذر غفاری نے فرمایا: میں نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرا مخزن ہے اور جسکے لیے میں بھیجا گیا ہوں یہ ہے بعد اسے بیان کرنیوالا ہے اسکی محبت ایمان اور اسکا بغض نفاق ہے اور اسکی طرف نظر کرنا عبادت ہے

(تفسیر) علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب میں کہتے ہیں وردت طائفة من الصحابة رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی لا یحبک الا من آمن ولا یبغضک الا منافق غیر صحابہ میں سے ایک طاہفہ نے یہ حدیث کو روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے محبت کر دیا تھا تجھ سے مگر مومن اور مومنین نے تجھ سے کچھ نہ کیا۔ مگر منافق

جس نے جناب امیر کو ایذا دی اس نے حشر کو ایذا دی

(۱۱) عن عمر بن الخطاب الأسدي وكان من اصحاب الخديجة قال خرجت مع علي الى اليمن فحقت في سفره حتى وجدت في نفسي عليه فلما وجدت اظهرت شكايته في المسجد حتى بلغ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم في ناس من اصحابه فلما ان قال يا عمر الله لقد اذيتني قلت اعوذ بالله من ان اؤذيك يا رسول الله فقال بلى من اذى علياً فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى الله راخرجه احمد وابن عبد البر في الاستيعاب) عمر بن الخطاب اسدي سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیر کی رکاب سعادت میں مین کو گیا مجھ کو سفر میں ان سے کچھ نہ ہو بوجہ جناب امیر مدینہ میں واپس آیا تو مسجد میں بیٹھا شکایت کر لے لگا اتنے میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کے ساتھ شریف لائے مجھ کو دیکھ کر فرمایا اے عمر وائے تو نے مجھ کو نہ دیا ہے مجھے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی پناہ ہے اگر میں آپ کو سبھوں فرمایا ہوں جس نے علی کو ایذا دی مجھ کو ایذا دی

جس نو مجھے انیادہی اس خدا کو انیادہی ۛ

(۴) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ادا ما سئل ان لا یفعلہ فی راحۃ
ابو یعلیٰ الذراری سعد بن ابی وقاص نے اس حدیث سے روایت کی کہ :
فیریدون ان یعلیٰ کہ ایسا ہی شیخ پیدا دی +

[illegible]

(۴) عن مصعب بن ابی وقاص قال كنت انا ورجلا من اهل مكة اول ما علمنا ان رسول الله صلى الله عليه وآله قد اقبل في وجهه الغمام فقلنا بعد يا الله ما هذا رسول الله صلى الله عليه وآله فقال لي ولكم من امي عليا فقد اذاني (اخرج به الزهري في التلخيص) -

اور منہ نقل ہیں کہ ایک دفعہ میں دو آدمیوں کے ساتھ مسجد میں تھا وہ دونوں باہر تھے۔ مسجد میں آتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں نشریف الی اور غم میں آتے رہا کہ میں میں ہوا ہو رہے تھے کہ خدا تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: یہ بہین ابی پاہ میں رکھ فرمایا مجھے بھی اور تمہیں بھی جس نے علی کو انیاد می مجھے انیاد می حیرت ملی گوا میداد میں مجھے انیاد می۔

(۵) والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغير ما اکتسبوا فقد اذعنوا بهمة اناس۔ بیاض عن مقال
 ابن سلیمان قال انه نزلت فی علی و ذکر ان نفرا من المها فقیر یؤذونه و یکذبون علیہ جو لوگ کہ اذیت دے
 ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کسی قصود کے پس وہ لوگ اثبات میں بہتان اور گناہ ظاہر۔ مقال بن سلیمان
 رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ چند آدمی منافقین میں
 سے جناب امیر کو اندھا دیا کرتے تھے اور انکو جھٹلایا کرتے تھے ۔

جس نے جناب امیر پر سب کی اس نے حضرت پر سب کی

(۱) عن ام المؤمنين ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سب عليا فقد سبني
راخرجه احمد والحاكم صححه جناب ام المؤمنين ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

(۲) عن ابی عبد اللہ الجہلی قال دخلت علی ام الموء زین ام سلمة فقالت لی انت رسول الله جیتے
الله علیہ السلام قلت معاذ الله قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم من سب عليا فقد سبني (راخرجه
احمد والنسائی والحاكم) ابو عبد اللہ الجہلی کہتا ہے کہ میں نے جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا
مجھے سے فرمائیے کہ کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا کرتا ہے۔ تو نے فرمایا کہ ہاں اگر آپ سے
خبر بات ملے گی تو میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سب عليا فقد سبني
من سبني فقد سب الله ومن سب الله ادخله الله النار ولله عذاب مہین (راخرجه الدلیل) ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا مجھے برا
کہا جس نے مجھے برا کہا خدا کو برا کہا جس نے خدا کو برا کہا خدا اس کو دوزخ میں ڈالے گا ایک ایسے سخت عذاب
والا عذاب ہے۔

(۴) عن ابی ہریرۃ وزید بن خالد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تدبوا عليا فان له مكانا محمدا
في ذات (راخرجه الدلیل) ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی کو برا مت کہو وہ خدا کی ذات میں دیوانہ ہے۔

(۵) عن جعفر بن ابی بکر بن خالد رأیت سعد بن مالك رضي الله عنه بالمدينة فقال ذكروني انكم
لتمسرون عليا فقلت قد فعلنا قال لعنت سبب رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت معاذ الله قال
لا تدبوا عليا فلو وضع المنشار على مفرق عني ان اسب عليا ما اسبه بعد ما سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم الترغيب في مولاته والترهيب عن معاداته (راخرجه النسائی) جعفر بن ابی بکر بن خالد کہتا
ہے کہ میں نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا مجھے کہنے لگے کہ میرے پاس لوگوں نے ذکر کیا
ہے کہ تو جناب امیر علیہ السلام کو برا کہا کرتا ہے میں نے کہا ہاں میں نے برا کہا ہے پس وہ کہنے لگے تو نے توجہ
میں سے اللہ علیہ وسلم کو برا کہا ہے میں نے کہا معاذ اللہ یہ فعل تو مجھ سے ہرگز نہیں ہوا۔ سعد کہنے لگے تو علی کو
برا مت کہنا اگر میرے سر پر رو چلا یا جائے تاکہ میں جناب امیر علیہ السلام کو برا کہوں تو یہی میں ہرگز ان کو
برا نہ کہوں کہ تو نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کی بابت ڈرانا کہ علی کی دوستی کی بات

محبت و لڑائیں ایسا ہے *

۱۰) عن سعد بن جبران عبد الله بن عباس من بعد ما حجب بصره فجلس من مجالس قریش ثم لیبت علیاً فسمعهم فقال لسعد بن جبریر رد فی الیهم فردد حتی وقف علیهم فقال ایکم الساب الله فقالوا سبحان الله ما فینا احد سب الله تعالیٰ من سب الله فقد اشرك فقال ایکم الساب لرسول الله صلی الله علیہ وسلم فقالوا سبحان الله ما فینا احد سب رسول الله صلی الله علیہ وسلم فقد کفر فقال ایکم الساب لعلی فقالوا ما هذا فقد کان منه شیء فقال اشهد بالله سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول من سب علیاً فقد سبنی ومن سبنی فقد سب الله ومن سب الله فقد کبه الله علی منخريه فی النار ثم ولی عنهم وقال یا بنی ما ذار ایتهم صنعوا قال فقلت له یا ایت ع نظر و الیک باعین محمده - نظر التیوس الی سفار الجارز - فقال زدنی ذلک ابوک فقلت ع حذر العیون نواکس ابصارهم - نظر الذلیل الی الغریب القاهر - فقال زدنی ذلک ابوک فقلت لیس عندی مزید فقال عندی مزید ع احیاءهم عار علی موااتم - والمیتون مسبتلغا یروا حتی احمد فی المناقب) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نابینا ہو کر کے بعد قریش کی ایک مجلس پر سے گذرے وہ لوگ جناب امیر علیہ السلام کو برا کہہ رہے تھے عبد اللہ بن عباس نے شکر سعید بن جبیر سے کہا مجھے لوٹا کر انکے پاس پہنچاؤ وہ ان کو اس مجلس میں لے گیا ابن عباس انکے سر پر کپڑے ہو کر فرمانے لگے تم کون ہو خدا تعالیٰ کو برا کہنے والے وہ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ خدا تعالیٰ کو برا کہتا ہو جس نے خدا کو برا کہا اس نے شرک کیا۔ پس ابن عباس کہنے لگو تم کون ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا ہو جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا اس نے کفر کیا۔ پس ابن عباس کہنے لگے تم کون ہو علی کو برا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے یہ کیا بات ہے انہیں کا تو ذکر رہتا۔ ابن عباس کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا مجھے یا کہا جس نے مجھے برا کہا اس نے خدا تعالیٰ کو برا کہا جس نے خدا تعالیٰ کو برا کہا بے شک خدا تعالیٰ اس کو ناک کی تہنوں کے بل آگ میں اوندھا کر اٹھائے گا یہ کہنا ابن عباس سے لوٹ پڑے اور مجھ سے فرمانے لگے اے میرے بیٹے تو نے دیکھا ہو گا وہ کیا کر رہے تھے۔ میں نے کہا اباجان اور یہ شعر پڑھا وہ تیری طرف غصہ سے اکھین لال کر کے دیکھتے تھے جیسے پیڑ سے قصاب کی چھری کو دیکھتے ہیں۔ ابن عباس فرمانے لگے جو بڑا باب نخ پر قرآن ہو

کچھ اور بڑے سینے پر شعر پڑھا کہ انکھوں کے خوف سے انکی آنکھیں نیچے ہو گئیں جس طرح کئے کوئی ذلیل فوت
والے غالب کو دیکھ کر ہو جاتا ہے۔ پھر ابن عباس فرماتے لگے میں تیرے قربان کوئی اور شعر پڑھ سینے کہا کہ
اب میرے پاس اس سے زیادہ نہیں وہ فرماتے لگے تیرے پاس اس سے زیادہ ہے اور یہ شعر پڑھا کہ انکی
زندگی انکے مردن کی عمارتیں ہیں۔ اور انکے مرے ہوئے انچولپس ماندوں کو بربا کہنے والے ہیں *

جس نے جناب امیر پر غضب کیا اس پر حضرت پر غضب کیا

(۱) عن ام سلمة قالت اشهد اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من احب اليه اقبل احبني ومن
احبني فقد احب الله ومن اغضب عليا فقد اغضبني ومن اغضبني فقد اغضب الله عز وجل
راخرجه احمد وابو الطاهر محمد بن عبد الرحمن المخلص للذهبي في المخلصات والطبراني جناب
ام المؤمنين ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو سنا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے مجھ سے محبت کی خدا تعالیٰ سے
محبت کی جس نے علی پر غضب کیا اس نے مجھ پر غضب کیا جس نے مجھ پر غضب کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر غضب کیا
واخرجه الامام الحافظ ابو الخیر احمد بن اسمعيل القزويني بالحاکمی فی الاربعین عن عمار بن یاسر و
ناد من تولاه فقد تولاني ومن تولاني فقد تولي الله عز وجل اس حدیث کو امام حافظ ابو الخیر احمد بن
اسمعيل القزويني بالحاکمی نے اربعین میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ
روایت کیے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جس نے علی سے دوستی کی مجھ سے دوستی کی جس نے مجھ سے دوستی کی اس
نے خدا سے دوستی کی *

جس نے جناب امیر کو بغض کیا اس نے حضرت کو بغض کیا

(۱) عن ابن عباس قال بغضني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى علي فقال له انت سيد في الدنيا و
الاخرة من احبك فقد احبني وحببيك حبيب الله وعدوك عدو الله الويل لمن ابغضك راخرجه
احمد ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو جناب امیر
علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا جب وہ آئے آپ نے ان سے فرمایا یا علی تو دنیا و آخرت کا سردار ہے جس نے
کہ تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست خدا کا دشمن خدا کا دشمن ہے افسوس ہے
اس پر جو تجھ سے بغض رکھے *

۲۰ عن العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب قد سمع رجلاً سب علياً وهو يقول له اني لا ظنك
من المنافقين فقال كفوا عن ذكر علي الا لخير فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه يقول في علي ثلاث
خصال وددت لو ان لي واحدة منهم احب الي مما طلعت عليه الشمس وذاك اني كنت انا وابوبكر و
ابوعبيدة بن الجراح وفقير من اصحاب رسول الله صلى الله عليه اذ ضرب النبي صلى الله عليه على كتف علي
وقال يا علي انت اول المسلمين اسلاماً اول المؤمنين ايماناً وانت مني بمنزلة هارون من موسى كذب
من زعم انه يبغي وهو يبغيك يا علي من احبك فقد احبني ومن احبني فقد احبه الله تعالى ومن
احبه الله تعالى ادخله الجنة ومن ابغضك فقد ابغضني ومن ابغضني فقد ابغضه الله تعالى ومن
ابغضه الله تعالى ادخله النار راجحة الخوارزمي جناب عباس بن عبد المطلب رضي الله عنه سے روایت ہے
کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کسی کو انہوں نے جناب امیر کی شان میں برا کہتے
ہوئے سن پایا تھا۔ اس آپ ہلکے رہے تھے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو منافقوں میں سے ہے ہر حضرت
عمر کہنے لگے سونیکلی کے علی کا ذکر مت کیا کرو میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی
میں تین خصلتیں ہیں زمین آرزو کرتا ہوں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک ہی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک
اس سے زیادہ عزیز فی کہ جیسے آفتاب طلوع کرتا ہے میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما اور
دیگر چند صحابہ حاضر تھے کہ حضرت نے علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا یا علی تم اسلام لانے کی وجہ سے
سب مسلمانوں سے اول اور ایمان لانے میں سب مسلمانوں سے مقدم ہو۔ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے
ہو سکتے ہو جو خدا ہے وہ شخړہ گمان کرتا ہے میری محبت کا اور تم سے عداوت رکھتا ہے یا علی جو تم کو
محبت رکھتا ہے مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے خدا اس کو محبت رکھتا ہے اور
جس کو خدا محبت رکھتا ہے اسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جو تم سے بغض رکھتا ہے مجھ سے بغض رکھتا
ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے خدا اس سے بغض رکھتا ہے اور جس سے خدا بغض رکھتا ہے اسے
دوزخ میں داخل کرتا ہے ۔

جناب امیر کے ساتھ بغض کہنے کی ترہیب

(۱) عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليها السلام قالت خرج رسول الله صلى الله عليه
سداً عفية عوفة فقال انا لله عز وجل يا هي بكم وغفر لكم عامه ولعلي خاصة اني رسول الله فيكم
غفرها ب لقراني انا السعيد كل السعيد من احب علياً في حياته وبعد موته وان الشقي كل

کل الشقی من ابغض علیاً فی حیوۃ وبعد موتہ وخرجہ احمد والطبرانی والدیلی عن ابن عمر عن جناب سیدۃ
النساء فاطمۃ الزہراء علیہا التحیۃ والثنا سے روایت ہے کہ عرفہ کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر شہر
لا کر فرمانے لگے کہ پردہ کا عالم تپ رہا ہے اور فخر کرتا ہے اور تم کو عام طور سے بخشہ پایا ہے اور علی کو خاص طور
سے بخشا ہے بے شک تم میں میں خدا کا رسول ہوں میں اپنی قوم میں کو وحشت دلاسنے والا نہیں۔ تحقیق
نیک بخت وہی شخص ہے جو حضرت علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے اسکی زندگی میں اور اسکے مرنے کے
بعد اور بے شک پورا بد بخت وہی شخص ہے جو علی کو دشمن رکھتا ہے اسکی زندگی میں اور مرنے کے بعد
(۲) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب حسنة لا تضر معها
سیئة وبغضہ سیدۃ لا تنفع معها حسنة (اخرجہ الدیلی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کی محبت ایک ایسی نیکی ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے
کوئی برائی ضرر نہیں دیتی اور انکا بغض ایک ایسی برائی ہے جسکے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی
(۳) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی طوبی لمن احبک وصدق فیک الویل
لمن ابغضک وکذب فیک (اخرجہ الدیلی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا خوشی ہوا اسکے لیے جو تجھے دوست رکھے اور تیری تسلیت
کرے اور افسوس ہوا اسکے لیے جو تجھ سے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے۔

(۴) عن معاویہ بن جریۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مات وفی قلبہ بغض علی فلیمت
یہودیاً او نصرانیا (اخرجہ الدیلی) معاویہ بن جریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مر گیا اور اسکا دل بغض علی سے بھرا ہوا ہے وہ البتہ یہودی ہو کر یا نصرانی
ہو کر مرا۔

(۵) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذب من زعم انہ امن بی وعاجت
بہ وهو یبغض علیاً فهو کاذب لیس بمؤمن (اخرجہ الخوارزمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہتا ہے کہ وہ مجھ پر ایمان لایا ہے
اور جو چیز کہ میں لایا ہوں اسپر یقین رکھتا ہے وہ علی سے بغض کرتا ہے وہ جوٹا ہے جوین
نہیں ہے۔

(۶) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی لو ان امتی ابغضوک لکبہم
اللہ علی من آخرہم النار (اخرجہ الدیلی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علی اگر میری موت تجھ سے بغض رکھے گی تو اللہ تعالیٰ اسے ناک کے تھنوں کے بل آگ میں اوندھا دیکھیلو گا ۔

(۷) عن سعید بن ذویقال قال قال علي في الرحبة انشدكم بالله من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم غدير خم يقول الله وليي انا ولي المؤمنين ومن كنت وليه فهذا وليا اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واغضن من اغضنه (اخرجہ النسائی) سعید بن ذویب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے حبیبین ان لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جنہوں نے غدير خم کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پیسنما ہو تو بیان کرے کہ امیر اولی ہے اور میں مومنون کا ولی ہوں اسکا یہ (یعنی علی) وہی ہے اسے میر پروردگار دوست رکھتا ہے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھتا ہے جو اسے دشمن رکھے اور مرد دے اسے جو اسے مرد دے اور بغض رکھتا ہے جو اسے بغض رکھے ۔

(۸) عن عبد الله بن بريدة قال حدثني ابي قال لم يكن من الناس يغض الى من على حتى احببت ربابا ولا احبته الا على بغض على فبعث ذلك الرجل على خيل فحصبته وما صحبته الا على بغض على فاضا سبياً فكتب الى النبي صلى الله عليه وسلم ان يبعث اليه من خمسة فبعث اليه علياً وفي السبي وصيفة فضل من السبي حين حصرته في الخمس ثم صارت في اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم ثم صارت في آل علي فاتانا ورأسه يقطر قطرتا ما هذا فقال اما تروا الوصيفة صارت في الخمس ثم اوت في اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم ثم صارت في آل علي فوكت عليها فكتب بغتي مضافاً لكتابه الى النبي صلى الله عليه وسلم مصداقاً لما قال في علي فلما اتيت النبي صلى الله عليه وسلم وقرأ كتابه فجلست اقول عليه صدق فامسك بيدي وقال اتبعني علياً فقلت نعم فقال لي لا تتغصنه وان كنت تحبه فارد له حياً فوالذي نفسي بيده انصبت لعل في الخمس فضل من وصيفة فما كان احد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الي من علي قال عبد الله هو ابن بريدة والله ما كان في الحديث بيني وبين النبي صلى الله عليه وسلم غير اب (اخرجہ النسائی) عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے لوگوں میں سے کسی کا اتنا بغض نہیں تھا جس قدر کہ جناب امیر کا ۔ یہاں تک کہ میں ایک آدمی کو اسوجہ سے پکارتے کہ وہ جناب امیر سے بغض رکھتا تھا ۔ وہ آدمی ایک دفعہ ایک گروہ پر پہنچا گیا ۔ میں نے جناب امیر کے بغض کی وجہ سے اسکی رفاقت اختیار کی اس نے لڑکر اس گروہ کو اسیر کر لیا اور حضرت کی خدمت میں لکھ دیا کہ کوئی آدمی بھیجا کہ جس مال کا اسکے حوالہ کیا جائے حضرت نے جناب امیر کو جس لینے کو لیے ہمارے پاس بھیجا ۔ قیدیوں میں ایک کثیر تھی جو سب قیدیوں میں افضل تھی حبیب باپخوان جس

چھانٹا گیا تو وہ کنیز حمزہ میں آگئی اور حمزہ سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آئی اور اہل بیت کے حصہ میں رسول علی کی آل کے حصہ میں آئی ایک دفعہ جناب علی ہمارے پاس تشریف لائے ان کے سر کے بالوں میں قطرہ نکلتا ہے تھے ہم نے پوچھا آپ کے غسل کرنے کی کیا وجہ ہے فرمانے لگے جتنے نہیں دیکھا کہ کنیز حمزہ میں آگئی اور حمزہ سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آئی اور اہل بیت کے حصہ سے علی کی آل کے حصہ میں آئی ہے۔ مہینے اس جو صحبت کی ہے پس اس شخص نے یہ تمام واقعہ لکھ کر مجھے تصدیق کے لیے حضرت کے پاس بھیجا جب حضرت کے پاس پہونچا اور خط حضور کو دیا۔ اور آپ نے اس خط کو پڑھا مینے اسکی تصدیق کی آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا تو علی سے بغض رکھتا ہو نیتے کہا ہاں فرمایا اسکا بغض مت رکھ بلکہ اگر تو اسکو دوست کہتا ہے تو اور بھی زیادہ دوست رکھ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ حمزہ میں علی کی آل کا حصہ کنیز سے بدرجہا افضل ہے بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اسکے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے جناب امیر سے کوئی زیادہ تر عزیز نہیں تھا۔

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں سیرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بجز میرے والد بزرگوار کے اور کوئی دوسرا نہیں۔

جناب امیر کی تولا کے بغیر انسان جنت کی بو نہیں سونگھ سکتا

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو ان عبد الله عز وجل مثل ما قلم نوح وكان له مثل احد ذهباً فانفقته في سبيل الله وسد في عسرة حتى يجر الف حج على قد ميه ثم قتل بين الصفا والمروة مظلوماً ثم لم يوالك يا علي لم تشم رائحة الجنة ولم يدخلها راخوها الدليلي جناب امير عليہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں قیام فرما کر کرے اور احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے پھر اسکی عمر اس قدر ورنہ ہو کہ پاپا یہ ایک ہزار حج کرے۔ اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے۔ پھر اگر یا علی تجھے دوست نہ کہتا ہو تو وہ جنت کی بو نہیں سونگھ سکے گا۔ اور نہ اس میں داخل ہو سکے گا۔

جناب امیر علیہ السلام کی محبت کی فضیلت

(۱) عن ام المؤمنين ام سلمة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احب علياً فقد احب الله ومن ابغض علياً فقد ابغض الله ومن ابغض علياً فقد ابغض الله ومن ابغض الله فقد ابغض الله

الدیلمی) والطبرانی فی الکبیر عن ابی داود (جناب امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ جناب سالت
تأب علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی جو سے محبت کی اور جس نے جو سے محبت کی خدا سے
محبت کی جس نے علی سے بغض رکھا اس نے جو سے بغض رکھا جس نے جو سے بغض رکھا اس نے خدا
تعالیٰ سے بغض رکھا *

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب یا کل الذنوب کما ناکل النار
المطہب (راخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ علی بن ابی طالب کی محبت گناہوں کو اس طرح سے کھا جاتی ہے جس طرح سے کھانے والے لکڑیوں کو کھا جاتی
ہے *

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب یا کل الذنوب کما ناکل النار
ببیاض الی القرضت محبت علی بن ابی طالب علی خلقی فبلغهم خلک حتی (راخرجہ الدیلمی) ابن عمر رضی
اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبریل میرے پاس اس کے درخت کا ایک سبز تپا
لیکھ آئے اس پر سفیدی سے لکھا ہوا تھا میں نے جناب علی بن ابی طالب کی محبت کو اپنی خلقت پر فرض کر
دیا ہے یہ بات انکو پہونچا دو۔

(۴) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب حسنة لا یضر معاصیة
وبغضه سیئة لا تنفع معاصیة (راخرجہ الدیلمی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی بائی ضرر نہیں پہونچا سکتی
اور اس کا بغض ایک ایسی برائی ہے جس کے ساتھ کوئی نیکی نفع نہیں پہونچا سکتی *

(۵) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی طوبی لمن احبك وصدق فیک وویل
لمن ابغضک وکذب فیک (راخرجہ الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین علیہ الصلوٰۃ
والسلام فرماتے تھے یا علی خوشی ہو اس کے لیے جو تجھے محبت رکھو اور تیری تصدیق کرے۔ اور افسوس ہو اس پر
جو تجھے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے *

(۶) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صحیفة المؤمن حب علی بن
ابی طالب (راخرجہ الدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
مومن کے نامہ اعمال کا عنوان ان علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔

(۷) عن ابی خنیس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی و میں کلمتی ما ارسلت بہ

من تہمتک حبہ ایمان و بغض منفاق و انصر الیہ عبادة (اخرجہ الدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے اور جس کے لیے میں لا بیجا گیا ہوں میرے بعد میری رستہ کو وہ بات بیان کرنے والا ہے جسکی محبت ایمان ہے اور اسکا بغض نفاق ہے اور اس کی بیعت وفایت ہے۔

(۸) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لو اجتمع الناس على حب علي بن أبي طالب لما خلقت النار الا لخرجها الدليلي، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ علی کی محبت پر مجتمع ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔

(۹) عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليها السلام قالت خرج رسول الله عليه وسلم عشية عرفة فقال ان الله عز وجل باهى بكم وغفر لكم عاصيتهم ولعل على خاصته واني رسول الله خير هاب لقومي ولا محاب لغيري هذا جبريل اخبرني ان السعيد كل السعيد من احب عليا في حياته وبعد موته واز الشقي كل الشقي من ابغض عليا في حياته وبعد موته راخرجه احمد والطبراني والذيلبي عن ابن عمر جناب فاطمة بنت رسوا الله تعالى الله عليه وسلم وعليها السلام من مروي ہے کہ عرفہ کی رات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لا کر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مبارکات کرتا ہے اور تم کو عام طہنہ سے بخش دیا ہے۔ اور علی کو خاص طہر سے بخشا ہے۔ میں خدا کا رسول ہوں اپنی قوم کو ڈرائیو والا اور اپنے رشتہ داروں کو دشت دلانے والا نہیں جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ پورا نیک وہی ہے جو علی سے انکی زندگی اور انکی موت کے بعد محبت رکھو اور پورا شقی وہی ہے جو انکی زندگی اور انکی موت کے بعد ان سے بغض رکھے۔

(۱۰) عن عمار بن یاسر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لعلي يا علي ان الله عز وجل قد زينك بزينة لم يزين العباد احب الله منها - الزهد في الدنيا لا تنال الدنيا فيك ثمن وذهب لك حب المساكين رضوا بك اما ما ورضيت لهم اتباعا فطوبى لمن احبك وصدق فيك وويل لمن ابغضك وكذب فيك فاما الذين احبوك وصدقوك فهم حيانك في دارك ورفقاءك في قصرك واما الذين ابغضوك وكذبوا عليك فموت على الله ان يوفقهم موقف الكذابين يوم القيمة راجع الطبراني في الكبير والحاكم والخطيب الدبلي في فردوس الاخبار وابن الجوزي في اسد الغابہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابیہ علیہ السلام کو فرماتے تھے یا علی پروردگار نے تجھے ایسی نینت سے ارستہ کیا ہے کہ تمام بندوں کو اس سے بہتر نینت سے ارستہ نہیں کیا۔ وہ نہ دنیا ہی دینا ہے۔ پس تجھے ایسا بتایا ہے کہ تیرا بچہ تک کسی باق من زمین ہو پھر سیلگی

اور مسکینوں کی محبت بھی عطا کی ہے وہ تجھے اپنا امام پاکر خوش ہو گئے ہیں اور تو انکو اپنا پیرو بنا کر خوش ہو گیا ہے اس شخص کو خوشی حاصل ہو جو تجھ سے محبت کرے اور تیری تصدیق کرے اور اس پر افسوس ہے جو تیرا بغض کرے لے تیری تکذیب کرے۔ پس وہ لوگ جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور تیری تصدیق کرتے ہیں اور جنت میں تیرے ہمراہ اور تیرے قہر میں تیرے رفیق ہونگے۔ اور جو لوگ تجھ سے بغض رکھتے ہیں اور تیری تکذیب کرتے ہیں پس خدا تعالیٰ حق رکھتا ہے کہ انکو قیامت کے روز جو ٹون کی جگہ میں کھڑا کرے۔

(۱۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب اليك بالقضيب لا حرام الا غرسه الله في الجنة عدن فليتمسك بحبل علي ابن ابي طالب راخرجه احمد في المناقب والديلمی فی فہرست الاخبار) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس شاخ سرخ کو جسے خدا نے جنت عدن میں لگایا ہے اپنے ہاتھ میں لینے کی آرزو رکھتا ہو چاہیے کہ علیؑ کی محبت سے متمسک ہو۔

(۱۲) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب اليك فان العبد لا ينال ولا الا بحبل علي بن ابي طالب راخرجه الديلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ جو مجھے دوست رکھتا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ تجھے دوست رکھے کیونکہ کوئی بندہ میری دوستی تک نہیں پہنچ سکتا مگر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ات سيك الدنيا والاخرة من احبك فقد احبني وحببتك حبب الله طوبى لمن احبك ومن ابغضك فقد ابغضني وبغضك بغض الله الويل لمن ابغضك بغيرك راخرجه احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے یا علیؑ تو دنیا و آخرت کا سرور ہے جس نے تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست رہا کا دوست ہو خوشی ہو اسکے لیے جو تجھے دوست رکھو اور جس نے تجھ سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا تیرا بغض رکھنے والا خدا کے ساتھ بغض رکھنے والا ہے افسوس ہے اس پر جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے

(۱۴) عن ام المؤمنين ام سلمة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحبكم الا مؤمن ولا يبغضكم الا منافق وكان علي يقول والذي فلق الحبة وبرء النعمة انما لعهد النبي الاخير صلى الله عليه وسلم الى ان لا يحبني الا مؤمن ولا يبغضني الا منافق راخرجه احمد والمسلم والنسائي وقال الترمذی حسن صحيح) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جناب امیر سے فرماتے تھے کہ نہیں دوست کہہ گا تجھے مگر میں اور تجھ سے نہیں بغض کہے گا مگر منافق جناب امیر
 علیہ السلام فرمایا کرتے تھے قسم ہے اس نجات کی جو دے کہ باہر تہا ہے اور انسان کو ظاہر تہا ہے البتہ بہت
 بنیامی صلے امیر علیہ السلام نے عمد کیا تھا کہ مجھے نہیں دوسرے رکھو گا مگر میں اور مجھ سے نہیں بغض کہے گا
 مگر منافق *

(۱۵) عن محمد بن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات یجعل لہم
 الرحمن وذا انہ قال لا یبقی مومن الا فی قلبہ وداعلی بن ابی طالب (اخرجه الثعلبی فی تہذیبہ و ذکر مناقبہ
 المعانی فی علی) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے شان نزول میں کہ رب شک وہ تو گواہا بیان
 لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں عنقریب اتھالے انکے ساتھ دوستی کر لیا، فرماتے ہیں کوئی مومن ایسا
 نہیں ہے گا جسکے دل میں جناب امیر علیہ السلام کی دوستی نہ ہو۔ نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت
 جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے *

(۱۶) عن عبد اللہ بن ظالم قال جاد رجل لیسعید بن زید فقال انی احببت علیا حباً لہ احب فیما
 قط قال نعم ما رأیت احببت جلا من اهل الجنة (اخرجه احمد) عبد اللہ بن ظالم اقل میں کہ ایک شخص
 نے سعید بن زید سے اگر کہا کہ میں علی سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ کسی چیز سے مجھے ایسی محبت نہیں ہوئی
 سعید کہنے لگے کیا انجی بات تجھے سوچی ہے کہ تو جنت کے لوگوں میں ہے ایک آدمی سے محبت کرتا ہو
 (۱۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احببت ہذا من اہل البیت و احب ہذا من اہل البیت و احب ہذا من اہل البیت
 فی مدحی یوم القیمۃ (اخرجه احمد والترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں یعنی حسین علیہما السلام کو اور ان دونوں کے والد
 اور والدہ کو دوست رکھتا ہے قیامت کے روز میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(۱۸) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احببت ہذا من اہل البیت و احب ہذا من اہل البیت و احب ہذا من اہل البیت
 لا یزال قدم عن قدم یوم القیمۃ حتی یشاہد اللہ تعالیٰ الرجل عن عمر فیما افناہ وعن جده فیما ابلاہ
 وعن مزلہ ممرکسبہ فیم انفقہ وعن حبنا اہل البیت فقال لہ عمر ما ایتہ جکم فوضع یدہ
 علی راس علی و هو جالس المجانبہ وقال ایتہ جی حب ہذا من بعدک (اخرجه الدیلمی) ابو ہریرہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قسم ہے اس نجات کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت
 کے روز کوئی شخص قدم سے قدم نہیں اٹھا سکیگا جب تک کہ اس سے چار باتوں کی نسبت نہیں پوچھا

جائے گا اول اسکی عمر کے کاغذ کے کسبت میں موت کی جہ پر اسکے جسم سے گھر میں اسنے ہسکو آڑا یا ہے
اور اسکے مال سے کس طرح سے اسنے اسے حاصل کیا اور کمان پر اسکو خرچ کیا اور ہم اہل بیت کی محبت
سے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی محبت کی کیا نشانی ہے علی حضرت کے ایک طرف پر
بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے انکے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہماری محبت کی نشانی اسکے ساتھ ہمارے بعد محبت
رکھنا ہے *

(۱۹) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعلي بن ابي طالب قد حلف بالامن والايان
ومن ابغضك امانه الله ميتة جاهلية (الخوارزمي) عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا جو شخص کہ تجھ سے محبت کرے لگا وہ میں اور اپنا
میں گمراہ رہے گا اور جو شخص کہ تجھ سے بغض کرے لگا وہ اللہ تعالیٰ سے ہٹ کر کفر کی دہشت سوار لگا۔
(۲۰) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية قل لا ايسا لکم علیہ جبر الا المودة فی القربی قالوا یا رسول
الله من هؤلاء الذین امرنا الله بمودتهم قال علی وفاطمة وابناهما (الخوارزمي) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ رکھو سے یا محمد میں نہیں تم سے ناگتا ہوں اس تبلیغ رسالت
پر کچھ اجرت مگر رشتہ والوں کی دوستی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون میں جن کی مودہ کر لیے خدا
نے ہٹ کر فرمایا ہے حضرت سے فرمایا وہ علی وفاطمة اور ان دونوں کے دونوں بیٹے ہیں *

(۲۱) عن مالك قال طلع علينا رسول الله صلى الله عليه وآله ذات يوم متبسم يضحك فقام اليه عبد الرحمن
ابن عوف فقال يا ابا انت وامي يا رسول الله ما الذي اخحك فقال بشارة اتيني من عند الله
في ابن عمي اخي وابني ان الله تعالى لما زوج فاطمة اميرضوان فخر شجرة طوبى فقلت رما فاطمة
مكا مكا بعد عيينا اهل البيت ثماناء من تحتها ملكة من نور فاخذ كل رقا فاد استوت
القيمة باهلها ناحت الملكة للخلائق فلا يلقون محباننا اهل البيت الا اعطوه رقا فيه برات
من النار فبكر اخي وابن عمي فكاك رقاب الناس من النار (الخوارزمي) مالک رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ ایک روز جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے عبد الرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا میرے ابن عم اور
بھائی اور بھتیجی کی شہادت خدا کی طرف سے مجھے بشارت آئی ہے۔ کہ جب پروردگار عالم نے فاطمہ کا نکاح
کیا رضوان کو حکم دیا اس نے طوبی کے درخت کو لایا اس سے رقعے بننے نجات کے پر دے ہم اہل بیت
کے محبوب کی تعداد کو مقرر کر دیا ہے پھر نور کے درخت سے پیا کیے۔ انہوں نے وہ رقعے لیے۔ جب رقعے

اپنے لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی وہ فرشتے خلقت کو پکارینگے۔ اور ہم اہل بیت کے محبوبوں سے یوں ہی ملتیں گے۔
بلکہ وہ نجات کے پروانے ان کو دینگے جن میں دوزخ سے نجات پانے کی بارات دوج ہوگی پس میرا ابن عم اور بھائی
اگلے لوگوں کی گردن چترانے کا باعث ہوا ہے ۔

(۲۲) عن سلیمان قال له وجل ما اشد حبك اهلے قال سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم يقول من احب علیا
فقد احبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی (راخو جہ الخوارزمی) سلمان رضی اللہ عنہ کے کسی شخص نے کہا آپ
جناب اثر سے نہایت پیار کرتے ہیں کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے
تھے جس نے علی سے محبت کی اور جس نے علی سے بغض کیا وہ مجھ سے بغض رکھا ہے ۔

(۲۳) عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم خلق الله تعالیٰ من نور وجه علی ابن ابی طالب
سبعین الف ملکا يستغفرون له ولحبیه الی یوم القیامة (راخو جہ الخوارزمی) انس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے علی کے سونہ کے نور سے ستر ہزار فرشتے
پیدا کیے ہیں جو قیامت تک علی اور علی کے محبوبوں کے لیے استغفار کرتے رہیں گے ۔

(۲۴) عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم اول من اتخذ علیا الخامن اهل
السموات اسرافیل ثم میکائیل ثم جبرائیل واول من احبہ من اهل الجنة حملة العرش ثم الفضل
خازن الجنة ثم ملک الموت یترجم علی عجبی حلی کما یترجم علی الانبیاء (راخو جہ صاحب المواقف)
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اہل آسمان کے
جس نے کہ اول علی کو بھائی بنایا ہے وہ اسرافیل ہیں پھر میکائیل پھر جبرائیل ہیں اور اہل جنت میں سے
جس نے اول ان سے محبت کی ہے وہ حاملان عرش ہیں پھر رضوان خازن جنت اور پھر ملک الموت علیؑ
کے محبوب پر وہ اس طرح سے ترجم کرتا ہے جس طرح سے کہ انبیاء پر ۔

(۲۵) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم وقد رأیتہ فی النوم یا انس ما ملک
حلل لا تودی ما سمعت منی فی حلل حق ادرکتک العقوبة ولولا استغفار علی لک ما شمت راحة
الجنة ابد او لکوا لثمت فی بقية عملک ان اولیاء علی وعبیدہم السابقون الاولون الی الجنة وہم حیران
الله واولیاء الله خیرہ وجعفر والحسن والحسین واما اهلہ فہو الصديق اکبر لا یفترق فی یوم القیامة
من احبه (راخو جہ الخوارزمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی
اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ کو ارشاد کیا اسے انس تجھے کس بات نے برا لگتی ہے کہ تو نے
جو مجھ سے علی کی نسبت سنا لوگوں کو نہیں سنا تا وقتیکہ تجھے عذاب الہی پہنچے اگر علی تیرے لیے

نہی دہ کرتے تو تو کہی جنت کی بوند نہ گنگتا۔ لیکن اب اپنی باقی عمر میں لوگوں کو بشارت بیان کرتا رہیو۔ کہ
 اے محبوب سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہمسایگی میں رہیں گے اور خدا کے
 بی حمزہ اور جعفر اور حسن اور حسین میں علی تو صدیق اکبر ہیں جو شخص کہ ان سے محبت رکھیں گا وہ قیامت کے
 عزیز بنیں خائف ہوگا۔

(۲۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحب علياً قبل الله صلوة وصيامه و
 نيامه واستجاب دعاه الا من أحب علياً اعطاه الله بكل عرق بدنه مديته في الجنة الا من أحب آل
 محمد آمن من حساب الميزان والصراط الا من مات على آل محمد فانا كفيله بالجنة مع
 الانبياء الا من ابغض آل محمد جاء يوم القيامة مكتوباً بين عينيه اثم من رحمة الله راحه
 الخوارزمي في المتأقب) ابن حجر رحمۃ اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے
 جس نے علیؑ سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس سے نماز اور روزہ اور عبادت قبول کرتا ہے اور اس کی دعا مستجاب
 ہوتی ہے جس نے علیؑ سے محبت کی خدا اس کے بدن کے ہر ایک قطرہ کے عوض جنت میں اسے ایک غصہ
 عطا کرتا ہے جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو دوست رکھتا ہے وہ حساب سے اور میزان سے
 اور صراط سے امن میں ہے جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی محبت پر گر گیا اس کا میں صنامن
 ہوں کہ انبیاء کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے بغض رکھتا ہے
 وہ قیامت کو خدا اس طرح سے حاضر کیا جائیگا کہ اس کی پیشانی پر خدا کی رحمت سے ناامیدی کی آیت
 لکھی ہوگی ہوگی۔

(۲۷) عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قل لمن أحب علياً
 تعيها لدخول الجنة راحه الدبلي) عبد الله بن عباس رضي الله عنه سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علیؑ سے محبت رکھتا ہو اسے کہدو جنت میں داخل ہونیکے لیے آمادہ ہوگا
 (۲۸) عن أبي برفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عهد الى عهده في علي فقلت يا
 رب يئنه لي فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علياً راية الهدى ومبارك الايمان وامام الاولياء و
 نور بين الطاهقين وهو كلمة التي اليها المتقين من احب فقد احبني ومن ابغضه فقد ابغضني
 (راخه يوسف الكنجي) ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
 تحقیق علیؑ کی نسبت خدا نے مجھ سے ایک عہد کیا میں نے عرض کیا یا رب وہ مجھ سے بیان فرما پروردگار نے
 فرمایا سن میں نے عرض کیا یا رب میں نے فرمایا علیؑ کی ہدایت کا علم اور ایمان کی نشانی اور ولیوں کا

امام ہے اور نو ہے اسکے لیے جو میری اطاعت کرتا ہے اور وہ ایک کلمہ ہے جسکو کہ متقیوں نے لازم گردان لیا ہے جس نے اس سے محبت کی محبہ سے محبت کی اور جس نے اس سے بغض کیا محبہ سے بغض کیا۔

(۲۹) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد علی المؤمنین رایۃ علی امیر المؤمنین و امام العصر المجملین فاقوم و اخذ بید فی بیض و وجہ و وجع احبابہ فاقول ما خلفونی فی الثقلین من بعدک فیقولون صدقنا اکبر و تعینا الا صغر و نصرنا۔ و قال لئن انا فاقول و وار و اء مروءیین فلیثربوت شریۃ لا یطأون بعدھا ابدا و وجہ امامہم کالشمس الطالعة و وجہہم کالقمر البدر او کاضواء نجم فی السماء راخر جہان یوسف الکنی الشافعی فی کفایۃ الطالب ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حبیب حوض کوثر پر امیر المؤمنین امام العصر المجملین کا علم سو پونچھ گامین ہسکا ہاتھ پکڑ کر کٹرا ہو جاؤنگا اسکا چہرہ اور اس کے اصحاب کا چہرہ نور سے باق ہوگا میں ان سے پوچھوں گاتے میرے بعد ان دو بہاری چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے وہ کہیں گئے تیری چیز کی ہنسنے نقدیق کی اور چوٹی چیز کی پیروی کی اور اسکی مدد کی اور اس کے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ میں اتنے کہوں گا جاؤ پیو اور پلاؤ وہ ایسا شربت بہن کے کہ جس کے بعد انکو ہر پاس نہن لگے گی۔ انکے امام کا موندہ مثل سورج کے چمکتا ہوگا اور انکے موندہ چودہویں رات کے چاند کی طرح سے ہوگا یا آسمان نورانی ستاروں جیسے ہونگے۔

(۳۰) عن ابی سعید الخدری قال اقبلت ذات یوم فاصدا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی یا ابا سعید فقلت لبیک یا رسول اللہ قال ان اللہ عموما تحت العرش یغنی لاهل الجنة کما دغی الشمس لاهل الدنیا لا ینالہ الا علی و محبوبہ راخر جہ ابوبکر بن مردویہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کر کے گیا حضرت نے مجھ کو فرمایا اے ابا سعید مینے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں فرمایا عرش کے نیچے خدا ایک ستون ہے جو اہل جنت کے لوگوں پر اس طرح سے چمکتا ہے جس طرح سے آفتاب اہل دنیا پر اس کے قریب کوئی نہن جانے کے گا مگر علی یا اسکے محب۔

(۳۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ثقیل ثقیل اتدرون بما ہبط جبریل ثقیل قال ہبط جبریل فقال یا محمد ان اللہ غرس قضیباً فی الجنة ثلاثۃ من یأقوت حمرہ و ثلاثۃ من لا یجحد حمرہ و ثلاثۃ من لا یرکب علیہا طاقات جبل بین الطاقا غرقا و جبل فی کل غرقۃ شجرة و جبل حملہا الحور العین و اجری علیہن السلام ثما مسکفہ

جبل من القوم فقال يا رسول الله من ذلك القضيبي فقال من احب ان يستمسك بذلك القضيبي
 محمد بن ابی طالب (اخرجہ ابن المغازلی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر ارشاد کیا آیا تم کو معلوم ہے کہ جبریل کیا خبر
 میرے پاس لائے ہیں بہر خود ہی ارشاد فرمایا کہ جبریل یہ خبر لائے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے شاخیں جنت میں
 لگائی ہیں تین تین سرخ یا قوت کی اور تین سبز زرد کی اور تین تازے موتی کی اور انہر طاق لگائے ہیں اور
 ہر ایک طاق میں غرنے بنائے ہیں اور ہر ایک عرفہ میں ایک درخت لگایا اور انکے پہل حور عین ہیں اور
 ان درختوں کو سلامتی کے پتھر کا پانی دیا ہے۔ یہ فرما کر حضرت خاموش ہو گئے۔ ایک شخص کو دپڑا اور
 عرض کرنے لگا وہ شاخ کس کے لیے ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس شاخ کو پکڑنا چاہتا ہے
 اسکو چاہیے کہ علی بن ابی طالب سے محبت کرے *

(۳۲) عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مررت ليلة اسرى الى السماء الرابعة فاذا
 انا بملك جالس على منبر من نور والملائكة تحديق به فقلت يا جبريل من هذا الملك قال اذن
 منه وسلم عليه فدعوت منه وسلمت عليه فاذا باخي وابن عمي علي فقلت يا جبريل سبقني عليا
 الى السماء الرابعة فقال لي يا محمد لا ولكن الملائكة شكك جها لعل يخلق الله هذا الملك من
 نور على صورة علي فالملائكة تزور في كل ليلة جمعة ويوم جمعة سبعين مرة يسبحون ويقدمون
 الله ويهدون ثوابه لحيي علي (اخرجہ عبد اللہ بن يوسف البکینی الشافعی) انس رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب ہم چوتھے آسمان پر
 تشریف لے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ نور کے منبر پر بیٹھا ہوا ہے اور تمام فرشتے اس کے
 ارد گرد زنہین ہنسنے جبریل سے کہا یہ فرشتہ کون ہے جبریل کہنے لگے آپ اسکے پاس جا کر سلام
 لیں ہم اسکے پاس گئے اور سلام کیا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارا بھائی اور ابن عم علی ہے۔ ہم نے
 جبریل سے کہا کیا تم مجھے پہلے علی کو جو تھے آسمان پر لے آئے ہو جبریل کہنے لگے ہاں محمد بن
 فرشتوں نے علی کی محبت و خشاکت کی تھی پس خدا تعالیٰ نے نور سے اس فرشتہ کو علی کی صورت پر
 پیدا کیا پس ہر شب عجب اور روز عجب کو فرشتہ ستر دفعہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں
 اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسکا ثواب علی کے محبوب کو پہنچاتے ہیں

جناب امیر علیہ السلام کے شیعوں کے فضائل

(۱) عن جابر بن عبد الله قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل على فقال النبي صلى الله عليه وسلم والذى نفسى بيده ان هذا وشيعته فهم فائزون يوم القيامة وتزلزلت ازل الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية راخو به بن حساكر والخو اذى والسيوطى فى الدر المنثور) جابر بن عبد الله عن
 الامام عن سماعه ان جابر بن عبد الله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان من حضرته كجنايا سير عليا سلام قسم لا يؤخر اخفرت صلى الله عليه وسلم ان ارشاد و كذا قسم هو اس فوات كى حى كى قبضه قدرت بين ميرى جان هو به
 اور اس كى شيعه پس وى قياست كى روز حى كى رفيع در حى كى كى هو بچنه و اسه بين او اسى حالت
 بين به آيت نازل هوئى كى وه لوگ جو كى ايمان لائى هين اور نيك كام كرتى هين وى لوگ سب خلقت سے
 بچتى هين *

(۲) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعل هوانت وشيعتك يوم القيامة راضين مرضيين راخو به بن حساكر و
 ابو نعيم فى الحلية والديلى فى فردوس الاخبار والسيوطى فى الدر المنثور) ابن عباس عن سماعه
 عن سماعه ان جابر بن عبد الله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان من حضرته كجنايا سير عليا سلام قسم لا يؤخر
 سب خلقت سے بهتر هين جناب رسالت آب صلى الله عليه وسلم نے جناب على سے ارشاد كى كى وه لوگ قسم هو
 اور تمهارى شيعه بين قياست كى روز خوش اور خوشنود كى گئے *

(۳) عن على قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انتم سمع قول الله تعالى ان الذين امنوا و
 عملوا الصالحات اولئك هم خير البرية انت وشيعتك وموعدكم وموعدكم كما لحوض اذا جئت الامم
 يوم القيامة تدعون خير المجملين راخو به بن حساكر وى فى المناقب والسيوطى فى الدر
 المنثور) جناب امير عليا سلام سے وى كى كى كى جناب بن حساكر صلى الله عليه وسلم نے فرمايا يا على كى
 تو نے خدا تعالى كى فرمانے كو بنين سناسه كى تحقيق وه لوگ ايمان لائى اور كام كى كى كى كى وى
 لوگ بين سب خلقت سے بهتر وه لوگ قسم اور تمهارى شيعه بين سيرا اور تمهارا وعدہ گاه حوض كو ترين
 حى قياست كى روز تمام كى وه حاضر هوئى كى تو هم سفيد موند اور نورانى ہاتھ اور پاؤن وائى پكارى جاوے
 (۴) عن عبد الله قال سينا انا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وجميع المهاجرين والانصار
 الا ما كان فى السرية اذا قبل على عيسى وهو متغيب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اغضب
 فقد اغضبني فلما جلس قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لك يا على قال اذا بنو حاتم قد
 يا على اما ترى انك معى فى الجنة والحسن والحسين وذرياتنا خلف ظهرنا واذواجنا خلف

ریاتنا و اشباحنا من ایماتنا و ثنائنا را خوجه احمد فی المناقب و ابو سعید ثروت النبوة و محب لطبری فی الرای من النضرة فی فضائل العشرة (عباسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک روز میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا تمام مہاجرو انصاری بھی موجود تھے سوا ان لوگوں کے جو لشکر میں تھے۔ اتنے میں جناب امیر پیادہ پا آتے ہوئے نظر آئے انکے چہرے غضب لے آئے نما یان تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص سے غضب دلا یا ہے اس شخص سے غضب لایا ہے جب جناب امیر اگر بیٹھ گئے حضرت نے ان سے پوچھا یا علی تمہیں کیا ہوا ہے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کے نبی اعمام نے مجھے تکلیف دی ہے حضرت نے فرمایا یا علی کیا نور منی نہیں کہ تو میری سادہ جنت میں چلے اور حسنین اور ہماری ذریت ہمارے پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے دلہنے بائیں ہوں +

(۵) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل الجنة من هذه الامة سبعون الفا لا حساب عليهم ثم التفت الى علي فقال هؤلاء شيعةك يا علي وانت امامهم را خوجه الشيعہ المحرم الحافظ محمد بن يوسف بن الحسن الرضدی المدینی الانصاری فی درر المعطین فی فضائل علی و البقول و الحسنین (عباسہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیة و الثناء نے ارشاد کیا کہ اس امت کو ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے پھر خیر امیر کی طرف متفت ہو کر فرماتے گئے وہ تیرے شیعہ ہیں اور تو انکے آگے ہوگا۔

(۶) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ان الله قد غفر لك ولذرتك ولوارك ولاهلك ولسيعةك ولحبي شيعةك فابشر وانك الانزع البطين را خوجه الدليلی فی غررہ من الاخبار جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی یہ تحقیق خدا تعالیٰ نے تجھے اور تیری ذریت کو اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے شیعوں کو اور تیرے شیعوں کے دوستوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع اور بطین ہے۔

(۷) عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت خلافي في الآخرة اقرب الخلق مني وانت علي الحسن خليفتي وان شيعةك علي منابر من نور مبيضه و جوهم مولی الشفع لهم و يكونون فی الجنة جبرائی را خوجه ابن المغازلی فی المناقب و الخوازمی عن علي و الملا فی وسیلة المتعبدين الی سابعة سید المرسلین و محمد بن يوسف الکجلی شافعی فی کفاية الطالب و ابراهيم بن عبد الله الوصافي اليماني الشافعي فی الاكشاف فی فضائل الاربعة

الخلفاء ابن اسیر و الاندلسی فی الشفا و ابو سعید عبد الملک بن محمد بن ابراہیم الحزکوئی فی شرح الذبیح جابر بن عبد البر عنی امیر عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تم کل قیامت کو سب خلقت سے زیادہ میرے قریب اور حوض پر میرے خلیفہ ہو اور تمہاری شیعہ نور کے منبروں پر سفید موندہ والے میرے ارد گرد ہونگے مین انکی شفاعت کروں گا وہ جنت مین میرے ہم سایہ ہونگے ۔

(۸) عن ابی رافع قال از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت و شیعتک تروون علی الحوض رواہ مریدین مبیحۃ وجوہہم وان اعداءک یروون علی ظمأ مقحین راخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع ابراہیم ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بتحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر سے ارشاد کیا کہ تو اور تیرے شیعہ حوض کی سیراب ہونگے پورا سیراب ہونا تمہارا موندہ نورانی سفید ہونگے اور تمہاری دشمن پائس کو سرائٹاے ہوئے ہوئے ہونگے ۔

(۹) عن ابی رافع از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی ان اول اربعۃ یدخلون الجنة انا وانت والحسن والحسین وذریاتنا خلف ظہورنا واروا جناخلف ذریاتنا و شیعتنا عن اباننا و شماثلنا راخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بتحقیق بہرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ جو چار شخص کہ سب سے اول جنت مین داخل ہونگے وہ مین اور تو اور حسن و حسین مین اور ہماری ذریت ہمارے پس پشت اور ہمارے ازواج انکے پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے دینے بائین ہونگے ۔

(۱۰) عن ام سلمۃ قالت از فاطمۃ انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و معہا علی فرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہا کہ قال البتہ یا علی انت و شیعتک فی الجنة راخرجه فخر الاسلام نجف الدین ابو بکر محمد بن حسین السبکی الرندی فی مناقب الصحابہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام جناب امیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین تشریف لائیں حضرت نے انکی طرف سراقدیں اٹھا کر ارشاد کیا یا علی خوش ہو تو اور تیرے شیعہ جنت مین ہونگے

تنبیہ

ان احادیث کے سوا اور بہت سی ایسی حدیثیں مین جن مین شیعہ گروہ کا ذکر آیا ہے ۔ امامیہ مذہب کے عالم مدعی مین کہ جس گروہ کے فضائل کے متعلق یہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ ہمارا ہی گروہ اکتاف عالم میں اس نام سے پکارا جاتا ہے ۔ اور علماء اہل سنت و جماعت دعویٰ یہ مین کہ وہ شیعہ اولی ہم مین چنانچہ

ما ظاہر بن محرم و حق محرمہ میں لکھتے ہیں و شیعة اہل البیت ہم اہل السنۃ و الجماعۃ لانہم الدین احبوا
 ہم کما امرہم اللہ و رسولہ و اما انہم فاعداہم فی الحقیقۃ یعنی اہل سنت و جماعت ہی خلیفہ اہل بیت
 میں کیونکہ یہی لوگ خدا اور اس کے رسول کے حکم کے موافق اہل بیت سے محبت لکھتے ہیں اور اہل سنت کو سوا
 دوسرے لوگ فی الحقیقت اہل بیت کے دشمن ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بھی ایک
 رسالہ میں جو فرقہ امامیہ کے جواب میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ اہل سنت میگویند مائیم شیعہ اولیٰ احادیث
 کہ در فضل شیعہ وارد اند محمد ان مائیم بروافض *

اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ جس شیعہ گروہ نے فضائل میں یہ حریفین وارد ہیں ان کا کیا عقیدہ تھا کیونکہ کتب
 سیر و تاریخ اور رجال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین میں جناب امیر علیہ السلام کی ذات یا
 برکات کی نسبت علی العموم لوگوں کے ساتھ نہایت شے شکے معتقدات میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔
 (۱) ایک گروہ جنگ نہروان کا بقیہ سیہ نگر و فراح بصرہ میں آباد تھا۔ وہ جناب امیر علیہ السلام کو معاف
 اللہ سلمان تک ہی نہیں جانتا تھا یہ گروہ ابتداء میں حوریہ کے نام سے مشہور تھا آخر میں خواجه
 اور مارقین کے نام سے معروف ہوا *

(۲) دوسرا گروہ شام کے نو مسلمانوں کا تھا جو امیر معاویہ اور آل مروان کا طرف دار تھا یہ گروہ جناب
 امیر علیہ السلام کو مسلمان تو سمجھتے تھے لیکن ان کا نشان اقدس میں برسر محراب و منبر سب و شتم کرتے
 تھے۔ آخر محققین اسلام نے انکو فواصیل کا خطاب دیا۔

(۳) تیسرا گروہ جناب امیر کو منجملہ صحابہ کے ایک صحابی سمجھتا تھا مگر جناب امیر کی کسی قسم کی تقدیم
 کا قائل نہیں تھا یہاں تک کہ انکو امیر معاویہ کے مساوی سمجھتا تھا۔ زمانہ نے اس گروہ کا جلد ترخانہ
 کر دیا کہ اسکا نام تک مشہور نہ ہوا *

(۴) چوتھا گروہ جناب امیر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد دوسرا صاحب برکت و فضل جانتا تھا
 یہی گروہ اہل سنت و جماعت کے نام سے مشہور ہوا۔ اور اسی کو ابو ظلمتے دنیا برین فوفو
 پایا *

(۵) پانچواں گروہ جناب امیر کو فحشین رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی
 فضل اعلیٰ سمجھتا تھا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قائل تھے اور ابداً امین امام ہکث

لہ قال ابو عمر وقت جماعت فی علی و عثمان فلم یضلاوا واحدا منہما علی ما بہ منہما

بن النبی و عیہ بن سعید القلان راستیاب

اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کا یہی مسلک تھا اسی گروہ کے قریب قریب ایک اور گروہ تھا جو ان دونوں صاحبوں کے مخالفین میں متوقف تھا۔

۶) چنانچہ گروہ جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب صحابہ سے افضل اور اعلیٰ سمجھتا تھا اور فضلم علیٰ تریب الخلاق کا قائل نہیں تھا۔ اور شیخین رضی اللہ عنہما کی یہی تعلیم کرتا تھا۔ اور حضرت عثمان غنیؓ کے بے دیت رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی ہمدردی رکھتا تھا۔ یہ لوگ تفضیلیہ اور شیعہ اولیٰ کہلاتے جاتے تھے۔

۷) ساتواں گروہ شیخین کی اور حضرت عثمانؓ کے رضی اللہ عنہم کی تقیص کرتا تھا۔ چونکہ ابتدائی سے اہل سنت کی جماعت کثیر اطراف بلاد میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ ساتویں قسم کا گروہ اقل قلیل دنیا میں آباد تھا۔ بوجہ مخالفی یہی کہ اہل سنت اس ساتویں گروہ کو انکے چرانے کے واسطے ائمہ و فضی کہنے لگ گئے۔

شیخ نزال الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تیسرے القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ ثناء شعبہ حدیثی ثابت قال سمعت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انصار کا بیچہ حلالا مومن، قسطلانی میگوریدی بن ثابت ثناء است قاضی شیعہ امام مسجد اہل بودہ و کوفہ و شعبہ کہ از شاخ کبار اہل حدیث است و اور امیر المومنین فی الحدیث گفتہ اند از دہی روایت حدیث ہارون از نیجا معلوم میشود کہ مذہب شیعہ و اعتقاد ہائے ایشان در زمان سابق باین خرابی و رسوائی کہ تا خود ہارون نبودہ است چنانچہ گفتہ اند کہ در آنوقت اعتقاد اینہا زیادہ برین نبودہ کہ امیر المومنین علیؓ ابیشتر دوست سید ہشتند نسبت بائمہ دیگر و افضلیت باین ترتیب را کہ اہل سنت مقرر کردہ اند معتقد نبودہ اند انتہی کلام۔ شیخ نزال الحق کا لکھنا بالکل مطابق واقع ہے کیونکہ علمائے اہل سنت بوجہ نفرت دہی کے شیخین کے سب کرنے والوں سے مطلق اخذ حدیث نہیں کرتے تھے بلکہ خوارج سے بوجہ انکی دیانت ظاہری کے روایت کا لینا پسند کرتے تھے چنانچہ حافظ جلال الدین السیوطی تدریب الراوی فی شرح تقریب النوادی میں لکھتے ہیں قال ابوہریرہؓ لیس فی اہل الاہواء احمہ حدیثا من الخوارج اور خطابیہ نے روافضی کی گواہی تک قبول نہیں کرتے تھے چنانچہ امام نووی منہاج شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں قال اما الشافعی رضی اللہ عنہ قبل منہاجۃ اہل العواد الا الخطابیۃ من الرافضۃ

پس ثابت ہوا کہ وہ چنانچہ گروہ جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل بالناس سمجھتا تھا وہی شیعہ اولیٰ کا گروہ تھا جن سے علمائے اہل سنت ہی اخذ حدیث میں مضائقہ نہیں کرتے تھے تمام محدثین علماء و غیرہ صاحب محدث دہلوی تحفہ ثناء عشرہ میں لکھتے ہیں و نیز باید دانست کہ شیعہ اولیٰ کہ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ اند در زمان سابق بغیر طغیہ بودند و چون علماء و روافضی و زیدیان و

اسماعیلیہ باین لقب خود را لقب کردند و مصدر قبا کم و شروا اعتقاد می و علمی گردیدند و فاعن التباس الحق عن الباطل فرق سنیه و تفضیلیہ باین لقب را بر خود نہ پسندیدند و خود را باہل سنت و جماعت لقب کردند لیکن یہ کہنا کہ اہل سنت ابتدا میں شیعہ کے نام سے مشہور تھے محض ادعا ہے جبکہ کوئی ثبوت نہیں ملتا اگر اہل سنت ابتدا میں شیعہ مشہور ہوتے تو زید یہ فرقہ کے خروج سے جو اہل سنت کے پہلے گذر چکے ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی اس نام سے مشہور ہونا چاہیے تھا۔ حالانکہ وہی لوگ شیعہ کہلائے جاتے تھے جو جناب اشیر کے فضل الصاحب ہونے کے قائل تھے۔ ماسوا اسکے اگر اہل سنت ابتدا میں مشہور ہوتے تو زید یہ و اسماعیلیہ بوجہ صورت کے کہی اس نام کو اپنے لیے مطلق گوارا نہ کرتے کوئی اور نام پسند کرتے۔ علاوہ برین متاخرین اہل سنت ان شیعان اولی کو اعتقاد و تفضیل کے باعث سے ہمیشہ بدعتی کہتے چلے آئے ہیں اگر اہل سنت ہی اسی گروہ میں شامل ہوتے تو وہ بیچارے مبتدع کیوں قرار دیے جاتے۔ چنانچہ حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں ترجمہ ابان بن تغلب کہتے ہیں ابان بن تغلب الکوفی شیعہ لکنہ صدق وقد وثقه احمد وابن معین وابو حاتم وقال کان غالباً وقال الجوزجانی زائغ مجاہد فلقاتل ان يقول کیف ساغر توثیق مبتدع وحد الثقة العدالة والافتان فكيف يكون

لہ جو زجانی خود نو متعصب خارجی میں لیکن ابان بن تغلب کی بوجہ شیعیت کے زائغ اور مجاہد ظہرائی میں لسان النیران میں علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں ومن یبغی ان یتوقف فی قبول قولہ فی الجرح من کان بینہ و بین من جرح صدقاً سبباً الاختلاف فی الاعتقاد فان الحاذق اذا تامل طلب الی اسحاق الجوزجانی لاهل الکوفۃ رای العجب ذلک لشدة الخرافۃ فی النصب وشعرہ ابلعاً بالتشیم فتراہ فی جرح من ذکرہ بلسان ذلق وعبارۃ طلق حتی انہ اخذ ملین مثل الاعشی وابن نعیم وعبادہ بن موی اساطین الحدیث وارکان الروایۃ الخ

میں نے پر ضرور ہے کہ جرح کرنے والے کی جرح کو جو اس نے کسی شخص کے حق میں اختلاف اعتقاد کی صداوت کی وجہ سے کی ہو قبول کرنے میں تامل کرنا چاہیے چنانچہ اگر کوئی دانا ابو اسحاق جو زجانی کی کلمہ چینی کو جو اس نے اہل کوفہ کے نسبت کی ہے تامل کرے۔ تو ایک عجیب عالم دیکھو گا۔ کہ کوفہ کے لوگوں میں سے اس نے جس کی سیکا ذکر کیا ہے اسکی جرح کرنے میں کس قدر زبان کے تیزی کو کلام میں لایا ہے یہاں تک کہ اعمش را و ابو نعیم اور عبادہ بن موی سے جیسے اساطین حدیث اور ارکان روایت کو یہی نعم کڈا لایا ہے۔

عدا من هو حقا بدعة وجوابہ از البدعة علی ضربین صغریٰ کغلو والتشیع او کالتشیع بلا غلو فلا تخرق فخذ اکثر من التابعین وتابعیہم مع الدین والورع والصدق فلو ذهب حدیث ہذا لذلک جملہ من اثار النبوة وهذا مفسد بینة ثم بدعة الکبریٰ کالرفض الکامل والغلو فیہ والخطا علی ابی بکر وعمر والدعا الی خلک فهذا النوع لا یجیم بہ ولا کرامتہ فیہ یعنی ابان بن تغلب کوفہ کا باشندہ شیعہ تھا لیکن صادق تھا یہم کہتے ہیں کہ اسکا صدق ہمارے لیے ہے اور اسکی بدعت اس کے لیے ہے۔ امام احمد ابن حنبل اور ابن معین اور ابو حاتم نے اسکو ثقہ مانا ہے اور کہا ہے کہ وہ تشیع میں غلو کرنے والا تھا۔ جو زبانی ناصبی کہتا ہے وہ حق ہو پورا ہوا۔ اور بدگو تھا۔ قائل کہہ سکتا ہے کہ بدعتی کی ثقاہت کیونکہ مالی جاسکتی ہے۔ ثقہ کے لیے عدالت اور اتقان لازم ہے۔ پس جو شخص کہ بدعتی ہو کیونکہ عادل ہو سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت صغریٰ جیسے تشیع میں غلو کرنا یا شیعیت بلا غلو کے پس یہ ملامت نہیں ہے کیونکہ ایسی شیعیت تابعین اور تبع تابعین میں دین اور ورع اور صدق کے ساتھ کثرت پائی جاتی تھی اگر ان کی احادیث سے ہاتھ کہینچ لیا جائے۔ تو تمام آثار نبویہ ہاتھ سے جانی رہنے کا اندیشہ ہے جس سے ایک ظاہری فساد پیدا ہو جائے گا۔ دوسری بدعت کبریٰ ہے جیسے کہ پورا رفض اور اس میں غلو کرنا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے مرتبہ سے گرانما ایسی قسم کی حاجت نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی خرابی ہے۔

اس عبارت کو چند امور ہو دیا ہوتے ہیں۔

اول۔ اب کہ تشیع بلا غلو یعنی جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ نسبت دوسرے صحابہ کے زیادہ محبت رکھنا یا غلو تشیع یعنی جناب انیر کو شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینا جسکی تصریح حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں کی ہے والتشیع محبة علی وتقديہ علی الصحابة فمن قدس علی ابی بکر وعمر وغیرہ (غال فی التشیع) یہ دونو امر اہل سنت کے نزدیک بدعت صغریٰ ہیں۔

دوم۔ یہ کہ تشیع بلا غلو کثرت سے تابعین اور تبع تابعین میں پایا جاتا تھا۔

سوم۔ یہ کہ اگر ان شیعیان اولیٰ کی روایتوں سے دست کشی کی جائے تو آثار نبویہ کے ہاتھ سے جاتی رہنے کا احتمال ہے۔

چہارم۔ یہ کہ اہل سنت نے صحابان بدعت کبریٰ یعنی روافض سے اقد حدیث نہیں کیا اور نہ انکی روایات کو مستند مانا ہے۔

اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ غلو تشیع یعنی شیخین پر جناب امیر کو فضیلت دینی جسکو ستا ظہر نے بدعت

صغریٰ قرار دیا ہے پہلی کتاب تک اصلیت ہو۔

بدعت کر سنے میں امر محدث فی الدین جسکا ماخذ کتاب وسنت اور آثار صحابہ سے نہ ہو۔ ورنہ کثرت کلام تنبیہ
من افواہہم ان یقولون الا کذباً جناب امیر کی فضیلت کا ثبوت احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے ملتا ہے
سب کے قطع نظر رکے ہم اس حدیث کو پیش کرتے ہیں حوالہ حدیث کو نزدیک اثبات الاخبار صحیح الاحادیث خبر
متواتر حدیث متفق علیہ ارشادات منی بمنزلہ ہارون من منی ہے جس کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ
المنہاجہ شرح مسلم شریف میں لکھتے ہیں وفيہ اثبات فضیلة لعلی لا تعرض فیہ لکونہ افضل من غیرہ او مثله
لین فیہ الدلالة لا اختلافہ) یعنی اس حدیث و جناب امیر کی فضیلت کا اثبات ہے جس میں تعرض
نہیں کیا جاسکتا۔ بابت ان کے فضل ہونے کے اپنے غیرے یا اپنے مثل اصحاب کے اور اس پر انکی خلافت پر
ہستدلال نہیں ہو سکتا۔

حضرت اگر نہیں ہو سکتا نہ ہو ہمارا مطلب تو ثبوت فضیلت پر صوبہ آپ کی تقریر یہ ثابت ہو۔

عن ابن جبر قال قلت لعلی بن الحسین یا سیدنا ان ابی حدث عن ابی جعفر وھذا الخیر ان ابابک معد
المنبر قال خیر ھذا الامة بعد نبیہا ابو بکر وعمر فقال ابن ندھب بک یا حکیم حدثنی سعید بن
المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ قال انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ ان المؤمن یحکم نفسه
والخروجہ الخلیفۃ ناریخ بغداد فی ترجمہ طریف بن عبد اللہ الموصلی ابن جبر کہتا ہے میں نے جناب امام زین
العابدینؑ عرض کیا یا سیدی مجھ کو وہب بن الخیر بیان کرتا تھا کہ اس کے والد ماجد جناب امیرؑ نے ہر چیز پر ارشاد کیا تھا
کہ بعد نبی کریم صلوٰۃ علیہ وسلم کے اس امت میں سب سے بہتر ابو بکر اور عمرؓ ہیں جناب امام نے فرمایا اے عقل و دل تجھے ہم کہاں پہنچاؤ
ہم سے سعید بن مسیبؓ بیان کیا ہے کہ حضرت زینؑ فرمایا ہے کیا علیؑ تم سے بہتر ہارون کو ہو سکتا ہے۔ سو میں نے اپنے
اپنی کسٹھنی کہا کرتا ہے

صلی بن مہدی القلی علم شایخ فی آثار الحق علی اہل المشائخ میں کہتے ہیں والحب من المحدثین علام
یجر حین بلبل قول شریک القاضی وقد قیل ھذا معاویۃ حلیم فقال لیس حلیم من سلفہ الحق و
حارب علیا وقبولہ قد قیل لہ الاتزور اخاک فلا تافقال لیس باخ من ائدار علی علی دھار و
تراہم یکلمون فی وکھم واضرا من تلك الدرجة الرفیعة دنیا و دھار یقولون یتشیع و تشیعہ
انما هو مبتل ذلک ما ذکرنا من شریک۔ فان کان التشیع انما هو ذلک القدس۔ فلہم ما یسم
منصفا الخرج عنہ واداء المحدثون وساثر من سمی نفسه بالسنة و بدعتہم فابتدعوا فی
المخالف بالآخر و وضعوا ما رفع اللہ و دفعوا ما وضع اللہ انتہی کلامہ یعنی محدثین سے تعجب ہے کہ وہ

قاضی شریک کی بات پر یا اسکی سی باتوں پر چرچ کرنے لگے تو یہیں چنانچہ ایک دفعہ اسکے پاس فرمایا گیا کہ ہم معاویہ علیہ السلام ہیں۔ اس نے جواب دیا جو شخص کہ سچا ہے پر بیوقوف بن جائے اور علی کے ساتھ جنگ کر وہ علیہ السلام ہو سکتا۔ اسی طرح سے اور ایک دفعہ اس سے کہا گیا تو اپنے فلانے بھائی کی زیارت کو کیوں نہیں گیا۔ اس نے کہا جو شخص کہ علی اور عمار پر عیب ہے وہ ہرگز میرا بھائی نہیں ہے۔ کہی تو دیکھو گا کہ وہی محدثین ہیں کہ ہم اور اسکے امثال کو باوجود دین اور روح میں انکے ہر قدر رفیع الدرجات ہونیکے شیعہ کہنے لگتے ہیں۔ اور انکا شیعہ بن صرف اتنا ہی ہے جتنا کہ ہم نے قاضی شریک کا بیان کیا ہے اور اگر شیعہ بن سہی کا نام ہے جو کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ تو مجھے اپنی جوابی کی قسم ہے۔ کہ ہر کوئی منصف مزاج اس سے نہیں بچ سکیگا اہل حدیث و نیز وہ لوگ جو اپنی جان کو اہل سنت کہلاتے ہیں ان لوگوں کو بدعتی شیرانے کا ارادہ کرتے ہیں اور خود دوسری طرف بدعت بن گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور جس بنیاد کو کہ خدا نے گرا پایا ہے اسکو بناتے ہیں اور جسکو بنایا ہے اس کو گراتے ہیں *

ان مباحث سے یہ تو ہم کو ثابت ہو گیا ہے کہ مذہب تفضیل کثرت سے طبقہ تابعین اور تبع تابعین میں رائج تھا اب ہم کو توڑی دیر کے لیے نگاہ اٹھا کر انکے اوپر کے طبقہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھنا چاہیو کہ یہ غلو تشیع کوئی صاحب ان میں ہی رکھتا تھا یا نہیں اگر بعض صحابہ اسکے قابل نظر آئیں تو ایسا اعتقاد جو خیر القرون قرنی ثم الذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم میں پایا جاتا ہو اسکو بدعت قرار دینا خود بدعت ٹھہرے گا۔ حافظ ابن عبد البر النمری القریبی المالکی رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں بصدد ترجمہ جناب امیر علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں رضی عنہ سلمان وابی ذر والمقداد وخیاب وجابر وابی سعید وزید بن ارقم ان علی بن ابی طالب اول من اسلم وفضلہ واولاد علی غیر بنی سلمان اور ابو ذر اور مقداد اور جابر اور جابر اور ابو سعید غفیری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ بزرگوار انکو اپنے جناب امیر کو انکے غیر فضیلت دیا کرتے تھے۔ حافظ ابن عبد البر کے سوا حافظ ابی المہاجر یوسف بن الزکی بن عبد الرحمن بن یوسف النمری الکلبی الشافعی نے بھی احادیث کو کتاب تہذیب الکمال فی اسما الرجال میں نقل کیا ہے *

اسکے ماسوا عبد اللہ بن سلم بن قتیبہ نے کتاب المعارف میں جہان پشیمان علی کا ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے وہ واسما الغالیۃ من الشیعۃ ابو الطفیل صاحب رایتہ المختار وکان اخر من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ والمختار۔ وابو عبد اللہ الجہلی وزوارہ بن احین وجابر الجعفی یشیع من فلوک ووالوان کے یہ نام ہیں۔ ابو الطفیل مختار کا علم ہوا کہ چوتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے والوان سے

پچھ فرات ہوا ہے اور مختار بن ابوصبیہ نقضی۔ اور ابوعبد اللہ الجہلی۔ اور زوارہ بن احنین۔ اور جابر الجعفی۔
 ابوالطفیل رضی اللہ عنہ مذہب کی نسبت علامہ ابن عبدالبر الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں
 وكان ابو الطفیل عامر بن واثلۃ یتشیع فی علی و یفضلہ و یتقی علی الثقفین ابی بکر و عمر رضی اللہ
 عنہما و یتحکم علی عثمان رضی اللہ عنہ ریعنی ابوالطفیل عامر بن واثلۃ جناب امیر کی شان میں اعتقاد و شہیت
 رکھتے تھے اللہ شیعین یعنی حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی مدح اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید
 بحدیث کے ساتھ ہمدردی کیا کرتے تھے۔

ان صحابہ کبار کے سوا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ثابت ہوتا ہے چنانچہ حافظ خطیب نے ریحان
 میں ترجمہ قاضی شریک لکھتے ہیں۔ دخل شریک علی المہلک فقال لہ المہلک ما تقول فی علی بن ابی
 طالب قال ما قال فیہ جلالہ العباس وعبد اللہ قال وما قال فیہ قال اما العباس فمات و علی عنہ
 افضل العصابة وقد کان یری کبراء المهاجرین یألون عما یزل علیہم من الخوافل وهو ما احتج
 الی احد حق الخوفا وہ عزوجل و اما عبد اللہ فانہ کان یضرب بین یدیہ بصفین و کان فی
 حروبہ رأسا متبعا وقائدًا مطاعا فلو کانت ائمتہ علی جور کان اول من یقعد عنہا ابوبکر لعلمہ
 مدین اللہ وفقہ فی احکام فنکت المہلک ولہ بعض بعد ہذا المجلس الاقلیل حتی عززل شریک
 رحمۃ اللہ علیہ یعنی قاضی شریک ایک دفعہ مدنی عباسی پاس کیا مدنی نے اسے کہا تو علی کے حقین کیا کہتا ہے شریک نے کہا جواباً
 میں کہتا ہوں کہ حضرت عباس اور علیہ بن عباس ان کو حق میں کہتے ہیں ان میں کتا ہوں مدنی بیکہ کنو لگا وہ کیا کہتے ہیں شریک
 نے کہا عباس کا مرنو ایک ہی اعتقاد تھا علی تب صحابہ جن میں میں کو یہ کہ حضرت عباس نے کہا کرتے تھے کہ اکابر مهاجرین کو جہالت میں
 کہہ چکے ہیں شریک نے کہا اب علی سے پوچھا کرتے تھے اور جن بائیکو اپنی وفات کی وقت تک کہی کیسی بات میں صحابہ سے پوچھنے کو
 حضرت نہیں پیش آئی لاؤ عبد اللہ بن عباس تمام حروب صفین میں جناب امیر کے تابع اور ان کی فوج کے سوار تھے اور جناب علی کی امامت ظلم ہوئی
 جب پہلے عبد اللہ بن عباس ہی باجوت انہو علم دین اور فقہ فی احکام کے اکی شریک کو کندہ کشت ہو جاؤ مدنی بیکہ کنو لگا وہ کیا
 لکھتے ہیں شریک نے کہا مدنی نے شریک کو قضا کے عہدہ سے معزول کر دیا۔

خدا کا شکر ہے کہ جس اعتقاد پر ہم کو متبع اور اہل لہو اقرار دیا جاتا ہے اس میں حضرت عباس عم رسول اللہ صا
 اللہ علیہ وسلم اور حضرت سلمان فارسی اور ابوہریرہ غفاری اور مقداد بن اسود اور جناب بن مالک اور عمار
 عبداللہ الانصاری اور ابوسعد خدی اور زید بن ارقم اور ابوالطفیل عامر بن واثلۃ انکسائی اللہ فیہ
 اللہ عنہم و رضوانہ ہماری پیشواہ میں باقی انت فامی لانعم ما قلت یا رسول اللہ اصحابی کا انصاف باہ
 اقتدیم اقتدیم +

ولنعمر ما قال أما منّا أبو عبد الله بن إدريس الشافعي لمطليبي رحمة الله عليه ۛ إذا نحن فضلنا
 علياً فأتنا ۛ روافض بالتفضيل عند ذوالجمل ۛ وفضل أبي بكر إذا ما ذكرت ۛ رميت
 نصب عند ذكر الفضل ۛ فلا زلت ذارفض ونصب كليهما ۛ بحبيهما حق أو سد في الرمل ۛ
 وإيغاً قال ۛ ولو كان الرض حبال محمد ۛ فليشهدا لثقلان اتى روافض ۛ وقال البيهقي
 وإنما قال الشافعي ذلك حين نسب الخوارج إلى الرض حسداً وبغياً رصوا حقهم قسماً لمدانهم
 ما ايجاباً فزايه ۛ ہمارے امام عظیم سینا مولانا حضرت امام محمد بن ادريس الشافعي مطليبي رحمة الله عليه نے کہ جب ہم جناب
 علی علیہ السلام کو فضیلت دیتے ہیں کہ ہم بیوقوفوں کے نزدیک رافضی تھے اسے جانتے ہیں اور جب ہم حضرت ابوبکر کے فضل کو
 بیان کرتے ہیں تو ہم ناصبی قرار دیے جاتے ہیں ۛ میں مرے ہمک ان دونوں صاحبوں کی محبت میں ہمیشہ رافضی
 اور ناصبی ہوں ۛ اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رافض ہے تو جن انس گواہ رہیں میں رافضی ہوں یہ بھی
 رحمة الله عليه کہتے ہیں کہ جناب امام شافعی نے یہ شعار ہوق لتضیف کیے تھے جبکہ خوارج حسداور بغی سے انکو
 رافضی کہتا تھا ۛ

اب ہم ان شیعہ بزرگواروں کے نام کی ایک فہرست مختصر مدینہ ناظرین کرتے ہیں کہ جنکو ایک طرف سے تواتر
 قرار دیا جاتا ہے اور دوسری طرف سے ان سے اخذ حدیث کیا جاتا ہے ۛ حافظ عبد الرحیم العراقي شرح الغنیۃ
 الحدیث میں لکھتے ہیں و کتابہ سلم ملان من شیعۃ یمنی صیحم سلم شریف شیعہ کی روایتوں سے مالا مال ہے
 سیوطی علیہ الرحمۃ تدریس الراوی فی شرح تقریب النوادی میں بخاری اور سلم کے راویوں کے بیان میں بکثر
 میں اردت ان اسردا سماء من روی بالتشیع من اخرج لهم البخاری والمسلم و احدهما ۛ وہم اسمیل
 ابن ابان ۛ واسمیل بن ذکریا الخلقانی ۛ وجوہ بن عبد الحمید ۛ وابان بن تغلب الکوفی ۛ و
 خالد بن مخلد القطوانی ۛ وسعید بن فیروز ۛ وابو الجحزی ۛ وسعید بن عمرو بن اشعر ۛ و
 سعید بن عمیر ۛ وعلاء بن العوام ۛ وعلاء بن یعقوب ۛ وعبد الله بن عیسیٰ بن عبد الرحمن
 بن ابی ایلی ۛ وعبد المہناق بن ہمام صاحب المصنف ۛ وعبد الملك بن اعین ۛ وعبد الله بن
 موسیٰ الجعفی ۛ وعدی بن ثابت الانصاری ۛ وعلی بن الجعد ۛ وعلی بن الحاشم بن البرید
 وفضل بن دکن ۛ وفضل بن مرزوق الکوفی ۛ وفضل بن خلیفہ ۛ ومحمد بن حجاج الکوفی ۛ و
 محمد بن فضیل بن غزوان ۛ ومالك بن اسمعيل ۛ وابو خسان یحییٰ بن الجزار مولانا
 بالتشیع انتہی ارادہ کرنا ہمارے ہیں کہ غلط کروں نام ان لوگوں کے جو کہ تشیع کے ساتھ منسوب ہو ہیں
 اور احادیث اخذ کیے ہیں ان سے امام بخاری اور سلم نے یا ایک نے ان دونوں میں سے اور وہ اسمیل بن ابان

اور اسمعیل بن زکریا خلقانی۔ اور جریر بن عبد الحمید الحمیری۔
 عبد اللہ بن مسلم بن قتیبة الدینوری فی المعارف میں بھی ایک فہرست دی ہو ہو ہذا۔ الشیعة۔ الحرث الماحور۔
 وصعصع بن صوحان۔ والاصمیع بن بنانہ۔ وعطیة العوفی۔ وطاوس۔ والاعمش۔ والوہماق السبعی۔ ابو
 صادق۔ وسلم بن کسیر۔ والحکم بن عتیبہ۔ وسالم بن ابی الجعد۔ وابراہیم وحبہ بن جویں۔ وحسب بن ثابت
 وفسور بن عتمر۔ وسفیان الثوری۔ شعبہ بن الحجاج۔ وفطر بن خلیفہ۔ وحسن بن صالح بن حمی۔ وشریک قاضی
 وابو اسریل۔ ومحمد بن فضیل۔ وکیع۔ وحمید الرواسی۔ وزید بن الخطاب۔ والفضل بن وکین۔ ولمسعودی
 اصغر۔ وعبد اللہ بن موسیٰ۔ وجریر بن عبد الحمید۔ وعبد اللہ بن داؤد۔ وشہیم۔ وسلمان التیمی۔ وحمون
 الاعرابی۔ وخبیر الصبیعی۔ وکیع بن سعید القطان۔ وابن لہیعہ۔ وہشام بن عمارہ۔ والمنیر صاحب
 ابراہیم۔ ومعروف بن خریوذ۔ وعبدالرزاق۔ وسمیر۔ وعلی بن الجعد۔

انکے سوا اکثر اور بھی ایسے حدیث انہیں خشیان علی کی قطار میں شمار کیے جاتے تھے۔ چنانچہ ابن خلکان
 وفیات الاعیان میں ترجمہ امام نسائی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ الامام ابو عبد الرحمن بن شعبہ النسائی
 خرج الی دمشق ودخل فسنن عن معاویہ وما روی من فضائلہ فقال ما اعرف له فضیلة الا
 لا اشیع الله بطنه وكان یتشیع فما زالوا یدفعون فی خصیتیہ حتی خرجوا من المسجد یعنی امام ابو
 عبد الرحمن بن شعبہ النسائی صاحب سنن کبیر دمشق میں گئے لوگوں نے ان کو امیر معاویہ کے فضائل
 کے متعلق سوال کیا۔ امام نسائی نے جواب دیا کہ مجھے انکے فضائل کے متعلق کوئی حدیث سوا اس حدیث
 کے خدا اسکے پیٹ کو نہ بہرے۔ یاد نہیں ہے۔ دمشق کے لوگوں نے امام نسائی کے خصیوں پر لائن مار
 کر انکو مسجد سے نکال دیا کیونکہ وہ شیعہ بن بیان کر رہے تھے۔

حافظ وہبی تذکرۃ الحفاظ میں مصنف مستدرک علی الصحیحین ابو عبد الحاکم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ قال
 ابن ظاہر ہالت ابنا اسمعیل الانصاری عن الحاکم فقال ثقہ فی الحدیث رافضی خبیث ثم قال ابن طاہر
 کان شدیداً لتعصب للشیعة فی الباطن وکان یظہر التسنن فی التقدیہ والخلافۃ وکان یخوفنا
 عن معاویہ والعتظاہر بذلك ولا یعتقد سمنہ قلت اما الخرافۃ عن خصوم علی فظاہر واما امر
 الشیخین فمظہر لما بكل حال فهو شیعی۔ انصاری یعنی ابن طاہر ناقل ہیں کہ میں نے ابو اسمعیل انصاری
 سے حاکم کی نسبت سنا کہ وہ کہتے تھے حاکم حدیث میں ثقہ ہے رافضی خبیث ہے پھر ابن طاہر
 کہتا ہے کہ حاکم مخفیہ مذہب میں سخت متعصب تھا اور تقدیم اور خلافت میں اپنے آپ کو اہل
 تسنن ظاہر کرتا تھا معاویہ اگر اسکی اولاد سے مخوف تھا اور سبیکا اظہار کرتا تھا اور اس میں عذر نہیں

کرتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ دشمنان علی سے اسکا انحراف تو ظاہر ہے لیکن شیخین کی ہر حال میں تعظیم کرتا تھا اسلئے اسکو شیعوہ کہنا چاہیے نہ فرضی *
 بعض اصحاب خیال کریں گے کہ مولف نے اپنا مذہب نہیں بتایا۔ کہ وہ حضرات اہل سنت کا نام لیوا ہے یا امامیہ صاحبان کی جناب سے وحدت رکھنے والا ہے۔ اسلئے یہ خاکسار جو اپنا مسلک کہتا ہے۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہے *
 (۱) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام سب صحابہ سے افضل اور اعلیٰ تھے۔
 (۲) جناب امیر علیہ السلام اور اہل بیت کے بعد بلاشبہ حضرت شیخین تمام صحابہ سے افضل تھے۔
 (۳) عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک صاحب حق خلافت تھا۔ اگر استحقاق خلافت کی نسبت دیکھا جائے تو استحقاق خلافت میں حیث النبوۃ کسی کو بھی حاصل نہیں تھا۔ کیونکہ خلافت فی النبوۃ امر محال ہے باقی رہ گئی خلافت فی البقار اصلاح امت تو عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو اسکا استحقاق حاصل تھا جسکو حاصل ہو گئی وہی خلیفہ ہو گیا *
 خلافت امر مخصوص نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو اس قدر جبکے کیون پیش آتے اور انصار مسلمان اسیر اور شکم کہم کیون کہتے آیا مہاجر ان نص کو نہ پیش کرتے *
 اب اسکے بعد یہ بحث پیش آتی ہے کہ پس خلافت کس کا حق تھا جسوقت کہ ہم یہ بحث کرنے لگیں پہلے ہم کو یہ فیصلہ کر لینا چاہیے کہ خلافت کے استحقاق کا فیصلہ کرنے کے واسطے قوانین کیا ہیں جو مختلف اصول استخلاف کے ہیں ان میں سے کون سا اصول کی بنا پر ہم یہ فیصلہ کر رہے ہیں آیا انتخاب کی بنا پر یا وراثت کے اصول پر *
 وراثت کا اصول عموماً ہمارے دلوں میں جاگزیں ہے اور اسکو نگاہ میں نہ کر کے فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ لیکن وراثت کے اصول کے لحاظ سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی خلافت کا حق نہ حضرت ابوبکر کو حاصل تھا نہ حضرت امیر کو۔ سب سے پہلے حضرت امام حسن اور انکے بعد امام حسین کا حق تھا انکے بعد انکی اولاد کا۔
 بلاشبہ عرب کے لیے یہی سب سے بہتر اصول تھا اگر اسکو اختیار کیا جاتا۔ مگر اندرونی اور بیرونی چاقیوں نے جبکہ کہ ہم عقرب ذکر کرینگے کسی کو اسکی طرف ملتفت ہونے دیا۔ اسوال کے عرب میں اسوقت سیاست مدن کا جو طریقہ تھا وہ اس سوال کل مختلف تھا۔ نہ پورا جمہوری تھا نہ پورا شخصی۔ نہ پورا انتخابی نہ پورا موروثی *
 انتخابی نہ پورا موروثی *

حضرت ابوبکر کے انتخاب کی بنا جس واقعہ سے ہوئی اس میں خاص اصول انتخاب غیرہ کا سرعی نہیں رکھا گیا۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر بلال کو چند ساعتیں نہیں گزری تھیں اور صحابہ کبار تجنیز و تکفین کا فکر کر ہی رہے
تھے کہ انکے پاس خبر آئی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اس غرض سے جمع ہوئے ہیں کہ اپنے میں سے ایک شخص کو
امیر اور خلیفہ بنالین۔ درحقیقت مدینہ میں منافقانہ بیچ جو پہلے سے عبداللہ بن ابی کے چالوں سے بویا ہوا تھا
نے ایک دفعہ قریش کے ہاتھ انصار کے ایک خفیہ سرکار ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم کو آپ ہی غیروں کا
بلا کر اور شہر میں بسا کر اپنی سرپرستی ہے۔ لائف اوف محمدؐ مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰۸ وہ ہوقت
قومی مساوات اور قیامت حقوق کے پردہ میں بار آور ہوا اور اس نے انصار کو جلدی اس امر پر باگینہ کیا کہ
خلافت قریش کے ہاتھ میں نہ جاتی رہے چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندے ہی تھے انکو مہاجرین دینے لگا
کے زیر حکومت رہنا کسی قدر ناگوار معلوم ہوتا تھا اور انکو یہ خیال تھا کہ ان وطن سے ہٹ گئے ہوں گے لوگوں
کو اپنے پاس رکھنا ہے اور انکی اعانت کی ہے ہمارے ان پر احسان ہیں یہ ہمارے زیر اطاعت ہوتے چاہے
نہ کہ ہم انکے تابع فرمان بن جائیں۔ وہ خدا کے رسول کی وفات باریکات ہی ایسی تھی جسکی غلامی ہم دل و جان سے
کرتے تھے اب انکی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگوں پر حکمرانی کا کوئی استحقاق نہیں ہے نہایت الامر ہم
کو اپنے میں سے اپنا جہادگانہ امیر بنالین۔ چنانچہ سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت
لیے نامزد ہی کر لیا تھا۔ غرض کہ قبول سر ولیم میور وقت نہایت نازک ہو گیا تھا اور سلام کا آئندہ اتفاق
سہ من خط میں تھار دیکھو کتاب انلس اوف اری خلافت صفحہ ۲

حضرت ابوبکر اور عمرؓ پر سنکر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑی حضرت ابوعبیدہؓ رہتے ہیں انکے ساتھ ہوئے
تینوں صحابہ انصار کے مجمع میں جا پہنچے اور وقت کے پیدا انکو اپنے ارادہ سے باز رکھنے میں کامیاب
ہوئے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ یا ابوعبیدہؓ میں جو ہوقت حاضر ہیں ایک
کو منتخب کرو۔ حضرت عمرؓ نے عجلت کر کے کہ میا دا انصار میں سے کوئی برگشتہ نہ ہو جائے اور فتنہ برپا نہ ہو جائے
حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور جناب نے بنی خزرج کو برگشتہ کرنے کی پہری کوشش کی مگر بنی اور
جو انصار میں سے دوسرا گروہ تھا بیعت کر لینے پر کامیاب نہ ہو سکا (دیکھو لائف اوف محمدؐ مولفہ سر ولیم
صفحہ ۵۱۴) حضرت علیؓ السلام ہوقت موجود نہیں تھے۔ اور نہ ان سے رائے لینے کی ہمت ملی جس
حضرت ابوبکرؓ وہاں سے لوٹے نو سو در عالم صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہو چکے تھے۔ اسلئے شرکت جنازہ سے محروم
رہے جبکہ قتل انکو نامدت العہد باقی رہا۔

بہ حالت تو اندرونی سلام کی تھی۔ اب باہر کچا لٹ عرب میں جویش ارتداد والی حال پیدا ہوا تھا۔ ایک ط

عرب کے یہود و نصاریٰ مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اس کی اشاعت کے ابتدائی ہی سے فراحم تھے۔ دوسری طرف صحابہ نبوت پر سرفراش تھے۔ چنانچہ جن کی تنبیہ کے لیے حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم بہر وادی اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ خود مسلمانوں میں بھی بعض قبائل اسلام سے گشتہ ہو گئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے۔ بعض مولفۃ القلوب اور منافق تہذیب کے بہنور میں گرفتار تھے صرف وہی مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ اور جنکے دل پر خدا نے سکینا مارا تھا۔ انکی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہیں تھی۔ جن میں بعض مہاجر اور بعض انصار تھے۔ جبکہ ان تہذیب سے لوگوں میں بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہا تھا۔ اگر عجلانہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت واقع نہ ہو جاتی اور مہاجر و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اول مہاجر اور انصار ہی میں تلوار چل جانے کا احتمال تھا جس سے اسلام کا آئندہ اتفاق ہی ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ میں نہ پہنچ جاتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی انتظار میں بیٹھے رہتے۔ یا سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر بیعت کو تہذیبی دیر کے لیے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ اسٹ محمدیہ میں پیدا ہو جاتا۔ ہر جسکی صلاح اگر غیر ممکن نہ ہوتی تو دشوار ضروری ہو جاتی۔

اسکے ماسوا اگر ایسے شور و شناک وقت میں جناب امیر کے دست مبارک پر بیعت واقع ہو جاتی تو اکثر بنی امیہ جو ابتدا ہی سے جناب امیر سے جلتے رہتے تھے کیونکہ انکے ہاتھوں سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ولید حبشی اموی سردار غزوات میں مارے جا چکے تھے ضرور بگڑ جاتے اور اسلام میں تفرقہ ڈال دیتے۔ بلکہ بنی امیہ کو اپنے خویش واقارب کے قاتل کے ہاتھ پر بیعت کر لینا کب گوارا ہو سکتا تھا۔

اگر اس نازک وقت میں اسلام میں کوئی گاندرونی جگڑا جمل اور صعین جیسا برپا ہو جاتا تو بیرونی دشمنان دین اور مردمان عرب اور مدعیان نبوت کا وضعیہ دور کنا۔ صحابہ کو خانہ جنگیوں سے دم بہر کی فرصت نہ ملتی یہی خاص مصلحت تھی جو صحابہ کو جناب امیر کی محبت سے ممانع آئی۔

ان واقعات محققہ سے چشم پوشی کر کے جو کچھ جیسے جی میں آئے سو کہے۔ نہ وہ بزدل گوارا صحت ہے۔ اور نہ کسی کا حق چھیننا چاہتے تھے۔ جو کچھ انہوں نے کیا وہی مقتضای وقت تھا۔ انکی نیت بالکل نیک تھی۔ اسی نیک نیتی کے بدولت خدا نے انکو وعلا اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کا صلہ عطا فرمایا تھا۔ چونکہ بعض مولفۃ القلوب اور منافقین کے خویش واقارب کے ذوالفقار حیدری ابھی تک خشک زمین ہوئی تھی اس لیے نظر حفظاً تقدم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر کو چوڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا دیا اور اسی احتیاط کو مدنظر رکھ کر حضرت عمر نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کرنے کا کام مجلس شوریہ کے سپرد کیا۔

جبکہ تمام لوگ سیرت شیخین کے گردیدہ ہو چکے تھے اس لیے صحابہ شوری یہ چاہتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام ہی تابع سیرت شیخین سے اصرار کر لیں تاکہ جناب امیر کی بیعت بالاجماع عمل میں آجائے اور کوئی فتنہ برپا نہ ہو چونکہ جناب امیر شیخین سے اصرار نہ کیا اور اکثر امور شریعت میں غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بتقاضا بشریت ان سے سرزد ہو جایا کرتی تھیں چنانچہ جنگی نسبت اکثر جناب عمر رضی اللہ عنہ لولا علی اہلک عمر اور اعوذ باللہ من مصیلة لیس فیہا ابوالحسن اور لا ابقا فی اللہ بعدک یا علی فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے جناب امیر نے سیرت شیخین کے اتباع کا اقرار نہ کیا۔ اور بخوف وقوع فساد امر خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر منتقل ہو گیا۔

لیکن اس میں کسی طرح کا شک نہیں کہ حضرت امیرؓ اپنی خلافت کو خواتن نے تھا ورنہ انکی خواہش اس غرض ہوتی کہ انکو دنیوی سلطنت حاصل ہو جائے۔ بلکہ ان کی منشا یہ تھی کہ امور خلافت میں کوئی کوتاہی جو بتقاضا بشریت اکثر خلفاء سے ظہور میں آتی رہی ہے۔ احیاناً بھی وقوع میں نہ آئے۔

(۳) بے شک ترتیب خلافت اجماعی ہے۔ لیکن فضلم علی ترتیب الخلافة اجماعی نہیں چنانچہ حافظ ابن عبد البر شیعاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں واختلف السلف ايضا في تفضيل علي و ابی بکر یعنی سلف کا جناب امیر اور حضرت ابوبکر کی باہم فضیلت میں بھی اختلاف تھا۔

فضلم علی ترتیب الخلافة پر محدثین نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے اتفاق کر لیا ہے چنانچہ حافظ موصوف اسی مقام کے نزدیک لکھتا ہے قال ابو عمرو وقف جماعة من اهل السنة في حل عثمان فلم يفضلوا واحدا منها علي صاحبہ منهم مالك بن انس و يحيى بن سعيد القطان و اما اختلاف في السلف في تفضيل علي و ابی بکر فقد ذكر بن خيثمة في كتابه من ذلك ما في كفاية و اهل السنة اليوم على ما ذكرت لان من تقديم ابی بکر في الفضل على عمر و تقدیم عمر على عثمان و تقدیم عثمان على علي و على هذا عامة اهل الحديث من زعم احمد بن حنبل الا خواص من اجابة الفقهاء و ائمة العلماء فانهم على ما ذكرنا عن مالك و يحيى بن سعيد القطان و ابن مينا فضل ما بين اهل الفقه و الحديث في هذه المسئلة و اما اختلاف سائر المسلمين في ذلك فيطول وقد جمع قوم (نہی) پس یہ اسلاف کا اختلاف ایک دلیل و ثبوت ہے کہ فضلم علی ترتیب الخلافة اجماعی نہیں ہے۔

(۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجتہد تھے مگر معصوم نہیں تھے اور بوجہ المجتہد قد خلی قد یہ زیبا ان سے فدک کے معاملہ میں خطابی الاجتہاد واقع ہو گیا ہے۔

(۵) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون سے قصاص طلب کیے گئے تھے لیکن جو جناب امیر رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آچھے تھے حضرت امیر پر خروج ثابت ہے جس میں انکے اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے خطائی الاجتہاد سرزد ہوا ہے۔ لیکن جنگ جمل بن طلحہ و زبیر دونوں حسن شرک نہیں ہوئے کیونکہ وہ علیحدہ ہو گئے تھے اور ام المومنین بے اختیار معرکہ میں ہنس گئیں بہتین (۶) کل صحابہ مجتہد نہیں تھے بلکہ بعض افاضل صحابہ مجتہد تھے اور بعض عوام تھے اسکا ذکر ہم امیر معاویہ کی خطا کی بحث میں کریں گے۔

(۷) امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام سے حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص طلب کرنے کے لیے نہیں لڑے بلکہ خلافت کے لیے لڑے تھے۔ اس میں انہوں نے خطا منکر سرزد ہوئی ہے۔ لیکن وہ اس خطا کی وجہ سے حدیجہ سے خارج نہیں ہو گئے صحابہ معصوم نہیں تھے اکثر بعض سے بقا صناعے بشریت خطا برست کر وقوع میں آگیا ہے لیکن وہ اس خطا کی وجہ سے مورد لعن و لعن نہیں ہو سکتے۔

(۸) حراست حوزہ اسلام اور صلاح امت خیر الانام علیہ السلام کا نام خلافت ہے۔ اگر کل امور میں اتباع سنت و فروع قواعد شریعت ملحوظ خاطر خلیفہ ہے تو خلافت رشیدہ ہو ورنہ مملکت عضو ضعیف ہے۔

(۹) سلطنت نہ نبوت کے لیے امر لازم تھی نہ ولایت کے لیے جبکہ پچھلے نفوس انبیاء کے کوئی نبی سلطان وقت نہیں ہوا۔ ولی کا سلطان وقت ہونا گمان سر لازم سمجھا جاسکتا ہے۔ طاوت ملک صالح تھا۔ لیکن نبی نہیں تھا اسکے عہد میں سب سے بڑی نبی تبلیغ احکام کرتے رہے ہیں۔

(۱۰) ہمارے نزدیک سب سے بڑی ہمت اس شیعہ ہے۔ ہم اپنے امامیہ مذہب کے احباب کے ساتھ ہرگز اس میں تقاضا نہیں کر سکتے۔

اولاً تاریخی واقعات کو نہایت انصاف کی نظر سے ملاحظہ کرنا چاہیے۔ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خوشی اور رضامندی سے خلافت حاصل کی۔ یا اس نازک موقع پر جبکہ خانہ جنگیوں کے چتر جانے کا احتمال تھا۔ اور حیر کے اسباب فراہم ہوتے چلے جاتے تھے مجبور ہو کر طوعاً و کرہاً اسکو منظور کیا تھا۔ اور جو خطرہ کہ سامنے نظر آ رہا تھا اسکو دفع کرنے سے اسلام پر احسان کیا۔

اسلامی خلافت میں ہر وقت آیا کچھ عیش و عشرت کے سامان موجود تھے جبکہ انکو طمع پیدا ہو گئی تھی یا کہ ایک ٹبی ہباری ذمہ داری کا کام تھا۔ کیا وہ سبھی سہری یا بھولوں سے بھی ہوئی سبھی تھی یا کہ کاشوں کا بھونکا بچاتا تھا۔

اب اسکی دست کو دیکھو کہ تمام عربین ایک سر سے دو سر سر سے تک ارتداد و الحاد اور بغاوت پھیل گئی تھی۔

جسکی نسبت بن خلد و بن بنی تارخ میں ملتا ہے انہی اہل عرب عامۃ و خاصۃ واجتمہ علی طلیحۃ عوام اسد و
 وایت غطفان و توقفت ہوا زن فامسکوا الصدقۃ وارتدوا من بنی سلیم وکذا ساثر الناس بکل
 مکان و وثب لاسود بالین و وثب سیلۃ بالیمۃ ثم وثب طلیحۃ بن خویلد فی بنی اسد یدعی کلم
 النبقۃ ۲ و تنبأت سجاح بنت الحارث من بنی غطفان و اتبعها الہذیل بن عمران فی بنی تغلب
 عقبہ بن ہلال فی النمر و السلیل بن قیس شیبان و زیاد بن بلال و اقبلت من الجوزج فی ہذا المجموع
 قاصدۃ المدینۃ یعنی عرب کے قبیلے بعض پہلے بعض اور کچھ بعد ہو گئے طلیحہ کی نبوت پر بنی طی اور بنی اسد
 اتفاق کر لیا۔ اور غطفان مرتد بن بیثیہ۔ ہوازن کے لوگوں نے زکوۃ دینا بند کر لیا۔ بنی سلیم سے بھی بعض مرتد
 ہو گئے تھے اسی طرح پر سب جگہ کے لوگ بگڑ بیٹھ تھے ۲ اور اسود غسانی میں اور سلیلیہ میں اور طلیحہ میں
 خویلد بنی اسد میں نبوت کے دعویدار کھڑے ہو گئے تھے ۲ بنی غطفان کی عورت سجاح بنت الحارث نے بھی
 نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور بنی تغلب سے ہذیل بن عمران اور قبیلہ نمر سے عقبہ بن ہلال اور شیبان کے لوگوں
 میں سر زیاد بن ہلال کے ساتھ ہو گئے تھے اور وہ عورت اس جمعیت کے ساتھ جزیرہ سے مدینہ کو چڑھ آئی
 تھی *

غرض کہ وہاں لوگ بھی بگڑنے کو طیار تھے جسکا تذکرہ ابن اثیر نے کامل التواریخ میں ہی کیا ہے۔ صرف ایک
 مدینہ منورہ باقی رہ گیا تھا *

جبکہ اسلام کے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ وہ بھی اندرونی فساد سے معرض خوف و
 خطر میں تھا پس ایسے وقت میں حضرت ابوبکرؓ کی زبردست تدبیروں نے نہ صرف اعراب کے بے چین اور پریش
 طباع کو قابو میں رکھا بلکہ شام اور مصر اور ایران جیسی بڑی سلطنتوں کو لانا نگاہ اسلام بنا دیا۔

پس اگر حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ رضی اللہ عنہما پر کوئی الزام لگایا جاسکتا ہے تو صرف یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے
 ایسے شورشناک وقت میں اسلام کو بغاوت سے اور فساد سے کیوں بچایا۔ اور کیوں وہ اسلامی سلطنت
 دنیا میں قائم کی کہ جسکی بدولت آج ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور جن کے اخلاق حسنہ اور عمدہ چار
 چلن اور بے نظیر حیرت انگیز کارناموں کو کہیں اور کارلائل اور سر ولیم سورجیسی عیسائی مصنف مزاج مورخ
 باوجود مخالف مذہب کے نہایت عزت سے یاد کرتے ہیں *

ہذا بیت شرم کی بات ہے کہ ان بزرگان دین کی جناب میں گستاخانہ پیش آنے کو اور انکے حق میں کلمات
 سنیہ کے استعمال کرنے کو فرائض تو یہی کا ایک جزو اور باعث کمال سمجھا جاتا ہے۔

(خدا کا کلام پاک آواز بلند شہادت دیتا ہے کہ وہ سابق الا سلام تھے۔ مہاجر تھے۔ مدنی تھے

بیۃ الصنوان میں داخل تھے۔ ان جلیل القدر مسلمانوں نے جس کے پہلے بغیر کسی دنیاوی غرض کے خالص لوجہ اسلام قبول کیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنے خویش و اقارب کو چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان و مال فدا کیا تھا۔ اور قوم کے ہاتھوں سے ظلم و ستم اٹھائے تھے۔ اللہ اسلام میں فقر و فاقہ کو گوارا کیا تھا۔

غرض کہ وہی لوگ کنتہ خیر امتہ اخرجت للناس (اور) محمد رسول اللہ وللذین معہ اشد علی الکفار رحمہ بینہم (اور) وصلی اللہ الذین امنوا منکم وعلی الصالحات لیستخلفنہم فی الارض (اور) السابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ (اور) لقد رضی اللہ المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (اور) والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرہ اکبر (اور) والسابقون الاولون المقربون فی جنات النعیم (اور) الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذا اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنتین اذہما فی الغار (اور) وترعنا ما فی صدورہم من عل خوانک علی سرر متقابلین کے صدق تھے۔

پس قرآن مجید کے مخالف کو نا ایسا ثبوت قطعی پیش کیا جاتا ہے جس سے ان بزرگوں کے نقائص ثابت ہوتے ہیں آیات قرآنی نہی صریحہ کو کوئی حجت باطل کر سکتی ہے۔

اساقیت فاحرہ کی تہدید کا بے بنیاد الزام (جس کا کہ سرولیم سورجیا مستصحب مخالف اسلام بھی قائل نہیں ہے) دیکھو لائف اوف محمد مصنفہ سرولیم سورجیہ صفحہ ۵۱۸) ان بزرگوں کی طرف قاید کر کے بدگمان ہو جانا نہایت عقل اور انصاف سے بعید ہے۔

آیات قرآنیہ یقینی اور ان کے احکام قطعی ہیں اخبار و آثار ظنیات کے درجہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے اگرچہ ان کے راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہوں۔ پس جو شخص کہ انصوص صریحہ کو چھوڑ کر روایات کا تتبع کرتا ہے وہ گمراہی کے گڑھے میں گر رہا ہے۔

جن آثار سے صحابہ کے مشاجرات یا شکر بخیان ثابت ہوتی ہیں وہ تو موضوع یا احاد ہیں کوئی اثر متواترات کی حد تک تو کیا صحت کے درجہ تک ہی نہیں پہنچتا۔ پس اگر ظنیات اور شکیات اور وہمات کا تتبع کر کے انصاف قرآنیہ اور دلائل یقینیہ کو جن سے ان صحابہ کے فضائل و مناقب ثابت ہوتے ہیں چھوڑ دینا بالکل دیانت کے برخلاف ہے۔

ان قصص و آثار کا یہ حال ہے کہ ایک شخص ایک قصہ کو روایت کرتا ہے سنتے والا اسے ائمہ مذکور کے سنتا ہی

ہر اس اصل پر اپنی طرف سے حاشیہ چڑھا کر آگے پیچھے پاس نقل کرتا ہے۔ تیسرا اپنی طرف سے کچھ اور سپر لگا کر چتر کو سناتا ہے۔ یہاں تک کہ اس قصہ کی اصلی حقیقت پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ اور اصل کے مخالف ایک نیا قصہ بناتا ہے اور بے سمجھا آدمی اسکو سنکر اور اس پر یقین کر کے صحابہ کرام میں بدظن ہو جاتا ہے اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

(موسم) اگر افریقہ میں محال وہ حضرات ایسے ہی تھے جیسے ہمارے امامیہ احباب بیان کرتے ہیں۔ تو ہمارے خیال میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ جناب امیر نے انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر۔ کیوں بیٹھنے دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن اطہر کے پہلو میں جو بدنہ من ریاض الجنۃ ہے کیوں دفن ہونے دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جناب امیر علیہ السلام نے تقیہ کیا تھا۔ تو یہی ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ صحابہ جناب امیر جیسے انجیل عربیہ۔ مذکور حسین بن۔ خلافت غضب کر لیں۔ بیٹی حسین بن۔ گھر حلاوتین اور جناب امیر انکا موند دیکھنے کے دیکھتے رہ جاویں۔ کوی بھی نبی ہا۔ یہ بغیر نہ آئے۔ اور قومی اور اسلامی دولت کو روار کئے جناب امام حسین علیہ السلام نے تو اپنا سراقدس کٹا دیا تھا پھر اپنا گھر حلاوتین لیا۔ لیکن جناب امیر زندہ ہوں امان کے سامنے انکا گھر حلاوتین دیا جائے۔ نہایت تعجب کی بات ہے۔

چهارم۔ جہاں تک کہ سیم سچی روایات کا قبیح کرتے ہیں۔ ہمارے ائمہ ہدی علیہم السلام ان بزرگوں کو نہایت خیر سے یاد کرتے رہے ہیں چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام اکثر فخریہ ارشاد کیا کرتے تھے ولدی ابو بکر مرتین یعنی مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے دو دفعہ جہا ہے۔ اسکی وجہ کو عبدالرؤف المناوی طبقات الکبریٰ میں اور ذہبی طبقات الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ راسد فرقة بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وام القاسم اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر لذلک کان یقول ولدی ابو بکر مرتین یعنی جناب جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر تھا۔ اور قاسم کی والدہ کا نام اسماء بنت عبدالرحمان بن ابی بکر تھا۔ اسی لیے جناب صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ابو بکر نے دو بار جہا ہے۔ ظاہر ہے نسب میں اس کے ساتھ فخر کیا جاسکتا ہے جو قابل فخر ہو۔

اسی طرح سے روایت ہو کہ کہیں حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کیا یا بن رسول اللہ ما تقول فی ابی بکر و عمر آپ نے فرمایا ہا اما ان حاملان کا نا علی الحق و ما نا علی الحق یعنی وہ دونوں امام تھے اور حق پہنچے اور حق پرانکا انتقال ہوا حضرت سید محمد صاحب مجتہد العصر نے بھی کتاب اول النقیۃ فی اثبات تقیہ مطبوعہ لودیانہ مشرق میں اسکو فخر فرما کر اس کے معانی میں ایک طویل الذیل تاویل مدج کی ہے

لیکن ایسی ہی تاویلین اگر ہر کلام میں پیدا کی جائیں تو شاید ہی کسی کلام کے مستقیم معنی پیدا ہو سکیں ۔
 بخاری الاثر میں طاہر بن محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں دو ی العیاشی عن الباقر علیہ السلام ان رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم قال لا اؤتم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب بعمر ابن ہشام عاقلہ و ہبی کاشف میں ہمارے شیخ
 المشائخ اجماع بن عبد اللہ النکندی شہیدی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں ۔ ابوہریرہ بن عبد اللہ ابو حمزہ النکندی کان
 شیخہ و روی عنہ شریک القاضی انہ قال من سب بابا بکر و عمر احدی الا افتقر او قتل یفخا اجماع بن عبد اللہ ابوہریرہ
 النکندی شیعہ مذہب ہے شریک القاضی ان سے روایت کرتا ہے کہ اجماع کہا کرتے تھے کہ جس کیسے ابو بکر و عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سب کی ہے وہ یا تو محتاج ہو گیا ہے یا مارا گیا ہے ۔ خیر اسکے تو ہم قائل نہیں کہ وہ محتاج
 ہو گیا ہے یا مارا گیا ہے ہماری عرض تو صرف اتنی ہے کہ ہمارے شیعیان اولی سبت (یعنی دشنام) شیعیان کو بہت
 برا جانتے تھے ۔ اور ہمارا بھی یہی سبک سے خواہ بھوکو کوئی سنی کہے یا شیعہ کہے ۔
 ہمارے نزدیک وہ صدیق تھے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غارتھے خدا کے خاص بندے تھے
 رضی اللہ عنہم و رضو عنہ ۔

جناب امیر کی محبت کا علامت ایمان ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولاک یا علی ما عرف المؤمنون
 من بعدی (اخوہ بن المغازی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے یا علی اگر تم نہ ہوتے تو کچھ لوگ بھیچانے جاتے ۔

جناب امیر کا ولی المؤمنین ہونا

۱۱ عن عبد اللہ بن سیرین عن ابیہ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن یثابین علی احدی
 علی بن ابی طالب علی الخ خلد بن ولید فقال اذا قیمتم فقلی علی الناس وان افرقتم فکلوا احد
 منکم علی حیدہ قال فلقینا بنی زبید من اهل الیمن فاقتلنا فقتلنا المسلمون علی المشرکین فقتلنا القاتل
 وسبنا الذریر فاصطفی علی امرأۃ من السبی لنفسہ فکتب خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و امر فی ان مال منہ قال فدفت الکتاب لہ و قلت من علی فقیر و جہہ فقلت هذا مکان العائد
 یثقی من رجل و امر فی ان مال منہ قال فدفت الکتاب لہ و قلت من علی فقیر و جہہ فقلت هذا مکان العائد
 فی علی فانه منی و انما منہ و هو ولیکم من بعدی راخوہ احمد و النسائی و فی اسنادہما اجماع الکند

وہو شیعی لکن ولقد ابن معین کما ذکر ابن حجر العسقلانی فی تقریبہ القلاب (عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد بریدہ رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے عین کی طرف دو فوجیں روانہ فرمائیں ایک فوج پر جناب علی علیہ السلام کو امیر فرمایا اور دوسرے پر خالد بن ولید کو۔ اور ارشاد کیا کہ اگر کہیں دو نو فوجیں جمع ہو جائیں یہ تو دونوں میں علی ہی امیر سمجھے جائیں اور اگر جدا جدا رہیں تو تم دونوں اپنے اپنے لشکر کے امیر سمجھے جائیں۔ ہم اہل عین کے قبیلہ بنی زبید پر جانے مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کو مقابلہ کیا۔ اور بنی زبید کے جو رہنے گھر تار کر لیے علی علیہ السلام نے ان میں سے ایک کنیز کو منتخب کر لیا۔ خالد بن ولید نے یہ فقہ حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ خط لیکر بن حضرت کے حضور میں جاؤں میں نے خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور زبانی بھی جناب علی کی شکایت کی۔ حضرت کا چہرہ اقدس غصہ سے متغیر ہو گیا۔ مینے عرض کیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کے ماتحت کر کے بھیجا تھا۔ اور اس کی اطاعت کو مجھ پر لازم گردانا تھا جو کچھ اس نے کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا اتنے فرمایا اسے بریدہ علی کے پیچھے دست پڑو میرا ہے اور میں ہکا ہون وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

(۲) عن بریدہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بریدہ از علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (راخو جہ الدلیلی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو تحقیق میرے بعد علی تمہارا ولی ہے پس تو علی کو دوست رکھ کیونکہ وہ ہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۳) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدہ از علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (راخو جہ الدلیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جو تحقیق بریدہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میرے بعد علی تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۴) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدہ از علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (راخو جہ الدلیلی) فی ذہب و سنن الاخیار جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ جو تحقیق علی علیہ السلام میرے بعد تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۵) اخبر احمد فی المستدرک الحدیث بالرفاق وصفان قال احد ثنا جعفر بن سلیمان قال

حدثني يزيد الرشك عن مطرف بن عبد الله عن عمران بن حصين قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا لم سرتة وامر عليهم علي بن ابي طالب فاصاب جارية فانكروا عليها فتمتعوا بها اربعة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يدنوا امر لرسول الله صلى الله عليه وسلم قال عمران وكنا اذا قد من سفر بنا برسول الله صلى الله عليه وسلم ففعلنا عليه قال فدخلوا عليه فقام رجل فقال يا رسول الله ان عليا قد فعل كذا وكذا فاعرض عنه ثم قام الثاني فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذا فاعرض عنه ثم قام الثالث فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذا فاعرض عنه ثم قام الرابع فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذا فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا الرابع وقد تغير وجهه فقال دعوا عليا دعوا عليا ان عليا مني وانا منه وهو لي بكل مؤمن من بعدى (اخرجه النسائي في الخصائص وابو يعلى في مسنده وابن جرير في تهذيب الآثار وصححه وقال محبا لطبري في الرياض النضرة في فضائل العشرة قد اخبر الترمذي وقال حسن غريب وابن حبان في صحيحه وقال ابن عجب في اصابته في تمييز الصحابة قد اخبر الترمذي باسناد قوي وقال الحاكم في المستدرک هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه واخرجه بن عدي والطبراني وابو نعيم في فضائل الصحابة وابن المغازلي في المناقب ابن الاثير في اسد الغابة في معرفة الصحابة وابن اسبوع الاثر في الشفاء والحافظ الذهبي في ميزان الاعتدال في نقد الرجال والسيوطي في جمع الجوامع وصححه واخرجه ملخصا ابوداؤد والطبائسي في مسنده وابن ابي سفيان في فوائد وابراهيم بن عبد الله الوصابي في الاكفاني فضائل الاربعة الخلفاء وقال السيوطي في القول الجلي في فضائل اهل اخوة بن ابي شيبه وصححه واتصا صحي المتقى في كثر العمال عمران بن حصين بن حنيفة عن ابن عباس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في جناب امير المؤمنين عليه السلام بنكره رواه فرما يوه ابي كثر ابنه تصرف من لا يريه پس لوگون كوي بات بري معلوم هو بئى آنحضرت صلى الله عليه وسلم کے اصحاب میں سے چار صاحبوں نے باہم عہد کیا کہ ہم جناب امیر کے اس فعل کا حضرت کے پاس تذکرہ کریں گے عمران بن حصین کہتے ہیں کہ جب ہم سفر سے واپس آیا کرتے تھے تو اس کے پہلے حضرت امیر کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہو اگرتے تھے پس وہ لوگ حضرت کے حضور میں آئے ایک شخص اشکران میں سے کہنے لگا یا رسول اللہ جناب امیر نے یہ فعل کیا تھا حضرت نے اس سے اپنا مونہ پھیر لیا پھر وہ اشکران سے کہنے لگا یا رسول اللہ علی نے یہ کچھ کیا تھا حضرت نے اس سے بھی مونہ پھیر لیا۔ پھر تیسرے اور چوتھے نے بھی یہی عرض کیا۔ حضرت نے متوجہ ہو کر تین دفعہ فرمایا۔ تم علی کے پیچھے مت پیو۔ علی میرا ہے میں

علی کا ہونہ میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے۔ *

اس حدیث کو امام نسائی نے فضائل میں اور ابویعلیٰ نے مسند میں اور امام ابن حجر طبری نے تہذیب الائمہ میں روایت کیا ہے اور صحیح مانا ہے اور محب طبری نے باض النضر فی فضائل العشرہ میں لکھتے ہیں کہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے اور ابن حبان نے اپنی جامع الصحیح میں اسکی تخریج کی۔ اصابع فی تہذیب الصحابہ میں ابن حجر بذیل ترجمہ باب امیر اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ ترمذی نے اس حدیث کو اسناد قوی کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور حاکم مستدرک میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح ہے باوجودیکہ شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا۔ ابن عدی اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور ابونعیم نے فضائل صحابہ میں اور فقیہ ابن المغازلی نے مناقب میں اور ابن اثیر اسکے الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اور ابن کثیر الاندلسی نے کتاب خفا میں اور حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں اسکو روایت کیا ہے اور جمع الجوامع میں سیوطی نے اسکے صحیح ہونیکے نسبت لکھا ہے ابوداؤد الطیالسی نے اپنی مسند اور ابی سفیان نے کتاب الفوائد میں اور ابی اسیم بن عبد اللہ الوصالی نے کتاب فی فضائل الاربعہ الخلفاء میں اس حدیث کے خلاصہ کو روایت کیا ہے۔ اور حلال الدین سیوطی کتاب قول الجلی فی فضائل علی بن ابی طالب لکھتے ہیں کہ ابن شیبہ نے اسکے صحیح ہونیکے بابت لکھا ہے۔ اور متقی نے بھی کنز العمال میں اسکو صحیح مانا ہے +

عن هيثم بن مرجم وسعيد بن وهب حبة العرق وزيد بن ارقم رضي الله عنهم ان عليا فاشد
الناس من سم النبي صلى الله عليه وسلم يقول من كنت وليه فعلي وليه فقام بعشر فشهدوا
انهم سموا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت وليه فعلي وليه واخرج الطبراني
في الكبير حميد بن مرجم وسعيد بن وهب حبة العرق وزيد بن ارقم عن عاتكة بنت عبد الله بن مسعود
عن ابن عباس عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من كنت وليه فاعلي وليه
اشكر بيان کیا کہ مجھے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جبکہ امین ولی ہوں اسکا علی ولی ہے ۔

(۷) روی ابو داؤد الطیالسی حدیثنا ابو عوانہ عن ابی بلجہ عن عمرو بن ميمون عن ابی حنیس
از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلي انت ولي كل مؤمن من بعدك راخرجه الحافظ ابن عبد البر
في الاستيعاب في معرفة الاحباب وقال قال ابی عمر هذا اسناد لا مطعن فيه لاحد بصحته
وثقة نقلته (۸) وھکذا ذکر ابو الحجاج یوسف بن عبد اللہ المزنی فی تھذیبہ الکمال اہم ابو
داؤد الطیالسی ابی سند میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ اسناد ابو عوانہ نے اور ان سے ابو بلجہ نے اور ان سے عمرو بن

سہون نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے تھے کہ یہ تحقیق جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؓ کو فرماتے تھے تو میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

حافظ ابن عبد البر کتاب التبیان فی معرفۃ الاسماء میں محدث کو مع اسناد کے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ امام ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یا ایہی اسناد میں ان کے صحیح ہونے اور ان کے ناقضین کے قطع ہونے کی وجہ سے کوئی شخص ان میں طعن نہیں کر سکتا ہے۔ اور حافظ ابوالحجاج یوسف بن عبد اللہ المرہی نے بھی تہذیب الکمال میں اسی طرح پر نقل کیا ہے۔

(۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ یا علی فیک خمساً فمنعنی واحدة واعطانی اربعۃ سالت اللہ ان یجمع علیک امتی فابی علی فاعطانی فیک ان اول من تنشق عند الارض یوم القیامۃ انا وانت مع لواء الحمد وانت تحمله ہین ندی تسبق بہ الاولین والآخرین واعطانی انک انخی فی الدنیا والاخرۃ واعطانی ان یتی مقابلاً بیتک فی الجنة واعطانی فی ترجمۃ عبد الکریم بن ہوازت را القسیر انک ولی المؤمنین من بعدی را خوجہ الراضی فی ترجمۃ ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ ابواسحاق الرازی فی کتابہ تاریخ قرون المسی بالتدوین والخطیب فی تاریخ بغداد بسند صحیح والمتقی فی کنز العمال ومحمد صد عالم فی المعارج علیہما السلام علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اسے علیؓ چھ تیرے لینے خدا سے پانچ باتوں کا سوال کیا تھا پر دروگہ کرنے ایک بات کو نا منظور کیا اور چار باتیں قبول کی ہیں میں نے خدا سے سوال کیا تھا کہ میری بہت کوتاہی است پر مجھے کر دے۔ پس خدا نے اسکو نا منظور فرمایا۔ پھر خدا سے میں نے تیرے لیے یہ دعا کی کہ قیامت کو مجھے اور تجھے سب سے پہلے قبر سے اٹھا لے میرے پاس ہوا احمد ہوگا اور تو اسے میرے سامنے اٹھا کرے گا۔ اور تو سب پہلو اور تجھے لوگوں کو ساتھ لیکر جنت کی طرف تیرے گا خدا نے یہ بات مجھے عطا فرمائی۔ پھر میں نے خدا سے یہ عرض کیا کہ علیؓ دنیا و آخرت میں میرا بہائی ہو۔ خدا نے میری اس عرض کو بھی قبول کیا۔ پھر میں نے دعا کی جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہو خدا نے اسکو بھی منظور کیا۔ پھر خدا سے میں نے مانگا کہ تو میرے بعد سب مومن کا ولی ہو خدا نے اسے بھی منظور کیا۔

(۸) عن وہب بن حمزہ قال قدم بریدۃ من الیمن فکان خوجہ مع ابن ابی طالب فرای منہ حقوفاً فآخذ ینذکر علیاً ویقص من حقہ فلیخبر فلاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ لا تقل ہذا فہو اولی الناس بکم بعدی را خوجہ الطبرانی فی الکبیر وابن مندہ وابو نعیم وابن جریر وابن الاثیر فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ والسیوطی فی جمیع الجوامع والمتقی فی کنز العمال) وہب بن حمزہ

امیر غزنہ سے مروی ہے کہ بربیعہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کی محبت میں یمن کو لے ہوئے تھے وہاں جناب امیر سے انکی شکر و بخی ہو گئی حبیب الہی آپ سے تو جناب امیر کی شکایت کرنے لگے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گئی حضرت نے اسے ارشاد کیا یہ بات مست کر علی میرے بعد تم سب کے اگلے ہے (۹) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید علی وقال هذا ولی کل مومن وانا ولیہ راخرجه ابو النخیر الحاکمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر فرما رہے تھے کہ یہ ہر ایک مومن کا ولی ہے اور میں اسکا ولی ہوں +

(۱۰) عن سمر بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کت نبیہ فعلی ولیہ راخرجه ابن کثیر سمر بن جندب نے امیر غزنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا میرا بنی ہوں پس علی اسکا ولی ہے +

جناب امیر سے تولا رکھنے کا ثواب

(۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یحب ان یحیی حیوتی ویموت موتی ویسکن جنتہ الخلد التی وعدت فی ربی فان ربی غریب فضا تھا بیدہ فلیتول علی بن ابی طالب فانہ لن یمخرک من ہدی ولن یدخلکم فی الضلالۃ راخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مستد ابن ارقم والحاکم فی المستدرک وابو نعیم والدیلی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جو شخص میرے جیسی زندگانی کرنا چاہتا ہو۔ اور میری موت سمرنے کی آرزو رکھتا ہو اور حنت میں رہائش کرنے کا طالب ہو جسکا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کیونکہ خدا نے اسکی شاخیں اپنے ہاتھ سے لگائی ہیں پس چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب سے تولا رکھے پس بہت خیر وہ تمہیں ہرگز ہدایت سے نہیں نکالے گا اور تمکو گمراہی میں نہیں ڈالے گا +

(۲) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او حی لی من امن بی و بولایۃ علی ابن ابی طالب فموسی فی الجنة فمن تولاه فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللہ راخرجه الدیلی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حی آئی ہے کہ جو شخص میرے پر اور علی کی ولایت پر ایمان لائے گا پس وہ میرے ساتھ حنت میں ہوگا جس نے اس سے تولا رکھی اس نے مجھ سے تولا رکھی اور جس نے مجھ سے تولا رکھی اس نے خدا سے تولا رکھی۔

(۳) عن ابی سعید الخدری عن ابی عباس قال فی تفسیر قولہ تعالیٰ وقفوا عنہم انہم سئلوا عن یوم القیامۃ عن ولایت علی بن ابی طالب (راخرجه الواحد فی تفسیرہ الدلیلی) ابو سعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہو کہ وقفوہم انہم سئلوا عن جناب امیر کے حق میں وارد ہوئی ہے کہ کثرا کرو ان لوگوں کو ابھی ان سے پوچھنا ہے قیامت کے روز علی کی ولایت سے۔

(۴) قیل لما حضرت عبد اللہ بن عباس الوفاۃ قال اللہم انی اتقرب الیک بولایت علی بن ابی طالب (راخرجه احمد فی المناقب) کہتے ہیں کہ جب جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ دعا مانگنے لگے اے پروردگار علی کی ولایت کے سب سے تیرا تقرب چاہتا ہوں۔

جناب امیر کے تولا کے بغیر کوئی صراط گزر نہیں سکتا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جمع اللہ الاولین والآخرین یوم القیامۃ ونصب الصراط علی جہنم ما جازھا احد حق کانت معہ براۃ بولایت علی بن ابی طالب (راخرجه الحاکمی) جناب امیر علیہ السلام روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قیامت آئے گا اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب انگلیں پکڑ لوگوں کو جہنم کریگا اور جہنم پر صراط کو نصب کریگا کوئی اس سے علی بن ابی طالب کی ولایت کو پروانہ راہداری کے سوا نہیں گزر سکیگا۔

(۲) عن الحسن البصری مرفوعا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ یقع علی بن ابی طالب علی الفردوس وهو جبل قد علی الجنة وفوقہ عرش رب العالمین وهو جالس علی کرسی من نور یجری من یدیه التسدیم لایحزن۔ احد الصراط الا ومعہ براۃ بولایت علی بن ابی طالب وولایت اہل بیتہ یثرون علی الجنة فیدخل عجیب الجنة ومنضیا النار (راخرجه الخوارزمی) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مرفوعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز علی بن ابی طالب جنت کراکیم پہاڑ فردوس نام پر جس پر خدا کا عرش نور کی کرسی پر رونق افروز ہوگا اسکے سامنے نہر تسنیم بتی ہوگی علی بن ابی طالب اور اسکی اہل بیت کی محبت کے راہداری کے پروانہ کے بغیر کوئی صراط پر نہیں گزر سکیگا وہ جنت جہانم کو دیکھے گا۔ اور اپنے دوستوں کو اس میں داخل کرے گا اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں دھکیلوگا۔

(۳) عن قیس بن حازم قال التقی ابو بکر الصدیق وعلی بن ابی طالب فتقبہم ابو بکر فی وجہ فقال لہ علی مالک تبسمت فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یجوز الصراط احد الا من کتب لہ علی الجواز (راخرجه بن السمان) قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب ابو بکر الصدیق حضرت امیر علیہ

اسلام سے ملے اور جناب امیر کو دیکھ کر ہنسنے لگے حضرت امیر نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں ابو بکر کہنے لگے میں نے سورگائیاں صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کروڑوں علی کے پروردگار ہاری کے سوا کوئی شخص صراط سے نہیں گذر سکیگا۔

عن مجاہد عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابی طالب یوم القیامۃ علی الخوض لا یدخل الجنۃ یوم القیامۃ الا من جاء بجواز من علی بن ابی طالب (راخو جناب المناظر) علامہ نے ابن عباس سے کہا اس کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن علی بن ابی طالب جو من پر ہونگے نہ داخل ہوگا جنت میں کوئی حبیب نہ کہ اس کے ذمہ میں پروردگار ہاری کا ہر حضرت بن ابی طالب کے۔

جناب امیر علیہ السلام کا مولای ہونے کا ثبوت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه۔ یہ حدیث بہت طرق کثیرہ سے روایت ہوئی کہ بعض محدثین نے ان کے جمع کرنے میں بڑی بڑی ضخیم جلدیں تحریر کی ہیں۔

(۱) سب سے اول امام ابو حنیفہ محمد بن جریر بن یزید الطبری المتوفی ۲۵۵ صاحب تاریخ الرسل و الملوک نے درج کی نسبت حافظ سیوطی کتاب التبیان میں من بیثہ اللہ علی راس کل ماتہ کہتے ہیں قال ابن خریزمی ما اعلی الارض اعلی من جریر احمد بن محمد بن جریر بن یزید الطبری المتوفی ۲۵۵ صاحب تاریخ الرسل و الملوک نے درج کیا کہ مولایہ رکھا ہے جس کے کثرت طرق کو دیکھ کر حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ من کنت مولاه فعلی مولاه فرماتے ہیں الف محمد بن جریر بن یزید کا با دو وقت علیہ فائدہ بہت کثرت طرق سے احمد بن محمد بن جریر طبری نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے میں اس کے کثرت طرق کو دیکھ کر بیوقوف ہو گیا۔

(۲) ان کے بعد حافظ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید بن عبد الرحمن بن ابی اسیم بن زیاد بن عبد اللہ بن علی بن العقیل الکوفی المعروف بابن عقدہ نے جس کے علم فضل کی شہادت حافظ طیب تاریخ بغداد میں بیان کرنے میں ۳۳۳ میں احمد بن محمد بن جریر بن یزید کا با دو وقت علیہ فائدہ بہت کثرت طرق سے احمد بن محمد بن جریر طبری نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے میں اس کے کثرت طرق کو دیکھ کر بیوقوف ہو گیا۔

ابن حلیہ من کنت مولاه فعلی مولاه اخو جہا النفاق والترمذی و کثیرا طرق جلا وقد استوعبها ابن عقدہ فی کتاب مفرغ و کثیر من اسانیدھا و احسن یمنی من کنت مولاه فعلی مولاه کی حدیث کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اسکے بہت سے طریقے ہیں ابن عقدہ نے ایک کتاب میں اس کے طریقوں کو جمع کیا ہے جسکی سندین اکثر صحیحہ اور حسن ہیں۔

- (۳۱) پر علامہ ابوالقاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی المتوفی سنہ ۳۸۵ھ نے اس حدیث کے سناؤ کو ایک بارہ خبر کے رسالہ میں جمع کر کے اسکا نام دعاۃ العداۃ الی ادا حق المولا رکھا۔
- (۳۲) پر علامہ ابوسعید سعود بن ناصر بنجرانی البستانی المتوفی سنہ ۳۸۵ھ نے اس حدیث کو ایک سو میں صحابہ سے روایت کر کے سترہ خبر کا رسالہ لکھا اسکا نام درایہ حدیث الولایہ رکھا۔
- (۵) پر حافظ شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد الزہری المتوفی سنہ ۳۸۵ھ نے ایک رسالہ میں اس حدیث کے طریقوں کو جمع کیا ہے چنانچہ مفتاح کنز الدقائق میں بذیل ترجمہ صحیح عبد اللہ بن الحاکم لکھتے ہیں واما حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه فله طریق جید وقد افردت ذاک ایضاً
- انکے ماسوا بعض ائمہ حدیث نے ان جزوی شیکر اس حدیث کے طریقوں کے جمع کرنے میں اہتمام کیا ہے چنانچہ ابن کثیر شامی ابوالعالی حوینی سے نقل کرتے ہیں انہ کان یجب بقول شاہدت مجلداً ببغداد فی ید حیات فی دعایات هذا الخدم مکتوباً علیہ المجلد الثامن والعشرون من طرق من کنت مولاه فعلی مولاه وتیلو المجلد التاسع والعشرون یعنی ابوالعالی حوینی تعجب کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے بغداد میں صحافوں کے پاس اس حدیث کی دعائیوں کے متعلق ایک ضخیم جلد دیکھی اوسپر لکھا ہوا تھا کہ من کنت مولاه فعلی مولاه کے طریقوں کے متعلق یہ دعائیوں جلد ہے اسکے بعد انیسویں جلد لکھی جائیگی۔

ان صحابہ کرام کے نام جن کی یہ حدیث روایت ہوئی ہے

- قال ابن القلاء فی کتاب الموالاة هذه أسماء من روى عنهم حديث يوم الغدير (۱) ابوبکر الصديق (۲) عمر بن الخطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علي بن ابي طالب (۵) طلحة بن عبيد الله (۶) الزبير بن العوام (۷) عبد الرحمن عوف (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) العباس بن عبد المطلب (۱۰) الحسن بن علي بن ابي طالب (۱۱) الحسين بن علي بن ابي طالب (۱۲) عبد الله بن العباس (۱۳) عبد الله بن جعفر بن ابي طالب (۱۴) عبد الله مسعود (۱۵) عمار بن ياسر (۱۶) ابوذر جندب بن جنادة (۱۷) سلمان الفارسي (۱۸) سعد بن زبارة الانصاري (۱۹) خزيمة بن ثابت الانصاري (۲۰) ابوالیوب انصاری (۲۱) سهل بن حنیف الانصاری (۲۲) عثمان بن حنیف (۲۳) جندب بن الیمان (۲۴) عبد الله بن عمر (۲۵) البراء بن عازب الانصاری (۲۶) رفاعة بن رافع الانصاری (۲۷) سمرة بن جندب (۲۸) سلمة بن اکوع الاسلمی (۲۹) زید بن ثابت الانصاری (۳۰) ابویعلی الانصاری (۳۱) ابو قتادة الانصاری (۳۲) سهل بن سعد الانصاری (۳۳) عبد بن جابر الطائي

(٣٣) ثابت بن زيد بن جبر (٣٥) كعب بن عجة الانصاري (٣٦) ابو الهيثم بن اليتيم الانصاري
 (٣٧) هاشم بن عتبة بن ابي وقاص الزهري (٣٨) المقداد بن عمرو الكندي (٣٩) عمر بن ابي سلمة (٤٠)
 عبد الله بن ابي سيد الخزاعي (٤١) عمران بن حصين الخزاعي (٤٢) يزيد بن الحبيب الاسلمي (٤٣)
 ابو سعيد الخدري (٤٤) جابر بن عبد الله الانصاري (٤٥) جابر بن عبد الله البجلي (٤٦) زيد بن
 ارقم الانصاري (٤٧) حذيفة بن اسيد (٤٨) عمرو بن الحق الخزاعي (٤٩) زيد بن حارثة
 الانصاري (٥٠) مالك بن النخعي (٥١) ابو سليمان جابر بن سمرة السوائي (٥٢) عبد الله بن
 ثابت الانصاري (٥٣) حنيفة بن جادة السلولي (٥٤) ضهير الاسدي (٥٥) عبيد الله بن
 هازم الانصاري (٥٦) عمرو بن مرة (٥٧) عبد الله بن ابي اوفى الاسدي (٥٨) زيد بن شراحيل
 الانصاري (٥٩) عبيد الله بن بشر المازني (٦٠) النعمان بن عجلان الانصاري (٦١) عبد الرحمن
 بن نعيم الديلمي (٦٢) ابو الحسن اسحاق بن رسول الله صلى الله عليه وسلم (٦٣) ابو فضالة الانصاري
 (٦٤) عطية بن بشر المازني (٦٥) عامر بن ابي ليلى الغفاري (٦٦) ابو الطفيل عامر بن برة مشقة
 الكتافي (٦٧) عبد الرحمن بن عبد رب الانصاري (٦٨) حسان بن ثابت الانصاري (٦٩)
 سعد بن جادة العوفي (٧٠) عامر بن عمير العوفي (٧١) عبد الله بن ياميل (٧٢) جبر بن جوير
 الحرلي (٧٣) عتبة بن عامر الجعفي (٧٤) ابو ذؤيب الشاعر (٧٥) ابو شريح الخزاعي (٧٦) ابو
 جحيفة وهب بن عبد الله السوائي (٧٧) ابو امامة الصدي بن عجلان الباهلي (٧٨) عامر بن
 ليل بن حمزة (٧٩) جذب بن سفيان العلقمي البجلي (٨٠) اسامة بن زيد بن حارثة الكلبي (٨١)
 وحش بن الحروب (٨٢) قيس بن ثابت بن شماس الانصاري (٨٣) عبد الرحمن بن ماذن (٨٤)
 حبيب بن بديل بن ورقاء الخزاعي (٨٥) اسن بن مالك الانصاري (٨٦) ابو هريرة اللدوسي (٨٧)
 فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم (٨٨) عائشة بنت ابي بكر المومنين (٨٩) ام سلمة المومنين
 (٩٠) ام هانئ بنت ابي طالب (٩١) فاطمة بنت حمزة بن عبد المطلب (٩٢) اسماء بنت عميس التميمية
 (٩٣) جلبة بن عمرو الانصاري (٩٤) ابو بزة فضله بن عبيد الانصاري (٩٥) ابو رافع مولى
 رسول الله صلى الله عليه وسلم (٩٦) ابو عمرو بن عمرو بن حصن الانصاري (٩٧) ناجية بن عمر
 الخزاعي (٩٨) ابو زينب بن عوف الانصاري (٩٩) بجلى بن مرة ثقفى (١٠٠) سعيد بن سعد
 بن حبة الانصاري (١٠١) ابو سريجة الغفاري رضي الله عنهم ثم ذكر بن عقدة ثمانية عشر
 رجلا من الصحابة لم يدركهم ولم يدركهم اسماءهم في هذا الكتاب ولا في غيره من كتبنا

ان احادیث کے نام جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے مع وفات

تفسیر اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور واقدی اور ابو داؤد کے سوا ہر طبقہ کے محدثین کی ایک جماعت کثیر نے روایت کیا ہے جنکے اسماء سمیتہ وفات و درج ذیل ہیں :

ترتیب	اسما تخریجین حدیث قدیر	ترتیب	اسما تخریجین حدیث قدیر	وفات
۱	ابن شہاب الزہری	۱۲	علی بن محمد الطنافسی	۲۳۳ھ
۲	محمد بن اسحاق صاحب السیرۃ رحمہ	۱۳	یہیہ بن خالد البصری	۲۳۶ھ
۳	سمر بن کوشہ ابو عرقہ الازوی	۱۴	عبد اللہ بن محمد بن ابی سفیہ العباسی	۲۳۸ھ
۴	ابو اسحاق بن یونس ابی یوسف الکوفی	۱۵	عبد اللہ بن عمر القواریری	۲۳۸ھ
۵	شریک بن عبد اللہ القاضی رحمہ	۱۶	اسحاق بن ابراہیم الحنفلی المعروف بابن راہویہ	۲۳۸ھ
۶	محمد بن جعفر المدنی المعروف بفتحہ	۱۷	عثمان بن محمد بن ابی الحسن بن ابی شیبہ	۲۳۹ھ
۷	الوکیع ابن الجراح بن یحییٰ الرضوی	۱۸	قتیبہ بن سعید البلخی	۲۴۰ھ
۸	عبد اللہ بن نمیر النخعی	۱۹	امام احمد بن حنبل رحمہ	۲۴۲ھ
۹	محمد بن عبد اللہ ابو احمد الزبیری الحمال	۲۰	ہارون بن عبد اللہ ابو موسیٰ الحمال	۲۴۳ھ
۱۰	یحییٰ بن آدم بن سلیمان الناسوی	۲۱	محمد بن ہشام العبیدی	۲۵۳ھ
۱۱	امام محمد بن یونس الشافعی لمطلیبی	۲۲	محمد بن المنذر ابو موسیٰ النندی	۲۵۲ھ
۱۲	اسود بن عامر بن شاذان الشامی	۲۳	الحسن بن عرقہ العبیدی	۲۵۴ھ
۱۳	عبد الرزاق بن ہمام حسنی	۲۴	حجاج بن یوسف الشاعر البغدادی	۲۵۹ھ
۱۴	حسین بن محمد المرقزی	۲۵	اسمعیل بن عبد اللہ الاصبہانی الملقب بسمیعی	۲۶۴ھ
۱۵	فضل بن وکیع ابو نعیم الکوفی	۲۶	حسن بن علی بن عثمان العامری	۲۶۵ھ
۱۶	عنان بن مسلم صفار	۲۷	محمد بن یحییٰ الذہلی	۲۶۹ھ
۱۷	سعید بن منصور الخراسانی	۲۸	محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی صاحب السنن	۲۷۳ھ
۱۸	ابو اسیم بن الحجاج	۲۹	احمد بن یحییٰ البلاذری	۲۷۹ھ
۱۹	یحییٰ بن سعید الرضوی			

ترتیب

ترتیب

ردیف	اسمای مخبرین حدیث غدیر	ردیف	اسمای مخبرین حدیث غدیر
۳۰	عبدالله بن سلم الدینوری المعروف بابن قتیبه	۱۶	احمد بن جعفر الشطیعی
۳۱	محمد بن عیسی بن سورة الترمذی صاحب صحیح	۱۷	علی بن عمر الدارقطنی
۳۲	احمد بن عمرو الشیبانی المعروف بابن عامر	۱۸	عبدالله بن عبدالمعروف بن یحیی
۳۳	زکریا بن یحیی سجری الحنطی	۱۹	محمد بن عبدالرحمن المخلص الدیمی
۳۴	عبدالله بن امام احمد بن حنبل	۲۰	ابو عبدالله الحاکم صاحب مستدرک
۳۵	احمد بن عمرو بن عبدالحق الزرار	۱	عبدالملک بن محمد بن ابراهیم الحارثی
۱	محمد بن شعیب النسائی صاحب السنن	۲	احمد بن عبدالرحمن بن محمد الفاری
۲	حسن بن سنیان السنوی		الشیرازی
۳	احمد بن علی ابو یعلی الموصلی	۳	احمد بن موسی بن مرویه الاصبهانی
۴	محمد بن حرب الطبری	۴	احمد بن محمد بن یعقوب ابو علی سکوتی
۵	عبدالله بن محمد ابو القاسم البغوی	۵	احمد بن محمد بن ابراهیم الثعلبی
۶	محمد بن علی بن حسین بن بشر ابو عبدالله	۶	احمد بن عبدالله الوغیم الاصبهانی
	الزاهد الحکیم الترمذی	۷	اسمعیل بن علی بن حسین بن زنجویه
۷	احمد بن محمد بن سلامه الطحاوی	۸	الرازی المعروف بابن اسحاق
۸	احمد بن محمد بن عبدربه ابو عمر القرطبی	۹	احمد بن حسین بن علی البیہقی
۹	حسین بن اسماعیل الحاملی	۱۰	یوسف بن عبدالله المعروف بابن عیسی
۱۰	ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید العروی		التمری القرطبی صاحب الاستیعاب
	بابن عقده	۱۱	احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادی
۱۱	یحیی بن عبدالله الغبری	۱۲	علی بن احمد ابو الحسن الواحدی
۱۲	دعلج بن احمد سجری	۱۳	سعود بن ناصر السجستانی
۱۳	محمد بن عبدالله الزرار الشافعی	۱۴	علی بن محمد الجلابی المعروف بابن الخلیف
۱۴	محمد بن حبان البستی	۱۵	عبدالله بن عبدالله ابو القاسم الحارثی
۱۵	سلیمان بن احمد الطبری		علی بن الحسن بن الحسن بن علی

بازرابعه

بازرابعه

١٠٠	اسماء مخبرين حديث غدیر	١٠٠	اسماء مخبرين حديث غدیر
١	يوسف بن محمد ابو الحجاج الباقلي	١	امام محمد غزالي
٢	بابن الشيخ	٢	الحسين بن مسعود البغدادي
٣	يوسف بن قز علي سبط ابن الجوزي	٣	زبير بن معاوية العبدري
٤	محمد بن يوسف الكنجي الشافعي	٤	احمد بن محمد العاصمي
٥	عبد الرزاق بن رزق الصمد السعني	٥	محمود بن عمر الخشري صاحب الكشاف
٦	يحيى بن ترف النودي	٦	محمد بن علي بن ابراهيم المنظري
٧	احمد بن عبد الله محب الدين الطبري	٧	عبد الكريم بن محمد بن ابو سعد المروزي
٨	ابراهيم بن عبد الله الوصالي البغلي الشافعي	٨	سوف بن احمد ابو المؤيد المعروف بـ خطيب خوارزم
٩	محمد بن احمد الفرغاني	٩	عمر بن محمد بن خضر الاردي المعروف بـ ابن
١٠	ابراهيم بن محمد الحموي	١٠	علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بـ ابن
١١	احمد بن محمد بن احمد علام الدولة السمرقاني	١١	عساكر دمشق
١٢	يوسف بن عبد الرحمن الرزي	١٢	محمد بن عمر بن احمد بن موسى المديني الاصبهاني
١٣	محمد بن احمد الذهبي	١٣	فضل الله بن ابي سعيد الحسني التوماني
١٤	حسن بن حسين نظام الدين الاعرج	١٤	اسعد بن محمود بن خلف ابو القاسم العجلي
١٥	النيابوري صاحب التفسير	١٥	امام محمد بن عمر الملقب بـ الفخر الدين الرازي
١٦	محمد بن عبد الله ولي الدين الخطيب البغدادي	١٦	صاحب تفسير كبير
١٧	عمر بن مظفر بن عمر ابو حفص المصري الجلي	١٧	سبارك بن محمد بن محمد ابو اسحق المعروف بـ
١٨	ابراهيم بن الودي	١٨	بابن الاثير الجوزي
١٩	احمد بن عبد القادر بن مكتوم تاج الدين	١٩	علي بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الجوزي
٢٠	القيسي النحوي	٢٠	ابو الحسن المعروف بـ ابن الاثير
٢١	محمد بن يوسف الزندي	٢١	محمد بن عبد الله ابو المقدسي الحنبلي
٢٢	محمد بن سعد الكاندي	٢٢	محمد بن طلحة النخعي
٢٣	عبد الله بن احمد البغلي الباقلي	٢٣	

باب

باب

باب

ردیف	اسامی مخبرین حدیث قدیر	ردیف	اسامی مخبرین حدیث قدیر	ردیف
۱۲	اسمعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر	۱	یکمال بالدين المحدث	—
۱۳	عمر بن الحسن ابو حفص المراءى	۲	عبد الوهاب بن محمد بن رفیع الدين	۹۳۲
۱۴	علی بن شهاب الدين الهمدانی	۵	احمد بن محمد بن علی بن احمد البیاضی المکی	۹۵۳
۱۵	محمد بن عبد الله بن احمد المقدسی	۶	علی بن حسام الدين البیاضی صاحب	—
۱	محمد بن محمد المعروف بخواجه پارسا	۷	کنز العمال	۹۴۵
۲	محمد بن محمد بن شمس الدين الجزری صاحب	۸	محمد طاهر الفتی صاحب مجمع البحار	۹۹۱
۳	حسن حسینی	۹	میرزا محمد روم بن عبدالباقی	۹۹۵
۴	احمد بن علی بن عبد القادر المقریزی	۱۰	علی بن سلطان محمد الهروی المعروف	—
۵	شهاب الدين بن شمس الدين دولت آبادی	۱۱	بلا علی القاری	۱۰۱۴
۶	احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر	۱۲	محمد بن عبد الرؤوف بن تاج العارفین	—
۷	العقلمانی	۱۳	المناوی	۱۰۳۱
۸	علی بن محمد بن احمد المعروف بابن بصاوی	۱۴	ابن شیخ عبد الله العیدروس البیاضی	۱۰۴۱
۹	الماکی	۱۵	محمد بن محمد بن علی الشیخانی القادر	—
۱۰	محمد بن احمد البیاضی الحنفی فخر بخاری	۱۶	المدنی	—
۱۱	حسین بن سعید الدين الیزدی البیاضی	۱۷	علی بن ابراهیم بن احمد بن علی بن	—
۱۲	عبد الله بن عبد الرحمن البیاضی	۱۸	نور الدين الجلی	۱۰۴۴
۱۳	باصیل الدين محدث	۱۹	احمد بن الفضل بن محمد باکشر المکی	۱۰۴۶
۱۴	فضل الله بن رفوف بنان بن فضل الله	۲۰	ابن شیخ عبد الحق محدث الدہلوی	۱۰۵۲
۱۵	النجفی الشیرازی	۲۱	محمد بن محمد المصري	—
۱۶	علی بن عبد الله نور الدين البیاضی البیاضی	۲۲	محمد بن صفی الدين جعفر الملقب	—
۱۷	عبد الرحمن بن ابی بکر المعروف بجلال الدين	۲۳	محبوب العالم	—
۱۸	السیوطی	۲۴	صالح بن مهدی البیاضی	—
۱۹	عطاء الله بن فضل الله الشیرازی البیاضی	۲۵	محمد بن عبد الرسول البیاضی البیاضی	۱۱۳۰

مخبرین

مخبرین

مخبرین

مخبرین

بیاض	اسامی مخبرین حدیث غدیر	بیاض	اسامی مخبرین حدیث غدیر
۲	حسین الدین بن محمد بازید سہارنپوری	۸	ابو سہیم بن ارمی بن عطیہ الشہرستانی
۳	سیرزا محمد معتد خان البخشانی	۹	احمد بن بن عبد القادر العجلی
۴	محمد صدر عالم صاحب معارج	۱۰	مولانا رشید الدین خان الدہلوی
۵	مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الجبار	۱۱	مولوی محمد حسین لکھنوی
	محدث الدہلوی	۱۲	محمد سالم البخاری الدہلوی
۶	محمد بن اسماعیل بن صلاح الامیر المہلبانی	۱۳	مولوی ولی اللہ لکھنوی
	الصنعانی	۱۴	سوکھدیر علی فیض آبادی صاحب منتقى الكلام
۷	محمد بن علی الصبان		

حدیث غدیر کا صحیح بلکہ متواتر ہونا

(۱) قال مرنا محمد معتد خان فی نزل الابرار بعد ذکر حدیث الغدير۔ هذا حدیث صحیح مشہور لم یکن فی حقه الا متعصب جاہل لا اعتبار بقولہ رزا محمد معتد خان نزل الابرار میں حدیث غدیر کے ذکر کرنے کو بعد لکھتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اسکی صحت میں متعصب بنکر کے سوا کینے کلام نہیں کیا ہے اور ایسے شخص کی بات کا اعتبار نہیں ہے۔

(۲) قال نعم لدین محمد بن محمد الجزیری صاحب الحصن الحصین فی اسف المطالب فی ذکر حدیث الغدير۔ ولا حرج من حاول تضعیفہ ممن لا اطلاع لہ فی هذا العلم ثمس لدین محمد بن محمد الجزیری صاحب حصن حصین اسنی المطالب میں بذیل ذکر حدیث غدیر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی تضعیف کرنے والی کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسکو اس علم حدیث میں کچھ بھی خبر نہیں ہے۔

(۳) قال الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ واما حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه۔ فله طریق جید وقد افرجت ذلک ایضا حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ عبد الجبار کا کہ صاحب سند رک لکھتے ہیں کہ حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه کے لیے بہت سہ طریقے کہے ہیں میں نے ایک مستقل رسالہ میں اسکی تفویض

(۴) قال الملا علی القاری فی المرقاة ان هذا حدیث صحیح لا مرۃ فیہ بل بعض الحفاظ مل متواترا ملا علی قاری مشکوٰۃ کی شرح مرقاة میں لکھتے ہیں بے شک یہ حدیث صحیح ہے جس میں کسی طرح ہ شبہ نہیں ہے

بلکہ بعض طاقان حدیث نے اسکو متواترات میں سے شمار کیا ہے +

(۵) قال جمال الدین عطاء اللہ بن فضل بن عبد الرحمن الشیرازی النیسابوری فی الاربعین هذا الحديث متواتر عن النبي صلى الله عليه وسلم رواه جمع كثير وجم غفير من الصحابة حافظ جمال الدين عطاء الله بن فضل بن عبد الرحمن شیرازی نيسابوری اربعين میں یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر روایت ہوئی ہے ایک جماعت کثیر اور بڑے گروہ نے اسکو روایت کیا ہے +

(۶) قال العلامة ضياء الدين صالح بن المهدي المصلي في كتابه المسمى باجاث المسئلة في فتون المتعللة من شواهد ذلك ما ورد في حق علي في الجنة وهو على جلته متواتر معني واشتهر هذا الحديث من كنت مولاه فعلى مولاه علام ضياء الدين صالح بن المهدي المصلي كتاب اجاث مسئلة میں لکھتے ہیں انہیں احادیث کی قسم میں سے وہ حدیث جو جناب امیر کے قطعی جنتی ہونے کی نسبت وارد ہوئی ہے جو اپنی حد میں سے متواتر ہے۔ اور حدیث من كنت مولاه فعلى مولاه ان احادیث میں سے ہے جو معنی نہایت صحیح اور روشنی نہایت مشہور ہیں +

(۷) قال عبد الرؤف المناوي في التيسير من كنت مولاه فعل مولاه اخوجه احمد وغيره رجالا ثقةا بل قال المؤلف حديث متواتر وهذا ذكره علي بن احمد بن نور الدين محمد بن ابراهيم الخليلي في سراج المنير عبد الرؤف المناوي تيسير شرح جامع صغير صنفه سيوطي میں لکھتے ہیں حدیث من كنت مولاه فعلى مولاه کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد کے تمام راوی ثقہ ہیں بلکہ مؤلف جامع صغیر کہتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے اور علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراہیم الغزالی نے بھی سراج المنیر شرح جامع صغیر میں اسکا اسطرخ سے ذکر کیا ہے +

(۸) وهذا الحديث اخوجه السيوطي في القوائد المتكاثرة في الاخبار المتواترة وفي الاذهار المتناثرة في الاخبار المتواترة وعلى المتقى في مختصر قطف الاذهار محدث كواظ جمال الدين سيوطي نے فوائد متکثرہ اور اذہار متناثرہ میں لکھا ہے اور علی متقی نے مختصر قطف الاذہار میں لکھا ہے اور ان کتابوں میں اندوہ صاحبوں نے احادیث متواترہ کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے۔

(۹) قال حافظ نور الدين علي بن ابراهيم بن علي الحلي في كتابه المسمى باحسان العيون في سير الامين الميامين في الحديث وهو رد باسانيد صحاح وحسن كالاتقات بين قلدح في حجة كتاب داود وابي حاتم الرازي في حجة شاذان بن علي بن ابراهيم بن علي الحلي انسان اعيون میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسانید صحاح اور حسان سے روایت ہوئی ہے ابو داؤد اور ابو حاتم ہذا

کے اقوال جنہوں نے احمد بن محمد بن قاسم کی ہے التفات کے قابل نہیں ہیں *

(۱۰) قال احمد بن محمد العاصمي في زين الفقه هذا الحديث تلقته الامة بالقبول وهو موافق للاصول
حافظ احمد بن محمد العاصمي زين الفقهين يكتتب من احمد بن محمد بن قاسم في قبول كما ہے اور یہ حدیث اصول
کے بالکل مطابق ہے *

(۱۱) قال الحافظ محمود بن محمد بن علي الميخاني القادري المدني في الصراط السوي قال حافظ النجاشي
هذا حديث حسن اتفق على ما ذكرنا جمهور اهل السنة والجماعة حافظ محمود بن محمد بن علي الميخاني القادري
المدني صراط السوي يكتتب من احمد بن محمد بن قاسم في قبول كما ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور جیسے کہ ہم نے ذکر کیا ہے
اس پر جمهور اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے *

(۱۲) قال الحافظ ابو القاسم الفضل بن محمد هذا حديث صحيح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد روى عنه نحو
مائة نفس منهم العشرة وهو ثابت لا اعرف له علة تفرد على روى الله عنه بهذا الفضيلة لم يكثر كما حد
راخرجه الفقيه ابن المغازلي في المناقب حافظ ابو القاسم فضل بن محمد يكتتب من احمد بن محمد بن قاسم في قبول
صحیح کو ساتھ روایت ہوئی ہے اور سوادھی نے احمد بن محمد بن قاسم سے روایت کیا ہے میں کوئی سقم کی علت اس پر
نہیں پاتا جتا بل اس فضیلت میں کہ میں کوئی صحابی اس میں آپ کا شریک نہیں ہے ۔

(۱۳) قال الحافظ بن حجر حديث من كنت مولاه فعلي مولاه اخروجه الترمذي والنسائي وهو كثير الطرق جدا
وقد استوعبها ابن عسلة في كتاب مفرد وكثير من اسانيد صاحبها وحسان (صواعق محرقه) خاتم المحققين
ابن حجر صواعق محرقه میں یکتب میں کہ من كنت مولاه فعلي مولاه کی حدیث کو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت
کیا ہے اور احمد بن محمد کے طریقے کثرت سے ہیں ابن عسلة نے ایک مستقل کتاب انکو جمع کیا ہے اور اسکی اکثر سندیں
صحیح اور حسن ہیں *

(۱۴) قال الشيخ عبد الحق في المقاتل هذا حديث صحيح لا مرية فيه وقد اخروجه جماعة كالترمذي والنسائي
واحمد وطرقه كثيرة جدا رواه ستة عشر صحابيا وفي رواية احمد انه سمعه من النبي صلى الله عليه وسلم ثلثون
صحابيا وشهدوا به على لما نودع في باب خلافته وكثير من اسانيد صاحبها وحسان ولا التفات لمن قدح
في حديثه شيخ عبد الحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ میں یکتب میں یہ صحیح حدیث ہے اس میں کسی طرح کا شبہ
نہیں ہے اور محدثین کی ایک جماعت جیسے کہ ترمذی اور نسائی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے اسکو
تخریج کی ہے اور احمد بن محمد کے بہت سے طرق ہیں سوادھیوں نے اسکو روایت کیا ہے اور امام احمد بن
حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں نے سنا ہے

اور جبکہ اپنے ایام خلافت میں جناب بائیں نے تنازع کیا تو ان لوگوں نے ہماری نسبت کو ابھی وہی تھی تاکہ اسکی سندین اکثر صحیح اور حسن ہیں اور جس شخص نے کہ اسکی صحت میں کلام کیا ہے اسکے قول کا اعتبار نہیں +

(۱۳) قال میز محمد بن میر عبد الباقی فی نواقض الروافض فان تسالنی عن حدیث الغدیر المتواتر ذکرت المخلص الذی ذکرہ مفیدہم میز محمد بن میر عبد الباقی نواقض الروافض میں لکھتے ہیں اگر تو مجھ سے حدیث غدیر متواتر کی نسبت سوال کرے تو میں تجھ سے اسکا مخلص بیان کرتا ہوں +

(۱۴) قال محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر الباقی الصنعانی فی کتابہ الرضا الندیہ و حدیث غدیر متواتر عند اکثر ائمة الحدیث محمد بن اسمعیل صلاح الاسیرینی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ حدیث غدیر اکثر ائمہ کے نزدیک متواتر ہے +

(۱۵) قال محمد صدر عالم فی معارج العلی نے علم ان حدیث الموالاة متواتر عند السیوطی کما ذکر فی قطنا لا زہار فاردت ان اسوق طرقہ لیتضح التواتر فاقول اخرج احمد والحاکم عن ابن عباس و ابن ابی شیبہ واحمد عنہ وعن بريدة واحمد وابن ماجہ عن البراء والطبرانی وابن جریر وابونعیم عن حنبل والاضیاری وابن قانع عن حبشی بن جنادہ والترمذی عنہ وقال حسن غریب النسائی والطبرانی والاضیاری عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم وحذیفہ بن اسید الغفاری وابن ابی شیبہ والطبرانی عن ابی ایوب وابن ابی شیبہ وابن ابی عاصم والاضیاری عن سعد بن ابی وقاص و الشیرازی فی القاب عن عمر الطبرانی عن مالک بن الحوریت وابونعیم فی فضائل الصحابة عن یحییٰ ابن جعدہ عن زید بن ارقم وابن حنفیہ فی کتاب الموالاة عن حبیب بن بدیل بن ورقاء وقیس بن ثابت وزید بن شراحیل الاضیاری واحمد عن علی وثلاثة عشر رجلا وابن ابی شیبہ عن جابر قالوا قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه مولانا محمد صدر عالم معارج العلی میں تحریر کرتے ہیں آگاہ ہو کہ حدیث مولاء حافظ سیوطی علیا رحمۃ کے نزدیک متواترات میں سے ہے جیسے کہ حافظ موصوفی قطف الارباب میں لکھتے ہیں اس حدیث کے طریقوں کو شمار کر کے دکھاتا ہوں تاکہ اسکا متواتر ہونا واضح ہو جائے پس میں لکھتا ہوں کہ امام احمد اور حاکم ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ اور احمد ان سے اور بريدہ سے اور احمد اور ابن ماجہ برابر بن عازب سے اور طبرانی اور ابن جریر اور ابو نعیم حنبل والاضیاری سے اور ابن قانع حبشی ابن جنادہ سے اور ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اقسام حسن اور غریب میں سے ہے۔ اور نسائی اور طبرانی اور ضیاء مقدسی ابو طفیل سے اور وہ زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید الغفاری سے اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی ابو ایوب سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم اور ضیاء سعد بن ابی وقاص سے اور

شیرازی القاب میں جناب عمر بن الخطاب سے اور طبرانی مالک بن الحویرث سے اور ابو نعیم فضائل الصحابة میں مجھے
 بن حبیہ سے اور وہ زید بن ارقم سے اور ابن عقیقہ کتاب الموالاتہ میں حبیب بن بدیل بن ورقار اور قیس
 بن ثابت اور زید بن شراحیل بالانصاری سے اور احمد جناب امیر اور دیگر تیرہ صحابیوں سے اور ابن ابی
 نعیم جابر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں
 پس اس کا علی مولا ہے *

(۱۸) قاضی ثمار اللہ پانی پٹی سیف الملوک میں کہتے ہیں۔ این حدیث بدیعہ تواتر رسیدہ و از سی کسی از صحاب
 ازینہا علی و ایوب و زید بن ارقم و بار بن عازب و عمرو بن مرہ و ابو ہریرہ و ابن عباس و عمارہ بن ربیعہ و سعد
 بن ابی وقاص و ابن عمر و انس و جبرین عبد اللہ البجلی و مالک بن الحویرث و ابو سعید الخدری و طلحہ و ابو الطفیل
 و خدیجہ بن اسیدہ و غیرہ مروی گشتہ و جمہور محدثین این حدیث را در صحاح و سنن و مسانید روایت کرده اند

اگرچہ اس حدیث کے تمام طرق کا حصہ شکل ہو مگر تینا چند طریق پر قضا کیا جاتا ہے

(۱) عن بريدة رضي الله عنه قال غرقت مع علي باليمن فرايت منه جفوة فلما قدمت على رسول الله
 الله عليه ذكرت علياً فتنقصته فرايت وجه رسول الله صلى الله عليه يتغير فقال يا بريدة المستأوى
 بالمؤمنين من انفسهم قلت بلى يا رسول الله قال من كنت مولا فاعلى مولا راخرجه احمد في المستند
 والناقب والترمذي والنسائي والطبراني وابن جرير وابو نعيم وابن حبان والحاكم والخافظ
 ابى بشر اسمعيل بن عبد الله الاصبهاني المشهور بالسهمويه والفقيه بن المغازل والسيوطي في جامع
 الصغير والمتقى في كثر الحال بريدة رضي الله عنه سے روایت ہے کہ میں جناب امیر کے ساتھ یمن میں غزا کرنے
 کو گیا ان سے مجھے شکر بخشی ہوگئی جب میں واپس آیا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی شکایت
 کرنے لگا مینے دیکھا کہ حضرت کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا ہے پھر اپنے ارشاد کیا اسے بريدہ کیا میں تمام
 سونوں کی جان سے اولی نہیں ہوں مینے عرض کیا بے شبہ حضور اوسے میں پھر فرمایا جس کا کہ میں مولا
 ہوں پس علی اسکا مولا ہے *

(۲) عن زيد بن ارقم قال لما حج رسول الله صلى الله عليه حجة الوداع وحاد قاصداً المدينة قام بفداء
 خم وهو ما بين مكة والمدينة وذلك في اليوم الثالث عشر من ذي الحجة فقال ايها الناس اني مستول
 وانتم مستولون هل بلغت قالوا تشهد انك قد بلغت وبشحت ثم قال ايها الناس اليس تشهدون
 ان لا اله الا الله وانى رسول الله قالوا تشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله قال وانا اشهد مثل

ما شهدتم ثم قال ايها الناس قد خلقت فيكم ما انتم تعلمون به لا تصلوا بعد كتاب الله واهل بيته
الا وان اللطيف الخبير انهم ان يفتروا حتى يردوا على المحض و... محتوضي ما بين بصري و...
عدا انية عد الخوم الى الله لسا ائلكم كيف خلقتون في كتاب الله واهل بيته ثم قال ايها الناس
من اولي الناس بالمؤمنين من انفسهم قالوا الله ورسوله يقول ذلك ثلاث مرات ثم قال في الرابعة
واخذ بيد علي اللهم من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه يقولها
ثلاث مرات ثم قال الا قليلا بلغ الشاهد منكم الغائب راخرجه بن المشهاب الزهرى واحمد في
المسند وابن جرير وابو نعيم والنسائي في الخصائص والفضائل المقدسى وابن ابى شيبة والسيوطى
في جامع الصغير باختلاف يسير زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ
الوداع سے بعثد مدینہ منورہ والپہنچ ہوئے اور قدر حج پر مقام کیا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہیں ہے اس
رفذی الحج کی تیرہویں تاریخ تھی۔ حضرت نے فرمایا اے لوگو مجھ سے پوچھا جائیگا۔ اور تم سے بھی پوچھا جائیگا
آیا میں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ تمام لوگوں نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پوچھا دیا ہو
اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں ہی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پوچھا دیا ہے اور نصیحت
کرنے کے حق کو ادا کر دیا ہے۔ پھر ارشاد کیا اے لوگو کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ سوا خدا کے کوئی معبود
برحق نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں تمام حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک سوا
خدا کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اور آپ خدا کے رسول ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں ہی تمہاری گواہی
پر گواہی دیتا ہوں۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے
ان سے تمک کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت ہے۔ خدا
مہربان خبر دینے والے نے مجھے خبر دی ہے کہ جب تک وہ دو نوحوض پر وارڈ ہوں ہرگز ایک دوسرے
سے جدا نہیں ہوں گے میرے عرض کی وسعت ایسی ہے جس طرح سے کہ میری نگاہ کو نہ کا مقام اور صفا
یمن۔ اسکے پائے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے موافق ہیں۔ یہ تحقیق خدا سے پوچھنے والا ہے کہ
تم میرے بعد خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت کے ساتھ کیا رہناؤ کیا ہے۔ پھر فرمایا اے لوگو مؤمنین کی
جان سے کون زیادہ انکے لیے اولی بالحق ہے تمام حاضرین نے عرض کیا خدا اور ہمارے رسول۔ یہاں
حضرت نے تین دفعہ فرما کر چوتھی دفعہ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا اے میرے بعد وہاں جسکا کہ
میں ہوں اسکا علی سوا ہے اسے میرے بعد وہاں دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن
رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے میں ہر تہہ کنکر ارشاد کیا کہ تم حاضرین کو چاہیے کہ غائبین تک اس خبر کو

پہونچائیں *

رس عن عامر بن لیلی قال لما صدر رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع ولم يخرج غيرها اقبل حتى كان بالحفة نهى عن سمرات متقاربات بالبطحاء ان ينزل تحتهم احد حتى اذا اخذ القوم منار لهم اقبل فقم ما تحتهم حتى اذا ثوب بالصلوة صلوة الظهر حمد اليهم وذلك يوم غدیر خم ثم بعد فراغه من الصلوة قال ايها الناس اني قد نبأني اللطيف الخبير انه لن يعمر بني الا نصف عمر النبي الذي كان قبله واني لا ظنه باني ادعى فاجيب واني مستول وانتم مستولون هل بلغت فما انتم قائلون قالوا نقول قد بلغت وجهدت ونصحت فجزاك الله خيرا قال تشهدون ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وعبد وارضيت به حق وان نار حق والمبعث بعد الموت حق قالوا بلى تشهد قال اللهم اشهد قال ايها الناس الا تسمعون الا فانه مولاي وانا اولى بكم من انفسكم لا ومن كنت مولا فاعلم مولا واخذ بيد علي فرفعهم احتى نظره القوم ثم قال اللهم وال من والاه وعاد من عاداه اخو به الطيران والمخافظ ابو الفتوح السعدي الشافعي عامر بن ليلى عن عني امرئته من مروي ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور اسکے بعد پہر آپ نے حج نہیں کیا یہاں تک کہ حجۃ من پہونچے لوگوں کی کنکریلی زمین میں ببول کے درختوں کے جہنم کے نیچے فروکش ہونے سے منع فرمایا جب لوگ اپنے اپنے مقام پر جا اترے حضور نے ان درختوں کے نیچے جہاڑ و دلائی اور نماز ظہر کے لیے اٹھے اور ان درختوں کے نیچے تشریف لائے اور یہ غدیر خم کا دن مشہور ہو گیا ہے پہر آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اے لوگو مجھے میری پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ ہر ایک نبی اپنے پہلے نبی کی عمر سے نصف عمر پاتا چلا آیا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا کی دعوت کی اجابت کرونگا میں بھی پوچھا جاؤنگا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے کہ آیا میں نے خدا کا پیغام پہونچا دیا ہے پس تم کیا جواب دو گے لوگوں نے عرض کیا ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہونچا دیا ہے اور نہایت کوشش کی ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے خدا آپ کو خیر صلا کرے پہر سرکار نے ارشاد کیا کہ کیا تم سب کی گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی وجود برحق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے رسول اور بندہ ہیں اور جنت اور دوزخ حق ہے اور نے کے بعد پہر جنت حق ہے۔ سب نے عرض کیا ہاں ہم لوگ گواہی دیتے ہیں۔ پہر حضرت نے فرمایا اے خدا لگوا رہو پہر ارشاد کیا اے لوگو کیا تم نہیں سننے کہ میرا مولا خدا ہے اور میں تم لوگوں کے لیے تمہاری جہاد کی اولی نبی ہوں پس جیسا کہ میں مولا ہوں علی اسکا مولا ہے اور علی کا بایہ بیکڑ کہ بلند کیا یہاں تک کہ تمام قوم کے لوگوں نے انکو اچھی طرح سے دیکھا۔ پہر دعا کی اے میری پروردگار۔ دست رکھو اسے جو اسے دوست رکھو

اور دشمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے ۴ .

(۴) عن حذیفۃ بن یرسید الغفاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب بعد یرخیم تحت شجرۃ فقال ایہا الناس انی قد نبأ فی اللطیف الخبیر انہ لم یرئی الا نصف عمر الذی یشہد من قبلہ وانی قد یوشک ان ارحمی فانا اجیب وانی مستول وانکم مستولون فماذا انتم قائلون قالوا نشہد انک قد بلغت وجہات ونصحت فجزاک اللہ خیرا فقال الیس تشہدون ان لا الہ الا اللہ وانا محمد عبدہ ورسولہ وان جنتہ حق ونارہ حق وان الموت حق وان البعث بعد الموت حق وان الساعۃ ایتہ لا ریب فیہا وانا معہ یبعث من فی القبور قالوا بلی نشہد بذلک قال اللہم اشہد ثم قال ایہا الناس ارجو مولای وانا مولای المؤمنین وانا اولی بہم من انفسہم فمن کنت مولای فعلی مولای اللہم وال من کذا وعاد من عاداہ ثم قال یا ایہا الناس انی فرطکم وانکم واردون علی الخوض حوض اعرض مما بین بصری المصنعا فیہ حد النجوم قد حان من فضۃ وانی سائلکم حین تردون علی عن الثقلید فانظروا کیف تخلفونی فیہما الثقل الاکبر کتاب اللہ عز وجل سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فاستمسکوا بہ لاتضلوا ولا تبدلوا وعترتی اہل بیتی وانا قد نبأ فی اللطیف الخبیر انہما لن یتفصبا حتی یرد علی الخوض راخو جہ الحکیم المزمذی فی فواد الاصول والطبرانی کتبت ہجیرم خذیفہ ابن اسید الغفاری عنہ عنہ سے روایت ہو کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں ایک درخت کے نیچے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو مجھے پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ کسی نبی نے عمر نہیں پائی مگر اپنے پہلے نبی کی عمر سے بقدر نصف کرا ب بتحقیق گمان کیا جاتا ہے کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا کی دعوت کو اجابت کروں گا مجھے پوچھا جائیگا اور تم سے بھی پوچھا جائیگا پس تم کیا کہو گے حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دیتے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور کوشش کی ہے اور نصیحت ادا کی ہے ہر خدا آپ کو جہاں خیر عطا کرے یہ حضرت نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود جز نہیں ہے اور بتحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور خدا کا بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور مباح حق ہے اور مکرمی اٹھا حق ہے اور بے شک قیامت آتی والی ہے اور ہمیں کوئی شبہ نہیں ہے اور بے شک خدا قبر کے لوگوں کو زندہ کرے والا ہے حاضرین نے کہا ہاں ہم ان امور کی گواہی دیتی ہیں سرکار نے فرمایا اے میرے پروردگار گواہ رہو میرا شاہد کیا اے گواہ میرا سوا ہے اور میں مومنوں کا سوا ہوں اور ان کے لیے ان کی جان سے اولے بالتصوف ہوں پس جسکا کہ میں سوا ہوں علی اسکا سوا ہے اسی میرے پروردگار دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اسے

جاسے دشمن کہے بہر ارشاد کیا اسے لوگوں میں ہمارے آگے جانوالا ہوں اور تم میرے حوض پر پار دھونے والے ہو وہ حوض اس سے زیادہ عریض ہے جو میری نگاہ کے مقام سے صنعا میں تک ہر ستاروں کی تعداد کے موافق اس پر پالے چاندی کے رکھی ہوئے میں جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم سے دو بھاری چیزوں کی نسبت پوچھنے والا ہوں دیکھو میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کرو گے پہلی بڑی چیز خدا و تعالیٰ کی کتاب ہے جسکی رسی کا ایک سر اتمہارے خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سر اتمہارے ہاتھوں میں ہے تم اسکو مضبوط پکڑ لو تم گمراہ نہیں بنو گے اور تم نہیں بدلو گے اور میرے قریبی اہل بیت ہیں مجھے خدا نے مہربان خبر دینے والے نے خبر دی ہے کہ وہ دونوں جب تک کہ میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہونگے ۔

(۵) عن البراء بن عازب قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فزلنا ببغداد یرحم و فودی فینا الصلوۃ جامعۃ و کثیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین شجرتین فضلی للظہر واخذ بید علی فقال الستم تعلقوا فی اولی المؤمنین من انفسہم قالوا بلی فاخذ بید علی فقال اللہم من کنت مولاه فغلی مولاه اللہم وال من والاکہ وعاد من عاداکہ فلقیہ عمر بن الخطاب بعد ذلک فقال ہنیئاً لک یا بن ابیظار اصیحت مولی کل مؤمن ومؤمنۃ و اخو جہ احمد فی المناقب والیہقی وابو بیل الموصلی و ابن ماجہ فی سننہ وابو نعیم و التعلبی والخصاص الذہبی وابو سعد و احسن ابی شیبہ و المتقی فی کنز العمال و قال للحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم و لم یخرجاہ و زاد الطحاوی فی شرح مشکوٰۃ الآثار بعد قول عاد من عاداکہ و احبہ و انفق من ابغضہ و اعن من اعانہ و انصر من نصرہ و اخذہ من خذہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سادات میں تھے پس ہم غدر خیم پر جا اترے ہم میں نماز جماعت کی منادی کرائی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زمین پر جا رودی گئی۔ پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولی ہوں سب سے عزیز کیا ہے شک آپ اولی ہیں بہر فرمایا اسے میرے پروردگار جسکا کہ میں مولی ہوں پس اسکا علی ہوا ہے۔ اسے پروردگار دوست رکھیو اسے جاسے دوست رکھے اور دشمن اسے جاسے دشمن رکھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب علی علیہ السلام سے ملکر کہتے تھے مبارک ہو تجھے اسے ابن ابی طالب کہ تو ہر ایک مومن کو جو منہ کا مولی بن گیا ہے۔ امام احمد نے مناقب میں اور بیہقی نے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اور ابن ماجہ نے سنن میں اور ابو نعیم اور تعلبی نے اور مخلص الذہبی نے اور ابن ابی شیبہ نے اور متقی نے کنز العمال میں

احديث کو روایت کیا ہے اور حاکم کہتا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اگرچہ مسلم اور بخاری نے اسکو روایت نہیں کیا ہے اور شرح مشکلات الآثار میں طحاوی نے عاود من عاودا کے بعد یہ الفاظ اور روایت کیے ہیں کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ اے پروردگار محبوب رکھ اے جو اسے محبوب رکھے اور بغض رکھ اس سے جو اس سے بغض رکھے اور اعانت کر اسکی جو اسکی اعانت کرے اور مدد دے اسے جو اسے مدد دے اور جوڑ دے اسے جو اسے جوڑ دے۔

(۶) عَنْ حُزَيْنَةَ الْأَسْلَمِيَّ قَالَتْ لَمَّا نَصَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِجَّةِ الْوُدَّاءِ مِنْ بَشَجَرَاتِ فَتَنٍ بَوَادِي خَيْمٍ وَهَجَرَ فَنَظَبِ النَّاسِ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَأَنِّي مَقْبُوضٌ أَوْ شَكَّ أَنْ أَدْعَى فَاجِيبْ فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ قَالُوا لَنْ شَهِدَ أَنْكَ قَدْ بَلَغْتَ وَنَفَحْتَ وَادَيْتَ قَالَ إِنِّي تَارِكٌ فَيْكُمْ مَتَانِ تَسْكُمُ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللَّهِ وَاهْلُ بَيْتِي إِلَّا وَانْهَافًا لَنْ يَفْتَرِقَ أَحَدٌ بِيَدِ أَعْلَى الْخَوْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونَ فِيهِمَا رَاخِرَجَ ابْنَ عَقْدَةَ فِي الْمَوَالَاةِ وَالْمُجُودِي فِي جَوَاهِرِ الْعَقْدِينَ (حمیرا سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے وادی خم میں ہرختوں کے نیچے جبارو دینے کا حکم دیا حبیباً وادون ڈہل گیا تو حضرت نے لوگوں کو خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اے لوگو میں جانے بحق تسلیم کرنے والا ہوں بگمان کیا جاتا ہے کہ میں بلایا جاؤں گا پس میں اجابت کرونگا۔ پس تم کیا کہو گے حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دینگے کہ بے شک آپ نے رسالت کو پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے اور خدا کے فرض کو پورا کیا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا میں تم لوگوں میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے اس سے منک کیا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ خدا کی کتاب اور میرے قوی اہل بیت ہیں بے شک وہ دونو جب تک میرے پاس جو من پر نہ آتے ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے دیکھو تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرو گے۔

(۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنَّا بِأَيْمَنَ بَغْدَادِ خَيْمٍ وَنَمَّ نَاسٌ مِنْ جَمِينَةٍ وَفَرِيتَةٍ وَغَفَارٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْمٍ أَوْ فِطْرًا فَاشارَ بِيَدِهِ ثَلَاثًا فَاخْتَلَفَ بَيْنَهُ عَلَى الْخَلْقِ مِنْ كَيْتٍ مَوْلَاةٍ فَعَلَى مَوْلَاةٍ رَاخِرَجَ عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي سَنَةِ وَالْثَنَائِي (جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حنفہ میں غزیر خیم کے مقام پر تھے اور وہاں قبیلہ جبینہ اور مزینہ اور غفار کے بہت سے لوگ موجود تھے پس جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ یا سراپردہ سے باہر نہاڑے پاس تشریف لائے اور قرین دفعہ اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جب تک کہ میں مولا ہوں پس علی ہکا مولا ہے۔

(۸) عن ابی ہریرۃؓ قال دخل ابوہریرۃ المسجد فاجتمع الناس الیہ فقام الیہ شاکب نقلاً
انشرک یا اللہ اسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاً فعلی مولاً اللہم وال من واکلہ
وعاد من عکادہ قال نعمداخرجہ بن اللخازلی وابن الکثیر وابن جریر ابوہریرۃؓ الاودی اپنے والد سے
ماقل ہیں کہ ابوہریرہؓ نے اپنے والد سے کہا میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جب کا کہ میں ہوں پس اسکا علی ہوں یا ہو
اسے کیر پور دگار دوست رکھو یا ہے جواب سے دوست رکھو اور دشمن نہ رکھو اسے جواب سے دشمن نہ رکھو ابوہریرہؓ
جواب دیا کہ ہاں میں نے اس حدیث کو سنا ہے ۔

(۹) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واخذل من خذله وابغض من ابغضه (اخرجہ بن مردويه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے پروردگار جس کا کہ میں مولاً ہوں پس اس کا علیؑ مول ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اے جو اسے دشمن رکھے اور چوڑ دے اے جو اسے چوڑ دے اور بغض رکھ اے جو اس سے بغض رکھے ۔

(۱۰) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاً فعلی مولاً
 (اخرجہ بن حلقہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا
 کہ جس کا کہ میں مولاً ہوں اس کا علی مولاً ہے۔

(۱۱) عن عبد الله بن ياريل قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه
 (راخو بن حنبل) عبد الله بن ياريل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے
 سنا ہے جس کا کہ میں مولاً ہوں اس کا علی مولاً ہے ۔

(۱۴) عن ابی یوسف الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وراحمۃ
النساء فی الطہران فی الکبیر) ابوالیوسف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ارشاد فرماتے تھے جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

(۱۳) عن مالک بن الحویث قال رقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کت مولاً فعلی مولاً
راخو جہ ابو نعیم فی فضائل الصحابة و عبد اللہ بن احمد بن حنبل فی المسند مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ
لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

۱۴۱۱ھ میں عن النبی ﷺ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت مولا ففعلی مولا واخرجہ الطبرانی

فی الکبیر) الش بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جس کا کہ میں
مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۵) عن عمرو بن حمرہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد
من عاداه وانصر من نصره واغتر من اغتره (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) عمرو بن حمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ یہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اسے میرے
پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اس کی جو
اس کی مدد کرے اور اعانت دے اسے جو اسے اعانت دے۔

(۱۶) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه (اخرجه ابو نزیل عن
ابن ابی شیبہ فی سننہ وابن ابی عاصم وسعيد بن منصور عن سعد بن ابی وقاص) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دنیا و جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس علی اس کا
مولا ہے۔

(۱۷) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من كنت مولاه فعلي مولاه
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه ولا تغفل من خذله وانصر من نصره اللهم انت شهيدى
عليهم قال عمرو كان في حبي شاب حسن الوجه طيب المريح فقال لي يا عمر لقد قد رسول الله صلي
عليه وسلم عقد لاجله الامنافق فاحذر ان تخلفه قال عمر فقلت يا رسول الله انت حيف قلت في
ذلك كان في حبي شاب حسن الوجه طيب المريح قال كذا وكذا قال نعم يا عمر انطلق من ولد آدم
لكنه جبريل اراد ان يؤكده عليك وما قلت في علي (اخرجه علي بن شهاب الدين المحدث في كتابه
مودته القري) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام
کو کھڑا کر کے ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ اسے میرے پروردگار دوست رکھا ہے
جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھا ہے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے
اور نصرت دے اسے جو اسے نصرت دے اکبر سے پروردگار تو میرا بڑا گواہ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے
پہلو میں ایک نوجوان خوب صورت سونہری خوشبودار لاکڑا تھا مجھے کہنے لگا اسے عمر البتہ سرور دین پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی لگا لگا علی ہے کہ منافق کے سوا کسی پہلو نہیں کہو لگا پس تو اس کے
کہنے سے ڈرنا رہ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پہرینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول
اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا میرے پہلو میں ایک نوجوان خوب صورت سونہری

دیکھ سکتے تھے پس وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں آشوب چشم رکھتا ہوں حضرت اپنا لباس پہننا انکی آنکھوں میں لگا
اور انکے لیے دعا کی وہ اچھے ہو گئے اور انکا آشوب چشم جاہل ہا یہاں تک کہ لڑائی رہ گئے اور خیر انکے ہاتھ سے فسخ
ہو گیا تیسری بات یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباسؓ کو سہم دیگر تمام اصحاب کے مسجد
سے نکال دیا۔ پس عباسؓ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہمیں مسجد سے نکالتے ہیں باوجودیکہ ہم آپ کے ساتھ
رشتہ میں نسبت پیدی رکھتے ہیں اور آپ کے چچا ہیں اور آپ نے علیؓ کو مسجد میں رہنے کا حکم دیا ہے حضرت نے
ارشاد کیا نہ سینے ٹکڑے نکالو نہ لاسو۔ اور نہ ہکڑے نکالو بلکہ خدا نے ٹکڑے نکال دیا ہے اور ہکڑے نکال دیا ہے *

(۲۱) عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاویہ فی بعض جمعاتہ فدخل علیہ سعد فذکروا علیہا فانتال
منہ فغضب سعد وقال تقول هذا الرجل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه
فعلى مولاه وسمعتہ يقول انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدك وسمعتہ يقول
لا تطعن الراية اليوم رجلا يحيا به ورسوله راخرج بالنساء في الخصاص و ابن ماجة في سننه
وابن كثير في تاريخه سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب معاویہ حج کرنے کو آیا سعد
اسکے پاس گیا لوگ جناب امیر علیہ السلام کا براؤ کر کرنے لگے سعد رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو نہایت
خفہ ہو کر کہنے لگے اے معاویہ تو ایسے شخص کے حق میں یہ باتیں کہہ رہا ہے جسکی شان میں سینے جناب رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے۔ و نیز
سینے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد ہیں
و نیز سینے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آج ہم اپنا علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اس کے رسول کو وقت
رکھتا ہے *

(۲۲) عن ابن مسعود قال كنا نقرأ على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله يا ايها الرسول بلغ ما انزل
اليك من ربك ان عليا مولى المؤمنين فان لم تفعل فما بلغت رسالته راخرج ابو نعيم في حلية الاوليا
وعيني في شرح البخاري والرازي في تفسير الكبير والواحد في تفسيره والسيوطي في اللام المنثور
النظام الاخر في غرر المعاني صاحب سيرت الخليلية وابن مردويه عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ
روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مسدود میں اس آیت کریمہ کو اس طرح
پڑھتے تھے کہ اے رسول جو پہلو سے اس بات کو جبکہ تیری طرف تیرے رب کے اناری گئی ہے کہ علی مولا
کا مولا ہے اسکا گزرنے ایسا نکالنا تو تو نے اسکی رسالت کو نہیں پہنچایا

(۲۳) عن ابی سعید الخدری قال ترات هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك على

علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخبر خم فی فضل علی بن ابی طالب را خوجہ بن ابی حاتم و ابن مردویہ
 و ابن عساکر و ابو نعیم فی کتاب تبارک من القرآن فی علی و ابو الحسن الواحد فی کتابہ المجمعہ با سبب
 النزول و قال الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنتی الشافعی حکذا ذکرہ الشیخ محمد بن النوری
 و قال ابو بکر نقاش انہا تزلت فی بیان الولایۃ لعلی و قال الامام مخزالدین الرازی و حق قول ابن
 عباس و الدہاد بن عازب محمد بن علی بن الحسن ابن علی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ یہ آیت کہ اے رسول ہو پناہ دے اس بات کو جو تیری طرف سے نازل ہوئی ہے خدری خم کے رفد جناب
 علی بن ابی طالب کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے۔ محدث کو ابو حاتم اور ابو بکر بن مردویہ اور ابن عساکر
 اور حافظ ابو نعیم نے کتاب نازل من القرآن علی بن علی بن ابی الحسن و احدی نے اسباب النزول میں مذکور
 کیا ہے اور حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنتی الشافعی کفایۃ الطالبین کہتے ہیں کہ امام نوری
 شارح صحیح مسلم نے یہی سبب طرح پر ذکر کیا ہے اور ابو بکر نقاش کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر کی ولایت
 کی نسبت نازل ہوئی ہے اور امام مخزالدین رازی کہتے ہیں کہ خدری خم کے رفد اس آیت کے شرف نزول
 کی نسبت عبد اللہ بن عباس اور برابر بن عازب اور جناب محمد بن علی بن الحسن بن علی کا قول ہے :-
 (۲۴) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک قال نزلت فی علی امیر
 اللہ صلی اللہ علیہ ان يبلغ فیہ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب من کنت مولاه
 فعلی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه را خوجہ الثعلبی فی تفسیرہ) عبد اللہ بن عباس
 رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت یعنی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جناب امیر کے حق
 میں نازل ہوئی ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تبلیغ کا حکم ہو پناہ دے حضرت نے جناب امیر
 کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا جبکہ کہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے اے میرے پیر و گار و دوست رکھ اسے
 جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے +
 (۲۵) عن الدہاد بن عازب قال فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من
 فضائل علی نزلت فی خدیج مخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کنت مولاه فعلی
 مولاه فقال عمر بن الخطاب یا علی اصبت مولای و مولی کل مؤمن و مومنۃ را خوجہ ابو نعیم
 و الثعلبی برابر بن عازب سے روایت ہے کہ آیت کریمہ اے رسول ہو پناہ دے جو کہ نازل
 ہوا ہے تیری طرف سے رکھا یعنی کہ جناب علی کے فضائل کو ہو پناہ دے خدری خم کے رفد نازل ہوئی
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جبکہ کہ میں مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے پس

جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے کہنے لگے آفرین ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن ہر داور مومن محبت کا آقا بن گیا ہے۔

(۲۶) عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلي بن ابي طالب راخرجه ابو نعیم فیما نزل من القرآن فی حلی والسیوطی فی الدر المنثور وابوبکر بن مرد وید والدیلی والحموی فی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تحقیق جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں لوگوں کو بلایا اور حکم دیا تاکہ درختوں کے نیچے جاؤ وہاں گیا اور کانٹے ٹوٹے ہوئے گئے یہ چھینبہ کا دن تھا پھر علی کو بلایا اور انکا بازو پکڑ کر اٹھایا یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر فرمایا جسکا کہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہونے پائے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ آج میں نے تمہارا دین تمہاری لیے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے۔ پس حضرت نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل ہونے اور نعمت کے پورا ہونے پر اور میری رسالت اور علی کی ولایت پر خدا کے خوشنود ہونے پر۔

(۲۷) عن ابی ہریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ کتب لہ صیام ستین شہرا وهو یوم غدیر خم لما اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی بن ابی طالب فقال المستأوی بالموثنین من انفسہم قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بنحو خبر لک باین ابی طالب اصیبت مولای ومولی کل مؤمن ومؤمنۃ فانزل اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی راخرجه فقیہ بن المغازلی فی المناقب ابراہیم النطنزی فی کتاب الخصائص و شہاب الدین احمد فی توضیح الدلائل عن مجاہد قال ثلاث هذه الایۃ یغدی رحمہم واخرجه الصلحانی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص کہ اٹھارہ سوین ذی الحجہ کو روزہ رکھے گا اس کے بارہ احوال میں ساٹھ مہینوں کے روزہ کا ثواب لکھا جاوے گا وہ غدیر خم کا دن ہے جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنوں کے لیے اکی جان و رسول نہیں ہوں حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک آپ اب اسے ہیں ارشاد کیا جسکا کہ میں مولا ہوں

پس علی اسکا سولی سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ افرین افرین اسے ابن ابی طالب تو میرا اور ہر ایک ہوسن اور سونہ کا آقا قرار دیا گیا ہے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آج کے دن سینے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تمہارے لیے لکھا ہے۔

(۲۸) نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ از سفیان بن عیینہ سئل عن قولہ
تکاسال سائل بعذاب واقع فہو نزالت فقال للسائل لقد سالتنی عن مسئلۃ ما سالتنی لحدیثاً
قبلك حقیقتی ابو جعفر محمد بن ابیہ علیہم السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان بعد
خیم نادى الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی وقل من کنت مولاه فعلی مولاه فتاع ذلك فطار فی
البلاد بلغم ذلك عمارث بن نعمان الفہری فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقترله فانما اخر راحلہ
ونزل عنہا وقال یا محمد امرتنا عن اللہ عز وجل ان نشہد ان لا اله الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلنا
منک وامرنا ان نعبدک خمساً فقبلنا منک وامرنا بالزکوۃ فقبلنا منک وامرنا ان نعصوم
فقبلنا منک وامرنا بالحد فقبلنا منک ثم لم ترض بهذا حتى رفعت بطنی ابن عمک تفضلہ
علینا فقلت من کنت مولاه فعلی مولاه فہذا شئ منک ام من اللہ عز وجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
واللہ لا اله الا هو انہ من اللہ عز وجل فاولی عمارث برید راحلہ وهو یقول اللہم انک انما یقول
محمد حقاً فامطع علینا عمارۃ من السماء واثبتنا بعذاب الیم فما وصل راحلہ حتی رماہ اللہ عز وجل
بحجر سقط علی حکمتہ فخرج من دبرہ قتلہ فانزل اللہ عز وجل سال سائل بعذاب واقع للکافرین
لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج راخر جیسیط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ ومحمد بن یوسف
الزہندی فی معارج الوصول وملك العلماء شہاب الدین الدولتا بادی والسید السہودی فی
جواهر العقیدین وحال الدین المحدث صاحب وصفا لاحباب فی اربعینہ وعبدالرفف المناوی
فی فیض القدر ومحمد بن محمد القادری فی صراط السوی والجللی فی انسان العیون واحمد بن
الفضل بن محمد باکثر فی وسیلۃ الامال ومحمد بن اسمعیل الا میر فی وصفا النذیر والحافظ محمد
ابن یوسف الکجی فی کفاية الطالب) امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان
بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ آیہ سال سائل بعذاب واقع کس کے حق میں نازل ہوئی جو
سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے تو مجھ سے ایک ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ مجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں
پوچھا مجھ سے جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام روایت اپنے آباؤ اجداد سے بیان فرماتے تھے کہ جب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم کے مقام پر پہنچے اور لوگوں کو جمع کر کے سب سے کہنے لگے کہ میں نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر

ارشاد فرمایا جس کلمہ میں مولا ہون پس اسکا علی مولا ہے اور یہ بات سب لوگوں میں اور تمام جگہ مشہور ہو گئی
یہ خبر عمارت بن عثمان الغفیری کو معلوم ہوئی وہ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور میں حاضر ہوا اور اپنے ناقہ کو ہٹا کر اس سواڑ کر اور خدمت میں پہنچ کر کہنے لگا یا رسول اللہ آپ
نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول
ہیں ہم نے آپ کا یہ حکم مان لیا ہر آپ نے ہم کو پانچ وقت کی نماز کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ کا حکم قبول
کیا ہر آپ نے ہم کو زکوٰۃ دینے کے لیے ارشاد کیا وہ بھی ہم آپ کا حکم بجالائے ہر آپ نے ہم کو روزہ رکھنے
کے واسطے کہا وہ بھی آپ کا فرمان ہم نے قبول کیا۔ ہر آپ نے ہم کو حج کرنے کا ارشاد کیا ہم اسکو بھی
مان گئے اس پر ہی آپ رضی اللہ عنہ اس آیت نے ابن عم کا بازو پکڑ کر اٹھایا اور انکو ہم پر فضیلت عطا کی اور
فرمایا جس کلمہ میں مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے یہ بات حضور اپنی طرف سے فرماتے ہیں یا خدا کی طرف سے
حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے یہ بات خدا کی طرف سے ہے
پس عمارت یہ کہتا ہوا اپنے ناقہ کی طرف لوٹ آیا۔ اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے
ہیں سچ ہے تو (سعاذ اللہ) ہم پر آسمان سے پھر رسیا یا ہمیں درد ناک پہنچا۔ جب وہ اپنے ناقہ کی طرف
لوٹا ابی اس تک پہنچا ہی تھا کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک چہرہ بینکاجو اسکے سر پر لگا اور وہ بکی براہ
سے نکل گیا پس خدای تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کافروں کے
لیے ہونیوالا ہے۔ عذاب اسکی طرف سے ہے جو صاحب ہر شیر ہون کا۔

(۲۹) عن ابی سعید الخدری قال لما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کت مولا فلی مولا
یوم غدیر خم قال حسان بن ثابت افاذن یا رسول اللہ ان اقول ابیاناً فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قل علی برکت اللہ فقل حسان یا معشر القریۃ اسمعوا شہادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال ۛ ینادیہم یوم الغدیر یرہم + یجم واسمعوا للرسول منادیا + وقال فمن مولا
کہ وولیکم + فقالوا الیہ وامنناک معادیا + الہک مولا ہما وانت ولینا + ولین تجدن فی
ذلک الیوم عاصیا + فقال لہ قم یا علی فانتی + رضیتک من بعدی اماماً ما وہادیتا + فمن
کت مولا فھذا ولیہ + فکونوا لہ انصاراً صدق موالیا + ہناک دعا اللہم وال ولیہ +
وکن للذی ہادی علیاً معادیا + فخص بھادون البریت کلھا + علیاً وسماہ والوزیرا المواخیا +
راخرجنا بولیکم مع رسولنا ونبیہم فیماتل من القرآن فی علی واخلط بھما ثم فی المناقب و
سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامام السید علی فی کتابہ المسمی باز ہار فیما عقد الشعراء

من الاشعار ومحمد بن يوسف الكنجي الشافعي في كفاية الطالب والمحضر في فرائد السعطين والنظري
 في خصائص العلوية ابو سعيد خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حبیب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کے مقام
 پر ارشاد کیا کہ جسکا میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ
 مجھے چند اشعار پڑھنے کی اجازت ہوا ہے فرمایا خدا کی برکت سے بیان کر حسان کہنے لگے اے خدیجہ کے
 لوگو جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی گواہی کو سنو اور یہ اشعار بیان لیے سے خدیجہ کے
 روزانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو خدیجہ کے مقام پر پکارا۔ اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کیا عمدہ ستادی کی۔ فرمایا تمہارا کون مولا اور ولی ہے۔ ان لوگوں نے جو اس مقام میں سرکشی نہیں
 کرتے تھے عرض کیا۔ تیرا خدا ہمارا مولا ہے اور تو ہمارا ولی ہے۔ اس آج کو روز سو تو ہمیں مافران
 نہیں پائیگا۔ پس حضرت نے فرمایا اے علی اللہ کٹر اہو بے شبہ میںو تجھے اپنی جماعہ امام اور ہادی پسند کیا
 ہے۔ پس جسکا کہ میں مولا ہوں اسکا یہ ولی ہے تم لوگ اسکے سچے مددگار بنجاؤ وہ میں اپنے دعا کی کہ بار
 الہا علی کے دوست کو دوست رکھیو۔ اور علی کے دشمن کو دشمن رکھیو۔ پس تمام خلقت کو سوا علی کو اور
 خصوصیت کو ساتھ مخصوص کیا اور انکا نام وزیر اور ہدائی رکھا۔

(۳۰) عن ابن عباس قال لما امر رسول الله صلى الله عليه وآله ان يقوم بعلي ففعل له ما قال فقال
 صلى الله عليه وآله يا رب انقضي حلي واعد لي جاهلية ثم مضى بحجة فلما أقبل راجعاً وذل بندير
 خم اتزل الله عليه يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك فان لم تفعل فما بلغت رسالته والله
 يعصمك من الناس فاخذ بعضه على ثم خرج الى الناس فقال يا ايها الناس المست اولى بكم من
 انفسكم قالوا بلى يا رسول الله قال اللهم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد
 من عاداه واخلف من خلفه وانصر من نصره واخبر من اخبره وانقض من انقضه قال ابن
 عباس فوجبت والله في رقاب لقوم وقال حسان بن ثابت يناديهم يوم الغدير يقيم الزمان خوجه
 ابوبكر بن مردويه ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باری
 تعالیٰ عز و جہ کا حکم ہوا۔ کہ علی کو انکا لوگوں کے سامنے کر دین اور جو کچھ کہنا ہے کہہ دین حضرت نے
 بارگاہ مآلہ میں عرض کی اے میرے پدر و گار میری قوم ابھی جاہلیت سے نئے عہد سلام والی ہے
 ہے شاید اس امر کو نہ یاقین نہ پر آپ سچ کو تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں سے واپس ہو کر خدیجہ کے
 پہنچے خدا تعالیٰ نے جو آیت نازل فرمائی۔ اے رسول ہو پوچھا دے اس امر کو جو میری طرف تیرے
 رب سے نازل ہوا ہے اگر نہ لے لیا دیکھا تو نہ لے اسکی رسالت کو نہ ہو پوچھا یا اے اللہ تعالیٰ لوگوں سے

ابو ہوسی المدینی نے یہ حدیث کو اپنی کتاب سلسل بالاسما میں روایت کیا ہے اور وہ کہتا ہے ایک جہ سے یہ حدیث
 یہی سلسل ہے کیونکہ ہر ایک فاطمہ نام رکھنے والی محدثہ یہ حدیث کو اپنی پہچانی سے روایت کیا ہے اور یہ پانچ
 ہستیوں کی روایت ہے ہر ایک اپنی پہچانی سے روایت کرتی ہے اور محمد جزری صاحب حصن حصین شریف
 نے یہ حدیث کو اپنی المطالبین اور عبد اللہ بن احمد بن ابرہیم بن احمد المقدسی الصالحی الحنبلی نے بھی روایت کیا
 (۳۲) عن علی ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم فقال من کنت مولاه فعلی مولاه قال قرا
 الناس بعد اللہ وال من ولایہ وعاد من عاداکم اخرجہ ابن راہویہ والمتقی فی کتالعمال وعبد
 ابن احمد فی المسند وابن المغازی فی المناقب والحاملی فی امالیہ جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے
 کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز ارشاد کیا جسکا کہ میں ہوں اسکا علی ہوں
 ہر لوگوں نے اس پر بڑا دیا کہ اسے ہمارے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو
 حبلے دشمن رکھے +

(۳۳) عن رفاعہ بن ایاس الضبی عن ابیہ عن جده قال کنت مع علی فی الجمل فبعث الی طلحۃ ان یفتی
 فلقیہ فقال انشدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه اللہم
 وال من ولایہ وعاد من عاداکم قال نعم قال فلم تقا تلنی فانصرف طلحۃ عن قتالہ لا خیرہ بن عساکر
 فی تاریخہ والمتقی فی کتالعمال والحاکم فی المسند (۳۴) رفاعہ بن ایاس الضبی اپنے والد سے اور وہ اس کے
 دادا سے ناقل ہے کہ میں جمل کے روز جناب امیر علیہ السلام کی سمیت میں تھا جناب امیر نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا
 بھیجا کہ مجھ سے ملاقات کریں طلحہ ان کے پاس حاضر ہوئے جناب امیر نے فرمایا میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں
 کہ کیا تم نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسکا کہ میں ہوں اسکا علی ہوں اسکا
 مولی ہے اور میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھو اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن
 رکھے طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے جناب امیر نے فرمایا پس تم کمپن میرے ساتھ جنگ کرتے
 ہو طلحہ رضی اللہ عنہ جناب امیر کے ساتھ جنگ کرنے سے ٹوٹ پڑے +

(۳۴) عن جریر بن عبد اللہ الجلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یکن اللہ ورسولہ مولاه
 فان هذا مولاه یعنی علیا اللہم وال من ولایہ وعاد من عاداکم اللہم من احبہ من الناس فکن لہ
 حبیباً ومن ابغضہ من الناس فکن لہ بیضاً اللہم انی لا اجد احداً استودعہ فی الارض بعد العبد
 الصالحین غریک فاقض فیما لخصنی (اخرجہ الطبرانی) قال بشر قلت من ہلک من العبدین الصالحین
 قال لا ادری (جریر بن عبد اللہ الجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا

جسکے لیے اللہ اور اس کا رسول مولا ہے لیکن تحقیق اسکے لیے یہ یعنی علیؑ مولا ہے اسے خدا لوگوں میں سوجھو سہو
دست رکھے ہیں تو اسکا دوست بنجا۔ اور جو شخص کہ لوگوں میں سے اسکا دشمن بنے تو اسکا دشمن بنجا
اے میرے پروردگار میں زمین میں بعد دونیک بندوں کے تیرے سوا کسی کو نہیں پایا کہ میں اسے اسکو
سپر کروں نہیں تو ان میں نیکی کے ساتھ احکام جاری فرما۔

(۳۵) عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاً فعلی مولاً اللہم
وال من ولاء و عادم من عاداة و انصر من نصرہ و اعن من اعانہ راخرجه الطبرانی و ابن قاتم حبشی
ابن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسکا کہ میں مولا ہوں اس پر
اسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اے جو اسے دوست رکھو اور دشمن نہ کر اے جو اسکی دشمن
کرے اور مدد کر اے جو اسکی مدد کرے۔

(۳۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و قد جاءہ اعرابیان یختصمان فقال لعلی اقض بینہما یا ابا
الحسن فقضى علی بینہما فقال احدهما اهذا یقضى بیننا فتوب علی عمر اخذ تلپیہ و قال لیجاء
اماتدری من هذا هذا مولای و مولی کل مؤمن من لم یکن مولاً فلیس بمؤمن راخرجه ابن
السمان فی المواقفة و الخواندق فی المناقب و الدارقطنی و محب الطبری فی اللوایض النضرہ فی فضائل
العشرۃ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دو اعرابی جبکڑتے ہوئے آئے حضرت عمر نے جناب
علی علیہ السلام سے عرض کیا یا اباجسن آپ انکا فیصلہ کر دیں جناب علی نے انکا فیصلہ کیا ایک شخص ان
دونوں میں سے کہنے لگا یہ کیا ہمارا فیصلہ کریں گے عمر رضی اللہ عنہ نے کوکر اسکا گریبان پڑ لیا اور کہنے لگا
افسوس جو تجربہ تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ میرا اور ہر ایک مومن کا مولی ہے جس کا کہ یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں

(۳۷) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و قد نازعہ رجل فی مسئلۃ فقال بینی و بینک هذا
الجالس و اشد الی علی فقال الرجل لیس هذا الا بطن فتعوض عمر و اخذ تلپیہ ختم شالہ بالاض
ثم قال اتدری من منعت هذا مولای و مولی کل مؤمن راخرجه ابن السمان و محب الطبری جناب
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کسی مسئلہ پر تنازع کرنے لگا آپ نے فرمایا میرے اور تیرے درمیان
یہ بیٹیا ہوا شخص منصف ہو اور جناب علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا وہ شخص کہنے لگا یہ شخص تو
توند کے سوا اور کچھ ہی نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے انکا اسکا گریبان پڑ لیا اور ہگو زمین پر دے مارا
اور پھر کہنے لگے کیا تو جانتا ہے کہ تو نے کس کی تحفیر کی ہے یہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا ہے۔

(۳۸) عن سالم قیل لعمری بن الخطاب انک تصنع علی شیئاً ما تصنع باحد من اصحاب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ مولای راخرجه بن السمان والخوارزمی والدارقطنی ومحب المطبری فی الریاض
ابن حجر فی الصواعق المحرقة وعبد المرفق المناوی فی فیض القدیر (سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے)
کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ جو رعایت کہ جناب علی علیہ السلام کے ساتھ کرتے ہیں وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کی ہے ساتھ نہیں کرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
وہ میرا سوا ہے +

(۳۹) عن سعید بن وہب عبد خیر قال سمعنا علیاً یقول بالرحبة الکوفة انشأ اللہ من مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه فقام علقہ من احابیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لم یفتقدوا انھم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک راخرجه الخافض عماد الدین اسماعیل
بن عمر الدمشقی الشہید بابین کثیر والنسائی فی الخصائص واحمد فی المسند سعید بن وہب
عبد خیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کھن میں فرماتے ہوئے سنا
کہ لوگوں کو قسم دیکر پوچھ رہے تھے کہ میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
ہوئے سنا ہو کہ جبکہ میں ہوں اسکا علی مولای ہے وہ اشکریان کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند
صحابہ نے کثرت ہو کر گواہی دی کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ۔

(۴۰) عن زاذان بن ابی عمر قال سمعت علیاً فی الرحبة وهو ینشد الناس من شہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یوم خدیجہم وهو یقول ما قال فقام ثلثة عشر رجلاً فشدوا انھم سمعوا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه راخرجه احمد فی المسند زاذان بن ابی عمر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کھن میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے
سنا کہ خدیجہم کے سوا جو شخص کہ آنحضرت کے حضور میں موجود تھا وہ شخص بیان کرے جو کچھ کہ حضرت نے
فرمایا تھا۔ پس تیرہ آدمیوں نے کثرت ہو کر گواہی ادا کی کہ میں نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جبکہ
میں ہوں اسکا علی مولای ہے +

(۴۱) عن زیاد بن ابی زیاد الاسلمی قال سمعت علیاً ینشد الناس فقال انشأ اللہ رجلاً
سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه فقام اثنا عشر رجلاً فشدوا
راخرجه احمد فی المسند زیاد بن ابی زیاد اسلمی سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو لوگوں
کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے سنا کہ میں ہر ایک مسلمان سے کہتا ہوں کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
من کنت مولاه فعلی مولاه کا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہو پوچھتا ہوں پس یہ صحابی جو شریک بدعت ہے

کثرے ہو کر اسکی گواہی دینے لگے *

(۲) عن سعید بن وہب بن زید بن بلیع قال نشد علی الناس فی الرحبة من مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم قام مقام من قبل سعید مسته ومن قبل زید مسته فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول لعلي یوم غدیر خم الیس الله اولی بالمومنین قالوا بلی قال اللهم من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من وalah وعاد من عاداه راخرجه احمد والنسائی والبخاری وابن جریر) سعید بن وہب اور زید بن بلیع سے روایت ہو کہ جناب امیر لوگوں کو مسجد کھن میں قسم دیکر پوچھ رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز جو کچھ کہ فرماتے ہوئے کسی نے سنا ہوا سکو چاہیے کہ وہ کثرا ہو کر بیان کرے پس سعید کی طرف چہ آدمی اور زید کی طرف سوچا آدمی کثرے ہو گئے اور گواہی دینے لگے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ مومنوں کے لیے اولیٰ بالتصرف نہیں ہے سب حاضرین نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالیٰ تمام مومنوں کے لیے اولیٰ بالتصرف ہے۔ پس حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار جبکہ کہ میں مولا ہوں اسکا علی ہوا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اے جو اسے دوست رکھو اور دشمن رکھیو اے جو اسے دشمن رکھے *

(۳) عن عمر بن سعد انه سمع علیاً وهو ینشد الناس فی الرحبة من مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول من كنت مولاه فعلى مولاه فقام بضعه عشر فشهدوا راخرجه النسائی) عمر بن سعد سے روایت ہو کہ اس نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کھن میں لوگوں کو قسم دیتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ جبکہ کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی ہوا ہے، وہ بیان کرے۔ اس پر کتنے آدمیوں نے اسکی شہادت بیان کی *

(۴) عن عمر بن مرقہ قال شهدت علیاً فی الرحبة ینشد اصحاب محمد صلی الله علیہ وسلم ایکم سمع رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم ما قال فقام اناس فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من وalah وعاد من عاداه واجب من احبه وابتغى من ابغضه وانصر من نصره راخرجه النسائی فی الخصائص) عمرو بن مرقہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کھن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے پایا کہ تم میں سے غدیر خم کے روز جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کسی نے سنا ہو تو بیان کرے چند لوگ کثرے ہو کر گواہی دینے لگے کہ انہوں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جبکہ کہ میں مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھا اے جو اسے دوست رکھو

اور دشمن رکھ کر اسے حواسے دشمن رکھے اور محبت کر اس سے جو اس سے محبت کرے اور بغض کرے کما سکا جو اس کا بغض رکھے اور مدد کرے اس کی مدد کرے ۔

(۴۴) عن عمیر بن سعد قال شهدت علیاً علی المنبر ینشد احباب محمد صلی اللہ علیہ وسلم من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم الاقام فتشهد فقام اثنا عشر رجلاً منهم ابو ہریرۃ وابو سعید وانس بن مالک فتشهدوا انھم سمعوا من کنت مولاه فعلی مولاه اللھم وال من وکلاء وعاد من عاداء راخو جہ بن کثیر فی تاریخہ والطبرانی فی الاوسط والمتقی فی کنز العمال عمیر بن سعد بن مسعود یقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے پایا کہ جس کو چاہیے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سنا ہو وہ انکار اس کی گواہی بیان کرے پس پانچ سو صحابی جن میں ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک بھی تھے انکار بیان کرنے لگے کہ انہوں نے نہ حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے اسے میرے پروردگار دوست رکھ کر اسے جواب سے دوست رکھے اور دشمن رکھ کر اسے حواسے دشمن رکھے ۔

(۴۵) عن عبد الرحمن بن ابی لیل قال شهدت علیاً فی الرحبہ ینشد الناس انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه لما قام فتشهد قال عبد الرحمن فقام اثنا عشر رجلاً کان فی النظر الی احدهم علیہ سراویل قالوا نشہد اننا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم الست اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجی امھاتہم قلنا بلی یا رسول اللہ قال فنزل کنت مولاه فعلی مولاه اللھم وال من وکلاء وعاد من عاداء راخو جہ احمد فی المناقب وابو یعلی فی المسند وابن کثیر فی تاریخہ وسعید بن منصور والخطیب والمتقی فی کنز العمال والذہبی قلعے وابن جریر فی تاریخہ عبد الرحمن بن ابی لیل کہتا ہے کہ میں نے جناب امیر کو فسطاط مسجد کرمین میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے دیکھا کہ میں خدا کی قسم دیکر اس شخص سے پوچھتا ہوں جس نے کہ غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاه فعلی مولاه فرماتے سنا ہے ۔ چاہیے کہ وہ شخص انکار بیان کرے عبد الرحمن کہتا ہے کہ بارہ بدی صحابی کثرت سے ہو گئے مجھے آج تک ان میں سے ایک کا لباس نگاہ میں کہ وہ سراویل پہنے ہوئے تھا ۔ پس وہ لوگ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ میں نے حضرت کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا میں ہوں منوں کی جان سے اولی نہیں ہوں اور میری ازواج انکی ہائیں نہیں ہیں حاضرین نے عرض کیا بے شہادت آپ اولی ہیں اور آپ کے ازواج امہات مومنین ہیں حضرت فرمایا پس جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اسے خدا دوست رکھ کر اسے حواسے دوست رکھے اور

رضی اللہ عنہما کے جواب سے دشمن رکھے۔

۴۴، عن ابی الطفیل از علیاً قا: محمد بن عبد اللہ انشد بآس من شہد یوم خلد یرحم الاقام ولا یقیم رجل یقول نبئت اوبلغنی الا وبل سمعت اذناہ ووعاہ قلبہ فقدم سبعة عشر رجلا منهم خزیمہ بن ثابت وسہل بن سعد وعلی بن حاتم وعقیبہ بن عامر و ابو ایوب الانصاری وابو لیلیٰ والہیثم بن الہیثم وابو سعید الخدری وفریح الخزاعی وابو قدامۃ الانصاری ورجال من قریشی فقال علی ہا تو ما سمعتم فقالوا نشہد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع حتی اذا کان الظہر خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فام فی عجرات فشد بن والقاہلین ثوبہ ثم نادى بالصلوۃ فخرنا فضلینا ثم قال فحمدک اللہ واثنی علیک ثم قال ایہا الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللہم اشہد ثلاث مرات فقال انی اوشک ان ادعی فاجیبہ انی مستول وانتم مستول ثم قال الا ان دما نکم واموالکم حرام کحرمتہ یوہ کہ هذا وحرمتہ شہرکم هذا اوصیکم بالنساء ووصیکم بالمجاد ووصیکم بالممالیک ووصیکم بالعدل والا حسان ثم قال ایہا الناس انی تبارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعرقتی اہل بیتی فانہما لن یفترقا فکونوا علی الخوض بنانی بذلك للطف الخیر خماخذہ علی فقال من کنت مولاً فلی مولاً فقال علی صدقتم وانا علی ذلک من الشاغل واخرجہ بن عقیل وابو حاتم محمد بن حبان البستی ومحب الدین الطبری فی دیامن النضرہ وابن عساکر والسموکی فی جوامع العقادین ابوالطیلس ضعیف السنۃ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ میں فرمایا کہ بعد فرمایا میں خدا کی قسم دیکھا اس شخص کو جو فدزینہ کے روز حاضر ہوا ہے کثرا ہونیکے لیے کہتا ہوں اور وہ شخص ہرگز نہ لے جائے جو یہ کہے کہ مجھے خبر لگی ہے یا مجھے خبر لگی ہے بلکہ وہ شخص بیان کرے کہ جسکے کانوں نے سنا ہوا اور دل نے یاد رکھا ہوا پس سترہ آدمی کھڑے ہو گئے ان میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور علی بن حاتم اور عقیبہ بن عامر اور ابو ایوب الانصاری اور ابو لیلیٰ اور ابو الہیثم اور ابو سعید الخدری اور فریح الخزاعی اور ابو قدامۃ الانصاری ضعیف السنۃ: نیز قریشیوں اور آدمی بھی موجود تھے جناب امیر نے فرمایا بیان کر دیتے کیا سنا ہے وہ کہنے لگے ہم حج الوداع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں مکہ سے واپس آ رہے تھے کہ ظہر کے وقت حضرت بارتشرف لائے اور فرمود کہ کھاٹ جہانٹ کر نیکا حکم دیا اور انہیں کھڑا کر دیا گیا۔ پھر زمانہ کے لیے سنا دیا لائی گئی ہم سب لوگ اپنے خیموں میں سے نکلے لیے۔ پھر آنحضرت نے کھڑے ہو کر خطبہ میں خدا کی سفت و ثنا کے بعد فرمایا کیا ایسے لوگو تم کیا کہتے ہو حاضرین نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پوچھا دیا۔ بات کو میں دفعہ فرما کر

ان بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کہ میں ہولا ہوں پس اس کا علی ہولا ہے اور پوروں کا دوست کہ اسے چاہیے دوست کہو اور دشمن کہ اسے چاہیے دشمن کہے اور بغضیل کہتا ہے کہ میں وہاں ہوں لکلا اور میرے دل میں درد ہے حدیث کی نسبت شک پیدا ہو گیا پس میں زید بن ارقم سے ملا اور میں نے ان کو کہا میں نے جناب امیر سے یہ کچھ سنا ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہنے لگے تحقیق میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے فطر سے جس نے کہ یہ روایت کی ہے پوچھا کہ جناب امیر کی وفات میں اور ان کے اس قول میں کتنے دنوں کی مدت تھی وہ بیان کرنے لگا پورے سو دن کی مدت تھی *

۱۵۰ عن رباح بن الحارث قال جاء رطط الحلي بالرجبة فقالوا السلام عليك يا مولانا فقال كيف اكلت مولانا وانتم قوم عرب قالوا سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه قال رباح فلما مضوا اتبعهم فالت من هؤلاء قالوا نعم من الانصاري فيهم ابو ايوب الانصاري راخو جہ احمد في المسند وابن السمان وابن المغازي والمخلصون لذهي محب الطبري في الرياض النضرة في فضائل العشرة والملاح علي القاري في المرقاة شرح المشكاة والطبراني في مسند ابی ایوب فی المعجم الکبیر رباح ابن الحارث ناقل ہیں کہ کوفہ کے مسلمان ہیں ایک گروہ نے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ السلام علیکم یا رسولنا جناب امیر نے فرمایا میں تمہارا مولانا کس طرح سے ہو سکتا ہوں حالانکہ تم قوم عرب ہو وہ کہنے لگے کہ میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کا میں ہولا ہوں پس اس کا علی ہولا ہے رباح کہتا ہے جبکہ وہ لوگ وہاں تھے گئے تو میں ان کے پیچھے ہولیا اور پوچھا یہ کون لوگ تھے لوگوں نے کہا یہ انصار کا گروہ ہے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی انہیں میں ہیں *

۱۵۱ عن رباح قال بينما علي جالس اذا جاء رجل فدخل عليه اثر السفر فقال السلام عليك يا مولانا قال علي من هذا قالوا ابو ايوب الانصاري قال علي اخرجوا له نفر جواله فقال ابو ايوب سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه راخو جہ احمد في المناقب والبعوى في معجمه وابن ابی شیبہ واسمعیل بن حماد المعروف بابن کثیر فی تاریخہ ومحب الطبري في الرياض النضرة والطبراني في مسند ابی ایوب فی المعجم الکبیر رباح بن حارث کہتے ہیں کہ ایک روز جناب امیرؑ پر ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک شخص آیا جس پر سفر کے آثار نمایاں تھے اور اگر کہنے لگا السلام علیک یا رسولنا جناب امیر نے فرمایا یہ کون ہو لوگوں نے عرض کیا یہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں جناب امیر نے ارشاد کیا ان کے لیے جگہ چھوڑ دو لوگ اس جگہ سوہٹ گئے پس ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس کا کہ میں ہولا ہوں پس اس کا

علیؑ کا ہے ۔

۵۲۰) عن عبد الله بن سعد بن ذرارة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه راخو بن عقدة وابو سعيد مسعود بن ناصر البجستانی فی کتاب اللوایۃ) عبد الله بن سعد بن ذرارة اپنے والد بن ذرارة سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے ۔

۵۲۱) عن ذر بن حنیث قال اخرج علی من القصر فاستقبله کما فی متقدم فی فیو علیہم العائم علی عہد بصر فقالوا السلام علیک یا مولانا فقال علی بعد ما دعا السلام علیہم من ہنا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اثنا عشر رجلا منهم خالد بن زید وابو ایوب الانصاری وخرمیر بن ثابت ذو الشہادین وثابت بن قیس بن شماس وعمار بن یاسر وابو الہیثم بن الیہمان وهاشم بن عتبہ وسعد بن ابی وقاص وجبیب بن بدیل بن ورقاء فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غد یختم من کنت مولاه فعلي مولاه فقال علی لانس بن مالک والبراء بن عازب ما منعكما ان ان تقوموا للشہد فقد سمعنا کما سمع القوم فقال اللہم انکما ہما معاندان بلہما فاما البراء فہو فکان یسال عن منزله فیقول کیف یرشد من ادركته الدعوة واما انس فقد برصت قد ساء وقیل لہا استشہد علی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فعلي مولاه اعتلدا بالنسیان فقال علی اللہم ان کان کاذبا فاضربہ ببیاض او بوجع لا توارید العامة فبرص وجہہ فسد بعد ذلک برقع علی وجہہ راخو بن جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ المحدث فی الاربعین) نزد جن حبش قتل میں کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام قصر سے برآمد ہوئے انکے سامنے عمار پوش تلوار میں لپکا ہوئے چند سوار آئے جبکہ چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ ابی سفیر سے آئے ہیں انہوں نے جناب امیر سے کہا السلام علیک یا مولانا جناب امیر نے انکو جواب سلام دیکر فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سو کون شخص اس مقام پر موجود ہے بلکہ آدمی جن میں خالد بن زید اور ابو ایوب انصاری اور خرمیر بن ثابت ذوالشہادین اور ثابت بن قیس بن شماس اور عمار بن یاسر اور ابو الہیثم بن الیہمان اور ہاشم بن عتبہ اور سعد بن ابی وقاص اور جبیب بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہم ہی تھے انہوں کو اسی دینے لگے کہ ہم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے جناب امیر نے انس بن مالک اور برادر بن عازب کو کہ تمہیں یاد ہے کہ گواہی دینے سے کس نے بند کیا ہے تم نے ہی سنا تھا جو کچھ کان لوگوں نے سنا تھا پس جناب امیر نے دعا کی اے پروردگار اگر انہوں نے گواہی کو عناد کیو جب

چہا پلے ہے تو انکو ناگہانی بلا میں مبتلا کر پس بلہ بن عازب اندبے ہو گئے یہاں تک کہ اپنے گھر کا ہستہ پھپکا کر
تھے اور کہا کرتے تھے بلہ وہ شخص کیونکر ہستہ دیکھ سکتا ہے جسکو بد دعا لگی ہو۔ اور انس بن مالک کا یہ حال تھا
کہ اٹھکے پاؤں پر جس پیدیا ہو گیا اور یہی ہوا بیت ہو کہ جب جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
یعنی جب کامین ہولا ہوں پس انکا علی طلب ہے پر لوگوں سے گواہی طلب کی انس بن مالک نے نسیان کا عذر
پیش کیا جناب امیر نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار اگر یہ شخص جوٹ کہتا ہے تو اسے جس کی مرض
میں مبتلا کر دے کہ عمار سے نہ چپکے پس انس رضی اللہ عنہ اس اپنے موند کے برص کو برقع میں چسپا
رکتے تھے ۔

(۴۷) عن طلحة بن عمار قال شهدت علياً المناب ناشداً أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله
وفهم أبو سعيد و أبو هريرة و انس و هم حول المنبر و علي على المنبر و حول المنبر اثنا عشر رجلاً من الأنصار
و المهاجرين فقال علي لشد تكربا لله هل سمعتم رسول الله صلى الله عليه وآله يقول من كنت
فعلى مولا فقاموا كلهم و انس بن مالك في القوم لم يشهد فقال له يا أمير المؤمنين ما صنعت يا
انس ان تشهد و قلت نعمت ما سمعوا قال يا أمير المؤمنين كبرت و نسيت فقال أمير المؤمنين اللهم
ان كان كاذباً فاعزبه بياض او بوجع لا تواريه العامة فقال طلحة بن عمار فاشهد بالله ان قد أتيت
ببعضا من عيديه راخو به ابو نعيم و ابن مردويه (طلم بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام
کو منبر پر پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو قسم دے رہے تھے ان میں ابو سعید خدری اور
ابو ہریرہ اور انس بن مالک ہی منبر کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور جناب امیر منبر پر تشریف رکھتے تھے
اور منبر کے ارد گرد مهاجرین و انصار سے بارہ بکی صحابی موجود تھے پس جناب امیر نے ان سے کہا
میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کھنت مولا فعلی ہولا کے ارشاد
کو سنا ہو پس جب لوگ کھڑے ہو گئے۔ انس بن مالک ہی لوگوں میں موجود تھے انہوں نے گواہی دی
جناب امیر المؤمنین نے انس بن مالک سے فرمایا تمکو شہادت دینے سے کس بات نے روکا ہے باوجودیکہ
تم نے ہی سنا تھا جو کچھ کہ ان لوگوں نے سنا تھا۔ انس نے کہنے لگے یا امیر المؤمنین میں بوڑھا ہو گیا ہوں
مجھے یہ بات بھول گئی ہے جناب امیر نے دعا کی اے میرے پروردگار اگر یہ جوٹ کہتا ہے تو اسے جس
کی مرض میں مبتلا کر دے کہ اسے یہ عمار سے نہ چپا سکے طلحہ بن عمار کہتا ہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے
کہتا ہوں کہ میں نے انس بن مالک کی پیشانی پر وہ سفید دھبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔

(۴۸) عن زيد بن ارقم قال قال علي انشد الله رجلاً سمع النبي صلى الله عليه وآله يقول من كنت

مولاء فعلی مولاء اللہم وال من زلالہ وعاد من عاداء ققام اثنی عشر بدیریا من جانب لا یسرو من سجا
الایمن فتعد وابتذلک قال زید بن ارقم کنت فین مع فک فکنته فذهب الله بیهم کان یندم علی
ما فاتہ من الشہادۃ ولستغفر راخرجہ ابوبکر بن مرہ ویہ والفقیر ابن المغازلی واخرجہ الطبرانی فی
المعجم الکبیر فی مسند زید بن ارقم زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے ان لوگوں کو قسم دیکر
پوچھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جسکا میں مولانا ہوں پس اسکا علی مولانا ہے اور
اسے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جواب دے دوست رکھو اور دشمن رکھیو اسے جواب دے دشمن رکھو پس
بارہ اصحاب بدر کثرتے ہو گئے چہرہ دہنی طرف سے اور چہرہ بائیں طرف سے اور انہوں نے گواہی ادا کی زید بن
ارقم کہتے ہیں میں ہی نہیں مین سے تھا جن لوگوں نے یہ حدیث کو حضرت موسیٰ بن سنان سے سنا تھا میں نے اسکو
چھپا یا خدا تعالیٰ میری بصارت کو لے گیا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس شہادت کے دینے سے ناام
رہا کرتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے ۔

(۵۶) عن غیر بن سعد قال قال علی النبی انشد رجلا من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غد یخام
من کنت مولاء فعلی مولاء اللہم وال من زلالہ وعاد من عاداء الاقام وشهد وتحت المنہا من بن
مالک والبراء بن عازب وجویر بن عبد اللہ البجلی فاما دعا فلم یجبه احد فقال اللہم من کتم هذا الکلمۃ
وهو یعرفها فلا تخرجه من الدنیا حقۃ تجل به آیتہ یعرفنا بها قال فیرض الشرفی البراء ورجل جری اعراہ
بعد ہجرتہ فاتی الشراۃ فمات فی بیت امہ راخرجہ ابوالحسن احمد بن یحیی البلاذری فی انساب الاشراف
عمیر بن سعد ناقل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص نے غدیر خم کے روز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاء فعلی مولاء اللہم وال من زلالہ وعاد من عاداء کی حدیث کو سنا ہو وہ کترا ہو کہ
بیان کرے پس لوگوں نے گواہی ادا کی منبر کے نیچے انس بن مالک اور براء بن عازب اور جویر بن عبد اللہ البجلی
ہی بیٹھے ہوئے تھے جناب امیر نے مکرر اسکو فرمایا لیکن ان میں سے کسی نے کچھ نہ کہا جناب امیر نے فرمایا بارگاہ
جس شخص نے اس شہادت کو چھپایا ہے باوجود اسکے کہ وہ اسکو جانتا ہے اس شخص کو ہر وقت تک نہ مارو جب
تاکہ تو اسکے لیے کوئی نشانی نہ مقرر کر دے کہ وہ اس کو دنیا ہی میں پہچانا جائے عمیر بن سعد کہتا ہے پس
سب سے پہلے اور برابر اندھے ہو گئے اور جویر کو اس کرتے ہوئے والپس آئے اور اپنی والدہ ماجدہ کے گھر
میں دنیا سے انتقال کیا ۔

(۵۷) عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال خطب علی فقال انشدنا اللہ امر فشدت الاسلام مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم اخذ بید علی یقول الست بکم یا معشر المسلمین من انتم کرم قالوا بلی یا

رسول اللہ قال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله الا قام قشعرا قام بضعة عن رجب لا قشعرا او كتم قوم فمافنا من الدنيا حتى عمواد برصوا راخو حبه الدارقطني وابن كثير في تاريخه (عبدالرحمن بن ابی بلعہ سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا میں اس مرد خدا کو کہ جس نے اسلام قبول کیا ہے قسم دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر غدر ختم کے روز کیا تھا پوچھتا ہوں کہ جس شخص نے حضرت سے من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله کی حدیث کو سنا ہو وہ اشکر اسکی شہادت بیان کرے پس اس پر کتنے آدمیوں نے کترے ہوئے گواہی دی اور ایک گروہ صحابہ نے اس شہادت کو چسپا یا پس وہ لوگ تبتک دنیا سے عالم آخرت کو نہیں گئے جب تک کہ وہ اندھے اور مبروص نہیں کیے گئے ۔

(۵۸) عن ابن اسحاق قال حدثني من لا احصى ان عليا نشد الناس في الرحبة من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقام قفر قشعرا ثم اقام يسموا خذلك من رسول الله صلى الله عليه وسلم وكتم قوم فما خرجوا من الدنيا حتى عمواد برصوا واصابتهم افة منهم يزيد بن اوديقه وعبدالرحمن بن مدبر راخو حبه ابو موسى وابن الاثير في اسد الغابة ابن اسحاق رحمه الله عليه ناقل ہیں کہ مجھ سے بہت سے آدمیوں نے بیان کیا جنکا میں شمار نہیں کر سکتا کہ جناب امیر علیہ السلام نے رحبہ میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جس سے من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه کی حدیث کو سنا ہو بیان کرے پس چند آدمیوں نے کترے ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ اور ایک گروہ نے اس حدیث کو چسپا یا وہ جب تک کہ اندھے اور مبروص نہ کسی اور بلایا میں مبتلا نہیں ہوئے دنیا سے آخرت کو نہیں سدا رہے چنانچہ یہ ابن دویاد و عبدالرحمن بن مدبر ہی انہیں میں سے تھے ۔

(۵۹) عن عائشة بنت سعد سمعت اباها يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الحجة واخذ بيد علي فخطب ثم قال ايها الناس اني وليكم قالوا صدقت ففرغ يد علي فقال وليي والمودعي عن وان الله موال من والاه ومعاد من عاداه راخو حبه بن جرير وقال الذهبي هلا حديث حسن فخر بن عائشة بنت سعد اپنے والد صاحب سے ناقل ہے کہ میرے والد کہتے تھے کہ میں نے حجہ کے روز جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر آپ نے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اسے لوگوں میں تمہارا ولی ہوں حاضرین نے عرض کیا آپ بجا فرما رہے ہیں حضرت نے جناب امیر کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا یہ میرا

قالتی ہے اصریری جانب سوادا کرنے والے ہے تحقیق خدا دوست رکھنے والا ہے اسکو جو اسکو دوست رکھو اور تیرے
رکھنے والا ہے اسکو جو اسکو دشمن رکھے ۔

(۴۰) قال السہودی وقول بعضهم ان زیادۃ اللہم وال من والہ الی اخرہ موضوعہ و قد
ورد ذلک من طرق صحیح الذہبی سید نور الدین السہودی جوابہ للعقدین میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا منکر
ہے کہ حدیث میں یا الفاظ یعنی اللہم وال من والہ آخر تک موضوع ہیں ۔ یہ قول بالکل مردود ہے یا الفاظ بہت
سے طریقوں سے مروی ہوئے ہیں حافظ ذہبی نے جبکی تصحیح کی ہے ۔

(۶۰) عن ابی الحکم خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بعد ما کتب سنہ لواحد من رفقائہ لحدثنا
ما سمعت اذ نائی و رأت عینای اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی دخل علی ام المؤمنین عائشہ
فقال لها ادعی لی سیدنا لہ رب فیبعثت الی ابی بکر فدعته فجاء حتی کان کراعی العین علم از غیارہ
دعی فخرجہ من عندها حتی دخل علی ام المؤمنین خضت فقال لها ادعی لی سیدنا لہ رب فیبعثت الی عمر
فجاء حتی اذا صار کراعی العین علم ان غیری دعی فخرجہ من عندها حتی اذا دخل علی ام المؤمنین ام سلمہ و قال
ادعی لی سیدنا لہ رب فیبعثت الی علی ثم قال لی یا ابا الحکم ادرح ائتنی بمارۃ من قریشی و ثمانین من العز
و ستین من الموالی و اربعین من اولاد الحبشۃ فلما اجتمع الناس قال ائتنی بحیثۃ من ادیر فأتیتہ
بھا فقام مہم مثل صفا الصلوۃ فقال معاشر المسلمین بالیس اللہ اولی لی من نفسی یا مرفی و یجیب
مالی علی اللہ امرک لا نفی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال است ازل بکم من انفسکم امرکم و انھا کم لیر
لکم علی امرک لا نفی قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کان اللہ وانا مولاء فخذ علی مولاء یا مرفی
ینھا کم ما لکم علیہ امرک نفی اللہم وال من والہ و عادم عاداءہ و انصر من نصرہ و اخذ من خذ
اللہم انت شعیبائی علیہما فی قد بلغت و نضحت راخرجہ سید علی لہدانی فی مودۃ القری
ابو الحکم و خلاصہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے ابو الحکم جبکہ بڑے ہو گئے اپنے ایک رفیق سے کہنے
لگے جو کچھ میرے کانوں نے سنا ہے یا میرے آنکھوں نے دیکھا ہے اس سے میں تجھے خبر دے گا ایک روز جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمانے لگے
کہ سردار کو بلاؤ انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے
انکو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غنیمت کو بلا بھیجا تھا ۔ پھر وہاں سے بآد ہو کر ام المؤمنین حضرت عائشہ
عزیزہ کے گھر میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا عرب کے سردار کو بلاؤ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے انکو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غنیمت کو بلا بھیجا

تھا ہوا ان کو بآدم ہوا کرام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور ان کو فرمایا جو کچھ
 سوار کو بلاؤ انہوں نے جناب علی علیہ السلام کو بلا بھیجا۔ پھر جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد
 کیا اسے ابو الحارث جابو اور ایک سو آدمی قریش کے اور اسی آدمی عرب کے اور ساٹھ آدمی معالی عرب کے اور جابو
 آدمی حبشہ کے بلا لاؤ۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے حضرت نے بکری کی کمال پر ایک عہد نامہ لکھا اور لوگوں کو
 مثل نماز کی صف کے استاد کر کے ارشاد کیا اسے مسلمانوں کے گروہ کیا خدا تعالیٰ مجھے سے اولیٰ نہیں
 ہے کہ مجھ کو حکم دیتا ہے اور ممانعت کرتا ہے خدا پر میرا کسی طرح کا حکم جاری نہیں ہے۔ حاضرین نے عرض
 کیا آپ بجا فرماتے ہیں پھر حضرت نے ارشاد کیا کیا میں تمہاری جان سے تمہارے لیے اولیٰ نہیں ہوں میں تم کو
 امر و نہی کرتا ہوں مجھ پر تم کسی طرح کا حکم جاری نہیں کر سکتے ہو۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ دست
 ہے پھر آپ نے فرمایا جس کیسیکا اللہ تعالیٰ اور میں مولا ہوں پس اسکا یہ علی ہی ہوا ہے پھر یہ امر اور نہی کر
 سکتا ہے تمہیں اس پر کسی طرح کے حکم جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے اسے سیر پروردگار دوست رکھو
 اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر سکی جو اسکی مدد کرے اور
 چوڑے اسے جو اسے چوڑے اسے سیر پروردگار تو گواہ رہے کہ میں نے انکو تیرا پیغام پہنچا دیا ہے
 اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے *

(۶۱) قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ بِنِ عِبَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاشْتَدَّ عَابِدِينَ يَدِي عَلَى الْقُلُوبِ
 قُلْتُ لِمَا بَغَى الْعَدُوَّ عَلَيْنَا حَسْبُنَا رِئَاؤُ نَحْمُ الْوَكِيلَ وَعَلَى أَمَانًا وَأَمَامَ لِسَانًا بِهَاتِي
 التَّنْزِيلَ يَوْمَ قَالَ النَّبِيُّ مِنْ كُنْتُمْ مَوْلَاهُ فَهَذَا مَوْلَاهُ خُطْبَ جَلِيلٍ إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ عَلَى
 الْأَمَةِ خُفْمًا فِيهِ قَالَ وَقِيلَ رَاخُوجَ سَطَبٍ الْجَوْنِي فِي نَدَا كَوَ خَوَاصِ الْأَمَةِ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ
 ابْنِ عِبَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعْنَى جَنَابِ سَيِّدِ الْعَالَمِينَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ
 يَهْ شَعَارِثُ يَهْ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ كَسَمْعِيْنَ
 اودھ ہی ہے اچھا سپردگی کا رکے لیے۔ علی ہمارا امام ہے اور ہمارا سوا سب کا امام ہے۔ اس بات کو
 لیے قرآن نازل ہوا ہے جس میں جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جب کا میں مولا ہوں
 پس اسکا یہ مولا ہے اسی آپ نے ایک بزرگ خطاب فرمایا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے ہتھ
 سلنے اس ارشاد کو فرمایا تانا کہ جو کچھ کہ اس میں گفتگو ہے ختم ہو جاوے *

تجنیہ مولیٰ کا لفظ چند معنوں کے مقام پر استعمال ہوا ہے خیکا ثبوت آیات قرآنیہ اور لغت سے ملتا ہے	
(۱) جار یعنی ہمہ پایہ	(۱) صدیق قال الله تبارك وتعالى لا تغفروا مولی من مولی
(۲) معنی کبسترا - آزاد کنندہ	(۲) شینا ای صدیق من صدیق
(۳) معنی لغتہ النار - آزاد کردہ	(۳) ناصر قال الله تبارك وتعالى بان الله موالی للذین امنوا
(۴) حلیف یعنی ہم عہد	(۴) مالک قال الله تبارك وتعالى ضربا الله مثلا عبدا مملو
(۵) ابن عم یعنی چچا زاد بہائی	(۵) مالک قال الله تبارك وتعالى ضربا الله مثلا عبدا مملو
مہلابو عمننا موالینا	(۶) اولی قال الله تبارك وتعالى فی حق المنافقین
الموالی خستفوا علینا	(۷) اولی قال الله تبارك وتعالى فی حق المنافقین
(۶) محصبہ قال الله تبارك وتعالى فی حق المنافقین	(۸) اولی قال الله تبارك وتعالى فی حق المنافقین
(۷) محاربہ قال الله تبارك وتعالى فی حق المنافقین	(۹) اولی قال الله تبارك وتعالى فی حق المنافقین
الوالدان والاقربون - ای وژنہ	(۱۰) اولی قال الله تبارك وتعالى فی حق المنافقین

اس حدیث میں لفظ مولیٰ کے معنی متعین کرنے میں علما کا اختلاف ہے۔ لیکن۔

(۱) اس حدیث میں مولیٰ کے لفظ سوا بیسے ہمہ پایہ کے معنی مطلق نہیں لیے جا سکتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے ہمہ پایہ نہیں تھے۔

(۲) معنی یعنی آزاد کنندہ کے معنی بھی اس حدیث کو مفہوم خارج ہیں۔ کیونکہ جس وقت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو ارشاد کیا تھا اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منتا کسی غلام کے آزاد کرنے کے متعلق نہیں تھی۔

(۳) معنی یعنی آزاد کردہ کے معنی تو کسی نہج سے مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ جناب امیر علیہ السلام اور آزاد تھے۔

(۴) حلیف یعنی ہم عہد کے معنی بھی کیسے صحیح سے نہیں لیے جا سکتے۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی عہد و پیمان کا ذکر نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی عہد قائم کر رہے تھے کہ حلیف کے معنی مراد ہو سکیں۔

(۵) ابن عم کے معنی تو ہرگز چچا یا بھائی نہیں سکتے۔ کیونکہ کل مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم نہیں تھے۔

(۶) محصبہ کے معنی بھی ہرگز مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے باکل مومنین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ نہیں تھے ۔

(۷) قرآن کے معنی تو لغو اے حدیث مخن ہشتر لا نبیا ولا نذر کسی جو سے چسپان ہو ہی نہیں سکتے
(۸) صدیق کے معنی لینا ہی ٹھیک نہیں ہیں ۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جس کی جناب سرور نبیا صلی اللہ علیہ وسلم
دوست تھے جناب امیر ہی اسکے دوست تو اور اگر اس قننیہ کا عکس کر کے یہ کہا جائے کہ شاید اس
حدیث کے یہ معنی ہوں کہ جو میرا دوست ہو وہ علی کا دوست ہے کیونکہ بعض اخص جناب رسالت مآب صلی
اللہ علیہ وسلم کے دوست تو تھے مگر جناب امیر سے تقارر رکھتے تھے حضرت نے انکی قننیہ کے لیے
ایسا ارشاد کیا ہو ۔ گویا وہی النظر میں یہ معنی سوجھ معلوم ہوتے ہیں ۔ لیکن یہ معنی ہرگز حدیث کو مضموم
میں نہ نہیں ہیں کیونکہ اس حدیث میں مولا کا لفظ مضاف و مرفوع ہوا ہے نہ مضاف الیہ یعنی جسکامیں
مولا ہوں اسکا علی مولا ہے نہ یہ کہ جو میرا مولا ہے وہ علی کا ہی مولا ہے ۔ اس لیے صدیق کے معنی
ہی نہیں لیے جاسکتے ۔

(۹) ناصر کے معنی ہی ٹھیک نہیں بیٹھے ۔ کیونکہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح سے
تابع تھے جس کی نصرت حضرت فرماتے تھے اسکی نصرت جناب امیر علیہ السلام پر واجب تھی ۔ اس کے
اظہار کی کوئی ضرورت نہیں تھی ۔

(۱۰) مالک کے معنی ہی اس حدیث میں مراد نہیں ہیں ۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی قسم کی ملکیت
کا ذکر نہیں ہے ۔

(۱۱) البتہ اس حدیث میں مولا کے لفظ سے معنی اسکا مطاع کے لیے جاسکتے ہیں ۔

(یا)

(۱۲) اولے کے

مولا یعنی اولی کثرت مستعمل ہوا ہے جبکہ شواہد ہم چند تفاسیر اور کتب لغت سے نقل میں درج کرتے ہیں
(۱) ابن حبان تفسیر بحر محیط میں آیت کریمہ قل لیس فینا الا ما کتب اللہ لنا هو مولا نا وعلی اللہ فلینک
المؤمنون کہ ترجمہ میں کہتے ہیں اے ناصر نا و ما قلنا قلنا الجہور وقال الکلی اولی بنا من انفسنا فی
الموت والحدود وقیل ما لکنا وسیدنا فلہذا یتصرف کیف یشاء فیہب الرضاد بما یصلنا من جنتہ
و قال ذلک بان اللہ مولا الذین امنوا وان الکافرین لا مولا لہم فہو مولا نا الذی یتولا نا و
یتولاہم ۔

(۲) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں کہتے ہیں ما و کما لنا رہی مولا کہ وہ پیش المصیر فی لفظ

المولى ههنا اقوال (أحدھا) قال ابن عباس مولىكم اى صيركم و تحقیق ان المولى موضع المولى و هو القريب فالمعنى ان النار هو موضعكم الذى تقربون منه وتصلون اليه (والثاني) قال اكلبي يعنى اولي بكم وهو قول النجاشي والفضاء وابي عبيدة -

(۳۰) امام ثعلبي تفسير كشف البيان من كنهته بين ما واكم النار هي مولىكم اى صاحبكم واولي بكم واصلح بان تكون سكننا لكم

(۳۱) امام ابو الحسن الواسطي تفسير وسط بين كنهته بين ما وكم النار هي مولىكم هي اولي بكم لما اسلفتم من الذنوب المعفو عنها هي التي تلي عليكم لانها قد ملكت امركم فهي بكم من كل شئ (۳۲) امام غزوي تفسير عالم تشترط بين كنهته بين ما وكم النار هي مولاكم - صاحبكم واولي بكم لما اسلفتم من الذنوب

(۳۳) حميري صراح بين نزيل لغت ولي كنهته بين - واما قول لبيد - فقدت كلا الفرجين تحسبانه مولى الخافه خلفها واما مها - فيريد انه اولي موضع ان يكون فيه الخوف

(۳۴) علامه رندي سبوح سلفه كي كي طرح بين كنهته بين - فقدت كلا الفرجين تحسبانه + مولى الخافه خلفها واما مها + الفرج موضع الخافه والفرج ما بين قوائم الدواب فما بين اليدين فرج وما بين الرجلين فرج والجمع فرج وقال ثعلبي ان المولى في هذا البيت معنئى اولي بالشيء - كقولهم الى ما وكم النار هي مولاكم اى هي اولي بكم -

اسکے ماسواقرینہ الستہ اولی بالمؤمنین میں نفس ستم ہی ہی معنی اولی ہی کا یہ بار بار معلوم ہوتا ہے ابجہاس واقعہ پر ایک تاریخی نظر فاکر یہ تلاش کہ جس میں کہ اس حدیث کا ارشاد کیوں کیا تھا اور حضرت کیوں فرمایا تھا اس کی ایسی بات واقعہ ہوئی تھی کہ جسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ارشاد پر برا لگینے کی بات تھی اس پر اسباب واقعات کے معلوم ہونے سے اس حدیث میں جو کچھ کہ لفظ مولى کے معنی مراد ہونگے ظاہر ہو جائیں گے +

یہ واقعہ حجة الوداع کا ہے اس کے بعد حضرت نے حج نہیں کیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت تھی یا تو روضہ بقید حیات رہے ہیں تمام اہل بیت متفق ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے حضرت نے جناب امیر کو ایک لشکر کا سردار بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا تھا ابوہریرہ بن ولید کو بھی دو سکن کر کے ساتھ میں ہی کی طرف بھیجا تھا اور بوقت روانہ کرنے دونوں لشکروں کے حکم دیا تھا کہ اگر دونوں لشکر متفرق رہیں تو ہر ایک صاحب اپنے لشکر کا جدا جدا سر ہو گا۔ اور اگر دونوں لشکر ہمیں جمع ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر چھاب علی ہی ہا میر ہو جائیں

اور خالد بن ولید آپ کے ماتحتی میں کارروائی کریں چنانچہ دونوں لشکر میں بنی زبید پر چلے اور بنی زبید سے لڑائی پیش آئی اور لشکر اسلام ظفریاب ہو گیا اور کفار کا زن و بچہ اسیری میں آگیا ان میں ایک نوٹھی نہایت خوبصورت تھی جناب امیر اسے اپنے تصرف میں لے آئے۔ یہاں بعض لوگوں کو خفا کی گندہ جب وہ دونوں لشکر حضرت کی خدمت میں پہنچے اور حجۃ الوداع میں مشرک ہو گئے۔ چند آدمیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جناب امیر کی شکایت کی کہ جناب امیر نے ایسا کچھ کیا ہے حضرت نے بعض لوگوں کو اس وقت جواب دیا کہ تم علی کے پیچھے نہ چلو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور میرے بعد تمہارا ولی ہے۔ یہاں حضرت حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مقام حجاز میں غدری خم پر پہنچے تو حضرت نے باقی لوگوں کے شکوک رفع کرنے کے لیے خطبہ میں جناب امیر کا اہم تذکرہ کرنا شروع کیا۔ جس کا کہ میں بولا ہوں اس کا علی بولا ہے۔ یعنی تم لوگ جو اس کنیز میں جناب علی کے تصرف کرنے کی نسبت شکایت کرتے ہو وہ تو میری طرح سے مومنوں کے ہر ایک امر میں اولیٰ بالتصرف ہے۔ کتب سیر و حال قناریج و احادیث صحیحہ سے اس واقعہ کی ہشادوت ملتی ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل و امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں ۷

عن عبد اللہ بن بريدة الأسلمي قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى اليمن مع خالد بن الوليد وبعث عليا على جيش اخر وقال ان التقية فاعلى على الناس وان تغدقوا فكلوا احد منكمما عليهما فلقينا بنى زبيد من اهل اليمن وظهر المسلمون على المشركين فقاتلنا المقاتلة وسبينا الذرية فالتقنا رعل وصيفة لنفسه فكتب بذلك خالد بن الوليد الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان انال منه قال فحئت فدفعنا الكتاب اليه وقلت من على فتغير وجه النبي صلى الله عليه وسلم فقلت هذا مكان العائد فبعثني مع الرجل والزمتني بطاعته فبلغت ما ارسلت به فقال رسول الله صلى الله عليه وآله لا تقعن يا بريدة في علي بنى وانا منه وهو وليكم بعدى رانحوه النساءى فى الخصائص) واحمد فى المناقب) عبد الله بن بريدة الأسلمي اپنے والد ماجد بنو قتل میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے ساتھ ہکومین کی طرف روانہ کیا اور دوسرے لشکر جناب امیر کو سردار مقرر کر کے ارسال کیا۔ اور فرمایا اگر دونوں لشکر باہم جمع ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر جناب علی ہی امیر سمجھے جائیں اور اگر متفرق رہیں تو ہر ایک تم میں سے جداگانہ لشکر پر چاہا جائے۔ ہنگامہ ہم لوگ اہل یمن کے قبیلہ بنی زبید پر چلے مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کو مقابلہ کیا اور انکا نڈ بھگڑا کر لیا جناب علی نے ان میں سے ایک کنیز اپنے لیے منتخب کر لی۔ خالد بن ولید کو جناب امیر کا یہ تصرف کرنا ناگوار معلوم ہوا۔ اور حضرت کے حضور میں ایک شکایتی عرضی لکھ کر بھیجی اور مجھے ملکر دیا

میں وہ عرضی امیر حاضر دست ہوا میں نے وہ خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا اور زبان ہی جناب امیر کی شکایت عرض کی حضرت کا چہرہ مبارک غصہ سرخ ہو گیا میں نے یہ دیکھ کر عرض کیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کی مانتی میں روانہ کیا تھا اور اس کی اطاعت مجہ لازم کر دینی تھی جو کچھ کہ اس نے مجھ سے کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا حضرت نے فرمایا اسے بریدہ علی کے پیچھے مت بڑھو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے ۔

علامہ ابن حجر نے بھی کتاب صواعق محرقہ میں اس حدیث کے ارشاد کی یہی وجہ بتائی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں منبث لك كما نقله الحافظ شمس الدين بن محمد الجوزي عن ابن اسحاق ان عليا نكلم فيه بعض من كان معه في اليمن فلما قضى صلى الله عليه وسلم خطبة ثانيا على قدره وردا على من نكلم فيه كبرية كما في البخاري ان كان ينبغي وسبب لك ما صححه الذهبي انه خرج معه اليهم فرأى منه جفقا فنقصه للنبي صلى الله عليه وسلم فجعل تغيا وجهه ويقول يا بريدة الست اوليا لثقتهم من انفسهم قال بلى يا رسول الله قال من كنت مولا ه فعلى مولا يعني اس حدیث کے ارشاد سے اس سبب یہ ہے جبکہ ذکر حافظ شمس الدین بن محمد الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسنی المطالب میں سیر ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگوں نے جو کہ جناب امیر کے ساتھ یمن میں گئے ہوئے تھے واپس آ کر جناب امیر کی شکایت بیان کی حیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو لوگوں کو جناب امیر علیہ السلام کی شان اور منزلت پر مطلع کرنے کے لیے اور جو لوگ کہ شکایت کرتے تھے مثل بربیدہ وغیرہ کے جبکہ ذکر امام بخاری نے بھی کیا ہے کہ بربیدہ رضی اللہ عنہ ابتدا میں جناب امیر سے بغض رکھا کرتے تھے اور لوگوں کے رو کرنے کے لیے آپ نے خطبہ ارشاد کیا ۔ اور بعض کی وجہ یہ تھی جسکی صحت حافظ دہلی نے کی ہے کہ بربیدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ یمن کو گئے تھے ماہ میں باہم کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی اس وجہ سے بربیدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جناب امیر علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے ۔ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا اے بربیدہ کیا میں مومنوں کے لیے اکی جان سے اولی نہیں ہوں بربیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور بے شبہ اویں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ۔

اب بصر بن خوجشم بشارت کہو کہ بلا خطہ کر سکتے ہیں کہ اولی کے سوا اس حدیث میں مولی کے اور کیا معنی ہو سکتے ہیں ۔ بعض محدثین نے اس حدیث کا سبب ارشاد اس طرح پر بیان کیا ہے و قبل کان ۔

سبيلك از اسامة بن زيد قال لعلي است مولاي انما مولائي رسول الله صلى الله عليه وسلم قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلى مولاه رفق له شمس الدين مظفر الخليلي في المقاتيير شرح
 المصابيح) ليكن كما گيا ہے کہ اس ارشاد کا سبب تھا کہ ایک فاضل اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جناب امیر
 علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ میرے سوا لا نہیں ہیں۔ سوا جناب سالتماہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی میرا
 - ولا نہیں ہو جبکہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ نے ارشاد کیا جس کا کہ میں سوا
 ہوں پس اس کا علی ہی سوا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال *
 لیکن یہ سواں زیادہ تر صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد دو دفعہ
 کیا ہو۔ ایک دفعہ اس ارشاد کے ممبر اسامہ بن زید ہوئے ہوں۔ اور دوبارہ بریدہ سلمی رضی اللہ عنہ
 کی وجہ سے حضرت نے یہ ارشاد علی رسول لا شہاد بیان فرمایا ہو۔ بہر حال یہ کہنا کہ جناب امیر حجتہ الملوک
 میں ہر ایک ہی نہیں تھے۔ یا یہ حدیث سوا تر نہیں ہے۔ یا سوا کے معنی متعین کرنے میں چون
 وجہ الزمہ بالکل مضطرب اور جنون ہے جو اکثر قصص کے بڑے جانے سے پیدا ہو جاتا ہے واللہ اعلم بحکم
 اسے بعض میں لفظ اولی بغیر من کے استعمال ہوا ہے۔ ایسی تسویات سوا لوگوں کو فریفتہ کر کے راہ
 حق ہی براہ نہ کرنا چاہیے *

حضرت کا جناب امیر کو غدیر خم کے روز عمامہ باندھنا

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل املني يوم بدر ويوم خيبر بلم
 متعمين هذه العترة والعهدة حاجرة بين المسلمين والمشركين قاله بعلي لما عمم يوم غدیر
 خم لعمامة سدل طرفا على منكبه را حوجه الخطيب البغدادي والدليلي وصاحب كنوز الخصال
 وابوداؤد الطيالسي والمتقى في كنز العمال وابن ابی شيبة وعبد الطبري في الرهاض والسيوط
 وابن الصباغ المائلي جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے
 ارشاد فرمایا کہ رب العزت نے بدایہ وحشیں کے روز ہماری مدد لیے فرشتوں سے کی تھی جو عمامہ پوش تھے
 اور عمامہ سلاخوں میں مشرکوں کے درمیان فرق کرنے والا ہے یہ حدیث حضرت نے مجھے غدیر خم کے
 روز ارشاد فرمائی تھی جبکہ میرے سر پر حضرت نے اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا تھا اور سکا شکر میرے
 سر پر کھڑے کر دیا تھا *

(۳) قال علی بن برهان الدین الشافعی وكان لرسول الله صلى الله عليه وسلم عمامة تسمى السحاب كساهما

علی بن ابیطالب نہ کان ربما طلع علیہ علی فیه قول صلے اللہ علیہ وسلم انا کرم علی فی السحاب یعنی عمامۃ النبی
 وعبادہ بڑوں لدین شافعی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا ایک عمامہ مبارک تھا جس کا نام حضرت کے صحابہ کہا ہوا تھا حضرت نے
 وہ عمامہ جناب امیر کو بندہ ہوا تھا جب کہ یہی جناب امیر اس عمامہ کو بانڈھ رہے ہو حضرت کے حضور میں حاضر ہو تو دوسرے عالم صلعم شاد فرما کر
 کہ دیکھو علی سوائے میں
 جناب امیر کا حضرت کے بعد البیشر ہونا
 تمہارے پاس اس کے سوا کون ہے

(۱) عن عقبۃ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ الا نضاکوی وقد سقط حلقبہ علی عینہ فسالناہ عن علی فرفع حاجبہ فقال ذاک من خیر البشر اخوہ احمد فی المناقب (عقب بن سعد العوفی ناقل یہ کہ ہم جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو گئے انکے ابو و انکی یا مکتوم پر ڈھکے ہوئے تھے ہم نے ان کے جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے بہتر تھے۔)

(۲) عن عطارد قال سألت ام المؤمنین عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن علی فقالت ذاک من خیر البشر ولا یشک فیہ الا کافر (اخر جہا ابو بکر بن مرد ویہ) عطارد رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ میں جناب امیر المؤمنین عائشہ سے امیر کی نسبت پوچھا وہ فرمائی کہ میں وہ تمام خلقت سے بہترین سوا کافر کے اس میں کوئی شخص شک نہیں لاسکتا۔)

(۳) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فدا کفر (اخر جہا ابو بکر بن مرد ویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی تمام لوگوں سے بہتر ہیں جس نے کہ انکار کیا وہ کافر ہوا۔

(۴) عن حدیث یفہ رضی اللہ عنہ فقد سئل منہ عن علی فقال خیر هذه الامۃ بعد نبیہا علی ولا یشک فیہ الامنافق (اخرجه بن حمد وید) خدیجہ رضی اللہ عنہ سے جناب امیر کی نسبت پوچھا گیا وہ کہتے
 لگے علی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کے سب لوگوں سے بہتر تھے منافق کے سوا کوئی دشمن
 شک نہیں لاسکتا۔

(۵) عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ انت خیر امتی فی الدنیا والاخرۃ راجع
ابو بکر بن محمد وید) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابی رافع
سے ارشاد فرماتے تھے کہ تم دنیا و آخرت میں میری تمام امت سے بہتر ہو۔

۷۰ عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب خیر من
اخلاص عبدک را خرچہ ماہر دینا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ ان سب لوگوں سے جہنم میں اپنے پیچھے چوڑے جاتا ہوں علی علیہ السلام

سب سے بہترین *

(۷) عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله على خير البشر من ابى فقد كفر واخوجه الرازى فى الاربعين اعبد الله بن مسعود عنى العنه سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والتشا نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی سب لوگوں سے بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔

(۸) عن ہدیہ رضی اللہ عنہما النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ ان زوجک خیر امتی اقلہم سلا واکثرہم حلما (اخرجہ بن مردویہ) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ یہ تحقیق تیرا خاوند میری سب امت کے لوگوں سے بہتر ہے صلح یزید ہائے مقدم اور علم میں سب سے زیادہ ہے *

(۹) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصی فمن وصیک فنکت عنہ فلما کان الغدا قال یا سلمان فاسرعت الیہ وقلت لبیک قال هل تعلم من وصی ہوسی قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت لانه اعلمہم قال فان وصی ہوسی مخرج سری وخیر من اترك بعدک ینجز عدتی ویفتی دینی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ ذکر کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا چلا آیا ہے حضور کا وصی کون ہے حضرت خاتونؑ ہے حبیب و سرار و زہا حضرت نے مجھے دیکھ کر پکارا امین وعدہ ما ہوا خدمت اقدس میں گیا حضرت فرمانے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ ہوسی علیہ السلام کا وصی کون تھا مینے عرض کیا یوشع بن نون تھے فرمایا کیوں مینے کہا اس لیے کہ انکی تمام امت کے وہ زیادہ علم والے تھے پس حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ میرا وصی اور میرے ہمیدوں کا خزانہ اور ان سب کے جنگو میں اپنے پیچھے چوڑے جا ہا ہوں بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کو ادا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے *

(۱۰) عن ابی الیاس الانصاری قال دخلت علی ام المؤمنین عائشۃ فقالت من قتل الخاریجۃ قال قلت قتلتہم علی قالت ما ینعی الذی فی نفسی علی ان اقول الحق سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یقتلہم خیامتہ من بعدک وسمعتہ یقول الحق مر علی وعلی مر الحق راخوجہ ابو بکر بن مردویہ) ابی الیاس الانصاری ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ فرمانے لگیں خاریجیوں کو کس نے قتل کیا ہے مینے عرض کیا امیر علیہ السلام نے فرمانے لگیں مجھے علی کے حق میں سیم کہنے سے کون روک سکتا ہے مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے فرماتے ہوئے کُناہی کہ میری سب سے بہتر شخص کو قتل کرے گا اور میں نے یہ فرماتے ہوئے ہی کُناہی کہ علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے +

(۱۱) عن المسروق قال دخلت على ام المؤمنين عائشة فقالت لي من قتل الخوارج فقلت قتلهم علي قال انك قال فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هم شر الخلق يقتلهم خير الخلق واعظمهم عند الله تعالى يوم القيامة وسيلة راحه ابوبكر بن مردويه: مسروق بن نقل ہے کہ میں جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ مجھے پوچھنے لگیں کہ خراج کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا امیر علی السلام نے وہ خاموش ہو گئیں اور پھر فرماتے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ بدترین مخلوق ہیں انکو بہترین مخلوق قتل کریگا۔ اور انکا قتل قیامت کو روز خدا کے نزدیک بڑا باری وسیلہ ہوگا +

(۱۲) عن المسروق قال قلت لأم المؤمنين عائشة رضي الله عنها يا مسروق انك من اكره بني علي واجهم الي فعل عندك علم من الخوارج قال قلت نعم قتله علي رضي الله عنه قال لا سفله تامر واهله النهروان بين اخافيق وطر فا قال فقالت اتقي معك من يشهد قال فأتينا سبعين رجلا فشهدوا عندنا ان عليا قتله علي فهدى قال لا سفله تامر واهله النهروان ان بين اخافيق وطرنا قالت قاتل الله عمرو ابن العاص فانه كتب لي انه قتلهم علي بن ابي طالب مصر قال قلت يا ام الخير بنی ای شئ سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فيهم قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هم شر الخلق والخلق يقتلهم خير الخلق واقرهم عند الله وسيلة يوم القيامة راحه بن مردويه: مسروق کُناہی کہ مجھ کو جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے مسروق تو سب بیٹوں سے مجھے زیادہ عزیز اور پیارا ہے تجھے مخدج (پسے بنتے) کی کچھ خبر ہے میں نے کہا ہاں مجھے خبر ہے کہ جناب امیر نے اسکو ایک نہر پیارا ہے جسکے نیچے کے ساحل کو تامر اور اوپر کے ساحل کو نہروان کہتے ہیں اور وہ اخافیق اور طرف کے درمیان واقع ہے۔ مجھ کو جناب ام المؤمنین فرماتے لگیں کسی آدمی کو میرے پاس بلا لا کہ وہ میری شہادت دے سکے میں ستر آدمی انکے پاس لے گیا اور انہوں نے ام المؤمنین کے پاس شہادت ادا کی کہ بے شک جناب امیر علی السلام نے اسکو ایک نہر کے کنارے پر قتل کیا ہے کہ اسکی نیچی طرف کو تامر اور اوپر کی طرف کو نہروان کہتے ہیں اور وہ مقام اخافیق اور طرف کے مابین واقع ہے۔ ام المؤمنین فرماتے لگیں خدا عز و جل العاص کو قتل کرے جس نے مجھے لکھا تھا کہ میں نے اسکو رد خیال کے کنارے قتل کیا ہے مسروق کُناہی کہ میں نے ام المؤمنین سے عرض کیا ہے اور وہ بیان مجھے اسکی حقیقت حال و خبر دے کہ سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اس امر میں کیا سنا ہے فرمائیے کہ میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ
بہترین مخلوق ہیں اور انکو بہترین مخلوق قتل کر دینا اور انکا قتل کرنا قیامت کے روزانہ عروج کے نزدیک ایک
ثواب باری و سدید ہوگا *

(۱۳) عن ابن عباس قال لما نزلت ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية قال رسول
الله صلی اللہ علیہ وسلم لعلی هوانت راخو جہ الدیلی (ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حبیب
آیت کہ رب شک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ تمام خلقت کے بہترین نازل ہوئے جناب
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے فرمایا یا علیؑ وہ تم ہو *

عن ابن جبر قال قلت لعلی بن الحسین علیہ السلام یا سیدی ان ابی حدث عن ابی حمیفة وھب الخیر
ان ابناک سعد المنان وقال خیرھذا الامة بعد نبیہا ابوبکر و عمر فقال این نذھب بک یا حکیم
حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ بن المومن
یھضم نفسہ راخو جہ الخطیبے تاریخہ (ابن جبر کہتا ہے کہ میں نے جناب علیؑ بن الحسینؑ سے عرض کیا یا سیدی
میرا باپ ابو حمیفة وہب بن الخیر سے روایت کرتا تھا کہ حضور کے جد امجد یعنی جناب امیر علیہ السلام منبر پر چڑھ کر فرمایا تھا
کہ اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر اور عمرؓ ہیں جناب امامؑ نے فرمایا اسے حکیم
تھے کہ ان لیجان میں مجھ سے سعید بن المسیبؓ بیان کیا ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا یا علیؑ تو مجھ سے بہتر ہارون
کے بے ہوشے سے شک ہوں اپنی کفری کیا کرتا ہے *

جناب امیر کا اور حضرت کا گوشت اور خون ایک ہونا

(۱۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ام سلمة ان علیا
لنجد لحمی ودمہ دمی وھو منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے کہ او
ام سلمہ تحقیق علیؑ کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے اور مجھ سے بہتر ہارونؓ ہے موسیٰؓ سے
بہتر میرے بعد نبوت نہیں *

وہ جن علیؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمة ان علیا
لنجد لحمی ودمہ دمی راخو جہ الخواند می (جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس روز میں نے
خیر کو فتح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ تو میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے

کہو لہذا جناب امیر علیہ السلام اندر تشریف لے گئے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ تم پہچانتی ہو یہ کون ہے ام سلمہ نے عرض کیا یہ علی بن ابیطالب ہیں حضرت نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور میری ملک کا مخزن ہے اے ام سلمہ سن رکھو اور گواہی دیجیو یہ میرے پیچھے ناکثین اور فاسطین اور مارقین سے جنگ کرنی والا ہے میرے دشمنوں کو توڑنی والا ہے اگر کوئی بندہ ایک ہزار برس رکن و مقام سے درمیان خدا کی عبادت کرے اور خدا کے سامنے انکا اور میری عزت کا بغض لیکر جائے خدا اسکو قیامت کے روز جہنم میں فرما دے اگر ایسا نہ ہو

جناب امیر کاراز دار حضرت ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله علي بن ابي طالب صاحب سري (راخو جبال ديلي) سلمان فارسي مثنیٰ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی بن ابی طالب میرا رازدار ہے۔

(۲) عن ام المؤمنين ام سلمة رضي الله عنها وكانت الطفت نسما النبي صلى الله عليه وسلم واشتد لهبا وكثر طلع قد رباها وكان لا يصلح صلق الا سب عليا فقالت يا ابت ما حملك على ان تسب عليا قال لا تقتل عثمان وشرك في دمها قالت اما انك لمو لاى وريبتى وانت عندك بمنزلة والداك ما حدثتك بسر رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن اجلس حتى احدثك عن علي وما رأيته اقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يومى وانما كان نصيبى في تسعة ايام يوم واحد فدخل النبي صلى الله عليه وسلم وهو مخمل اصابعه في اصابع علي فقال يا ام سلمة اخرجي من البيت واخلية لنا فخرجت واقبلتني لحيان فاسمع الكلام ولا ادري ما يقولان حتى اذا قلت قد انتصفت النهار واقبلت فقلت السلام عليك يا رسول الله فقال لا تليجي وارجعي مكانك ثم تناجيا طويلا حتى قام الظهر فقلت قد ذهب يومى وشغله علي فاقبلت مثنى ووقفت على الباب فقلت السلام عليكما لجر فقال لا تليجي فخرجت وجلست مكانى حتى اذا قلت قد زالت الشمس الا ان يخرج الى الصلوة فذهب يومى ولم ارقط ا طول منه اقبلت امثلى حتى وقفت على الباب فقلت السلام عليكما لجر فقال نعم فدخلت وعلى واخضع يدى عليه ركبتيه قد ادنا فاه اذن النبي صلى الله عليه وسلم وفما النبي صلى الله عليه وسلم على اذن على بيتا يران وعلى يقول اقام مثنى واقبل والنبي صلى الله عليه وسلم يقول نعم فدخلت وعلى مثنى وجهى حتى دخلت وخرج

فَاخَذَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقْتَدَنِي فِي حَجَرٍ فَالْتَزَمَنِي وَاصْنَابَنِي مَا يَصِيبُ الْمَحْجِلَ مِنْ أَهْلِ مَنْ لَطَفَ وَ
 الْاِعْتَدَلُ ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُلَوِّمِينِي فَاذْهَبِي إِلَى إِيَّانِي مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يَا مَرْزَاوِسِي بِهِ عَلَيَا مِنْ عَيْدِكَ وَكَتَبَ
 بَيْنَ خَيْمِلٍ وَعَلَى وَجْهِهِ عَنْ يَمِينِي وَعَلَى عَنْ شِمَالِي فَأَمَرْتُ جَبْرِيلَ أَنْ أَمْرَ عَلِيًّا بِمَا هُوَ كَائِنْ مِنْ بَعْدِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
 فَأَعْذَرَنِي وَلَا تُلَوِّمِينِي يَا اللَّهُ اخْتَلَوْكُلْ أُمَّتِي نَبِيًّا وَلِكُلِّ نَبِيٍّ صِبَاً وَإِنَّا بِنِي هَذِهِ الْاِمَّةِ وَحَلِّ عَصِيٍّ فِي عَرْقِي أَحَدٍ
 سِيتِي وَاسْقٍ مِنْ بَعْدِكَ فَهَذَا مَا شَهِدْتُ مِنْ عَلَى الْاَنِّ يَا ابْنَاءَ فَصِيهِ اَوْفَدِهِمْ فَأَقْبِلُوا بِوَهَابٍ يَأْتِيهِ الْمَلِيْلُ وَ
 الْهَارِ وَاللَّهُ خَفِي مَا جَعَلْتُ مِنْ أَمْرِ عَلَى فَانْ وَلِيٍّ لِي عَلَى وَعَدِي عَلَى قَتَابِ الْمَوْلَى قَوِيَّةً نَدَى
 وَاقْبِلْ فَمَا بَقِيَ مِنْ دَهْرٍ بَدَّ حَوَالَهُ مَعَا أَنْ يَغْفِرَ لِمَنْ أَخْرَجَهُ الْخَوَازِمِيُّ (جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ازواج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ محبت رکھتی تھیں وہ سب
 کرتی ہیں کہ انکا ایک غلام تھا جس نے انکی پرورش کی ہوئی تھی۔ وہ ہر زمانہ کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو برا کہا
 کرتا تھا جناب ام سلمہ ایک روز اس سے فرمائیے کہ میں اسے ابا۔ تو علی کو کیوں کو سا کرتا ہے اس نے جواب دیا کہ علیؑ
 نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کی ہے۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا۔ اگر تو میرا مولا اور بچا ہے والد
 کے نہ ہوتا تو میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز سے کبھی خبردار نہ کرتی۔ لیکن اب بشیرہ جابین تجھے
 حضرت کو ہبید سے واقف کرتی ہوں جسکو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میری نوبت کہ حضرت
 میرے گھر میں علی کو ہمراہ لے ہوئے تشریف لائے علی کے پنجہ میں ٹپچہ ڈانے ہوئے تھے اور نوین دن میری
 نوبت آتی تھی جب گھر میں داخل ہوئے مجھ سے برا شکو کیا اور ام سلمہ تم کو تڑی خالی کر کے باہر علی جاؤ میں باہر
 ہو گئی اور دونوں صاحب سرگوشی کرتے ہوئے داخل ہوئے مجھے انکی آواز سنائی دیتی تھی لیکن پنجہ میں نہیں آتا
 تھا کہ باہم کیا باتیں کر رہے تھے یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی سینے پر بکر اسلام علیکم کے بعد عرض کیا مجھے داخل
 ہو نیکی اجازت ہو حضرت سے فرمایا اندر آئیو اور اپنی جگہ بیٹھی دوپہر حضرت ان سے دریں تک سرگوشی کرتے رہے
 یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا سینے اپنے دل میں خیال کیا کہ میرا آج کا دن یونہی جاتا رہا۔ علی علیہ السلام نے حضرت
 کو باتوں میں لگا رکھا ہے۔ میں نے بکر اور دروازہ پر جا کر سلام علیک کہا اور اندر داخل ہو نیکی اجازت طلب کی
 حضرت نے فرمایا اندر آئیو میں پرست کر اپنے مقام پر بیٹھی۔ جب مغرب کا وقت ہوا ادا قاتب بٹو بٹو لگا ہوا
 لٹا پنے دل میں کہا کہ اب حضرت نماز کیجیے باہر تشریف لیجا میں گئے اور میرا دن یونہی نکل جائیگا سینے اس دن کے
 زیادہ طو لاتی کوئی دن نہیں دیکھا تھا سینے پر بکر سلام کیا اور داخل ہو نیکی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا بہت
 اچھا اور میں مجھ رہی گئی جناب علی کو دیکھا کہ حضرت کے زانو پر تانہ رکھے ہوئے اور حضرت کے کان کے ساتھ سوتلہ
 لگائے ہوئے تھیں کہ یہی میں اور حضرت کا سوتلہ حضرت علیؑ کے کان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اور علیؑ کہہ رہے ہیں

میں سے علی سے کرونگا جیسا کہ میں اندر گئی تو جناب علیؑ ہند پیر کر باہر شریف لیگئے حضرت نے مجھ اپنے پہلو میں بٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور جو کچھ مرد اپنی ہالہ سے کرتا ہے کیا۔ اور نہایت مہربانی سے فرمایا اے ام سلمہ تم ہنر نشتر نکر و پودہ گار کی طرح سے حیر مل آ یا ہوتا اور یہ حکم لایا تا کہ میں علی کو اپنے پیچھے وصیت کر جاؤں میں علی اور حیر مل کے درمیان اس طرح تھا حیر مل میری دہڑی جانب اور علی میری بائیں جانب کو تنے جو کچھ کہ مجھے حیر مل کہتے تھے میں علی کو دے دیتا تھا کہ میرے بعد میں قیامت کے روز تک ہونیوالے ہیں آگاہ کر رہا تھا۔ یا ام سلمہ تم مجھے سفوف کو وضائے ہر ایک کیلئے لیے ایک بنی مقرر کیا ہے اور ہر ایک بنی کے لیے ایک دھڑی ہونا چاہیے آگاہ کیا ہے ہیں میری عزت اور میرا طبیعت کو میری است میں علی میرا دھڑی ہے +

ایک اور بیان یہ ہے کہ علیؑ کا ہے جس کی میں ہر وقت شہادت دیتی ہوں۔ اب تم اس پر خواہ سب کرو خواہ چھ روز۔ اس روز اس نے سب کو جوڑ دیا اور جناب ابھی میں شب روز دعا کرنے لگا کہ الہی مجھے معاف فرما۔ جو کچھ غلطی کے حق میں مینے جہالت سے کیا ہے۔ خداوند اعلیٰ کا دوست میرا دوست ہو اور علیؑ کا دشمن میرا دشمن ہو۔ پس اس غلام نے خدا کی جناب میں ہر غصہ و توبہ کی اور اپنی باقی زندگی میں استغفار کرتا رہا +

(۳) عن جابر بن عبد اللہ قال دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الطائف فانتجا۔ فقال الناس لقد طال نجران مع ابن عمہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انتجیتہ ولكن الله انتجا۔ راجعہ الترمذی والنسائی والبیہقی فی الکبیر) قال الترمذی معناه الله اخرجنا من النجیہ و انتجی معہ جابر بنی اسے عنہ کہتے ہیں کہ طائف کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو سرگوشی کے لیے بلایا لوگ کہنے لگے حضرت کی سرگوشی اپنے ابن عم سے بہت بڑھ گئی ہے حضرت نے فرمایا مینے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے +

(۴) عن انس قال دعا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الطائف فانتجا طویلاً فقال الناس لقد طال نجران مع ابن عمہ قال فذکر من حسد علیاً فقد حسد فی ذہن مسک قد کفر بالخیر جابر بن عمرو بن انیس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے روز جناب علیؑ کو بلا کر در تک سرگوشی فرمائی لوگ کہنے لگے آپ کی ابن عم سے گہری سرگوشی ہو رہی ہے جیسا کہ چار حضرت تک پہنچا فرمایا حسنؑ علیؑ سے حسد کیا مجھے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔

جناب امیرؑ کا حضرت کے ساتھ اقرب ہونا

(۱) عن المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا قالت قال والدی جئت بہ مکان علی اقرب الناس علی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد غلغلة يقول جبار علی حرار و
 الطسکان بعتہ لحاجة فقام بعد غلغلة ازاله حاجة فخرجنا من البيت ففقدنا عند الباب فکنت من
 ادناهم الى الباب فاکتب علی علی بنجل یسارہ وینالجبہ ثم قبض من یومہ ذلک صلی اللہ علیہ وسلم فکان من اقرب
 الناس بہ عهد (راخرجه احمد) ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قسم ہے اس فطانت کی جسکی
 تم کہانی جاتی ہے کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رسیکے قریب العہد میں جناب ام سلمہ فرما
 ہیں کہ ہم حضرت کی بیسیان حضرت کی عیاد کے یہ جابا کرتی تھیں حضرت نے کئی بار مرابا علی آئے میں حضرت
 کا خیال تھا کہ حضرت نے انکو کسی ضرورت کے لئے کہیں بھیجا ہوا تھا اور اب وہ آگئے ہیں ہننے خیال کیا کہ حضرت
 کو ان سے کوئی ضروری بات فرماتا ہے ہم حجرے سے نکلا کر بابہ بیٹھ گئیں میں ان سب میں سے دوروازہ کے قریب
 تھی پس علی حضرت پر جب کئے اور سرگوشی کرنے لگے پھر حضرت اسی روز رحلت فرما گئے پس وہ سب لوگوں
 سے حضرت کے ساتھ قریب العہد تھے *

(۲) عن ابی الطفیل قال کنت علی الباب یوم الشوک فارفعت الاصوات فسمعت علیا یقول یا یاع الناس
 لا بی بکروانا واللہ اولی بالامونہ واحق بہ فسمعت واطعت فخافہ ازیر جم الناس کفارا وفیکم
 احد کان اخر عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحین وضعہ فی حفرة غیرہ (راخرجه العقيلي) ابو الطفیل
 رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں شوک کے روز دروازہ پر تھا پس لوگوں میں شور برپا ہوا میں نے جناب علی علیہ السلام
 کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کی حالانکہ واللہ امر خلافت میں میں ان سے اولی اور احق تھا
 پس میں نے سنا اور تسلیم کیا کہ مباد لوگ کا فرہو جائیں کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو جبکہ بعد جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہو جس وقت کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں رکھا ہو سو امیر

حضرت کا جناب امیر کو وفات کے وقت اپنی ردائیں لینا

(۱) عن ام المؤمنین عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الموت قال
 ادعوا لی جیبی فدعوت له ابابکر فظلم الیہ ثم وضع رأسہ فقال ادعوا لی جیبی فدعوت له عمر
 فظلم الیہ ثم وضع رأسہ فقال ادعوا لی جیبی فقلت ویکما ادعوا الی علی بن ابی طالب فواللہ ما یجوز
 غیر فلما دارا اخرجه الثوب للذی کان علیہ ثم ادخلہ فیہ فلم یزل لیخصنہ حتی قبض وین علیہ النحر
 الدار قطنی والرازی جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آگیا فرمایا میرے جیب کو بلاؤ میں نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

بلا ہیجا حبیب آئے تو حضرت نے سر اٹھا کر اٹھو دیکھا اور تکیہ پر کھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ سینے کو گول
رضی اللہ عنہ کو بلا ہیجا آپ نے سر اٹھا کر اٹھو ہی دیکھا اور تکیہ پر کھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ سینے کو گول
لو کھدیا افسوس ہو تیر جناب علی کو بلاؤ حضرت انکے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرماتے جب حضرت نے ان کو
دیکھا تو وہ کچھ جواب اڑ رہے ہوتے آپ نے اٹھا دیا اور علی کو اس میں لے لیا۔ اور علی حضرت کے بنگلہ پر
جب تک کہ حضرت کا انتقال ہو گیا۔

(۲) عن ابن عباس رضى الله عنه قال لما قتل لعائش وعنده عائشة وحفصة ورضى الله عنهما
اذ دخل على فلما راه رفع رأسه ثم قال ادن مني فاستند اليه فلم يزل عندا حتى توفي صلى الله عليه وسلم
راخو جبال الطبراني في المعجم الكبير) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری
سے صاحب فراش ہو گئے حضرت مجھے پاس لائے اور حضور رضی اللہ عنہما بیٹھی ہوئی تھیں کہ ناگاہ جناب امیر
تشریف لائے حضرت نے انہیں دیکھ کر اپنا سر اٹھ کر بالین سے اٹھایا اور فرمایا میرے قریب آؤ اور آپ انکے
سینے سے تکیہ لگا کر رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے ۔

جناب امیر کا حضرت کو غسل دینا

(۱) عن علي قال اوصاني رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يغسله خيري فانه لا يرى احد عورتي
الا طست عينا ر اخبرني محمد بن ادهم في ما ثبت بالسنن جناب امير علي السلام سرور وایت ہو
کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تیرے سوا کوئی مجھے غسل نہ دے ورنہ اسکی تکمیل
باقی رہیں گی ۔

(۲) عن جعفر بن محمد قال كان الماء يجتمع في جفون النبي صلى الله عليه وسلم وكان علي يشربه رما
ثبت بالسنن جعفر بن محمد علی علیہ السلام سرور وایت ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں میں
غسل کا پانی جمع ہو گیا جناب علی نے اسکو پی لیا ۔

(۳) سئل عن علي عن سبب فمه وخطه قال لما غسلت النبي صلى الله عليه وسلم اجتمع الماء في جفونه
فرمته بلساني فاخذته فادري فوق حفظي عنه (ما ثبت بالسنن جناب امير علي السلام سے انکے فم اور
حافظہ کا سبب پوچھا گیا فرمایا جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تو آپ کے پلکوں میں پانی
اکٹھا ہو گیا سینے سے چوس لیا اس باعث سے سینے اپنے آپ میں اب حافظہ کی قوت کو زیادہ پامان ہون
(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعلی اذ به خصال ليست لاحد غير هو اذ لم يزل

صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وہوالذی کان لواءہ معنی کل زحمت وہوالذی صبر معہ یوم فرعتہ غیریہ وہوالذی غسلہ وادخلہ قبرہ (اخر حجة احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام میں چار خصلتیں ایسی موجود ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے میں نہیں اور وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ وہ شخص ہیں کہ ہر سرکہ میں حضرت کا علم انکے ہاتھ میں رہا چلا اور وہ ہیں کہ جس روز سب لوگ حوض شریف کے پاس سو ہباگ گئے تو وہ جنگ میں حضرت کے پاس مصائب پر صبر کیے رہے اور وہ وہ ہیں کہ جس نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں رکھا ۔

(۵) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تفصل جنتی و تو دی دینی و تواریخی فی حفرتی و تقی بذر نبی و انت حمالوائی فی الدنیا و الاخرۃ (اخرجہ الدالی) ابو سعید رضی اللہ عنہ سترت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم مجھے غسل دو گے اور میرے فرض کو ادا کرو گے اور میرے قبر میں رکھو گے اور جو کچھ میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب علم ہو

حضرت کا جناب ایئر پور قیامت کے روز بھیج کرنا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی خمس ما هو
 الی من الدنیا وما فیہا۔ اما واحدة فوفی کائناتین یکما اللہ عز وجل حق افترغ من الحسب واما ثانیة فلول
 الحمد بیلہ والحم ومن ولاہ تحتہ واما الثالثة فواقف علی عقر حوضی یبقی من عرف من امتی۔ فاما
 الرابعة فساتر عورتی ومسلمی الی ربی عز وجل۔ واما الخامسة فلست اخشے ان یرجع زانیاء بعد
 احصاء ولا کافر ابدا یمان (اخرجه احمد) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ دنیا وما فیہا سے مجھے پیاری ہیں اول
 خدا کے سامنے جب میں حساب نبی کے لیے کھڑا ہوں گا۔ تو وہ میرا بکلیہ ہونگے جتنا کہ میں جنگ فارغ ہو جاؤں دوم
 لو ارا الحمد انکے ہاتھ میں ہو گا ادم علیہ السلام اور انکی سب اولاد اسی علم کے نیچے ہو گی سوم وہ میرے حوض کے
 کنارے کھڑے ہونگے اور جب کو میری ہمت سے شناخت کر نیکی اسے بلائیں گے۔ چارم وہ مجھے کفر پہنا کر
 مجھے میرے رب کے سپرد کرنے والے ہیں۔ پنجم مجھے اس کا خوف نہیں کہ وہ باپ یا ہو نیکی بعد پیرزنا کی طرف رجوع
 کریں یا مسلم ہو نیکی بعد پیر کافر ہو جائیں۔

٢٠ عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعترف الله يوم القيامة منكيا على بن ابي طالب واخرجه نجل الدين فخر الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين السيلافي المزيدي في مناقب الاصفهاني

ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ مجھ کو اٹھائے گا اور ان
عالمیکہ میں علی بن ابیطالب پر تکیہ کیے ہوئے ہوں گا۔

القرآن مع علی

(۱) عن ام سلمة رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول علي مع القرآن والقرآن
مع علي لا ينفركان حتى يردا علي الحوض راخرجه الطبراني وابن مردويه والديلمي (ام المؤمنين)
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن
کے ساتھ ہو اور قرآن علی کے ساتھ اور دونوں جہانوں میں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد ہوں۔

(۲) عن شهر بن حوشبكت عند ام سلمة فسلم رجل فقيل من انت قال انا ابو ثابت مولى ابى ذر
رجبا باب ثابت ادخل فدخل فرجبت به وقالت ابن طار قلبك حين طارت العلوج طارها قال
مع علي قالت اصب والذى نفسي ام سلمة بيده سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول علي مع
القرآن والقرآن مع علي لا ينفركا حتى يردا علي الحوض ولقد بعثت ابني عمرو بن ابي عبد الله
ابن اسية وامرتهما ان يقاتلا مع علي من قاتله از رسول الله صلى الله عليه وسلم امرنا ان نفر في
جبالنا وفي بيوتنا لخروج حتى اقف في صف علي راخرجه ابن مردويه شهر بن حوشب موقوف ہے
کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے اگر سلام کیا پوچھا گیا تم
کون ہو اس نے جواب دیا میں ابو ذر رضی اللہ عنہ کا غلام ابو ثابت ہوں جناب ام سلمہ نے اسے مجھ پر مار کر داخل
ہوئی کی اجازت دی اور اچھی طرح سے بیٹھا یا اور ارشاد کیا اے ابو ثابت جبکہ لوگوں کے دل اپنی اپنی
ہواؤں میں پھولا کر رہے تھے تیرا دل کس کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ اس نے عرض کیا جناب امیر کے ساتھ
میرا دل اڑ رہا تھا حضرت ام المؤمنین نے فرمایا تو صواب پا گیا۔ اس فرات کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت میں ام
سلمہ کی جان ہے میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ
ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے
میں نے اپنے بیٹے عمر اور اپنے بھتیجے عبد اللہ بن اسیہ کو حکم دیا تھا کہ جناب امیر کے ساتھ ہو کر انکے رشتے
والوں سے لڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم ستورات کو پردوں میں اور گروہ میں بیٹھنے کے
لیے حکم دیا ہوا ہے ورنہ میں خود نکھر کر علی کی صف میں جا کر بیٹھتا ہوں۔

(۳) عن ام سلمة رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم في عرضة الله بعض فيه

يقول وقد امتلأت الحجرة من اصحابه ايها الناس يوشك ان اقبض قبضاً سريعاً فينطلق وقد حدث
 اليكم القول معدة اليكم الا ان خلفت فيكم الثقلين كتاب الله عز وجل وعترتي اهل بيتي ثم اخذ
 علي خنجرها فقال هذا مع القرآن والقرآن مع ذلك لا يفترقان حتى يردا على الكوفين فاستلها ما
 خلفتم فيها راخرجه بن عقدة (ام المؤمنين ام سلمة رضي الله عنها) روايت يركه جناب محبوب باعلين
 صلى الله عليه وسلم اپنی مرض الموت میں ارشاد فرماتے تھے اور صحابہ کرام سے حجرہ مبارک ہوا تھا اسے لوگوں
 خیال کیا جاتا ہے کہ عنقریب میں اس دار فانی سے رحلت کر جاؤں میں پہلے تکو کہ چکا ہوں کہ میں دو
 بہاری چیزیں تم لوگوں میں چھوڑے جا رہا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت اہل بیت پر علی کا ہاتھ
 نیکر کر بلند کیا اور فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے قرآن اس کے ساتھ ہو جیتا کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔ یہ
 ہرگز ایک دوسرے جدا نہیں ہونگے میں ان دونوں سے پوچھوں گا کہ تم نے ان کے ساتھ میرے بعد کیا
 سلوک کیا ہے *

الحق مع علی

(۱) عن ابی سعید ار النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی راخرجه ابو یعلی والضیاء ابو سعید
 امہ عنہ سے روایت یوں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق علی کے ساتھ ہے *

(۲) عن عبد الرحمن بن سعید قال کنا جلوساً عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نفر من المهاجرین ورجل
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحق مع ذرا راخرجه بن مردویہ عبد الرحمن بن ابی سعید سے روایت
 ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند مهاجرین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا
 جناب امیر گزرے حضرت نے فرمایا حق اس کے ساتھ ہے *

(۳) عن ابی ذر الغفاری عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان علیاً
 مع الحق والحق معہ لن یزولا حتی یردا علی الکوفین راخرجه بن مردویہ ابو ذر غفاری جناب ام سلمہ
 سے روایت کرتے ہیں کہ فرمائی تھیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ
 تحقیق علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے اور دونوں میں زائل ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ
 ہوں (۴) عن ام شیمہ قالت کان علی علی الحق من اتبعنا تبع الحق ومن ترکہ ترک الحق عہداً معہ ودا قبل
 یومہ هذا راخرجه بن مردویہ جناب ام سلمہ سے منقول ہے کہ فرمائی تھیں جناب امیر حق پر تھے جس نے کہ انکی
 پیروی کی اس نے حق کا اتباع کیا اور جس نے انکو چھوڑا حق کو چھوڑا یہ آج کے دن سے پہلے خدا پر چکا ہے

(۵) عن ام المؤمنين عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی یزدا، حدیث ما زال اخوہ بن مردویہ (جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق علی کے ساتھ ہے پھر ہر جان علی پر ہے

(۶) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان الحق معک وعلى لسانک وفي قلبک وبن عیینہ (اخراجہ لخواجہ ابی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی حق تیرے ساتھ ہے اور تیری زبان پر حق ہے اور تیرے دل میں ہے اور تیری دو آنکھوں پر (۷) عن ابی موسیٰ الاشعر قال ما شهدنا ان الحق مع علی ولكن ما لئنا الدنيا الى اهلها ولقد سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم يقول له یا علی انت مع الحق وانی معک (اخراجہ بن مردویہ) ابو موسیٰ الاشعری کہتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حق علی کے ساتھ ہے لیکن دنیا اپنے لوگوں کی طرف بہر گئی ہے شک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یا علی تو حق کے ساتھ ہے اور حق میرے بعد تیرے ساتھ ہے۔

(۸) عن ابن حبان التیمی عزابیہ ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رحم اللہ علیا اللهم ادر الحق حیث دار (اخراجہ بن مردویہ) ابن حبان التیمی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ رحم کرے علی پر اسے سیر پروردگار حق کو پیروں سے جان علی پر ہے۔

(۹) عن ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لما عقر جملها ودخلت دار البصرة فقال لها اخوها محمد انشدك الله انك كرين يوم حدثتني عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال الحق لن یزال مع علی وعلى مع الحق لن یفترقا فقالت نعم (اخراجہ ابو بکر بن مردویہ) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اونٹ کو حب پاؤں کٹ چکا اور وہ بصرو کے گھر میں تشریف لیگئیں انکے بھائی محمد نے انہیں خدا کی قسم دیکر پوچھا کہ آپ مجھے ہمدن کا ذکر سنائیں کہ اپنے مجھ سے بیان کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ حق علی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے۔ فرماتے لیکن ہنیکے +

(۱۰) عن مسروق قال سالتنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا عن اصحاب النضر وعن ذی الشذیہ فاخبرتها فقالت یا مسروق استطیع ان تاتینی با ناس من یشهد فأتیتها من کل سبع برجل فشهدوا انهم رأوه فقالت یرحم اللہ علیا انه کان علی الحق ونکفی کنت امرأۃ من الاحماد (اخراجہ ابو بکر بن مردویہ) مسروق ناقل ہیں کہ جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

نے مجھ پر نہ وان والوں اور ذوالشہیہ کی بات پوچھی مینے نہ کو جو کچھ کہ خبر تھی سنائی فرمانے لگین اے
سروق ہو سکتا ہے کہ چنڈا ایسے آدمی لائے جو اسکی گواہی دے سکین مین ہر ایک قبیلہ کلاکین آدمی انکی
خدمت مین لیگیا انہوں نے گواہی بیان کی کہ ذی الشہیہ کو انہوں نے دیکھا ہے جناب اہل المؤمنین
فرمانے لگین خدا علی پر رحم کرے وہ حق پر ہے مین ایک ایسی عورت تھی جو اپنے سسرال والوں کے
بس مین تھی *

(۱۱) قیل لما اصابہ فی یوم یوم النجمل اتاہ علی وبہ رفق فوقف علیہ امیر
المؤمنین فقال رحمۃ اللہ بآزید فواللہ ما عرفتك الا تخفیفا المعونة کثیرا الموتہ فرقع الیہ رأسہ
فقال وانت فرح بآلہ اللہ فواللہ ما عرفتك الا بالآلہ عابا وبایاتہ عارفا واللہ ما قاتلت معک
من جہل ولکنی سمعت حدیثہ بن الیمان یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ یقول علی امام
المردیۃ قاتل الفجریۃ منصور من خذلہ الا وان الحق معہ ومتبعہ الا فنیلوا
بعدہ راخرجہ ابن مرہ ویہ کہتے مین کہ جب اجل کے روز زید بن صہ جان رحمی ہو گئے ابی ان مین رفق
باش تھی جنہا پر میرا تھے سر پر شریفیہ لگے گمراہ اور فرمانے لگے امیر خدا تھی پر رحم کرے ہم نے تجھے کونین
ذیہ مکرہ دیکھنے مین سبکی اور صلبی کرنے والا اور اہل خیال کے لفظ مین کفر کے رکھنے کی بدہشت کر دے
راہ زید نے یہ سنکر سہاڑا اڑا دیا خدا آپ پر ہی رحم کرے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا مگر اللہ کے
ساتھ زیادہ عظم والا اور زیادہ ایات کو زیادہ پہچاننے والا مینے آپ کی سعیت مین ناواقفیت سوچا
نہیں کی بلکہ خدائے بن الیمان رضی اللہ عنہ کو سناتا تھا کہ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ علی تم کو کارون کے سردار اور بدکاروں کے قاتل مین خدا سے مدد پائی اس نے جس نے کہ انکی مدد کی
اور خوار ہوا وہ شخص جس نے انکو چوڑا بے شک حق انکے ساتھ ہے اور انکے تابع مین ہے تم نے
انہیں کہ شرف سبیل کرنا *

(۱۲) عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ قال یا اباہ ارفعہ کیف است وقوم یقاتلون علیا وہو علی
الحق وہم علی الباطل یدعون حق فی اللہ جہادہم فمن لم یستطع جہادہم بیدہ فبجہادہم بلسانہ
فمن لم یستطع بلسانہ فبجہادہم بقلبہ لیس بارذالک شیء قال ادع علی ان ادعکتم ان یغنی و
یقوینی علی قتلہم فلما بایع الناس علی بن ابی طالب وخالفہ معاویۃ قلت ہولاء القوم الذین
قال فیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ فباع ارضہ بخیر الخیر مع علی جمیع اہلہ وولداہ وکان معہ
حتما استشهد علی فرجع الی المدینۃ مع الحسن راخرجہ بن مرہ ویہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے

منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اے ابورافع تیرا کیا حال ہوگا جبکہ قوم علی کے ساتھ جنگ کی گئی اور علی حق پر اور یہ لوگ باطل پر ہونگے خدا کی راہ میں ان سے جہاد کرنا حق ہوگا جو شخص کہ ہاتھ سے جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسکو چاہیے کہ زبان سے انکے ساتھ جہاد کرے۔ اور جو شخص کہ زبان سے بھی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ دل ہی سے جہاد کرے اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہے اگر تو ان لوگوں کو پائے تو انکو میری طرف سے دعوت کیجیو کہ وہ میری مدد کریں اور مجھے نفیوت دیں۔ ابورافع کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے جناب امیر سے بیعت کی اور معاویہ مخالف ہو گئے مینے کہا یہ وہی لوگ ہیں جنکا ذکر حضرت نے کیا تھا ابورافع اپنی خیبر کی زمین بیچ کر اور اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر جناب امیر کے ہمراہ چلے اور جناب امیر کی شہادت تک انکے ساتھ رہے پھر جناب امام حسن کے ساتھ مدینہ کو واپس آئے۔

رس ۱۱، عن عبد اللہ بن عبد اللہ الکندی قال حج معاویہ فاتی المدینہ واصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم متوافرون فجلس فحلقہ بن عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن عمر الخلیفۃ المقتول فصرخ بید علی فخذ ابن عباس ثم قال اما کنت الحق واولی بالامر من ابن عمک قال وبع قال لانی ابن عم الخلیفۃ المقتول ظلماً قال هذا اذا یعنی ابن عمر اولی بالامر منك لان اباہ قد قتل قبل ابن عمک فاعرض عن ابن عباس واقبل علی سعد بن ابی وقاص وقال وانت یا سعد الذی لم یعرف حقنا من باطل غیرنا فیکون معنا او علینا قال سعد انی لما رأیت الظلمۃ قد خفیت الارض قلت لبعیک لئن لم یخترتہ حتی اذا استقرت مصیبة قال والله لقد قرأیت المصحف یوماً بین الدفتین وما وجدت فیہ شیء فقال اما اذا ثبت فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت مع الحق والحق معک قال لتجیئنی بمن سمعہ معک اولا فعلن قال ام سلمۃ قال فقام فقاموا معہ حتی دخل علی ام سلمۃ قال فبدا المعاوۃ فی الکلام فقال یا ام المؤمنین ان الکنایۃ قد کثرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یزال قائل یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لم یقل وان سعداً روی حدیثاً عنک سمعته منه قالت ما هم قال نعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت مع الحق والحق معک قالت صدق فی بقی قالہ فاقبل علی سعد فقال الان الوم ما کنت علیہ والله لو سمعت هذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما زلت خادماً لعلی حتی موتہ راخو بن عمرو عبد اللہ بن عبد اللہ الکندی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ معاویہ حج کر کے مدینہ میں گیا اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہؓ میں پرکشت تھے وہ ایک مجلس میں گیا جہاں پر عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ بیٹھ ہوئے ہوتے
 معاویہ ابن عباسؓ کی زبان پر ہاتھ مار کر کہنے لگا کیا میں آپ کے ابن عم یعنی جناب امیرؓ سے خلافت میں
 زبردستی ترحق دار نہیں تھا ابن عباسؓ نے کہا کیوں کہنے لگا میں خلیفہ مقتول یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کا
 ابن عم ہوں ابن عباسؓ نے جواب دیا شاید شخص بیٹے عبداللہ بن عمرؓ سے زیادہ حق دار ہے کیونکہ اسکے والد
 تیرے ابن عم سے پہلے شہید ہوئے ہیں ابن عباسؓ ہونہ پیر کر سعد بن ابی وقاصؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا
 اے سعد تو وہی شخص ہو جس نے کہ ہمارے حق کو ہمارے عزیز کے باطل سے نہیں بچا یا اور ہمارا ساتھ نہیں
 دیا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا حرب بنہ ویکما کہ اندھیرا تمام زمین پر چھا گیا ہے سینے اپنے اونٹ کو کہا بیٹھ
 جا اور سینے اسکو بٹھا دیا۔ یہاں تک کہ مصیبت ٹھیر گئے معاویہؓ نے کہا تم سے خدا کی بیٹے دن بہ روز
 سے آخر تک قرآن شریف کو پڑھا ہے اس میں یہودہ بات نہیں پائی۔ سعد کہنے لگے جبکہ یہ بات سنا
 ہی ہو جائے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب علیؓ سے ملنے ہوئے سنا ہے کہ توحق کو ساتھ
 ہے اور حق تیرے ساتھ ہے معاویہؓ کہنے لگا میرے ساتھ چل تو نے کس کے مواجہ میں اس حدیث کو سنا
 ہے ورنہ میں ترے ساتھ کچھ کر بیٹھوں گا سعد نے کہا میں نے جناب ام المومنین ام شملہ کے سامنے اس
 حدیث کو سنا ہے معاویہؓ اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے ساتھ اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب ام شملہ کی
 خدمت میں گئے معاویہؓ نے کلام شروع کیا کہ یا ام المومنین جہوئیؓ باتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی طرف بہت منسوب ہو گئی ہیں ہمیشہ کہنے والا یہی کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہے حالانکہ وہ بات حضرتؓ نہیں فرمائی ہوتی سعد نے ایک حدیث روایت کی ہے انکا خیا
 ہے کہ آپ نے ہی اہدیت کو سنا ہے۔ ام المومنین نے فرمایا وہ کیا ہے معاویہؓ کہنے لگا: زکا زعم ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا تھا کہ توحق کے ساتھ ہے ام المومنین فرماتے لگین سچ
 کہتا ہے حضرتؓ اس حدیث کو میرے گھر میں ارشاد کیا تھا معاویہؓ سعد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اب
 میں ملائت کے قابل ہوں جس بات پر کہ میں تھا واللہ اگر یہ حدیث میں نے حضرتؓ سے سنی ہوتی تو اپنے سر پر
 تک ہمیشہ میں جناب امیر علیہ السلام کا خادم بنا رہتا۔

جناب امیر کا قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑنا

عن ابی سعید الخدریؓ رضی اللہ عنہ قال کنا جلوساً منتظرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الینا قد
 انقطع شسم تملہ فرمى بها الى علی فقال ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی

(۳) عن سعد بن جنادة عن علي قال امرت لبيات الناكثين والقاسطين والمارقين واما الناكثون فهم اهل
جبل واما القاسطون فاهل الشام والمارقون فاهل الهندوان راخرجه ابن عساكر سعيد بن جنادہ جناب امیر
روایت کرتے ہیں کہ مجھے تین گروہ یعنی ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا گیا ہے پس ناکثین اور
جبل میں اور قاسطین اہل شام اور مارقین اہل ہندوان ۔

(۵) عن ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى مشربا ام ساجدة فجاء على فقال رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم هلا قاتل الناكثين والقاسطين والمارقين من بعدك ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ام شمر کے گھر میں تشریف لائے تھے میں جناب امیر ہی گئے حضرت نے
فرمایا اے ام سلمہ یہ میرے بعد ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے لئے نیا لایا ہے ۔

(۶) عن علقمة عن عبد الله قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من بيت زينب بنت جحش واتي منزل
ام سلمة فجاء على فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ام سلمة هذا والله قاتل الناكثين والقاسطين و
المارقين من بعدك راخرجه ابن عساكر علقمة عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ام
المومنین زینب بنت جحش رضوانہ علیہا کے گھر سے نکل کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف تشریف
لا رہے تھے کہ جناب امیر ہی حاضر ہو گئے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ وہ یہ شخص میرے بعد ناکثین اور قاسطین
اور مارقین کو نیا لایا ہے ۔

(۷) عن عقاب بن ثعلبة قال حدثني ابو ايوب الانصاري في خلافة عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال
امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين راخرجه ابن عساكر عقاب
بن ثعلبة سے روایت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھے
بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا تھا
(۸) عن مخنف بن سليم قال اتينا ابا ايوب الانصاري فقلنا قاتلت المشركين مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثم جئت تقاتل المسلمين فقال امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين
مع علي راخرجه ابن عساكر مخنف بن سليم کہتا ہے کہ ہم نے ابو ایوب انصاری سے جا کر کہا آپ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی وصیت میں مشرکوں کے ساتھ جنگ کرتے رہے ہیں اب آپ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں
کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علی کی وصیت میں ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ
کرنیکا حکم دیا ہے ۔

(۹) عن علقمة والاسود قال اتينا ابا ايوب الانصاري عند منصرفه من صفين فقلنا يا ابا ايوب

۱۲۰) اگر ہم کہیں کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیوں کے بعد اپنے خاتم النبیین کے طور پر اپنے آپ کو پیش کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبیوں کے بعد اس کا ہونا ناممکن ہے۔ بلکہ نبیوں کے بعد اس کا ہونا ناممکن ہے۔ بلکہ نبیوں کے بعد اس کا ہونا ناممکن ہے۔ بلکہ نبیوں کے بعد اس کا ہونا ناممکن ہے۔

(۱) دو تھریز جل دونوں جانب سے صحابہ کرام تھے۔ اس واقعہ پر گہری نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ جل یعنی طلحہ وزیر رضی اللہ عنہما گنٹ جمعیت تو ضرور کیا ہے مگر انکا منشا جناب امیر سے نہ ترع خلافت کاتما اور نہ لڑنے ہی کا ارادہ تھا۔ بلکہ واقعات پر غور کرنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جنگ میں ہی مبارک ان کو نہیں پہنچا۔ صرف وہ قاتلان جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے مستعدی تھے جو خوف جان جناب امیر کی قیام میں آچکے تھے۔ انہوں کو موقع پا کر دونوں لشکروں کو لڑا دیا مگر جب جناب امیر نے طلحہ وزیر رضی اللہ عنہما کو انکی خطا پر متنبہ کیا تو وہ تا دم ہو کر فوراً اسوہ سے علیحدہ ہو گئے۔ ایسے انکی خطا کو خطا فی الامر تھا کہ اسے علما نے حقیر کیا ہے۔

(۶) سرکہ صفین میں شام ختم ہوا اور انصار و خبیان اب میرٹک کے طرف روانہ تھے سعد و دی چند موافقہ العکوب صحابہ امیر معاویہ کی طرف توجہ داری کرتے تھے و قحطان پر نظر کرنے سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کی منشا اس

جنگ سے نزع خلافت کی تھی کو متاخرین انکے فعل کو کسی لفظوں سے تعبیر کریں مگر خطائے منکر ہی کا پلہ بہاری رہتا ہے
(۳) سرکہ نہروان میں کوی صحابی جناب امیر کا مخالف نہیں ہوا اس لیے اسکی بحث کرنے کی چندان ضرورت
نہیں واقعہ حمل کی بحث صفین کے واقعہ بحث میں منشا ورج ہے۔ ہوا سطر اول صفین کے اس فعل کی نسبت
مفصل ذیل بحث ورج کی جاتی ہے۔

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال اول من یختصم من ہذا الامة بین یدیک الرب علی معاویۃ راجح
فخر الاسلام محمد الدین ابو بکر السیاق المہندی فی مناقب الصحابہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ اس امت کو
لوگوں میں سے قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے علی اور معاویہ باہم جھگڑنے کے لیے کھڑے ہوں گے
(مقتضیہ) یا صحیح ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف اعلیٰ درجہ تعظیم اور کثرت
نواب کا مجوز اور تزیینات کا موجب ہے۔ کوی شرف خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اسکی حد تک نہیں پہنچ
سکتا۔ لیکن ہم اہل سنت و جماعت کو نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کیے سوا کوئی صاحب خواہ کتنا ہی
جلیل القدر کیوں نہ ہو معصوم نہیں۔ البتہ وہ عقیدہ شان اصحاب کبار جیسے فضائل و مناقب متواترات
کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔ محفوظ عن الخطا سمجھ جاتے ہیں اور ان مذہبوں کی شان میں صدور صحبت
کا گمان کرنا سراسر ظن فاسد ہے۔

اس امر کے متعین کرنے میں کہ وہ افاضل صحابہ کون ہیں اور کتنے ہیں جیسے فضائل تو اتر کی حد کو نہ پہنچے گئے ہوں
علما کرام نے نہایت وقت نظر صرف کر کے یہ نتیجہ نکالی ہے کہ جو بزرگوار صلہ حدیث یہ تک سلام سے مشرف
ہوئے ہیں وہ ہر طرح سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ اسکے بعد ہر کوی ایسا مشہد نہیں جو بعد فضل سمجھا جائے
کیونکہ بعد میں اکثر منافق ہی شریک اسلام ہو گئے تھے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ
الرحمۃ اپنے رسالہ الجلیل میں کہتے ہیں اور بیان صولہ سبقت تقدم۔ ابو حنیفہ کا بیٹوی منکم من
انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا اعتبار بایک و ذریاکہ ہر
قدر تقدم و سبق بشیر وقت احتیاج اسلام و تقویت آن بشیر حین نخبہ حدیث قال قتد و قلتم کذبت و لا
بآن وار و پس ہاں اعتبار کسانیکہ قتل از ہجرت باعمال اسلام قیام نمودہ اند و قتل باشند از من خود و مثل ان
و عمر و عثمان و علی و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و طلحہ و زبیر و صعب بن عقیل و عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ بن
مسعود و سعید بن زید و زید بن حارثہ و ابوجہیدہ و بلال و سعد و عمار بن یاسر و ابو سلمہ بن عبدالاسد و عتبہ
بن جحش و غیر ہم من اقطار ہم عبداللہ بن ابی العقبہ بازاہل بدر عبداللہ بن ابی العقبہ بازاہل بدر عبداللہ بن ابی العقبہ
رسید ذریاکہ انزال سکینہ و صفائی قلوب ایشان منصوص عن قرآن است اما عبداللہ بن ابی العقبہ

مشہد سے قیمت کہ دار فضل بران بود بزرگوار و برین شہد جماعت منافقان بود مذکورہ تعالیٰ فتنہ خوگندہ میں اکھر کہ
 مُكَافِقُونَ وَمِنْ أَكْثَرِ الْمُذِينَ مَرَدُوا عَلَى التَّوْفِاقِ انتہی کلامہ رحمہ اللہ علیہ) جہاں تک قصہ صومق آئی تو دیکھا جاتا ہے
 تو وہ بھی انہیں بزرگوں کی علوشان کو مستحق پائے جاسم میں علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لا استیجاب فی معرفۃ الاما
 میں لکھتے ہیں قال اللہ تبارک تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ اشدا علی الکفار رحمہم بنہم ورحمہم زکما
 سجدہ یتغون فضلا من ابہ ورضوا۔ سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود خلت مثلام فی التوراة و
 مثاہم فی الانجیل الخ فہذا صفتہ من بدرا لصدقہ والا یماں بہ وازرہ وخصرہ ولسق بہ وحبہ
 ایس کذلک جمیع من راہ ولا جمیع من امن وسترى منازلہم من الدین والا یماں وفضائل ذوے
 الفضل والتقدم منہم فاسہ تعالیٰ فضل بعض النبیین علی بعض وكذلك۔ اثر المسلمین قال اللہ تبارک
 و تعالیٰ السابقون الاولون من المهاجرین والانصاء والذین اتبعوہم باحسان رحمۃ اللہ علیہم رضوا عنہ
 یعنی پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے محمد اللہ کا رسول ہو اور جو اسکے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں
 آپس میں تو دیکھئے انکو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھرتے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی خوشی نشانی انکے موندہ
 ہے سجدہ کے اثر سے یہ کہاوت ہو ان کی تورات میں اور یہ کہاوت ہو انکی انجیل میں۔ پس جن لوگوں نے حضرت
 کی تصدیق اور مدد میں مبادرت کی ہو اور آپ کی صحبت میں ہے ہیں انکی یہ صفت ہو جسکو خدا نے اپنی کلام
 پاک میں بیان فرمایا ہے اور ہر ایک شخص کہ جس نے حضرت کو دیکھا ہے ایسا نہیں ہو اور نہ ہر ایک شخص جو
 ایمان لایا ہے ایسا ہو سکتا ہے۔ عنقریب کہ دین و ایمان میں تو انکے درجن کو دیکھے گا۔ اور صاحبان
 فضل کی فضیلتیں اور انکے تقدم کو شناخت کریگا۔ پس خدا تعالیٰ نے بعض نبیوں کو بعض فضیلت
 دی ہے۔ اسی طرح سے تمام مسلمانوں کو ایک سر پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو
 لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو انکے پیچھے آئے نیکی سے اللہ ان سحرانی
 ہوا اور وہ اس کے راضی ہوئے۔

اس آیت کی تفسیر علامہ موصوف ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں السابقون الاولون من المهاجرین
 والانصاء ہم الذین صلو القبلتین یعنی سابقون الاولون ہونہ لوگ مراؤ ہیں جن لوگوں نے دونوں قبلوں
 کی جانب نماز کی ہے۔

اور شعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ الذون با یعوا بیعتا المصنوعان یعنی سابقون الاولون سے وہ لوگ مراد
 ہیں جو سمیت رضوان سے مشرف ہو ہیں
 اما انکی قصدا کی نسبت علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں عن سالم بن ابی الجعد قال قال الشیخ جابر بن عبد اللہ

وحق الله عنه من اصحاب الشجرة قال كنا الفا وخمسمائة في سلم بن ابي الجعد كثر بين كميني جابر بن عبد الله
 الله تعالى عنه من اصحاب شجرة كل تعدادي نسبت بوجہ او فرماں لگے ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ دوسری روایت میں ہے
 عن عمر قال سمعت جابر بن عبد الله يقول كنا الفا واربع مائة فقال لنا رسول الله صلى الله
 عليه وسلم انتم اليوم خيار اهل الارض يعني عمرو روایت کرتے ہیں کہ مینے جابر بن عبد الله کو سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے
 کہ ہم صلح حدیبیہ کے روز چودہ سو آدمی تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ تم آج کے دن تم
 زمین کے باشندوں سے بہتر ہو۔

گو نظر ہر ان دونوں حدیثوں میں تعداد کی نسبت فرق ہو لیکن کہا جاسکتا ہے کہ چودہ سے کم اور پندرہ سے زیادہ صحابی نہیں تھے +

پس جو صحابہ کبار کہ ان مشاہدین حاضر ہوئے ہیں وہ بے شائبہ قطعی حتمی اور ناقاضل صحابہ ہیں۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں کہتے ہیں۔ قال ابو عمر قال الله تبارک و تعالیٰ عن المؤمنين اذ يابعونك تحت الشجرة ومن رضى الله عنه لم يخط عليه ابدا انشاء الله تبارک و تعالیٰ فقال رسول الله صلی الله علیہ و آلیہ و سلم ان ذلک النار احد شہد بدرا و الحدیہ یعنی ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پروردگار عالم جل جلالہ فرماتا ہے (خدا راضی ہو امو منون سو جبکہ انہوں نے درخت کے نیچے جو سے بیعت کی، اور جس سے کہ خدا راضی ہو اس پر کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہرگز وہ شخص و فرخ میں نہیں ڈالا جائیگا جو بدد اور حدیث میں حاضر ہوا ہے۔

غرض کہ یہ فضائل ان بزرگوں کے ہیں جو صلح حدیبیہ تک مشرف باسلام ہوئے ہیں اگرچہ بعد میں ہی جو صحابہ کہ مشرف باسلام ہوئے ہیں ان کے فضائل و مناقب ہی حصہ میں نہیں آسکتے خاص کر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار کا شرف اور صحبت کا ثواب ایسا ہے کہ جس کے سلسلے سب خوب بیان گرد ہیں۔

تاسم باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت کو کل صحابہ کا محفوظ عن الخطا سمجھنا بدیسیات اور عقیدات
سلف صالحین کے برخلاف ہے علامہ سعد الدین اہتقان زانی علیہ الرحمۃ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں الخلیس کل
صحابی مصوماً وکل من رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتخیر موصوماً یعنی جبکہ کل صحابی مصوم نہیں اور نہ ہر ایک
شخص کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے نیکی کا نشان کہنے والا ہے ۔

مسلم بن اثاثہ کا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قذف میں شریک ہونا۔ اور عاتب بن ابی بلتعبر کا آنحضرت کے ساتھ افشاء کرنا۔ اور کفار مکہ کی طرف پوچھنا کہ یہ خط لکھ کر روانہ کرنا اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کا شرب خمر کرنا۔ اور ایک صحابی کا غزوہ خیبر میں خودکشی کرنا۔ اور ایک صحابی کا زنا کرنا۔ اور ایک صحابی کا منع زکوٰۃ کرنا۔ اور بعض عرب کے قبائل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مرتد ہو جانا جن کا تہذیب کے لیے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کشی فرمائی۔ ایسے واقعات ہیں کہ جن کو ثابت ہوتا ہے کہ کل صحابہ محفوظ عن الخطا نہیں تھے۔ اور ان امور کا بعض صحابہ سے سرزد ہونا۔ محفوظ عن الخطا ہونے کے متناقض ہے۔

جب بعض صحابہ کا یہ حال ہو تو پھر کونسی ایسی وجہ لاحق ہے کہ جس کی وجہ سے ہم امیر معاویہ کو خلیفہ راجع کجاوت کرنے میں معذور یا محضی ماحور تصور کریں اور ان کے اس فعل کو معصیت قرار دینے میں کون سی قیاحت لازم آتی ہے (تبصرہ) امیر معاویہ افاضل صحابہ میں سے شمار نہیں کیے جاتے۔ وہ نہ ہجرت میں شریک ہوئے نہ بدر میں مصیبت جہاد میں لڑے نہ کبھی ناقص تصور کیے جادیں انکا مدد تہجد کی فتنہ کے ہوا ہے جس میں بقول لجام علیہ السلام صحابہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ منافق ہی نہ کیا سلام ہو گئے تھے علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں بتلے ہیں امیر معاویہ یہ تحریر کرتے ہیں یھودا ہواہو من صلیا الفتنۃ یعنی امیر معاویہ اور ان کے والد ابوسفیان ہواہو ہاواہو ہاواہو فتنہ مکہ کے مسلمانوں میں سے تھے۔

امیر معاویہ غار صحابہ بلکہ مولفہ القلوب کے گروہ سے سمجھے جاتے ہیں قال ابو نعیم معاویہ واوہ من مولفۃ الفتنۃ استیعاب للعلامہ ابن عبد البر واسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر الجزیری واصابہ فی قبۃ الصحابہ ابن حجر و تاریخ الخلفاء للسيوطی ان اس مصیبت پر انکے کتاب کو بوجہ شرف نسبت سرور عالم علیہ السلام کے امیر و مدبر شفاعت باری و ربانی مرتضیٰ اور محفوظ اکا امید وار سمجھا جاوے اور انکو بد الفاظ سے یا کفر یا سمیت برای ہئے۔

الغیۃ انکو ماحور اور ان کے اس فعل کو خطائی الاجتہاد سمجھنے پر چند اعتراضات درج ہوئے ہیں۔ (ادگلا) ظاہر ہے کہ کل صحابہ مجتہد نہیں تھے چنانچہ علامہ شہاب الدین احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ نے امیر معاویہ کی آیات میں لکھتے ہیں (الصحابة تنقسم الى مجتہدين وعوام) یعنی صحابہ ان دو قسم میں مجتہدین اور عوام ہوا امیر معاویہ کی چند محدثات کے سوا جنکی تفصیل ہم آگے چلے بیان کرینگے ان کے اجتہاد کی کوئی نظیر نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے ہم انکو صحابہ مجتہد کے قسم سے شمار کر سکیں۔

(دوم) اگر تسلیم ہی کر لیا جائے کہ امیر معاویہ مجتہد ہی تھے۔ لیکن یہ امر ضروری ہے کہ مجتہد کے قیاس کے لیے اول ثلاثہ شرعیہ یعنی کتاب و سنت و اجماع سے کسی دلیل کا ماقہ ہونا لازم ہے۔ مگر ان کے اس فعل میں (یعنی خلیفہ وقت سے محاربہ کرتے ہیں) اول مذکورہ سے کسی شرعی دلیل کا ماقہ ہونا نہیں ثابت ہوتا کہ امیر معاویہ نے خلیفہ وقت کی اطاعت و اطاعت کے خلاف کرنے میں کسی آیت یا حدیث یا مسئلہ اجماعی سے تمسک کیا ہو۔ (سوم) مجتہد کو اپنے اجتہاد کے کرنے میں یا کسی راہ جواب کی طرف مائل کہ نہ میں شریکان اور سرک قتال راستہ کرنا جیسے ہزار ہا بے گناہ مسلمانوں کی جان تلف ہو جائے ہرگز جائز نہیں۔

(پہلے) وہ حلیہ جس سے معاویہ اور ان کے متبعین کو معذور ٹھہرانے میں کوشش کی جاتی ہے صرف یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو قصاص کے طالب کہے۔ نہ خلیفہ وقت کے انتزاع خلافت کے۔ علامہ ابن حجر نے اسی بات پر زور ڈالا ہے کہ جناب امیر معاویہؓ کے معرکہ آرامی صرف قتلہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے طلب کرنے کے لیے تھی۔ چنانچہ وہ صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں ومن اعتقاد اهل السنة واجتماعه ان ماجری بین معاویہ وعلی بن ابی طالب فلم یکن المنازعة فی الخلافة الا جماع علی حقیقہ اھل سنت وجماعت کے اعتقاد میں ہے کہ جو غارت گریاں امیر معاویہ اور جناب علی کے درمیان واقع ہوئے ہیں وہ خلافت کا جنگڑا نہیں تھا۔ چونکہ جناب علی کی خلافت کو حق ہونے پر اجماع ہو چکا تھا علامہ ابن حجر اور ایسے بعض ہم خیال بزرگوں کو ایسا یہ بہانہ اختیار کرنا پڑا ہے تاکہ یہ خیال نہ اچھلے کہ جس شخص کے لیے جناب صدیقہ اور ملکہ وزیر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر معاویہؓ سے بیعت کیا تھا۔ جس غرض سے امیر معاویہؓ یہی شرطیں سمجھے جائیں تاکہ اس کا جمل کی بریت پر جواز ملے۔ ہر گز یہ کہتے ہیں کہ ان کی برائے پر قائم ہو سکتے ہیں۔

لیکن یہ بالکل خلاف ائمہ اہل سنت ہے۔ ان کا چہنچہا سے ہر پائین ہو سکتا ہے۔

(او گاہ) اس امر پر تمام ائمہ اہل سنت وجماعت کا اتفاق نہیں ہے۔ نہ امیر معاویہؓ کی غرض اس قتال و جدال سے جناب عثمان کے قاتلان کا طلب کرنا تھا۔ خلافت پر تنازع نہیں تھا۔ چنانچہ عبد اللہ بن مسعودؓ رحمۃ اللہ علیہ ائمہ سنیہ فی بیان التوہید میں لکھتے ہیں وقال اهل السنة واجتماعه بان معاویہ فی حال حیوة علی وبنی تابعہ كانوا مخطئین فی دعوی انہ ماردہ والبیعة باغیة۔ المقابلة مع علیؓ یعنی اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ معاویہ اور ان کے پیروں جناب علیؓ کی زندگی میں ان کی دعویٰ کے نتیجے میں خطا و ارتباہ ہے اور جناب علیؓ کے ساتھ جنگ کرنے میں باغی تھے۔

بہیقی وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ سیف السلوان میں لکھتے ہیں بعض گویند کہ معاویہؓ ابتداً طلب قاتلان عثمان سیکر وود را آخر طلب خلافت ہم خود و نصحت خلافت علی قابل بود میگفتند کہ بیعت او با خان با علی سخت تر است و اہل حل و عقد از معاویہ پیش طلب و وزیر و وزیر کہ بیعت کردہ بودند با گراہ کردہ بودند و لهذا تحت بیعت نمودند و معاویہؓ از پیرو خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ بود و اذا ملکک فاروق بھم از بیعتش اور اطلع خلافت ہم رسیدہ بود و از اہل شام بیعت گرفتہ بود۔

(دوم) اگر امیر معاویہؓ کا مقصود محض قصاص کا طلب کرنا تھا۔ تو لازم تھا کہ ان کی بیعت صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے طلب کر ہی پر مصلوب ہوتی اور اسی پر کفایہ کی تسخیر مال اور بیت المال میں دہانی نہ کرتے لوگوں سے اپنے نام کی بیعت نہ لیتے اور کبیر الروم کو مال کثیر دیکر صرف جناب امیر کے ساتھ

جنگ کر نیکی کی طرح کرتے۔ مسعودی علیہ الرحمۃ مروج الذهب میں لکھتے ہیں قد کان معاویۃ صالحاً لجملة المذموم
مال یجملہ الیہ لشغلہ قبل ینصیر میر معاویہ نے ملک الروم کو مال دیکر ایسے صلح کر لی تھی تاکہ علی کے ساتھ جنگ
کرنے میں مشغول ہوں۔ اور اپنے عامل عمر بن العاص کو بھیج کر جناب ابوبکر کے عامل محمد بن ابی بکر سے مصر کو چھین
لیتے۔ اسد الغابہ فی معرفۃ اصحابہ میں علامہ ابن اثیر الخیر می بذیل ترجمہ عمرو بن العاص لکھتے ہیں۔ ثم
سیر معاویۃ الی مصر فاستنقذہا من محمد بن ابی بکر و هو عامل علی علیہا واستعملہ معاویۃ علیہا
یعنی پھر میر معاویہ نے اسکو مصر کی طرف روانہ کیا اور اسنے مصر کو محمد بن ابی بکر کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور
وہ جناب علی کی طرف سے واسطہ پر عامل تھے پھر میر معاویہ نے اسپر عمرو بن العاص کو اپنا عامل مقرر کیا۔ یہ اور نیز
اسی قسم کے صد ہا دیگر واقعات ایسے موجود ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو دراصل خلافت کی
طرح تھی۔

(سوم) جبکہ تحکیم ہو چکی تھی اور عمرو بن العاص نے ابوسوس کو مخالفہ دیکر محض امیر معاویہ فیصلہ کیا تھا
تو ضعیف سے ضعیف روایت ہی اسکی تائید نہیں کرتی۔ کہ امیر معاویہ اسی ناجائز تحکیم پر عمرو بن کو سرشار
کی ہو۔ پس اگر امیر معاویہ مدعی خلافت نہیں تھے تو ایسی ناجائز تحکیم پر کیوں راضی ہو گئے تھے۔
(چہارم) جب ابوامر بن نے خلافت سے دستکش ہو کر امارت عامہ لے لے سہرو کی۔ اور امیر معاویہ کو ان کے
حسب منتشر اقتدار کلی حاصل ہو گیا۔ تو آیا کسی ضعیف روایت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ پھر کبھی امیر معاویہ
نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون کی جستجو کی ہے۔ یا اس جماعت پر قصاص کے جاری کرنے کا
حکم مشتہر کیا ہے۔ باوجودیکہ حضرت عثمان کی شہادت سے امیر معاویہ کی امارت عامہ تک چھ سال سے
زیادہ کا زمانہ نہیں گزرا تھا اور ہمارے گز خیال میں نہیں آتا کہ اس قلیل مدت میں حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ کے قاتل کلمہ رگرا سے عدم ہو گئے ہوں اور اس جماعت کثیرین سے ایک مقتس ہی زندہ
نہ رہا ہو جس سے قصاص طلب کیا جاتا۔

خیر بطریق تنزل ہم ہی تسلیم کر لیتے ہیں کہ امیر معاویہ کا مقصود اس مجاہدہ سے جناب عثمان رضی اللہ عنہ
کے قاتلون کو طلب کرنا تھا۔

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اس جماعت میں امیر معاویہ کو معذور سمجھا جائے تو انکے مقلدین کو بھی معذور
خیال کرنا چاہیے پس بصورت ذیل۔

(الف) اگر کوئی شخص بادشاہ اسلام سے بہین وجہ بغاوت اختیار کرے کہ چونکہ یہ بادشاہ ظلم و جور
مسلمان کے قاتلون سے قصاص نہیں لیتا ایسے میں اس کے ساتھ جنگ کرنا ہوں اور میں اس میں

میں میر معاویہ کا منقلد ہوں۔ تو آیا کوئی فقہی فریہ اسکی تائید کی لیے پیش کیا جاسکتا ہے یا کوئی عالم اس تعلیمہ میں اسکو معذور سمجھ سکتا ہے ؟

(ب) مقتول کے خون کے لیے عندہ شرع دعویٰ کرنا محض سیطرہ سبائز ہے کہ فاضل کی طرہ رجوع کیا جائے اور شہود پیش کر کے دعویٰ کو پایہ شکیک پہنچایا جائے اور پھر شریعت کے فیصلہ کو تسلیم کیا جائے۔ نہ یہ کہ بادشاہ وقت پٹنہ غریبکالی جائے اور اسکی مغزولی کے درپے ہوا جائے ؟

(ج) اگر اس بغاوت کو خطائی بالاجتہاد دینے ایسا عمل کہ جسکے کرنے سے مجتہد کو باوجود خطا کو بھی ایک ثواب حاصل ہوتا ہے اور وہ عندہ معذور بلکہ ماجور ہوتا ہے، تصور کیا جائے۔ تو بالضرر من اگر جناب امیر علیہ السلام اس موخر قتال میں مثل اپنے دیگر ہمراہی صحابیوں کو شہید ہو جاتے تو ضرور ہے کہ جناب امیر کا قتل ہی خطائی بالاجتہاد ہوتا اور حضرت امیر کے قاتل اشقیٰ آخرین کو ہی عندہ معذور بلکہ ماجور سمجھا جاتا (نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد)

(د) اگر امیر معاویہ اس بغاوت میں محضی ماجور ہے تو اگلے لشکر سے جس نے جناب علی بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے اسکو ہی محضی ماجور کہنا پڑیگا۔ کیونکہ یہ فعل اس نے بغیر من اتباع امیر معاویہ کیا ہے ؟

(ه) و لو فرضنا ان جناب امیر علیہ السلام سے جنگ کرنا خطائی بالاجتہاد تھا۔ تو کیا جناب امیر کی شان اقدس میں برسر محراب منبر سبب و تم کرنا ہی خطائی بالاجتہاد تھا۔ عن سعد بن معاویہ امرہ فقال لمینعک از تسبیح ابوتراب فقال اما ذکرت ثلاثا کلمتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض معارزہ فقال لا خلفتی من النساء و الصبیاء فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترغولن تکون منی بمنزلہ ہارون من موئی الا انہ لا یوق بعک و سمعہ یقول یوم خیبر لا عطا لہ الراۃ غدا رجلا یحبہ و رسولہ فتطاولنا فقال ادعوا علیا فاتی بہ ارمہ فقص فی عینہ و دفع الیہ الیہ ففتحہ اللہ علیہ لما نزلت هذه الایۃ فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ و حسن و حسینا فقال اللهم هؤلاء اہل بیتی راخرجہا حمد و المسلم و الترمذی و النساء و غیرہم) سعد بنی امیر معاویہ روایت ہے کہ امیر معاویہ نے انکو جناب ابوتراب علیہ السلام پر سب کرنے کے لیے حکم کیا اور کہا تم اپنے سب کیوں نہیں کہتے سعد نے کہا کیا میں نے تم سے تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کی ہیں حضرت علی کو بعض غزوات میں جبکہ اپنے عقب میں چھڑا۔ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے عمر قون اور رطلون کے پاس چھڑے جاتے ہیں حضرت نے ان سے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تیری قتلیت مجھ سے ایسی ہو جیسے ہارون کی سو سے مگر نبوت میرے بعد نہیں ہے اور میں نے خیبر کے بعد حضرت کو قتل کر دیا ہے سنا کہ ہم کل عالم ایسے شخص کو جنگلے جو خدا اور خدا کے رسول سے پیار کرتا ہے نہیں ہم علم کی طرہ سے

اوسا نے ارشاد کیا علی کہان ہیں معانکی خدمت میں آشتوت پتیم ہی سوا حاضر ہوئے حضرت نو اپنا لعاب ہیں انکی انکھوں میں لگا کر علم انکو دیا۔ اور اوس نے انکو فتحدی اور حبیبیات نازل ہوئی۔ پس کہدو آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہاری بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو حضرت نے علی غلط اور حسنین کو بلا کر فرمایا اے سیر پروردگار یہ سیر اہل بیت ہیں *

یہ حدیث تو صحیح کی جتنے پیش کی ہے اسی قسم کی صد ہا حدیثیں ہیں جن سے کثرت ثابت ہوتا ہے امیر معاویہ نے اس بدعت کو خطبہ میں ایجاد کیا تھا۔ جو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک جاری رہی۔ اور اس غور خلیفہ نے اسکو منسوخ کیا یہ ایسے واقعات محقق ہیں کہ جس سے کہنے انکار نہیں کیا پس کیا یہ اسوقبویہ اور بدعت سیر ہی خطائی بالاجتہاد ہو سکتے ہیں۔ حاشا وکلا۔

اکثر لوگوں کو مفصل ذیل اوام میں سے ایک نہ ایک وہم نے اس محاربہ کو خطائی بالاجتہاد کہنے کی طرف تامل کیا ہے جبکی تفصیل ہم جوابات درج ذیل ہے *

(پہلا وہم) اگر اس محاربہ کو مصیبت قرار دیا جائے تو اس سے اہل شام کی تکفیر لازم آتی ہے اور یہ امر دور تک پہنچ جاتا ہے *

لیکن یہ وہم بالکل باور ہوا ہے۔ اور ادنی تامل سے رفع ہو سکتا ہے کیونکہ خلیفہ وقت سے محاربہ کرنا مصیبت ہے نہ کفر اور حدیث حربی کفر پر وال نہیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۃ اثنا عشریہ کے بارہویں باب میں شرح و بسط کو ساتھ اس پر بحث کی ہے۔

عوام صحابہ سے صدہ مصیبت کو گمان کرنے میں کسی قسم کا محذور شرعی لازم نہیں آتا۔ ولید بن عقیب بن معیط کا شارب خمر ہو کر حد شرعی کو پہنچنا کتب جلال ثوابت ہے عن ابی جعفر محمد بن علی قال جلد علی الولید بن عقیب فی الخمر اربعین جلدًا راستیعاب واسد الغابہ (اصحاب) یعنی امام ابو جعفر محمد بن علی زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ولید بن عقیب کو شراب پینے پر چالٹیں نہ لگائے تھے سیر سیر سے سلم بن اثامہ کا جناب صدیقہ رضی اللہ عنہما کے افک میں کوشش کرنا اور قذوف کی حد کو پہنچنا ہی انہیں کتابوں سے واضح ہے وکان من خاص فی الافک علی عائشہ فجلدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم راستہ الغابہ) یعنی سلم بن اثامہ ان لوگوں میں سے تھا جو جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت بتان کھڑا کرنے میں کوشش کیا کرتا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دس لگوائے ان احمد سے نہ یہ لوگ درج صحابہ سے ساقط ہو گئے اور نہ کافر ہو گئے۔ اگر ہے تو صرف اس قدر کہ خطا و قوم میں آئے اور صدہ مصیبت سے آدمی کافر نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کا شرف

ایسا ہے کہ کسی معصیت کے بغیر ارتداد اور اکل نہیں ہو سکتا۔
 (دوسرا وہم) چند صحابہ اس محاربہ میں امیر معاویہ کے شریک تھے، جب امیر معاویہ کے اس فعل کو خطا و منکرا اور معصیت قرار دیا جائے تو ان اصحاب کا امیر معاویہ کے ساتھ معصیت پر اتفاق کرنا لازم آئیگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر ایسا لگانا فاسد زیبا نہیں ہے۔

یہ وہم اگر عدم تتبع کتب سیر اور احادیث کی وجہ سے ناشی ہوتا ہے۔ اگر نظر اسحاق کتب سیر اور رجال کو دیکھا جائے تو بجز عمرو بن عاص اور بشیر بن نعمان کے کوئی صحابی اس امر میں امیر معاویہ کا شریک نظر نہیں آئیگا۔ اور دو تین صاحب فاضل صحابہ میں سے شمار نہیں کیے جاتے حرب صغیر میں تمام انصار و مہاجرین اور بدینہ جناب امیر علیہ السلام کے رقبہ اطاعت میں دکھائی دیتے ہیں۔

اگرچہ بعض اصحاب مثل عبداللہ بن عمر اور سعد بن ابوقحاص رضی اللہ عنہما اس باہمی مقاتلہ سے کہ دین میں ایک امر جدید نہا اور وہ کفار سے جہاد کرنے کے خوگر ہو چکے تھے۔ کنارہ گزین ہو گئے تھے۔ لیکن انکی کنارہ گزینی اسوجہ سے نہیں تھی کہ وہ جناب امیر کی خلافت میں شک و شبہ کہتے تھے۔ بلکہ انہیں بزرگواروں سے اس کنارہ گزینی کے متعلق انکی مذمت اور جناب امیر کے ساتھ شرکت نہ کرنے پر حسرت ثابت ہے اسدا الغابہ میں علامہ ابن اثیر الجزیری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں عن عبداللہ بن حبیب قال اخذنی ابی قال قال ابن عمر حین حضرہ الموت ما اجد فی نفسی من الدنیا الا ما قاتل الفتنۃ المباحیۃ یعنی عبداللہ بن حبیب اپنے والد سے ناقل ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آگیا تو کہنے لگے میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ میں باغی گروہ سے نہیں لڑا عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عمر انه قال ما انتی علی فی الا فی لما قاتل مع علی بن ابی طالب الفتنۃ المباحیۃ یعنی حبیب بن ابی ثابت کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھے کسی بات کی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ جناب امیر کے ساتھ ہو کر میں باغیوں کے گروہ سے نہیں لڑا۔

عن بخیمۃ بن عبد الرحمن قال سمعت سعد بن مالک وقال له رجل ان علیاً یقع فیک انک تخلفت عنہ فقال سعد والله انه لم ی رأی رأیتہ واخطارانی راخوجہ الحاکم فی المستدرک (بخیم بن عبد الرحمن کہتا ہوں کہ سعد بن مالک کسی نے کہا کہ جناب امیر تمکو اپنا نہیں کہتے کیونکہ تم نے انکی بیعت نہ کی اس لیے کہ سعد بن جبیر نے یہ بھی دیکھا اسی قسمی جوینے سوچی تھی لیکن میری رائے غلط نکلی۔)

اگرچہ بعض صحابہ بقاضا و بشریت ابتدائیں جناب امیر سے کنارہ گزین تھے مگر عمار بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقع ہونے سے انکی مخالفت اور کنارہ گزینی جاتی رہی تھی قال الشقی مامات مسروق

حق تعالیٰ اللہ تعالیٰ مخالفہ عن القتال مع علی (علیہ السلام) یعنی شعیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے
 اہل عہد بنہین فوت ہو چکے تھے خدا کی جناب میں جناب اتر سے جنگ میں مخالفت کرنے سے توبہ نہیں کی
 (تیسرا وہم) امیر معاویہ کی نسبت خطا و منکر تجویز کرنے سے اصرار کلام عدول کا کلمہ ٹوٹا ہے جس سے اس
 دین میں ایک بڑا باری تزلزل پیدا ہو جاتا ہے اور روایات کا سلسلہ درہم و درہم بھج جاتا ہے *
 لیکن اصرار کلام عدول سے محفوظین عن المعاصی کیسے مراد نہیں آیا۔ بلکہ عدل فی الروایۃ مراد لیا ہو
 چنانچہ علامہ تاج الدین اسبکی رحمۃ اللہ علیہ جمیع الجوامع میں لکھتے ہیں واکثر علی عدلہ الصحابة وقیل
 کفیرہم وقیل بالقتل عثمان وقیل الامن قاتل عدی ایسے اکثر علماء صحابہ کی عدالت کے قائل ہیں۔
 بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ ہی عدالت میں دوسروں جیسے ہیں بعض نے یہ کہا ہے کہ جناب عثمان رضی
 اللہ عنہ کے قتل تک سب صحابہ عدول تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سب صحابہ عدول ہیں مگر وہ لوگ جو جناب
 اتر سے لڑے ہیں وہ عدول نہیں *
 اس عبارت سے صاف واضح ہوتا ہے اصرار کلام عدول سے صرف عدل فی الروایۃ مراد ہے اگرچہ اس میں بھی بعض
 ائمہ نے کلام کیا ہے *
 عبارت مندرجہ الصریح جمیع الجوامع کا متن ہے علامہ جلال الدین المہملی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نصف آخر فی
 جلالین نے جو اس کتاب پر شرح لکھی ہے جو شرح جمیع الجوامع کے نام سے مشہور بین العلماء ہے۔ اسکی
 عبارت کو ملاحظہ کیا جاوے وہ لکھتے ہیں واکثر من العلماء السلف والخلف علی عدلہ الصحابة فلا
 یجوز عنہا فی روایۃ ولا شہادۃ لانہم خیر الامۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامۃ قرنی رواہ الشیخانی
 عن طرالہ منهم قادمہ کسرۃ او زناد عمل بمقتضاه وقیل ہم خیرہم فیجوز عن العدالۃ فیہم فی الدنیا
 والشہادۃ الامن بکون ظاہر العدالۃ او مقطوعہا کالشیخین وقیل ہم عدول الی حین تزل عثمان
 ویجوز عن عدالتہم قتلہ لوقوع الفتن بینہم من حیثہم وفیہم ممسک عن خوضہا وقیل ہم
 عدول الامن قاتل علیا فہم فساق بخروجہم علی الامام الحق رحمہ اکثر علماء سلف وخلف
 عدالت صحابہ کے قائل ہیں کہ روایت اور شہادت میں انکی عدالت ہو کثرت مکرناط ہے۔ کیونکہ وہ تمام امت
 سے بہتر ہیں انھیں صحابہ علیہم السلام نے فرمایا ہے تمام امت سو بہتر میرا زمانہ ہے محدث کو شیخین یعنی
 بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اگر کسی صحابی سے کوئی فعل بد برزد ہوا ہو تو اسکے موافق عمل
 کیا جائے گا۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ صحابہ ہی روایت شہادت میں مثل دیگر اشخاص کے ہیں انکی
 عدالت سے بھی کچھ کی جائیگی مگر وہ صحابہ جنکی عدالت ظاہر ہو مثل شیخین ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما

کے اور بعض علماء کا قول ہے کہ تمام صحابی جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک عدول تھے اور ان کے نقل کو مبدل
میں فتنہ واقع ہو چکی دوسری انکی عدالت سے بہت کئی جانبگی بعض خوض کرنے سے رکے ہو کر ہیں۔ بعض علماء کا استدلال
ہے کہ تمام صحابی عدول ہیں مگر جن لوگوں نے جناب امیر سے جنگ کی ہے۔ پس وہ لوگ فاسق ہیں یا مروجی ہو
خروج کرنے کی وجہ سے ۔

علامہ شہاب الدین بن احمد بن قاسم العبادی حمۃ اللہ علیہ نے شرح تہذیب الجوامع پر ایک مبسوط حاشیہ لکھا ہے
اور اس کا نام آیات نبیات رکھا ہے اس فقرہ حسن نظر اذ قاض کی توضیح میں لکھتے ہیں نبیہ علی عدم
عصمت یعنی صاحب متن نے اس مقولہ سے صحابہ کی عدم عصمت کو آگاہ کیا ہے علامہ سعد الدین نقشبندی
شرح مقامہ میں لکھتے ہیں ما وقع بین الصحابة من الخاریات والمشاجرات علی الوجه المسموع فی
التواریخ والذکر علی السنۃ الثقات بیدل بظاہر علی زبہ صم قد جاوز عن طریق الحق وبلغ حد
الظلم والفسق وكان الباعث علیہ الحقد والنسب واللداد وطلب الملك والرياسة والميل
الی اللذات والشهوات اذ ليس كل صحابي معصوما ولا كل من لقي النبي صلى الله عليه وسلم بالخير
موسوماً، حصل تقریر علامہ سے ہے کہ صحابہ پر زبہ یا بدعت اور مذہب غلط وہ کتب تاریخ میں درج ہیں
اور فقہ لوگوں کی زبانوں پر مذکور ہیں انظام اس پر یہ حال ہے کہ بعض صحابہ بطریق حق سے تجاوز کرتے ہیں
فسق و ظلم کو پہنچ گئے اور باعث اسکا کینہ اور حسد اور شدت خصومت اور طلب ملک و رعیت
وشهوات نفسانی کی طرف میلان تھا۔ کیونکہ یہ صحابی معصوم اور ہر شخص کہ جس نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے ملاقات کی ہے نیکی کے ساتھ موسوم نہ تھا ۔

ان تمام مباحث ثابت ہوا کہ الصحابة عدول ہی عدل فی الروایہ مراد ہے نہ معصوم عن المعاصی۔ اور صحابہ
عدول نے الروایہ اسلیے تسلیم ہوئے ہیں کہ حبیب اللہ نے طبقات رجال میں قوافین حرج و تعدیل کو جاری
کیا ہے تو صرف بہ نسبت دیگر طبقات کے صرف صحابہ ہی کا گروہ وضع حدیث بچھا ہوا پایا ہے۔
چوتھا وہم، اگر اس محاربہ کو مصیبت قرار دیا جائے تو اہل شام جن میں بعض صحابہ بھی شریک تھے
موجود و عبودنا۔ قصور کے جابتن گئے اور دعویٰ نارسا تسلیم کھر ہے۔ لیکن دعویٰ نارسا ہی مستلزم
کفر نہیں کیونکہ دوسرے معاصی مثل شرب خمر و زنا و سرقہ وغیرہ کی سزا بھی دوزخ ہے جو توبہ اور شفاعت
نہی اور عفو ازوی سے ٹل سکتا ہے ہیطرح سے اہل صفین کی خطا کی نسبت بھی خیال کیا جاسکتا
ہے کہ وہ توبہ سے یا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے یا عفو ماری تعالیٰ سے ٹل جائے
راہنجان وہم، اگر جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ کے محاربہ کو مصیبت قرار دیا جائے تو جناب

حالتہ صدیقہ ام المومنین اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے محاربہ کی یہی مصیبت قرار دیا پڑ گیا ہے۔
 یہ ہم ہی عدم نتیجہ کتب سیر و تواریخ سے ناشی ہوتا ہے۔ ہکا جواب بچہ وجہ دیا جاسکتا ہے۔
 (الف) اصحاب جبل کی غرض اسیر عادیہ کی غرض سرانکل منباین تھی جسکی تفصیل ہم پیشتر کرچکے ہیں۔
 اصحاب جبل میں سر کسی صاحب نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسلیے بعض علماء نے انکے باطنی قرار دینے میں تامل
 کیا ہے۔ اور اسیر عادیہ کو باطنی اول قرار دیا ہے شرح مقاصد میں علامہ سعد الدین القناری علیہ الرحمۃ لکھتے
 ہیں۔ وذهب الکثیرون الى ان اول من نبی فی الاسلام عادیہ یعنی اکثر علماء کا یہ سنا ہے کہ جس شخص نے
 کہ اسلام میں سب سے اول بغاوت کی ہے وہ معاویہ ہیں۔

(ب) تمام کتب سیر و تواریخ باواریہ نہ لکھا۔ یہ ہے کہ ۱۰۰ چہل سال پہلے کسی صاحب نے بالارادہ منبایہ میر علیہ
 السلام کو جنگ نبین کی بلکہ حب قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کی فتنہ پر داری سے رات کو لڑائی ہوئی ہوگی تو
 باہر اصحاب جبل دفاع دینے عادیہ خود اختیار کی۔ کیلیے اٹھ کھڑے ہوئے کہ قال العلامة سعد الدین
 القناری فی شرح المقاصد والحقہ قدیر ابن اصحابنا رحمہم علیہ ان الحریا بل کانت قلة لا من قصد
 من القریبین بل کانت قلیلیا۔ انتا بہذا۔ اذہول۔ انتہ حین صدر واذ قتلین واختلطوا بالصکر
 واداموا لہم خرفا من النصر و قدما سنا سنا رضی اللہ عنہم علیہما لیکن اہل اعدائہم الطائفتین متکین
 الفتنة فوقعت فی الحرب۔ یہی ہمارے متفق اصحاب محمد اسے اس کے قائل ہیں کہ حرب جبل بلا قصد فریقین
 ناگہانی طور پر واقع ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون کی انگیز تھی کہ وہ لوگ دو گروہ بنکر دونوں
 لشکروں پہاڑ سے اور قصاب کے خوف سے فتنہ اٹھا دیا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قصد
 دو گروہ میں صلح کرانے اور فتنہ کے فرو کرنے کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ لیکن لڑائی میں پس گئیں۔

(ج) اسوا چہل سال کوئی صاحب غلبہ وقت سے انتزاع خلافت کا قصد نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی جناب امیر کی
 مخالفت پر ہر ہو کر قتل ہوا ہے چنانچہ لڑائی کی رات کو جب ظلمت شب مرفیع ہو گئی اور صبح ہووا۔ ہوئی ہو
 جناب طلحہ رضی اللہ عنہ پر حقیقت حال کا انکشاف ہو گیا۔ فوراً محاربہ سے کنارہ

کشی گئے اور مروان ابن الحکم کے ہاتھ سے تیر کھا کر شربت سہادت نوش کیا۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ
 استیعاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ قال اهل العلم ان علیا دعاہ فذکرا اشیاء من سوابقہ وفضلہ فرجع
 طلحہ عن قتالہ علی ما صنع الزبیر واعتزل فی بعض الصفوف ورماء مروان ابن الحکم فقتلہ ولا
 یختلف العلماء النقات فی ان مروان قتل طلحہ یومئذ وکان فی حربہ یعنی اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ جناب
 امیر نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے سابق اور فضل کو بیان کیا طلحہ رضی اللہ عنہ لڑائی سے واپس ہو کر

زیر رضی العزہ کی طرح سے فوج کی صفوں میں علیحدہ ہو گئے مروان بن الحکم نے تیر مار کر اکاوشہید کیا۔ اور علماء و ثقات
 میں ہو گئے اس سے اختلاف نہیں کیا کہ جناب طلحہ کو اسید بن مروان نے قتل کیا ہے اور مروان حضرت طلحہ
 کو وہ بن سے تھا۔ عن جیح بن سعید قال قال طلحہ يوم الجمل ع ندمت ندامۃ الکسوف لئلا۔ نہ بیت
 رضی بن جهم برغمی۔ اللهم خذ مني لعنًا حتى ترضى۔ فرما مروان بسهم في ركبته راخرجه ابوتميم
 صاحب الاستيعاب ابن الاثير في اسد الغابة وحب الطبر في الرابض ملك جناب طلحہ کا صحابی بیت زبانی
 ثبت ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ دراج النہوۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ از قور بن حجر اند
 کہ گفت گذشت تم طلحہ بن عبد اللہ یوم الجمل و هو افتاده بود بر زمین و آخر مرگے ایسا تھا ہم بروی و بر پشت سر
 خور او گفت بدستی ہر آئینہ سے پیچم بروی مروی کہ گویا فرست بگو کیستی گفت از ہجاب امیر المومنین علیؑ گفت
 فراخ کن دست خود را تا بجیت کنم ترا پس فراخ کردم دست خود را پس بجیت کرد و سپرد جان خود را پس آمد نزد
 علی و خبر دادم اور القبول طلحہ پس گفت امیر اکبر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا کہ خدا تعالیٰ کے دارد
 طلحہ را و بر پشت مرا نگہ بیعت من در گردن او باشد۔ انتہی کلام۔

اور جناب زیر رضی العزہ کی نسبت تمام کتب تواریخ و باو از بلند شہادت و تیری میں کہ جب محرکہ کارزار گرم ہو جاتا
 امیر نے انکو بلا کر تنبیہ کیا و فوراً اصحاب حمل کا ساتھ چوڑ کر مدینہ طیبہ کو چلے گئے اور وادی سباع میں پہنچ کر
 عمرو بن جرموز کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ قال ابن عبد البر في الاستيعاب ثم شهد المنبر بجمل فقتل فيه
 ساعة فناداه على وانعز. بعد ذکرہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال له وقد وجدها يضحك
 بعضها الى بعض اما انك ستقاتل عليا وانت له ظالم فذكر ذلك للزبير فانصرف عن القتال فادما
 مفارقا للجماعة التي خرج فيها منصورا الى المدينة فاتبعه ابن جرموز فقتله بموضع يعرف بوادى
 السباع وجاء نسيفه الى علي فقال بشر قاتل ابن صفيه بالنار يعني پرنیر رضی العزہ فوج سے باہر نکل کر
 حمل آور ہوئے اور تھوڑی دیر تک لڑتے رہے پھر جناب امیر نے انکو بلایا اور تنہائی میں لائے جناب یہ ساتھیاب سلم
 اللہ علیہ وسلم کا ارشاد دیا دلا یا کہ تم نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہتھے ہوئے پا کر پوچھا تھا اور حضرت نے
 فرمایا تھا تم غریب علیؑ سے لڑو گے اور ہم نے ظلم کرو گے جب جناب امیر نے اسے اسکا ذکر بیان کیا وہ لڑائی
 سے ناام ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابن جرموز نے انکو بچھا کیا اور وادی سباع میں اکوشہید کیا
 اور انکی تلوار لیکر جناب امیر کے پاس حاضر ہوا جناب امیر نے فرمایا۔ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی خوشخبری ہو۔
 (تفسیر) صفیہ ابن عبد المطلب جناب زبیر کی والدہ جناب امیر کی پہلی تہین اور جناب زیر آنحضرت صلی اللہ
 وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے داد و باہمی تھے اسی لیے جناب امیر فرمایا کہ بتے تھے۔ اخواتنا بنتا یعنی ہمیں

ہمارے بہاؤوں کے بغاوت لی ہے *

اسی طرح سے جناب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام و نام نہاں تمام کتب سیر اور رجال سے ظاہر ہے۔ ابوالبرکات عبد اللہ ابن احمد بن محمود لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے الاعتقاد میں لکھتے ہیں۔ وکذا عائشہ مدت علی ما فعلت و کانت تبکی حتی بل خمار ہار و شہر فقہا کبار الملاح علی القادی) نے اس طرح سے جناب صدیق رضی اللہ عنہا کے عہد اظہار مذہب فرمائی ہیں اور یہاں تک رو پاکرئی نہیں کہ انکے سر کی اوڑھنی تر ہو جاتی تھی +

عن جابر قال دخلت عائشہ یوماً وقلت لہا ما تقولین فی علی فاطرت رأسہا ثم دفعته وقالت ۵ اذا التبرحک علی المحک + تیان غشمہ من غیر شک + وفینا القش والذهب المصنف + علی نبینا شہد المحک راخوجہ الشیخ الحافظ الرندی فی دد السطین) یا ایہ واقعات ہیں جن سے کہنے انکا منہیں کیا۔ پس کوئی کہہ جاسکتا ہے کہ امیر معاویہ کا حرب صفین جیسا تھا ایک مدت مدید تک حبشی رہا اور جنگ جمل جیسا تھا ایک ہی روز میں ہو گیا برابر ہے اور اس طرح سے امیر معاویہ مورد اعتراض ہیں اس طرح سے اصحاب جمل ہی ہیں جنکی برأت خود جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں قد روی عن علی قال والله لا رجوان اکون انا و عثمان و طلحہ و الزبیر ممن قال تبارک و تعالیٰ و نزعنا فی صد و درہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین یعنی جناب امیر سے منقول ہو کہ فرماتے تھے خدا کی قسم ہے میں امیر کرتا ہوں کہ میں او عثمان او طلحہ او زبیر ان میں سے ہونگے جنکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور نکال ڈالی سمجھنے جہانکے حیوں میں تھی خفگی بباہج لگی۔ تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے یہ جلیل القدر صحابہ اخص انخاص مہاجر عشر مبشرہ میں سے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کہلاتے جاتے ہیں۔ انکے فضائل و مناقب متواتر آتے ہیں کہ ہر ایک پر جناب امیر کے مناقب کے ہم پلہ خیال کیے جاتے ہیں۔ اسکے ماسوا خود جناب امیر نے انکی برات کی نسبت شہادت دی ہو۔ باوجود ان حالات کے پس کوئی کہہ انکی ذوات مقدسہ و صدور مصحیت کا گمان کیا جاسکتا ہے۔ البتہ انکا جناب امیر پر خروج کرنا یا نکث بیعت کرنا تو ثابت ہے جسکو خطائی الاجتہاد سے بغیر کیا جاتا ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة میں لکھتے ہیں و بود طلحہ روز جمل با عائشہ رضی اللہ عنہا صحبت خطا و اجتہاد *

لیکن جس طرح سے کہ انکا خروج ثابت ہو اسی طرح سے انکی توبہ اور مذہب اور رجوع بھی ثابت ہو۔ برخلاف ان امور کے امیر معاویہ نے پانچ سال اور بعد چار سال تک جناب امیر سے جنگ کرتے رہے اور اپنی خطا پر صبر ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں فخر ب معاویہ علی خمسین

لگاؤہ کمانا گمار ہے ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا خدا اسکے پیٹ کو پر نہ کرے *
 بعض اشخاص انکی فضیلت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کاتب الوحی تھے۔ خیال کرنا چاہیے کہ اگر کتابت وحی سے
 کسی قسم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو وہ مروان بن الحکم کے لیے بھی ثابت ہو سکتی ہے *
 لیکن امیر معاویہ کے کاتب الوحی ہونے میں ہی محدثین کا اختلاف ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی
 مدارج النبوة میں لکھتے ہیں واما معاویہ بن ابی سفیان کنیت کردہ میثود بانی عبدالرحمن یکے از الخلفاء
 است کہ مینوشت برای آنحضرت صلیا علیہ وسلم و بعضے گویند نوشت وحی۔ صاحب جامع الاصول میگوید
 کتابت نشد دست در معاویہ لہ نہ میگوید و مشہورست بکتابت وحی و بعضے گویند وحی مینوشت وحی
 را ملک مینوشت کتب و مناشیرا *

ماسوا اسکے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت زیادہ تر جامع القرآن ہونے کی وجہ سے ہے جس کا ثواب
 انکو تابدوز قیامت ہوتا رہیگا اور بقدر کہ دنیا میں لوگ قرآن شریف پڑھتے دے ہیں یا ہوتے چلے
 آئے ہیں یا ہوتے ہیں گے انکے پڑھنے پڑھانیکا ثواب حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کے
 نامہ اعمال میں ثبت ہو رہیگا *

رحمہم (اگر امیر معاویہ عاصی اور باغی ہوتے تو جناب امام حسن مجتبی علیہ التحیۃ والتنا کیوں خلافت انکی
 سپرد فرماتے) *

لیکن یہ وہم ہی بالکل بیجا ہے کیونکہ امارت عامہ کی تفویض ایسے شخص کے ہاتھ میں کرنے سے جو پیشتر باغی
 رہ چکا ہو۔ اور پھر تائب ہو کر کتاب و سنت اور سیرت شیخین کے اتباع کا عہد کرتا ہو۔ کوئی اعتراض
 جناب امام حسن علیہ السلام کے خدام کی طرف عائد نہیں ہو سکتا۔ جناب امام نے جو عہد کا امیر معاویہ
 تفویض امارت کے وقت لیا ہے وہ سابقہ اعمال سے بمنزلہ توبہ کے تصور کیا جاسکتا ہے *
 لیکن جناب امام کی امارت عامہ تفویض کرنے سے امیر معاویہ کا سابقہ امور میں محفوظ عن الخطا ہونا
 کسی طرح سے ثابت نہیں ہوتا *

اسکی ٹینک مثال یہ ہے کہ ایک گاؤن کے مالک نے غلہ کا انبار ساکین پر خیرات کرنے کے لیے جو مجہ
 کیا ہو۔ ایک رہزفون کا سردار اسے غارت کرنا چاہے مالک اسکی حفاظت کو واسطے اس سے جنگ
 کرے۔ پھر ایک مدت کے بعد مالک فوت ہو جائے۔ اور ہیکل میٹا ان رہزفون کے سردار سے یہ عہد لیکر
 وہ غلہ کا انبار اسکے سپرد کر دی۔ کہ یہ غلہ ہم اس شرط سے تمہارے سپرد کرتے ہیں کہ تم ساکین پر خیرات
 کیا کرو۔ اور اس میں خیانت نہ کرو۔ اور اس تفویض سے فساد و فشاں

فرو ہو جائے اور خون ریزی مٹ جائے۔ تو اس سونہ اس غلہ کے مالک کی نسبت جو ان غارت گروں سے حفاظت غلہ کے لیے جنگ کرتا تھا کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے اور نہ اس مالک کے بیٹے پر جس نے یہ عہد لیکر غلان و ہزنون کے سپرد کر دیا ہے اور غلہ کی حفاظت سونہ اپنا ہی بھیا چڑھایا ہے۔ بلکہ ایک خلق خدا کو ناحق کے کشت و خون سے بچایا ہے۔

اور نہ ان رهنون کا افسوس نہ مانہ تنگ کہ غلہ اسکی تفویض نہیں ہوا تھا اور وہ اس میں بجا تصرف کرنا چاہتا تھا۔ اعتراض ہے کہ چسکتا ہے +

البتہ اگر اس عہد کے بعد وہ اپنے قول و فعل میں صادق نکلے اور غلہ کو عہد کے موافق مساکین پر صرف کرتا رہے تو خیال کیا جائیگا کہ اس نے اپنے اعمال سابقہ سے توبہ کی ہے اور اب اسکو غلہ میں تصرف کرنا جائز ہو گیا ہو اگر یہ وہ رائے نہ ہو تو کیا جانشین عہد سے انحراف کر کے شرائط کو پورا کرے تو بہر حال یہی تصور ہوگا۔ اور اس کے ساتھ اس عہد گیر مذہب یا اسکے جانشین پر جہاد واجب ہو جائیگا۔

چنانچہ اسی بنا پر جناب امام حسین علیہ السلام نے امیر معاویہ کے جانشین زید یلید کو جبکہ وہ شرب خمر کرنے لگا اور حقوق الناس میں اور حدود امیر معاویہ کی شادی کی اور بہائی کی شادی کا مجدد تھیرنے لگا۔ تو متنبہ کرنا چاہا تھا۔ اور حضرت امام علیہ السلام اس خروج میں محقق تھے۔ کیونکہ خلافت دراصل انہیں کا حق تھا۔

رسالت ان وہم (جب جناب امام حسن علیہ السلام خلافت کو ترک کرنا چاہتے تھے۔ تو امیر معاویہ کو تفویض خلافت کے لیے کیوں انتخاب کیا تھا۔ اور خلافت کسی دوسرے کو کیوں سپرد نہیں فرمائی تھی۔ جناب امام کے اس انتخاب سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ امیر معاویہ اپنے عہد میں افضل صحابہ میں سے ہونگے جنکی وجہ سے جناب امام نے خلافت انکے سپرد فرمائی۔ ورنہ حضرت امام کسی دوسرے کو اس منصب کے لیے منتخب فرماتے۔

یہ وہم ہی عدم تتبع کتب سیر و تواریخ سے ناشی ہوتا ہے۔ کیونکہ جناب امام حسن علیہ السلام نے خلع خلافت کو وقت امیر معاویہ کو امارت عامہ سے سپرد فرمائی تھی اور دوسرے کو اس لیے منتخب نہیں کیا تھا کہ بغیر اسکے خون ریزی کا اندوہ محال تھا۔ اگر جناب امام عسکری اور صحابی کو امارت سپرد فرماتے تو ضرور امیر معاویہ ان سے ہی وہی معاملہ کرتے جو جناب امیر علیہ السلام سے کیا تھا۔

اسکے اسو اخلاق و رشد کا زمانہ منقنی ہو چکا تھا۔ اب مملکت حضور کے عہد کی صیغہ دار ہو نیوالی تھی۔ امیر معاویہ کے اور کوئی صحابی اسکو پسند نہیں کرتا تھا۔ لہذا اسے اعطایا تو اس نے امیر معاویہ ہی کو اس منصب کے لئے چھوڑا اور جسراہ کے لیے وہ برسوں کو کشت و خون کر رہا تھا۔ جسبہا انہیں کے سپرد کیا۔

ابن زبیر کہ امیر معاویہ تفویض کرتا کہ بعد ہی امام موسیٰ بن یونس کی نسبت اہل سنت و جماعت میں بہت خوشامد
 ہے فخر الاسلام بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: معاویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے
 والجماعۃ صداما و قال بعضهم لم یصر اماما انہ امریکہ افضل النبیاء بعد علی بن ابی طالب و انما
 یوشد هو افضل منہ بکثیر فی النسب العلم والتقوی والشجاعة و کان لدن من الصحابة لم یجدہ
 امام حق ولم یقلدہ عقدا لامامۃ ومعاویۃ ما کار من جملة ساداتہ و لکن کان من جملة الملاح
 یعنی جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد ہی امیر معاویہ بنی امیہ کے امیر بنے۔ یہاں پر یہ بھی لکھا ہے کہ
 کہ امام ہو گئے تھے اور بعض کہتے ہیں نہیں ہوئے بلکہ ان کے قول کے ساتھ کہ ہوا جو کہ
 ہوئے یہ ہے کہ امیر معاویہ بنی امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد اس وقت کہ چوتھوں نے اسے خلافت پر
 وقت اکثر ایسے صحابہ موجود تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ ابو جہر بن امیر معاویہ
 اور امیر معاویہ یقیناً دین میں بہترین تھے بلکہ بادشاہان دین سے تھے اس لیے جو صحابی اس وقت
 کیا اور ان پر امامت کا عقد ملین ہوا۔

اسی واسطے اہل علم امیر معاویہ کو خلفاء میں سے نہیں شمار کرتے بلکہ لوگ میں سمجھتے ہیں کہ معاویہ بنی امیہ
 علامہ حلال الدین اسمعیلی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صنف بہ تامل کرتے ہیں ابن سعید بن جبہ ان
 قال قلت لشیخنا ان بنی امیہ یرحمون ان الخلافة منهم قال کذبوا بنوا الزرقاء بدلہم ملوک من
 اشد الملوک و اول الملوک معاویۃ یعنی سعید بن جبہ ان کہتے ہیں میں نے سعید بن جبہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ
 کہ بنی امیہ اپنے آپ کو خلفاء جانتے ہیں وہ کہتے تھے کہ یہ نبی عورت کے جنے جھوٹ کہتے ہیں یہ لوگ سخت
 ترین بادشاہوں میں سے ہیں اور ان میں سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے۔

فخر الاسلام بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں معاویۃ ما کان من جملة الخلفاء و لکن کان من
 جملة الملوک علی ما روینا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الخلافة بعدک ثلاثون سنة ثم بعدہ ملوک
 عضوص قد تدر ثلاثون سنة علی راتہی کلامہ یعنی معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ غلوں میں سے
 تھے دلیل اس حدیث کو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک رہے
 گی نہراگے درندہ بادشاہی ہوگی۔ اور تیس برس جناب امیر علیہ السلام تک پورے ہو چکے تھے۔

آپ ان وہم (سوا و ظلم اہل سنت و جماعت) اس پر اتفاق کیا ہے کہ امیر معاویہ کی خطا خطائی اجتہاد
 ہے۔ اور جو اس میں غلطی ہو بلکہ باوجود اس کے اس کے مظالم و ظلم کا قائل ہونا ان کو یہ غلط
 اور غاصبی قرار دینا غلط ہے اور من شذوذ فی النار کے زمرہ میں داخل ہوتا ہے۔

یہ ایک بڑی مہاسی دلیل ہے جو اہل صفین کی ہزارت پر پیش کی جاتی ہے لیکن اس میں بوجہ متعدد نظر ہے ۔
 (الف) اگر غور کیا جاوے تو وہی دلیل امیر معاویہ اور ان کے متبعین پر منقلب ہو جاتی ہے کیونکہ جناب امیر کی خلافت کا انعقاد اہل حل و عقد کے اتفاق سے ہوا ہے اور حضرت امیر نے اہل صفین کے مقابلہ میں اسی دلیل کو پیش ہی کیا تھا۔ امیر معاویہ کی شرکت میں چند صحابہ جن کی تعداد جمع قحط سے تجاوز نہیں کرتی اہل شام کے نو مسلمانوں کی جمعیت کو ساتھ (جنگ) سورین میں باہر ہونے کی نسبت سعودی علیہ الرحمۃ نے بروج الذہب میں ایک مضمون کی حکایت لکھی جو یہ ناظرین سے قال رجل من اخواننا من اهل العلم کنا فی دمشق الشام نجث عن معاویۃ وعلی وکان قوم من العامة یاتون فیستمعون منا فقال لی ذات یوم بعضهم وکان اطفالهم واکبرهم لخیۃ کہ تطنبون علی معاویۃ فقلت فما تقول فی ذلک قال من ترد علی قلت علی ما تقول فیہ قال الیس هو ابو فاطمة قلت ومن کانت الفاطمة قال امرأۃ النبی صلی اللہ علیہ بنت عائشۃ اخت معاویۃ قلت فما کانت قصۃ علی قال قتل غزاة خین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم یعنی ہمارے اہل علم ہائیں ہیں سے ایک شخص فر کرتا ہے کہ ہم دمشق الشام میں جناب امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ کی نسبت بحث کیا کرتے تھے عوام الناس شامی ہماری گفتگو سن کر تھے ایک فردان میں سے ایک لائبی واری والا جوان میں نہایت عقلمند سمجھا جاتا تھا اگر ہم سے کہنے لگا کہ ہم علی اور معاویہ کے جنگ سے کو طویل دگے۔ مینے کہا تیری اس میں کیا رائے ہے۔ کہنے لگا تو کس کی نسبت پوچھتا ہے میں نے کہا علی کی نسبت لگا دہنی علی زوج فاطمہ کے باپ تھی مینے کہا فاطمہ کون تھیں کہنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی معاویہ کی بہن۔ مینے کہا اچھا یہ تو بتا کہ علی کا قصہ کیا ہے وہ بولا غزوہ جہنم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کیا تھا اس سوادِ عظیم کے خارق تصور نہیں کیے جاتے کہ جس پر تمام افاضل صحابہ اور مہاجرین و انصار اہل حل و عقد کا اجماع ہو چکا تھا پس وہ اہل سنت و جماعت کا گروہ جو امیر معاویہ کے خطا و منکر کے قائل ہیں کہو نہ سوادِ عظیم کے خارق تصور کیے جاسکتے ہیں ۔
 جبکہ اہل صفین کے وہن پر کبھی ہر کرام و اہل بیت عظام و انصار مدینہ کے سوادِ عظیم رکھتے ہیں اہل سنت و جماعت کو نزدیک اجماع و اصل انہیں کے اتفاق بار سے مراد ہے کی مخالفت کسی قسم کا دہبہ نہیں لگتا پس اگر کوئی شخص بعض کتب مشتبہہ کے برخلاف اہل صفین کی مددوری کو تسلیم کرے اور قبول ہو لانا چاہے علیہ الرحمۃ سے اختلافی کہ دہشت با حیدر۔ در خلافت صحابی دیگر۔ حق در اٹھا بدست حیدر بود۔ جنگ با او خطای منکر بود۔ کا قائل ہو تو اس کو کیوں خارق اجماع کہنا جاسکتا ہے ۔
 (ب) یہ بحث خطا بیات کی قسم سے پر نہایت سے ایسے دلائل اقوال و بیانات پر اکتفا کر لینا اتیان محبت

سے مخبر کی دلیل ہے اس کے مخالفین کی زبان طعن کشادہ ہوتی ہے اہل سنت و جماعت کو مخالف کہہ سکتے ہیں کہ حبیان کو گون نے ایسے دعویٰ سے دلیل امام خلافت بدیعہ پر اتفاق کر لیا ہے تو انکے دوسرے دلائل اور مقدمات مسلمہ بھی اسی قبیل ہی ہونگے ۔

(ج) اگر اتباع و سوا و عظم سے صرف اتباع کثرت ارا مراد ہے تو یہ بات ہرگز قابل تسلیم نہیں ورنہ حنبلیہ المذہب جنگی جماعت بمقابلہ احناف کو نہایت قلت کو ساتھ اسلامی دنیا میں آباد ہے۔ من فخذ شذنی النار کے مورد سمجھے جاتے ۔

سوا و عظم سے اجماع است مراد ہے اس نجات میں چند علماء کے اقوال نقل کرنے سے اجماع ثابت نہیں ہوتا بلکہ اگر تلاش کیا جائے تو صحابہ کی جماعت کے کسی صاحب کاتبہ نہیں ملتا کہ اس نے اہل صفین کی برائت پر کسی قسم کا اشارہ بھی کیا ہو۔ بلکہ جناب یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سب صحابہ کرام کی شرکت اور اہل صفین کے مقاتلہ کرنے سے بھی متبادر ہوتا ہے کہ سب مذکور رضوان اللہ علیہم اجمعین خلیفہ وقت کو ساتھ انکی مخالفت کو بناوٹ و لہجہ و لہجہ کو حسیان سمجھتے تھے۔ اور انکے ساتھ جنگ کرنا واجب جانتے تھے ۔

ایکے ماسوا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے انکو مخیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل یا عمار قتلک الفتنۃ الباغیۃ یا بدولایا تا جس کے وہ یقیناً اہل صفین کو۔ غاطی۔ باغی۔ عاصی سمجھتے تھے۔ اور ان کو ایسا سمجھنے میں بیت امام وقت انہوں نے اجماع کر لیا تھا۔ اور انکا اجماع قتلک الفتنۃ الباغیۃ سے مخصوص تھا ۔

احادیث متعلق شہاد و عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

(۱) عن ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار قتلک الفتنۃ الباغیۃ راخرجه المسلم والترہدی والنسائی واحمد) ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

(۲) عن ام سلمۃ قالت لما کان یوم الخندق وهو یطیرم اللبن وقد اغری شجرة صدف قال لہو اللہ مانیت وهو یقول اللہم ان الخیر خیر الاخرۃ فاخیر الانصار والہکجرہ + وقالت خلد عمار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتلک الفتنۃ الباغیۃ راخرجه النسائی) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انیشین اٹھا اٹھا کر دیتے تھے اور آپ کے سینہ اقدس کے بال مبارک غبار آلودہ ہو گئے تھے جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ اسے مجھ اب تک یاد ہے

بہشت فرما رہے تھے بچتین نیکی آخرت ہی کی ٹیکی ہے اس پر دو گنا تو انصار اور مہاجرین کو بخش دیا جسے میں عمار
آئے حضرت نے ان کو فرمایا بچے باجی گروہ قتل کریگا ۔

(۳) عن النبی بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ قاتل عمار وسائبہ فی النار و اخرجہ
الدیل (۱) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عمار
کا قاتل اور ان کو برا کہنے والا دوزخ میں ہوگا ۔

(۴) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال حدثنی من ہو خیر منی ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ ان رسول
اللہ ﷺ علیہ السلام قال لعمار تقتلک الفتنۃ الباغیۃ (اخرجہ النسائی) ابو سعید رضی اللہ عنہ نقل ہیں کہ
مجھ سے اس نے بیان کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باجی گروہ قتل کریگا ۔

(۵) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال کنا نمر المسجد وکنا نحمل لبنۃ لبنۃ وعمار ولبنین لبنین
فراہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفعل بنقض التراب عن راس عمار وھو یقول یا عمار لا تحمل کما یحملون
احملک قال انی اريد الاجرة من اللہ قال فجعل بنقض التراب عنہ وھو یقول یا عمار تقتلک الفتنۃ
الباغیۃ (اخرجہ الخوارزمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سید نبوی کی تعمیر کر رہے تھے
ہم ایک ایک اینٹ اٹا رہے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ
دیکھا آپ عمار کے سر سے مٹی جھاڑنے لگو اور فرمایا تم کیوں اپنے دوستوں کی طرح سے ایک ایک اینٹ نہیں اٹا
عمار نے عرض کیا میں خدا سے اجرت چاہتا ہوں حضرت نے ان کے سر سے مٹی جھاڑ کر فرمایا اسے عمار تجھے باغی
کا گروہ قتل کرے گا ۔

(۶) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال امرنا رسول اللہ ﷺ بقتال الناکثین والقاسطین
والمارقین قتلنا یا رسول اللہ امرنا بقتال هؤلاء فممن قال مع علی ابن ابیطالب معہ یقتل عمار
ابن یاسر (اخرجہ بن عساکر فی تاریخہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حکم دیا ہم نے عرض کیا
یا رسول اللہ حضور نے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ لڑنی کے لیے تو حکم دیا ہے مگر کس کی سمیت میں فرمایا
علی بن ابیطالب کی سمیت میں اور اگر ساتھ عمار بن یاسر ہی قتل ہو گئے ۔

(۷) عن حبتہ العرفی قال قلت لحدیثہ بن الیمان رضی اللہ عنہ حدثنا فانما نخاف الفتنۃ فقال
علیکم بالفتنۃ البیضا بن السمیۃ فان رسول اللہ ﷺ علیہ السلام قال تقتلہ الفتنۃ الباغیۃ

اخرجہ ابو بکر بن مردويه (حب بن عرنی نائل بن کسینہ بن یزید بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہا ہر من کچھ بتا دو گویا
مقتنون ہو کر تھے ہر من وہ کہنے لگے تمکو لازم ہے کہ اس گروہ کے ساتھ رہو تبسین ابن سمیع نے عمار بن یاسر بن
یونکہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا ہے کہ تجھے باعنی گروہ قتل کر لگیا ۔

(۸) عن جند العرنی قال شهد خزيمة في الجمل وهو لا يسل سيفه وشهد صفين وقال لا اسلي ابدا
تے بقتل عمار فانظر من يقتله فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يقتله الفئة الباغية قال فلما
قتل عمار قال خزيمة قد ظهرت لي الضلالة ثم اقترب فقاتل حتى قتل راخرجهما الخوارزمي (حب بن عرنی
قتل کرتے ہیں کہ خرمیہ رضی اللہ عنہ جبل میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے پیام سے شمشیر نکالی اور پر صغیر
میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں کہی تلوار نکالوں گا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائے تب تک
میں یہی کہوں گا کہ کون انکو شہید کرتا ہے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سن رہا ہوں کہ انکو باغیوں
کا روئے قتل کر لگیا جب عمار شہید ہو کر خرمیہ کہنے لگے اب مجھ کو ابھی ظاہر ہو گئی ہے ہرگز بکر لڑے اور شہید
ہو گئے ۔ انامہ و انما لہ احجون

(۹) عن محمد بن عمار بن خزيمة بن ثابت قال شهد خزيمة الجمل وهو لا يسل سيفه وشهد صفين
ولم يقاتل وقال لا اقاتل حتى يقتل عمار فانظر من يقتله فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
تقتله الفئة الباغية فلما قتل عمار قال خزيمة قد ظهرت لي الضلالة ثم تقدم فقاتل حتى قتل راخرجه
ابن الاثير في اسد الغابة واحد) عمار بن خرمیہ بن ثابت الانصاری ہو مقول ہے کہ خرمیہ جبل میں حاضر تھے
لیکن انہوں نے اپنی تلوار نہ نکالی اور پر صغیر میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں نہیں لڑوں گا جب تک
کہ عمار شہید نہ ہو جائے تب تک میں دیکھ رہا ہوں کہ انکو کون شہید کرتا ہے کیونکہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باعنی گروہ قتل کر لگیا جب عمار شہید ہو گئے خرمیہ رضی اللہ عنہ کہنے
لگے اب گمراہی کا مجھ پہ ظہار ہو گیا ہے ۔ ہرگز خرمیہ شہید ہے اور لڑائی کی اور قتل ہو گئے ۔

ثم اخبرني جندب بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ستقاتك الفئة الباغية وانت على
الحق فيزول عنك ظميرك فيراخوهم حساك في تارخهم عمار بن ياسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
جو علی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی غمگین تو باغیوں کے گروہ کو لڑ لگیا اور تو حق پر ہو گا جو تیرے
معدن کر لگا دے گا وہ تیرے ہرگز نہیں ہو گا ۔

ثم اخبرني جندب بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ستقاتك الفئة الباغية وانت على
الحق فيزول عنك ظميرك فيراخوهم حساك في تارخهم عمار بن ياسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۱۴ عن عبد الله بن عمر بن الخطاب قال: يا حيان قتل عمار و قد قتل رسول الله صلى الله عليه وآله ما قال
قال عمر لعاديتنا اسم ما يقول عبد الله فقال: لا قتل من جاء به و تتمعه اهل الشام فقالوا انما قتل من
جاء به فبلغت علياً فقال يكون النبي صلى الله عليه وآله قاتل حمزة لا نجانبه راخرجه الخوازمي) عبد الله
مروين العاص اپنے باپ کے کہنے لگا جیسا عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ جو کوچہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مافرا دیا ہے عمرو بن العاص عمار کے کئی لگا سنتے: یہ کیا کردہ ہوا ہے معاویہ کہنے لگا کیا پہنے عمار تو مارا ہے
میں شخص نے مارا۔ اچھا سو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ یہ بات شہسویں نے سنی وہ بی بی سی کہنے لگ گئے کہ عمار کو اس نے
تل کیا جو اسے اپنا ساتر لایا تھا۔ جبکہ جہاں با میر نے یہ بات سنی فرمایا پس حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شہید کیونکہ حضرت ہی انکو لڑائی کے لیے یگئے تھے۔

۱۵ عن علقمة و الاسود قال اتينا ابا ايوب الانصاري، رضی اللہ عنہ عند منصور بن صفين فقلنا
يا ابا ايوب، ان الله الرسل بنزل محمد صلى الله عليه وآله و بيتهك و الجحى ناقته تفضل الله و اكرامك
حقه اناخت على بابك دون الناس فوجئت بسيفك على رقبتك تضرب اهل كاه الله فقال يا
هذان از رسول الله صلى الله عليه وآله امرنا بقتال ثلاث سم على الناكثين و انقاسطين و المارقين
نأما الناكثون فقد قاتلناهم اهل الجبل و القاسطون فوجئنا من عندهم و المارقون فهم
اهل الطرفاء و النخيلات و اهل النهر ان والله ما ادرى اين هم و كن لا بد من قتالهم ان شاء الله قال
وكان في بيتي رسول الله صلى الله عليه وآله و ليس في البيت غير رسول الله صلى الله عليه وآله و علي جالس
عن يمينه و انا غريباره و انس قائم بين يديه اذ تحرك الباب فقال صلى الله عليه وآله انظروا اين من في
الباب فخرج انس فقال هذا عمار بن ياسر فقال افتح لعمار الطيب الطيب ففتح انس و دخل عمار فسلم على
رسول الله صلى الله عليه وآله فرجبه رسول الله صلى الله عليه وآله و قال انه سيكون من بعدك فتنة و امنه
حتى يختلف السيف فيما بينهم و حتى تقتل بعضهم بعضا فاذا رأيت يا عمار ذلالي فليك بهذا
الاصلي و ان سلك الناس الى واد فاسلك و امي ان عليا لا يردك عن هك و لا يدالك على
رضي يا عمار طاعت علي طاعتني طاعت الله يا عمار من يقلد سيفاً عاد به عاي على
جمل قلل الله تعالى يوم القيمة و شاحين من درو من يقلد سيفاً اعان به عدو علي قال الله يوم
القيامة و شاحين من نار راخرجه و ابن عساكر و زاد الخوازمي يا عمار تقتلك الفتنة الباغية و انت
على الحق و الحق معك علفه اور اسو و کہتے ہیں جیسا ابوبہ انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے لڑے۔ ہم
انکے پہننے کو گئے پہننے ان کو کہا اور ابوبہ بیشک آپ کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرود کش ہو گئے۔

سے پروردگار نے آپ پر ثواب کرم کیا اور دوسرے گھر کے و احضرت کی اونٹنی آپ کے دروازہ پر بیٹھ گئی یہ خدا کا خاص فضل تھا آپ کے لیے اب آپ کا کہنے والوں کو قتل کے یو کندہ ہے پر تلوار رکھ کر آنے میں راہ دیا کہنے لگے جناب رسالت ﷺ نے ہم کو بعیت جناب امینہ کشتین اور قاسطین اور یارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فرمایا تھا پس کشتین اصحاب جمل ہیں۔ اور قاسطین یہ ہماری واپسی انکے پاس سے ہے اور یارقین اہل طرفہ اور خیل اور اہل نہروان ہیں و امینہ بنین معلوم کہ اس وقت وہ کنان میں۔ لیکن انشاء اللہ انکے ساتھ ہی جنگ کی ضروری ہے۔ پھر ابو ایوب کہنے لگے کہ میرے گھر میں حضرت رونق افروز تھے اور علی و ہنے طرف بیٹھے ہوئے تھے اور میں بائیں طرف تھا۔ انس سامنے کھڑے تھے تاکہ ان دروازہ ہا حضرت کو فرمایا احوال نس فیکہ دروازہ پر کون ہے انس باہر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عمار بن یاسر میں حضرت نے فرمایا عمار پاک اور پاکیزہ کرنے والے کے لیے دروازہ کھول دے۔ عمار نے حاضر ہو کر حضرت کو سلام عرض کیا حضرت نے جواب سلام اور مرحبا کہہ کر فرمایا اے عمار عنقریب میری ہمت میں فتنہ ہوگا یہاں تک کہ لوگوں میں تلوار چل جائے گی اور ایک دوسرے کو قتل کریگا اے عمار جب تو لوگوں کو دیکھے کہ اپنا ہاتھ تلوار سے ہین بچے لازم ہے کہ اس صلح یعنی جناب امیر کا ساتھ اختیار کرے۔ علی تجھے ہدایت سونپیں پھر لگا۔ اور برائی کی طرف رہنمائی نہیں کریگا۔ اے عمار علی کی اطاعت میری اطاعت ہو اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہو اے عمار اگر کوئی شمشیر اسیلے حامل کرے کہ اس سے علی کی اعانت کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے موتیوں کی حامل بنائے گا اور اگر کوئی اسیلے شمشیر حامل کرے کہ اس سے علی کے دشمنوں کی مدد کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آگ کی حامل اسکی گردن میں ڈالے گا۔ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں یہ الفاظ اور زیادہ روایت کیے ہیں کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا اور توحق کے ساتھ اور حق قیور ساتھ ہوگا (۱۶) عن عبد اللہ بن حبیب قال اخبرني ابي قال قال ابن عمر حين حضرو الموت ما وجد في نفسي من الدنيا الا اني لما قاتلت الفئة الباغية راسدا لغابة عبد الله بن حبیب کہتا ہے کہ مجھے سے سیر باب نے بیان کیا ہے کہ حبیب بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا کہنے لگے مجھے دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں مگر یہ کہ میں باغی گروہ کے ساتھ نہیں لڑا۔

(۱۷) عن الاسود بن مسعود بن خطلة بن خويلد قال كنت عند معاوية فانا رجلا نختصمان في راس عمار يقول كل واحد منهما انا قتلته فقال عبد الله بن عمر ليطلب احدكما نفسا اصلحه فان سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعمار تقتلك الفئة الباغية راجحه النساء في مسعود بن مسعود بن خطلة بن خويلد قل هو الذي هو معاديه کے پاس موجود تھا کہ وہ شجر عمار کے سر کے لیے جگڑتے ہوئے اسے ہر ایک

ان میں ہی کہتا تھا کہ میں نے انکو قتل کیا ہے عبداللہ بن عمر و کہنے لگا تم دونوں میں ہر ایک کو خون ہونا چاہیے دوسرے کی ذلت ہو کیونکہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کافر مارے جے کہ اسے عمار بچے بغیر کا گروہ قتل کر لے گا۔

قال الامام ابوالمعالی فی کتاب الارشاد حدیث تقتل الفتنۃ الباغیۃ هو من اثبت الاخبایا امام ابوالکمال کتاب ارشاد میں لکھتے ہیں کہ حدیث تقتل الفتنۃ الباغیۃ ثابت شدہ احادیث میں سے ہے۔
قال العلامة بن عبد البر فی الاستیعاب و تواتر الاخبار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال قتل عمار الفتنۃ الباغیۃ و هذا اخبار بالاضیف اعلام نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو من اصحاب الاحادیث علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ شیخا میں لکھتے ہیں متواتر حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہوئی ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے جو کو باغیوں کی گروہ قتل کر لے گا۔ اور یہ حضرت کی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے اور نہایت صحیح احادیث میں سے ہے (تفسیر) بعض متاخرین نے جو باغی کی ایک طویل دلیل تاویل کی ہے اس پر بھی آتی ہے صحابہ کرام کو ہرگز اسکا خیال تک ہی نہیں تھا۔

ابن طلحۃ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالبہ من لکھتے ہیں قبل معاویۃ کان من کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کان ذال المؤمنین فکف یحکم علیہ علی من معہ یكونهم یقتال علی بغاۃ فی صلہم جائز عن سنن الصواب یقصدهم قاصدین بما ارتکبوا من فہم الجبن فی ذمۃ الخارجین عن طاعة ربهم قلت لہما حکم علیہم بصفة البغی ولو اذمها و صنعوا و افتراء و اختراعا بل حکمت بہما نقلا ق واتباعا فانه روى الائمة الاعیان من الحدیثین فی مسانیدہم الصحاح احادیث متعدده ترقم کل واحد منهم حدیثہ بسند الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یاربنا یا سر تقتل الفتنۃ الباغیۃ و هذا الاحادیث لا یخطئ فی اسنادها و لا اضطراب فی متونها فثبت بہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصف الفتنۃ القاتلۃ عمارا بكونها باغیۃ و صفة البغی لا ینفک عنها وھی لازمہا۔ و البغی عیان عن الظلم و قصد الفساد فکل من کان باغیا کان ظالما جائرا و کان قاسطا خارجا عن طاعة ربہ فتكون الفتنۃ القاتلۃ عمارا متصفۃ بہذا الصفات بخلاف الصادق المصدق (انتق کلامہ) خلاصہ کلام فاضل ہے کہ اکثر یہ بات کسی جاتی ہے کہ امیر معاویہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب اور مسلمانوں کے مانوں تو تم اپنے اور انکے متبعین پر علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے میں کس طرح سے بغاوت کا حکم لگائے ہو کہ وہ اپنے فعل میں راہ صواب پر پیشے ہوئے اور قصد بغاوت کو ترک کیا اور خدا کی اطاعت سے خارج ہو نہ ان کے گروہ میں داخل ہو نہ والے جے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے اپنے بغاوت کی وصف

اور اسکے لوازمات کا حکم نباوٹ اور جھوٹ اور اپنی طرف سے گواہی نہ دینے بلکہ سینے پر حکم بوجہ نقل اور اتباع کے کیا ہے۔ جبکہ محدثین میں سر شہداء ائمہ نے اپنی صحیح سندوں میں متعدد حدیثوں کے ذمیان حدایت کیا ہے اور ہر ایک ان میں سے اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے کہ عمار سے فرمایا تھا تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ یہ ایسی حدیثیں ہیں کہ جنکی اسناد میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہے۔ اور ان احادیث کو مستون میں ہی کسی قسم کا اضطراب نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلون کے گروہ کا وصف باغی ہونیکے ساتھ قرار دیا ہے۔ اور یعنی کا وصف اس گروہ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس گروہ کے لیے یہ وصف لازم ہے۔ اور بغاوت کے معنی ظلم اور کثرت فساد کے ہیں پس جس شخص کے باغی ہے وہ ظالم اور جائز اور عدل سے تجاوز کرنے والا ہے اور خدا کی اطاعت سے خارج ہو نوالا ہے۔ پس عمار کے قتل کرنیوالوں کا گروہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ان صفات کے ساتھ متصف ٹھہرا۔

بعض علما کا قول ہے کہ اہل صفین میں سے جو شخص خاص کے وصف صحابیت کہتے تھے انکے ان افعال سے اغماض بہتر ہے کیونکہ وہ لوگ اگرچہ باطل پرست تھے لیکن اس فعل میں متادل تھے۔ یعنی انکو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا۔ ورنہ وہ ہرگز ایسا ارتکاب نہ کرتے جنہیں علامہ ربوہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں دکان علی الحق و معاویۃ علی الباطل الا انہ کلن مشا ای خیرا لما بطلانہ فیما یفعل یعنی جناب امیر حق پرست تھے اور امیر معاویہ باطل پرست مگر اپنے فعل میں تاویل کرنے والا تھا یعنی اسکو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا۔

لیکن یہ بات ہرگز صحیح نہیں آتی کہ جب جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور امیر معاویہ کو معلوم ہوا کہ انکی شہادت ہمارے گروہ کے ہاتھوں سے واقع ہوئی ہے۔ اور انکے قاتلون کی نسبت حضرت نے فتنہ باغیہ کا حکم لگایا ہے جس کا بخود انکو ہی علم حاصل ہو گیا تھا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ ہر کوئی ایسی تاویل تھی جو ان کو اس جنگ پر مجبور کر رہی تھی۔

اب اگر کوئی پیشہ کرے کہ شاید انکو جناب عمار کی شہادت کی خبر نہ ملی ہو یا اسکے متعلق حسب قدر کہ احادیث وارد ہوئی ہیں ان سے انکو علم نہ حاصل ہوا ہو۔

لیکن یہ امر بایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے انکو ان احادیث کا بخوبی علم تھا۔ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی رحمہما انکی حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے انکو اس حدیث سے مطلع کر دیا تھا۔
یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس فعل سے اغماض کیا جاتا ہے وہ سرگزمل خیر نہیں ہو سکتا کہ جس کا عامل خدا سے احقر ہو سکتا ہے۔ بعض علما اس محاربت اور مخالفت کو حرام جانتے رہے ہیں شرح مواقف میں یہ سید شریف علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں واللہ علیہ الجھون من الائمۃ ہوان الخلی قتلۃ عثمان و عابوا علی لانہما اما مان فہم القتل والمخالفة قطعاً

بالحلا یروج بہا یراہ اجتہاد المیق فی الدنیا صجل اذلابات احد منکر الا وقد اھل بخدرا
 اصبی نھہ کر لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ کو دوست کے خلافی الاجتہاد سرزد ہوا ہے جو فاعل کے یہ خدا کو غفلت سے کیجا سکتی ہو اور وہ جنت خلد
 بعد جات عالی میں ہو گا ہم کہتے ہیں تم لگ جھٹکتے ہو اگر تمہارا قول سچ ہے تو پھر حضرت نے مجھے کیوں فرمایا تھا کہ عمار کا قاتل اور اس کی مقتول ہو
 بعد اسکے متیار لیجیو الا جہنم میں ہو گا امیر معاویہ کے لیے الکو جنگ کے بدی میں اجتہاد کا دعویٰ کرنا ایسا ہے جیسے کہ ابن حزم باوجود اس قدر علم و فضل
 نے ابن بلجم شقی الاخرین کو جبنا امیر کے قتل میں مجتہد قرار دیا ہے چنانچہ ابن حجر نے ملخص میں ابن حزم سے کہا کہ تو نقل کیا ہے جو جبکہ کوئی شخص اپنے
 ہوا ہوں کے کٹورے پر سوار ہو کر دنیا میں مکنا شروع کرے تو جبکو چاہے اجتہاد کہے ایسی ایسی تاویلات سے دنیا میں
 وئی ہر باطل نہیں رہیگا جسکے لیے عذر نہ گہرا لیا جائے۔

قال عمر بن مظفر الوردی فی فتح مآخذ المختصر فی اخبار البشر فیہا ای فی شئہ سبع وسبعین ومائۃ توفی
 الکوفۃ ابو عبد اللہ شریک بن عبد اللہ بن ابی شریک توفی القضا ايام المہدی ثم عثر لہ الہادی کا
 عالما عادلا کثیرا لصواب خراجہ اب ذکر چند معاویہ بالعلم فقال لیس بحلیم من سفہ الحق وقاتل
 علیا عمرو بن مظفر الوردی کتاب تہذیب المختصر فی اخبار البشر میں لکھا ہے کہ قاضی شریک کا مسئلہ میں ہتھال ہوا یہ وہ مہدی باہر کی خات
 یزمانہ میں قاضی بغداد تہ نہایت ہی عالم منصف کثیر لصواب خراجہ اب تو کسی شخص نے انکے پاس ذکر کیا کہ امیر معاویہ بڑی ہی
 حلیم تھے وہ کہتے لگے جو شخص کحق سے نادان نہ جائے اور حضرت علیہ السلام سے جنگ کرنے وہ ہرگز حلیم نہیں
 ہو سکتا۔

امیر معاویہ کو ہم ہی صحابی اور خال ہونے میں جانتے ہیں۔ خلا نہ پر رحم کرے۔ مانکے بعض افعال سے دل لرزتا ہے
 لیکن بجا ظن شریعت کے نہیں کہا جاسکتا۔ صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ انہی خطائے منکر مرزد ہوئی ہے۔
 اس کا بکے سوا ان سے بعض امور ایسے مرزد ہوئے ہیں کہ جنگ کے بیان کرنے سے دل کانپ اٹھتا ہے مثلاً
 جناب المعمر بن علیہ السلام جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دلوانا جسکی نسبت علامہ ابن عبد البر نے
 استیعاب میں اور سعودی نے مروج الذهب میں لکھا ہے قال قتادۃ سم الحسن بن علی سمۃ امرأۃ الجعد
 بنت الاشعث وقالت لما نفع کان ذلک بتدسیس معاویۃ یعنی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی
 علیہ وعلیہ السلام کو انکی زوجہ بنت الاشعث نے زہر دیا اور ایک طالع کامل ہے کہ یہ زہر دیا ساق
 کی لاگ ہوتا۔

علی ہذا حجرت عدی جیسے استجاب الدعوات صحابی کو جنگی نسبت علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں
 قال احمد قلت لجمی بن سلیمان ابلغك ان حجرا کان مستجابا لدعوی قال نعم وکان من افاضل اصحاب
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی احمد کہتے ہیں کہ سینے سے پوچھا گیا تمہیں معلوم ہے کہ حجر مستجاب الدعوات

تجہ وہ کہنے لگے ہاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب میں سوتھے لیکن وہ بوک سے اور پاس سے مروانا چٹانچہ علامہ جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن ابی سعید الخدری عن معاویہ بن جراح عن علی عا ثتہ فاستاذن علیہا فاذا نزلت لہ فلما قد قالت لہ یا معاویہ اما خشیت اللہ فی قتل حبیب ابن عدی و اصحابہ یعنی سعید بن مسری و روایت ہو کہ معاویہ نے جبکہ حج کیا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے اذن طلب کیا جناب ام المومنین نے اذن عطا فرمایا حبیبہ بیٹہ گیا فرمانے لگے ہاں سے معاویہ تجھے حجر بن عدی اور اسکے دوستوں کے قتل کرنے میں خدا کا خوف نہ آیا ۔

لکے سوائے بعض محدثات ایسے ہیں کہ جنکے سنو سے دل سخت بیقرار ہوتا ہے چنانچہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو توڑنا جسکی نسبت علامہ جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن سعید بن دینار قال قال معاویہ انی رأیت منبر رسول اللہ ﷺ وعصاء لایرکان بالمدينة وھم قتلہ عثمان واعدائہ فلما قدم طلب لعصا وھی عند سعد القرظ فجاء ابو ہریرہ وجابر بن عبد اللہ فقالا لک کرک اللہ غر حیا ان تفعل هذا فان هذا لا یصلحہ مخیر منبر رسول اللہ ﷺ من موضعہ وخرج عصا الی الشام فانقل السجد فاقصر وزاد فیہ نبت رجبات فھو الیوم ثمانی درجات فاعتد للناس مصا صنع یسع سعید بن دینار ناقل ہو کہ امیر معاویہ نے کہا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب رسالت آب جلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عصا کو مدینہ میں نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ یہ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور دشمن ہیں جب عصا کو کہ سعد بن قرظ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا منگوایا ابو ہریرہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہہنے لگے ہم تجھے خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اس امر کو مست کر۔ کیونکہ جس مقام پر حضرت نے اپنے منبر مبارک کو نصب فرمایا ہے اس مقام سے ہٹانا اور آپکے عصا مبارک کا شام میں لیجانا اچھا نہیں ہے۔ لیکن معاویہ نے منبر کو توڑ کر اسکے چودے اور ٹبر باویسے اب وہ خیل آٹھ سیر بیونکا ہے۔ ہر لوگوں کے پاس اپنے ہر ارتکاب کا عذر پیفر کیا ۔

اسی طرح سے لوگوں کا حضی کرنا ہی انہیں کے محدثات میں سے ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں وفي الاوائل للمسکری قال معاویہ اول من اتخذ الخصیان لخاص خدمتہ یعنی مسکری کتاب الاوائل میں لکھتے ہیں کہ پہلے اسلام میں جس نے کہ آلت کی حضی خواجہ سرا اپنی خدمت میں کے لیے مقرر کیے وہ امیر معاویہ ہیں ۔

علی بن ابی طالب سیرت بخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ وقصر کی سنت پر بخلاف محمد بن ابی بکر

علیہ السلام اپنے ناخلف زید پدید کو ولی عہد بنانا اور اس کے پچھ سویت لینا ہی انہیں کے محدثات سے ہے ۔
 اخرج البخاری والنسائی وابن ابی حاتم فی تفسیرہ واللفظ لہ من طرق ان مروان خطیب بالمدينة وهو
 علی الحجاز من قبل معاویہ فقال ان امیر المؤمنین قد رای ان یتخلف علیک ولان زید سنتہ ابی بکر
 وعمر فقام عبد الرحمن بن ابی بکر فقال سنتہ کسری وقہران ابابکر وعمر لم یصل فی اولادہما ولا فی احد
 من اہل بیتہما امام بخاری اور نسائی اور ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں اور لفظ اپنی ہی طریق کو مرقی
 ہیں کہ مروان نجد میں خطبہ پڑھا وہ اس وقت معاویہ کی طرف سے حجاز کا عامل تھا کہنے لگا امیر معاویہ سے مناسب
 سمجھا ہے کہ اپنے بیٹے زید کو اپنے بعد تمہارا خلیفہ بنائے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر عبد الرحمن
 بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ قہر و کسری کی سنت پر کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اولاد نہیں ملا دیا انہوں نے
 میں سے نہیں ملا کر دی کیونکہ زید قہر و کسری سے برا کیوں نہ ہو ۔ لیکن امیر معاویہ کا زید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانا حضرت ابوبکر
 اور عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کو موافق تھا کیونکہ انہوں نے ہی اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا
 البتہ استخلاف فی نفسہ برا نہیں مگر معاویہ حسب عہد نامہ زید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانیکے مجاز نہیں تھے کیونکہ
 عہد نامہ میں ایک شرط یہی تھی کہ امیر معاویہ کے بعد خلافت پر خاندان نبوت کی طرف عود کرے گی چنانچہ
 علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں و ذکر محمد بن قدامۃ فی کتابہ الخوارج بسند
 قوی الی ابی بصرہ انہ سمع الحسن بن علی یقول فی خطبہ عند معاویۃ اقلی شتر طت علی معاویۃ لنفسہ
 الخلفۃ واخرج ابن ابی خثیمۃ من طریق عبد اللہ بن شاذب قال لما قتل علی سار الحسن بن علی فی
 اہل العراق ومعاویۃ فی اہل الشام فالتقوا فکرم الحسن القتال وبایع معاویۃ علی ان یصل الی لواء
 الحسن من بعد محمد بن قدامۃ کتاب الخوارج میں سند قوی کے ساتھ ابی بصرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں
 نے جناب امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ کے پاس خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا تھا کہ مجھے معاویہ سے اپنی خلافت
 کے لیے شرط ملی ہے ۔ اور ابن ابی خثیمہ عبد اللہ بن شاذب کے طریق سے ناقل ہیں کہ جب جناب امیر معاویہ
 السلام ٹھہر ہو گئے ۔ امام حسن علیہ السلام عراق کے لشکر کے ساتھ اور امیر معاویہ شام کے ساتھ روانہ ہوئے
 اور جب دونوں لشکر باہم اکٹھے ہوئے جناب امام حسن علیہ السلام نے جنگ کرنا مناسب سمجھا معاویہ سے اپنے بیٹے
 کے لیے عہد لیکر بیعت کر لی ۔

معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے اسی عہد کے خوف کی وجہ سے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا تھا کہ اگر امام
 حسن علیہ السلام میرے بعد زندہ تو حسب عہد نامہ خلیفہ بن جائیں گے اور میرا بیٹا زید خلافت سے محروم ہو جائیگا
 نماز عید کے پہلے خطبہ بر خلافت سنت نبوی پڑھنا ہی انہیں سے محدثات سے ہے قال الزہری اول من

حدث الخطبة قبل الصلاة في العيد معاوية بنی امام مالک حمزہ اسد علیہ السلام استاذہ ہری رحمۃ اللہ علیہ
 رتے ہیں کہ امیر معاویہ نے نماز عید سے پہلے خطبہ پڑھنا لکھا ہے ۔

لما راہ بن عبد البر نے ہتیاب بن کتبے میں قالوا انہ اول من جل ابنہ ولی عہد خلیفۃ بعدہ فی حقہ
 قال الزبیری ہون اتخذ دیوان الخاتمہ امر بہدا یا النیدوز والمہرجان واول من قتل صبرا وجملا
 واول من اتخذ الخشیاء فی الاسلام واول من بلغ درجات المنبر خمسۃ عشر مرۃ خلاصہ تقریر علامہ
 ہے کہ امیر معاویہ وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے اول اپنے بیٹے کو ولیعہد خلیفہ اپنے پیچھے مقرر کیا۔ انہی میں
 ہیں۔ اندر زیر کہتے ہیں کہ اول دفتر پر چرنگا نا ہی انہی کی ایجاد ہے۔ اور سب سے اول اسلام میں نور خداؤ
 تھرا ان اعیاد و محوس کے لیے تحائف لینا اور دینا ہی انہی سے ہوا ہے۔ اور امیر معاویہ ہی نے سب سے پہلے
 آدمی کو بھوکا پیاسا رکھ کر مارا ہے۔ اور امیر معاویہ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام میں
 لوگوں کو اپنی خدمت کے لیے خشی کرایا ہے۔ اور انہوں نے ہی منبر کی پندرہ ستر بیان زیادہ بڑائی میں
 اب ہم پوچھتے ہیں کیا یہ سب امور محدثات جو انکی اولیات کے نام سے مشہور و معروف ہیں خطائے
 الاجتہاد تھے اور اگر خطائی الاجتہاد تھی تو کل محدث ضلالہ و شرالاسود محدثات ہا پر کون سے امور ہو
 سکتے ہیں ۔

جناب امیر علیہ السلام کا خوارج سے جنگ کرنا

(۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علی انک مبتلی بالخوارج وانت اول
 من یقاتلہم فلا تتبع مدبرہ ولا تجھز ان علی جریح راخرجه البغوی والدیلی ابو ہریرہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تو خوارج سے آزمایا جائیگا۔ اور
 تو سب سے اول ان سے لڑیگا۔ پس بہا کہتے کا پوچھا نہ کریو اور زحمتی کو نہ مار پو ۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم یقسم قسما آتاء
 ذوالنویصرہ فقال یا رسول اللہ اعدل قال ویجاک ومن یعدل اذالم اعدل فقال عمر یا رسول اللہ
 ائذن لی حتی اضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعه فان لا احنا ہا یحقر احدکم و صلوتہ
 مع صلوتہم وصیامہ مع صیامہم یقرئ القرآن لا یجاء و ترا قبضہ عمر قون من الدین کما یرق
 السہم من الرمیۃ حتی ان احدکم ینظر الی نصلہ فلا یجد شیئا ثم ینظر الی رصافہ فلا یجد شیئا ثم
 ینظر الی نضیہ فلا یجد فیہ شیئا ثم ینظر الی قدرہ فلا یجد شیئا قد سبق الفرت والدم یخرجون

علی غیر فرقہ من الناس انہم رجل مخرج از حجر احدی ثدی المرحۃ او کالبضعتہ و یقال
 ابو سعید اشہد شہدت ہذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اشہد انی کنت مع علی بن ابی طالب حین
 قاتلہم فارسل الی القتل فاق بہ علی نعمت الذی نعمت بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لہذا الخ
 طرق کثیرہ اخرجہ الثیخان وغیرہما ابوداؤد الطیالسی والنسائی واحمد وابویعلی والحاکم
 الخطیب قد رواہ غیر ابی سعید جماعۃ من الصحابۃ مثل علی وعمر و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن مسعود
 و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن الحباب بن الارت و عقبہ بن عامر و سعد و عمار بن یاسر رضی
 اللہ عنہم فالروایۃ الاولی اخرجہ احمد و البخاری و المسلم و النسائی و ابن جریر و الثانیۃ اخرجہ
 ابونصر السفیری صاحب الابانہ و الخطیب ابن عساکر و الثالثۃ اخرجہ احمد و الطبرانی و الرابعۃ اخرجہ
 الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول و الخامسۃ اخرجہ ابوداؤد الطیالسی و السادسۃ اخرجہ احمد
 و الطبرانی و الحاکم و ابونعیم فی الحلیۃ و السابعۃ اخرجہ الطبرانی و الثامنۃ اخرجہ احمد و ابن جریر
 و الطبرانی و التاسعۃ اخرجہ البخاری و العاشرة و الحادیۃ عشر اخرجہما الطبرانی و الثانیۃ عشر
 اخرجہ ابن ابی شیبہ و احمد و النسائی و الطبرانی و الحاکم و الثالثۃ عشر اخرجہ ابن جریر و الثالث
 عشر اخرجہ الحکیم فی نوادر الاصول و الطبرانی فی الکبیر و الخامسۃ عشر اخرجہ رواۃ سعید
 عمار معاً اخرجہ الطبرانی (قل الا برار) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رواہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم جب
 رسالت ابی علیہ السلام کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت غنیمت کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ دو
 الخویصو آکر کہنے لگا یا رسول اللہ عدل کیجیے۔ آپ ارشاد فرمایا تجھ پر بلا کی ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر
 کون کر لینگا۔ عرضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مجھے ہلکی گردن مارنے کی اجازت ہو۔ فرمایا چوڑو
 اسکے ساتھی ایکے ہیں تمہاری نماز تمکو انکی نماز کے مقابل اور تمہارے روزانے کے روزوں کے مقابل حقیر معلوم
 ہونگے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن انکے گلو سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے بہاگین گئے جس
 طرح سے کہ تیر کمان سے بہاگتا ہے۔ یہاں تک کہ دیکھتے تم سب کوئی اپنے پیکان کی طرف۔ پس کوئی چیز
 اس میں نہیں پائے گا۔ پس نگاہ گردیگا اسکے سو فار کی طرف پس نہیں پائے گا اس میں کوئی شے پھر
 نگاہ کرے گا اسکے ہون کس طرف پس نہ پائے گا اس میں کوئی چیز۔ گند۔ اسے وہ تیر سرگین اور خلع میں۔ وہ ایک
 بہترین گروہ پر خروج کرینگے انکی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک مخرج سینے ناقص الخلقۃ سیاہ چشم آدمی ہوگا
 ایک دودھ ہکا عورت کے ہستان یا مثل گوشت کو ٹڑے کی حرکت کو نہا ہوگا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
 کہتے ہیں کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے

سنی ہے اور اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ امین علی بن ابی طالب کے ساتھ تھا جب کہ وہ اس گروہ کے ساتھ جنگ کر رہے تھے جناب امیر نے لوگوں کو مقتولوں کی طرف بھیجا اور وہ لوگ نخرج کو اٹھا لائے۔ جو نشانیاں کہ حضرت نے بیان فرمائی تھیں وہ سب باہمین موجود تھیں۔ * حدیث گو شیخین اور شیخین کے سوا ابوداؤد و الطیالسی اور امام احمد بن حنبل۔ اور ابویعلیٰ اور ابن حبان اور حاکم اور خطیب رحمہم اللہ نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے سوا اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مثل جناب علی و عمر اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور عبد بن الخطاب بن اللات اور عبد اللہ بن مسعود اور عتبہ بن عامر اور سعد اور عماد بن یاسر نے بھی روایت کیا ہے۔ *

پس ان روایات میں سے پہلی روایت وہ ہے کہ جب کو امام احمد بن حنبل اور امام بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے۔ * دوسری روایت وہ ہے جب کو ابونضر سجری مصنف کتاب ابانہ اور خطیب بغداد اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔ *

اور تیسری وہ ہے جسے امام احمد اور طبرانی نے ذکر کیا اور دسویں { کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور چوتھی روایت کو حکیم ترمذی نے نو اور الاصول اور گیارہویں { کو طبرانی نے روایت کیا ہے میں لکھا ہے۔ * اور پانچویں کو ابوداؤد و الطیالسی نے درج کیا ہے اور چھٹی کو امام احمد اور طبرانی اور حاکم اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں مذکور کیا ہے۔ * اور ساتویں کو طبرانی نے لکھا ہے۔ * اور اٹھویں کو امام احمد اور ابن جریر نے بیان کیا ہے پندرہویں۔ یعنی شہداء بن یاسر کی روایت کو طبرانی نے بیان کیا ہے۔ * اور نوین کو امام بخاری نے لکھا ہے۔ *

(۳) عن حاصم بن کلیب عن ابیہ قال کنت عند علی جالسا اذ دخل رجل علیہ ثياب السفر وعلی یکلہ التنا ویکلمہ فقال یا امیر المؤمنین ان اذن لی ان اکلہ فلم یلتفت الیہ وشفله ما هو فی مجلس الی رجل فذالہ ما خبرک فقال کنت معتمرا فلقیت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت هو لاہ القوم الذین خرجوا فی ارضکم بما یمون حرورتہ قلت خرجوا الی موضع یمون حرورتہ فافتمی بذلك فقالت سلونی عن شہد منکم یعنی هلکم منکم لو شام ابن ابی طالب لا خبرکم خبرا فحبت

فارسل سجا ہے *

۴۔ عن عبیدۃ السمانی قال ذکر علی الخوارج فقال فیہم رجل یخجل الید او یدون الید لولا ان
تجلوا لاکفرتکم بما وعد الله تعالی علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن قتلہم قال فقلت لعلی سمعہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ای رب الکعبۃ ای ورب الکعبۃ ای ورب الکعبۃ (راخوجہ المسلم)
عبیدہ سلمان سے منقول ہے کہ جناب امیر نے خوارج کا تذکرہ کیا اور فرمایا انہیں ایک ناقص بلکہ تہذیبی سوکھے ہاتھ والے
آدمی ہے اگر تم حیرت میں نہ آ جاؤ یا غرہ نہ ہو جاؤ تو میں تمہیں خبر دوں اس وعدہ سو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس گروہ کے قاتل کی نسبت فرمایا ہے۔ عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر
سے سون کیا یا جناب امیر خود حضرت سوسنا ہے تین دفعہ رجب کی قسم کہا کہ فرمایا خود میں نے سنا ہے *

۵۔ عن عبید اللہ بن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الحواریۃ لما خرجت علی بن ابی
طالب علیہ السلام فقالوا لا حکم الا للہ قال علی کلمۃ حق ارید بها الباطل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وصف اناسا لعرف صفہم فی ہؤلاء الذین بقولون الحق بالسنتہم لا یجوز هذا و اشار الی حلقہ
من انفق خلق اللہ الیہ منہم رجل سود احک ثدیہ کلین الشاة او حلمہ ثدیہ فلبا قاتلہم قال
انظروا فانظروا ولم یجدوا شیئا قال اجعوا واللہ ما کذبت ولا کذبت مرتین او ثلثا۔ ثم وجہہ فی
خوبۃ فاتوا بہ حتی وضعوہ بین ید یہ قال عبید اللہ انا حاضر ذلک من امرہم وقول علی فیہم
راخوجہ النساء و ابو حاتم جناب سالت اب جلی امیر علیہ وسلم کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیٹا
عبید اللہ ناقل ہے کہ جب حرور نے جناب امیر علیہ السلام پر خروج کیا اور کہنے لگو کہ سوا خدا کے کسی کا حکم ہاں تو انہیں
ہے جناب امیر نے فرمایا سچی بات سے باطل ہر ادے رہی ہیں یہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں
کے اوصاف بیان فرمائے تھے۔ میں انکی وصف اس گروہ میں پاتا ہوں۔ حق انکی زبان پر ہے۔ اور جناب
امیر نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ مگر انکے اس سے نیچے نہیں اڑتا۔ بسبغ من قرین خلق امیر میں
انہیں ایک کالی صورت کا آدمی ہے اسکا ایک پستان بکری کے پستان کے مشابہ ہے یا سر پستان کو مثل
ہے جب جناب امیر انکی لڑائی سے فارغ ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ اس آدمی کو تلاش کرو۔ لوگوں نے تلاش
کی مگر اسکا چہ نہ ملا۔ جناب امیر فرماتے لگے وہ مجھ سے جوت نہیں کھا گیا اور نہ پینے جوٹ کھا ہے۔ وہ
دو تین دفعہ یہی فرمایا اور کہا۔ پھر جا کر تلاش کرو۔ لوگوں نے اسے ایک گڑھے میں سے نکالا۔ اور
جناب امیر کے سامنے لے آئے عبید اللہ کہتا ہے کہ میں جناب امیر کے فرماتے اور لوگوں کو اس شخص کے
اثمالانے تک وہیں حاضر تھا *

(۶) عن سويد بن غفلة قال قال علي اذا حدثتكم عن رسول الله صلى الله عليه وآله فثابروا له اخر
من السماء احب الي من ان اكذب عليه في رواية من ان اقول عليه ما لم يقل واذا حدثتكم فيها بيني وبينكم
فان الحرج خلة وافي سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول سمعنا قوم في اخر الزمان حد فاء
الاسنان سفها والاحلام يقولون من خير البرية يقرئون القرآن لا يجاوز حناجرهم يموتون من الدين
كما يموت السهم من الرمية فانيما لقيتموهم فاقتلوهم فان في قتلهم اجرا لمن قتلهم عند الله يوم
القيمة (اخرجه البخاري والنسائي) سويد بن غفلة روایت ہے کہ جناب امیر مفرمان تھے کہ حبیب میں تم سے جتنا
سزوکائات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو وہ اسے آسمان پر ستر زمین پر گرا میرے نزدیک حضرت پر
جھوٹ بولنے سے بہتر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ میں دعوات کہوں جو آپ نے نہیں ارشاد کی۔ اور اگر میں
تم سے وہ بات بیان کروں جو میرے اور تمہارے درمیان میں ہے پس لڑائی مکر کا نام ہے۔ یہ تحقیق مینے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب اس آخر زمانہ میں ایک قوم نوجوان بے وقوفوں کی پیدا ہوگی
خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کریں گے اور قرآن پڑھیں گے مگر قرآن انکے طلق سے نیچے نہیں
اڑیگا۔ دین سو وہ ایسے بے باکین گے جیسے کہ تیرکان سو باگت ہے تم جہان کہیں کہ انکو پاؤ قتل کر ڈالو انکے
مارنیوالے کو قیامت کو روز خدا کے پاس سراج بلیگا *

(۷) عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سيكون في امتي اختلاف وفرقة قوم يحسنون
القتل ويثبتون الفعل يقرئون القرآن لا يجاوز تراقيمهم يموتون من الدين كما يموت السهم من الرمية هم
شر الخلق طوبى لمن قتلهم يدعون الى كتاب الله وليسوا منه في شيء من قتلهم كان اولى بائسهم
(اخرجه ابوداود) انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ یہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غفیر
میری امت میں اختلاف اور جدائی واقع ہوگی ایک قوم قتل کو اچھا سمجھے گی اور برا کریگی اور قرآن پڑھے گی
اور قرآن اسکے طلق سے نیچے نہیں اڑیگا۔ وہ دین سے ایسی بے باک گے جس طرح سے کہ تیرکان سو باگت ہے اس
قوم کے لوگ بدترین مخلوق ہونگے۔ مبارک ہے وہ شخص جو انکو قتل کرے وہ خدا کی کتاب کی طرف بکارتیگی لیکن
اس میں کوئی بات پر نہ ہونگے جو ان سے جنگ کریگا وہ اس کے نزدیک اسے بہتر ہوگا *

(۸) عن طارق بن زياد قال خرجنا مع علي الى الخواجة فقتلهم تمام قال بالظواهر فان النبي صلى الله عليه وآله قال
انه يخرج قوم يتكلمون بالحق لا يجاوز حلقهم يخرجون من الحق كما يخرج السهم من الرمية سيما
هم ان يهم وجلا يخرج اليد في يد شعرات ان كان هو فيهم فقد قتلتم شر الناس وان لم يكن هو قتل
قتلتم خيرا الناس فبكينا قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا الخدج فغزونا فبجوا وخرجوا فقتلنا ساجدا راجعا

الناس طارق بن یزید قتل ہوا جب ہم جناب امیر کے ساتھ غلامیوں کو قتل کرنا چکے اور وہ سب بڑے ڈالے گئے جناب امیر فرماتے تھے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک گروہ نکلا گا۔ پھر بولیں گے مگر سچ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ سچ سے ایسے باگینگر جیسے کہ تیرگیاں سوہاگتا ہے۔ انکا پتہ یہ ہے کہ ان میں ایک ناقص ہاتھ والا آدمی ہوگا اسکے ہاتھ پر بال ہونگے اگر وہ اس گروہ میں ہے تو تم نے بدترین خلائق کو قتل کیا ہے اور اگر نہیں ہو تو تم نے بدترین خلائق کو قتل کیا ہے ہم سب نے لکے جناب امیر نے فرمایا تم اسکی تلاش کرو۔ مجھے تلاش کی اور اسکو ڈھونڈ نکالا سمجھنے خدا کا سجدہ کیا اور جناب امیر بھی سجدہ میں گر گئے ۔

(۹) عن ابی سلیم البلخی قال لعلی ابی انہ کان مع علی یوم النہر ان قال وکنت قبل ذلک اصادع رجلاً علی یدہ شیء نقلت ما شان یدک قال اکلها بعیر فلما کان یوم النہر ان وقتل علی الخواریج فخرج علی قتلہم حین لم یجئوا لاندیہ فطاف حتی وجہ فی سافیہ فقال صد اللہ عز وجل وبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال وفی منکیبہ ثلاث شعرات من حلة الندی ثواب ان قتلہم راخرجه الناس ابو سلیم البلخی اپنے والد کو کہہ مروان کے روز جناب امیر کے ساتھ موجود تھا قتل کرتا ہے کہ میں مروان کے جنگ کے پہلے ایک شخص سے کشتی لڑا تھا اسکا ایک ہاتھ نہیں تھا میں نے اس سے پوچھا تیرے ہاتھ کو کیا ہوا ہے وہ کہنے لگا اونٹ نے چبا ڈالا ہے جب مروان کی لڑائی ہو چکی اور جناب امیر نے حرور کو قتل کر ڈالا جناب امیر انکے مقتولوں کو دیکھنے نکلے جبکہ ذی النہدیا کو نہ ملا۔ اور اوپر ہر ہر نے ہوئے ایک زمین پست میں سو ڈھونڈ نکالا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابو سلیم کا والد کہتا ہے کہ اسکے کندہ پر چرچے پستان کا سرتا اور ہر نہیں بال گئے ہوئے تھے ۔

(۱۰) عن ذریع حبیش انہ سمع علیاً یقول انا قیاب عین القنہ لولا انا لما قتل اهل النہر ان لولا انی باخشی ان تارکوا العمل لاخبر تکرم بالذی قصی اللہ عز وجل علی لسان نبیکہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہم مبعروا الصلاۃ ثم صاروا بالحد اللہ عز وجل علیہم لکنہم فرج حبیش سے روایت ہو کہ اس نے جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو نہروان رخ الے مار کر نہ جاتے اگر مجھ کو اسکا خوف نہ ہو کہ تم عمل سے ہاتھ کہیں چڑھو گے تو میں تمکو البتہ اس بات سے مطلع کرتا جو خدا تعالیٰ نے تمہاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اسی شخص کے لیے کہ ان کی نمازوں کو دیکھ کر ان سے لڑا ہے اور اس بات کو جاننا ہے کہ حبیر ہم ہیں۔ جاری کیا ہے ۔

(۱۱) عن سلمۃ بن کھیل قال حدثنا زید بن وہب الجعفی انہ کان فی حبیش الدین کانوا مع علی الذی ساروا الی الخوارج فقال علی ایہا الناس انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یمخرج من

مقی قہم بقہن الاصلیہ فیما نکر الی قہم ولا صلواتکم الی صلواتہم شیء ولا صیامکم الی صیامہم
شیء یحسبون فیما صلواتہم ولا صیامہم ولا صلواتہم تراقیم یرقون من اللہ کہما یرق السہم من الرہیۃ لو
یعلم البیش للذین یصلونہم ما فی اللہ لہم علی لسان نبیکو علی اللہ علیہ السلام لا یحکمون العمل وایہ
اذلا ان فہم رجلا لہم فی اللہ علی راس عند حلیۃ اللہ علیہم شہرات سہن فہم ہذا
المعایۃ واهل الشام وقرن ہذا لا یصلونکم فی ذرا ریکروا موا لکم ہا ہا انی لا رجوان یکونو
ہولاء القوم فانہم سفکو اللہ الخرام واخاروا فی سرع الناس فیما علی اسم قال سلہ بن کعب
فلما اتی اہل الخوارج یومئذ عبد اللہ بن وہب الراسی قال لہم القوا الرہم وصلاحیو فہم
من جنونہا فانی اخاذ انی نیا شد کما نیا شد کما یوم حور را فرجوا فوحشوا برما حہم وصلاح
الشیئ وفجرہم الناس برما حہم فقتل بعضهم علی بعض ونا اصاب من الناس یومئذ الا وصلاح
قال عوا بتسوا الخوارج فلم یجدہ فقام علی بنفسہ حق اتانا سا قتل بعضهم علی بعض قال عروہم فوجہ
ما بل کہ رضی فکہ علی ثمر قال صدق اللہ وبلغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی استخلفہ ثلثا
واللہ الذی لا الہ الا ہو لسمعت ہذا الحدیث من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی استخلفہ ثلثا
وہو یحلفہ راخرجہ المسلم والذی سلہ بن کعب اقل من کہ محبہ زید بن عیینہ بیان کرتے تھے
خود اسلک کر میں موجود تھی جو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ عواج سے لڑتے ہوئے تھے ان کا جناب امیر فرماتے تھے
لو کہ میں جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوتے سنابہ کہ میری ہمت میں ایک گزہ پیدا ہوگا وہ
لو کہ قرآن پڑھیں گے تہرا قرآن انکے قرآن کے سامنے اور تمہاری فانا انکی غار کے مقابل ہو تمہارا ورنہ
انکے معذون کے آگے کو حقیقت نہیں کہتے ہونگے وہ یہ سمجھیں گے کہ قرآن انکے لیے ہے مگر قرآن اپنے
وہاں ہوگا انکی غار انکے گل سے نیچے نہیں پڑے گی وہ دین سے ایسے بہا کین کے جس طرح سے کہ تیرکان
سے بہا کینت۔ اگر انکے آدمی یہ کہ وہ بان انکے مارنے سے حاصل ہوگی کہ جبکا مذکور خدا تعالیٰ نے
اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کیا ہے مسلم کر لین۔ تو عمل کو ترک نہیں کیٹے۔ اہل نشان یہ کہ
ان میں ایک آدمی ہو کہ اسکا بازو تک اتنے نہیں ہے اسکے کہہ ہی ہے ایک پستان صبر گولت کا ٹکڑا
ہے اسکا سر سفید بال ہیں معلویہ اور اہل شام کی طرف جائیگا قصد کہتے ہو۔ اور ان لوگوں کو اپنے پیچ
چوٹ سے جاتے ہو کہ متاری فدیت اور مال کو خراب کرین خدا کی قسم ہے میں خیال کرتا ہوں یہ وہی
قوم ہے کیونکہ ان لوگوں نے ناحق خون کیے ہیں اور یہاں لوگوں کا مل لیا ہے۔ پس تم خدا کا نام لیک
رواؤ جو چاہو سلہ بن کعب کہتے ہیں کہ جب جناب امیر خوارج کے سامنے جاتے ان دنوں عبد اللہ

بہارِ نبویؐ ہسبکم اسی خاجیوں کا سردار تھا وہ خارجیوں کو کہنے لگا نیز من کو پینک دواؤں تو مارین کہیں چکر لگا کر
 من کرتا ہوں کہ تمکو قسم دوئی نہیں جیسے کہ حور کے دن تمہیں دیتے تھے انہوں نے لوٹ کر نیزے پینک دیے اور
 وارین کہیں چکر لیں اس طرف لوٹ کر کے لوگ اپنے تیزوں سے انکے ساتھ جنگ کرنے لگے اور انکو قتل کر کے ایک
 دوسرے پر ڈال دیا اور کٹر سے دواؤں کی سوا کوئی نہ مل گیا جناب ابیر فرماتے لگے مخرج کو تلاش کرو لوگوں
 نے اسکی تلاش کی مگر وہ دستیاب نہ ہوا جناب ابیر خود بدولت انکو قتلوں کے سر پہ گئے اور فرمایا انکو کہیں چکر لیں
 میں پر دبا ہوا پا پا جناب ابیر نے دیکھ کر تکیہ کا فقرہ بلند کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور اس کے رسول
 نے سچ جو نچایا ہے۔ عبیدہؓ نے اسکو عرض کیا یا اسیر المؤمنین تم ہے اس شخص کی کہ جسکا کوئی خریک نہیں
 سینے احمدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جناب ابیر نے تین دفعہ اسے قسم دیکر پوچھا وہ حلقا بیان کر
 رہے +

(۱۲) عن زید بن وہب الجعفی قال خطبنا علی بقیعۃ الدیر جان فقال انہ قد فکری خارجۃ یخرج من قبل
 المشرق وفيه حذو الثدیہ فقال لهم فقال الحورۃ بعضهم لبصلی لا تعلمہم تکلمہم فزع کہ کماد کہ یوم
 حروا فتخب بعضهم بضا بالرباح فقال رجل من اصحاب علی اقطعوا العوالی والعوالی الیما حقداروا
 واستداروا وقتل من اصحاب علی اثنی عشر رجلا او ثلثۃ عشر فقال علی التمسوا المخرج وذلك فی یوم ثمان
 فقالوا لا نقدر علیہ فکری علی بن ابی طالب علیہ السلام علیہ السلام فانی دحدہ من الارض فقال التمسوا فی
 هؤلا فخرج فقال ما کذب ولا کذب فقال علماؤہ لا تتکلموا لولا انی اخاف ان تتکلموا لاخبرتکم
 بما فی فی اللسانہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولقد شهدنا اناس من الیمن فقالوا کیف یا امیر المؤمنین
 قال کان ہواہم بخیۃ (اخرجہ الناس) زید بن وہب الجعفی ہو روایت ہے کہ جناب ابیر نے حور جان کے بلے
 ہم سے خطبہ میں فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خارجی مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور ان میں فو الثدیہ
 ہوگا۔ یہ جناب ابیر نے ان سے کہا کہ حور یہ ایک دوسرے کہنے لگے تو نہیں جانتا کہ ان سے باتیں کر رہا ہوں
 پس تمکو پیر دینگے جیسے کہ حور کے دوز پیر دیتا تھا۔ ان میں سے بعض تیزوں کے ساتھ لڑنے لگے جناب ابیر کی
 فوج میں سے ایک شخص نے کہا نیز و نکو کاٹ ڈالو پس گمیل باندھا انہوں نے انکا جگہ گمیل میں آگئے جناب ابیر کے قتل
 میں سو بارہ یا تیرہ آدمی شہید ہوئے جناب ابیر نے فرمایا مخرج کو تلاش کرو وہ باہر کا دن تھا لوگوں نے عرض کیا
 ہم سے نہیں سکتا جناب ابیر خود بدولت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید چھڑی پر سوار ہو کر بہت زمین کی
 طرف گئے اور فرمایا ان قتلوں کو تلاش کرو لوگوں نے اسے ڈھونڈ نکالا جناب ابیر فرماتے لگے کلمہ کرو اور غر
 مت کرو۔ اگر مجھے تمہارے فخر کر لیا خوف نہ ہوتا تو میں تمکو وہ بات بتا دیتا جو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی

اس روایت کی زبان پہ جباری کی ہے بن کے لہجہ بان پر حاضر تھے وہ کہنے لگے یا امیر المؤمنین یہ کیا بات ہے فرمایا
اسکی سخت ضرورت تھی ۔

(۱۳) عن ذی الجہنم علی قال لما کان یوم النہر ان لقی الخواجر فلم یدر حوا حقہ فغیروا بالراح
فقتلوا جمیعاً قال فطلبوا الذیہ فطلبوا فلم یجدہ فقال علی ما کنیت ولا کنبت اطلبوا فوجدوا فودعوا
الارض حلیۃ من القتل فاذا رجل علی لیلۃ مثل سبلات السنۃ فکبر علی والناس اعجبهم راحرجہ
النساقی زید بن وہب جناب امیر سے راوی ہر کہ جب نہروان کا روز آیا اور خوارج کا سامنا ہوا وہ نہ ٹلے جب
تک کہ انھوں نے تیزوں سے جنگ کی پس سب مار گئے جناب امیر نے فرمایا ذوالثدیہ کو ڈھونڈو۔ لوگوں نے ڈھونڈا
پروہ نہ ملا جناب امیر نے فرمایا والہم سینے جوٹ نہیں کیا اور نہ مجھ سے جوٹ کیا گیا ہے تم اسے ڈھونڈو۔ پس لوگوں
نے ایک گڑبے میں اسکو پایا اس پر ہتکے لاشیں پڑی ہوئی تھیں وہ ایک آدمی تھا کہ اسکے ہاتھ پیشانی بلی کی ہو چوڑے
کے بال تھے۔ پس جناب امیر نے تکبیر کا غرہ بلند کیا اور لوگ متعجب رہ گئے ۔

(۱۴) عن مسروق قال دخلت علی مؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا فقالت لی من قتل الخواجر قلت قتلتہ
علی فسکت فقلت لہا یا ام المؤمنین انی انشدک باللہ و بحق نبیہ انکنت سمعت من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فیما فلیخبرنیہ قال فقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہم شر الخلق والخلق
راخرجہ ابو بکر بن مردویہ) وفی روایۃ قالت لی یا مسروق هل عندک علم من الخدج قال قل نعم قتله
علی علی فہر یقال لاسفلہ تا مردوا علاہ النہر فان فقالت قاتل اللہ عمر بن العاص فانہ کتب الی انہ
قتله علی بن ابی حمزہ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ ایک روز میں جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی
خدمت میں گیا مجھ کے استفسار فرماتے لگین خارجین کو کس نے قتل کیا ہے سینے عرض کیا جناب امیر علیہ السلام نے
ام المؤمنین غاموش ہو گئیں سینے عرض کیا یا ام المؤمنین میں آپ کو خدا ادا سکے نبی کی قسم دیکر پوچھتا ہوں
کی اگر آپ حضرت سے کوئی حدیث انکی نسبت سنی ہو تو مجھ سے بیان فرمائیں فرماتے لگین سینے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ بدترین ظالم ہیں انکو شکوہ قرین ظالم قتل کر بیگا۔ وہ سری جوش
ہر کہ جناب ام المؤمنین نے فرمایا اسے مسروق تجھے عذر کا کچھ علم ہے سینے عرض کیا بان جناب امیر نے اسکو ایک
نہ کہ قریب جسکر تشبیہ طون کو تا سوا دینی ساحل کو نہروان کہتے ہیں مارا ہے فرماتے لگین یا عمر بن العاص کو
قتل کر کے کہیں مجھ لکھا تھا کہ سینے ہر کہ نیل صحر کے کنارو پایا ہے ۔

جناب امیر بن عباس رضی اللہ عنہ کا خوارج سے مناظرہ۔

عن عبد الله بن عباس قال لما خرجت الحور رتي واخترت لواقى دارو كانوا ستة آلاف فقلت لعلي يا امير المؤمنين
اثر بالصلاة على اكله هؤلاء القوم قال بلى اخافهم عليك قلت فلا فليست وتوجلت فدخلت عليهم في
الدار فصف للنهارهم يا كلتي فقالوا مرحبا لك يا بن عباس فما طيبك قلت احبهم اتيت من عند ربي
رسول الله صلى الله عليه واله المجرب والمهاجرين والانصار ومن عند بن عم رسول الله صلى الله عليه واله وصورة
الذي اتى فيهم القرآن وهو اعلم بنا وبيله منكم فليس فيكم رجل منهم لا يبلغكم ما يقولون والبلغهم
ما تقولون فانتحالي نفر منهم فقلت ها قول ما تقولون على اصحاب محمد صلى الله عليه واله وابن عمه قالوا
ثلاث قلت ما هن قالوا اما احدهن فانا نحكم الرجال في امر الله تعالى عز وجل وقال الله تعالى ان الحكم
الا لله فاما الرجال والحكم هذه صفة قالوا وما الاية فانه قاتل ولم يسيء لم نفهم فانتكروا كفارا فقتل سبيلهم وان
كانوا مؤمنين فما حل سبيلهم ولا قتالهم قلت هذا اثنتان فما الثالثة فقالوا واما الثالثة فانه معي
نفس من امير المؤمنين فان لم يكن امير المؤمنين فهو امير الكافرين قلت هل عندك شيء خير هذا قال
حسبنا هذا قلت لهم ارايتم ان قرأت عليكم من كتاب الله عز وجل وستنبه الله عليه ما يرد قلوبكم
اتوجهن قالوا نعم قلت اما قولكم حكم الرجال في امر الله تعالى فاني اقر عليكم كتاب الله عز وجل انه قد
صير الله حكمة الى الرجال ثم رجع درهم فامر الله عز وجل ان يحكموا في الرجال قال الله تعالى يا ايها الذين
امنوا لا تقتلوا الصيد ولا تهم حرم ومن ذكركم متعمدا فجزاءه مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل
منكم الاية فكان من حكم الله تعالى ان صير الرجال يحكمون فيه لو شاء يحكم فيه فجاز في حكم الرجال
انشدكم بالله احكم الرجال في اصلاح ذات البين وحقن دماءهم افضل ام في ارب قالوا بل هذا
افضل وفي المرأة وزوجها وانفقت شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهلها وحكما من اهلها ان
يريد اصلاحا يوفق الله بينهما الاية فنشدكم بالله احكم الرجال في اصلاح ذات بينهم وحقن دماءهم
افضل من حكمهم في بضع امرأة اخرجت من هذا قالوا نعم قلت واما قولكم قاتل ولم يسيء لم نفهم
افتشبهت امكها انشئت رضى الله تعالى عنها يستحلون منها ما يستحلون من غيرها وهي امك فان
قلتم اننا نستحل منها ما نستحل من غيرها فقد كفرتم وان قلتم ليست بامنا فقد كفرتم لان الله تعالى
يقول النبي اولي بالمؤمنين من انفسهم وازواجهم ما تم فاتهم بين الضاللتين فاتوا منها بما يخرج
اخرجت من هذا قالوا نعم واما قولكم معي نفس من امير المؤمنين فلانا اتاكم من رضون به فنهضت
النبي صلى الله عليه واله يوم الحديبية صالحا للمشركين فقال لعلي اكتب يا علي هذا ما صلى الله عليه محمد
رسول الله صلى الله عليه واله فلما كتب قالوا لو تعلم انك رسول الله لا طعن لك فاكتب محمد بن عبد الله

بنایا جاوے۔ اگر خدا چاہتا تو خدا اس میں حکم لگادیتا پس جائز ہوا لوگوں کو اس میں نصف شیر ذمین مکہ خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ دو فرق کی صلہ اور خون زیزی کے بند کرنے کے لیے لوگوں کو نصف شیر ذمین بہتر ہے یا ایک خرکوش کے لیے۔ وہ کہنے لگے دو فرق کی صلہ کے لیے فضل ہو تو عورت اسکے خاوند کو دینا خدا کا حکم ہے کہ اگر تم ان دونوں کی ناحتی سے ڈرتے ہو تو بیجا ایک معتبر مرد کے لوگوں میں ایک معتبر عورت کے لوگوں میں سے افضل کر دو گی اس میں دونوں کے درمیان میں۔ میں مکہ کو قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ لوگوں کا اصلاح ذات البین میں اور خون زیزی کے انسداد کے لیے نصف مقرر کرنا بہتر ہے یا عورت کے جماع کے لیے۔ آیا حکم مقرر کرنا اس آیت سے نکلتا ہے یا نہیں۔ وہ کہنے لگے ہاں نکلتا ہے پھر میں نے کہا اب تم جو یہ اعتراض کرتے ہو کہ جناب امیر نے جنگ کیا اور امیر نہیں بنایا۔ آیا تم اپنی ماں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہی امر کرنا چاہتے ہو جو انکے غیر سے کر سکتے ہو۔ وہ تو تمہاری ماں ہے اگر تم یہ کہو کہ ہم اس سے جائز سمجھتے ہیں اس امر کو جو انکے غیر سے جائز سمجھتے ہیں۔ پس تم کافر نجباؤ کو اور اگر تم یہ کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں پھر بھی تم کافر نجباؤ گے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی تمام مومنوں سے بہتر ہے اور اس کی بی بیان تمہاری ماں ہیں۔ پس تم دو گراہیوں میں ہوا اپنے نکلنے کا راستہ نکالو آیا اب اس پر بتا اس سے نکلتا ہے یا نہیں وہ بولے نکلتا ہے اب تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیر نے اپنے تئیں امیر المومنین ہونے سے ہٹا دیا ہے پس شہادت میں میں ایسے شخص کو پیش کرتا ہوں کہ جس سے تم راضی ہو جاؤ گے۔ ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز مشرکوں کو صلح کی جناب امیر سے حضرت نے ارشاد فرمایا یا علی کلمہ یہ وہ امر ہے جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرتے ہیں جب جناب امیر نے یہ تحریر کیا۔ مشرک کہنے لگے اگر ہم جانتے کہ آپ خدا کے رسول ہیں تو ہم آپ کی اطاعت کرتے۔ آپ محمد بن عبد اللہ مکہ میں بس جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا یا علی اس کو شادی۔ اور اسی پر رد کار تو جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں۔ یا علی شادی اور کلمہ یہ وہ امر ہے کہ جس پر محمد بن عبد اللہ صلح کرتے ہیں خدا کی قسم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فضل تھو اور حضرت نے اپنے نفس کو چھو کیا تھا لیکن اس شانے سے وہ ہرگز نبوت کے نہیں مٹے تھے۔ آیا یہ امر اس سے ثابت ہو گیا یا نہیں۔ وہ کہنے لگے ثابت ہو گیا۔ دو ہزار آدمی اس گروہ سے رجوع کر گئے اور باقی سب اپنی گمراہی پر پاری گئے مہاجرین اور انصار نے ان کو قتل کیا۔

احادیث کی مؤید حدیث

عن علقمہ بن اعحاق قال قلت لعلی ابی جہل بدیلک وہین ابن اکلہ الا کبأ حکما قال انی کنت کاتباً

ہم خبر میں تھے ہوئے ہی مدد حضرت نے جناب امیر کو مٹی میں انا ہوا پا کر یا ابتر ایک خطاب کے مخاطب فرما کر اور ارشاد کیا میں تمہیں دو بدترین ظلمات سے خبردار کروں نہایت عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو۔ فرمایا ایک تو احقر خود کی قوم کا ہے جس نے ضلالت میں میرے واسطے اسلام کی آتش کی بائیں کلاٹے تھے اور ایک دوسرے کہ باعلی تیرے اسپرینے سر کے ایک طرف ضرب لگائیگا اور اسکے خون بہہ بیٹھتا ہی ریش مبارک نہ ہوجائیگی۔

(۲) عن النبی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان هذا النبی ت حقی یلا غیظا ولن یوت الا مقتولا قالہ لعلی راخوہ بن عساکر) النسخ عنی ابو نعیم سے روایت ہے کہ جناب سالت ابی علی علیہ السلام نے جناب امیر کے لیے ارشاد فرمایا کہ یہ گزند نہیں ہوگا جب تک کہ غصہ سر بہ زمین جا بیگا اور یہ نہیں ہوگا مگر مقتول۔

(۳) عن ابی الاسود عن علی قال اتانی عبد اللہ بن سلام ولقد ادخلت بچلے فی الخرقہ فقال لی ابن ابی قتلت العراق فقال ما انت ان جنتک لی صیبت بقاذیاب السیف قال علی وایما اللہ لقد سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما ان هذا النبی ت حقی یلا غیظا ولن یوت الا مقتولا فقال ابوالاسود فما رأیت کالیوم قط محطوب یجربہ لاقن نفسه راخوہ البزار و ابو نعیم فی المعرفۃ) ابوالاسود والد علی روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر فرماتے تھے جب میں نے عراق کا سفر اختیار کیا اور رکاب میں پاؤں رکھا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہا کو مجھ سے کہنے لگے آپ کو کمان کا قصد کیا ہے میں نے کہا عراق کا وہ کہنے لگے آپ عراق میں اسی لیے جا رہے ہیں کہ آپ کو ہمارا تھار کی دھڑکاؤ ختم لگے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا وائے من فرجنا ابی سلمہ علیہ السلام کو اس سے پہلے ایک فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ یہ گزند نہیں ہوگا جب تک کہ غصہ سر بہ زمین جا بیگا اور یہ نہیں ہوگا مگر مقتول۔

(۴) عن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلا غیظا و قبلہ وهو یقول بابی الوحید المنفید راخوہ ابو بیل و ابن حجر فی المصواع) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیر کو بغل میں لیے ہوئے جو منہ میں مارد فرماتے ہیں میں میل باب قرآن ہو۔ اکیلا شہید ہو گیا ہے۔

(۵) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال له ان الامة ستقدر بک وانت تعیش علی ملتی وتقتل علی سنتی من احبک لجنی من ابضک لجنی وان هذا یخصب عن هذا یعنی لمحیۃ و اسد راخوہ ابوالدار الخ و الحاکم و الخطیب جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تجھ کو میری امت سے تم سے عذر کر لگی اور تم میری امت پر زندہ ہو گے اور میری سنت پر مارا جائیگا جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تم سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا اور یاس ہے سرخ ہوگی یعنی و اثر ہی سر کے خون سے۔

(۶) عروابی رافضی رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعل انت تقتل علی بن ابی طالب (خرجہ المتقی فی کثر العما)
ابو رافع رضی اللہ عنہ سوسا رہے کہ تحقیق جناب رسالتا بصلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میری
سنت پر اس کو مارتے ہو۔

(۷) عن انس بن مالک قال مررت علی فدخلت علیہ عند ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما فجلست عندهما
فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنظر فی وجهی فقال ابو بکر وعمر قد تخوفنا علیہ یا رسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم
لا بأس علیہ ولا یجوز ان لا یؤت حتی یلا غیظا ولا یموت الا مقتولا (خرجہ بن السمان والذہبی)
والحاکم ابن عساکر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر ہمارے ہوئے میں ان کے پاس
گیا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہم ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سلم تشریف لائے اور جناب امیر کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے یا رسول اللہ ہمیں
ان کی حالت خوف پیدا ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا: کوئی خوف نہیں یہ ہوتے نہیں مرنے والے اور حجت تک غصہ
سے نہیں جائیں گے نہیں مرنے والے مگر مقتول۔

(۸) عن فضالة الانصاری قال خرجت مع ابی الی بنی بصری حادین لعل مکان مرضیابھا فقال لہ ابی ما یسکنک
فی هذا المنزل ولو ملکک بہ لم یدفک الا اعراب جھینۃ فاحتمل الی المدینۃ فان اصابک عدو اللہ ولیہ
اصحابک وصلوا علیک وکان ابو فضالۃ من اهل بصری فقال لہ علی بن ابی طالب لست بمیت من وجی هذا ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانی لا اموت حتی اضرب فی غیبہ ہذا یعنی لچلتے من ہذا یعنی ہا متی قضا
مقضا وعمل معہم اقول ابو فضالۃ معہ صفین (خرجہ بن الطحاوی والذہبی والحارثی وابو نعیم
فی اللکاتل ورجال الثقات) فضالہ انصاری سے منقول ہے کہ میں نے والد صاحب ابو فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کے
ساتھ بیچ میں جناب امیر علیہ السلام کی عیادت کر کے لیا وہ دین پر ہمارے ہوئے میرے باپ نے لے کر آپ کے
بیان میں لے ہوئے ہیں اگر آپ بیان فوت ہو گئے ہیں تو بگلی بدن کے بغیر آپ کو کوئی دفن نہیں کریگا۔ میں آپ
کو مدینہ میں لے جاتا ہوں اگر آپ وہاں انتقال فرما جائیں گے تو آپ کے دست آپ چھین کر لینگے اور آپ
پر چھینا جائے گا اور ابو فضالہ اصحاب مدینہ سے تھے جناب امیر نے ان کو کما میں اس کے ساتھ مدینہ میں لے گیا
تحقیق جناب رسالتا بصلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں نہیں مرنے تک کہ مارا نہ جاؤں
اور یہ میری دائی ہیرے سر کے خون سے رنگین نہ ہو جائے۔ بقضا جاری ہو چکی ہے اور عہدہ بندہ چکا ہے پیر
ابو فضالہ جناب امیر کے ساتھ صفین میں شہادت پا گئے۔

(۹) عن ابن عباس قال قال علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انک انت قلت لی ہم احدین اخوف منی الشہادۃ

استشهد من استشهدا بالشهادة من ورأى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فكيف صبرك اذ خففت هذا من
لك بدم واهو شهيداً الربحية ورأسه فقال علي بن رسول الله اما ان ثبت لي ما اثبت فليس لك من مواعظ الصبر
لكن من مواعظ البشرى والكرامة واخيه ابن الاثير في كامل التواريخ) ابن عباس رضی اللہ عنہ روزِ شہادت کرتے
ہیں کہ جنابِ امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اپنے احد کے روز میری شہادت کو تاغیر میں ڈال کر فرمایا
نما کہ تیرے یہ شہادت پر ہونگی اور شہید ہوئی والا شہید ہو گیا۔ جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ تیری
اسکے خدات روز گمین ہو جائیگی تو تو کینوں مگر صبر کریگا اور آپنے اپنے دست مبارک سواں کی وار ہی اور سر کھریٹ
شار دکھا جنابِ امیر نے عرض کیا جبکہ ثابت ہوئی والی بات میرے لیے ثابت ہو چکی ہے پس صبر کا مقام نہیں
بلکہ خوشی اور زندگی کا مقام ہے ۔

(۱۰) عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انك مؤمن مستخلف وانا مكفول
وهذه محضه ما بين هذه يعني لحديث من رأسه راخرج به الطبرانی فی الکبیر والدلیل جابر بن عمرو رضی اللہ عنہ سے
روایت ہو کہ جناب سالتما صلوات اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ تحقیق تو مومن ہے پیچھے رہنے والا اور
تحقیق تو مقتول ہوگا۔ اور تیری ریاست رنگین ہوگی یعنی وارث ہی سرگ خون سو۔

جناب امیر کے قاتل کا اشقی الاخرین ہونا

(۱) عن صہیب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اشفی الاولین یا علی قال اللہ عقر ناقة صالح فقال صدقت فمن اشفی الاخرین قال اللہ ورسولہ اعلم قال اشفی الاخرین للذی یضربک علی ہذہ واسأرا الی یا فوخہ راخرجہا الطبرانی وادویلی والملا فی سیرہ) وزاد وکان یقول وددت انہ قد انبعث افتخاکم ففیخصب ہذہ من ہذہ یعنی کحیتہ من دم رأسہ راخرجہا بن حبش فی الصواعق وقا رجال الثقات) صہیب رضی اللہ عنہ سورایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر فرمایا لوگوں پر لوگوں میں نہایت بد بخت تاجناب امیر نے عرض کیا جس نے کہ صالح علیہ السلام کی اوشنی کے پاؤں کاٹے تھے حضرت نے فرمایا تو سچ کہتا ہے پھر ارشاد کیا پچھلے لوگوں میں کون بد بخت ہے عرض کیا امہ اور امہ کا رسول مجھ سے بہتر جاوالا ہے۔ فرمایا وہ شخص کہ تیری چاند پر ضرب لگائیگا اور ایک راوی نے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں تمہارا بد بخت اٹھے اور اسکو اس سے رنگین کرے یعنی انکی ریش مبارک کو سرافندس کھنن سے ۔

(۳) عن علي قال لو سئل الله يا حنان يا منان لقلت الله وليا وعالم قال جابر

المناعة ثم قال من اشقى الاخرين قلت الله ورسوله اعلم قال تلك راخو بن احمد جناب امير علي عليه السلام منقولاً
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا اعلیٰ تو جانتا ہے کہ پہلے لوگوں میں کون زیادہ بد بخت تھا میں نے
عرض کیا امیر اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا جس شخص کے اوٹنی کے پاؤں کاٹے تھے، پھر ارشاد کیا پہلے لوگوں
میں کون زیادہ بد بخت ہے میں نے عرض کیا امیر اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا تیرا قاتل *

(۳) عن ابی الاسود الدیلمی انہما علیا قال فقلت له قد تخوفنا علیک یا امیر المؤمنین فی سکوک ہذا
فقال لا وکنی واسہ ما تخوفت علی نفسی لا فی سمعتہ رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انک ستخرب خیر
ہمنا وشار الی امیرہ فیسیل ذنہا حق تعالیٰ یمتک یکنی حبھا انشاھا کما کان عاقراً المناقۃ اشقاھا رقتہ
الخوارزمی) ابو الاسود الاثلی ترجمہ امیر علیہ سے روایت ہے کہ وہ جناب امیر کی عیادت کے لیے گئے اور عرض کرنے
لگے یا امیر المؤمنین ہم آپ کی اس بیماری سے ڈرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنی جان پر اس سو نہیں ڈرتا کیونکہ
میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بچہ بیان پر بیٹے سر پر ایک چوٹ لگائی جائیگی اور
اسکے خون کے جاری ہونے سے تیری دائرہ ہی زمین ہو جائیگی اس چوٹ کا لگانا والا اس امت کا بد بخت ہوگا
جس دن سے کہ اوٹنی کے پاؤں کاٹنے والا اگلی امت کا بد بخت تھا *

(۴) عمار بن ابی رقیل عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا احدکم باشقی الناس جلین احبیرتہ
الذی عقر المناقۃ والذی یضربک یا علی ہذا حتی تبیل منها ہذا راخو بن احمد وابن عساکر وجوہ الطیار
وصحہ الحاکم) عمار بن ابی رقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو بخت
بہتر توں کی خبر دوں ایک احمیہ بنو حنیس اوٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور ایک وہ شخص کہ یا علی تیرے اس مقام پر
بیٹے سر پر ضرب لگائیگا یہاں تک کہ اس سے یہ تر ہو جائیگی *

جناب امیر کا اپنی شہادت سے خبر دینا

(۱) عن زاذان قال کنت بین الناس ذی یوم عند علی فقالوا حد ثنا عن ذی القرنین قال رجل یبشہ
اللہ الی قوم فاشکر کو ابرہم وابتدعوا فی دینہم واحادثوا علی انفسہم فہم الذین یجتہدون فی الباطل
و یحبون انہم علی الحق و یجتہدون فی الضلالۃ و یحبون انہم علی صلی فضرہوا علی قرنہ الامین
فما تضرعوا لہ اللہ فضرہوا علی قرنہ الایسر فمات شریف صوته قال وما اهل النہر وان منہم بیعید
راخو بن منیر) زاذان سے منقول ہے کہ ایک روز میں جناب امیر کی خدمت میں لوگوں کے ساتھ بیٹھا تھا
تھا۔ لوگوں نے جناب امیر سے عرض کیا آپ ہمیں ذوالقرنین کی خبر سناؤ میں جناب امیر نے فرمایا وہ ایک آدمی

تو حاجے خدا نے ایسی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ وہ اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے تھے اور اپنے دین میں بدعتیں بناتے تھے اور اپنی جانوں کے لیے نئی باتیں پیدا کرتے تھے۔ وہ ان میں سے تھے کہ باطل میں کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم حق پر ہیں اور اگر ایسی کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔ پس ان لوگوں نے اس کے سر کے وہی طرف ضرب لگائی اور وہ مر گیا۔ پھر خدا نے اسے زندہ کیا پھر انہوں نے اس کے سر کے بائیں طرف ضرب لگائی پس وہ مر گیا۔ پھر جناب امیر نے بلند آواز سے فرمایا: اہل نحر وان ان لو دن سے دور نہیں ہیں *

(۲) عن عبدیہ قال قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انی سئمتهم وسمعتهم فاذبح منہم وارحم منی (راخر حبابین بعد) عبیدہ سے روایت ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے اس اہل بیت کے بدعت کو کس چیز نے روک رکھا ہے کہ وہ اگر مجھے قتل کرے۔ اور میرے پروردگار مجھے ان سے ملال پیدا ہو گیا ہے اور یہ لوگ بھی مجھ سے ملال میں ہیں۔ پس مجھے ان سے راحت ہو چکی اور مجھ سے انکو راحت ہو۔ *

(۳) عن عبد اللہ بن سبغ قال سمعت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یقول ما ینتظر اشقاھا والذی اقلق الحجة وورد النسمۃ عهد الی ابی القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخصیۃ من ہذا من ہذا و اشار الی حیثہ وراسہ فقالوا اخبرنا یا امیر المؤمنین من ہو لنبیرفہ قال انشد کہ بابہ ان یقتل غیر قاتل (راخر حباب بن سعد الحب بن یوسف یان والحاملی وزاد احمد قالوا انکنت قد انت انک مقتول فابستخلف اذا قال لا وکن او کلکم الی بن وکلکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) عبیدہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس اہل بیت کا بدعت کیا انتظار کر رہا ہے قسم ہمارے ذات کی کہ حسینؑ وانی کو پہاڑا ہے اور آدمی کو ظاہر کیا ہے مجھ سے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ اگر کسی خون سے رنگین ہوگی اور جناب امیر نے اپنی دائرہ اور سر کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ ہم سے بیان فرمائیں کہ وہ کون ہے تاکہ ہم اس کو ہلاک کر ڈالیں۔ فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ میرے قاتل کے بغیر کسی کو نہ مارنا۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث میں: 'لفاظ زیادہ روایت کیے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا جیکہ آپ یہ جانتے ہیں کہ آپ شہید ہوئے ہیں تو آپ اپنے بعد کے لیے خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے فرماتے تھے نہیں میں تمہیں ایسے سپرد کرتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سپرد کر دیا ہے *

(۴) قیل سئل علی وهو علی منہما لکوفۃ عن قولہما من المؤمنین رجال صدقوا ما عہدوا باللہ من انہم من قضاہ و منہم من ینتظر فقال اللہم عفو اھذا الایۃ نزلت فی وفی عی حمزہ وفی ابن عباس عیہما و الحارث بن عبد المطلب فانه قضی بحجۃ یوم بدر اما عی حمزہ فانه قضی بحجۃ یوم احد واما انا فانتہ

اشتقاقاً یخضب هذا من هذا وأشار الى الحية ورأسه عهد محمد بن الحنفی ابو القاسم رسول الله صلى الله عليه
 راخرجه ابو بكر بن مردويه وسبط بن الجوزی فی تذكره خاص الامه وابن حجر في الصواعق جناب امير
 دفعه كوفه كمنبر بر بيشه موعى تھے لوگوں كے اس آیت كا شان نزول پوچھا جسكا ترجمہ یہ ہے مومنوں سے جس
 ایسے مومنین كے سپر كر دكایا انھوں نے اس بات كو حسیب پر اسے تعالیٰ سے عهد كیا تھا۔ پس ايك ان مین سے دك كے اپنا وقت
 پورا كر چكا اور ايك ان مین سے دك كے كا انتظار مین ہے جناب امیر فرماتے كے اسے سیر كر بخفیہ یہ آیت تیر اور میر
 جھاجمزه اور میری جھاجمزه ادبائی عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب كے حق مین نازل ہوئی ہے۔ عبیدہ بن حارث
 كے رفد اپنا وقت پورا كر گئے۔ اور میری جھاجمزه احد كے روز اپنا وقت پورا كر چكے اب مین اس امت كو بد بخت
 كی انتظار مین ہوں كہ اسكو اس سے رنگین كرے اور اپنی وارثی اور سر كی طرف اشارہ كیا اور فرمایا میری پیار
 ابو القاسم رسول الله صلى الله عليه وسلم نے مجھ سے اس كی نسبت بختہ عهد كیا ہے +

(۵) عن زید بن وهب قال قدم على علي قوم من اهل البصرة من الخوارج فيهم رجل يقال له الجعد بن
 نجة قال اتق الله يا علي فانك ميت قال علي بل مقتول تضرب على هذا وتخضب هذا يعني لحيته من
 رأسه عهد معروف وقضاء مفضي قد خاب من افتري راخرجه احمد في المناقب زید بن وهب سے روایت
 ہے كہ بصرہ كو خارج مین سے ايك گروہ كے پاس جناب امیر تشریف لے گئے ان مین جعد بن نجة ايك شخص تھا
 جناب امیر سے كہنے لگا یا علی خدا سے خوف كر كیو كہ تو مر نوا لا ہے۔ جناب امیر نے ارشاد كیا ملك مارا جانے والا
 ہوں مجھے بیان پر ضرب لگائی جائیگی اور یہ رنگین ہوجائیگی اپنی وارثی اور سر كی طرف اشارہ كرینگے فرمایا یہ عهد
 بندہ چكا ہے اور قضا جاری ہو چلی ہے اور نا اسید ہو اگھوٹ بولنے والا +

(۶) عن ابی الطفیل از علی اجمع الناس للبيعة فجاء عبد الرحمن بن ملجم المرادی فرداً مرتين ثم قال
 على ما يحبس اشتقاها فواءه ليخضب من هذا واوحى الى الحية ورأسه ثم مثل له اشد حيا زيك للقتل
 لان المات انتك + ولا تجز من القتل + اذا حل بواديك + راخرجه بن سعد وابو نعیم في الحلية
 وابن الاثير في الكامل) ابو طفیل نقل كرتے ہيں كہ جناب امیر نے بیعت كے ليے لوگوں كو مجھ اور عبد الرحمن
 بن ملجم مرادی ہی بیعت كے ليے جناب امیر كی خدمت مین آیا آپ نے دو دفعہ اسكو لوٹا دیا پھر فرمایا اس امت كے
 بد بخت كے كیا چیزو كے موعی ہے اور اپنی وارثی اور سر كی طرف اشارہ كیا + فرمایا كہ اسكو اس سے رنگین
 كرے پھر اس پر ايك مثل كی ہے اپنی چھاتی كو موت كے ليے تان۔ كیونكہ موت تیرے ليے آئیوالی قتل ہونے
 سے تو مت چلا۔ كیونكہ تیرے سامنے آج ہے۔

(۷) عن عبیدہ قال كان علي اذا راى عبد الرحمن بن ملجم المرادی قال له اريد حيوتك ويريد قتلك +

خلیل بن خلیل بن مرادی را خروجه بن سعد (عبید اللہ) کہتے ہیں کہ جب جناب ابیہ علیہ السلام عبد الرحمن بن ہرادی کو دیکھتے فرماتے ہیں اس کی زندگی مانگتا ہوں اور وہ میرے قتل کرنے کو چاہتا ہے۔ وہ جو میرا دوست اور میرا خلیل اور میری راہ ہے +

(۸) عن عثمان بن المغیرہ قال لما دخل شہر رمضان جعل علی تعشی لیلة عند الحسن ولیة عند الحسن ولیدہ عند عبد اللہ بن جعفر لا یزید علی ثلاث لغم وقول یاقی امراہہ واحبا ناخیس وانما لیلة اولیتان راہجہ ابن الاثیر (تاریخ) عثمان بن شعیب کہتے ہیں کہ شبہ رمضان آیا جناب ابیہ علیہ السلام کو پاس اور دوسری رات امام حسین کو پاس اور تیسری رات عبد اللہ بن جعفر طیار کے پاس انتظار کرنے گئے اور تین لغتوں میں زیادہ نہیں تناول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کا حکم آیا والا ہے میں چاہتا ہوں کہ میرا پیٹ ر ہلا ہو اور ایک دورات کا معاملہ ہے +

(۹) عن الحسن بن علی عن ابیہ قال خرج علی لصلوة الفجر فاستقبلہ الاوزر یصحن فی وجہہ قال فجلنا فطرحہ عنہ فقال دعوہن فانہن نواحر فخرج فاصیب را خروجه احمد فی المناقب

وقال بن الاثیر ہذا یدل علی انہ علم الستہ والشہر اللیلۃ التي یقتل فیہا رکمل التواریح حسن بن کثیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب جناب ابیہ علیہ السلام صبح کی نماز کو گھر سے باہر تشریف لیجانے گئے یطین انکھے سامنے ہو کر چلانے لگے ہم انکو ہٹانے لگے جناب ابیہ نے ارشاد کیا انکو چوڑو یہ نوہ کر رہی ہیں۔ یہ فرا کر تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے +

ابن الاثیر جزیری رحمۃ اللہ علیہ کامل التواریح میں لکھتے ہیں کہ یہ امر اس پر حال ہے کہ جناب ابیہ ابنی شہادت کی برس اور مہینے اور اس ات سے کہ جس میں وہ شہید ہوئے واقف تھے +

(۱۰) عن ابی عبد الرحمن السلی قال قال بن علی علی سخی اللیلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامی فقلت یا رسول اللہ ما لقیتم من امتک من اللداد والداد قال ادع علیہم قلت اللہم ابدانی ہم من ہو خیر منہم وابدانہم بی من ہو شر منی فخرج فضربہ الرجل را خروجه بن الاثیر فی کامل التواریح و اخبر ابوہریرۃ الحدیث عن حسن البصری (ابو عبد الرحمن السلی) سے منقول ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام جو بیان فرماتے تھے کہ جناب ابیہ علیہ السلام نے مجھے بیان کیا کہ آج رات خواب میں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہی پہنچے عرض کیا یا رسول اللہ آپکی ہمت کو مجھ کیا کیا خصوصیتیں اور جگہ سے پیش آئے ہیں حضرت نے ارشاد کیا تم ان پر دعا کرو مجھے کہہ اسے میرے پروردگار انکو بدترین مجھوان سے بہتر لوگوں کی صحبت عطا کر اور میرے لیے میں اسکو کسی بدترین کی صحبت میں رکھ۔ یہ آپ تشریف لیگئے اعدائے آدمی نے

جناب امیر کی شہادت کا بیان

لکھنؤ اخبار
۱۲۸۵ھ

قال ابن سعد انتدب ثلثه نفر من الخوارج عبد الرحمن بن ملجم المرادي والبرك بن عبد الله التميمي وعمر بن بكير التميمي فاجتمعوا بمكة وتعاهدوا وتفاقدوا البقتل لهُولاء الثلاثة جعل معاوية وعمر بن العاص قتل
ابن ملجم انا انكم يعلى قال البرك انا انكم بمعوية وقال عمر بن بكير انا انكم بعمر بن العاص وتعاهدوا على ان
تلك يكون في ليلة واحدة ليلة حادي عشر اوليلة سابع عشر رمضان ثم توجه كل واحد منهم الى المصر
الذي فيه صاحبه فقدم ابن ملجم الكوفة فلقى اصحابه من الخوارج فكان لهم ما يريدون ليلة الجمعة
سابع عشر سنة اربعين فاستيقظ على سحر ا فقال لابنه الحسن رايت الليلة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقلت يا رسول الله ما لقيت من امتك من اللذاد واللذ فقال ادع الله عليهم فقلت اللهم ابدنني
بهم خيل منهم وابد لهم في شرهم - ودخل ابن النباير الموثق على ذلك فقال الصلوة فخرج علي بن النباير
ايها الناس الصلوة الصلوة فاعترضه بن ملجم فضربه بالسيف فاصاب جبهته الرقبة ووصل الى دماغه
فشد اليه الناس من كل جانب فامسك واوثق واقام على الجمعة والسبت وقوفي ليلة الاحد نقلت من تاريخ
الخلفاء للسيوطي ابن سعد طبقات من كتبه من كخارج من بن ملجم المرادي اور برک بن عبد الله
التميمي اور عمر و ابن بكير التميمي تین آدمی خراج سے بچے ہوئے مکہ معظمہ میں جا آئے اور باہم عہد
کیا کہ علی اور معاویہ اور عمر بن العاص تین شخصوں کو قتل کرنا چاہیے ابن ملجم کہنے لگا میں جناب علی کو شہید کرنے
کا ذمہ لیتا ہوں بکنے کے کام میں معاویہ کے مارنیکا ذمہ لیتا ہوں اور عمرو بن بکیر نے عمرو بن عاص کے ہلاک کرنے کا
ذمہ لیا اور تینوں نے یہ عہد کیا کہ یا سہر ایک ہی شب میں واقم ہو رمضان کی گلیا ہوں یا ستر ہوں کوہر ان
میں سہر ایک اس شہر کی طرف جس میں کہہ سکا مد نظر قیام پذیر تھا روانہ ہوا پس ابن ملجم کو مکہ میں پہنچا اور خاجو
میں اپنے دوستوں سے ملا پس وہ اپنی ہم کارادہ کرنے لگے - رمضان کی ستر ہوں مسئلہ چالیس کو جناب امیر
صہب کو بیدار ہوئے اور اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام سے فرمانے لگے میں نے آج رات خواب میں جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے حضرت سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی ہمت کبھی کیا یا حضرتین اور جنگی
پیش آئے ہیں حضرت نے ارشاد کیا کہ انکو جن میں دعا کرو میں دعا کی بار آتا انکے بدن سے میں مجھ لیتے خبر لگ
کی صحبت عطا کر اور میرے بدبے انکو کسی بدی صحت کرا تے میں ابن النباير خوزن نے اگر الصلوة لصلوة کی
اقاز بلند کی جناب امیر ورو ذمہ سے باہر نکلتے اور ایسا الناس الصلوة الصلوة بکار نہ لگے ابن ملجم نے بیکر آپ کی

پیشانی سے اوپر سر کے ایک طرف تلوار ماری کہ دبانہ میں بیٹھ گئی پس ہر طرف سے لوگ وڈڑپے اور سکو پڑ گیا اور باندھ لیا۔ جناب امیر حمزہ اور ہفتہ کے دن تک نہ رہے اور تلوار کے سوز و حرارت فرما گئے +

(۲) قال الزہد بن بکار کان من بقی من الخوارج تعاقدوا علی قتل علی ومعاویہ وعمرو بن العاص فخرج لذلك ثلاثة فكان ابن ملجم هو الذي التزم لهم قتل علی فدخل الكوفة لذلك واشترى سيفاً لذلك بالثمن درهم وسقاء السم وكان في جلال ذلك يأتي علياً يسأله ويستصممه فحمله الى ان وقعت عينه على قطام امرأة راتقة جميلة كانت ترى راي الخوارج وكان علی قد قتل اباها واخوتها بالنهر ان فخطبها ابن ملجم فقالت له لا اتزوج الا علی مولا اريد سواہ فقال وما هو قالت ثلاثة آلاف دينار وقل علی قال ابن ملجم والله لقد قصرت لقتل علی وما اقامني هذا المصير غير ذاك فقالت ان قتلتہ و نجوت فهو الذي ردت فتبلغ شفاء انفس ويهنيك العيش معي وان قتلت فماعد الله خير من الدنيا فقال لها لك ما اشترطت فقالت له سالتك من ليشد ظهرك فبعثت الى ابن عم لها فاجابها ولقي بن ملجم بنصيب ابن بجيرة الا شجی فقال يا شبيب هل لك في شرف الدنيا والاخرة قال وما هو قال تساعدني علی قتل علی قال تكلتك امك لقد جئت شيئاً اذاً - كيف تقدر علی ذلك قال انه رجل لا حرص له ولا يخرج الى المسجد الا منفرد ادون من يجرسه فتكمن لفي المسجد فاذا خرج الى الصلوة قتلناه فان نجونا نجونا فاذا قتلنا سعدنا بالذكر في الدنيا والاخرة فقال ويا ابا علياً ذوسابقة في الاسلام مع النبي صلى الله عليه وسلم فانشرح نفسى بقتله قال ويا ابا علياً انما حكم الرجال في دين الله عز وجل و قتل اخواننا الصالحين فقتله بغير حق من قتل ولا تشكن في دينك فلجابه واقتبله حتى دخل على قطام في معتكفة في المسجد الاكظم في قبة ضربت لنفسها فدعت لهم واخذوا سيوفهم وجلسوا قبالة السدة التي يخرج منها علی فخرج منها علی الى الصلوة الصبح فبدا الشبيب فضربه فاحطاه فضربه بن ملجم بعنة الله عليه على راسه وقال الحكم لله لا لك ولا لاحبابك فقال علی لا يفوتكم الكلب فتد الناس عليه من كل جانب فاخذوه وهرب شبيب خائفاً من الباب فلما اخذ قال علی حسبو فان مت فاقبلوه ولا تمقلوا وان لم امت فالامر لي في العفو والقصاص راخوجه ابو عبيد (وابن حميد البرقي الاستيعاب) زير بن بكاء سے منقول ہے کہ خارجیوں نے جو لوگ کہ جنگ نہروان میں قتل ہوئے یہی ہم گئے تھے انہوں نے جناب امیر اور معاویہ اور عمرو بن العاص کے قتل کرنے پر مجاہد کیا اس امر کی انجام دہی کے لیے قین آدمی نکلتے ان میں سے عبد الرحمن بن ملجم مرادی وہ مارا شخص تھا جس نے کہ جناب امیر کے قتل کر نیکا ان سے وعدہ کیا تھا پس وہ کوفہ میں اس عرصہ کے لیے آگیا اور ہر درہم کما پاک تلوار ہمل لی اور سکو زہر کا بچھا ڈویا۔ اس میں جناب امیر کی خدمت

میں آجاتا رہا کہ جناب امیر اسے کوئی کام سپرد کریں آپ نے اسے ایک خدمت سپرد کی ناگہ اسکی نگاہ قطار پر پڑی جتنا
 حسد تھی۔ اور غاصبوں کی رائی کو دیکھ رہی تھی جناب امیر نے نہروان کی لڑائی میں اس کے باپ کو اور بایوں کو قتل
 کیا ہوا تھا۔ ابن مجہم نے اس سے اپنے نکاح کی درخواست کی اس نے جواب دیا کہ میں ایسے مہر کے سوا کہ بچہ اس کے اور کو نہیں
 چاہتی۔ نکاح نہیں کر سکتی۔ ابن مجہم نے مہر کی شرح پوچھی قطار نے کہا تین ہزار دینار اور جناب امیر کا قتل ہے ابن
 مجہم نے کہا بخدا تو نے ایسی چیز کو طلب کیا ہے کہ جس کے لیے میں اس شخص سے مرین آیا ہوں وہ کہنے لگے اگر تو نے
 جناب امیر کو قتل کیا اور تو نجات پاگیا۔ پس یہی بات تجھے حاصل ہو جائیگی جو کہ تو چاہتا ہے۔ اور میری طرف سے
 ہی تجھے ہر مہر میں رعایت حاصل ہوگی۔ اور تجھ کو جو ہے ایک گوارہ پیش حاصل ہوگا اور اگر تو قتل ہوگا۔ تو پس جو
 کچھ اس کے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے ابن مجہم کہنے لگا تجھے چاہیے کہ تو اپنی شرط کو پورا کرے۔ قطار نے کہا
 میں تجھے ایسے شخص کو ملائی ہوں جو اس کام میں تیری مدد کرے گا۔ پس اس نے اپنے چار دینار بھائی کو بلا بھیجا وہ اس کے
 پاس آیا اس کے بعد ابن مجہم شیب بن بکر الاسلمی سے ملا اور کہنے لگا امیر شیب کیا تجھے دنیا و آخرت کی شرف
 حاصل کرنے میں کچھ رعبت ہو شیب کہنے لگا وہ کیا ہے۔ ابن مجہم نے کہا وہ جناب امیر کا قتل کرنا ہے شیب نے
 کہا تیری ماں کے بچے مرین۔ تو نے ایک عجیب بات کہی ہو۔ ہم کیونکر انہر قابو پا سکتے ہیں۔ ابن مجہم کہنے لگا جتنا
 امیر کا کوئی نگہبان نہیں اور مسجد میں وہ تنہا جاتے ہیں کوئی ان کے ساتھ محافظ نہیں رہتا۔ ہم کین میں بیٹھ
 رہیں جب وہ صبح کو نماز کے لیے نکلیں تو ہم انکو شہید کر ڈالیں۔ پھر اگر ہم بچے بچائے اور اگر مارے گئے
 تو ہم دنیا و آخرت میں ذکر خیر جو ہمیں ملے شیب نے کہا اسے تو میرے جناب امیر انحضرت عطا علیہ السلام کے ساتھ
 صاحب بقت ہیں ان کے قتل کرنے سے بہلا سیرا دل کیونکر خوش ہو سکتا ہے۔ ابن مجہم کہنے لگا۔ تجھ پر سخت فہور
 ہے انہوں نے خدا کے دین میں لوگوں کو سبقت مقرر کیا ہے اور ہر دیندار بایوں کو قتل کیا ہے۔ ہم انکو
 ان قتل شدہ لوگوں کی عداوت سے قتل کرینگے تو اپنے دین میں کسی طرح سے شک اور شبہ اپنے دل میں نہ لائیں
 نے اسکی بات کو مان لیا۔ اور دونوں ملکر قطار کے پاس گئے اس نے مسجد اعظم میں اپنے تمکانات کے لیے ایک
 خیمہ کھڑا کیا ہوا تھا اور وہ اس میں بیٹھ گئے۔ اس نے اندرون کو اپنے پاس بلا لیا۔ وہ اپنی تلواروں کو
 لیکر اس روضہ کے پاس بیٹھ گئے۔ جہاں سے جناب امیر مسجد میں آیا کرتے تھے۔ پس جناب امیر صبح کی نماز کے
 لیے گھر سے باہر تشریف لائے۔ شیب نے بیکر تلوار ماری اسکا دار خالی گیا۔ ابن مجہم نے کہ خدا کی ہشکار اس
 پر ہے جناب امیر کے سراقہ میں تلوار لگائی اور کہنے لگا باعلی حکم خائن خدا کے لیے ہے نہ آپ کا ہے نہ آپ کے
 دوستوں کا۔ جناب امیر نے لوگوں سے کہا دیکھو یہ کتنا تم سے کہیں بہاگ نہ جائے لوگ ہر طرف سے اس پر تلے
 اور اسکو گرفتار کر لیا۔ شیب روضہ کے باہر سے بہاگ گیا جب ابن مجہم گرفتار ہو گیا جناب امیر نے فرمایا اسکو

فید کو اگر میں مر گیا تو تم نے اس کو قتل کر دینا اور مثلہ نہ کرنا۔ اور اگر زندہ رہا تو بخش دینا اور قصاص لینا میری اختیار میں ہوگا +

(۱۳) عن اللیث بن سعد ابن ملح بن خروعلیہ فی صلوة الصبح بیعت کان سمعہ یبسم ومات من یومہ دفن بالکوفة تلیلاً (راخرجہ البغوی) واحتلوا اهل خربة الصلوة وقبل الدخول فیہا وھل استخلفہ من ائمہ الصلوة اوھو ائمہا والا کثر علی انہ استخلف جعد بن ہبیر فاضل بہم تلك الصلوة (راخرجہ محب المطبری فی المناہج) لیث بن سعد سے منقول ہے کہ ابن بلجم نے جناب امیر کو صبح کی نماز میں زہر کی بجی تلوار ماری تھی اور یہی روز جناب امیر انتقال فرما گئے تھے۔

اور لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ ابن بلجم نے آپ کو صبح کی نماز میں تلوار ماری تھی یا کہ نماز سے پہلے اور آیا جناب امیر نے نماز کے تمام کلمات کے لیے کسی کو اپنا خلیفہ کیا تھا یا کہ خود نماز کو پورا کیا تھا۔ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے جعد بن ہبیر کو نماز کے لیے اپنا خلیفہ کیا تھا اور اس نے اس نماز کو پورا کیا تھا (۱۴) عن ہارون بن یحیی قال ان علیاً لما ضربہ ابن ملح بن خروعلیہ (راخرجہ بن الاثیر فی کامل التواریخ) ہارون بن یحیی کہتے ہیں کہ حبیب بن بلجم ملعون نے جناب امیر علیہ السلام کو چوٹ لگائی تو جناب امیر نے جلکے فرمایا یہ کعبہ کی قسم ہے میں ہر شکار ہو گیا +

جناب امیر کی اپنے قاتل کو ہمدردی

(۱۵) عن صفیم بن الفضل قال لما قتل بن ملح بن خروعلیہ قال للحسن والحسین عزمت علیکم لما حبستم الرجل فانتم فاقتلوه ولا تمثلو بہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وایاکم امثلة ولو بالکلب العقور (راخرجہ الفضائل) صفیم بن فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو ابن بلجم نے زخمی کیا آپ جنسین علیہما السلام سے وصیت فرمائی تھے میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب کہ تم نے اس آدمی کو قتل کر لیا ہے اگر میں برطانیوں تو اس کو قتل کرنا اور مثلہ نہ کرنا کہو کہ میں نے جناب رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ تمہیں قتل کرنے سے اگرچہ شکستہ تھا ہی ہو +

(۱۶) عن الحسن بن کثیر عن ابيه مکان قد ادرك علیاً قال خرج علی الى الفج فاقبل الا ودمع فی وجهه فطرح دونه فقال معون فانہن نوابہ فغریہ ابن ملح فقلت لہ یا امیر المؤمنین قل بیئنا وبنی نبی مراد فلا یقوم بہم نأغیہ ولا داعیہ ابدا قال لا وکن احبسا الرجل فاذا

انامت فاقتلوه فاذا اعش فالحجوج قصاص (اخرجہ احمد فی المناقب) حسین بن کثیر اپنے والد سے کہ اس نے جناب امیر کو دیکھا تھا روایت کرتا ہے کہ جناب امیر صبر گھر سے برآمد ہوئے بطین انکے سامنے ہو کر فریاد کرنے لگیں لوگ انکو ہٹانے لگے جناب امیر نے فرمایا انکو چوڑ دو یہ فوج کر رہی ہیں پس ابن مجہم نے آپکو ضرب لگائی سینے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ بہار اور نبی مراد کے درمیان جنگ کی اجازت دیدین تاکہ ان میں اونٹ اور بکری باقی نہ چوڑا جائے فرمایا نہیں لیکن تم اس آدمی کو قید رکھو جب میں ہرجاؤں اسکو قتل کروں یا اور اگر میں زندہ رہوں تو صرف زخم کا بدلہ لیا جائیگا +

(۳) عن حسین بن کثیر قال قال علی النفس بالنفس ازہلکت فاقتلوه وان یقتل رأیت فیدائی یا بنی عبدالمطلب لا الفیکم بخوضون دماء المسلمین تقولون قد قتل امیر المؤمنین الا لا تقتلوا لا قاتلی انظر یا حسن ان انا مت من ضربتی هذا فاضربہ ضربۃ فلا تمثلن بالرجل فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ ایاکم المثلۃ ولوبا لکلب العقور (اخرجہ عبدالمطہری فی الریاض النضرۃ) حسین بن کثیر ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جان کا بدلہ مانگے، اگر میں ہرجاؤں تو اسکو مار ڈالنا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو اسکی نسبت میں اپنی رائے کو دیکھو لگا۔ امی بنی عبدالمطلب تمکو میں مسلمانوں کے خون کے پیچھے نہیں ڈالتا کہ تم یہ کہو امیر المؤمنین مار دی گئے ہیں۔ خبردار بخیر میرے قاتل کے اور کسی کو نہ مارنا۔ اے حسن نگاہ رکھو کہ اگر میں اس ضرب کے جو مجھے لگا ہے ہرجاؤں۔ تو تو نے ہی میرے قاتل کو ایک ہی ضرب لگانا۔ اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا یہ تحقیق سینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مثلہ کرنے سے بچو اگرچہ کھمکنا کتا ہی ہو +

(۴) عن الزبیری بن بکار قال قال علی حبسوا فان انا مت فاقتلوه ولا تمثلوا بہ فان انا مت فاما علی فی العفو والقصاص (اخرجہ ابو عمر) زبیری بکار کہتے ہیں کہ جناب امیر نے اپنے قاتل ملعون کی نسبت فرمایا اگر میں ہرجاؤں تو تم نے اسے ہی مار ڈالنا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا اور اگر میں زندہ رہا تو مجھے اس کے بخشنے اور بدلہ لینے میں اختیار ہوگا +

(۵) عن التہری قال لما ضرب علی تلک الضرۃ قال ما فعل شاربی الطعم طعمی استقوا من شرابی فان عشت فانا اولی بحق وان مت فاضربوا ولا تزدوا علیہ (اخرجہ الخوازمی) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہستاد زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب امیر کو وہ ضرب لگا فرمائے لگے میرا قاتل میرا کسانا اُسے کھلاؤ۔ اور میرا پانی اُسے پلاؤ اگر میں زندہ رہا تو میں اپنے حق کا زیادہ حصہ ہوں اور اگر میں مر گیا پس اسکو ایک ضرب لگانا اور سپر کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا +

جناب امیر علیہ السلام کی وصیت

(۱) عن الزهري قال اوصى الحسن يا حسن لا تغال في كفى فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول لا تغال في الكفن وامشوا بين المشيين فان كان خيرا عجلتموه وان كان شرا القيتوه عن اکتافکم راجعہ الخوارزمي) زہری رحمۃ اللہ علیہ نقل میں کہ جناب امیر نے حضرت حسن علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ اے حسن میرے کفن کو غالب نہ لگانا۔ کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کفن میں غالب نہ لگاؤ۔ اور دو دفنوں کے درمیان ہو کر چلنا پسینے نہ دوڑتے ہوئے اور نہ زیادہ آہستہ کیونکہ اگر کوئی امریکہ پیش آنے والا ہوگا تو تم تنے میرے لیے اسکی تعجیل کی ہوگی۔ اور اگر ربائی پیش آئی ہوگی تو تم تنے اپنے کندے کا بوجہ ہلکا کیا ہوگا *

(۲) عن الحسن قال لما حضرت ابو العفات قبل موته فقال هذا ما اوصى به علي بن ابي طالب اخو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ اول وصیتہ اشہد ان لا اله الا الله وان محمدا عبدا ورسولا و خیرہ بعلمہ و ارتضاه لخلقہ و ان الله باع من فی القبور وسائل الناس عن اعمالهم عالم بما فی الصدق ثم ان اوصیک يا حسن و کنی بک وصیاً بما اوصانی رسول الله ﷺ فاذا کان ذلک فالزم بیتک و ابیک علی خطیتک ولا تکن الدنيا اکبر همک و اوصیک یا بنی بالصلوٰۃ عند وقتها و الزکوٰۃ فی اهلها عند محلها و الصمت عند التشبه و الاقتصار و العدل فی الرضاء و الغضب بحسن الجوار و اکرام الضیف و رحمة المجهول و احسان البلاء و صلة الرحم و حب المساکین و عجا لستهم و التواضع فانه من افضل العبادۃ و ذکر الموت و زهد فی الدنيا فانک مرہن الموت و غرض بلاء و طرح سقم و اوصیک بحشیۃ الله تعالیٰ فی سرائرک و علانیاتک و انہا لیس عن مخالفة الشرع بالقول و الفعل و اذا عرض لک شی من امر الاخرة فابدأ به فاعرض لک امر من الدنيا فتأنت حق تصیب شدک فیہ و ایاک و وطن التهمة و المجلس المظنن به السوء فان قرین السوء یغیر جلیسہ و کن مع یا بنی عاملاً و عن المجنی زجوراً و بالمعروف امراً و عن المنکر ناهیاً و اخ الاخوان فی الله و احب الصالح لمصلاحہ و دار الفاسق عن دینک و ابتغہ لقلبک و ذلک باعمالک لئلا تكون مثله و ایاک و الجلوہ فی الطرقة و دغ المماراة و عجا راعی من لا عقل له و اقصد یا بنی فی معیشتک و اقصد فی عبادتک و علیک فیہا بالمر الدائم الذی نطقہ و التزم الصمت و بہ و تسلیم و قد م لنفسک تقم و تعلم الخیر تعلم و کن ذا کراً لله تکما علی کل حال و احرم من اهلك الصغير و قر الکبیر و لا تاكل طعاماً حتى تصدق منه

قبل اكله وعليك بالصوم فانه زكوة البدن وخطة لاهله وجاهد نفسك واحذر جلييك واجتنب وكد
 عليك بحاسن الذكر واكثر من الدعاء فاني لعلك يا بنی نعماء و هذا افراق بينو وبينك و اوصيك باخيك محمد
 حنبلیرا فانه ابن ابيك وقد علمت له واما اخوك الحسين فهو شقيقك وابن ابيك و الله الخليفة
 عليك و اياه اسال ان يجعلكم و ان يفتح الطغاة البغاة عنكم و اصل الصبر حتى تفقه الله هذا الامر و لا حول
 ولا قوة الا بالله (نور الابصار) جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب پیر والا صاحب علیہ السلام کی وفات کا
 وقت قریب آگیا آپ وصیت فرماتے گئے کہ یہ وہ بات ہے کہ جسکی نسبت علی بن ابی طالب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا
 اور انکا ابن عم اور انکا صاحب وصیت کرتا ہے سب سے پہلے میری وصیت یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ
 کوئی معبود سوا خدا کے نہیں اور محمد اس کے رسول اور برگزیدہ ہیں اس نے اپنے علم سے انکو رسالت کو ایسے امتیاز
 کیا اور اپنی خلق کی ہدایت کے لیے انکو پسند کیا۔ اور جو لوگ کہ قبروں میں ہیں انکو اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا اور انکو
 سے انکو اعمال کی پرسش فرمائے گا۔ اور جو کچھ کہ لوگوں کے دلوں میں ہے اسکو وہ جانتا ہے۔ بعد اسکے جائے حسن
 میں بخج کو وصیت کرتا ہوں اور میری وصیت ادا کرنے کے لیے کافی ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ اسکے ساتھ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو وصیت کی ہے۔ پس جبکہ ایسا ہو تو تو اپنے گھر میں رہا کر اور اپنے گناہوں پر روکا کر
 اور دنیا کے حاصل کو فہم میں اپنی ہمت کو مصروف کر۔ اور اسے میرے فرزند میں بخج کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز کو اسکو
 وقت پر ادا کیا کر۔ اور جب کدو نیسے کا محل ہو تو اسکے مستحق کو دیا کر اور جب کوئی امر شتبہ ہو تو اس میں سکت
 رہا کر۔ اور خوشنودی اور غصہ میں میانہ روی اور عدالت اختیار کر اور اپنے ہمسایہ کو ساتھ نیکی کر۔ اور ممان کن
 مکریم کر۔ اور جو لوگ کہ عاجز ہوں اور مصیبت میں مبتلا ہوں انپر رحم کر اور صلہ رحمی بجالا اور مسکینوں سے محبت کر
 اور انکے پاس بیٹھا کر اور ان سے تواضع کیا کر اسلئے کہ یہ فضل عبادت ہے اور موت کو یاد کر۔ اور دنیا میں نہ ہلا
 کا اسلئے کہ موت سے چوٹ نہیں سکتا۔ اور دنیا بلا کے نازل ہونیکا مقام ہے اور بیاریوں میں مبتلا ہے
 اور نیز میں بخج کو وصیت کرتا ہوں اپنے ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا کر اور ہر قول و فعل میں شریع
 شریف کی مخالفت سے منع کرتا ہوں اور جب کوئی چیز اسو آخرت میں سے بخج کو پیش آئے تو اس میں جلدی کر اور
 حب کوئی اسو دنیا میں سے بخج کو پیش آئے تو اس میں تامل کر یہاں تک کہ اپنے بیبودی کو اس میں تحقیق کرے
 اور ایسے مقامات میں کہ ہمیں ہمت کا شبہ ہو اور ایسی صحبتوں میں کہ جن میں رہائی کا گمان ہو نہ جایا کر اسو سطر
 کہ جو شخص کہ خود با ہے وہ اپنی ہم صحبت کو بگاڑ دیتا ہے اسے میرے فرزند تو اپنے عمل کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص
 اور خالص کر اور گناہ بگاڑ دیتا ہے اور اچھی بات کا حکم کر اور بری باتوں سے منع کیا کر اور بائوں سے خدا کی
 راہ میں دوستی کر اور صالح شخص سے کسب اسکی نیکی کے دوست رکھ اور فاسق سے بدلا کر اور دل میں سکھ

براسمہ اور اپنے اعمال میں اس سے علیحدہ رہنا کہ ایسا نہ ہو کہ تو بھی مثل اسکی ہو جائے اور بازاروں میں نہ بیٹھا کر اور بے وقوفوں سے محبت نہ کیا کر دانی ہمسائیگی اختیار کر اور اپنی معاش میں اور عبادت میں میانہ روی اختیار کر اور عیبتا مسنونہ میں سو اسی چیز کو اختیار کر کہ جسکے ادا کرنے کی تجھے طاقت ہو اور ہمیشہ سکون قائم رکھ سکے۔ اور سکوت کو اپنی اور پلازم کرے کہ اسکے سبب تو برا بیون سے بچ سکتا ہے اور نیکی کو اپنے نفس کے لیے مقدم کرنا کہ تجھے غنیمت حاصل ہو اور ہر حال میں خدا کو یاد کیا کر اور تیرے عزیز و اقارب میں سو جو شخص منہ پر لسن ہو اس پر رحم کر اور جو کبیرا ہو اسکی زندگی کر اور حب تو کھانا کھانے لگے تو پہلے اس میں سو صدقہ دیدیا کر اور سچ کو روزہ رکھنا لازم ہے اسلیکے وہ بدن کی زکوۃ ہے اور روزہ دار کی سپر ہے اور اپنے نفس سے مجاہدہ کیا کر اور ہمیشہ میں سو ہشیار رہا کر اور اپنے دشمن سے پرہیز کیا کر۔ اور تو ہمیشہ ایسی مجلسوں میں بیٹھا کر کہ جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہو اور اکثر دعا کیا کر۔ اسے فرزند مینے تجھے نصیحت کرنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی ہے۔ اور اب میرے اور تیرے درمیان عداوت ہوتی ہے میں تیرے بہائی محمد حنفیہ کے باب میں تجھے نیکی کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ تیرے باب کا بیٹا ہے اور مجھے جو کچھ کہ اس سے محبت ہو تو اسکو جانتا ہے اور لیکن تیرا بہائی حسین پس تیرا ہم وطن بہائی ہو اور تیری ماں اور تیری باپ دونوں کا بیٹا ہے ادا اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہارا گنہگار ہو اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہاری کاموں کی اصلاح کرے اور سرکشوں کے اور باغیوں کو شر کو تم سے دفع کرے اور تجھے صبر کرنا چاہیے۔

بیانشک کہ اس بات میں حکم کرے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ علی اعظم

جناب امیر کے انتقال کا بیان

عن عمر بن ذی مرقلہ لما أصیب علی بالضرۃ دخلت علیہ وقد حبسہ أسہ قال قلت یا امیر المؤمنین ارنی خبرتک قال خلعت خلعت طبعی اثنی قال انی مفارقکم فبکت اہ کلثم من وراء الجباب فقال لما استقی فلو قرین ما اری لما بکیت قال فقلت یا امیر المؤمنین ما ذاتی قال هذا الملائکة دفعه والنبی و هذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا علی الشرف ما نصیر الیہ خیر مما انت فیہ راخوجہ عن الانبیاء عمرو بن مکتوم روایت ہے کہ جب ان کے کو زخم لگا۔ میں انکی خدمت میں گیا وہ اپنے سر کو ٹہکا باندھے ہوئے تھے میں نے کہا یا امیر المؤمنین مجھے اپنا زخم دکھائیے انہوں نے ٹہکا کھولا اور مجھ پر زخم دکھایا میں نے کہا تھو اس زخم سے اور کچھ بھی نہیں فرماتے تھے میں تم سے جدا ہوتا ہوں جناب ام کلثم پر دم کے اندر سو روئے تھیں جناب امیر نے فرمایا جب رہو جو کچھ کہ میں دیکھتا ہوں اگر تم ہی دیکھتے ہو تو ہرگز نہیں دیکھتے میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین تم کیا دیکھتے ہیں کہنے لگے ہر شخص کے بغیر ادا نبی التشریف لای میں اور یہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قدم رنج فرمایا ہے اور کہہ رہے ہیں یا علی بشارت ہو جس حال میں کہ تو ایسا ہے اس عمدہ تیری حالت ہونیوالی
(۲) عن عبد الرحمن بن حبیہ قال لما فرغ علی من وصیۃ قال اقر علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم لم
تکلم الا بلا الہ الا اللہ حتی قبضہ اللہ وغسلہ ابنہاہ وعبد اللہ بن جعفر وصلى عليه الحسن وکبر علیہ اربعاً
وکن فی ثلاثۃ اثواب لیس فیہا قبض من دفن فی السحر راخرجه بن الاثیر (عبد الرحمن بن حبیہ کہتے ہیں
کہ جب جناب امیر وصیت فرما رہے ہوئے فرمایا میں تم کو سلام علیکم کہتا ہوں اور خدا کی رحمت اور اس کی برکت تم پر
ہو پھر آئیے بخیر لا الہ الا اللہ کے اور کوئی کلام نہ کیا یہاں تک کہ انتقال فرما گئے۔ انکے دونوں بیٹوں اور عبد اللہ بن
جعفر نے انکو غسل دیا اور حسن علیہ السلام نے انکو جہانہ کی نماز پڑھی اور یزید بن کبیر اور تین کپڑوں میں کہ ان میں
مقیس نہیں تھا جو ہم کے قریب بخود دفن کیا۔

(۳) وقال النجاشی صلی علیہ وسلم علیہ اربع تکیات وقیل ستاً راخرجه محب الطبری فی الرایض (نجاشی
علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جناب امیر ربہم حسن علیہ السلام نے جہانہ کی نماز پڑھی اور چار تکیہ بن کبیر نے بعض کہتے ہیں
تو تکیہ بن کبیر۔

(۴) روی ہارون بن سعید انہ کان عندہ مسکاً وھو۔ ان یخط بہ وقال فضل بن حنظل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم راخرجه البغوی ہارون بن سعید روایت ہو کہ جناب امیر کے پاس تھوڑے مسک تھے وصیت
فرمائی کہ اس سے میرے کفن کو مسٹر کیا جائے اور فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حنظل سے بچا ہوا ہے۔

وہ قدرتی آثار جناب امیر کی شہادت سے نمودار ہو

(۱) عن ابن شہاب الزہری قال قدمت دمشق وانا اریہ المراق فاتیہ عبد الملک بن مروان لاسلم علیہ
فوجدتہ فقیۃ فسلمت وجلست فقال یا بن شہاب اتعلم ما کان بیت المقدس صباہ قتل علی فقلت نعم
فلت واما الناس حتی اتیت خلف القبة وحول الی وجہ فقال ما کان فقلت لمریض حج من بیت المقدس
الا وجدتمہم عبیط فقال لا یعلم هذا احد غیری وغیرک فلا یسمو منہ۔ فاحذث بہ احد الحق
راخرجه بن العثاک والنخوارزمی ابن شہاب زہری سے منقول ہو کہ میں دمشق میں گیا اور میرا عراق کی طرف
جائیکا ارادہ تھا۔ پس میں عبد الملک بن مروان کے پاس سلام کر نیو گیا وہ ایک خیمہ میں تھا میں نے سلام کیا اور
بیٹہ گیا عبد الملک مجھے کہنے لگا اے ابن شہاب تجھے معلوم ہے کہ جس روز جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے
تھے اس روز بیت المقدس میں کیا ہوا تھا میں نے کہا مجھے معلوم ہے عبد الملک کہنے لگا میرے پاس چلا آ۔
میں دو گرن کے پس پشت ہو کر خیمہ کی پشت کی طرف اسکے پاس گیا اور اس نے میرا طرف موندہ پیر کیا۔ اور کہنے لگا

کیا بات ہو بیٹھ کما اس ذریت المقدس کو بیہوش نہیں اٹھا یا گیا تھا کہ اس کے نیچے تازہ خون نظر نہیں آتا تھا۔
عبدالملک نے لگا کر سیر اور تیر سو اکوٹھی اس باز سے خبردار ہوا نہیں چاہیے اور حق سے کوئی اس بات کو نہ سنے
ابن شہاب کتاب ہے کہ عبدالملک کے سرخے مکہ میں لگا کر ہر کسی سے نہیں کیا
قتل الحافظ ابو بکر بن الحسین البیہقی قلت کذا روی فی ہاتین الروایتین دروئی باسناد صحیح عن النعمان
ان ذلک کان حین قتل الحسین واملہ وجہ عند قتلہما اجماعاً رتقہما الرندی فی درر السمطين (ملاحظہ)
ابو بکر بن حسین البیہقی کہتے ہیں کہ ان خطروا چون میں سحر کا بیان ہے اور زہری سے روایت ہے یہ اقدس کے
بہرون کے نیچے تازہ خون جما ہوا پایا تھا۔ اور اس روایت کی سند میں صحیح میں شاید کہ اسے دونوں صحابہ
کی شہادت کے وقت ایسا پایا ہو۔

(۲) عن ابی القاسم الحسن بن محمد المعروف بابن الوفا قل کنت فی مسجد الحرام فرایت الناس مجتمعین حول
مقام ابراہیم فقلت ما هذا قالوا راہب قد اسلم فوجدت بجذیف عجیب فاشرفت علیہ فاذا شیخ
کبیر علیہ جہتہ صوف فلنسوق صوف عظیم الجنة وهو قاعد عند مقام ابراہیم سمعته یقول کتبا قاعدا
فصومعق فی بعض الايام فاشرفت منها اشرافہ فاذا طائر کالسر الکبیر قد سقط علی صخرة علی
شا علی البحر فقابا فری من فیہ ربع انسان ثم طار فقاب یسیرا ثم عاد فتقایا ربعا اخر ثم طار وعلو
وتقایا هكذا الى ان تقایا اربعارباع الانسان ثم طار فذرت الارباع بعضها من بعض فالتامت مقام
منہا انسان کامل وانا اتعجب ما رایت فاذ بالطار قد انقض علی خلقہ سبعمائة ثم عاد فخطا اخر ثم طار وهكذا
الى ان اختطف جمیعہ فبقیت متفکرا الخسران لا کنت سألته من هو ما قصته فلما کان فی الیوم الثالث
اذ بالطار قد قبل وفعل کفعله بالامس فلما التامت الارباع وصارت شخصا کاملا نزلت من صوفی
مبادر الیہ ودفوت منه وسالته من انت فقلت حق فقلت حق من خلقک من انت قال انا ابن بلجہ فقلت
وما فعلت قال قتل علی بن ابیطالب فوکل فی هذا الطائر یقتل فی کل یوم قتلة۔ فهذا خیری فانقض
الطائر فاخذ ربعه طار فسالته عن علی فقالوا ابن عم رسول الله صلی الله علیہ وسلم راخرجه
الخوارج (الخوارج) ابوالقاسم حسن بن محمد المعروف بابن الوفا سے منقول ہے کہ میں کہہ میں تھا۔ لوگوں کو دیکھا تھا
ابراہیم کے گرد مجتمع ہیں بیٹھ بچہ پایہ کیا بات ہے لوگوں نے کہا ایک رہب مسلمان ہو گیا ہے اور ایک شخص
بان بیان کرتا ہے۔ پس میں اس کے دیکھنے گیا دیکھا کہ ایک بڑا قوی خنجر آدمی ہے اور کھلی کا جبہ اور کھلی
کی ٹوپی پہنے ہوئے ہے اور وہ مقام ابراہیم کے پاس بیٹھا ہوا لوگوں سے باتیں کر رہا ہے اور سب لوگ
کان دیکھ رہے ہیں۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دن میں اپنے صومعہ میں بیٹھا ہوا تھا ناگاہ سینے دیکھا

۲۰ عن الحسن انه لما قتل علي قام خطيباً فحمد الله واثنى عليه قال ما بعد الله لقد قتلته الليلة وجلا في ليلة
تزل فيها القرآن وفيها رفع علي بن مریم وفيها قتل يوشع بن نون فتی موسی را خوجہ ابن جویہ نے
تاریخہ) جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہو چیکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے تو وہ خطبہ کے لیے کھڑے
ہوئے اور خدا کی صفت ثناء کے بعد فرمانے لگے اے لوگو خدا کی قسم ہے تم نے آج ایسی رات میں ایک آدمی کو
مارا ہے جس میں کہ قرآن اترا ہے اور جس رات میں عیسیٰ بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے اور جس رات میں جناب
موسیٰ کے نوجوان یوشع بن نون قتل ہوئے ۔

(۳) عن عمر بن حبشہ قال خطبنا الحسن حين قتل علي لقد فارقكم رجل ان كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم لا يصر حتى يفتر الله علينا ترك من صفراء ولا بيضاء ولا سبعة مائة درهم
كان يرصدها الخادم لاهله را خوجہ احمد) عمر بن حبشہ سے منقول ہو کہ جناب امیر کی وفات کو بعد جناب
امام حسن علیہ السلام نے ہمیں خطبہ میں ارشاد کیا کہ آج تم سے ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ جب جناب
سالک اب صلے اللہ علیہ وسلم اے علم عطا فرماتے تو حقیقہ خدا سے فتح نہ دیتا وہ واپس نہ ہوتا اس نے سونا چاندی
سوا سات سو درہم کے اور کچھ نہیں چوڑا۔ اپنے اہل کے لیے غلام اس سے لینا چاہتا تھا ۔

جناب امیر کی وفات پر لوگوں کی رائیں

(۱) عن ام المؤمنين عائشة رضی اللہ عنہا قالت لما بلغها موت علي بن ابی طالب قصم العرب ما تشاء فغير
لها احد ينهار را خوجہ بن عبد البر فی الاستیعاب) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے جیکہ انکو جناب امیر علیہ السلام کی وفات کا حال معلوم ہوا فرمانے لگیں اب عرب جو جاہل ہے سو کرے کوئی ہنس کا
خضم نہیں رہے ۔

(۲) وكان معاوية يكتب فيما يزل به ليلال له علي بن ابی طالب عن ذلك فلما قتل علي قال ذهب الفقه
والحكم بموت ابن ابی طالب فقال حنيفة اخو لايمر هذا اهل الشام فقال دعني عنك را خوجہ بن عبد البر
فی الاستیعاب) امیر معاویہ کو جو اسور کہ دشوار پیش آیا کرتے تھے انکو ملکہ جناب امیر علیہ السلام سوچا کرتا
تھا جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے امیر معاویہ کہنے لگے ابن ابی طالب کی موت کو فتنہ اور حکمت جاتی رہی
معاویہ کا ہابی کہنے لگا کہ میں یہ بات اہل شام نہ سن رہا ہوں معاویہ نے کہا چوڑیجھے ۔

آنحضرت کا جنازہ میرے فرمانا کہنا علی اپنا ہاتھ بٹا اور میرے ساتھ حبشہ میں جہان

مین داخل ہون تو ہی داخل ہو

عن ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لما طعن ابی امیر بالشیء دخلت علیہم للمؤمنین خصمہ رضی اللہ عنہما قالت یا ابت ان الناس یزعمون ان ہولاء الستہ لیسوا برضی علی قال استدلنی فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی مدید فی یوم القیامۃ حیث ادخل راخوجنا الطبرانی فی الکبیر و ابوبکر الشافعی و ابوالحسن بن بشیر فی فوائد و ابن ہشام الدلیلی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سیکر والد ماجد جنی ہو گئے اور انہوں نے مشورت کر لیے حکم دیا ام المؤمنین حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا انکے پاس جا کر کہنے لگیں اے ابابکر خیال گو تے ہیں کہ یہ چوں جناب علی ہوندار ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھ کو کتیا لگا دو پھر بولے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی ہو فرماتے تھے کہ ابی علی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے اور داخل ہو قیامت کے روز میرے ساتھ جہان کہ میں داخل ہوں *

جناب امیر کا آنحضرت کے ساتھ جنت میں ایک گھر بن ہونا

۱) عن زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة ابنتی وانت اخی ورفیق شریک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین راخوجہ احمد فی المناقب) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرماتے تھے کہ یا علی تم جنت میں میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ میرے قصر میں ہوگی۔ اور تم میرے بہائی اور رفیق ہو پھر حضرت نے یہ آیت کریمہ پڑھی کہ بہائی برابر کے تختوں پر آنے سے ملتے ہوئے *

۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انا و اباءک و هذاں فی مکان واحد یرید بہذا بن الحسن و الحسین راخوجہ الدلیلی و الطبرانی فی الکبیر) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی میں اور تو اور یہ دونوں جنت میں ایک مکان میں ہونگے اور ان دونوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حسن اور حسین سوتھی *

۳) عن علی قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی المنام فاستسقا الحسن قال فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقی شاة لنا بکی فخلیها فلدوب فجاء الحسن ففشاء التبع صلی اللہ علیہ وسلم فقالت فاطمة یا رسول اللہ کانه احبهما قال لا وکنہ یغفر الحسن استسقا قبلہ ثم قال افہ اباءک و هذاں و هذاں فی مکان واحد یرید بہذا بن الحسن و الحسین راخوجہ احمد فی المسند) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر یہ شب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حسن اور حسین سوتھی *

نہ اسے اسے علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے میں سونے کو تھا حسین علیہ السلام کو پیاس لگی جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تشریف لے گئے اور ایک تھوڑے دودھ والی بکری اپنے ساتھ لائے اور اس کو دو بکر بن
بن دودھ والے یا حسین علیہ السلام کو پینے کے حضرت نے ان کو ہٹا دیا جناب فاطمہ علیہا السلام عرض کرنے لگیں
شاید سن ان دونوں میں سے زیادہ پیار کو میں آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن حسن اس کو پہلے پیاسا ہوا ہے
پھر حضرت نے فرمایا میں اور تو اور یہ دونوں اور یہ اونگھنے والا قیامت کو روز ایک مکان میں ہونگے۔

جناب امیر کا اہل جنت پر صبح کو ستر کی طرح چمکنا

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یزہر باہل الجنة کما یزہر کوکب الصبح
باہل الدنیا راخرجه الحاکم فی تاریخنا والبیہقی فی فضائل الصحابة والابی فی قوموس الاخبار
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی جنت لوگوں پر صبح کی چمکیگا
صباح و صبح کا ستارہ دنیا کے لوگوں پر چمکتا ہے۔

جناب امیر کا سب کے اہل جنت کو دروازہ کو کھٹکنا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی اتاہ اول من یقرع باب الجنة فتدخل فیہا بغیر
حد آید راخرجه الامام علی بن موسی النضا علیہ التحیة والثناء فی سند اہل البیت جناب امیر علیہ السلام
سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے تھے کہ یا علی تو سب کے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکنا
گا۔ بغیر سب کے اس میں دخل ہوگا۔

جناب امیر کا قطعی مغفور ہونا

را عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان الله قد غفر لك ولولدك
ولا ہذا ولحبیبك فابشر فاناء الانزع البطن راخرجه الامام علی بن ابی ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تجھ کو اللہ تعالیٰ نے تجھ اور تیری اولاد
کو اور تیرے اہل کو اور تیرے دوستوں کو بخش دیا ہے پس خوش ہو کہ تو ازعم اور مطمئن ہے۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اعلیٰ کلمات اذا قلتم غفر لك مع انك مغفور تقول
لا اله الا الله المحلیم الکریم لا اله الا الله العلی العظیم سبحان رب السموات السبع والارضین ورب العرش

العلیم والحمد لله العزیز العلیین را خوجہ احد فی المناقب والنسائی فی الخصائص، جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ نبی و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم تجھ جیسے چند کلمات بتائیں کہ جب تو انکو پڑھے تو خدا تجھ کو باوجودیکہ تو غنیا سمجھا جاتا ہے تو یکساں نہین ہے کوئی مسکین نہیکہ ایک خدا جو علم والا اور رحم والا ہے اور نہین سب کوئی مسکین نہیکہ ایک خدا جو برتر اور عظمت والا ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو ساتون زمینوں اور آسمانوں کا بانی ہے اور سب تعریف ہو خدا کے لیے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

جناب امیر کا سب سے اول خدا کے سامنے دعوے کی پڑاؤ

(۱) عن قیس بن عبادۃ عن علی قال انا اول من یشئ للنسوة من بین یوم القیمۃ قال قیس فہم نزلت ہذا لخصمان اختصما فیہم قال ہم الذین تبارکوا یوم بدر علی و خمرۃ و عبیدۃ الحارث و شیبۃ ابن ربیعۃ و عتبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبۃ را خوجہ البخاری) قیس بن عبادہ جناب امیر علیہ السلام سے نقل ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ میں قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے جگڑنے کے لیے اٹھایا جاؤں گا۔ قیس کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے بدر کے سفر باہم مبارزت کی تھی یعنی جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم اور کفار میں مکیغیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ پس انکے شان میں یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ دو مدعی جگڑے ہیں اپنے رب پر۔

جناب امیر کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقتلنا کواصحاب الجنة فقال صلی اللہ علیہ وسلم انا اول اهل الجنة دخولا البعاع علی بن ابی طالب را خوجہ بن مرد وہیہ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے صحابہ جنت کا تذکرہ کر رہے تھے حضرت نے فرمایا اہل جنت میں سے سب سے پہلے اس میں داخل ہوئیوہ علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول من یدخل الجنة انا و اہل البیت و فاطمۃ و الحسن و الحسین قلت فہو بنی قال من ورائکم را خوجہ بن سعد و الحاکم) جناب امیر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سب سے اول جنت میں میں اور تو اور فاطمہ اور حسین و علی ہونگے میں عرض کیا یا رسول اللہ تمہارا یہ

جناب امیر کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هذا اول من امن بي وهذا اول من يصلي في يوم القيامة على الحوض راخو جہ الطریف والدلیل سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کے لیے فرمایا کہ یہ سب پہلے جو پیمان لایا ہے اور سب پہلے جو حوض پر قیامت کے روز صاف کرے گا۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من يرد على الحوض اهل بيتي راخو جہ الدلیلی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حوض پر سب سے اول میرے اہل بیت وارد ہوں گے۔

(۳) عن سلمان اول هذا الامة ورد على الحوض اولها اسلاما على بن ابي طالب راخو جہ بن عبد البر فی الاستیعاب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس امت کا سب سے پہلے حوض پر وارد ہونے والا اور سب سے پہلے پیمان لانیوالا علی بن ابی طالب ہے۔

جناب امیر کا قیامت کے روز صاحب حوض ہونا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم على بن ابي طالب صاحب حوضي يوم القيمة فيه اكناب كعدد نجوم السماء وسعة حوضي ما بين جابية الى صنعاء راخو جہ الدلیلی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز میرے حوض کے صاحب ہوں گے اس پر پائے آسمان کو ستاروں کی تعداد کے موافق ہونگے میرے حوض کی وسعت جابیہ سے صنعاء تک ہوگی۔

جناب امیر کا حوض سے منافقوں کو ہٹکانا

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي منك يوم القيامة عصا من عصا الجنة تزدح بها المنافقون عن الحوض راخو جہ الطبرانی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تیرے پاس قیامت کے روز جنت کو عصاؤں میں سے ایک عصا ہوگا تو منافقوں کو اسکے ساتھ حوض سے ہٹائے گا۔

(۲) عن علی قال لا ذودن بیدی ہاتین القصیرین عن حوض رسول الله صلى الله عليه وسلم را یا ما لکما والمنافقین کما یذا ما لابل الغریب عن حیاضها راخو جہ احمد فی المناقب جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے

ہے کہ البتہ میں ان دونوں سے نترنے ہاتھوں کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سر کفار اور منافقوں علموں کو ہلک فوٹنگ جسطح سے کہ پرا یا اونٹا اپنے حوض سر ہلکا جاتا ہے ۔

۳۲ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اما می یوم القیمۃ فیدفع الی لواء النحل فلو فذ الیک وانت تذود الناس عن حوضی (کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابیہر فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میرے آگے آگے ہو گا پس مجھ کو اور الحمد و یا جائیگا میں وہ تجھے دید ونگا تو لوگوں کو میرے حوض سے ہٹا دیگا ۔

جناب ابیہر کا گھر حنت میں حضرت گھر کے مقابل ہونا

عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب محمد لقدا را فی اللیلۃ منازککم من منزلی یا علی لا ترضی ان منزلک مقابل منزلی (بخاری الطبرانی فی الکبیر) عبد اللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے سیر اصحاب معراج کی رات میں تم سب کے گھر دکھائے گئے کہ میرے گھر سے کس قدر فاصلہ رکھتے ہیں یا علی تو رضی نہیں ہوتا کہ تیرا گھر میرے گھر کے مقابل ہوگا ۔

جناب ابیہر کا گھر حضرت ابراہیم کے گھر کے پچھلے ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ ضرب لک قبة من یاقوتہ حمراء عن بین العرش وضرب لک براہیم قبة من یاقوتہ خضراء عن یسار العرش وضرب فیما بیننا علی قبة من لؤلؤ بیضاء فما ظنک بحبیب بن خلیل (بخاری الطبرانی فی الکبیر) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لیے نرخی باقوت کا خیمہ دینے طرف عرش کے گائے جائیگا اور میرے والد ابراہیم کے لیے سبز باقوت کا خیمہ بائیں طرف عرش کے گائے جائیگا اور علی کے لیے ہم دونوں کے پچھلے میں سفید موتی کا قبة کٹرا کیا جائیگا۔ پس تمہارا ایسے حبیب کی نسبت جو دو خلیوں کے درمیان میں ہے کیا خیال ہے ۔

(۲) عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذ فی خلیل کما اتخذ ابراہیم خلیلا وان قصری فی الجنة وقصر ابراہیم فی الجنة متقابلان وقصر علی بن قصری وقصر ابراہیم فیما لہ من حبیب بن خلیل (بخاری الطبرانی فی الکبیر) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جنت میں خلیل کا قصر ابراہیم کے قصر کے مقابل ہوگا اور

علی بن ابیطالبؑ قسریہ سے تھے اور حضرت ابوبکرؓ علیہ السلام کے قہر کے درمیان میں ہوگا۔ پس مبارک ہے وہ
حبیب جو وہ خیلان کے درمیان میں ہوگا۔

نکاح خوش کا جو حنت میں جناب امیر کی خدمت میں ہوگی

عن علی بن ابیطالبؑ قال قال رسول الله ﷺ لما أسرى بي إلى التمام أخذ جبرئيل بيدي واقبلني على درفك
من درانيك الجنة وأولني سفر جلة فكننت أجليها ففعلت وخرجت حورا دلمارا حسن منها فقالت
السلام عليك يا محمد فقلت وعليك السلام ومن أنت قالت أنا الراضية المرضية خلقني الجبار من
ثلاثة أحناف أعلى من عنبر ووسعي من كافور وأسفل من مسك وعجني بماء الحيوان وقال كوني
فكننت خلقني لأخيك وابن عمك علي بن أبي طالب (اخرجه الامام علي بن موسى الرضا عليه التحية والثنا
في مسنده) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ شب معراج
میں جب ہم آسمان پر پہنچے جبرائیلؑ نے ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں جنت کے دربات میں سے ایک درجہ میں بٹھایا۔ اور
ایک ہی ہاتھ میں ہدیہ ہم کو پیش کیا ہاتھ میں پیرا رہے تھے ناگاہ وہ شوق ہو گئی اور اس میں سے ایک خوب
صوت حور نکلی کہ سنئے اس سے بہتر کبھی نہیں دیکھی تھی اس نے ہمیں سلام کیا ہم نے جواب سلام دیکر چہچہا
تو کون ہو اس نے کہا میں راضیہ المرضیہ ہوں خدا نے مجھے تین چیزوں سے پیدا کیا ہے میرا اوپر کا جسم عنبر
کلبہ اور درمیان جسم کافور کا ہے اور نیچے کا دھڑرسک کا ہے اور میرے عنصر کو آب حیات کے عمیر کیا
اور فرمایا جناب میں نگلی مجھ کو خدا نے آپ کے بھائی اور ابن عم علی بن ابیطالب علیہ السلام کے لیے پیدا کیا ہے

جناب امیر کو جو اوٹنی کہ حنت میں ملگی

عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ لعلي بن ابي طالب قال قال رسول الله ﷺ لما أسرى بي إلى التمام أخذ جبرئيل بيدي واقبلني على درفك
من درانيك الجنة وأولني سفر جلة فكننت أجليها ففعلت وخرجت حورا دلمارا حسن منها فقالت
السلام عليك يا محمد فقلت وعليك السلام ومن أنت قالت أنا الراضية المرضية خلقني الجبار من
ثلاثة أحناف أعلى من عنبر ووسعي من كافور وأسفل من مسك وعجني بماء الحيوان وقال كوني
فكننت خلقني لأخيك وابن عمك علي بن أبي طالب (اخرجه الامام علي بن موسى الرضا عليه التحية والثنا
في مسنده) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو قیامت کے روز
جنت کی ان بیویوں میں سے ایک اوٹنی ملگی اور علیؑ تم اس پر حور ہو گے تمہارا گمشدہ میرے گھٹنے کے
ساتھ ہوگا اور تمہاری رات میری رات کے ساتھ ہوگی یہاں تک کہ تم حنت میں داخل ہو گے۔

جناب امیر کی ملاقات کے لیے جناب امیر علیہ السلام کا مشتاق ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ما ربت الا واهلها اشتاقوا الى علي بن ابي طالب ما في الجنة نبي الا وهو اشتاق الى علي واهل بيته (ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم شب عراج میں کسی آسمان پر سو ہو کر نہیں گذرے کہ اس فلک کے رہنے والے علیؑ نے منے کے مشتاق نہ کیجے ہو اور جنت میں کوئی نبی ایسا نہیں کہ علیؑ کا مشتاق نہ ہو۔)

جناب امیر کو جنت میں سات باغوں کے ملنے کا وعدہ

عن ابن عباس خرجت انا والنبي صلى الله عليه وآله وحلي في جنان المدينة فمرنا بحديقة فقال علي ما احسن هذه الحديقة يا رسول الله فقال حدثتك في الجنة احسن منها ثم اوحى بيده الرأس والحيتة ثم بكاه حتى حلي بكاه ثم قبل ما يبكيك قال صغائن في صدور قوم لا يبذلون فقال حتى تفقدوني راخرجه الطبراني في الكبير في سند ابن عباس (ابن عباسؓ مروی ہو کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیرؓ کی صحبت میں مدینہ کے باغوں میں سو ہو کر گذرنا جناب امیرؓ نے کیا یہ باغ کیا ہیں اچھا ہے حضرتؐ فرمایا جنت میں تیرا باغ اس سے بھی بہتر ہے بہر حضرت جناب امیرؓ کی دائرہی اور سر کی طرف اشارہ فرما کر رونے لگے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بلند ہو گئی۔ عمن کیا گیا۔ حضور کیوں روتے ہیں فرمایا ایک قوم کے دل میں کوٹ بھرا ہوا ہے میرے بعد ظاہر ہونگے۔)

عن علي قال بينما رسول الله صلى الله عليه وآله اخذ بيدي وخش فشي في بعض سكك المدينة اذ اتينا على حقة فقال قلت يا رسول الله ما احسنها من حديقة فقال ما احسنها ولك في الجنة احسن منها حتى مرنا بسبع حدائق وكل ذلك اقول له ما احسنها وهو يقول لك في الجنة احسن منها۔ فلما خلا له الطريق اعتقني ثم اجلس باكيا فقلت يا رسول الله ما يبكيك قال صغائن لك في صدور اقوام لا يبذلون فقال لك الامن بعد موتی قال فقلت يا رسول الله في سلامة من دینی قال في سلامة من دينك راخرجه احمد في المسند المناقب (جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہو کہ ایک روز جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہو تھا اور ہم دونوں مدینہ کی گلیوں میں بہر رہے تھے کہ ناگاہ ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا اچھا باغ ہے فرمایا بہت اچھا ہے اچھے لیے بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے یہاں تک کہ ہم سات باغوں میں گئے جب میں یہ کہتا تھا کہ یہ باغ اچھا و باریع ہے تو آپ فرماتے تھے یہ دوسرا بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے پھر عالی رہتے میں پہنچا تو مجھ کو حضرتؐ نے گلے سے لگایا بعد اسکے آپ رونے لگے میں نے عرض کیا رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا تیرے لیے لوگوں کے دل نہیں کیڑ بھرا ہوا ہے کہ اسکو تیرے لیے سیر کرنے کے بعد ظاہر کرینگے میرے۔)

مایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی میں یہ بات ہوگی فرمایا ہاں تیرے دین کی سلامتی میں ہے۔

جناب امیر کو حنت میں خزانہ ملنے کا وعدہ

ابن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي ازلك في الجنة كنت اذ وقرتها فلا تتبع النظر النظر فانا
ابن الاولي وليست لك الاخرة الاولي لك والثاني عليك راخرجه المحدثي والحكيم الرضا وا بنونهم في المعرة
بناب امير عليه السلام سمعوا من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبوراً ارشاد کیا کہ یا علی تیرے لیے جنت میں خزانہ ہے
اور تو اس کا فدا کر نہیں ہے پس نہ کیجے دوبارہ دست دیکھ کیونکہ پہلا دیکھنا تو تیرے لیے ہے (یعنی قابل گرفت نہیں
یونکہ تو نے ناگمان طور پر دیکھا ہے اور دوسری دفعہ دیکھے ہوئے کو پھر دیکھنا تیرے لیے نہیں ہے) وغیرہ جابر بن عبد

جناب امیر کو جو چیز کہ جنت میں عطا ہوگی

عن ابی سعید الخدری عن رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي ازلك في الجنة ما لوقسم
علي اهل الارض اوسمهم راخرجه الطبري في الديان) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب
رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لیے جنت میں وہ چیز ہے کہ اگر تمام روز زمین کے لوگوں کو
تقسیم کیا جائے تو بچ رہے۔ *

جناب امیر کا سب سے اول جگہ جنت پہننا

(۱) عن ابی سعید الخدری عن رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي ازلك في الجنة ما لوقسم
علي اهل الارض اوسمهم راخرجه الطبري في الديان) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب
رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لیے جنت میں وہ چیز ہے کہ اگر تمام روز زمین کے لوگوں کو
تقسیم کیا جائے تو بچ رہے۔ *

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اول من يلقى يوم القيمة ابراهيم
نحله ثم انا الصفي ثم علي راخرجه الدبلي) ابن عباس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب رسول و جہان
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو یا عت انکے خلیل ہوئے
کے لباس پہنایا جائیگا پھر مجھے میری برگزیدگی کی وجہ سے پیر علی کو

جناب امیر کا قیامت کے روز لوا را الحمد اٹھانا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله أنت أُمِّي يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُدْفَعُ إِلَى لُؤَاءِ الْحَمْدِ فَادْفَعُ إِلَيْكَ وَأَنْتَ تَزِدُّ النَّاسَ عَنْ حَوْضِي (اخرجه المتفق في كثر العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی کہ تم قیامت کے روز پہلے آگے ہو گے مجھ کو لوا را الحمد دیا جائیگا اور تم تمہیں دینگے اور تم ہمارے حوض سے لوگوں کو شہادو گے۔

(۲) عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال قال يا رسول الله من يحمل أيتك يوم القيامة قال من يحسن أن يحملها إلا من حملها في الدنيا على بن أبي طالب (اخرجه نظام الملك في الامالية والطبراني في الكبير) جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے روز آپ کا لوا رکوی یا شایکا اپنے فرمایا کوئی نہیں اٹھائیگا مگر وہ شخص کہ دنیا میں اٹھاتا تھا۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي أنت تغسل جنتي وتودى ديني وتواريتني في حفرتي وتغني بذي متي وأنت صاحب لوائ في الدنيا والآخرة (اخرجه الديلمي) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تم میرے جسم کو دھو گے اور میرے قرص کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور جو میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے علمدار ہو۔

(۴) عن علي قال كسرت يد علي يوم أحد فسقط اللواء من بين يديه فقال رسول الله صلى الله عليه وآله ضعوا في يد اليسرى فإنه صاحب لوائ في الدنيا والآخرة (اخرجه الحضرمي والخوارزمي) جناب امیر سے روایت ہے کہ جب احد کے روز میرا ہاتھ زخمی ہو گیا اور میرے ہاتھ سے علم گر گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اس کے بائیں ہاتھ میں رکھ دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے۔

عن محمد وجرن زهلا الذهلي ان النبي صلى الله عليه وآله قال لعلي ما علمت يا علي انه اول من يدعى به يوم القيامة في فاقوم عن يمين العرش في ظله فأكسى حلة خضراء من حلال الجنة ثم يدعى بالبنين بعضهم علي اثربعض فيقومون سماطين على يمين العرش فتكسبون حلالا خضراء من حلال الجنة الا وافي اخبرك يا علي ان متى اول الامم يحاسبون يوم القيامة ثم البشرا اول من يدعى عليك لقرا بتك مني فيدفع اليك لوائ وهو لوا را الحمد تسير به بين السماطين ادم و... خلق الله يستظلون بظل لوائ في يوم القيامة وطول سيرة الفسنة سنانة يا قوته حمراء وقبضة فضة بيضا وزجدة درة خضراء لثة ثلاث ذوات من فحل

ذوالبہ فی المشرق وذوالبہ فی المغرب والثالثہ فی فسطاط الدنیا مکتوب علیہ ثلاثۃ اسطر الاول بسم الرحمن الرحیم
والثانی الحمد لله رب العالمین الثالث لا الہ الا الله محمد رسول الله کل سطر الف سنۃ وعرش مسبق الف سنۃ
فقدیر بالواد والحسن عریضہ عن یسارک حتی تقف بین منی و بین ابراہیم فی ظل العرش ثم تکی حلة
من حلال الجنة ثم ینادی منادی نعم الاب ابوک ابراہیم ونعم الاخر اخوک علی (اخرجه احمد فی المناقب)
وفی رواية نقلہ الملا فی سیرہ - قبل یا رسول الله علی ان یحمل لواء الحمد فقال رسول الله صلی الله علیہ
کیف لا یطیع ذلک قد اعطی خصا لا شتی حبرا کصبر یوسف وقوة کفوة جبریل مخرج بن
نیدالہ ہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی تم
نہیں جانتے کہ قیامت میں سب کے اول مجھ کو بلا یا جائیگا اور میں عرش کے سایہ میں وہی طرف کٹر اہونگا اور مجھے
جنت کا سبز حلیہ پہنا یا جائیگا پھر دوسرے نبی ایک کے بعد دوسرا بلا یا جائیگا پھر دوسرا بلا یا جائیگا اور
وہ دو صفوں میں عرش کو اپنے جانب کٹری ہونگے اور انکو بھی جنت کو سبز لباس پہناے جائیں گے۔ اور یا علی
میں تمکو خبر دیتا ہوں کہ قیامت کے روز سب استون ہو چکے میری ہمت کا حساب ہوگا۔ پھر بشارت دیتا ہوں کہ
سب پہلے تم یا علی میری قرابت کو بلائے جاؤ گے اور میں تمکو نکھوارا الحمد دونگا تم اسکو اٹھا کر دو صفوں
کے درمیان میں سیر کرتے ہو گے۔ اور قیامت کے روز آدم اور تمام خلق اللہ میرے علم کے سایہ میں ہوں گے اسکے سیر کی
جگہ کا طول ہزار برس کی۔ اور ہوگا اسکی ہمال سرخ یا قوت کی ہوگی اور قبضہ سفید جاذبی کا ہوگا۔ اور سبز موتیوں
کا ہوگا۔ اسکے تین گیسو ہونگے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک دنیا کے وسط میں۔ اس پر تین سطر
لکھی ہوئی ہوں گی پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسری میں الحمد لله رب العالمین اور تیسری میں لا الہ
الا الله محمد رسول الله لکھا ہوا ہوگا۔ ہر سطر ہزار سالہ راہ کے طول میں ہوگی۔ تم اس علم کو اٹھاے ہو سیر کرو گے
حسن ہمارے واسطے ہاتھ پر چوہنگے اور حسین ہمارے بائیں ہاتھ کی طرف ہونگے یہاں تک کہ تم میرے اور ابراہیم
علیہ السلام کے درمیان میں آکر کھڑے ہو جاؤ گے پھر تمکو جنت کا لباس پہنا یا جائیگا اور پکا نیوالا پکا رنگ
واہ کیا باب پھر تیرا برہم اور وہ کیا بہائی ہے تیرا علی ۔

اور ملنے اپنی سیرت میں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل سے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی
اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ علی لواء الحمد کو کیونکر اٹھا سکیں گے فرمایا انکو متفرق بائیں عطا ہوئی
ہیں میرے صبر صبر اور یوسف کے حسن جیسا حسن اور جبریل کی قوت جیسی قوت ۔

جناب امیر کی شہادت کی تاریخ

۱۱) عن ابن الطفیل وزید بن وهب الشعمی رحمہما اللہ قتل علی ثمان عشر ليلة من رمضان وقيل اول ليلة من
العشر الاواخر اخرجہ بن عبد البر فی الاستیعاب ابو الطفیل اور زید بن وهب اور شعمی رحمہما اللہ علیہم سے روایت
ہے کہ جناب امیر رمضان کی اٹھارہویں تاریخ کو شہید ہوئے اور یہی کیا گیا ہے کہ رمضان کے عشرہ اخیر کی پہلی
تاریخ یعنی اکیسویں تاریخ کو شہید ہوئے ہیں *

۱۲) عن ابن عباس قال ضربہ ابن ملجم فی مسجد الکوفتیوم الجمعة لثلاث عشرة بقین من شهر رمضان وقيل
ليلة احد وعشرين منه فبقی الجمعة والسبت وقوفي ليلة الا وقيل يوم الاحد اخرجہ سبط ابن الجوزی
فی تذکرہ خواص الامم ابن عباس شہداء حضرت امیر کو ابن ملجم نے مسجد میں جمعہ کے روز سترہویں
تاریخ کو کہ رمضان کی ابھی تیرہ روز باقی تھیں زخمی کیا تھا اور بعض کے نزدیک اکیسویں تاریخ تھی جمعہ اور ہفتہ کے
دن زندہ رہے اور اتوار کی رات کو انتقال فرما گئے بعض کہتے ہیں کہ آپ نے اتوار کے روز انتقال فرمایا ہے
(۳) قال ابن سعد قتل علی ليلة الجمعة سابع عشر رمضان سنة اربعین وتاريخ الخلفاء ابن سعد رحمۃ
اللہ علیہ طبقات اور سبط بن الجوزی قدس سرہ الغرر النایخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر رمضان کی سترہویں تاریخ
جمعہ کی رات سنہ چالیس کو شہید ہوئے ہیں *

جناب امیر علیہ السلام کا مدفن شریف

۱) و اختلفوا فی موضع قبره علی قولین احدهما فی قصر الاما ریخ و علموا موضعه قال الواقدي والثالث
انهم جلاوه فی الصندق و حملوه علی یور اللمدینة فضل البعیر الذی کان علیہ فاحذته طی فطنوا
ملا فلارا وادفنوه قاله ابو نعیم والثالث انه فی قبله ذکره هشام بن محمد قال واخبرت ان حائط
القبلة اثق فی ایام الحجاج فخره و اشیخا ابی بن الحلیة و علی ثیابه اثر الدماء و اعلیٰ للتراب
وقد حکاه بن خبوة والرابع انه فی الکوفة عند مسجد الجامعة حکاه بن سعد فی الطبقات عن الشعبي
و انما صرناہ علی الجحف فی المكان المشہور یزار الان رتد ذکره خواص الامم فی احوال الائمة لسبط
ابن الجوزی (علامہ سبط بن الجوزی لکھتے ہیں کہ جناب امیر کی موضع قبر کے متعلق لوگوں کے دو قول ہیں ایک تو
یہ ہے کہ جسے واقعہ رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جناب امیر کو ف کے دارالامارہ میں دفن ہوئے اور دوسرے
کو لوگوں نے چھپا دیا۔ دوسرا یہ قول ہے کہ انکو ایک صندوق میں رکھ کر اونٹ پر سوار کیا تاکہ مدینہ منورہ کی
جائیں پس وہ اونٹ گم ہو گیا۔ اور نبی صلی علیہ وسلم میں جا پڑا انہوں نے اسکو اس خیال سے پکڑ لیا کہ شاید اسکو مال
حب انہوں نے حضرت کا جنازہ دیکھا تو دفن کر دیا۔ یہ حافظ ابو نعیم کا قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ بیت

امیرین مدفون ہیں چنانچہ ہشام بن محمد نے اسکا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اسکی خبر ملی ہے کہ ایک فدا ایم حج میں قبلہ کی دیوار شق ہو گئی۔ لوگوں نے اسکو کھودا ایک قبر نکل آئی اس میں ایک بزرگ سفید ریش نظر آئے جسکے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے۔ لوگوں نے انہرٹی لوٹ دی۔ ابن شہر سے اس بات کو بیان کیا ہوا چوتھا قول ہے کہ وہ کوفہ کی مسجد جامع میں مدفون ہیں ابن سعد نے طبقات میں اسکا ذکر کیا ہے۔ پانچواں قول ہے کہ وہ بخت میں دفن ہیں چنانچہ آجکل لوگ زیارت کرتے ہیں +

(۲) عن عبد الله بن جعفر قال صلى الله عليه وسلم ودفن بدار الامارة بالكوفة رتل الابرار عبد الله بن جعفر فرماتے ہیں کہ جناب امیر کوفہ کے دار الامارہ میں مدفون ہوئے ہیں +

عن سعيد بن عبد العزيز قال لما قتل علي حمله ليدفنوه مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فنيما هم في مسيرهم ليلا اذ نادى جمل الذي هو عليه فلم يرد ابن ذبيب ولم يقدروا عليه راخو جباب عساكر في تاريخه) سعيد بن عبد العزيز کہتے ہیں کہ جب جناب امیر شہید ہو گئے لوگ انکو اٹھا کر لے چلے تاکہ آنحضرت کے پاس انکو دفن کریں اٹھا رہا وہ میں اونٹ پر سوار ہو گیا اور کسیکو معلوم نہ ہوا کہ کہاں چلا گیا (۴) قال ابو بكر بن عياش عمي قبر علي ثلاثين شه الخوارج وقال شريك فقله ابنه الحسن الى المدينة فقال المبر عن محمد بن خبيب اول من حول من قبر علي بر علي (تاريخ الخلفاء) ابو بكر بن عياش کہتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر کو پوشیدہ کر دیا گیا تھا۔ تاکہ خوارج انکو نہ اکھاڑیں مگر یہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام انکو مدینہ میں لے گئے مگر محمد بن حنفیہ کے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر وہ پہلے آنحضرت میں جہاں ایک قبر کی دوسری قبر میں تحلیل ہوئے +

(۵) واختلف في موضعه دفنه فقيل دفن في قصر الامارة بالكوفة وقيل دفن في رجة الكوفة وقيل دفن بجنف (استيعاب) علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ امیر علیہ السلام کے مدفون میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے قصر الامارہ میں مدفون ہوئے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے میدان میں اور بعض کہتے ہیں کہ بخت میں +

(۶) قال النجاشي انه مدفون من وراء المسجد غير الذي يوسم الناس اليوم (رياض النضر) حنفی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد کے پیچھے دفن ہیں اور وہ جگہ مدینہ ہے کہ جس جگہ کا لوگ نشان دہا کرتے ہیں +

(۷) عن ابو جعفر محمد الباقر ان قبر علي جعل موضعه رياض النضر) جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر کا مقام پوشیدہ کر دیا گیا ہے +

(۸) وفی مدفنہ اختلاف کثیر والا صحیح دفن بالعزیز الکوفة وهو الموضع الذی یزار الان رذل الاحرار جناب امیر علیہ السلام کے مدفن شریفین بہت بڑا اختلاف ہو زیادہ تر صحیح یہی ہے کہ وہ مقام غری یعنی نجف اشرف میں دفن ہو سکے میں جانبہ ارجل لوگ زیارت کرتے ہیں ۔

(۹) عن ابی عبد اللہ الحافظ ان سلطنتہ قال علی الحسن والحسین اذا مت انا فاحلانی علی قبر ثمراتیان العزیز وهو نجف الکوفة فانکما تریان صخرة تلم نوراً فاحتقرا فانکما تجدان فیہا ساحة فادفنا راخرجه الحاکم حافظ ابو عبد اللہ نے اپنے ہناد سے روایت کیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام حسن و حسین علیہما السلام کو وصیت فرمائی کہ جب وقت میرا انتقال ہو جائے مجھ کو ایک تخت پر رکھنا اور عزیز یعنی نجف اشرف میں لیجانا وہاں تم دونوں ایک سفید پتھر کو دیکھو گے جس میں نور چمکتا ہوگا پس ہنگام پر زمین کو کھودنا اس میں ایک تختہ پاؤ گے اسی قبر میں مجھے دفن کرنا ۔

(۱۰) قال الرشید خرج مرثیہ الی الصید فانتہی بہ الطرد الی موضع قبر علی الان فارسل فہو علی صید فبعث الصید الی مکان قبرہ ووفقت الفہود عند موضع القبر الان ولم یقدم علی الصید فحجب الرشید من ذلک فجاء رجل من اهل الخبرة فقال یا امیر المؤمنین ارایت ان دللتک علی قبر ابن حمزہ بن علی ابن ابی طالب ما عندک قال اثر مکرمہ قال ہذا قبرہ فقال لہ الرشید بن ابن علیتہ قال کنت اسی مع ابی فیزوہ اخبرہ انہ کان یجئ مع جعفر الصادق فیزورہ ان جعفر کان یجئ مع ابیہ محمد الباقر وان محمد کان یجئ مع ابیہ علی بن الحسین وهو کان اعلمہم بالقبر فاما الرشید بان یجئ من عنہم فکان اول اساس اوقع فیہ ثم تزايدت الابنیۃ فیہ فی ایام السامانیہ ابی حمزہ وبقاصم فی ایام الدیلمی ایام بنی بویہ قال وعضد الد ولہ ہوالذی اظهر قبر علی وعمر المشعل ہناک ووصی ان یدفن فیہ وللناس فی ہذا الامر اختلاف تباین حتی قیل انہ قبر المغیرۃ بن شعبۃ الثقفی واحسن ما قیل انہ علیہ السلام مدفون بقصر الامارۃ بالکوفۃ (حقیق الحیوان للدمیری الشافعی فی القصد) کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہارون رشید شکار کیلئے ہوا اس مقام پر آنکلا جہاں پر کہ آجکل جناب امیر علیہ السلام کی قبر مبارک ہے ہارون نے اپنے چیتوں کو ایک شکار پر چوڑا شکار دوڑ کر اس مقام پر بھیج دیا جہاں پر جناب امیر کا مرقہ اقدس ہے کہتے ہیں کہ قبر مبارک سو دور بہت کرکٹ ہے ہو گئے ہارون رشید اس جگہ نہایت متعجب ہوا اتنے میں ایک شخص حکوہ کی لگا ہی تھی رشید کو اس آنکلا اور رشید نے کہنے لگا اگر میں تجھے میرا بن عم علی بن ابی طالب کا مرقہ اطر بتا دوں تو تو مجھے کیا انعام دیگا۔ ہارون نے کہنے لگا میں تجھے بزرگی کے ساتھ بہت کچھ انعام دوں گا وہ کہنے لگا یہی انکے مرقہ اطر کا مقام ہے ہارون نے کہہ دیا تجھے کیونکر معلوم ہے وہ بولا کہ میرا باپ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ اس مقام زیارت کے لیے آیا کرتا تھا اور وہ

بچے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ شریف لایا کرتے تھے اور جناب باقر اپنے والد بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی صحبت میں بیانیہ زیارت کرتے آیا کرتے تھے اور جناب امام زین العابدین کو اسکا پورا علم حاصل تھا۔
 بارون رشید نے حکم دیکر وہاں پر کچھ لگوا دیا یہ پہلی تعمیر تھی جو نجف القدر میں بنائی گئی وہ پہلا طہن ہا مانجہ کے عہد دولت میں
 بیان پر بہت سی عمارتیں بن گئیں مگر وہاں بیٹے آل بید کے عہد حکومت میں وہ بنائیں ویران ہو گئے سری سے اور عمارتیں
 بنائی گئیں بلکہ لوگ کہتے ہیں کہ عہد الدولہ دہلی ہی وہ شخص ہے جسکو جناب امیر کا مرتد سب سے اول معلوم ہوا ہے اور جناب امیر کا
 مشہد اس سے بنوا یا ہے اور اسی وصیت کی تھی کہ مجھ اس مقام میں دفن کیا جائے لوگوں کا اس میں ٹہا ہی اختلاف ہو بعض کہتے
 ہیں کہ یہ مغیوبن شعبہ کی قبر ہے لیکن شکیات تو یہی ہے کہ جناب امیر کا دفن اطر ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی عمر مبارک

(۱) اختلفوا فی سنہ امیر المؤمنین علیہ السلام فیما قالوا (احدها) ثلاث وستون حکاکہ ابن جریر الطبر
 عن جعفر بن محمد علیہ السلام قال الواقدي وهو الثابت عندنا والثاني خمس وستون والثالث
 سبع وستون والرابع ثمان وستون وهو المشهور رتد کرہ خواص الامہ علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ
 خواص الامہ میں لکھتے کہ جناب امیر کے سن شریف میں اختلاف ہے (ایک) قول یہ ہے کہ آپ تریستہ برس کی عمر
 پائی چنانچہ ابن جریر طبری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتا ہے اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
 ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے (دوسرا قول) کہ آپ کی عمر مبارک پینستہ برس کی تھی (تیسرا) قول ہے سترستہ برس
 کی تھی (اور چوتھا قول ہے) کہ اترستہ برس کی تھی اور زیادہ تر مشہور یہی ہے۔

(۲) وكان له يوم التشهد ثلاث وستون سنة على الصحيح وقيل خمس وستون وقيل اربع وستون
 وقيل سبع وخمسون وقيل ثمان وخمسون رتد الا برار علامہ بخش نزل الما بار میں لکھتے ہیں کہ صحیح قول
 پر جناب امیر کا سنہ مبارک تریستہ برس کا تھا۔ اور لوگ چوتھ اور پینستہ برس کا بھی کہتے ہیں اور ستاون
 اور ثمانون کا بھی کہتے ہیں۔

(۳) قال محمد بن الحنفية كان سنه يوم قتل ثلاثا وستين وقال الواقدي هذا ثبت عندنا كما
 التوازي (علامہ ابن اثیر الجزری کامل التوازیخ میں جناب محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
 ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا سنہ مبارک تریستہ برس کا تھا اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ
 کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

جناب امیر کی مدت خلافت

- ۱۔ قال الواقدي وكانت خلافته خمس سنين الاثلاثه اشهر لانه ببيع له في ذي الحجة ثمان عشرين خلت منه سنة خمس وثلاثين واستشهد في رمضان سنة اربعين رتد كرم خواص الامه (واقدي جتہ امہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی کیونکہ بیستیس برس ذی الحجہ کی آثار ہونے کا تاریخ کو لوگوں نے ان کی وجہ سے اور رمضان سنہ چالیس ہجری کو وہ شہید ہو گئے۔
- ۲۔ وكانت خلافته خمس سنين الاثلاثه اشهر وقيل ثلثة اشهر وقيل ثلثة ايام اخرجہ بن اثیر الجوزی فی کامل التواریخ (ابن اثیر کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ چار برس نو مہینے اور چھ روز اور بعض تین روز بتاتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا ترک

- ۱۔ عن الحسن بن علی علیہ السلام ان امیر المؤمنین لم يدخر مالا ولم يترك الا سبع مائة لوستمائة درهم ادخلها خادما راجعا احمد في المناقب وابن الاثير في اسد الغابه جناب امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے نہ مال جمع کیا اور نہ ترک چھوڑا سوا سات سو یا چھ سو درہم کہ ان سے خادم مول لینا چاہتے تھے +
- ۲۔ عن ابی نعیم قال سمعت سفیان بن عیینہ یقول ما بنی علی اجرة علی اجرة ولا لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبة علی قصبة وان كان لیؤتی مجبوحۃ من المدينة فی جراب (اسد الغابہ) حافظ ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بالٹس پر بالٹس اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک آباد کر لیتے۔

جناب امیر علیہ السلام کے غلام

قتبہ و یحییٰ بن کثیر دی عنہ الاوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وكان عالما فاضلا وابنه عبد الله بن يحيى كان عالما رتد كرم خواص الامه جناب امیر علیہ السلام کے دو غلام تھے ایک تو قنبر جو زیادہ تر مشہور ہیں۔ دوسرے یحییٰ بن کثیر جو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وایت کرتے ہیں اور وہ نہایت عالم اور فاضل تھے اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن یحییٰ ہی بڑے عالم تھے +

جناب امیر علیہ السلام کے خا

وكان حاجبه في خلافته بشرمولا ثم بعد قنبرمولا رقت الا برار لله لاهم بد خشي جناب امير
لي خلافت من ايك اعلام بشير حاجب تھا پرتنبر حمتہ علیہا

جناب امیر علیہ السلام کا کاتب

كان كاتبه عبد الله بن ابي سافم رضي الله عنه رقت الا برار جناب امير علیہ السلام کے کاتب عبد الله بن
ابی رافع رضی اللہ عنہ تھے ۔

جناب امیر علیہ السلام کی انگشتی کا نقش

(۱) عن عمرو بن عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) كان نقش خاتم علي (الملك) الواحد القهار ريتا
الخلفاء ونزل الا برار عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتی
کا نقش (الملك) الواحد القهار تھا ۔

(۲) وقيل كان نقش خاتم (أسندت ظهري الى الله) وقيل (حسبي الله) (كفاية الطالب للعلامه بن
يوسف الكنجي) بعض لوگ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر کی انگشتی کا نقش (أسندت ظهري الى الله) تھا
اور بعض کہتے ہیں (حسبي الله) تھا ۔

(۳) عن جعفر بن محمد عن ابيه عليه وعلى ابائه السلام ان خاتم علي كان من ورق نقشه (نعم
القادر) اخو جعفر بن عساكر جناب امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہ وعلی ابابره سلام روایت
کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتی کا نقش (نعم القادر) تھا ۔

جناب امیر علیہ السلام کو انتقال پر ابوالاسود دلی علیہ الرحمۃ کا شعر

الا ياعين وعجك اسعدينا + الاتيكي امير المؤمنين + وتيكي ام كلثوم عليه + بعيرتني قد
رات اليقين + الاقل الخوارج حيث كانوا + فلا قرع عيون الحاسدين + افي شهر الصيام
فجعتنا + جدد النابس طرا جمعينا + قتلتم خير من ركب المطايا + وعلها من ركب السفينا +
ومن لبس النعال من خلاها + ومن قرأ المثاني والمئين + وكل مناقب الخيرات فيه + وجب سؤل

ربا لعالمینا + لقد علت قریش حیت کانوا + بانک خیر ہم حسبا و دنیا + اذا استقلبت ابی حسین + رایہ
 البدر داء الناطرینا + وکنا قبل مقتله مجیر + نری مولی رسول اللہ فینا + امیر میری آنکھ افسوس کے تج
 پر سعادت حاصل کر۔ تو امیر المؤمنین پر کیوں نہیں روتی۔ ۲۔ جناب ہم کلثوم اپنے آنسوں سے اپنے زونہی ہین اور (۳)
 خارجیوں کو وہ جہان کہیں ہوں کہہ دو۔ ہمارے حاسدون کی آنکھیں بندھی نہ ہوں۔ (۴) کیا تھے ماہ صیام میں
 ہم کو درد مند کیا۔ ایسے شخص کے ساتھ جو سب سے بہتر تھا (۵) تھے ایسے شخص کو قتل کیا جو ان سب سے بہتر تھا جو اونٹوں
 پر سوار ہوتے ہین اور کشتیوں پر چڑھتے ہین (۶) اور جو فعلین پہنتے ہین اور جو نہیں پہنتے اور جو قرآن مجید
 کے مثانی اور سنین کو پڑھتے ہین (۷) اور سب نیکی کی وصف انہیں موجود تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے محبوب تھے۔ (۸) قریش جہان کہیں ہوں کہیں اس بات کو بخوبی جانتے ہین۔ کہ تو ان سب سے حساب و نسب میں
 بہتر ہے (۹) حقیقت کہ حسین علیہ السلام کے باپ کے سامنے آیا تو گویا تو نے رات کو دھوپ میں جانڈ کو دیکھا جو دیکھنے
 والوں کو تعجب میں ڈالتا ہے (۱۰) ہم اکی شہادت سے بہتر بہت اچھے تھے گویا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو اپنے برابر پاتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کے عامل

وکان عامداً البصرة عبد الله بن عباس وعلى بن عبد الله بن عباس وعلى الطائف ومكة
 ما انقل بذلك قثم بن عباس وعلى بن محمد بن ابی بکر وعلى المدينة ابو ایوب الانصاری وقیل
 بن حنیف وعلى خراسان خلید بن قرة الیربوعی (اخرجه بن الاثر فی کمال التواریخ) بھرہ جناب امیر
 علیہ السلام کا عامل عبد اللہ بن عباس تھے۔ اور یمن پر عبد اللہ بن عباس۔ اور طائف اور مکہ اور مصافات کہ پر قثم بن
 عباس اور مصر پر محمد بن ابی بکر۔ اور مدینہ پر ابو ایوب الانصاری یا سہل بن حنیف اور خراسان پر خلید بن قرة الیربوعی
 تھے۔ *

جناب امیر کا ممالک غیر پر فوج بھیجا

باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام بتدار عمد خلافت سو خوار جنگیوں میں پہنچے رہے تاہم آپ نے اشاعہ و حلام
 میں اور کفار پر فوج کشی کرنے میں تساہل نہیں فرمایا علار ابن اثیر الجزری کا مل التواریخ میں لکھتے ہین و
 توجہ الحارث بن مرثد العبدی الی بلاد السند غازیلا منلو عابا امیر المؤمنین علیہ السلام و احباب غنائم و سبیا
 کثیرا و قسم فیہم و احدا لف اس و بقی غازیلا الی ان قتل بارض لقیقان ہو و من معہ یعنی جناب امیر کے حکم

اور طاعت کی وجہ سے حضرت بن ہرہ اعبدی نے سندہ کے ملک کا قصد کیا اور جہاد کر کے بہت سی غنیمت حاصل کی اور کفار کو گرفتار کر لیا۔ اور ایک دوزمین ایک ہزار نوٹھی اور غلام تقسیم کیے اور ایک مدت تک صرف غزاد بیان تک کہ ارض قیقان میں وہ اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے +

جناب امیر کا عمالہ کو قتل کرنا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ فی خطبۃ خطبہا فی حجة الوداع لا تقاتلوا العمالقة فقال جابر بن عبد اللہ علیہ السلام او علی بن ابی طالب راخرجه سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سر روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجة الوداع میں ایک خطبہ کے درمیان ارشاد فرمایا کہ میں عنقریب عمالقہ کو قتل کر دوں گا۔ جابر بن عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا یا علی بن ابی طالب قتل کریں گے +

جناب امیر کی بی بیان

فاتفق الرواة منهم على سبعة واختلفوا في اثنين فاما السبعة اللاتي لم يختلفوا فيهن فالاول فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وعليها السلام ولم يتزوج علي عليها حتى ماتت وذهب فريق من العلماء الى انه كان حراما على اختان رسول الله صلى الله عليه وآله ان يتزوجا علي بناته واما الثانية ام البنين بنت حرام بن خالد - واما الثالثة اسماء بنت عميس النخشمية وكانت تحت جعفر بن ابی طالب فاستشهد جعفر تزوجها ابو بكر الصديق ولما توفي ابو بكر تزوجها علي ولها من كل واحد اولاد كعبد الله ومحمد وعون ابن جعفر ومحمد بن ابی بكر وجعفر وعون ابني علي واما الرابعة اممة بنت العاص بن الربيع العشيمية وكان ابو العاص بن الربيع العشيمية ابن اخت خديجة بنت المثنى بن رضى الله عنها واما ام اممة زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واكبر بناته وافضلهن بعد سيدة النساء فاطمة الزهراء عليها السلام وماتت في حياة النبي صلى الله عليه وآله وسلم وتزوج علي اممة بعد فوت فاطمة بوصيتها وتزوجها بعد فوت علي المغيرة بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب كان امير المؤمنين اوصاه بذلك لانهما ان يخطبها معاوية وماتت اممة عند المغيرة سنة خمسين - واما الخامسة الخبابة بنت امرئ القيس بن عبد الكلابية واما السادسة ام سعيد بن عروة بن مسعود الثقفية واما السابعة ليلى بنت مسعود بن خالد التميمية واما الثمان اختها اهل كنانة مملوكة من السبايا المرتدين ام اعتقهها و

۱۲۰ وجہ سے ما فلحہ ما خولہ بنت جعفر بن قیس الخنفیہ والاخری ام حبیبہ الصغیرۃ بنتہ ربيعة التغلبیہ رزقہ کلام
 جناب امیر المؤمنین کی نسبت سات پر تور اوین کا اتفاق ہو اور دو کی نسبت اختلاف ہو جن سات پر علم کیا
 اتفاق ہوا ان سوا اول جناب سیدہ نسارہ العالمین فاطمہ الزہراء بنت محمد بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جناب امیر
 ہوتے ہوئے دوسری بی بی سے نکاح نہیں کیا جب تک کہ انکا انتقال نہیں ہو گیا علما میں سے ایک فرق کا یہ مذہب ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا نکاح حرام تھا۔ دوسری بی بی جناب امیر علیہ
 السلام کی ام البنین بنت حرام بن خالدہ تھیں۔ تیسری بی بی اسماء بنت عمیس انشعریہ تھیں انکا نکاح پہلے جعفر طیار
 بن ابی طالب جناب امیر علیہ السلام کے حقیقی بھائی سے ہوا تھا جب وہ شہید ہو گئے تو انکا نکاح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 سے ہوا جب وہ بھی انتقال کر گئے تو جناب امیر کے نکاح میں آئیں۔ انکا نکاح تینوں صاحبوں سے اولاد ہوئی۔ عبد اللہ
 اور محمد اور عون جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اور تکیہ اور عون جناب امیر جعفر
 بی بی ام البنین ابی العاص بن الربیع انشعریہ تھیں۔ ابوالعاص بی بی امہ کے والد حضرت صدیق اکبر علیہ السلام کی بیٹی
 خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھانجی تھیں اور بی بی امہ کی مان زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی
 تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیٹیوں سے جناب سیدہ کے بعد افضل اور اعلیٰ تھیں اور زینب حضرت کی
 حیات میں فوت ہو گئی تھیں۔ بی بی امہ سے جناب امیر کی نسبت جناب سیدہ کا نکاح کیا تھا حضرت امیر کی شہادت
 کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے انکا نکاح ہوا۔ جناب امیر نے خود اسکی نسبت انکو وصیت کی تھی تاکہ
 معاویہ نے نکاح نہ کرے۔ اور بی بی امہ مغیرہ کے پاس کسب کپاس میں فوت ہوئیں۔ پانچویں بی بی مخابہ بنت
 امر القیس الکلابیہ تھیں چوٹی بی بی ام سعیدہ بنت عوف بن سفود انشعریہ تھیں۔ ساتویں لیلیٰ بنت مسعود بن خالد
 اہلبیت تھیں اور وہ یہ بیان کہ جن میں اختلاف ہو کہ آیا مملوکہ تھیں جو ہر تین کے قیدیوں میں تھیں۔ یا کہ جناب
 امیر نے انکو آنا ذکر کے لئے نکاح کیا تھا۔ آٹھویں جعفر بن قیس الخنفیہ تھیں دوسری ام حبیبہ الصغیرۃ
 بنت ربيعة التغلبیہ تھیں *

جناب امیر علیہ السلام کی اولاد

واما اولاد امیر المؤمنین علیہ السلام فکثیرا لکن فی اختلاف کثیر الحسن والحسين مات صغیرا و انتقام زینب وام کلثوم
 اموم فاطمہ علیہما السلام و محمد الاکبر المکنی بابی القاسم الشہید بابن الخنفیہ امہ محمد بن جعفر و محمد الاکبر
 امہ امام حسن ابی العاص و محمد الاکبر المکنی بابی یحیی و قیل انہما اثنان و حدیث امہ ابوہم لیلیٰ بنت مسعود
 و محمد انشعریہ امہما ام حبیبہ بنت جعفر و محمد العباس بن عثمان و عبد اللہ امام الدین علیہ السلام

ابن عم وکلواحد منکم راغبی صاحبہ قالت بلی قال الیس یاک منک منہ فمنع عنک ولم یزوجہ بآء واختر
من جوارک لذلك قالت بلی قال الیس خرجت لیلۃ لقضائ الحاجة فالتک ووطئت فحملت افرک عن ابیک
واعلمت امک فلما کان الوضع اخرجک لیلۃ فوضعت ولدا فللقفتہ فی خرقۃ فالقیته من خارج الجدران
حیت قضائ الحوائج فاجامک فی شمس فحشیت زلی کله فرمیتہ بحجر فوقعت فی راسہ فشجته فعدت انت
وامک فسدت رأسہ بخرقۃ من جانب مرطها ثم ترکتماہ ومضیتما ولم تعلما حالہ فسکت فقال بکلی عجبی
فقلت والله یا امیر المؤمنین ان هذا الامر ما عدہ منی غیرہ فقال قد اطلع فی الله علیہ فاصبر بنو فلان
فرب فیہم الوان کبر قدم معہم الکوفۃ وخطبتک وهو ابیک ثم قال للفقی اکشف عن رأسک فکشفنا
فوجدنا اثر الشجۃ فیہ فقال هذا ابیک قد حصہ الله ما حرمہ علیہ فحذی ولداک وانصر فی فلا تکلم بیکما
(مطالب السؤل) ابن شہر آشوب کہتے ہیں کہ جبنا بایر کوفہ میں تشریف لائے تو انکے ساتھ بہت سے لوگوں نے
اگر کوفہ میں بود باش اختیار کی۔ ان میں سے ایک نے ان جناب بایر کے غیور میں داخل ہو گیا اور جناب بایر کے ساتھ
ٹائیٹون میں حاضر ہوا۔ اس نے کوفہ میں وطن اختیار کر لیا اور لوگوں میں اپنا نکاح ایک عورت سے کیا۔ ایک
روز جناب بایر صبح کی نماز کے بعد ایک آدمی سے فرمائے گئے۔ تو فلان محلہ میں جاوہان ایک مسجد ہے اس کے
قریب ایک مکان ہے۔ اس میں تجھے ایک عورت اور بچے باہم تکرار کرنے کی آواز سنائی دے گی تو ان دونوں کو
میرے پاس لے آ۔ وہ آدمی جا کر ان دونوں کو اپنے ساتھ جناب بایر کی خدمت میں لے آیا حضرت نے اسے پچھرات
پر تم کیوں تکرار کرتے رہے ہو۔ اس نے عرض کیا یا امیر المؤمنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے جب غلطی کا
وقت ہوا مجھ سے نفرت پیدا ہو گئی کہ میں محبت نہیں کر سکا۔ اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں ہی وقت رات کو
صبح کے پہلے اُس کو گھر سے نکال دیتا۔ میں اس عورت سے اسے بگڑ گیا۔ ہم دونوں اسی تکرار میں تھے کہ جناب کا
خادم ہمارے پاس پہنچا۔ اب ہم آپ کے حضور میں حاضر ہیں۔ جناب بایر نے حاضرین سے فرمایا اکثر ایسی باتیں ہوتی
ہیں کہ غیر کے سامنے بیان نہیں کی جاتیں۔ یہ کلام سن کر اس مرد اور عورت کے سوا سب ہنس پڑے جناب بایر
نے اس عورت سے فرمایا آیا تجھے علم ہے کہ یہ جوان کون ہے اس نے عرض کیا میں نہیں جانتی۔ فرمایا اگر ہم تجھے تیری
کسی پوشیدہ بات سے اطلاع دین تو تو انکار کرت کر یا اس نے عرض کیا میں ہرگز انکار نہیں کروں گی۔ آپ نے ارشاد
کیا کیا تو فلانی اور فلانی شخص کی بیٹی نہیں ہے۔ وہ کہنے لگی ہاں میں وہی ہوں پھر آپ نے فرمایا کیا تیرا چہل
بہائی نہیں تھا اور تم دونوں میں محبت نہیں تھی۔ اس نے عرض کیا سہا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تیرا باپ تیرا گھر
اس کے نہیں کرتا چاہتا تھا اور تیرے بچے کو اس کو نکال دیتا تھا اس عورت نے کہا ہاں بات بالکل سچی ہے۔
امیر المؤمنین نے فرمایا کہ پھر تو ایک سات کو قضا حاجت کے لیے گھر سے باہر نکلی اور اس نے جو سے مدد کی اور قضا

اس ہو عامہ ہو گئی اور تو اپنے محل کو اپنے باپ کے جیسا پایا اور تیری مان کو یہ بات معلوم ہو گئی۔ وضع محل کو بوقت رات کہ وہ تجھے لیکر گھر سے باہر نکلی اور تجھے لڑکا پیدا ہوا اور تو نے کپڑے مین لپیٹ کر دیوار کے پر ہو بیٹنگدیا۔ ایک کتا آیا اور اسے سونچنے لگا تجھے فوت پیدا ہوا کہ کتا اسے دکھا جا کر اسے پہلے تو نے اس کتہ کو تیرا کہنیچہ مارا وہ تیرا سر لڑکے کے سر پر لگا گیا اور اس کا سر تیری ہون گیا۔ تو نے اور تیری مان نے لوٹ کر اسکے سر کو بال جھنڈے کی جگہ پر پٹی باندھ کر چوڑ دیا اور دونوں گھر کو چلی باتین۔ تیرا کتا اس کا حال نہیں معلوم ہوا۔ وہ عورت یہ سن کر خاموش رہ گئی۔ جناب امیر نے یہ فرمایا چہ بول وہ عرض کرنے لگی یا امیر المؤمنین چہ ہے میری مان کے سوا اس ہو کوئی خبر دار نہیں اپنے فرمایا مجھے خدا نے اس ہو مطلع کیا ہے ہر فلان قوم کے لوگ صبح کو اسے اٹھا کر لے گئے اور وہ ان لوگوں مین پرورش پا کر جوان ہوا۔ ادا کے ساتھ کوہ مین آیا۔ اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ لے وہ تیرا بیٹا یہی ہے ہر جوان سے اس کا رخا دیا اپنے سر کو کھول دیا اس نے سر کھول دیا۔ ادا زخم کا اثر نظر آیا۔ جناب امیر نے فرمایا یہ تیرا بیٹا ہے۔ خدا نے اس امر سے جو کہ کیا سپر حرام کیا تھا۔ اس کو بچا یا ہے انچو بیٹے کو لے اور گھر کو لوٹ جا۔ تم دونوں کا نکاح نہیں ہے *

(۲) ومنها ما رواه الحسن بن ركذان الفارسي قال كنت مع امير المؤمنين وقد شكوا اليه الناس امر الفراق وانه قد اراد الماء ما احتمله ونخاف ان نقتل ففراخنا ونخب ان نسال الله ان ينقصه فقام دخل بيته والناس مجتمعون ينتظرون فخرج وقد لبس حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعما مته ورداه وفي بيته قضيبه قد عابفهم فركبه ومشى الناس معه وانما معهم رجلا حتى وقف على الفراق فترأى عن فريسه وصلى ركعتين خفيفتين ثم قام واخذ بالقضيب بيده ومنى على الحجر ولبس معه خيرا وكاد الحزن والحجبه وانما هوى الى الماء بالقضيب فنقصت الفراق ذراعا فقال ايكنيكم فقالوا لا يا امير المؤمنين وادعى بالقضيب في اهوى به في الماء فنقصت الفراق ذراعا اخر وهكذا الى ان نقصت ثلثة اذرع فقالوا احسبنا يا امير المؤمنين فعاد وكف فجلس فوجهم الى منزله (مطالع السؤل) اور آپ کی کرامات مین سے ایک یہ ہے کہ جبکہ حسن بن ركذان الفارسي نے روایت کیا ہے کہ میں جناب امیر کی خدمت مین موجود تھا کہ لوگ فرات کی بلندی کی شکایت لیکر آئے اور کہنے لگے کہ فرات کا پانی اس قدر خشک ہے کہ گویا ہے کہ میں سے ہمارے کیتون کے تلف ہونیکا خوف ہماری ہستہ عاستہ کیا ہے یا جناب امیر میں دعا فرماؤں کہ فرات کا پانی کم ہو جائے۔ جناب امیر یہ سن کر گھر مین نہ ملے پتے پگے تمام لوگ منتظر بیٹھے رہے جناب امیر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا اور عمار اور دوسرے اور ہندو اور ہندو مین مصالیحے ہوتے برآمد ہوئے اور سواری کا گوشا طلب کیا تمام لوگ رکاب سوار ہوئے پھر میں نے یہی پانہ پا ہوا تھا جناب امیر فرات پہنچ کر شیر گے اٹھائے گئے اور وہ چوٹی پہنچ کر ہتھ

غازی پسرین ہر اسکرادھ صابا تہ میں ایک پل کی طرف تشریف لیکر جو جانشین کے سوا کوئی ہوا نہ تھا عرصہ کے ساتھ پانی کی طرف اشارہ کیا پانی بٹہ ایک گز کے کم ہو گیا لوگوں کو فرمایا گیا اس قدر پانی نکلو کافی ہے لوگوں نے عرض کیا یہی زیادہ ہے پھر دوبارہ اشارہ کیا ایک گز اور یہی کم ہو گیا پھر لوگوں کو پوچھا کہ اب کافی ہے یا لوگوں نے کہا اب یہی زیادہ ہے پھر تیسری مرتبہ اشارہ کیا پانی ایک گز اور یہی کم ہو گیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین اب اس قدر کافی ہے آپ وہاں کو گھر کو لوٹ آئے ۔

(۳) ومنها ما صد في قضية مقتله وتلخص لك ان هذا فرغ من قتل الخوارج عاد الى الكوفة في شهر رمضان قام المسجد فجلس ركعتين ثم صعد فخطب خطبة حسنة ثم التفت الى اخيه الحسن فقال يا ابا محمد كرم الله وجهه من شهرنا هذا قال قلت عشرة يا امير المؤمنين ثم التفت الى الحسين فقال يا ابا عبد الله كرم الله وجهه من شهرنا هذا قال سبع عشرة يا امير المؤمنين فصر بصره الى الحسين وهي يومئذ بيضاء فقال الله اكبر والله ليخصبها بدمها اذا انبت اشجارها ثم قال يا اريد حيا نه وريد قتلى فخليل من غديري من مرادى + وابن الجهم المرادى يجمع فوقه في قلبه من ذلك شيء فجاء حتى وقف بين يديه فقال اعين بالله يا امير المؤمنين هذه يميني وشمالى بين يديك فاقطعهما او فاقتلى قال فكيف اقتلك فلا ذنب لك الى لواء علم انك قاتل لما قتلك ولكن هل كانت لك حاصنة يهودية فقالت لك نبوا من الایام يا ابا شقيق عاقر ناقة ثم قال قل كان ذلك يا امير المؤمنين فسكت عليه السلام فلما كانت ليلة ثلث وعشرين قام ليخرج من داره الى المسجد لصلوة الصبح وقال ان قلبي ليشهد اني لمقتول في هذا الحرم ففتح فعلق الباب بميرله فجعل يمشى به اشد حيا زيمك الموت - فان الموت لا قبك - ولا تخرج من القتل - اذا حل بواديك - فخرج فقتل (مطالب السؤل) اور ایک کرامت جہاں بابر نے اپنی شہادت کے متعلق کہ ہے : بکا خلاصہ یہ کہ سب آپ کو خوارج کے قتل سے فارغ ہو کر کوفہ میں تشریف لائے رہنماں کامیاب تھا مسجد میں نماز کے بعد معبر پر تشریف لے گئے ۔ اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا : انا خطبہ میں جناب امام حسن کو استفسار کیا کہ یا ابا محمد ہر گز کہتے رہے کہ علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ تیرے روز ہر جناب امام حسین کو پوچھا یا ابا عبد اللہ ہمارا مہینا اب کتنے روز باقی رہا ہے عرض کیا یا امیر المومنین سترہ روز جناب امیر نے اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑا وہ دن و نون بالکل سفید ہو چکی تھی اور فرمایا اللہ اکبر خدا کی قسم ہے اس امت کا بد بخت ہو کہ خون سے رنگین کرے گا پھر آپ نے یہ شعر پڑھا : میں اسکی زندگی چاہتا ہوں وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے ۔ میرا دوست مجھ کو غدر کرنے والا قبیلہ بڑا ہے ۔ مراد ابن الجهم مرادى نے جب کلام سنا اسکا دل کانپ اٹھا ۔ اور سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المومنین میں خدا کا پناہ مانگتا ہوں میرے دونوں ہاتھ آپ کے سامنے موجود ہیں آپ انکو کاٹ ڈالیں یا مجھے مار ڈالیں آپ نے ارشاد فرمایا تیرا کیا گناہ ہے کہ میں تجھے مار ڈالوں ۔ اگر مجھے یہ علم ہی ہو کہ تیرا قاتل ہو تو یہی تجھے نہ مار دے لیکن ایک ہودہ بن غبغب نے

کیکہ کہتا تھا اور شقیق کہے با شیخ کی ازبانی نہ کہ پافن کا ہٹ قائل۔ ابن تیمیہ کہنے لگا یا امیر المؤمنین یہ بات تو ضرور ہو چکی ہے
بچہ یا امیر علیہ السلام غاموش ہو گئے حبیب عثمان کی تائید پر ہوئی اور آج بھی کی تائید ہے لہذا اگر سے مسجد کو لے کر
لے چلے فرمایا سید اول گواہی دیتا ہے کہ میں اسی مہینے میں شہید ہوا لگا حبیب عثمان کو لا آپکا شہد دروازہ سوانک
گیا آپ نے یہ شعر پڑھا ہے تو موت کی ہر طرح اپنے سینہ کو ابھارے۔ کیونکہ موت تجھ سے ضرور ملاقات کرے گی۔ قتل ہونے سے فریاد
موت کر جبکہ تیرے سامنے آجائے۔ پس آپ کو گریا نہ ہو سے اور شہید ہو گئے۔

(۴) من اسما بنت حمیس رضی اللہ عنہا قالت قالت لی فاطمة لیلة دخل علی صحت الارض فحل ثلثہ ووجدتھا
واصحت فاختبرت والدی علی علیہ السلام فوجدتہ بطولہ ثم رفعت رأسہ وقال یا فاطمة ابشری بطیب
النسل فان الله فضل بک علی سائر خلقہ واما الارض ان تجد ثلثہ بالخیار ہا و ما یجری علی وجہہا من
غرق الارض الی غیرہا (مطالع البستول للعلامة بن طلحة الشافعی) اسما بنت حمیس رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ مجھ سے جناب فاطمہ علیہا السلام نے ذکر کیا کہ جس رات جبنا با میر میر سے پاس تشریف لائے مینے زمین کی آواز
کو سنا کہ ان سر بائین کر رہی تھی اور وہ زمین سر بائین کرتے تھے مینے صبح کو اپنے والد علی علیہ السلام کو
اسکا تذکرہ کیا حضرت سجدہ میں گر گئے اور دیکھے بعد مہر اٹھا کر فرمایا اے فاطمہ تجھے بشارت ہو پاک نسل کو سنا
بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلقت پر فضیلت عطا کی ہو اور زمین کو حکم دیا ہے کہ تمہارا خبر سو اور
جو کچھ کہ اس پر مونیوالا ہے مشرق و مغرب تک اسکو کہہ سنا ہے۔

(۵) قال الشيخ ابو عبد الله الخليلي الخوارزمي حكي ان معاوية قال جلساءه اني اريكم علم علي فانه لا
يقول الباطل فدعاهم اذ رجال من ثقافته وقال لهم امضوا حتى تصيروا جميعا من الكوفة علي مرحله
ثم توافوا علي ان تنعوني بالكوفة ولكن حد بشكر واحد في ذكر العلة واليوم والوقت وموضع القبر
ومن تولي لصاوة عليه وغير ذلك حتى لا تختلفوا في شيء ثم ليدخل الثاني فليخبر بمثلہ ثم ليدخل
الثالث فليخبر بمثل خیر صاحبہ وانظر اما يقول علي فخرجوا كما امرهم معاوية ثم دخل احدہم وهو
راكب فقال له الناس بالكوفة فمن اين جئت قال من الشام قالوا له ما الخبر قال ثم معاوية فأتوا عليا
فقالوا رجل راکب من الشام يخبر بموت معاوية فلم یجمل علی بذلك ثم دخل اخر من الند فقال
له الناس ما الخبر فقال مات معاوية وخبر بمثل خیر صاحبہ فانواعيا فقالوا رجل راکب الخیر خبر عن موت
معاوية بمثل ما خیر صاحبہ ولم یختلف كلامها فامسك علی ثم دخل الاخر في اليوم الثالث فقال الناس
ما الخبر قال مات معاوية فسالوا عن شاهد فلم یخالف قول صاحبہ فانواعيا فقالوا يا امیر المؤمنین قد
حضر الخیر هذا راكبا فقلت قد خیر بمثل خیر صاحبہ فلما اقرعوا علیہ قال امیر المؤمنین کلا او تخضب هذا من

کہتے ہیں میں ہی نہیں لوگوں میں رہتا جنہوں نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا تھا پس میں اس کو
 پوشیدہ رکھا اس لیے خدا نے مجھ کو یاد کیا۔ زید بن عرقم اس گواہی کے نہیری پر تمام عمر مادم رہے اور توبہ کر کے
 (۷) عن ابن عمر ان سید المؤمنین قال علی المنبر انا عبد اللہ والخوانسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورثت
 نبی الرحمة ونکحت سیدۃ النساء اهل الجنة وانا سید الوصیین واخو وصیاء البنین لا یدعی الی غیر الی الا
 اصابعہ بسوہ فقال رجل من جلس لا یحسن ان یقول ہذا انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فلم یخرج من مکانہ حتی تخطط الشیطان فخرج جلد الی باب المسجد فسالناہ قومہ هل تعرفون بہ عرفنا
 قبل هذا قالوا اللہم لا یراخرجہ بن مردویہ (طلحہ بن عرقم سے منقول ہے کہ جبنا بامیر علیہ السلام ایک دفعہ منبر پر گئے
 گئے میرے ہمارے گاہک اور اس کے رسول کا بہائی ہوں میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ پایا ہے میں نے سیدہ بن
 اہل الجنة سے نکاح کیا ہے میں تمام وصیوں کا سرور ہوں میں تمام نبیوں کے وصیوں کا آخر و ہی ہوں۔ میرے
 کوئی اسکا دعوی نہیں کر سکتا اور اگر کرے گا تو خدا تعالیٰ اس کے ساتھ برائی سے پیش آئے گا۔ یہ سن کر قوم عہد کا ایک
 آدمی کہنے لگا۔ کیا بری بات ہے اپنے منہ سے یہ کہنا کہ میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بہائی ہوں یا بی اس پر یہ
 کہتے ہوئے کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ شیطان نے اس کو دیر پا نہ بنا دیا۔ اور لوگوں نے اسے ٹانگ کر پکڑ کر مسجد کے دروازہ
 سے باہر گھسیٹا۔ مہینے کی قوم سے پوچھا کہ یہی پیشہ میری اس کو یہ عارضہ ہوا تھا وہ خدا کی قسم کہا کرتے تھے ہرگز نہیں
 (۸) عن طلحہ بن عمر انہ قد لئنا من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فاعلی مولاه فشهدنا
 عشر رجلا من انصارہ وانا منہم ما لک فی القوم لہ شہاد فقال لہ امیر المؤمنین یا انس ما منعک ان تسمع
 وقد سمعت ما سمعوا قال یا امیر المؤمنین کبریا ومنیت فقال امیر المؤمنین اللہم ان کان کاذبا فاصبر
 بیانا من ابوہم لا توارہ العماۃ قال طلحہ بن عمر فاشہد باللہ لقد رأیتہ بیضا بین عینہ راحۃ
 ابن مردویہ (طلحہ بن عمر بن قائل ہیں کہ ایک دفعہ جبنا بامیر علیہ السلام نے ان لوگوں کو قسم دیکر پوچھا جنہوں نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاه کی حدیث کو سنا تھا۔ انصار کو بارہ آدمیوں نے اس کی
 شہادت بیان کی انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے لیکن اسکی گواہی دینے سے سکت رہی تھا بامیر نے
 ان کو فرمایا اسے اس نیکو کس بات نے ایسے شہادت کو بیان کرنے سے روک دیا تھا۔ باوجودیکہ جو کچھ ان لوگوں نے سنا
 تھا۔ قسم نے ہی سنا تھا انس بن مالک نے بھی اور ان بیان کا مدد کرنے لگا۔ جبنا بامیر نے فرمایا اے میری پروردگار اگر یہ
 جھوٹ کہتے ہیں۔ تو انکی پیشانی پر جس کا ایسا داغ لگا دے کہ وہ عامر سے نہ چپکے طلحہ بن عمر کہتے ہیں کہ
 میں خدا کی قسم کہا کرتا ہوں کہ میں نے اس پر جس کے داغ کو انکی پیشانی پر دیکھا تھا۔

(۹) حکم ان عایا انہم رجلا یقال لہما اشرار برقم اشرارہ الی معاویۃ فانکف لک وجہہ فقال امیر المؤمنین

تخلف بالله انک ما فعلت قال هل ان کنت کاذبا فاعملی الله بصرك فمادارت الجمجمة حتى عملی ملکا
 (الستول) روایت ہو کہ جناب امیر نے غرار نامی ایک شخص پر جرم لگایا کہ وہ معاویہ کو انکی خبریں پہنچاتا تھا اس نے انکار کیا
 جناب امیر نے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہو اس نے قسم کھا کر یہی انکار کیا جناب امیر نے فرمایا اگر تو نے جھوٹی قسم کھائی ہے
 تو خدا تیری بنیالی کو دودھ کر دیگا۔ اس پر ایک جمہور بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ وہ اندھا ہو گیا۔

(۱۰) عن علی بن زاذان ان علیا حدث حدیثا فکذبہ جل قال حل ادعوا علیک انکنت صادقاً قال نعم فکذب
 علیہ فلم یضرب حتی ذهب بصره اخبرہ احمد فی المناقب والطبری فی الاوسط وابو نعیم فی الدلائل) علی بن زاذان
 سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک بات بیان فرما رہے تھے ایک شخص نے اسکی تکذیب کی جناب امیر نے فرمایا اگر تو سچا
 ہے تو میں تجھے پڑوا کر دن وہ کہنے لگا بہتر ہے جناب امیر نے دعا کی۔ ابھی وہ وہاں سے لوٹا ہی نہ تھا کہ اندھا ہو گیا

(۱۱) لما توجه علی الی صفین واحتاج اصحابہ الی الماء والتسوی میناوشما لا فلم یجدہ فعدل بهم الی الشہد
 عن الجادة قليلا فلاح لهم ویرفی البرية فساروا یسألون من فیہ عن الماء فقال بینکم وبين الماء فرحنا
 فیرا الی حیث اقول لکم لعلکم تدرون الماء فقال امیر المؤمنین اسمعوا ما یقول الی الی الی امرنا
 از انسیر الی حیثا وعلی لینا لعلنا ندرك الماء لیس بنا قرة فقال علی لا حاجة بکم الی ذلک ولوی غنق غنق

نحو القبلة و اشار الی سکن بصری الی الی فقال اکشفوا فکشفوا فظهرت لهم حفرة عظيمة فقالوا یا امیر
 المؤمنین ههنا حفرة لا یعمل فیها فقال هذه الصخرة علی الماء فاجتهدوا فی قلعها فما زالت عن موضعها
 فاجتمع القوم وجعلوا فی تحریکها فلم یجدوا الی ذلک سبیلا واستصعبت علیهم فلما رای ذلک کعب

رجله عن سرجه ثم حصر عن ساعده ووضع اصابعه تحت جانب الصخرة فحرقها وقلعها بیده فظهر لهم الماء
 فشربوا وكان اعذب بما هو شربوا فی سفرهم و ابرده ثم جاز الی الصخرة فتناولها بیده ووضعها حیث
 كانت والراهب یظن من فوق دیره فتادی یا قوم فارتلوا فوقف بین ینک امیر المؤمنین فقال یا هذا انت
 نبی مرسل قال لا قال فملک مقرب قال لا قال فمن انت قال انا وصی سول الله محمد بن عبد الله خاتم

النبيين صلی الله علیه قال ابسط یدک اسلم علی یدک فبسط امیر المؤمنین والراهب اسلم علی
 یدہ (مطالب الستول) روایت ہو کہ جب جناب امیر علیہ السلام صفین کو تشریف لیچے کہہ رہے تھے جناب امیر کے
 لشکر کے پاس پانی نہ رہا دہنے بائیں ڈھونڈ اکسین پانی کا پتہ نہ ملا جناب امیر نے انکو ایک پک ڈنڈی دکھا کر فرمایا
 اس طرف چلو۔ تو ڈنڈی دو جا کر میدان میں عیسائیوں کا ایک کلیسا ملا لوگوں نے اس کے پاس جا کر اس کے پادری

سے پانی کو بابت پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ پانی بیان سے دو فرسخ پر ہے جس طرف میں تمہیں بتاتا ہوں اس طرف
 چلے جاؤ۔ امید ہے کہ تمکو پانی مل جائیگا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا سنو رہے کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا و

ہکو وہ فرسخ پر پانی کا پتہ بتایا ہے۔ لیکن وہ اتنا تک پہنچنے کی ہم میں طاقت باقی نہیں۔ جناب اب میرے فرمایا اس طرف جانکی تھو کہ ضرورت نہیں قبل کی طرف گھوڑا سونہ پیر کر اس دیر کے قریب اشارہ کیا اور فرمایا یہاں کو لوگ کہو نہ لگو۔ ایک بھاری چٹان نظر آئی۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین اس چٹان میں اب کام نہیں ہو سکتا جناب اب میرے فرمایا یہ چٹان پانی کے سونہ پیر۔ لوگ اسکے اکھاڑ نہیں کوشش کرنے لگے ہکو جنبش تک نہ ہوئی۔ تمام لشکر نے متفق ہو کر نہ سہارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی جڑبڑ کر کے لوگ اسکے اکھاڑنے سے عاجز آ گئے جناب اب میرا بچہ گھوڑے سے اترے اور اپنی ہتھکڑیوں کو ٹھارہ اور اس چٹان کے نیچے انگلیاں گاڑ کر اسکو ہلایا اور اپنے ہاتھ سے اکھاڑ لیا اسکے نیچے نہایت پیشے پانی کا چشمہ نکل آیا۔ لوگ دوڑ کر اسکا پانی پینے لگے انکو تمام سفر میں ایسا شندھا اور میٹھا پانی کہ میں نہیں ملا تھا۔ رہا بچہ دیر سے یہ تمام کیفیت دیکھ رہا تھا۔ لوگوں کو آواز دیکر کہنے لگا مجھے نیچے اتار دو جب ہکو چپکے نیچے اتارا جناب اب میرے سامنے دھرت بستر کثرت ہو کر کہنے لگا کیا آپ نبی سرل میں آئے فرمایا نہیں۔ پھر کہنے لگا کیا آپ مقرب فرشتہ ہیں جناب اب میرے فرمایا نہیں وہ عرض کرنے لگا پس آپ کون ہیں۔ فرمایا میں خدا کے رسول محمد بن عبد اللہ تمام نبیوں کے خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی ہوں درجے کہا آپ ہاتھ بڑھائیں کہ میں آپکے ہاتھ پر حیت کروں اور اسلام لاؤں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور یہ آپکے ہاتھ پر اسلام کے مشرف ہوا۔

(۱۲) عن البراء بن عازب یحییٰ امہ عنہ قال قال علیؑ یا براء یقتل ابی الحسن و انت حی فلا تنصرہ فلما قتل الحسن قال البراء صدق علیؑ قتل الحسن ولم انصرہ و اظہر الحسرة علی خلائک و الندم رمتک السلا) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب اب میر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد کیا اے براء انسو سے کہ میرا بیٹا حسین قتل ہوگا اور توفد ہوگا اور اسکی مدد نہیں کریگا جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو براء بن عازب کہنے لگو جناب اب میر نے سچ فرمایا تھا کہ حسین شہید ہو گئے اور میں نے انکی مدد نہ کی۔ تمام عمر براء بن عازب اظہار حسرت و ندامت کرتے رہے۔

(۱۳) عن عبد اللہ قال اتینا مع علیؑ فرسنا یوضع قبال الحسن فقال علیؑ ہونا مناخ رکابہم و ہونا موضع رکابہم و ہونا ملاقا دنا نکم فقیہ من مال محمد صلی اللہ علیہ علی آلہ و سلم یقتلنا ہذا المرحۃ تبکی علیہم السلام و الارض دریا حق لہنصرہ) عبد اللہ سے روایت ہو کہ ہم جناب اب میر علیہ السلام کے رکاب سوار تھیں اب گھوڑہ پر جان کجا یا امام حسین علیہ السلام کا مرقہ مطہر واقع ہے گندہ جناب اب میر فرماتے لگے یہاں انکو نہایت تھیں گے بیان یہاں لکھو گا۔ بیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے زوحانون کا خون بہیگا انہر اسلمن امند من و عین گے +

(۱۳) قیل ان الحجاج قال ذات یوم احب ان نصیب رجلا من اصحاب ابی تراب فاقربہ الی اللہ بدمہ فقیل لہ ما نعلم احدا اطول محبة لابی تراب من قبر مولاه فطلبہ فاتی بہ فقال انت قنبر قال نعم قال مولیٰ علی بن ابی طالب قال اللہ مولای امیر المؤمنین علی ولینعتی قال ابر من دینہ قال بنی علی دیننا افضل منہ قال انی اقتلک فاخترای قتلتک احب الیک قال صیر ذلک الیک قال لہ قال لا تقتلنی قتلتک الا قتلتک مثلاً ولقد اخبرنی امیر المؤمنین ان منیتی تتکون ذبحاً ظلماً بغیر حق فامر بہ فذبح رکفایہ الطالب کہتے ہیں کہ ایک فدحجاج کہنے لگا میری آرزو ہے کہ اگر کوئی جناب امیر کا دوست ملجائے تو میں اس کے قتل کرنے سے خدا کا قرب حاصل کروں، تو گون نے کہا کہ جناب امیر کی خدمت میں قبر سے زیادہ کوئی ہر وقت کا سہنے والا اب نظر نہیں آتا۔ اس نے قبر کو بلوایا جب قبر پر آیا کہنے لگا تو جناب امیر کا غلام ہے اور تیرا ہی نام قبر ہے قبر نے جو ابد یا خدا امیر مولا ہے اور امیر المؤمنین میرے ولی نعمت تھو۔ حجاج نے کہا تو انکے طریق پر تیرا کہہ۔ قبر نے کہا تو مجھے انکے طریق پر کوئی بہتر طریق دکھا دے کہ میں ایسا کروں۔ حجاج نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا تو جس طرح سے قتل ہونا پسند کرتا ہو بیان کر قبر نے کہا یہ امر میں تیرے سپرد کرتا ہوں حجاج نے کہا یہ کیوں قبر نے کہا کہ سوائے کہ مجھے جس بوتے تو مجھے زہل پہنچا اسی بوتے سے تجھے مار ڈالوں گا کیوں کہ جناب امیر نے مجھے فرمایا ہے تیری موت نہیں ہوگی مگر بلا وجہ از روی ظلم و بکر کیے جانے سے۔ حجاج نے انکو ذبح کر ڈالا ۛ

(۱۴) قیل ان الحجاج طلب کسیر بن نایاد فہربہ ففقط حطام قومہ فلما رای ذلک قال انا شیخ کبیر قد لقد عمری ولا ینبغی ان احرم قومی عطیاً ثم فخرہ الی الحجاج فقال قد کنت احب ان اجد علیک سبیلاً فقال لہ کسیر لا تصرف انیابک فما یجوز من عمری الا القلیل فاقض ما انت فان الموعد للہ وبعد القتل حساب ولقد اخبرنی امیر المؤمنین علی انک قاتلی نصر بن علفہ رکفایہ الطالب کہتے ہیں حجاج نے کسیر بن زیاد کو مار مار کر ہلاک کیا وہ خوف سے بھاگ گئے حجاج نے انکی قوم کی تنخواہ بند کر دی جب کسیر کو معلوم ہوا کہ میری قوم کی تنخواہ بند کی گئی ہے۔ کہنے لگے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری عمر گزر چکی ہے مجھ کو نہیں چاہیے کہ اپنی قوم کی تنخواہ بند کر اؤں اور جیتا رہوں۔ حجاج کے پاس خد چلے گئے۔ حجاج نے کہا میں تمہاری بیٹے کا رستہ ڈھونڈ رہا تھا۔ کسیر نے اس سے کہا تو اپنے دانتوں کو مجھ سے ست ہٹا میری عمر اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے جو تیرا دل چاہے سو کر کل خدا کے وعدہ کا دن ہے اور قتل کے بعد طور حساب ہوگا۔ مجھ کو اسلئے المؤمنین علیہ السلام نے پیشتر کہہ دیا تھا کہ تو میرا قاتل ہو۔ پس نہ حجاج نے انکے قتل کا حکم دیا اور وہ مار گئے ۛ

(۱۵) عن جندب بن عبد اللہ الارومی قال شہدت مع الجبل الوضی وکلا الیک فی قتالہم حتی ظننا

النہر ان فل دخلی شک وقلت قلنا وخیارنا تقتلہم ازہذا الامر عظیم فخرجت غداً المشی سے ادا وکافی
 برزت عن الصفوف فکرت رجبی ووضعت ترسی واستترت من الشمس فانی لجالس اذا ورد امیر المؤمنین نقلاً
 یا اباالاکثر امعک طهور قلت نعم فنا ولدت الاداة فمضی جئ لہ ارہ واقبل وقد نظر فجلس فی ظل التری
 فاذا فارس یسال عنه فقلت ہذا یا امیر المؤمنین فارس یریدک قال فاشار الیہ فجاء فقال یا امیر المؤمنین
 قد جبر القوم وقد قطعوا النہر فقال کلاماً عبری اذا جاء اخر فقال یا امیر المؤمنین قد جبر القوم فقال یا
 عبری فقال واسہ ماجئت حقیراً یت الرایات فی ذلک الجانب قال واسہ ما فعلوا وانما صرعم ومہراق
 دماؤہم ثم رفض ونهضت معہ فقلت فی نفسی الحمد لله الذی ابصر فی ہذا الرجل وعرضتی امر
 ہذا احد رجلین اما کذاب جبر او علی بینة من ذمہ وعہد فی نفسی اللہم انی اعطیتک عہداتک
 عنہ یوم القیمة ان انا وجئت القوم قد عبر ان اکون اول من یقاتلہ واول من یطعن بالرمح فی عنینہ
 وان کانوا لم یعبروا لہم علی المشاجرة والقتال قد فعنا الالصفوف فوجہنا الرایات والاثقال
 ہما لہا فاخذ بقفائی ودفعنی وقال یا اباالاکثر اذ ابین لک الامر قلت اجل یا امیر المؤمنین رملنا
 السؤل) جنڈ بن عبد اللہ الارزی سے منقول ہر کہ میں جبل اور صفین میں جناب امیر کی خدمت میں حاضر تھا
 مجھ اندونون لڑائیوں کی نسبت کسی قسم کا شبہ پیدا نہ ہوا جب ہم نہروان پر جا ترے سے میرے دل میں شبہ پیدا
 ہو گیا کہ ایسے نیک بندہ قرآن کے قاریوں کو مارنا پڑیگا یہ بات تو بڑی بہاری معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے
 صف میں ٹھہرتا ہوا صفوں سے دور نکل گیا وضو کا لوٹا میرے ہاتھ میں تھا۔ سینے اپنے نیزہ کو گاڑ دیا اور
 آفتاب کی تازت سے اپنی ڈھال کا سایہ کر کے بیٹھ گیا۔ ناگاہ جناب امیر ہی وہاں تشریف لے آئے۔ اور مجھ
 فرمایا اسے بہائی اندو کیا تیرے پاس کوئی لوٹا ہے میں نے لوٹا انکو دیدیا وہ لوٹا لیکر میری نظروں سے غائب
 ہو گئے اور طہارت کر کے چلے آئے اور ڈھال کی آڑ کر کے اسکے سایہ میں بیٹھ گئے اتنے میں ایک سوار
 انکو پوچھتا ہوا انکل سینے جا کر عرض کیا یا امیر المؤمنین یہ سوار آکھو پوچھتا ہے آپ نے اسے اشاری سے اپنی
 نزدیک بلا لیا وہ کہنے لگا یا امیر المؤمنین نہروانی دریا کے اسٹی ر چلے گئے ہیں جناب امیر فرمانے لگے وہ
 ہرگز اس پار نہیں گئے اتنے میں دوسرا سوار آکر کہنے لگا وہ لوگ دریا سے پار ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا وہ پار نہیں
 ہوئے وہ سوار کہنے لگا بخدا میں نے جب تک دیکھ نہیں لیا کہ انکے علم دریا سے پار ہو گئے تب تک میں وہاں
 سے نہیں ٹلا جناب امیر نے فرمایا وہ دریا سے پار نہیں اترے دریا کا ہی کنارہ انکے لوٹ پوٹ ہونے
 کی جگہ ہے اسی جگہ انکا خون بہے گا یہ بات فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے اپنے جی میں کہ خدا کا شکر ہے
 میں نے مجھ اس شخص کے امر کو دیکھا دیا ہے یا تو یہ جھوٹ بولتا ہے یا اسکے پاس کوئی دلیل موجود ہے

مینے اپنے جی میں عہد کیا کہ اسی پروردگار میں عہد کرتا ہوں اور قیامت کے دن تو مجھ کو اس عہد پر باز پرس کرو اگر
 مینے نہروانیوں کو دیکھا کہ دریائے پارا تر گئے ہیں تو سب پہلو اپنے نیزم کے ساتھ میں اس شخص کے بیٹے جناب امیر
 کرونگا اور اگر نہ گزری ہو گئے تو میں انکی طرف سے لڑنے میں کوتاہی نہیں کرونگا اتنے میں جناب امیر رضی
 عہد نے لشکر کو کوچ کر نیک حکم یا جب دریائے قریب پہنچے تو انکے علم دریائے گندری ہوئے نیا ٹو۔ اور
 وہیں انکا سامان موجود پایا جان کہ جناب امیر رضی عہد نے فرمایا تھا اتنے میں جناب امیر نے پیچھے جو
 میری گردن پکڑ کر کہا اے اٹھالازد اب تجھے اصل حقیقت معلوم ہوگی مینے عرض کیا بے شک یا امیر
 المؤمنین ۔

(۱۶) عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ علیہ السلام قال عرض لعلی رجلا فی خصم فجلس فی اصل جدار
 فقال رجل یا امیر المؤمنین الجدار رقیع فقال له امین کیف باہلہ حلوسا ففقی بین الرجلین فاقام سقطا لجدرا (انظر ہجوم
 فی الدلائل والسیوط فی تاریخ الخلفاء) جناب امام جعفر صادق علیہ علیہ السلام اپنے والد ماجد امام محمد
 باقر علیہ التحیۃ والثناء سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا جناب امیر کے سامنے پیش کیا آپ ایک
 دیوار کے نیچے تصفیہ کے لیے بیٹھ گئے۔ ایک شخص کہنے لگا یا امیر المؤمنین یہ دیوار گدیسی ہے اپنے فرمایا
 تو جہاں جاؤ انکے سامان ہے آپ انکا تصفیہ کر کے اٹھے اور وہ دیوار گر گئی ۔

(۱۷) عن الحارث قال كنت مع علی بصفین فرأيت بعیدا من اهل الشام جارا وعلیہ اکبه وثقله فالقی
 ما علیہ وجعل یخلل الصفون حتى انتهى الی علی فوضع رأسه ما بین رأس علی ومنكبہ وجعل یحرق شفتاہ
 یظن ان یحرقه فقال علی انہا لعلامة بینی و بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ربا من النضر) حارث سوراہت ہر
 کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ صفین میں موجود تھا ناگاہ مینے دیکھا کہ شامیوں کا ایک اونٹ اپنے
 سوار اور بوجہ کو پیٹ کر صفین چیرتا ہوا چلا آیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر ٹھہر گیا اور اپنا
 منہ جناب امیر کے کندھے پر رکھ کر اپنے ہوشوں کو ہانے لگا۔ گویا کہ اے کچھ خبر بیان کر رہا تھا جناب امیر
 نے فرمایا و امیر یا ایک علامت ہر میرٹھیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لینے ۔

(۱۸) عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ عوا علیا فأتیت بیتہ
 فنادیتہ فلم یجبنی فعدت فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی عدالیہ ادعہ فانہ قد ایت
 قال فعدت انادیہ فسمعہ حتی رجا لطن فثارفت فاذا الرجا لطن ولیس معہا احد فنادیتہ
 فخرج الی منشر حافقت لہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاہد ثم لما ازل انظر الی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم وهو یظن الی شق قال یا ابا ذر ما شانک فقلت یا رسول اللہ عجیب من العجیب آیت

حقاً لمن فی بیت علی وعلیہا فقال یا ابا ذر الیہ ملئکة سیاحین فی الارض وقد وکلوا
 بمحوئال محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا خیر الملائکة (ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک دفعہ سرور
 انبیاء علیہ التحیۃ والتسلیم نے مجھے علی علیہ السلام کے بلائیکو بھیجا سینے انکے گہرین آواز بیا مجھ کو کہ جواب نہ ملا میں
 لوٹ کر حضرت کے حضور چلا آیا حضرت نے مجھ سے فرمایا تم پہر جاؤ علی گہری میں ہیں۔ سینے پہر اگر آواز دے اور چلی
 کے چلنے کی آواز سنیں سینے جہانک کر دیکھا کہ چلی خود بخود چلی رہی ہے کوئی اسکو جلا نہیں رہا سینے جہاں تاثیر کو
 بلایا وہ ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے سینے ان کو کہا آپ کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یا وفرا تم میں وہ میرے
 ساتھ تشریف لائے میں آنحضرت کو دیکھنے لگا حضرت ہی مجھ کو بار بار دیکھتے رہے پہر حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا
 لے ابا ذر تیرا کیا حال ہے سینے عرض کیا یا رسول اللہ سینے ایک عجیب پہر دیکھا ہے کہ علیؑ کے گہر میں خود بخود چلی چلتی
 تھی اسکو کوئی جلا تا نہیں تھا حضرت نے فرمایا لے ابا ذر خدا کے فرشتے سیر کرتے پہر تے میں اور وہ آل محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے مامور ہیں ۔

جناب امیر کے لیے آفتاب کا واپس ہونا

(۱) عن اسلم بنت عمیر و ام سلمة و جابر بن عبد اللہ الانصاری و ابی سعید الخدری و الحسن بن علی
 رضی اللہ عنہم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ذات یوم فی منزل علی بن یدیعہ اذا جلا جہیل ینالجیہ عن
 اللہ عز وجل فلما انقش الوحی توسد فخذلہ ولم یرفع حتی غابت الشمس فصلی العصر جالساً ایماً فلما افاق
 قال لعلی فانتک العصر قال صلیتہا قاعدا ایماً فقال ادع اللہ یرد علیک الشمس حتی تصلیہا قائماً فی وقتہا
 فانہ یحبک لطاعتک للہ و لرسولہ فقال اللہ فی ردہا قدرت علیہ حتی صارت فی موضعہا من السماء
 وقت العصر فصلیہا ثم غربت واللہ لقد سمعنا بها عند غروبہا کصریر المنشار راخرب اللہ و کابی و
 ان شاہین و ابن منذر و ابن مرد دیمہ اسما بنت عمیر ام المومنین ام سلمہ اور جابر بن عبد اللہ الانصاری
 اور ابو سعید خدری اور جناب امام حسینؑ سے روایت ہو کہ ایک دفعہ سرور کائنات اپنے دولہانہ
 میں تھے اور جناب امیر حضورؐ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ناگهان جبریل علیہ السلام خدا کی طرف کچھ ازیں
 کر نیچے لیے تشریف لائے حضرت بیہوش ہو گئے اور جناب امیرؑ کے زانو پر ساق دس کھکریٹ گئے ادا قیام کے
 غروب ہونے تک آپ بیہوش رہے جناب امیرؑ نے عصر کی نماز کو بیٹھے بیٹھے اشاروں سے ادا کیا جب حضرت کو
 افاقہ ہوا تو علیؑ سے فرمایا شاید تمہاری عصر کی نماز فوت ہو گئی ہے عرض کیا سینے بیٹھے اشاروں
 سے ادا کی ہے حضرت نے فرمایا تم خدا ادا اسکے رسول کی اطاعت میں تھے تم دعا کرو خدا تمہارے

لیا آفتاب کو لوٹا دے تاکہ تم کثرت ہو کر نماز کو وقت پر پاؤ اور جناب امیر نے دعا کی آفتاب لوٹ آیا یا شک کہ آفتاب
پر عصر کے وقت کی جگہ قائم ہو گیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز کو وقت پہنچا دیا۔ پھر آفتاب
غروب ہو گیا۔ اسمار بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں خدا کی قسم ہے ہم نے اس کے غروب ہونے
کے وقت ارہ کے چلنے کی سی آواز سنی۔

تفسیر۔ قال سبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامم الخرج الطحاوی فی مشکلات الحدیث وابن عثام
وابن منذ کلہم عن اسماء بنت عمیس بن مردویہ عنہا وعن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان
یوحی لہ وہ ابیہ فی حجر علی وهو لم یصل العصر حتی غابت الشمس فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصلیت
یا علی قال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان فی طاعتک وطلعت رسولک فاراد علیہ الشمس قالت فرأیتھا غرت
ثم رأیتھا طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبل وذلك فی الصہبار فی خیبر وهذا الحدیث اردہ ابن الجوزی
فی الموضوعات وقال فی سندہ ضعفہ وقد سبقہ احمد وقال لا اصل لهذا الحدیث وتبعہما العاد بن الکتیب و
الذہبی وغیرہما واجیب بان المجروحین فی سندہ قد وثقہم بعض العلماء وبان الحدیث صرح بتبعہما جماعۃ
من الائمة الحفاظ کا الطحاوی والقاضی حیاض وغیرہما وقال الطحاوی هذا الحدیث ثابت ذواتہ ثقات وحکی
عن احمد بن صالح المصری انہ کان یقول لا یجوز لاهل التخلف عن تحلل الماء لانه من علامات النبوة و
احسنہما ایضا ابن الجوزی علی هذا بما صرح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس لم تحبس الا لیوشع بن نون لہما
سارا الی بیت المقدس وقیل فی جوابہ انما لقی صلی اللہ علیہ وسلم وقوفہا والحدیث فیہ الطلوع بعد المغیب فلا تضام
بینہما وبالجواب الطحاوی والمخالف بن حجر جواب آخر وهو ان المصر محمول علی ما مضی للانبیاء قبل
نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فلم یحس الا لیوشع بن نون ولیس فیہ فحہ حبسہا بعد ذلک لنبی صلی اللہ علیہ وسلم
وقال علامہ یوسف سبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامم والجواب بان قول جک هذا تحت موضوع بلا
شک دعوی من غیر دلیل طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات الحدیث میں اور ابن شامین اصحاب سندہ دونوں صاحبین
نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اور ابن مردویہ نے ابراہیم بن ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث کو روایت کیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ وحی نازل ہوئی اور حضور اپنا سر اقدس جناب امیر کی گود میں رکھ کر لیٹ گئے جناب
امیر نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ آفتاب غروب ہو گیا حضرت نے اسے پوچھا یا علی تم نے نماز پڑھی ہے عرض کیا یا
رسول اللہ نہیں پڑھی حضرت نے جناب امیر کی ہنر دیکھی کہ اسے کیر پر دھار دیا پتھر کی اور تیرے رسول کی فرمانبرداری
میں مصروف تھا اس لیے آفتاب کو لوٹا دے اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا آفتاب غروب ہو چکا ہے
اور غروب ہونیکر بعد پھر پہاڑ پر کھڑا ہو گیا اور صہبار خیبر میں واقع ہوا۔

احديث کو علامہ ابن جوزی نے موضوعات میں لکھا کرنا ہے۔ کہ اسکی سند میں رادی ضعیف میں امام اس سہیل
امام احمد نے ہی لکھا ہے کہ احديث کی کچھ اصلیت نہیں ہو۔ عماد بن کثیر اور ذہبی وغیرہ نے ہی انہیں کی پیروی
کی ہے *

میں جواب دیتا ہوں کہ جن راویوں کو آپ مجروح قرار دیتے ہیں انہیں کو بعض علما نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اور انہیں
کی ایک جماعت مثل طحاوی اور طحاوی عیاض رحمہما اللہ نے احديث کی سحت کے ساتھ تصریح کی ہے۔ طحاوی
رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت ہو۔ اور اسکے تمام راوی ثقہ ہیں احمد بن صالح مصری سے نقل ہے
کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اس اسرار والی حدیث کے برخلاف ہونا اہل علم کو جائز نہیں۔ کیونکہ یہ نبوت کا معجزہ ہے
ابن جوزی نے یہی اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آفتاب سوا یوشع بن نون کے
اور کسی کے لیے نہیں روکا گیا۔ یا سارنبت عمیس سے اللہ عنہا کی حدیث کے معارض ہے *

اسکے جواب میں علماء حدیث نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کے روکے جانیکے نفی فرمائی ہے نہ
آفتاب کے دوبارہ طلوع ہونیکے اور اسما بنت عمیس کی حدیث میں آفتاب کے غروب ہونیکے بعد ہر طلوع ہونے کا ذکر
ہے نہ آفتاب کے روکے ہونیکا۔ اسلئے دونہ حدیثیں ایک دوسری کے متضاد نہیں۔ چنانچہ طحاوی نے ہی یہی
جواب دیا ہے *

حافظ ابن حجر نے ایک دوسرا جواب دیا ہے کہ یوشع بن نون والی حدیث میں زمانہ گذشتہ کا حصر ہے کہ انبیاء و سلف میں
بجز یوشع بن نون کے اور کسی نبی کے لیے آفتاب غروب ہونے سے پہلے نہیں روکا گیا ہے۔ نہ یہ امر کہ بعد ہمارے نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہی نہیں روکا جائیگا۔

علامہ یوسف سبط بن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں اپنے جد علامہ ابن جوزی کے قول کا جواب دیتے ہیں کہ
میرے دادا کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ بیشک ایسا دعویٰ ہے کہ جسکے لیے کوئی دلیل نہیں *

جب حضرت نے اپنا لقا دہن لگایا پھر خیرا میر کی گتھیں نہیں دیکھیں

۱) عن علی قال ما رتد منذ تفل النبي صلى الله عليه في عيني (اخرجه احمد) وابو يعلى وابو الخيرة القزويني
جنا بپر علیہ السلام فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا سو وقت
میرے میری آنکھیں نہیں دیکھیں *

حضرت نے جب دھلی رت کے جناب پر پیر بیا نہیں ہوئے

عن حماد قال كنت غاميا فأتني رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا اقول اللهم ان كان اجلي قد حضر فارحني وان كان
متأخرا فارحني ان كان بلاه فاصبر فقال صلى الله عليه وسلم كيف قلت فاعاد عليه ما قال فضربه برجله و
قال اللهم عافه واشفه قال فما شكيت وجع جلد الا خرج الترهان ي جنا بامير علي السلام و ايت به كيز
اين فله بيان عجيبا ان حضرت مسلم بن الحجاج لم يشرع لاسيما من كره ما تها اي پروردگار اگر میری اجل فریب آگهی
نہے تو مجھے آسائش دے اور اگر میرے سر نہ میں ابھی تاخیر ہے تو مجھے اس مرض سے شفا دی اور اگر امتحان ہے
تو مجھے صبر عطا کر حضرت نے مسک فرمایا تو یہ کیا کہہ رہا ہے میں و شکا اعادہ کیا آپ نے اپنے پاؤں سے مجھ کو ٹھکرا کر
فرمایا ہے پروردگار اسکو شفا دی جنا بامیر روایت کہ تہمین کہ میں اسکے بعد کہ کسی بیمار نہمین ہوا۔

جب حضرت نے اپنا لعاب دہن جناب امیر کے پاؤں کو لگایا یہ انکو پاؤں نہیں دیکھے
عن ابرافخ رضی اللہ عنہ قال خلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجۃ وامر ان یؤد امانات وامر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان یرسل بالمدینۃ فخرج فی طلبہ عیشی اللیل ویکمن النہا حتی قدم المدینۃ فلما بلغ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال ادعوا علیا قبل یرسل اللہ لا یقبل ان یشی فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما رآہ ما یقبل
من الورم وکانتا نقطان صا فتقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یدیه ومسح بہما رجلیہ وعا لہما لعافیتہ فلما لکما
حقا استشهد راسد الغابہ) ابرافخ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت
فرماتے ہوئے جناب امیر کو امانات وغیرہ ادا کرنے کے لیے مکہ میں اپنے پیچھے جوڑ دیا اور ارشاد کیا کہ بعد میں
میں مکہ میں آئے جناب امیر تعمیل ارشاد کر کے حضرت کو ڈھونڈ رہے ہوں مدینہ کو چلے رات کو چلا کرتے
تھے اور دن ہونے ہو ہی چپ رہا کرتے تھے جب مدینہ میں پہنچو حضرت نے انکے پہنچنے کی خبر سنی تو گور
کو حکم دیا علی کو میرے پاس بلاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ چل نہیں سکتے حضرت خود بدولت انکو
پس تشریف لیگئے اور انکے پاؤں میں ورم اور خون ٹپکتا ہوا دیکھ کر حضرت نے اپنے لعاب دہن مبارک
کو ہاتھوں پر ملا اور انکے پاؤں پر مس کیا اور انکے لیے عافیت کی دعا مانگی انکے پاؤں بالکل اچھے ہو گئے
پھر انکے شہید ہونے تک کبھی نہ دیکھے ۔

جناب امیر کا گرمی اور سہری کی انڈیا سے محفوظ بنانا

عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال كان علي يخرج في الشتاء في ازار ورداء مخيفين وفي الصيف في القبا
المحفوف والثوب الثقيل فقال الناس لو قلت لا بيبك لانه يبرمعه فسالت ابي فقلت ان الناس قد

براؤ امرہ المؤمنین شیئا استکبرہ قال وماذا قلت يخرج في الحر الشديد في القباء المحفوف
 والثوب الثقيل ولا يبال لك ويخرج في البرد الشديد في الثوبين الخفيفين ولا يبال لك فهل
 معتن من ذلك شيئا فقد امر في ان اسالك ان تساله اذا تيمر عنده فتمر عنده فقال يا امير المؤمنين
 الناس قد تفقدوا منك شيئا قال فما هو قال يخرج في الحر الشديد في القباء المحفوف والثوب
 الثقيل ويخرج في البرد الشديد في الثوبين الخفيفين وفي الملائين ولا يتأله ذلك ولا
 تقى برد اقال او ما كنت معنأيا ابا عبد الله فقال بل الله كنت معك قال فان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم بعث ابا بكر فاسار بالمسلمين فاعظمهم حجة رجلا اليه وبعث عمر فاعظمهم بالناس حتى انتهى
 اليه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عطين الراية رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله
 يفتح الله له ليس بفارس فارس الفدا على فاتيته وانا اريد لا اجز شيئا ثقيل في عيني
 قال اللهم اذهب عني الحر والبرد فما اخاف بعدا حرو ولا بردا اخرج جاحدا والزار وابن
 جبري صححه باختلاف يسير) عبد الرحمن بن ابي ليلى نقل كرتا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام جاڑ کے پکے فوند
 میں صرف تہ بند اور چادر ہلکی ہلکی میں نکلا کرتے تھے اور گرمی کے دنوں میں ربوئی کی بہرتی کے کپڑے
 او سوٹے کپڑے پہنا کرتے تھے لوگوں نے مجھ کو کہا کہ اگر تو اپنے والد کو کہے کیونکہ وہ جناب امیر کو بائین
 بیان کرتے ہیں وہ ان سے پوچھیں میں نے اپنے والد کو کہا اکثر لوگوں نے جناب امیر سے ایک ایسی بات
 دیکھی ہے جو ان کی نگاہ میں انکو اجنبی نہیں لگتی وہ کہنے لگے وہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا جناب امیر سخت
 گرمی کے دنوں میں بہرتی کے موٹے کپڑے پہن کر نکلتے ہیں اور پروانہ میں کرتے اور سخت سردی کو
 دنوں میں نہایت ہلکے کپڑے پہنتے ہیں اور کچھ ہی پروانہ میں کرتے اور سردی سے نہیں ڈرتے
 لوگوں نے مجھ کو کہا ہے کہ آپ دوستان بیان کرنے ہوئے جناب امیر سے اسکا سبب پوچھیں پھر
 وہ جبکہ جناب امیر کو بائین سنانے لگے تو عرض کیا یا امیر المؤمنین لوگ آپ کی ایک بات کی ذکوہیز
 ہو بچتے جناب امیر نے فرمایا وہ کیا ہے میرا والد نے کہا آپ موسم گرما میں موٹے اور بہاری کپڑے پہنتے
 ہیں اور سردی میں ہلکے کپڑے دو کپڑوں میں نکلتے ہیں اور سردی کی پروانہ میں کرتے۔ فرمانے لگے
 اے ابا لیلى کیا خیر میں تو بہار کو ساتھ نہیں تھا میرا باپ کہنے لگا میں آپ کے ساتھ موجود تھا جناب
 امیر نے فرمایا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علم دیکر خیر کے فتح کرنے
 کے لیے بھیجا اور وہ شکست کھا کر واپس ہوا اے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ بھی نہریت کھا کر
 لوٹ آئے حضرت نے فرمایا البتہ ہم یہ علم ایسے شخص کو دینگے جو امداد اور اسکے رسول کی محبت رکھتا ہو

اور امیر اور اسکا رسول سے پیار کرتے ہیں وہ بہانے والے نہیں ہیں حضرت مجھے بلوایا۔ میں حضرت کی خدمت میں ایسے حال میں پہنچا کہ میری آنکھیں دکھ رہی تھیں قریب تھا کہ مجھے کچھ نہ سوچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار اس سے گرمی اور سردی کی ابتلا سے ہٹا کر اس کے بعد مجھے گرمی اور سردی نے نہیں ستایا۔

جناب امیر کی دس خصوصیات

عن عمر بن مہمون قال انی لجالس الی ابن عباس فاتاہ لتعتر رھط فقالوا اما ان تقعم معنا واما ان تخلون بھولا وھو یومئذ یھبط فیل ان یعمی قال انا اقوم معکم فتحد ثوا فلا ادری ما قالوا فجاء فھو ینفض ثوبہ ویقول اف وقت یقعون فی الرجل لہ عشر وتعو فی رجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یعتن رجل بحیابہ ورسولہ وحیبا اللہ ورسولہ لا یخترہ اللہ ابدا فاشرف من استشرف فقال ابن علی ہو فی الرجا یطعن قال وما کان احدکم لیطعن من قبلہ فدعاہ وھو ارمدا ما کان یبصر ففتفت فی عینہ شہر الرایۃ ثلاثا فدفعھا الیہ فجاء بصغیۃ بنت حمی وبعث ابابکر بسورۃ التوبۃ وبعث علیا خلفہ فاخذھا منہ وقال لا ینہی عن الاقدام من اھل بیتی ھو منی وانا منہ وھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسین علیا وفاطمة فمد علیہم ثوبا فقال اللھم ھولاء اھل بیتی وخاصتی فاذهب عنہم الرجس وطرھم طھرما وکان اول من اسلم من الناس بعد خلد یجتہ ولبس ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھم یحسبون انہ نبی اللہ فجاء ابو بکر فقال یا نبی اللہ فقال علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد ذھب نحو یرمہون فاتبعہ فدخل معہ للغار فکاذ المشرکون یرمون علیا حتی اصبر وخرج بالناس فی غزوة تبوک فقال علی اخرج معک فقال فکی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلتہ ہارون من موس الا انک لست بنبی ثم قال انت ولی فی کل مؤمن من بعدک قال وسدا بواب المسجد غیر باب علی قال وکان یدخل المسجد وھو جنب وھو طریقہ ولیس لہ طریق غیرہ قال من کنت ولیہ فلی ولیہ راخرجه احمد والنسائی وھو رطلہ و ابو یعلی والحاکم والخوارزمی وابن عساکر وابی یوسف الکنی فی کفایتہ الطالب حبیب الطبری فی الرایض النضرۃ والسیوط فی الجمع الجوامع) یحیی بن عروہ اور عمرو بن مہمون سے مروی ہے کہ میں ان کے ذہن میں ابن عباس سے اپنے آپ کو ہٹاتا کہ نواذی آئے اور ابن عباس سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے گا ساتھ چلو اور چاہو ان لوگوں کی خدمت میں بیٹھو ان دنوں ابن عباس تندرست تھے انکی آنکھیں نہیں لگی تھیں انہ

جناب امیر حسن کے سب سے تین اہم خصوصیتیں تھیں جن کو حضرت صلعم علیہ السلام نے ہمیں بتایا

عزابی لکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قال لعل انیت ثلثا لم یوتھن احد ولا انا۔ او تبت صھرا مثلی ولم اوقر
انا مثله و او تبت ذو حبت مثلی مثل ابنتی ولم اوت مثلاً زوجة و او تبت الحسن والحسین من صلبك ولم
اوت من صلبہ مثلاً و لکنکم منی وانا منکم راخرہ ابو سعید شریف النبی واللہ علی فی فخرہ و سہ الاخبار
والامام علی الرضا فی مسندہ) ابو الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو
تجھے تین ایسی باتیں دیکھیں ہیں کہ کسی ایک کو نہیں دی گئیں اور تجھ پر ہی نہیں دیکھیں۔ تجھے محبوبہ سحر دیا گیا
ہے اور تجھے محبوبہ سحر نہیں دیا گیا تجھے میری بیٹی جیسی حدیقہ زوجہ ملی ہے اور تجھ پر ویسی زوجہ نہیں ملی۔ اور
حسن اور حسین جیسے بیٹے قیری پشت سے تجھے دیے گئے ہیں کہ میری پشت سے تجھے ایسے نہیں دیے گئے لیکن
تم میری ہو اور میں تمہارا ہوں۔

جناب امیر کی چار خصوصیتیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لعل اربع خصائص لیس لک احد غیرہ ہوا اول عربی و عجمی صلی اللہ علیہ وسلم مع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و ہوا لک کان لواءہ معہ فکل زحف و ہوا لک صبر مع یوم فرعون غیرہ و ہوا لک غسلہ و
ادخلہ فی قبرہ راخرہ احمد وابو عمر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب امیر کی چار خصوصیتیں ایسی
ہیں کہ کسی کی نہیں ہیں وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ
ہیں کہ حضرت کو تمام جہادوں میں حضرت کا علم انہیں کے ہاتھ میں رہا ہے اور وہ وہ ہیں کہ جو اس وز کے حضرت
کے پاس سے سب لوگ ہٹا گئے اور وہ حضرت کے ساتھ صبر کیے ہوئے احد کے مقام میں ڈٹے رہے اور وہ
ہیں کہ جنہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

جناب امیر کی پانچ خصوصیتیں

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اعطیت فی علی خمساً ہوا لک من اللہ
وما فیہا اما واحدة فہو تکائی بین یدک اللہ عز وجل حتی افرغ من الحساب و اما الثانية فلواد الحمد لیس
اسم من ولد نوحہ و اما الثالثة فواقف علی عقر حوضی یسقی من امقی و اما الرابعة فساتر عورہ
و مسلم الی رب عز وجل و اما الخامسة فلست اخشے ان یرجم زانیاً بعدا حقاً ولا کافراً بعد ایمان راخرہ

احمد) الامام عیسیٰ رضی اللہ عنہ و مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے علی کو پانچ باتیں عطا ہوئی ہیں کہ میری نزدیک وہ دنیا و مافیہا سے بہت محبوب ہیں اول کہ قیامت کے روز وہ میرا مکیہ ہوگا چہنگ کہ میں حساب و خارج ہو جاؤں۔ دوم لو ارالحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اسکے علم کے نچر ہونگے۔ سوم وہ میرے حوض کے اوپر کھڑا ہوگا جسکو میری امت سے پہچانیکا اسکے پانی پائیکا۔ چارم میرے مرنیکے بعد میرا پر و مدار ہوگا اور مجھے میرے پروردگار کے سپرد کر لیکا۔ پنجم مجھے ہلکی نسبت پر خوف نغین ہے کہ وہ پارسا ہونیکے بعد زنا کا مرتکب ہو اور ایمان لانیکے بعد یہ کافر ہو۔

آنحضرت کا جناب ابیہر سے ایسے متر عہد کرنے جو کسی سے نہیں کیے

عن ابن عباس قال کنا نحدث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعت عہدا لہ بعد الی غیر راجع ابو نعیم فی الحلیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے متر عہد ایسے کیے ہیں جو انکے سوا دوسرے نہیں کیے

جناب امیر کی اٹھارہ منقبتیں ایسی تھیں جو اور کسی میں نہیں بنیں

عن ابن عباس قال کانت لعلی ثمان عشر منقبتا ما کانت لاحد من هذه الامة راخو حہ الطیرانی و ابن حجر فی الصواعق المحرقة ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر کی اٹھارہ منقبتیں ایسی ہیں کہ اس امت کے کسی ایک کی نہیں ہیں

خاتمہ

خدا کی بے نیاز کا شکر ہے جس نے اپنے حقیر بندے کے ہاتھ سے اس عظیم الشان کام کو آج ایسے مبارک دن عطا کر دیا ہے میں انجام کو پہنچایا ہے کہ جس سعادت بہرے دن اور زمین و مین خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام کو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور اپنے نبی مرسل ابن مریم رسول اللہ کو اپنی طرف اٹھالیا۔ یہ وہی مصداق المبارک کا مینا اور ستر مہوین تاسیخ ہے حسین جناب یوسف بن نون جوی ہوسی اور سید رسولی علی علیہ السلام نے شریعت شہادت نوش کیا ہے میں اپنے محیبالہ حیات قاضی الحاجات رب الارباب کی جنابینہ ہودا ماتحتا ہوں کہ اس شاقہ کے وسیلہ سے وہ مجھ اور میرے اہل عیال کو دنیاوی و دینی شادستی اور منظرہ قبر اور روزخ کی آنچ سے بچا کر اپنے دیار کی نعمت چکائی اور کسی دشمن کی شقاوت انھیں بچا کر اور سانی کو فر کے ہاتھ سے شہر لٹا دینے آمین ثم آمین